بزمِ اولیاء
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
امام عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ
۶۷۸ھ / ۷۶۸ھ
ترجمہ
علامہ بدر القادری مدظلہ العالی
شبیر برادرز
اردو بازار ۔ لاہور

روض الریاحین

بزم اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام عبداللہ بن اسعد یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

۶۶۸ھ / ۷۶۸ھ

ترجمہ

علامہ بدر القادری مدظلہ العالی (ہالینڈ)

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

ناشر	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	اگست 2007ء / رجب المرجب 1428ھ
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور
قیمت	روپے

فہرست بزمِ اولیا

تقدیم وتعارف

از- حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور' رکن المجمع الاسلامی مبارک پور

المجمع الاسلامی کے لیے یہ امر باعث فخر وسعادت ہے کہ مولانا بدر القادری رکن المجمع الاسلامی کے قلم سے علامہ جلیل عفیف الدین عبداللہ بن اسعد یافعی (۶۷۸ھ/۷۶۸ھ) کی معتبر ومستند اور مشہور آفاق کتاب ''روض الریاحین فی حکایات الصالحین'' کا دلکش ترجمہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

یقیناً صالحین کے واقعات وحالات میں اہل نظر کے لیے بڑی ہی عبرت وبصیرت کا سامان ہوتا ہے ان سے دلوں کو روشنی' روحوں کو تازگی اور فکر ونظر کو بالیدگی ملتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں اور اسرار وحکم اور شرائع وقوانین کی عقدہ کشائی کی ہے وہیں انبیائے سابقین اور اقوام ماضیہ کے حالات وواقعات بھی بڑی اثر انگیز اور فیاضی سے بیان کئے ہیں اور ہمارے لئے انہیں سامان عبرت وبصیرت قرار دیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

(۱) لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ط (ت ۱۱۱ یوسف پ ۱۳)

''بیشک ان کے واقعات میں اہل عقل کے لیے عبرت ہے۔''

(۲) آیات ربانیہ کی تکذیب کرنے والوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ○ (ت ۱۷۶ اعراف پ ۹)

''وہ ان لوگوں کا حال ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تو واقعات سنا دو تاکہ یہ غور کریں۔''

(۳) فرعون کی سرکشی اور دعوائے الوہیت بتانے کے بعد فرمان ہے۔

فَأَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ○ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَخْشَىٰ

''تو خدا نے اسے دنیا وآخرت کی عبرت ناک سزا میں گرفتار کیا یقیناً اس سے خوف والوں کی

(النبا: ۲۵-۲۶) آنکھیں کھلتی ہیں۔

(۴) انبیائے کرام کے واقعات کو ثبات قلب کا ذریعہ بتایا گیا اور ان کی خبروں پر مشتمل آیات قرآنیہ کو نصیحت اور موعظت بتایا گیا۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۱۲۰ ہود پ ۱۲)

اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارے دل کو ثبات بخشیں اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور اہل ایمان کے لیے پند و نصیحت۔

(۵) رب کریم نے اپنے خاص بندوں پر انعامات فرمائے ہیں اور انہیں ابتلاء و آزمائش سے بھی گزارا ہے اور پھر اس کے ثمرات و فوائد بھی دنیا و آخرت میں رکھے ہیں۔ اسی طرح سرکش اور نافرمان قوموں کو تباہی و بربادی سے بھی دوچار کیا ہے اور ان کی حالت زار کو بھی سامان عبرت و نصیحت قرار دیا ہے ایسی قوموں کی ہلاکت کے تذکرے کے بعد فرمان ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝

(۳۶ ق ۳۷- پ ۲۶)

یقیناً اس میں اس کے لیے نصیحت ہے جو دل رکھتا ہو یا متوجہ ہو کر کان لگائے۔

(۶) درج ذیل آیات کریمہ ملاحظہ ہوں جن میں دعوت عبرت کے ساتھ اس مسلک اولیاء کی پوری ہدایت بھی موجود ہے جس کے دلکش مناظر اس کتاب کے ورق ورق پر جلوہ گر نظر آئیں گے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ۝ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ

ان دو گروہوں میں جو برسرپیکار ہوئے تمہارے لیے نشانی تھی ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے اور دوسرا کافر کہ انہیں بچشم سر اپنے سے دونا دیکھ رہا ہے اور اللہ اپنی مدد سے جسے چاہتا ہے قوت دیتا ہے۔ یقیناً اس میں اہل بصیرت کے لیے عبرت ہے۔ لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت آراستہ کی گئی عورتیں اور بیٹے اور نیچے اوپر لگے ہوئے سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان زدہ گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ دنیاوی زندگی کا

وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ط لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ م بِالْعِبَادِ ○ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ○

سرمایہ ہے اور اللہ ہے جس کے پاس عمدہ ٹھکانا ہے۔ تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں؟ پرہیز گاروں کے لئے ان کے ربّ کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور پاک بیویاں اور اللہ کی خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے' صبر والے اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور پچھلے پہر میں معافی مانگنے والے۔

آیات بالا سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں ذکر شدہ گزشتہ امتوں کے واقعات ہمارے لیے درس عبرت اور باعث نصیحت ہیں اور یہ قرآن کا عظیم مقصد ہے' ان واقعات کو ذکر فرمانے کا بلاشبہ امت محمدیہ (علٰی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ) وہ بہترین امت ہے جو لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ظاہر ہوئی ممکن نہیں کہ اس کا دامن عبرت و موعظت کے ان آبدار موتیوں سے خالی ہو' اس میں جہاں ظاہری علوم وفنون کے تاجدار صنعت وحرفت کے ماہرین اور سیاست و جہاں بانی کے شناور پیدا ہوئے وہیں علم باطن کے رمز شناس' قلب و روح کے معالج' حکمت ومعرفت کے امام' ربانی اسرار وحقائق کے امین اور خلق کا رشتہ خالق سے مربوط ومضبوط کرنے والے عارفین واصلین بھی پیدا ہوئے۔

ان کی حیات کا لمحہ لمحہ اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتا ہے ان کی حکمرانی بحر وبر پر نظر آتی ہے وہ بے سروسامان ہوتے ہوئے بھی منٹوں میں کسی کو تاج شاہی سے سرفراز کرتے ہیں۔ کسی کو تختہ دار پر پہنچاتے ہیں اقلیم دل کی فرماں روائی ان کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ بڑے بڑے جبار ومغرور بھی ان کے آستانے پر لرزتے کانپتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور ناچار یہ اعتراف بھی کرتے ہیں کہ اصل حکومت آپ کی ہے۔

ان کی زندگی کا عجیب پہلو یہ ہے کہ آخرت کی رعنائیاں' جنت کی بہاریں' عقبٰی کی مسرتیں اور

حسن حقیقی کے دیدار کی لذتیں ان کے قلب ونگاہ میں نہ صرف تصور وتخیل بلکہ مشاہدہ اور چشم دید مناظر وواقعات کے ناقابل شکست یقین محکم کی حد تک بسی ہوئی ہیں۔ ظاہری نگاہوں کو ظلمت شب کا پردہ چاک ہونے کے بعد خورشید عالم تاب کے ضیا بار ہونے کا جو یقین ہو سکتا ہے اسی قدر یا اس سے زیادہ ان محرمان راز اور عارفان ذات کو اس دلفریب دنیا کے زوال اور اس عالم جاوداں کے قرار ثبات کا یقین ہوتا ہے اور اس جہان باقی کی آبادکاری کے لیے وہ اسی طرح منہمک نظر آتے ہیں، جیسے ظاہر شناس انسان اس دنیائے فانی کی آبادکاری کے لیے ہر لحہ بے قرار نظر آتا ہے اور اس یقین سے ہر آن بے تاب نظر آتا ہے کہ اگر میں نے ذرا بھی غفلت کی تو اپنے ہمسروں سے بہت پیچھے ہو جاؤں گا تھوڑی سے چوک ہوئی تو میرا متوقع نفع خسارے میں تبدیل ہو جائے گا ذرا لاپرواہی ہوئی تو آسائش حیات مکدر ہو جائے گی فکر ونظر نے خطا کی تو حکومت وقیادت کی باگ دوڑ ہاتھ سے چھن جائے گی، سعی پیہم اور جہد شب وروز میں معمولی کوتاہی نے راہ پائی تو ہمیشہ کی پستی اور اپنے ہم چشموں کے سامنے ذلت وخواری کا مزہ چکھنا پڑے گا، علم وفن کے اشہب برق رفتار کی لگام ذرا ڈھیلی ہوئی تو برقی توانائیوں کی چکاچوند مدھم پڑ جائے گی اور بزم زمین کی آرائشوں میں بڑا فتور آجائے گا۔ یہ دنیا ظاہر کے وہ یقینیات ہیں جن کے بل پر اس کی ساری چہل پہل کا وجود ہے اور ان ہی سے اسکی ساری بہاریں قائم ہیں ان یقینیات سے سارے عقلائے روزگار کا وجود سرشار ہے اور وہ ان سے انحراف کو جنون وبے عقلی، کوتاہ بینی وناعاقبت اندیشی کے سوا دوسرا کوئی نام دینے کو تیار ہی نہ ہوں گے۔

یہ وہ طرز فکر ہے جس سے آخرت کو ماننے والے اکثر افراد عالم بھی بچ نہیں سکتے۔ فرق یہ ہے کہ ان میں حن کو نور آخرت اور دانش یزدانی کا حصہ حاصل ہے وہ اپنی دنیاوی تگ ودو میں فکر آخرت کو بھی ساتھ رکھتے ہیں اور ان میں جنہیں کچھ اور زیادہ حصہ ملا ہے وہ ان ساری کوششوں کو اس دین کی سربلندی کے ارادے سے وقف کرتے ہیں جسے پوری زمین میں عام کرنے اور اس کا کلمہ بلند رکھنے کی ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ مسبب الاسباب کو کارساز جانتے اور اس کی رضا کو اصل مقصود بناتے ہوئے اسباب کا سہارا لینا اور وسائل وذرائع کو عمل میں لانا بھی وہ درمیانی راہ ہے جس پر اکثر اہل دین کاربند ہوئے اور عام حالات میں اکثر انبیائے کرام نے بھی محض عامہ امت کی آسانی اور اس کے لیے اتباع واقتداء کی سہولت کی خاطر اسی راہ کو اپنایا اگر چہ وہ سبھی کلیتہً ترک دنیا اور تجرد کی راہ اپنانے پر بلاشبہ قادر تھے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اسے عملاً اپنا کر بھی دکھا دیا۔

مگر انبیائے کرام اور سیّد الانبیاء علیہ وعلیہم السلام سے ہر لمحہ اکتساب قوت وفیض کرتے والے متبعین میں ہی ایسے بلند حوصلہ اور عالی نظر افراد بھی پیدا ہوئے جنھوں نے صرف مسبب الاسباب سے کام رکھا اور صرف اس کی ذات کو اپنا مقصود بنایا ان کے سامنے صرف آخرت ہی آخرت ہے انہیں یقین ہے کہ دنیاوی علائق وروابط اور لذت وآسائش میں منہمک ہوئے تو ہماری ابدی زندگی ویران ہو جائے گی وہ زندگی جس کا ایک دن یہاں کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ سوسالہ زندگی کی رعنائیوں لذتوں اور آسائشوں میں پھنس کر اس حیات دائمی کو بے رونق وبے کیف بنانا یقیناً بے عقلی اور جنون ہے فکر آخرت نے انہیں ایسا بے تاب وسیماب صفت بنا رکھا ہے کہ انہیں نہ یہاں کے فانی ایوان وقصور بھاتے ہیں، نہ سیم وزر کی کھنک انہیں فریفتہ کرتی ہے اور نہ عیش وتنعم کے یہ ہزار ہا ہزار میل میں پھیلے ہوئے مظاہر انہیں اپنی جانب مائل کرتے ہیں، دراصل وہ ان ایوانوں سے زیادہ پرشکوہ اور پرکیف ایوان وقصور دیکھ چکے ہیں جن پر کبھی گردش ایام اثر انداز نہیں ہو سکتی، جن کے مکینوں میں کسی سائے کے مکینوں کی طرح آئے دن تبدیلی نہیں ہوتی جن کی آسائشوں میں کسی رنج وغم اور خوف وخطر کی آمیزش نہیں ہوتی بلکہ ان میں عارفان حق اور عاشقان ذات کی ہمتیں تو شوق بہشت اور خوف نار سے بھی بالاتر ہیں ان کے لیے جمال حقیقی اور حسن ازلی کے دیدار کے سوا کوئی لامحدود اور لافانی کیف وسرور بھی سکون بخش نہیں وہ اسے چھوڑ کر جنت لینے کو بھی تیار نہیں اس فانی دنیائے دوں میں الجھنا کیا جانیں۔

بلاشبہ ان کے حالات وواقعات میں ہمارے لیے درس عبرت ہے ان کے اسرار وافکار میں ہمارے لیے سامان بصیرت ہے ان کے حقائق ومعارف میں ہمارے لیے گنجینہ حکمت ہے اگر ہم ان کے قدم بہ قدم نہیں چل سکتے تو اپنی نیتوں اور اپنے معاملات کی دنیا تو سنوار سکتے ہیں۔ مولائے حقیقی کی ناراضگی مول لے کر اپنے نفس کی خوشنودی کے سودوں سے تو باز رہ سکتے ہیں' آخرت کا خسارہ سہہ کر دنیا کا نفع کمانا تو چھوڑ سکتے ہیں' حلال وحرام کی تمیز' آخرت کے سود وزیاں اور رب قدیر کے غضب ورضا سے بے نیاز ہو کر محض دنیائے دنی کی خوش نما لذت وآسائش' سرمایہ فانی کے نفع وضرر اور خواہش نفس کی رضا مندی وناراضی میں سرگردانی کا وطیرہ تو ترک کر سکتے ہیں اور کم از کم اس درمیانی راہ پر تو چل سکتے ہیں جس میں فکر دنیا کے ساتھ آخرت سے بے فکری نہ ہو' آبادی دنیا کی دھن میں عقبیٰ کی ویرانی نہ ہو' لذت نفس کی فراہمی میں احکام مولا سے روگردانی نہ ہو' مومن اگر صرف آخرت کا نہیں بنتا تو صرف دنیا کا بن کر بھی نہیں رہ سکتا ہاں کافر کے لیے یہ راہ بہت کشادہ ہے' اس کی

جنت یہی ہے' اس کا سب کچھ یہیں ہے' مومن اگر ان عرفاء کے قدم بہ قدم نہیں چل سکتا تو ان سفہاء کے قدم بہ قدم چلنے کی بھی فکر نہ کرے اور کم از کم وہ راہ اپنائے جو دونوں کے درمیان ہو یہ راہ اگرچہ ان خاصان خدا کے جادہ بلند سے کمتر ہو مگر ان نادانوں کی ڈگر سے برتر و بہتر ضرور ہو گی۔

کتاب

روض الریاحین فی حکایات الصالحین (واقعات صالحین میں گلوں کے چمنستان)

کا لقب ''نزھته العیون النواظر وتحفة القلوب الحواضر فی حکایات الصالحین والاولیاء والاکابر'' ہے۔ یعنی ''صالحین' اولیاء اور اکابر کے واقعات میں بینا آنکھوں کا سامان' فرحت اور حضوری والے دلوں کا تحفہ۔''

اس کتاب کے شروع میں قرآن وحدیث اور آثار سلف سے فقر و فقراء اور اولیاء کے فضائل وکرامات اولیاء کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے جس سے مصنف کے رسوخ علم کا اندازہ ہوتا ہے پھر اصل کتاب شروع ہوتی ہے جو عام صالحین' درمیانی درجے کے اولیاء اور بلند مرتبہ اکابر عرفاء سبھی کے منتخب واقعات پر مشتمل ہے۔ مصنف نے اس میدان کی معتبر کتابوں اور مستند رجال کو اپنا ماخذ بنایا ہے۔ تعبیرات اور بیان حالات میں ان کے قلم پر شروع سے آخر تک علم وعرفان کی گرفت مضبوط نظر آتی ہے۔ ان کا شعری ذوق بھی بڑا بلند ہے کثرت سے اشعار بھی درج کتاب فرمائے ہیں اور خود ان کے اشعار کی بھی وافر مقدار شامل کتاب ہے۔

ان واقعات میں جو کیف ولذت مستور ہے' ان کا لطف اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب حضور قلب اور اکتساب فیض کے ارادے سے ان کا مطالعہ کیا جائے یقیناً ان میں روح کی بالیدگی' یقین کی پختگی اور ایمان کی ترقی و مضبوطی کا کافی سامان موجود ہے۔ مصنف نے نمبروار پانچ سو حکایات تحریر فرمائی ہیں اور بعض نمبروں کے تحت کسی خاص مناسبت کی وجہ سے ضمناً متعدد واقعات ثبت فرمائے ہیں۔

آخر میں حضرت مصنف نے بعض واقعات پر بعض علمائے ظاہر کے اعتراضات کا شافی جواب رقم فرمایا ہے پھر ذات وصفات سے متعلق عقائد اولیاء' امام ابوالقاسم قشیری کے رسالے سے مختصراً نقل کیے ہیں اور یہ دکھایا ہے کہ اولیائے کرام اس باب میں بھی جادہ تحقیق پر گامزن ہیں اور ہر بدعت وضلالت سے دور و نفور ہیں۔

اس کے بعد چار قصیدے درج فرمائے ہیں۔ پہلا قصیدہ مدح اولیاء میں' دوسرا قصیدہ باعمل اور

متبع سنت علماء کی مدح میں، تیسرا قصیدہ اقسام اولیاء کے ذکر میں، چوتھا قصیدہ عام مومنین کے لحاظ سے جنت کی تشویق اور دوزخ سے تخویف میں۔

اس کی تذییل میں آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ بھی ذکر فرمائی ہیں تا کہ مزید شوق وطلب اور کمال یقین کا ذریعہ ہوسکیں آخر میں پانچواں قصیدہ سیّد الابرار رسول مختار، حبیب کردگار، علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مدح میں۔

کتاب میں جو واقعات تحریر کیے گئے ہیں ان میں سوانح نگاری کا طرز نہیں کہ کسی ایک بزرگ کا نام لکھ کر ان کے حالات وواقعات پھر دوسرے کے حالات وواقعات یکجا کر دیئے گئے ہوں نہ ہی یہ طریقہ ہے کہ ایک دور کے اولیاء اور ہم عصر بزرگوں کے حالات الگ الگ بیان کرنے کا التزام ہو نہ ہی یہ کہ ایک شہر یا ملک کے صالحین کے احوال جمع کیے گئے ہوں بلکہ انداز نگارش میں عام موعظت اور عبرت انگیزی کا عنصر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس لیے مختلف ادوار وبلاد کے اولیاء کے چیدہ چیدہ واقعات کچھ تسلسل کے ساتھ درج کیے گئے ہیں تاہم ان میں بھی کچھ ترتیب کارفرما ہے مثلاً یہ کہ ۱۔ بہت سی صالح خواتین اور مجاہدہ کیش عارفات کے احوال ایک جگہ زیادہ مقدار میں جمع ہیں۔ ۲۔ بہت سے غلام عرفاء کے واقعات ایک جگہ۔ ۳۔ باندیوں کے حالات ایک جگہ۔ ۴۔ ایسے ہی کمسن اور خردسال عارفوں کی حکایات۔ ۵۔ مجاہدہ کیش اور شوق وعرفان سے لبریز جوانوں کے مناظر۔ ۶۔ مشتاقان حور وقصور اور طالبان جنت کی حکایات۔ ۷۔ عالم برزخ اور منزل قبر کی حکایات۔ ۸۔ بے ثباتی دنیا، عشرت ناپائیدار اور عیش کیش دولت مندوں، بادشاہوں کے لق ودق محلوں کی ویرانی کے مناظر۔ ۹۔ مجذوبوں کے حالات۔ ۱۰۔ طالبان ذات، عاشقان جمال لایزال اور اکابر اہل عرفان کے اخبار وافکار۔

مصنف کا مقصد یہ نہیں کہ کسی ایک دور یا چند ادوار کسی شہر یا بلاد کسی طبقہ یا طبقات کی زمانی تاریخ مرتب کی جائے اور فن تاریخ کا کوئی علمی شاہکار تصنیف کیا جائے بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو وہ خلوتیں اور جلوتیں دکھائی جائیں جو فکر آخرت اور ذکر حبیب کی لذتوں سے سرشار ہیں ان فرزانوں کی داستان سنائی جائے جن کے سامنے دنیا ایک بے ثبات اور ناپائیدار سائے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی جن کی نگاہوں میں منزل جاوداں کے پرکیف مناظر اسی طرح بسے ہوئے ہیں جیسے اہل دنیا کی نگاہوں میں یہ فناپذیر مناظر، بے ثبات رعنائیاں اور دل فریب عشرتیں چھائی ہوئی ہیں کہ نکالے نہیں نکلتیں ساتھ ہی ان مغرور اور فریب خوردہ نادانوں اور مجنونوں کا انجام بھی دکھایا جائے

جنہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ دنیا ہی دار البقا ہے اور چند روزہ زندگی کے لیے سج دھج ایسی اپنائی کہ گویا ہزار ہا ہزار سال رہنے کا سودا سر میں سمایا ہوا ہے' محلوں پر محل تیار ہو رہے ہیں سیم وزر کا ڈھیر لگ رہا ہے۔ خدم وحشم کا جم غفیر ہے۔ عیش وتنعم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے' سرور انگیز نغموں کی موجیں رواں ہیں۔ خم پر خم اور پیمانوں پر پیمانے چھلک رہے ہیں مگر چند دنوں میں ایسا سناٹا کہ ''ہو'' کا عالم ہے۔ ویرانی ہی ویرانی' تاریکی ہی تاریکی۔

حضرت مصنف قدس سرہ العزیز نے ان سچے واقعات سے غفلت شعار دلوں کی بیداری' مشتاق طبیعتوں کی شوق افزائی اور ''عاقبت اندیش'' قلوب کے حوصلے بلند سے بلند تر کرنے کو اپنا مطمح نظر بنایا ہے جس میں ان کا جذب دروں' اخلاق فزوں اور جوہر علم وقلم بھی پوری طرح کارفرما ہے یہی وجہ ہے کہ اہل دل اس کتاب کو صدیوں سے چراغ راہ اور حرز جاں بنائے ہوئے ہیں ہم بھی اس کتاب کے ذریعہ اولیاء کی صحبت میں کچھ دیر بیٹھ سکتے ہیں اور ان مجلسوں اور ان خلوتوں کا کچھ نظارہ کر سکتے ہیں جن کو دیکھنے کو اب نگاہیں ترستی ہیں' روحیں تڑپتی ہیں اور دل بے قرار ہیں۔

ترجمہ کتاب

ایسی عبرت انگیز کتاب کے ترجمے کے لیے ایک ایسے صاحب قلم کی ضرورت تھی جو خود دل درد مند رکھتا ہو' زبان وبیان کی باریکیوں اور پیچیدگیوں سے آشنا ہو اور قرطاس وقلم کا طویل تجربہ بھی رکھتا ہو۔ اس لحاظ سے برادر گرامی مولانا بدر القادری کی ذات اس کام کے لئے بہت موزوں ہوئی۔ میں نے ان کا ترجمہ اصل کتاب کے ساتھ مکمل پڑھا میں نے دیکھا کہ مترجم پر بھی وہی کیفیت طاری ہے جو ان واقعات کی روح میں جاری وساری نظر آتی ہے۔ طرز ادا کی شگفتگی بھی ہے' زبان کی سلاست وروانی بھی اور بیان کی دلکشی واثر انگیزی بھی' ان سب پر مستزاد یہ کہ شاعرانہ طبیعت بھی پائی ہے اور جا بجا اپنے اشعار سے بھی اس کیف کو تقسیم کیا ہے' جو واقعات کی زمین میں کارفرما ہے۔ کتاب میں حضرت مصنف قدس سرہ کا بھی یہ طرز ہے کہ بہت سے واقعات یا ان میں ذکر شدہ اشعار کی مناسبت سے اپنے اشعار بھی درج فرمائے ہیں جس سے نثر ونظم دونوں میں مصنف کا کمال عیاں ہے اردو زبان کے تعلق سے برادر مترجم زید فضلہ کے بارے میں قارئین کو علم ہوگا کہ نثر ونظم دونوں پر یکساں قدرت رکھتے ہیں اور غالباً نظم میں پہلے اور نثر میں اس کے بعد کیونکہ اوائل عمر ہی سے ان کے اشعار مشاعروں اور محفلوں کی زینت بننا شروع ہو گئے جب کہ نثر کو یہ مقام بہت بعد میں ملا اس خصوص پر نظر کی جائے تو ہمیں ترجمہ ''روض الریاحین'' کے لیے مولانا موصوف سے موزوں شخصیت ملنا بہت

85200

دشوار تھا۔

ترجمہ کا انداز کیا ہے اس سلسلے میں قدرے تفصیلی تعارف کرا دینا چاہتا ہوں تاکہ قارئین پر حقیقت واضح رہے اور وقت ضرورت طالبان تحقیق اصل کتاب کی طرف رجوع کر سکیں۔

ترجمہ کا مقصد یہ رکھا گیا ہے کہ قارئین تک وہ کیفیت منتقل کی جائے جو ان واقعات میں جلوہ فگن ہے۔ اس لیے بعض واقعات میں چند تمہیدی جملے بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔ کہیں کہیں ترتیب بھی بدل دی گئی ہے اور بعض واقعات حذف بھی کر دیئے گئے ہیں۔ حذف ہونے والے واقعات ایسے ہیں جن میں نتائج بہت مبہم نظر آتے ہیں یا اس موضوع کے سابقہ شاندار واقعات جو گزر چکے ہیں ان کے مقابلہ میں یہ زیادہ عبرت آموز نہیں رہ جاتے یا شعری مکالموں کی ایسی کثرت ہے جس کے لئے ان اشعار کو ہی سننا اور سمجھنا وہ کیفیت پیدا کر سکتا ہے جو ان واقعات سے مصنف کو مقصود ہے اور اردو داں قارئین کو ان سے کماحقہ لطف اندوز ہونا بہت مشکل ہے۔ ان سب کے باوجود ایسی ترجمانی نہیں کی گئی ہے جس سے واقعات کی صورت مسخ ہو جائے اور مصنف یا عبارت کا مقصود و مفہوم ہی بدل جائے۔ مزید توضیح کے لئے چند مختصر واقعات کی اصل عبارتیں، پھر ان کے لفظی ترجمے، پھر شامل کتاب ترجمے پیش خدمت ہیں۔

عبارت کتاب

الحکایۃ التاسعۃ عشرۃ عن عبداللّٰہ بن مھران رحمہ اللّٰہ تعالٰی ...... قال حج ھارون الرشید فوافی الکوفۃ، فاقام بھا ایامًا، ثم ضرب برالحبل، فخرج الناس، وخرج بھلول المجنون رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فیمن خرج، فجلس بالکناسۃ، والصبیان یوذونہ، ویعولون بہ، اذا قبلت ھوادج ھارون، فکف الصبیان عن الولوع بہ، فلما جاء ھارون نادی البھلول با علی صوتہ، یا امیر المؤمنین! یا امیر المؤمنین! فکشف ھارون السجاف بیدہ، وقال لبیک یا بھلول. لبیک یا بھلول، فقال: یا امیر المؤمنین! حدثنا ایمن بن نائل عن قدامۃ بن عبداللّٰہ العامری، قال رأیت النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم بمنٰی علی جمل وتحتہ رحل رث فلم یکن ضرب ولا طرد، ولا الیک الیک، وتواضعک فی سفرک ھذا یا امیر المؤمنین! خیر لک من تکبرک وتجبرک، فبکی ھارون حتی سقطت الدموع علی الارض، ثم قال یا بھلول زدنا یرحمک اللّٰہ تعالٰی، فقال:

ھب انک قد ملکت الارض طرًا	ودان لک العباد فکان ماذا
الیس غدًا مصیرک جوف قبرٍ	ویحثو التراب ھذا ثم ھذا

فبكي هارون، ثم قال احسنت يا بهلول، هل غيره قال، نعم يا امير المؤمنين رجل اتاه الله مالًا وجمالًا فانفق من ماله وعف في جماله، كتب في خالص ديوان الله تعالىٰ من الابرار، فقال احسنت يا بهلول مع الجائزة فقال اردد الجائزة على من اخذتها منه، فلا حاجة لي فيها، قال يا بهلول ان يكن عليك دين قضيناه فقال يا امير المؤمنين لا يقضي دين بدين، اردد الحق الى اهله، واقض دين نفسك من نفسك، فقال يا بهلول فنجرى عليك ما يكفيك، فرفع بهلول راسه الى السماء، ثم قال يا امير المؤمنين انا وانت من عباد الله، فمحال ان يذكرك و ينساني، فاسبل هارون السجاف ومضى۔

لفظی ترجمہ

انیسویں حکایت: حضرت عبداللہ بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہارون رشید حج کو نکلے تو کوفہ پہنچ کر وہاں چند دن قیام کیا پھر ناقوس رحلت بجا تو (جلوس شاہی کے نظارے کے لیے) لوگ باہر نکل پڑے۔ نکلنے والوں میں بہلول مجنون رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے یہ کوڑا کرکٹ کی جگہ آ بیٹھے بچے ان کو ستاتے اور ان سے لپٹے رہتے۔ اتنے میں ہارون رشید کے محمل اور اس کی سواریاں آ پہنچیں تو بچوں نے بہلول سے لگنا چھوڑ دیا۔

جب ہارون رشید آ گئے تو بہلول نے زور سے چلا کر پکارا ''امیر المؤمنین! امیر المؤمنین! ہارون نے محمل کا پردہ ہٹایا اور کہا ''لبیک بہلول! لبیک بہلول!'' بہلول نے کہا اے امیر المؤمنین! ہم سے ایمن بن نائل نے قدامہ بن عبداللہ عامری سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں ایک اونٹ پر اس حالت میں دیکھا کہ ان کے نیچے ایک بوسیدہ سا کجاوہ تھا' تو نہ مار پیٹ تھی نہ ہٹو بچو۔ امیر المؤمنین اس سفر میں آپ کی خاکساری' کبر ونخوت اور شان وشکوہ سے بہتر ہے۔ یہ سن کر ہارون رشید ایسا روئے کہ ان کے آنسو زمین پر گرنے لگے پھر کہا ''بہلول مزید فرمائیے' خدا آپ پر رحمت فرمائے۔'' بہلول نے کہا ''فرض کر لیجئے کہ آپ ساری روئے زمین کے مالک ہو گئے اور تمام بندے آپ کے تابع فرمان ہو گئے تو کیا ہوا؟ کیا کل آپ کا ٹھکانا قبر کا شکم نہ ہوگا جب کہ آپ کے اوپر یہ' پھر یہ' مٹی ڈالتا ہوگا؟''

اس پر ہارون رشید روئے' پھر کہا' بہت خوب کہا: بہلول! کچھ اور بھی ہے؟'' فرمایا ہاں اے امیر المؤمنین ایک شخص کو اللہ نے دولت اور حسن سے نوازا تو اس نے دولت راہ مولا میں خرچ کی اور حسن کے معاملہ میں پارسائی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ کے خاص دفتر میں ایسا شخص ابرار کی فہرست میں درج کر لیا جاتا ہے۔ ہارون نے کہا بہت خوب' اس کے ساتھ انعام بھی لو۔ بہلول نے کہا انعام تو اسی

کو واپس کر دیجئے جس سے لیا ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ کہا بہلول اگر آپ پر قرض ہو تو ہم ادا کر دیں؟ جواب دیا۔ ''امیر المؤمنین! دین سے دین ادا نہیں کیا جاتا' حق' حق دار کو واپس کیجئے اور خود اپنی ذات کا دین اپنے سے ادا کرائیے۔'' کہا: ''اے بہلول! آپ کے لئے ہم اتنا وظیفہ جاری کر دیتے ہیں جو آپ کے لئے کافی ہو؟'' اس پر بہلول نے آسمان کی طرف سر اٹھایا پھر یوں کہا: ''امیر المؤمنین! میں اور آپ دونوں ہی خدا کے بندے ہیں اور یہ محال ہے کہ آپ کو وہ یاد رکھے اور مجھے بھول جائے۔'' اس پر ہارون نے محمل کا پردہ گرایا اور آگے بڑھ گئے۔

شامل کتاب ترجمہ
بہلول دانا اور ہارون رشید

خلیفہ ہارون رشید ایک بار حج کرنے گئے' ان کے ہمراہ بغداد کے حاجیوں کا ایک بڑا قافلہ تھا واپسی کے وقت کوفہ میں ہارون رشید کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں حضرت بہلول دانا (مجذوب) کو بچے پریشان کر رہے تھے۔ خلیفہ کی سواری نزدیک پہنچی تو لڑکے دیکھ کر بھاگ گئے اور گلیوں میں چھپ گئے۔ ہارون رشید ایک شاندار اونٹنی پر ہودج پر سوار تھے۔ شاہی کروفر اردگرد تھا اور ہودج پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ حضرت بہلول نے دیکھا تو باآواز بلند پکارا: یا امیر المؤمنین! یا امیر المؤمنین! ہارون رشید نے ہودج کا پردہ ہٹایا اور کہا لبیک یا بہلول! حضرت بہلول! اے امیر المؤمنین! ہم سے ایمن بن نائل نے قدامہ بن عبداللہ عامری سے روایت کیا۔ قدامہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام منیٰ میں ایک ایسے اونٹ پر سوار دیکھا جس پر بوسیدہ کجاوہ تھا اور حضور کی سواری کے باعث نہ لوگوں میں بچو' نہ مار دھاڑ' لہٰذا اے امیر المؤمنین! آپ کے لئے تواضع اور انکساری' تکبر اور برتری جتانے سے بہتر ہے۔

خلیفہ ہارون رشید یہ سن کر رونے لگا اس کے اشکوں کے قطرات زمین پر گرے اور عرض کیا: ''اے بہلول! مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔'' انہوں نے دو شعر سنائے جن کا مفہوم یہ ہے۔

نعمت دہر پہ اے دوست نہ ہرگز اترا	عمر بھی ایک دیا ہے کہ جو بجھ جائے گا
لے کے میت جو چلا گور غریباں تو آج	بس اسی طرح تجھے کل کوئی پہنچائے گا

یہ سن کر خلیفہ اور رونے لگا اور مزید کہنے کی درخواست کی۔ حضرت بہلول ''امیر المؤمنین! جسے اللہ تعالیٰ مال و دولت اور حسن و جمال سے نوازے اور اپنی دولت راہ مولا میں خرچ کرے اور حسن و جمال کو حرام سے بچائے۔ دفتر مولا میں اس کا نام ابرار کی فہرست میں لکھا جائے گا'' خلیفہ: ''آپ نے نہایت قیمتی بات فرمائی اور انعام کے لائق کلام کیا'' حضرت بہلول: ''انعامی مال اسی کو واپس کر

دیں جس سے لیا ہے' مجھے ضرورت نہیں۔'' خلیفہ: ''اگر آپ کے ذمہ کوئی قرض ہو تو میں ادا کر دوں؟'' حضرت بہلول: ''دَین سے دَین کی ادائیگی کیا ہوگی؟ آپ حق داروں کا حق انہیں دیں اور اپنے نفس کا حق ادا کریں۔'' خلیفہ: ''اگر قبول کیجئے تو کچھ وظیفہ مقرر کر دوں؟'' حضرت بہلول: ''(آسمان کی طرف سر اٹھاتے ہوئے) امیر المؤمنین! ہم اور آپ دونوں اللہ ہی کے بندے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یاد رکھے اور مجھے فراموش کر جائے۔'' ہارون رشید نے یہ سن کر محمل کا پردہ گرا دیا اور سواری آگے روانہ ہوئی۔ (اس واقعہ کو حضرت عبداللہ بن مہران علیہ الرحمہ نے روایت کیا)

عبارت کتاب

الحکایة الثالثة عنه ایضاً رضی اللّٰه تعالٰی عنه ...... قال بینما اسیر فی بعض جبال بیت المقدس اذ سمعت صوتاً وهو یقول' ذهبت الألام عن ابدان الخدام ' ولهت بالطاعة عن الشراب والطعام' والفت ابدانهم طول القیام ' بین ایدی الملك العلام' قال رضی اللّٰه تعالٰی عنه فتبعت الصوت' فاذا بشاب امرد قد علا وجهه اصفرار یمیل مثل الغصن اذا امالته الریح' علیه شملة قد اتزربها ' واخریٰ قد اتشح بها ' فلما رأنی توارٰی عنی بالشجر' فقلت له ایها الغلام لیس الجفاء من اخلاق المؤمنین ' فکلمنی واوصنی فخر ساجد اللّٰه تعالٰی' وجعل یقول: هذا مقام من لاذبك واستجار بمعرفتك ' محبتك ' فیا اللّٰه القلوب' وما تحویه من جلال عظمتك ' احجبنی عن القاطعین لم ثم غاب عنی فلم اره ' رضی اللّٰه تعالٰی عنه

لفظی ترجمہ

تیسری حکایت ان ہی حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' فرماتے ہیں ''میں بیت المقدس کے ایک پہاڑ پر چل رہا تھا' اچانک ایک آواز سنائی دی' کوئی یوں کہہ رہا تھا' خدمت گزاروں کے جسم کی تکلیف دور ہوئی' وہ طاعت کی شیفتگی میں خورد ونوش سے بے پروا ہو گئے اور ان کے جسم کو بادشاہ علام کے حضور طول قیام کا انس مل گیا ہے۔''

حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں آواز کی سمت چلا۔ دیکھا کہ ایک بے ریش جوان ہے جس کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی ہے یوں لرزتا' ہلتا ہے جیسے تیز ہوا میں شاخ ہلے۔ جسم پر ایک کمبل ہے جسے تہبند بنا لیا ہے اور دوسرے کو اوڑھ رکھا ہے' وہ مجھے دیکھ کر درخت کی آڑ میں چھپ گیا میں نے کہا لڑکے! جفا و بے رخی مومن کی سیرت نہیں' مجھ سے ہم کلام ہو اور مجھے کچھ نصیحت کر' اس پر وہ خدا کے حضور سجدہ ریز ہو گیا اور یہ عرض کرنے لگا'' یہ اس کی جگہ ہے جس نے تیری پناہ لی۔ تیری معرفت کی امان میں

آیا، اور تیری محبت سے انس رکھا، تو اے دلوں کے معبود! اور دلوں میں موجود جلال وعظمت والے معبود! جو میرے اور تیرے درمیان قطع تعلق کریں ان سے تو مجھے روپوش رکھ۔" یہ کہہ کر میری نگاہوں سے ایسا غائب ہوا کہ پھر میں اسے دیکھ ہی نہ سکا۔ رضی اللہ عنہ

شامل کتاب ترجمہ

وہ جنہیں دامنِ محبوب چھپا لیتا ہے

بیت المقدس اور اس کی نواحی پہاڑیاں ہزاروں انبیائے کرام اور صاحبان باطن کے خروش روحانی سے معمور ہیں آج بھی اس سنگلاخ خطہ ارض کی خاک میں خوفِ خدا سے پگھلنے والے قلوب کی نزہت جاں فزا کا احساس ہوتا ہے، ایک بار حضرت ذوالنون مصری انہیں سنگ زاروں میں عشق وعرفان کے گل بوٹے چن رہے تھے کہ انہوں نے ایک آواز سنی جس کا مفہوم یہ تھا۔ "بندوں کے اجسام سے مصائب کی کلفتیں ڈھل گئیں، وہ طاعت ربانی میں کھو کر خورد ونوش سے بے نیاز ہو گئے اور ان کے پیکر جسمانی مالک حقیقی کے حضور قیام کی عادت سے آشنا ہو چکے۔"

حضرت ذوالنون نے اس آواز کا تعاقب کیا تو ایک نوجوان کو پایا جس کے رخسار پر ابھی جوانی کا غازہ بھی نمودار نہ ہوا تھا۔ نحیف بدن، زردی مائل، شاخ نازک کی طرح لچکتا قد، جسم پر دو چادروں کا لباس، آہٹ پا کر چھپنے لگا۔ حضرت ذوالنون نے آواز دی اس درجہ اظہار تنفر اور بد خلقی شان مومن کے خلاف ہے مجھ سے ہم کلام ہو اور مجھے کچھ نصیحت کر، یہ سن کر وہ سجدے میں گر کر مناجات کرنے لگا جس کا مفہوم یہ ہے۔ "اے اللہ یہ مقام اس شخص کا ہے جس نے تیرے ساتھ قرار پکڑا، تیری پناہ معرفت میں آیا، تیری محبت کا شیدا ہوا، تو اے مالک قلوب اور دلوں میں بسنے والے جلال وعظمت کے مالک، جو مجھے تجھ سے الگ کرنے والے ہیں تو مجھے ان سے پوشیدہ رکھ۔"

شیخ ذوالنون فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ

عبارت کتاب

ذی النون

الحکایة الثالثون عن ذی النون المصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال وصف لی رجل من اھل المعرفة فی جبل لکام، فقصدتہ، فسمعتہ یقول بصوت حزین فی بکاء وانین،

یا ذا الذی انس الفؤاد بذکرہ   انت الذی ما ان سواك ارید

تفنى الليالي والزمان باسرہٖ وهواك غض في الفؤاد جديد

قال ذوالنون: فتبعت الصوت ' فاذا بفتى حسن الوجه حسن الصوت ' وقد ذهبت تلك المحاسن' وبقيت رسومها ' نحيل قد اصفر واسترق وهو يشبه العله العيران ' فسلمت عليه ' فردّ على السلام وبقي شاخصًا يقول

اعميت عيني عن الدنيا وزينتها فانت والروح مني غير مفترق
اذا ذكرتك وافي مقلتي ارقٌ من اوّل الليل حتى مطلع الفلق
وما تطابقت الاحداق عن سنة الا رأيتك بين الجفن والحدق

ثم قال يا ذاالنون مالك و طلب المجانين ' قلت او مجنونٌ انت ؟ قال قد سمعت به' قلت مسئلة ' قال سل' قلت ما الذى حبب اليك الانفراد و قطعك عن الموانسين ' وهيمك في الاودية والجبال ؟ فقال حبى له هيمنى ' وشوقي اليه هيّجني ' ووجدى به افردني ' ثم قال يا ذاالنون ! اعجبك كلام المجانين ؟ قلت اِي والله ' واشجاني ' ثم غاب عني فلا ادرى اين ذهب رضى الله تعالىٰ عنه

لفظی ترجمہ

تیسویں حکایت' حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں مجھ سے جبل لکام میں رہنے والے ایک صاحب معرفت کا حال بیان کیا گیا۔ جس کے بعد میں نے اس سے ملنے کا قصد کیا' گیا تو وہ آہ و بکا اور درد بھری آواز میں یہ کہہ رہا تھا۔ ''اے وہ جس کی یاد سے دل کو الفت ہو چکی ہے' تو ہی وہ ہے جس کے سوا میرا کوئی مقصود نہیں' راتیں ختم ہو جائیں گی' سارا زمانہ فنا ہو جائے گا مگر تیری محبت دل میں تروتازہ رہے گی۔''

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں آواز کی سمت جا کر میں نے دیکھا تو ایک خوبرو خوش آواز نوجوان ہے جس کا حسن و جمال رخصت ہو چکا ہے اور نشانات باقی ہیں۔ دبلا قد' زرد رو' سوختہ صورت جیسے کوئی سرگرداں عاشق شیدا۔ میں نے سلام کیا' سلام کا جواب دیا اور آنکھیں پھاڑے یہ کہتا رہا۔ ''تو نے دنیا اور اس کی آرائش و زیبائش سے میری آنکھیں اندھی کر دیں' تو تیری ذات اور میری جان میں کبھی جدائی نہ ہو گی' جب تجھے یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں میں بے خوابی آ جاتی ہے جو اوّل شب سے طلوع تک قائم رہتی ہے اور نیند سے جب بھی آنکھیں بند ہوئیں۔ تجھے میں نے پتلیوں اور پلکوں میں دیکھ لیا ہے (اور آنکھیں بند ہوتے ہی تیرا دیدار نصیب ہوا) پھر اس نے کہا: ''اے ذوالنون! تمہیں مجنونوں کو ڈھونڈنے سے کیا غرض؟'' میں نے کہا: ''آپ کیا مجنون ہیں؟'' کہا: ''یہ تو سن ہی چکے ہو۔'' عرض کیا ''ایک سوال ہے؟''

فرمایا: "پوچھو۔ بتایئے وہ کون سی چیز ہے جس نے تنہائیوں کو آپ کے لئے محبوب بنا دیا ہے اور اہل انس سے الگ تھلگ کر کے وادیوں اور پہاڑوں میں سرگرداں کر رکھا ہے؟" فرمایا: "اس سے مجھے جو عشق ہے اسی نے سرگرداں بنا دیا ہے' اسی کے شوق نے مجھے بھڑکا دیا ہے' اور اسی کی وارفتگی نے لوگوں سے الگ تھلگ کر دیا ہے۔" پھر فرمایا: "ذوالنون! تمہیں مجنونوں کی بات پسند آئی۔" میں نے عرض کیا "ہاں! خدا کی قسم! پسند آئی اور سوز و غم بھی پیدا کر دیا۔" اس کے بعد وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا' معلوم نہیں کہاں چلا گیا۔

شامل کتاب ترجمہ
کوہِ لکام کا عارف

کوہ لکام کے نشیب و فراز میں حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ اس عارف کامل کو تلاش کر رہے تھے' جس کے سوز نفس کا چرچا دور و نزدیک تھا یک بیک ان کے کانوں سے نالہ و شیون اور آہ و گریہ کے انداز میں ایک آواز ٹکرائی کوئی دل جلا یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

یا ذا الذی انس الفواد بذکرہ	انت الذی ما ان سواك ارید
تفنی اللیالی والزمان باسرہ	و ھواك غض فی الفواد جدید
ہے ترا ذکر ہی تسکین مری	رضا ہی تری' مرا مستقر ہے
فنا ہوتا ہے دن مٹتی ہیں راتیں	چمن ہے عشق کا جو تازہ تر ہے (بدر)

حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ نے آواز سن کر قدم آگے بڑھائے۔ قریب جا کر دیکھا تو ایک شکیل نوجوان بیٹھا ہے۔ لاغری اور کمزوری سے اس کا جسم دبلا ہو رہا ہے چہرے پر زردی چھائی ہوئی' آنکھیں حلقہ چشم میں دھنس گئی ہیں' ذوالنون رضی اللہ عنہ کا سلام سن کر جواب دیا اور اشعار پڑھے جن کا مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

ساری دنیا سے پھیر کر آنکھیں	دل میں تجھ کو بسا لیا میں نے
نیند کیا' رات کیا' اندھیرا کیا	ذکر کا نور پا لیا میں نے
نیند آئی تو اپنی آنکھوں میں	تیرا جلوہ جما لیا میں نے (بدر)

اس کے بعد کہا "اے ذوالنون! آپ کو مجھ جیسے مجنون کی کیا حاجت' کیوں یہاں آنے کی زحمت کی؟" ذوالنون: "مجھے تم سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔" نوجوان: "پوچھیے" ذوالنون: "آخر وہ کون سی بات ہے جس نے تمہیں دنیا سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی پر آمادہ کیا؟" نوجوان: "محبت نے مجھے ویرانوں' جنگلوں اور پہاڑوں میں سرگرداں کیا۔ شوق نے مجھے آمادہ کیا اور

عشق نے مجھے سب سے علیحدہ کر دیا۔'' ذوالنون: ''کیا آپ کو دیوانوں کی باتیں بھلی لگتی ہیں؟''
نوجوان: ''بخدا! مجھے تم جیسے لوگوں کی باتیں بہت پیاری معلوم ہوتی ہیں اور ان باتوں سے مجھے رقت قلبی میسر آتی ہے۔'' حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بعد وہ نوجوان نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور پھر اسے کہیں نہ پا سکا۔

یہ تین نمونے میں نے پیش کر دیئے جن میں روض الریاحین کی اصل عربی عبارت ہے پھر اس کا مناسب ''لفظی ترجمہ'' جو میں نے کیا ہے پھر اس کا وہ ترجمہ جو مولانا بدر القادری کے قلم سے شامل کتاب ہے۔ ان نمونوں سے مولانا کی ترجمانی کا دل پذیر انداز بخوبی سمجھا جا سکتا ہے مثلاً یہ کہ

۱- واقعات میں جو مکالمے آئے ہیں انہیں مکالمات کے جدید طرز پر لکھا گیا ہے جس سے بار بار ''اس نے کہا' میں نے کہا' کی تکرار نہیں ہوتی اور ضمیروں کی ہر بار صحیح تعیین کے لئے ذہن پر کوئی بار نہیں پڑتا۔ عبارت میں روانی' بیان میں شگفتگی اور فہم مقصود میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

۲- بہت سی جگہوں میں اشعار کی ترجمانی شعروں میں کی گئی ہے۔ یہ مترجم کے شاعرانہ کمال کی روشن دلیل ہے۔ عربی عبارتوں کو دلکش اردو میں ڈھالنا ہی بڑا مشکل کام ہے اور انہیں شعری پیکر میں اتارنا اس سے بھی مشکل تر' مگر جوز ودگو' کہنہ مشق اور با کمال شاعر ہوتے ہیں وہ بڑی مہارت سے یہ مشکل سر کر لیا کرتے ہیں۔

۳- واقعات کے آغاز و اختتام میں کہیں کہیں روایتی لطافت و دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مناسب تمہیدی جملے لکھ دیئے ہیں۔ کہیں مزید وضاحت اور واقعہ کی جانب شوق انگیزی کے لئے عربی کے ایک دو جملوں کے عوض زیادہ جملے لکھے گئے ہیں۔

۴- چونکہ یہ ترجمانی و تلخیص ہے اس لئے حکایتوں پر کتاب کے مطابق نمبر نہیں ڈالے گئے ہیں مگر ہر حکایت۔۔ کے لئے ایک مناسب اور شوق انگیز سرخی قائم کی گئی ہے جو پوری حکایت کا ماحصل کہی جا سکتی ہے ان عنوانات کے انتخاب میں مترجم کی مہارت اور شگفتہ طبعی کا جوہر عیاں ہے۔

۵- ان سب کے . واقعات کی اصل زمین بعینہٖ باقی رکھی گئی ہے اور مکالمات خصوصاً اولیاء و عرفاء کے عبرت انگیز اور نصیحت آموز الفاظ کو تقریباً اصلی حالت میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ بہت سی حکایات ایسی ہیں جو مکمل طور پر بامحاورہ اور سلیس ترجمہ ہی پر مشتمل ہیں اور اپنی طرف سے کسی تفہیمی اور توضیحی اضافہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ہے اور یہ بات شروع سے آخر تک ملحوظ ہے کہ واقعات کی صورت ہرگز مسخ نہ ہو اور ان کی جو اصلیت ہے وہ کامل طور پر

محفوظ رہے اور اعتماد کے ساتھ کہا جا سکے کہ حکایت وہی ہے جو مصنف نے بیان کی۔

۶۔ نقل و بیان میں امانت و دیانت، زبان میں روانی اور شگفتگی، طرز ادا میں لطافت و دلکشی حذف و اضافہ، تقدیم و تاخیر، تفہیم و توضیح میں روایت بالمعنی کی ساری پابندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے نصیحت و موعظت کی روح، عبرت انگیزی، شوق آفرینی اور اہل شوق کی ہمت افزائی ان ساری خصوصیات کے ساتھ ترجمانی کو نبھانا، مولانا بدر القادری کا وہ کمال ہے جس پر وہ بجا طور پر تحسین و تبریک کے مستحق ہیں۔

جبکہ ایک زبان کا دوسری زبان میں صحیح لفظی ترجمہ کرنا بھی دونوں زبان ... پوری واقفیت محاورات کی معرفت اور عبارتوں میں جاری و ساری روح سے مکمل آشنائی کا مقتضی ہے جو بجائے خود ایک مشکل کام ہے پھر اتنی ضخیم کتاب کے ترجمے یا ترجمانی میں جو محنت شاقہ ہے وہ ہر صاحب نظر پہ عیاں ہے۔ اس لحاظ سے بھی برادر محترم دام ظلہ ہمارے اور تمام اردو داں قارئین کے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے یہ محنت شاقہ جھیل کر ایک عظیم سرمائے کو اردو میں منتقل کیا اور ... اردو ذخیرہ میں اضافہ بھی فرمایا۔

رب کریم انہیں ان کی محنتوں کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ انہیں دین، علم اور قرطاس و قلم کی خدمات کے میدان میں نمایاں مقام بخشے، دارین کی سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے اور ان کے ادارہ المجمع الاسلامی کو بھی فروغ و استحکام مرحمت فرمائے۔ آمین یا اکرم الاکرمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین، خاتم النبیین علیہ وعلی آلہ وصحبہ اکرم الصلوٰۃ و افضل التسلیم الی یوم الدین۔

محمد احمد مصباحی
رکن المجمع الاسلامی مبارکپور
جامعہ اشرفیہ، مبارکپور
شب دوشنبہ، ۱۷ رجب ۱۴۱۳ھ

عرضِ بدر

قرطاس وقلم ہی میرا سرمایہ ہے یہی میری دولت ہے اور یہی وہ شمشیر وسناں ہیں جو میرے آقائے نعمت حضور حافظ ملت (میرے استاذ مربی' بانی الجامعۃ الاشرفیہ' مبارکپور' ہند) علیہ الرحمہ نے عطا کر کے رزم گاہ حیات میں اتارا ہے یہ میرے فریضہ اور شوق دونوں کی تکمیل کے ذرائع ہیں کوشش کرتا ہوں کہ روز وشب کی ڈائری کا کوئی صفحہ خدمت لوح وقلم کے بغیر نہ گزرے۔

مجھ پہ یا رب! ترے پیاروں کا ہے کس درجہ کرم
میری دولت مرا سرمایہ ہے لوح وقلم

....

تیرے محبوب کی میں مدح وثنا کرتا ہوں
کرتا ہوں شبلی وعطار کی توصیف رقم

دوران مطالعہ کبھی کوئی ایسا آبدار موتی نظر میں آجاتا ہے جس کی تابانیوں سے استفادہ کئے بغیر قدم بڑھانا دشوار ہو جاتا ہے۔ روض الریاحین کی زیارت کے بعد بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ اردگرد متعدد بکھرے ہوئے عنوانات' ناقص مسودات پڑے کے پڑے رہے اور میں اس کتاب میں گم ہوتا چلا گیا۔ عارف باللہ امام یافعی علیہ الرحمہ کے ذریعہ گویا مجھے حرمین طیبین' بغداد و بصرہ' شام و مصر اور لبنان وعدن کے اولیاء اللہ' درویشان حق کے قدموں کی آہٹ سنائی دینے لگی۔ کوہ لکام کے سناٹوں سے حق ہو کی دلنواز صداؤں کی بازگشت موصول ہونے لگی۔ جزیرۃ العرب کے ویرانوں میں فنا و بقا کی منزلیں سر کرنے والوں سے انس بڑھنے لگا۔ محبوبان حق کی روحانی سلطنت کے نظام سے دلچسپی میں اضافہ ہونے لگا۔ پھر ایسا ہوا کہ اس گلستان معرفت کے جو پھول میری اپنی نگاہ کو بھاتے گئے میں انہیں سمیٹنے کی کوشش کرنے لگا۔ اللہ کے مقرب بندوں کی شان بہت بلند ہے۔ اولیاء اللہ کی زبان پر حق تعالیٰ کلام فرماتا ہے ان عظیم اور جلیل القدر اولیاء اللہ کے واقعات وفرمودات کا ترجمہ اور ترجمانی ان میں سے میں کسی کا اہل نہیں مگر پھر بھی ایک انجانی قوت تھی جس نے مجھے روض الریاحین سے لگائے رکھا

روض الریاحین کا جو نسخہ میرے سامنے ہے یہ ''موسستہ عماد الدین قبرص'' سے طبع شدہ ہے۔ محبّ گرامی مولانا محمد عبدالمبین نعمانی نے اس سلسلہ میں میرے رہوار شوق کو اور مہمیز لگائی اور کچھ اہم نکات کی جانب متوجہ فرمایا۔ پھر کیا تھا۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لگائے ہوئے اس باغ عرفان میں کئی ماہ تک گم رہا۔ خدا کرے یہ گمشدگی ایک حیات نو کی دریافت کا مقدمہ ثابت ہو (آمین)

میں نے عامۃ المسلمین کے خیال سے کچھ واقعات اور سلوک و معرفت کی دشوار ترین بحثوں کو جان بوجھ کر ترجمہ میں حذف کر دیا ہے۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جگہ جگہ عربی زبان کے عارفانہ اشعار سے اپنی کتاب کو مزین فرمایا ہے۔ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند بھلا تو نہیں لگتا مگر میں نے یہ جسارت کی ہے کہ موقع بموقع اردو زبان کے اشعار قلمبند کر دیئے ہیں مقصد صرف یہ ہے کہ قارئین کرام مزید شوق اور دلچسپی سے مطالعہ فرمائیں۔

یہ کتاب ایک بہت جلیل الشان بزرگ کی ہے اور اس کے اندر واقعات و فرمودات بھی اکابر اولیاء امت کے ہیں، جس کا تقاضا تو یہ تھا کہ جملہ جملہ کا نہایت دیدہ وری سے ترجمہ کیا جاتا اور یہ کام کوئی اس راہ کا آشنا ہی کرتا اور حقیقت یہ ہے کہ میں نہ علم و فضل کے لحاظ سے اس کا اہل ہوں اور نہ اس فن شریف کی مہابت و بزرگی کے لحاظ سے ان واقعات و فرمودات اور حال و قال کے بیان کی اہلیت رکھتا ہوں جس جذبہ نے مجھے اس کام پر ابھارا وہ اولیاء اللہ اور محبوبان حق کی عقیدت و محبت کے سوا کچھ نہیں۔ اس لیے سب سے پہلے تو روحانیت کے شہ سواروں کی بارگاہ میں اس کے بعد اہل علم و دانش اور صوفیا کرام سے اپنے قصور فکر و نظر کا اقرار کرتے ہوئے اصلاح اور افادہ کی درخواست کرتا ہوں۔

برکریما کارہائے دشوار نیست

بدر القادری غفرلہ

دی ہیگ

۷ اصفر المظفر ۱۴۱۳ھ / ۱۷ اگست ۱۹۹۲ء

سوانح حیات حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی: عبداللہ بن اسعد بن علی بن عثمان بن فلاح الشافعی، یافعی

لقب: عفیف الدین، امام

کنیت: ابوالسعادة وابوالبرکات

پیدائش: ۶۷۸ھ اور بعض روایات کی رو سے ۷۰۰ھ/۱۳۰۰ء

وفات: ۷۶۸ھ/۱۳۶۹ء (۱۹ جمادی الاخر/۲۰ فروری)

سرزمین یمن اولیاء اور صلحاء سے معمور ہے اور بقول شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمہ "اس پاکیزہ خاک سے اس قدر اولیاء اللہ ابھرتے ہیں جس طرح زمین سے گھاس" امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی ارض پاک پہ پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ محمد بن احمد الدہانی البصال سے تعلیم پائی نیز عدن کے قاضی احمد بن علی الحرازی سے بھی علمی استفادہ کیا۔ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری تک کا دور اسلام اور ایمان کی فصل بہار کا دور تھا۔ مسلم ممالک میں علم وفضل کے چرچے اور اہل اللہ کی عقیدت ومحبت کا رجحان عام تھا۔ بڑے بڑے صوفیہ کرام اور درویش باحیات تھے۔ سلوک ومعرفت کے لئے خانقاہیں آباد تھیں اور سیّد التابعین خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے مولد ومسکن یمن کا تو کہنا ہی کیا۔ حق ہو، الا اللہ کی سرمستیوں میں سارا ماحول ڈوبا ہوا تھا۔

امام یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے ہوش کی آنکھیں کھولتے ہی سلوک اور تصوف کی چاشنی پائی اور فقر ودرویشی، ریاضت ومجاہدہ کا کیف حاصل کیا۔ عارفان حق کی مجالس کے حاضر باش رہے اور بزرگان دین کے احوال وکوائف کے دلدادہ بن کر اسی راہ میں چل پڑے۔ تعلیمی مشاغل سے فارغ ہو کر دس سال متواتر صرف عبادت میں مشغول رہے۔ ۷۱۲ھ/۱۳۱۳ء میں انہوں نے پہلا حج کیا اور مکہ مکرمہ میں عارف باللہ حضرت شیخ علی الطواشی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کرلی۔ راہ تصور کے اس راہرو کو حضرت علی الطواشی کی شکل میں ایک خضر جہاں دیدہ مل گیا۔ امام شافعی کی تصانیف کے مطالعہ سے ان

کی سیاحانہ طبیعت کا پتہ چلتا ہے اور یوں بھی فقراء اور اولیاء اللہ سیاحت ارض کو مجاہدہ کا ایک حصہ قرار دیتے ہیں۔ پہلے حج کے بعد وہ لوٹ کر اپنے وطن کب گئے اور کہاں کہاں کا سفر کر کے دوبارہ سرزمین حرمین میں واپس آئے اس کی تفصیل ہمیں نہیں ملی البتہ اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ پہلا حج کرنے کے چھ سال بعد ۷۱۸ھ میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ کی سکونت اختیار کر لی تھی اور یہیں نکاح بھی کر لیا تھا اور کچھ روز بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ چلے گئے تھے جہاں انہوں نے چند سال کا زمانہ گزارا۔

۷۳۴ھ/۱۳۳۵ء میں انہوں نے بیت المقدس اور دمشق کا سفر کیا اور وہاں کے اولیاء اللہ اور صاحبان معرفت سے حصول برکات وفیوض کیا اس کے بعد مصر پہنچے اور وہاں کے اولیاء اللہ اور بزرگوں سے استفادہ کیا۔ روض الریاحین کے مطالعہ سے آپ بھی محسوس کریں گے کہ حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی بزرگی کا امام یافعی پر بہت گہرا اثر ہے اور وہ ان سے بے حد متاثر نظر آتے ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے کثیر واقعات کی فراہمی کے لیے انہیں مصر میں کافی وقت دینا پڑا ہوگا۔ سوانحی ذخائر ہمیں قیام مصر کی حتمی مدت نہیں بتاتے۔ البتہ اتنا پتہ چلتا ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں طویل مدت تک قیام پذیر رہے اور خلوت وتنہائی کو عزیز رکھتے تھے۔ مصر سے واپسی پر مکہ مکرمہ اور پھر مدینہ طیبہ گئے اور وہاں جا کر دوبارہ نکاح کیا۔ اس عرصہ میں امام یافعی حضرت شیخ طواشی رحمۃ اللہ علیہ سے برابر استفادہ کرتے رہے۔ مدینہ طیبہ میں نکاح کر لینے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ارادت قائم رہا۔

۷۴۷ھ/۱۳۴۶ء کے موسم حج میں حضرت علامہ سبکی علیہ الرحمہ نے امام یافعی سے ملاقات کی وردونوں نے علم تصوف واحوال صوفیہ کے سلسلہ میں باہم تبادلہ خیالات کیے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مراۃ الجنان میں امام سبکی کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے متعدد مشائخ کرام سے خرقہ تصوف پایا اور علم تصوف کی دولت نہایت فیاضی سے لوگوں پر تقسیم کی۔ آپ کے اہل ارادت آپ کے خلق کریمانہ اور شفقت ومہربانی کے دل سے شیدائی تھے۔ آپ کے علمی تبحر اور بزرگی کا چرچا آپ کی زندگی ہی میں عالم اسلام کے اندر ہو گیا تھا۔ دوران سیاحت کبھی حج نہیں چھوڑا ایک بار مدینۃ النبی کے دروازے پر اس خیال سے ۱۴ روز رکے رہے کہ حضور اجازت دیں گے اس کے بعد شہر میں جاؤں گا بالآخر زیارت سے مشرف ہو کر اجازت پائی اور حاضر ہوئے۔ قائم اللیل، صائم الدہر، فقیر دوست اور علم پرور تھے۔ ساری عمر انہیں مشاغل میں بسر فرمائی۔ مکہ مکرمہ میں وصال پایا اور امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

تصانیف

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ عمر بھر فقر محمدی کی تعلیمات کو عام کرتے رہے، خود بھی اسی پر عامل تھے اور لوگوں کو اسی کی دعوت دیتے تھے اس وقت چونکہ ابن تیمیہ جیسے منکر فضائل انبیاء اور منکر اولیاء کے خیالات مشتہر ہو چکے تھے اس لئے فقر محمدی کے حامیوں میں جو لوگ تصنیف و تالیف سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے ابن تیمیہ وغیرہ کے فاسد نظریات کی تردید بھی فرمائی۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ مسلکاً امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے حامی اور نظریہ تصوف میں امام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو تھے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کے خلاف ایک کتاب لکھی تو اس کے حامی آپ پر بہت برافروختہ ہوئے سوال یہ ہے کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ کا حامی اور پیروکار کون تھا؟ ابن تیمیہ اور ابن قیم کو تو ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں نے شہرت دی ہے ورنہ اس دور کے اکابر علمائے اہل سنت اور مشائخ کرام کے سامنے ان لوگوں کی وقعت کیا تھی؟

1- روض الرياحين في حكايات الصالحين: امام یافعی کی مشہور تصنیف ہے جسے بعد کے صوفیہ کرام نے خاص طور سے اپنا ماخذ اور مرجع قرار دیا۔ آپ کا بنیادی مشن اور مقصد چونکہ عام مسلمانوں کو عرفان حق کی راہ دکھانا ہے اس لیے روض الریاحین میں تاریخی تسلسل کا چنداں لحاظ نہیں کیا گیا ہے اس کتاب کی غرض و غایت یہ ہے کہ روحانیت کے روشن چراغوں سے کچھ نئے چراغ جلائے جائیں اسی لئے امام موصوف نے بہت سے واقعات میں صاحبان واقعہ کے نام ظاہر نہیں فرمائے ہیں حالانکہ بعض جگہ قرائن ظاہر کر دیتے ہیں کہ مصنف ان سے بخوبی واقف ہیں اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ درویشان حق اور اپنی شخصیت کو دنیا سے چھپاتے ہیں انہیں اپنی تاریخ مرتب کروانے کا کوئی شوق نہیں ہوتا۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم الشان کتاب سے اولیاء اللہ کے محبین کو ایک نعمت غیر مترقبہ مل گئی۔ عرب دنیا میں یہ کتاب ہر زمانے میں صوفیہ کے لئے حرز جاں بنی رہی کئی بزرگوں نے اس کے خلاصے بھی کئے اور حضرت الشیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم الشان بزرگ نے بلند و بالا انداز میں روض الریاحین کی تعریف فرمائی ہے اور اپنی کتاب میں اس سے استشہاد فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع کرامات اولیاء میں جو دو جلدوں پر مشتمل حالات اولیاء میں نہایت وقیع کتاب ہے۔ روض الریاحین سے استفادہ فرمایا ہے۔ جامع کرامات اولیاء ۱۳۲۹ھ میں قاہرہ سے طبع ہوئی۔

2- مراة الجنان وعبرة اليقظان: امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری اہم تصنیف ہے۔ یہ کتاب

تاریخ اور سوانح سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں اپنی ذاتی تحقیقات ومعلومات کے علاوہ ابن اثیر، ابن خلکان اور الذہبی کی تصانیف سے بھی استفادہ کیا ہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ نے اس کتاب میں اپنے شیوخ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ مراۃ الجنان حیدر آباد دکن سے ۱۳۲۴ھ/ ۹-۱۳۱ھ کی مدت میں چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کی بھی کئی لوگوں نے تلخیص کی ہے اور اقتباسات لیے ہیں۔

3-نشر المحاسن الغالية فی فضل المشائخ الصوفية: یہ بھی روض الریاحین کی طرح صوفیائے کرام کے حالات میں ہے۔ اس میں حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت وطریقت کا تطابق دکھایا ہے اس رسالہ کا دوسرا نام ہے "کفاية المعتقد فی نهاية المنتقد" جو علامہ النبہانی علیہ الرحمہ کی جامع کرامات اولیاء کے حاشیہ پر طبع ہوا ہے اس کا ذکر خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مراۃ الجنان جلد ۵، ص ۳۳۵ پر کیا ہے۔

4-مرهم العلل المعضلته فی الرد علی ائمة المعتزلته بالبراهين القاطعة لمفصلته: امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب معتزلہ کی تردید میں شیخ نجم الدین عبدالرحمٰن بن یوسف (متوفی ۷۸۰ھ) کی خواہش پر تحریر فرمائی اور دلائل و براہین کے ذریعہ ان کا بطلان ثابت کیا۔

5-الارشاد والتطريز فی فضل الله وتلاوة كتابه العزيز: جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب تلاوت قرآن کے فضائل میں ہے آپ کے سوانح نگاروں کے بیان کے مطابق یہ کتاب مراۃ الجنان سے پہلے کی تصنیف ہے۔

6-الدر النظيم فی فضائل القران العظيم وايات الذكر الحكيم: یہ بھی نماز اور تلاوت قرآن کے بارے میں ایک رسالہ ہے۔ ۱۲۸۲/ ۱۳۱۳ھ وغیرہ کے اندر قاہرہ سے شائع ہو چکا ہے۔

7-حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کو سیدنا غوث الاعظم محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت ومحبت تھی جیسا کہ انہوں نے خود "روض الریاحین" میں بھی لکھا ہے کہ یمن کے اکثر مشائخ آپ سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ ان کے بارے میں بھی ان کی ایک مستقل کتاب کا سراغ ملتا ہے جس کا نام اسنة المفاخر فی مناقب الشيخ عبدالقادر رضی الله عنه ہے۔

8-الرسالة المكية فی طريق السادة الصوفيه: یہ رسالہ صوفیہ کرام کے طریق کے ذکر میں ہے مگر اب تک اس کو دریافت نہیں کیا جا سکا ہے۔

9-نور الیقین واشارة اھل التمکین: بھی امام یافعی کی ایک کتاب کا نام ہے۔

10-شمس الایمان وتوحید الرحمٰن وعقیدة الحق والاتقان: امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ کئی مخطوطات کے ساتھ منسلک پایا گیا ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک باوقار صوفی اور مصنف ہونے کے ساتھ عربی زبان کے قادر الکلام شاعر بھی تھے چنانچہ آپ خود ملاحظہ کریں گے کہ روض الریاحین میں جگہ جگہ انہوں نے اپنے اشعار لکھے ہیں۔ روض الریاحین کے صرف مقدمہ کی دو فصلوں میں جو صفحہ ۴۷ تک ہے، انہوں نے ۱۹۲ اشعار قلم بند کیے ہیں جن میں معدودے چند کے سوا سب ان کے اپنے ہیں اور کتاب کے خاتمہ پر شاندار طویل قصائد بھی شامل ہیں۔ امام موصوف کی متعدد منظوم کتب کا بھی پتہ چلتا ہے جن میں سے کچھ دریافت ہوئی ہیں اور مخطوطات میں موجود ہیں اور کچھ ایسی ہیں جن کے صرف نام معلوم ہیں۔ دو کے اسما یہ ہیں۔

11-باھیة المھیا فی مدح شیوخ الیمن الاصفیا۔

12-مھجتہ الاشجان فی ذکر الاحباب واھل الاوطان: ہالینڈ لیڈن میں عربی مخطوطات کے قدیم مرکز "بریل" کی فہرست میں امام یافعی کی تصانیف کے ضمن میں کچھ اور اسماء بھی ملتے ہیں۔

13-خلاصتہ المفاخر۔

14-نصر المحاسن۔

15-اسس الملام۔

ان تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علامہ شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ علم تصوف کے مسلم الثبوت امام ہیں جنہوں نے اس مقدس فن کو عملاً اور تحریراً اپنا کر رہتی دنیا تک کے معتقدین اولیاء اللہ کے لیے مشعل راہ چھوڑی ہے۔ (رضی اللہ عنہ)

آسماں ان کی لحد پر گوہر افشانی کرے
حشر تک شان کریمی فیض ارزانی کرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روض الریاحین فی حکایات الصالحین

الملقب

نزهة العیون النواظر وتحفة القلوب الحواضر فی حکایات الصالحین والاولیاء والاکابر

الحمد للہ المعروف بالمعروف' الموصوف بالکمال فی الآزال والآباد ' المتقدس عن النقص والمثل ' والشریک والضد ' والزوجة والاولاد' المنفرد بالعظمة والکبریاء' والعزۃ والبقاء ' الملک الحنان المنان ' الجواد الذی ھدی بفضلہ من شاء ' واضل بعدلہ من شاء من العباد ' ونبہ فی کتابہ الکریم علی وفق ما سبق فی علمہ القدیم من الاشقاء والاسعاد ' فقال عزّ من قائل (مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ) وقال تعالیٰ: (وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ) الذی اذاق حلاوۃ طاعاتہ ولذاذةَ مناجاتہ ' من شغلہ بہ من الزھاد والعباد' وخص بفضلہ العظیم من اصطفاہ للحضرۃ القدسیة' وصفاہ من کدورات الصفات النفسیة' فابعد عنہ الھجر والابعاد' و نوّر قلوب اولیائہ بنور معرفتہ ' وسقاھم بکأس محبتہ شراب الوداد فسکروا براح الھوٰی ولم یسقوا مدامًا ' تجلّٰی لھم فشاھدوا جمال المحبوب ' وعجائب الملک والملکوت والغیوب ' وتنعمت بالمشاھدۃ منھم عین الفؤاد ' واجلسھم علی بساط الانس مقربین فی حضرۃ القدس' وصرفھم فی ملکہ ' فھم الملوک فی الحقیقة فی جمیع البلاد'

اما توا نفوسھم ' فأحیاھا الحی القیوم الحیاۃ الطیبة' قبل یوم المعاد' واطعمھم من تحف فواکہ جنات الوصل ' وطرف ھدایا فیض الفضل ' فی روضات رضوان رب العباد' فسبحان من انعم علیھم بفضلہ ' ومن علیھم بسنتی العطایا وجاد ' احمدہ علی ما ھدانا للاسلام ' وخصنا بسید الانام ' وسراج الظلام ' سیّدنا محمد الماحی بنورہ ظلام الکفر والعناد' المخصوص بالمقام المحمود واللواء المعقود ' والحوض المورود ' والشرف المشھود یوم یقوم الاشھاد' واشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ' شھادةً خالصة التوحید ' خالیة من الشرک والالحاد ' واشھد ان سیّدنا محمدًا عبدہ المصطفٰی ' ورسولہ المرتضٰی' الھادی الٰی سبیل الرشاد ' صلی اللّٰہ علیہ وعلٰی آلہ الغر الکرام' واصحابہ النجباء الامجاد

اما بعد ! میں چونکہ اولیاء اللہ اور صالحین کا محبّ اور صوفیہ عارفین' ذوق وشوق' عزلت اور

خلوت والے بزرگوں کا عاشق اور جو بہترین کتابیں، حقائق و دقائق احوال، اقوال اور کرامات وغیرہ سے پرنور ہیں ان کا فدائی ہوں...... اس لیے ان پاکیزہ نفوس کی محبت نے مجھے اس جانب توجہ دلائی کہ ان کے ذکر میں ایک کتاب لکھوں...... جس کے اندر اذکار و واقعات کا انتخاب، اولیاء اللہ کی کرامات ان کے اعمال و فرمودات کا خلاصہ، مقامات عالیہ کا بیان ہو کہ وہ حضرات کس طرح انوار کے قبوں میں، بلندیوں کی چوٹی پر تشریف فرما ہوئے ہیں اور آسمان مجد پر کس طرح مثل شہاب چمکتے ہیں ان کی بلندی کے سامنے آسمان کس طرح سرنگوں ہے۔ بارگاہِ قدس میں ان کی حاضری کا کیا انداز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی ارواح جمال ربانی کو بے حجاب دیکھتی ہیں ان کے واقعات سنگ دلوں کے لیے زندگی بخش ہیں اور ان کے احوال و کوائف کی بادہ ناب تشنہ لبوں کی پیاس بجھا دیتی ہے میں چن چن کر اور انتخاب کر کر کے عاشقین اولیاء...... محبین صلحاء اور خوشبوئے عشق کے فدائیوں کی خدمت میں بطور ہدیہ مستند حکایات پیش کرتا ہوں۔ (مفہوم ملخص) اور اس کا نام روض الریاحین فی حکایات الصالحین رکھتا ہوں اور اس کا لقب ''نزهة النواظر وتحفة القلوب والخواطر فی حکایات الصالحین والاولیاء والاکابر'' منتخب کرتا ہوں میں نے اس کتاب کو جن عظیم ائمہ اور افاضل بزرگوں کی کتابوں سے انتخاب و تلخیص کر کے جمع کیا ہے ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱- حجۃ الاسلام امام غزالی ۲- امام ابوالقاسم قشیری ۳- شیخ شہاب الدین سہروردی ۴- محمد بن ابراہیم خیری ۵- امام تاج الدین بن عطاء اللہ شاذلی سکندری ۶- شیخ احمد بن علی قسطلانی ۷- علامہ ابوالفرج بن جوزی ۸- شیخ محمد بن قدامہ مقدسی ۹- شیخ ابواللیث نصر محمد سمرقندی ۱۰- شیخ ابوالعباس احمد بن علی معروف ابن اطریانی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

کتاب میں واقعات اولیاء اللہ کے علاوہ دو فصلوں پر مشتمل مقدمہ اور تین فصول پر مشتمل خاتمہ بھی شامل ہے۔ (مقدمہ روض الریاحین، ص ۶)

....

---

[۱] حضرت امام یافعی رضی اللہ عنہ عربی زبان کے نہایت قادر الکلام شاعر بھی ہیں اور انہوں نے اپنے عارفانہ ذوق کے مطابق اس کتاب میں عربی اشعار کے ذریعہ اسلامی اخلاق اور تعلیم فقر کو دلنشین بنا کر پیش فرمایا...... آپ نے اپنے مافی الضمیر کو نہایت آسانی سے جگہ جگہ نثر کے بجائے نظم کا جامہ پہنایا ہے، جو غالباً اس دور کا پسندیدہ اندازِ نگارش بھی تھا۔ مقدمۂ کتاب میں بھی بار بار آپ نے عربی زبان کے اعلیٰ معیاری اشعار سے کام لیا ہے جسے ہم اُردو قارئین کے خیال سے قلم انداز کر کے صرف لازمی مفاہیم پر قناعت کرتے ہیں...........(ب)

امام الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے روایت ہے ان سے کسی نے پوچھا کہ بزرگان دین اور اولیاء اللہ کے واقعات وحکایات سے مریدین کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ فرمایا:

"الحکایات جند من جنود اللّٰہ تعالیٰ تقویٰ بھا قلوب المریدین
بزرگان دین کے واقعات اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں' ان سے اہل ارادت کے دل مطمئن ثابت قدم ہوتے ہیں۔"

سائل نے عرض کیا حضور! آپ کے اس قول کی کوئی دلیل بھی ہے؟ آپ نے دلیل میں قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ (ھود:۱۲۰)
اور رسولوں کی خبروں میں سے سب باتیں ہم پر بیان فرماتے ہیں جن سے آپ کے دل کو ثابت قدمی بخشیں۔

اسی طرح صالح کبیر عارف باللہ شیخ ابوسلمان دارانی علیہ الرحمہ کے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل اللہ کے نصائح انسانی قلوب کو ربّ ذوالجلال کی جانب متوجہ کرتے ہیں۔

شیخ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ نے فرمایا "میں نے ایک وعظ کی مجلس میں شرکت کی جب تک مجلس میں رہا مجھ پر وعظ کا اثر رہا مجلس سے آیا تو اثر جاتا رہا دوبارہ مجلس وعظ میں حاضری دی' تو اس کا اثر مجلس سے اٹھ کر آنے کے بعد راستے تک رہا اور تیسری بار حاضر مجلس ہوا تو اس کا اثر گھر جانے کے بعد بھی مجھ میں باقی رہا۔ چنانچہ میں نے راہ حق سے دور لے جانے والے تمام امور کو خیر باد کہا اور معاصی کے وسائل کا خاتمہ کر ڈالا اور اللہ تعالیٰ کا راستہ اختیار کیا۔

فرماتے ہیں کہ یہ حکایت شیخ عارف یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ نے سنی تو فرمایا: "چڑیا نے کلنگ کا شکار کرلیا۔" اس مقولہ میں چڑیا سے مراد واعظ اور کلنگ سے مراد حضرت شیخ سلیمان دارانی علیہ الرحمہ کی ذات ہے اسی طرح ہم تک یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ

"ان الرحمۃ تنزل عند ذکر الصالحین
یقیناً ذکر صالحین کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔"

واقعات کی سند کو میں نے اختصار کے خیال سے حذف کر دیا کیونکہ جو بزرگوں کا معتقد نہیں اسے سند بھی کوئی فائدہ نہیں دے گی اور جو معتقد ہیں وہ بغیر سند کے بھی حصول فیض کریں گے اور ان حکایات کے لئے احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی طرح قوی اسناد کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ ان سے

احکام شرعیہ کے استنباط کا تعلق نہیں ہے بلکہ یہ صرف ناصحانہ حکایتیں ہیں اس لئے مناسب ہے کہ ان سے پند و موعظت حاصل کی جائے اور انکار نہ کیا جائے کیونکہ مشائخ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

''اقل عقوبة المنكر على الصالحين ان يحرم بركتهم

بزرگوں کے منکر کی کمتر سزا یہ ہے کہ وہ ان کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے'

نیز فرمایا:

''ويخشى عليه سوء الخاتمة اور ایسے کے سوء خاتمہ کا خوف ہے''

(نعوذ بالله من سوء القضاء)

شیخ عارف ابوتراب نخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قلب جب اللہ تعالیٰ سے اعراض کا عادی ہو جاتا ہے تو اولیاء اللہ کے پیچھے پڑتا ہے اور ان کی مخالفت کرتا ہے

اور شیخ عارف ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اولیاء اللہ کی محبت سے افضل کوئی ریاضت نہیں' کیونکہ ان کی محبت حب خدا کی نشانی ہے۔''

امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہم لوگوں کو جو علم عطا ہوا ہے اس کی تصدیق کرنا ولایت (صغریٰ) ہے۔''

امام یافعی فرماتے ہیں مسلک صوفیہ میں لوگوں کی چار قسمیں ہیں:

۱- جنہیں صوفیہ کا علم' ان کی طریقت اور ان کے ذوق و احوال کی تصدیق اور ذوق سب کچھ حاصل ہو۔

۲- جن لوگوں کو تصدیق اور علم تو حاصل ہو مگر ذوق نہ ہو۔

۳- جنہیں صرف تصدیق حاصل ہے مگر وہ علم اور ذوق سے محروم ہیں۔

۴- وہ لوگ جنہیں نہ تصدیق حاصل ہو' نہ علم' نہ ہی ذوق۔

نعوذ بالله من الحرمان ونسئله التوفيق والغفران

میں اس بات کا معترف اور مصر ہوں کہ میں حضرات اولیائے کرام کے احوال و ذوق سے خالی اور ان کی علمی تحقیقات سے ناواقف اور ان کے طریق پر چلنے سے عاجز ہوں۔ ہاں البتہ ان حضرات کا فدائی و شیدائی ضرور ہوں اور ان کی سچائی کا دل سے یقین رکھتا ہوں۔

اس کے بعد امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عجز و انکسار کا اظہار' اس کے بندے حضور نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور ان

کے آل واصحاب اور اولیاء اللہ کے توسل سے دعا کرتے ہیں۔ آخری چند اشعار یہ ہیں:

الهی الفقیر الیافعی لیس عنده　　سوی جهم ذا زاده ورکابه

اے اللہ! فقیر یافعی کے پاس محبت اولیاء کے علاوہ سفر آخرت کے لئے کوئی زادراہ اور سواری نہیں ہے۔

الهی بذاك انفعه واحشره معهم　　وعمر بنا قلبنا تناهی خرابه

اے اللہ! محبت اولیاء سے اس کو نفع پہنچا' اس کا حشر ان کے ساتھ فرما اور ہمارے ویران قلب کو آباد فرما۔ فقیر بدرالقادری عرض گزار ہے۔

آباد انہی گلوں سے ہے گیتی کا گلستاں
ہیں اولیاء صداقت اسلام کی دلیل
ہے معرفت کا راستہ شمشیر برہنہ
کانٹوں کی راہ چلتا ہے ہر عاشق جلیل
خود سیّد الرسل پہ تھے کفار خشت زن
ڈالے گئے تھے آگ میں اللہ کے خلیل
دکھلاتے ہیں زمانے کو راہِ محمدی
ہر ایک اپنی ذات میں ہے مثل سنگ میل
اے رہروان راہ طریقت خدا گواہ
ٹکرائے گا جو تم سے وہ ہو جائے گا ذلیل

☆☆☆☆☆

فضائل اولیاء وفقراء قرآن میں

ارشادِ ربّ العالمین ہے:

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝ ط ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا ۝ (النساء: ۶۹، ۷۰)

تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا' جو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ جاننے والا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ ۚ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ (۶۳) ط لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (یونس: ۶۲ تا ۶۴)

خبردار! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے جو ایمان لائے اور پرہیز گار رہے ان کے لیے بشارت ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں' اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ ط (بنی اسرائیل: ۶۵)

بیشک جو میرے خاص بندے ہیں' ان پر تجھے کچھ غلبہ نہیں۔

وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ضرور ہم انہیں اپنی راہیں دکھائیں گے اور بیشک اللہ ضرور نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (العنکبوت: ۶۹)

یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (المائدہ: ۵۴)

اور اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ (الاحزاب:۲۳)

وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سچا کر دیا اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (حم السجدہ:۳۰،۳۲)

بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے' پھر وہ (اس پر مضبوطی سے) قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ خوف کرو، اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہم تمہارے مددگار ہیں دنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے اس (جنت) میں ہر وہ چیز ہے جسے تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم طلب کرو' مہمانی' بہت بخشش والے بے حد رحم فرمانے والے کی طرف سے۔

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (آل عمران:۱۱۳،۱۱۴)

کتاب والوں میں سے کچھ لوگ حق پر قائم ہیں۔ رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے اور سجدہ کرتے ہیں' اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں اور وہ لوگ نیکوں میں سے ہیں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (الکہف:۲۸)

اور روکے رکھئے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو عبادت کرتے ہیں اپنے ربّ کی' صبح اور شام اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے نہ ہٹیں' اس حال میں کہ آپ حیات دنیا کی زینت چاہتے ہوں اور آپ اس کا کہنا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ز يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ج لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط (البقرہ:۲۷۳)

(یہ خیرات) ان محتاجوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ میں روکے گئے' وہ نہیں طاقت رکھتے زمین میں چلنے کی' ناواقف انہیں غنی سمجھتا ہے (ان کے) سوال سے بچنے کے سبب (اے سننے والے) تو ان کی صورت سے انہیں پہچان لے گا وہ لوگوں سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔

اولیاء پر خدا کی رحمت ہے ان کو ہر فکر سے برأت ہے
بادشہ ہیں وہ دونوں عالم میں ان کو اللہ کی بشارت ہے (بدر)

یوں تو اولیاء اللہ اور فقراء کے بارے میں قرآن مجید میں اور بھی آیات مبارکہ ہیں مگر ہم نے اختصار کے خیال سے صرف ان ہی دس پر قناعت کی ہے۔

احادیث صحیحہ میں فضائل اولیاء وفقراء

(۱) صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا:

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم ان اللّٰه تبارك و تعالٰی قال' من عادٰی لی ولیًا فقد اذنتهٗ بالحرب ' وما تقرب الی عبدی بشیء احبَّ الیّ ممّا افترضت علیه وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وان سألنی اعطیته ولئن استعاذ بی لاعیذنه[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو میرے ولی سے عداوت کرے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور جن اعمال کے ذریعہ میرا بندہ میرا تقرب چاہتا ہے ان میں سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ عبادتیں محبوب ہیں جو میں نے اس پر فرض کیں اور ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے

[1] امام یافعی علیہ الرحمہ نے یہاں اور دوسری احادیث کے بعد بھی تشریحاً اشعار تحریر فرمائے ہیں' جنہیں ہم طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہیں۔ (ب)

یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے' اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں دیتا ہوں اور اگر پناہ مانگتا ہے تو پناہ بخشتا ہوں۔

تیرا محتاج نہیں ربّ کا جو پیارا ہوگا — اس کا دل خالق مطلق نے سنوارا ہوگا
منکر اولیاء اللہ! سنبھل جا ورنہ — کس کو اذنتہ بالحرب نے [illegible] را ہوگا

(بدر)

(۲) صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رُبَّ اشعثَ اغبر ' مدفوعٍ بالابواب لایؤبہ لہ ' لو اقسم علی اللہ لابرَّہٗ

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بہت سے پراگندہ سر' غبار آلود دروازوں پر دھکے دیئے جانے والے جنہیں کوئی حیثیت نہ دی جائے ایسے ہیں کہ اگر اللہ پر اعتماد کرکے کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور سچ کر دے۔

بکھرے بال آزردہ صورت — ہوتے ہیں کچھ اہل محبت
بدر مگر یہ شان ہے' ان کی — بات نہ ٹالے ربّ العزت

(۳) بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عن ابی سعید نِ الخدری رضی اللہ عنہ قال قد جاء رجل فقال یا رسول اللہ ای الناس افضل ؟ قال مؤمن یجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ تعالٰی ' قال: ثم من ؟ قال : ثم رجل یعتزل فی شعب من الشعاب یعبد ربہ ...... وفی روایۃ یتقی اللہ ویدع الناس من شرہٖ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا "یا رسول اللہ (ﷺ) لوگوں میں افضل شخص کون ہے؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "افضل وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے' اس نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر وہ جو کسی گھاٹی میں سب سے الگ ہو کر جا بیٹھے اور اللہ تعالٰی کی عبادت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔"

خدا جس کو نوازے ذکر کی لذت وہ پاتے ہیں
کیا تھا وعدہ جو روز ازل اس کو نبھاتے ہیں
خدا والے کچھ اس نیت سے بھی اپناتے ہیں خلوت
کہ اپنے نفس کے شر سے جہاں کو ہم بچاتے ہیں
(بدرؔ)

(۴) صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنکبی وقال کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شانے کو پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں پردیسی یا راہ گیر کی طرح رہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار نہ کرو اور تندرستی میں بیماری کے لیے اور زندگی میں موت کے لیے سامان کرو۔

بدرؔ آ ہوش میں اور نفس کے دھوکے میں نہ جا
راحت وعیش وطرب کیا ہے نظر کا دھوکا
زندگی کاٹ مسافر کی طرح دنیا میں
شانۂ ابن عمر تھام کے آقا نے کہا

(۵) جامع ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الفقرا الجنة قبل الاغنیاء بخمس مأة عام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فقراء جنت میں مالداروں سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے بعد بھی اپنے طریقہ کے مطابق اشعار تحریر فرمائے اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں: میں نے ایک ولی اللہ کو وجد وحال کی کیفیت میں زار وقطار روتے ہوئے یہ فرماتے سنا

قال لنا حبیبنا　　　　الیوم لهم غدا لنا

ہم سے ہمارے حبیب نے فرمایا ہے کہ آج کا دن ان کا ہے (اوروں کا ہے) اور کل کا دن ہمارا ہے۔

(۶) بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قمت على باب الجنة فكان عامة من دخلها المساكين' واصحاب الجد محبوسون غير ان اهل النار' قد امر بهم الى النار ...... وقمت على باب النار فاذا عامة من دخلها النسآء

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والے زیادہ تر مساکین ہیں اور سب مالداروں کو روک رکھا گیا ہے سوائے ان لوگوں کے جو دوزخ کے قابل تھے' انہیں دوزخ میں لے جانے کا حکم ہو گیا اور میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس کے داخل ہونے والوں میں زیادہ تر عورتیں ہیں۔

(۷) بخاری و مسلم میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قال مرّ رجل بالنبي صلى الله عليه وسلم فقال لرجل جالس عنده ' ما رأيك في هذا ؟ فقال رجل من اشراف الناس ' هذا واللّٰه حرى ان خطب ان ينكح ' وان شفع ان يشفع فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم ' ثم مرّ رجل اٰخر فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رأيك في هذا ؟ فقال يا رسول الله هذا رجل من فقراء المسلمين هذا حرى ان خطب ان لا ينكح ' وان شفع ان لا يشفع ' وان قال لا يسمع لقوله ' فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا خير من ملأ الارض مثل هذا

انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو حضور ﷺ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے پوچھا اس شخص کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا' یہ معزز لوگوں میں سے ہے اور بخدا یہ اس لائق ہے کہ اگر کسی کو پیغام بھیجے تو فوراً نکاح کر دیا جائے' کسی کی سفارش کرے تو قبول کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ سن کر خاموش رہے اس کے بعد ایک اور شخص وہاں سے گزرا آپ نے پوچھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ غریب فقراء مسلمین میں سے ہے اور یہ ایسا ہے کہ اگر کہیں پیغام نکاح بھیجے تو قبول نہ کیا جائے' سفارش کرے تو کوئی شنوائی نہ ہو اور اگر گفتگو کرے تو کوئی کان نہ دھرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یہ نہ صرف یہ کہ اس پہلے شخص سے بہتر ہے بلکہ) اس جیسے لوگوں سے بھری

ہوئی پوری دنیا سے بھی بہتر ہے۔

(۸) صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما مثل الجلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسك ونافخ الکیر فحامل المسك اما ان یحذیك واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ریحًا طیبةً ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابك واما ان تجد منه ریحًا منتنةً

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھے ہم نشین کی مثال مشک رکھنے والے کی طرح ہے اور برے ہم نشین کی مثال بھٹی جلانے والے کی طرح ہے مشک والا یا خود تجھے کچھ اس سے دے گا یا تو خود اس سے خریدے گا ورنہ خوشبو ہی سے فائدہ اٹھائے گا اور بھٹی والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا' یا بد بو سے پریشان کرے گا۔

علم دیتے ہیں نور دیتے ہیں اور قلبی سُرور دیتے ہیں
اولیاء اپنے ہم نشینوں کو عشق ربّ غفور دیتے ہیں (بدر)

(۹) ترمذی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: قال اللہ عزوجل المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء

انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو لوگ میرے لئے باہم محبت کرتے ہیں ان کے لئے قیامت میں نور کے منبر ہوں گے ان کے درجہ پر انبیاء و شہداء بھی رشک کریں گے۔

☆ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کی موطا میں سند صحیح سے مروی ہے۔

یقول اللہ تبارك و تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی۔

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے لئے میری محبت واجب ہوگئی جو میرے لیے باہم محبت کرتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے کی ہم نشینی اختیار کرتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میرے لیے باہم خرچ کرتے ہیں۔''

جو ربّ کے واسطے بندوں سے پیار کرتا ہے
وہ آخرت کو سدا استوار کرتا ہے
اسی کے واسطے منبر بھی نور کا ہو گا
اسی سے باری تعالیٰ بھی پیار کرتا ہے
(بدرؔ)

(۱۰) بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سبعة یظلهم اللّٰہ تحت ظله یوم لا ظل الا ظله ' امام عادل ' و شاب نشأ في عبادة اللّٰہ تعالی و رجل قلبه معلق بالمسجد ورجلان تحابا فی اللّٰہ عزوجل 'جتمعا علیه وافترقا علیه 'ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال انی اخاف اللّٰہ تعالیٰ ورجل تصدق بصدقة فاخفاها حتی لا تعلم شماله ما تنفق یمینه ورجل ذکر اللّٰہ خالیًا ففاضت عیناه

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات ایسے اشخاص ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس روز اپنے سائے میں جگہ عنایت فرمائے گا جس روز اس کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ۱۔ عادل بادشاہ۔ ۲۔ وہ جوان جس نے اپنی تمام عمر اللہ کی عبادت میں گزار دی۔ ۳۔ وہ شخص جس کا دل مسجد سے وابستہ ہو۔ ۴۔ وہ دو شخص جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، خدا ہی کے لئے ملیں اور خدا ہی کے لئے جدا ہوں۔ ۵۔ وہ شخص جسے کوئی منصب و جمال والی عورت بلائے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ۶۔ وہ شخص جو خیرات کر کے اس طرح چھپائے کہ اس کے دائیں ہاتھ کی نیکی کو بایاں ہاتھ بھی نہ جانے۔ ۷۔ جو اللہ کو تنہائی میں یاد کرے تو اس کی آنکھیں اشک بار ہو جائیں۔

شاہ عادل، جوانِ عابد، مسجد سے دل جوڑنے والا
دوللہ محبت والے، زنا سے خود منہ موڑنے والا
کرے جو صدقہ چھپا کے، خلوت میں جو روئے سب ساتوں
پائیں گے ظلِ ربّ محشر میں جو دن ہے جاں توڑنے والا
(بدرؔ)

کچھ اور احادیث کریمہ

فضائل اولیاء میں ہم نے یہ دس صحیح احادیث بیان کی ہیں ان کے علاوہ بھی ہم کچھ احادیث ذکر کرتے ہیں جنہیں ائمہ حدیث نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بدلاء امتی اربعون رجلًا ، اثنان وعشرون بالشام ، وثمانیۃ عشر بالعراق ، کلما مات منھم واحد ابدل اللّٰہ مکانہ اٰخر فاذا جاء الامر قبضوا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے چالیس ابدال ہیں ان میں کے بائیس شام میں، اٹھارہ عراق میں ہیں جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو قائم مقام کردیتا ہے جب قیامت قریب آئے گی تو سب اٹھالئے جائیں گے۔

(۲) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للّٰہ تبارک و تعالٰی فی الارض ثلٰث مأۃ رجل قلوبھم علٰی قلب اٰدم علیہ السلام ، ولہ اربعون قلوبھم علٰی قلب موسٰی علیہ السلام ، ولہ سبعۃ قلوبھم علٰی قلب ابراھیم علیہ السلام ، ولہ خمسۃ قلوبھم علٰی قلب جبریل علیہ السلام ولہ ثلاثۃ قلوبھم علٰی قلب میکائیل علیہ السلام ، ولہ واحد قلبہ علٰی قلب اسرافیل علیہ السلام ، فاذا مات الواحد ابدل اللّٰہ مکانہ من الثلاثۃ ، واذا مات من الثلاثۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من الخمسۃ واذا مات من الخمسۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من السبعۃ ، واذا مات من السبعۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من الاربعین ، واذا مات من الاربعین ابدل اللّٰہ مکانہ من الثلاث مأۃ ، واذا مات من الثلاث مأۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من العامۃ یدفع اللّٰہ بھم البلآء عن الامۃ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے روئے زمین پر ایسے ہیں کہ ان کے دل آدم علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور چالیس ایسے اشخاص ہیں کہ ان کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل کے مثل ہیں اور سات ایسے ہیں کہ ان کے قلب ابراہیم علیہ السلام

کے قلب کے مثل ہیں اور پانچ ایسے ہیں کہ ان کے دل جبرائیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور تین ایسے ہیں کہ ان کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں اور ایک مرد خدا ان میں کا ایسا ہے جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل جیسا ہے جب ان میں کا کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ تین میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے اور اگر پانچ میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ سات میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے اور اگر ان ساتوں میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پانچ میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے اور اگر ساتویں میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ چالیس میں سے ایک کو مقرر کرتا ہے اور اگر ان چالیس حضرات میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ تین سو میں سے ایک کو مقرر فرماتا ہے اور اگر ان تین سو میں سے کوئی ایک وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ عام لوگوں میں سے کسی کو مقرر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکت سے امت کی بلاء اور مصائب دور فرماتا ہے۔

اور بعض روایتوں میں عزرائیل علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں ہوا بلکہ ان کی جگہ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے اور اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کی جگہ جبرائیل علیہ السلام کا' جبرائیل علیہ السلام کی جگہ میکائیل علیہ السلام کا میکائیل علیہ السلام کی جگہ اسرافیل علیہ السلام کا اور اسرافیل علیہ السلام کی جگہ عزرائیل علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔

حدیث مذکور میں رسول اللہ ﷺ نے جس ایک بندہ خدا کا ذکر فرمایا ہے اس سے ''قطب'' کی ذات مراد ہے اور وہ غوث ہوتے ہیں' اولیاء میں ان کا مقام و مرتبہ مرکز دائرہ کے نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے تمام عالم کا نظم و نسق ان سے متعلق ہوتا ہے۔

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے اس حدیث پاک میں قلوب انبیاء و ملائکہ کے ساتھ اپنے قلب اطہر وانور کا ذکر اس لیے نہیں فرمایا کہ قادر مطلق نے آپ کے قلب شریف کے مثل تو کسی کا قلب پیدا ہی نہیں فرمایا۔ شرافت و لطافت اور ہر اعتبار سے آپ کا قلب مبارک تمام انبیاء و ملائکہ علیٰ نبینا و علیہم السلام کے قلوب کے بالمقابل بزم انجم میں خورشید تاباں کے مثل ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

شیخ عارف ابوالحسن النوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے تمام قلوب پر نظر فرمائی تو قلب پاک سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی قلب کو اپنی طرف شوق میں وارفتہ نہ پایا تو انہیں معراج کا شرف بخشا تاکہ دیدار

وہم کلامی کی لذت سے انہیں جلد تسکین مل سکے۔''

اور غریق بحر معرفت شیخ کامل ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی مقدس روحوں نے میدان عرفان میں دوڑ کی تو ان میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس سبقت لے گئی اور گلشن وصال تک رسائی پائی۔''

○ سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

انه قال البدلاء بالشام ' و النجباء بمصر ' والعصائب بالعراق ' والنقباء بخراسان ' والاوتاد بسائر الارض ' والخضر عليه السلام سيّد القوم '

ابدال شام میں' نجباء مصر میں' عصائب عراق میں' نقباء خراسان میں' اوتاد تمام روئے زمین میں ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام سب کے سردار ہیں۔

○ حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

انه قال ' ثلاث مأة هم الاولياء وسبعون هم النجباء واربعون هم اوتاد الارض وعشرة هم النقباء و سبعة هم العرفاء وثلاثة هم المختارون وواحد منهم هو الغوث. رضى الله تعالىٰ عنهم اجمعين

اولیاء تین سو ہیں' نجباء ستر ہیں اور روئے زمین میں اوتاد چالیس ہیں' نقباء دس ہیں' عرفاء سات ہیں' مختار تین ہیں اور ایک ان میں سے غوث ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

○ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

انه قال ' ان لله عبادًا يقال لهم الابدال لم يبلغوا ما بلغوا بكثرة الصوم والصلٰوة ' والتخشع وحسن الحلية ولكن بلغوا بصدق الورع وحسن النية وسلامة الصدور والرحمة لجميع المسلمين اصطفاهم الله بعلمه واستخلصهم لنفسه' وهم اربعون رجلًا علٰى مثل قلب ابراهيم صلى الله عليه وسلم لا يموت الرجل منهم حتىٰ يكون الله قد انشاء من يخلفه واعلم انهم لا يسبعون شيئًا ولا يلعنونه ولا يؤذون من تحتهم ولا يحتقرونه ولا يحسدون من فوقهم ' اطيب الناس خيرًا والينهم عريكة' واسخاهم نفسًا ' لا تدركهم الخيل المجراة' ولا الرياح العواصف فيما بينهم وبين ربهم ' انما قلوبهم تصعد في السقوف العلىٰ ارتياحًا الى الله تعالىٰ فى استباق الخيرات (اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون)

وہ فرماتے ہیں اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں ''ابدال'' کہتے ہیں وہ حضرات اپنے اس مرتبہ پر روزہ و نماز' خشوع و عاجزی کی کثرت اور حسن حلیہ کی وجہ سے نہیں پہنچے ہیں' بلکہ اپنے ورع وتقویٰ کی سچائی' نیت کی بہتری' سینے کی سلامتی اور تمام مسلمانوں سے مہر و ہمدردی کی وجہ سے انہیں یہ مقام ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے لئے انہیں منتخب کرلیا اپنی ذات پاک کے لئے خاص کرلیا ہے۔ وہ چالیس حضرات ہیں ان کے قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب کی طرح ہیں ان میں سے کوئی اسی وقت فوت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی جانشینی کے لئے کسی کو پروان دے چکا ہوتا ہے یہ جان لو! کہ وہ کسی چیز کو نہ گالی سے یاد کرتے ہیں' نہ ہی اس پر لعنت کرتے ہیں' نہ برا کہتے ہیں' نہ اپنے ماتحتوں کو ایذا دیتے ہیں' نہ انہیں حقیر سمجھتے ہیں' نہ اپنے اوپر والوں سے حسد کرتے ہیں' بھلائی میں سب سے بہتر ہیں' طبیعت میں سب سے نرم' مزاج کے اعتبار سے سب سے سخی ہیں' تیز رفتار گھوڑے' تند ہوائیں' اپنی تیزی کے باوجود ان کے رتبہ کو نہیں پا سکتیں ان کے دل خدا کی خوشنودی کے لئے اور اس کی جانب اشتیاق کے باعث نیکیوں کی مسابقت میں اونچی اونچی چھتوں کو زیر کردیتے ہیں یہی اللہ کا گروہ ہے باخبر رہو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح و کامیابی پانے والا ہے۔

○ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لله خواص يسكنهم الرفيع من الجنان كانوا اعقل الناس ' قال قلنا يا رسول الله! فكيف كانوا اعقل الناس ؟ قال: كان همتهم المسابقة الى ربهم عزوجل والمسارغه الى ما يرضيه ' ونهدوا في الدنيا وفي فضولها وفي رياستها ونعيمها فهانت عليهم ' فصبروا قليلًا واستراحوا طويلًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہیں جنہیں وہ جنتوں میں بلند مقام پر رکھے گا اور وہ لوگ سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضور سے دریافت کیا کہ وہ سب سے عقل مند کس طرح ہوئے؟ فرمایا: ان کی تمام سعی وہمت اللہ کی طرف مسابقت اور اسے خوش کرنے والے کام میں تیزی و سرعت ہوتی ہے دنیا اس کی فضولیات اس کی ریاست وعیش سے انہیں بالکل بے رغبتی ہے جس کے باعث دنیا ان کے نزدیک حقیر ٹھہری تو انہوں نے اس دنیا میں مختصر عرصہ صبر کیا مگر اس کے بعد طویل راحت سے سرفراز ہوئے۔

○ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

قال بعثت الفقراء الٰی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم رسولًا' فقال یا رسول اللّٰه! انی رسول الفقراء الیك ' فقال مرحباً بك ' وبمن جئت من عندهم ' جئت من عند قوم احبهم ' فقال یا رسول اللّٰه ! ان الفقراء یقولون لك ان الاغنیاء قد ذهبوا بالخیر کله ' ورواه بعضهم ذهبوا بالجنة' هم یحجون ولا نقدر علیه ' ویتصدقون ولا نقدر علیه ' ویعتقون ولا نقدر علیه ' واذا مرضوا بعثوا بفضل اموالهم ذخراً لهم ' فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ' بلّغ الفقراء عنی ' ان لمن صبروا حتسب منهم ثلاث خصال لیس للاغنیاء منها شیء ' اما الخصلة الاولٰی ' فان فی الجنة غرفًا من یاقوت احمر ینظر الیها اهل الجنة کما ینظر اهل الدنیا الی النجوم فی السماء لا یدخلها الا نبی او فقیر ا و شهید فقیر' او مؤمن فقیر ' والخصلة الثانیة' تدخل الفقراء الی الجنة قبل الاغنیاء بنصف یوم وهو مقدار خمسمأة عام ' والخصلة الثالثة : اذا قال الفقیر ' سبحان اللّٰه ' والحمد للّٰه ' ولا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر مخلصًا ' وقال الغنی مثل ذٰلك لم یلحق الغنی بالفقیر فی فضلهٖ وتضاعف الثواب وان انفق الغنی معها عشرة الاف درهم وکذٰلك اعمال البر کلها ' فرجع الیهم الرسول فاخبرهم بذٰلك فقالوا رضینا یا رب رضینا

انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں فقراء نے اپنا ایک قاصد بھیجا اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں فقراء کا قاصد ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مرحبا! تمہارے لئے بھی اور ان کے لئے بھی جن کے پاس سے تم آئے ہو تم ایسے لوگوں کے پاس سے آئے ہو جن سے میں محبت رکھتا ہوں قاصد نے عرض کیا کہ فقراء خدمت اقدس میں عرض گزار ہیں کہ تمام نیکیاں مالداروں ہی کے حصہ میں آ گئیں اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ مالدار جنت حاصل کر لے گئے۔ وہ لوگ حج کرتے ہیں اور ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے' وہ صدقہ خیرات دیتے ہیں اور ہم اس پر قادر نہیں' وہ غلام آزاد کرتے ہیں' ہم اس کی استطاعت نہیں رکھتے' وہ جب بیمار ہوتے ہیں تو اپنے آخرت کی جانب اپنا زائد مال بطور ذخیرہ کے بھیج دیتے ہیں' (یعنی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری جانب سے فقراء کو یہ بات پہنچا دو کہ تم میں جو صبر پر کاربند اور ثواب آخرت کے آرزومند ہیں ان کے لئے تین ایسے مخصوص درجے ہیں جو مالداروں کے لئے نہیں ہیں۔ پہلا درجہ: یہ کہ جنت میں یاقوت سرخ کے کچھ ایسے بالا خانے ہیں جن کو اہل جنت اس طرح دیکھیں گے جیسے اہل دنیا

آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں ان میں سوائے نبی' یا فقیر یا شہید فقیر یا مومن فقیر کے اور کوئی نہیں جائے گا۔ دوسرا درجہ: یہ کہ فقراء مالداروں سے نصف یوم پہلے جنت میں جائیں گے اس آدھے دن کی مدت پانچ سو برس ہے۔ تیسرا درجہ: یہ ہے کہ جب فقیر سبحان اللہ والحمد للہ' ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر خلوص کے ساتھ کہے اور مالدار انسان بھی اسی طرح کہے تو مالدار اس فقیر کی فضیلت اور ثواب کو نہیں پہنچے گا خواہ مالدار ان کلمات کے ساتھ دس ہزار درہم بھی خرچ کر ڈالے اور تمام اعمال حسنہ کا یہی معاملہ ہے جب قاصد نے جا کر انہیں یہ خبر دی تو سب نے کہا کہ "ہم راضی ہیں' ہم راضی ہیں۔"

○ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

روی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال اکثروا من معرفة الفقراء واتخذوا عندهم الایادی ' فان لهم دولة ' قالوا ' یا رسول اللہ! ما دولتهم ؟ فقال صلی اللہ علیه وسلم اذا کان یوم القیامة ؛ قیل لهم انظروا الی من اطعمکم کسرة او کساکم ثوبًا او سقاکم شربة فی الدنیا فخذوا بیده ثم افیضوا به الی الجنة

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقراء سے جان پہچان زیادہ رکھو' ان سے اچھا سلوک کرو کیونکہ ان کا بھی ایک دور آئے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ! ان کا دور کیا ہے؟ فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ان سے کہا جائے گا کہ جس نے تمہیں روٹی کا ایک ٹکڑا کھلایا ہو یا تمہیں ایک کپڑا پہنایا ہو یا کچھ پلا کر سیراب کیا ہو اسے تلاش کرو اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

○ اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یؤتی بالعبد الفقیر یوم القیامة فیعتذر اللہ عزوجل الیه کما یعتذر الرجل الی الرجل فی الدنیا ' فیقول اللہ عزوجل وعزتی و جلالی ما زویت الدنیا عنك لهوانك علیّ ولکن لما اعددت لك من الکرامة والفضیلة ولکن یا عبدی اخرج الی هذا الصفوف وانظر الی من اطعمك او کساك واراد بذلك وجهی ' فخذ بیده فهو لك والناس یومئذٍ قد الجمهم العرق فیتخلل الصفوف وینظر من فعل به ذلك فی الدنیا فیأخذ بیده ویدخله الجنة

قیامت کے روز بندہ فقیر اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اس طرح

اعتذار فرمائے گا جیسے آدمی آدمی سے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میری عزت وجلال کی قسم! میں نے دنیا تجھ سے اس لئے جدا نہیں رکھی کہ تو میرے نزدیک ذلیل تھا بلکہ یہ اس لئے کیا کہ تیرے لئے بڑی بڑی فضیلتیں اور بزرگیاں تیار کر رکھی تھیں اور اے میرے بندے! یہ تیرے سامنے جو صفیں لگی ہیں ان میں جا کر ان لوگوں کو دیکھ جنہوں نے تجھے کھلایا، پہنایا اور اس سے میری خوشنودی چاہی۔ اس کا ہاتھ تھام لے کہ وہ تیرا ہے اس وقت لوگوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ پسینہ منہ تک آیا ہوگا۔ وہ فقیر یہ ارشاد سن کر صفیں چیرتا ہوا داخل ہوگا اور ان لوگوں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بہشت میں لے جائے گا۔

○ اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فانظر الی من اطعمك او سقاك اور كساك ، ثم ذكر الحديث

اسے دیکھ جس نے تجھے کھلایا یا پلایا، یا کپڑا پہنایا اس کے بعد حدیث کا بقیہ حصہ ذکر فرمایا۔

○ اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی

یا موسیٰ ان من عبادی من لو سألنی الجنة بحذا فیرھا لاعطیته ، ولو سألنی علاقة سوط من الدنیا لم اعطه، ولیس ذٰلك من ھوان له علی ولکنی ارید ان اذخر له فی الاٰخرة من کرامتی واحمیه من الدنیا ، کما یحمی الراعی غنمه من مراعی الذئب

اے موسیٰ! میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ مجھ سے ساری جنت کا سوال کریں تو میں انہیں عطا کر دوں اور اگر دنیا میں کوڑا لٹکانے بھر جگہ مانگیں تو نہ دوں اور میرا یہ نہ دینا اس لئے ہرگز نہیں کہ وہ میرے نزدیک ذلیل ہیں بلکہ اس لئے کہ میں آخرت میں ان کے لئے اپنی عنایات ذخیرہ کرنا چاہتا ہوں اور دنیا سے انہیں ایسے بچانا چاہتا ہوں جیسے چرواہا بکریوں کو بھیڑیئے سے بچاتا ہے۔

○ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لکل شیء مفتاح ، ومفتاح الجنة حب المساکین والفقراء الصادقین الصابرین ، ھم جلساء اللہ یوم القیامة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کنجی مسکینوں، سچے فقیروں اور صادقین وصابرین کی محبت ہے وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔''

○ اور روایت ہے: عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال اللھم احینی مسکینًا

وامتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرة المساکین

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں کے زمرے میں میرا حشر فرما۔''

میں کہتا ہوں کہ مساکین کی فضیلت کے لئے یہ حدیث شریف کافی ہے۔ سرکار اگر یہ ارشاد فرماتے کہ مساکین کا میرے زمرے میں حشر فرما تو ان کے لئے یہ فضیلت بھی بہت تھی، مگر جب خود سرکار ارشاد فرمارہے ہیں کہ میرا حشر زمرہ مساکین میں فرما پھر بھلا مساکین کے فضائل و مراتب کا کیا کہنا؟

○ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان النور اذا وقع فی القلب انشرح الصدر وانفسح، قیل یا رسول اللہ ھل لذلک من علامة؟ قال صلی اللہ علیہ وسلم، نعم التجافی عن دارالغرور، والانابة الی دار الخلود، والاستعداد للموت قبل نزولہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان کے دل میں نور اترتا ہے تو اس وقت اس کا سینہ کشادہ ہوجاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور اس کی کوئی پہچان ہے؟ سرکار نے فرمایا ایسا شخص غرور کے مکان (دنیا) سے بھاگتا ہے اور ہمیشگی کے مکان (آخرت) کی طرف لوٹتا ہے اور موت آنے سے قبل اس کی تیاری کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث پاک کی رو سے یہ نور دنیا میں زاہدوں کے قلب کو ملتا ہے۔

○ ترمذی وغیرہ میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث حسن مروی ہے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت، والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا وتمنی علی اللہ الامانی

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عقلمند آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور عاجز و نا سمجھ وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کی پیروی میں لگائے اور اللہ تعالیٰ سے بہت ساری تمنائیں لگا رکھے۔

○ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا اخرج رجل غنی من عرض مالہ مأة الف درھم فتصدق بھا، واخرج رجل فقیر درھماً واحداً من درھمین لا یملک غیرھما طیبة بہ نفسہ صار صاحب الدرھم الواحد افضل من صاحب مأة الف درھم

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی دولت مند اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ دے اور کوئی فقیر شخص صرف ایک درہم صدقہ دے جبکہ اس کے پاس محض دو ہی

درہم ہوں اور اس میں سے وہ خوشی خوشی دے تو ایک درہم دینے والا فقیر لاکھ درہم صدقہ کرنے والے سے افضل ہے۔

میں کہتا ہوں اس کی تائید سرور عالم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہو رہی ہے جسے امام عبدالرحمٰن نسائی نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے۔

سبق درھم ماۃ الف درھم

ایک درہم ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔

اور فقیر کے صدقہ کی فضیلت اس آیت سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ ارشاد ربّ العالمین ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ (توبہ:۷۹)

اور جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: افضل الصدقة جهد المقل افضل ترین صدقہ وہ ہے جو تنگدست اپنی مشقت سے کرے۔

ہم یہاں اتنے ہی پر بس کرتے ہیں باوجودیکہ فقراء کی فضیلت میں احادیث کریمہ بیشمار ہیں۔

فضائل اولیاء وفقراء آثار سلف میں

اس بارے میں حضرات سلف صالحین اور ائمہ عاملین رضی اللہ عنہم کے آثار بکثرت موجود ہیں جن کا احاطہ دشوار ہے مگر یہاں ہم سندیں چھوڑتے ہوئے مختصراً کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اگر کوئی بازار میں گیا اور اس نے کوئی شئے دیکھی جسے اس کا دل چاہتا ہو اور وہ اس شئے کو خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس نے صبر کیا اور اس سے ثواب کی امید رکھی تو اس کا یہ عمل راہ خدا میں ہزار دینار خرچ کرنے سے بہتر ہوگا۔ شیخ ابوسلیمان دارانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے اپنی خواہش پوری نہ ہونے کے باعث کسی فقیر کا ٹھنڈی سانس لینا مالدار کی ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔ امام المتقین ابونصر بشر بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فقیر کی عبادت حسین عورت کے گلے میں موتیوں کے ہار کی طرح ہے اور مالدار کی عبادت اس سرسبز پودے کی طرح ہے جو کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر اگ آئے بعض بزرگوں کا قول ہے لباس فقراء یعنی بالوں کا موٹا لباس، گدڑی اور پیوند لگے کپڑے اگر زاہد لوگ پہنیں تو ان کے لئے حسن وخوبی ہے مگر وہی لباس دوسروں کے لئے بدنمائی ہے۔ حضرت ابن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کے قبیلے میں ایک بار آگ لگ گئی مکانات جلنے لگے لوگوں نے شور

مچایادوڑو! مالک بن دینار کے گھر کی خبرلو! لوگ آگ بجھانے لگے اس عالم میں خود حضرت مالک بن دینار کا یہ عالم تھا کہ تہبند زیب تن کئے ہاتھ میں وضو کا لوٹا اٹھائے نہایت بے نیازی کے ساتھ آگ بجھاتے ہوئے نوجوان کے قریب آئے اور فرمایا سبک رو قیامت کے روز نجات پائیں گے اے دولت مندو! تم فکرو دنیا میں جز بز ہوتے رہو' فقراء حقیقی عیش والے ہیں اور حقیقی عیش تو آخرت کا عیش ہے۔ فقیر کا درہم (چاندی کا سکہ) غنی کے دینار (اشرفی) سے افضل ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا مالدار بھی کھاتے ہیں اور ہم لوگ بھی کھاتے پیتے ہیں وہ بھی پہنتے ہیں اور ہم بھی پہنتے ہیں اور ان کے پاس جو ضرورت سے زیادہ دولت ہے نہ وہ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور نہ ہم وہ لوگ بھی اسے دیکھتے ہیں اور ہم بھی' قیامت کے روز ان سے اس کا حساب لیا جائے گا اور ہم لوگ اس سے بری الذمہ ہوں گے اس کے بعد فرمایا: ''ہمارے دولت مند بھائیوں نے انصاف سے کام نہیں لیا کیونکہ وہ ہم سے خدا واسطے کی محبت رکھتے ہیں اور دنیا کی دولت کے معاملہ میں ہم سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں ان پر ایک ایسا دن آئے گا کہ وہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں فقیر ہوتے مگر ہمیں یہ خواہش نہیں ہوگی کہ ہم ان کی جگہ ہوتے۔''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے ''وہ ایک روز اپنے احباب میں بیٹھے تھے ان کی بیوی آئیں اور کہنے لگیں آپ یہاں ان لوگوں میں بے فکر ہو کر بیٹھے ہیں اور بخدا گھر میں مٹھی بھر بھی آٹا نہیں ہے انہوں نے جواب دیا یہ نہ بھولو! کہ ہمارے سامنے ایک نہایت دشوار گزار گھاٹی ہے جس سے ہلکے سامان والوں کے سوا کوئی نجات نہیں پائے گا یہ سن کر وہ خوشی کے ساتھ واپس چلی گئیں۔''

اکابر شیوخ میں سے کسی نے فرمایا کہ ان کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ حضور! اہل وعیال کی فکر نے مجھے پریشان کر رکھا ہے میرے حق میں دعا فرمائیں۔ حضرت نے جواب دیا ''تیرے اہل وعیال جب تجھ سے آٹا اور روٹی نہ ہونے کی شکایت کریں اس وقت رب تعالیٰ سے دعا کیا کر کہ تیری اس وقت کی دعا میرے دعا سے بہتر اور قرین قبول ہے۔''

کسی مرد صالح سے جب ان کے بال بچوں نے یہ کہا کہ آج کی رات ہم لوگوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے تو فرمایا ہمارا ایسا مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھوکا رکھے یہ درجہ تو وہ اپنے دوستوں اور ولیوں کو عطا فرماتا ہے۔ مشائخ میں سے بعض کا یہ حال تھا کہ انہیں جب تنگ دستی پیش آتی تو فرماتے: ''اے شعار صالحین! خوش آمدید۔''

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فقر سے پناہ مانگی ہے اس

کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ فقر میں بہت ثواب ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے انہوں نے فرمایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کے فقر سے پناہ مانگی ہے ہاتھ کے فقر سے پناہ نہیں مانگی کیونکہ فقر تو یہی ہے کہ دل فقیر ہو جس طرح مالداری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔

امام الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک دولت مند نے پانچ سو درہم حاضر کئے اور کہا کہ یہ اہل حاجت کو تقسیم فرما دیں۔ حضرت جنید نے فرمایا: کیا تیرے پاس اور بھی درہم ہیں؟ دولت مند: جی ہاں! درہم ہی نہیں، بہت ساری اشرفیاں بھی ہیں۔ شیخ جنید: کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے مال میں اور اضافہ ہو؟ دولت مند کیوں نہیں شیخ جنید: پھر تو ان درہموں کی حاجت تجھی کو زیادہ ہے، لے تو ہی لے جا! (یہ کہا اور درہم اسے واپس کر دیئے)

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں آیا اور دس ہزار درہم نذرانہ پیش کیا۔ شیخ نے اس کا نذرانہ لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا تو چاہتا ہے کہ یہ لے کر میں فقراء کے دفتر سے اپنا نام خارج کرالوں یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے تین سوالات کئے آپ نے مال اور انجام کے لحاظ سے اس کو جوابات دیئے۔

حقیقی آدمی کون ہے؟ جواب: علما، بادشاہ کون حضرات ہیں؟ جواب: زاہدین! (وہ لوگ جنہیں دنیا کی طمع نہیں) کمینے کون لوگ ہیں؟ جواب: دین فروش (جو اپنے دین کے عوض دنیا کمائیں)

اہل دنیا نے دنیا میں راحت تلاش کی مگر محروم رہے اگر انہیں دولت فقراء کی خبر ہو جائے تو اس کے لئے مارنے مرنے پر تیار ہو جائیں۔ (حضرت ابراہیم ادہم)

زاہد آخرت کے بادشاہ ہیں اور زاہد وہ فقراء ہیں جو عارف باللہ ہیں۔ (حضرت ذوالنون)

حکومت وسلطنت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شہروں اور ملکوں کی، دوسری لوگوں کے دلوں کی، حقیقی حکمران و بادشاہ وہی ہیں جو زاہد ہیں۔ (شیخ کبیر ابومدین شہیر)

اگر کوئی شخص یہ وصیت کر کے مر جائے کہ یہ سو درہم ہم سب سے عقل مند انسان کو دیئے جائیں تو وہ درہم زاہدوں کو دینا چاہیئے۔ (امام شافعی و دیگر علماء)

فوائد فقر میں سے یہ بھی ہے کہ بھوک اور برہنگی کی تکلیف اٹھائے اور تکلیف کے ساتھ ساتھ ان میں آرام اور لذت بھی پائے اور ان چیزوں کو پسند کرے۔ (ابوعبداللہ قرشی)

اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ جنت میں ان سے اپنا دیدار محجوب کر دے تو وہ

جنت سے بھی اسی طرح پناہ مانگیں گے جیسے دوزخی دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

(قطب الاخوان شیخ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ)

العارف باللہ تضیئی لہ انوار العلم فینظر بھا عجائب الغیب (شیخ ابوعثمان مغربی رضی اللہ عنہ) عارف باللہ کے لئے علم کے وہ انوار چمکتے ہیں جن سے وہ غیب کے عجائبات کا مشاہدہ کرتا ہے۔

شیخ کبیر عارف باللہ حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی کی خاص کفالت وتولیت کرنا چاہتا ہے تو اس شخص پر اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب وہ ذکر سے لذت یاب ہونے لگتا ہے تو اس پر قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے حتی کہ اسے مجلس انس میں لے جا کر توحید کی کرسی پر بٹھاتا ہے پھر اپنے اور اس کے درمیان سے حجاب اٹھا دیتا ہے اور اسے دار فرانیت میں داخل فرماتا ہے اور اس کے لئے جلال وعظمت کے حجاب اٹھا دیتا ہے جب اس کی نگاہ جلال وعظمت پر پڑتی ہے تو وہ اپنی شخصیت کو فنا کر دیتا ہے اس وقت بندہ فنا ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حفاظت میں نفس کی خواہشات سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔''

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے فرمایا۔ ''کیا تو اللہ والا بننا چاہتا ہے؟'' اس نے کہا جی ہاں! فرمایا: دنیا وآخرت کی کسی شے کی رغبت نہ کر اور اپنے نفس کو اللہ کے لئے خالی کر لے اور نہ صرف اپنے چہرے بلکہ اپنے پورے وجود کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہو جا تاکہ وہ تجھ پر متوجہ اور تجھے اپنا دوست بنا لے۔''

حضرت شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ادب میں لوگوں کے تین طبقے ہیں۔ اہل دنیا کا طبقہ۔ دینداروں کا طبقہ۔ خاصان حق کا طبقہ۔

طبقہ اولیٰ: کا ادب یہ ہے زبان وبیان کی فصاحت، علوم، قصص وحکایات اور اشعار کا حفظ۔

طبقہ ثانیہ: کا ادب، ریاضت نفس، اعضاء وجوارح کا ادب، حدود شرع کی رعایت اور ترک شہوات۔

طبقہ ثالثہ: طہارت قلب، اسرار کی رعایت، وفائے عہد، وقت کی حفاظت، خطرات سے اغماض مقامات طلب، اوقات حضور اور مقامات قرب کی رعایت۔

امام السالکین شیخ ابومحمد سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سارے نیک کام زاہدوں کے اعمال نامے میں درج ہیں میں کہتا ہوں یہ ایسے عارف صدیق کا ارشاد ہے جو تصدیق کے انتہائی بلند مرتبے پر فائز ہیں اور اس ارشاد کی مختصر توضیح یہ ہے۔

''اہل دنیا میں بعض لوگ نیکی کی نیت سے کسی کو مال دیتے ہیں مگر کثرت مال اور وسعت دنیا کی خواہش رکھتے ہیں اور یہ خواہش انہیں فتنہ میں ڈالتی ہے اور اطاعت الٰہیہ سے روکتی ہے اور زاہد حضرات محض اللہ کے لئے تمام موجودات سے عملاً برطرف ہیں' دنیا ان کے لئے ناپسندیدہ ہے اور وہ اطاعت خداوندی کے لئے بالکل فارغ ہیں انہوں نے عبادت قلبی' عبادت بدنی اور عبادت مالی سب کو جمع کرلیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ان کے دل کی خبر ہے اور وہ ان کے دل میں اپنے سوا کسی کی محبت نہیں پاتا اس لئے اس نے زاہدوں کو اپنے قرب سے نوازا اور انہیں اپنے فضل سے وہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کے سمجھنے سے عقلیں قاصر ہیں۔

اللھم لا تحرمنا خیرك لشرنا' وھب لنا من فضلك العظیم واجعل بك شغلنا بجاہ نبیك محمد الکریم علیه افضل الصلوٰۃ والتسلیم' انك الملك المنان ذوالفضل العظیم۔

یہ جو کچھ بیان ہوا اولیاء اللہ اور صالحین کے دریائے فضیلت وکرامت سے ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ہم نے جو احادیث ذکر کی ہیں اگرچہ ان میں سے بعض ضعیف ہیں مگر اس سلسلہ میں احادیث صحیحہ بھی اس کثرت سے ہیں کہ وہی کافی ہیں جن میں سے کچھ میں نے شروع میں نقل کیں۔

اور خود رسول اکرم ﷺ کا دنیا سے اجتناب کے باب میں ذاتی عمل شریف جو احادیث میں موجود ہے اور اسی طرح دیگر انبیاء ومرسلین علیہم السلام' اولیاء اللہ اور سلف صالحین کے احوال' زہد کے بارے میں ظاہر وباہر ہیں۔

امام اجل شیخ ابوعبداللہ حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ دولت دنیا کے حصول کی دلیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال پیش کرنے والے علماء کو زجر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مالداری کو اس لئے حجت بناتے ہیں کہ لوگ انہیں مال جمع کرنے کے سلسلہ میں معذور خیال کریں حالانکہ انہیں شیطان نے بہکا دیا ہے وہ لوگ نہایت بے خبر اور غافل ہیں۔ افسوس صد افسوس! حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مال سے استدلال مکر شیطان ہے' تیرے یہ بات تیری بربادی کا پیش خیمہ ہے کیونکہ جب تجھے یہ خیال آیا کہ وہ حضرات بھی فراوانی میں مقابلہ اور دنیا کی عزت وآرائش کے لئے مال جمع فرماتے تھے تو اس کا ادنیٰ مطلب یہ ہوا کہ تو نے ان پیشواؤں کی غیبت کی اور ان پر عظیم تہمت لگائی اور جب تو نے بدلالت حال وقال سے یہ بات اٹھائی کہ مال

حلال کا جمع کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے تو گویا تو نے حضور سرور انبیاء ﷺ اور دوسرے انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والتسلیم) پر عیب لگایا (نعوذ باللہ منہ) اور انہیں اپنے خیال میں اس نکتہ فضیلت سے بے خبر سمجھا کیونکہ انہوں نے جمع مال سے روکا۔ رب السماء کی قسم! تو جھوٹا ہے' تو مفتری ہے تو کذاب ہے تو نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹا الزام لگایا وہ تو اپنی امت کے حق میں نہایت مہربان اور مشفق اور رؤف ورحیم تھے۔ اے بے عقل! سن کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی بزرگی' تقویٰ اور تمام تر حسنات وخیرات کے باوجود اور اس کے علاوہ ان فضائل کے ہوتے ہوئے کہ وہ اللہ کی راہ میں بے حد سخاوت کرنے والے' مال ودولت لٹانے والے اور صحبت مصطفیٰ ﷺ کی نعمت سرمدی سے فیض یاب اور جنت کی خوشخبری پانے والے ہیں مگر پھر بھی مال ہی کی وجہ سے روز حشر حساب کے لئے کھڑے کئے جائیں گے حالانکہ انہوں نے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ دست سوال نہ دراز کرنا پڑے اور مال کے ذریعہ نیکی کا سرمایہ اکٹھا کریں اور راہ خدا میں خوب خرچ کریں تاہم جنت میں داخلہ کے وقت انہیں فقراء مہاجرین کی معیت نہیں ملے گی پھر بھلا' ماوشما کا کیا شمار واعتبار؟ جو دنیا کی موجوں میں غرق ہیں اور اسکے بعد ایسے شخص کے حال پر سخت حیرت واستعجاب ہے جو شہوات دنیوی میں پھنس کر لوگوں کا مال ظلماً کھاتا ہے اور مادی زینت وتفاخر کا بندہ بن کر سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حالت سے استدلال کرتا ہے۔

امام محاسبی رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ وہ مسکنت کے دلدادہ' فقر کے خوف سے مامون ومحفوظ' رزق کے سلسلہ میں خدا پر متوکل' نوشتہ قضاء وقدر پر مطمئن' غم وآلام پر راضی' خوشحالی میں شکر گزار' مصائب میں صابر' نعمتوں پر حمد کرنے والے' عجز وانکسار کا مرقع' رضائے الٰہی کو اپنی جان پر ترجیح دینے والے اور مال ومنصب کی محبت سے گریزاں تھے جب دنیا ان پر متوجہ ہوتی تو وہ غم ناک ہو جاتے اور فقر ان کے اوپر ظاہر ہوتا تو نشان صلحاء سمجھ کر اس کا استقبال فرماتے تھے۔ اے شخص! تجھے خدا کا واسطہ! بتا تو سہی کیا تو ان صفتوں سے متصف ہے؟ بخدا نہیں! بلکہ تو اس سے مختلف ہے' تجھے ان سے دور کی مشابہت بھی نہیں تیرا حال تو یہ ہے کہ اگر تجھے مالداری ملے تو سرکش ہو جائے' فراخی آئے تو اترانے لگے' خوشحالی آئے تو مگن ہو جائے' نعمتوں پر شکر کا وقت ہے تو غفلت میں پڑا رہے' بدحالی آئے تو ناامید ہو جائے بلا آئے تو ناراض ہو جائے اور تقدیر پر راضی نہ ہو' تجھے فقر سے دشمنی اور مسکینی سے عار ہے تو دنیا کے عیش وعشرت اور شہوت ولذت کی خاطر دولت جمع کر رہا ہے اور ان کا تو یہ حال تھا کہ اللہ کی حلال نعمتوں

سے بھی یوں بے رغبت تھے جتنا تو حرام سے نہیں بچتا وہ معمولی لغزش سے اس طرح لرزتے تھے جتنا تو گناہ کبیرہ سے نہیں بچتا کتنا اچھا ہوتا کہ تیرا حلال و پاکیزہ مال ان کے مشتبہ مال ہی کی طرح ہوتا اور کاش تو اپنے گناہوں سے اس طرح ہی ڈرتا جتنا وہ مقدس صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی نیکیوں سے خائف رہتے تھے کہ معلوم نہیں قبول ہوں گی یا نہیں؟ اور کیا خوب ہوتا کہ تیرا روزہ ان کے بے روزہ رہنے ہی جیسا ہوتا اور تیری بیداری ان کی نیند ہی کے مثل ہوتی اور تیری تمام نیکیاں ان کی ایک ہی نیکی کی طرح ہوتیں۔ افسوس ہے تجھ پر، کیا تجھے یہ مناسب نہیں تھا کہ بقدر کفایت پر بس کرتا اور زیادہ کی حرص نہ رکھتا اور مالداروں کی حالت سے نصیحت و عبرت حاصل کرتا کہ وہ میدان حشر میں حساب کے لئے روکے جائیں گے اور اگر تو ان میں نہ ہوا تو گروہ سابقین میں مل کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمرہ میں جنت کے اندر جائے گا تجھے نہ کوئی روکنے والا ہوگا اور نہ تیرا حساب ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔

مشائخ کرام میں سے بعض نے فرمایا: ''میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فضائل فقراء بیان فرما رہے تھے اور مالداروں پر فقیروں کا شرف ذکر کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں سے مجھے اتنا یاد رہ گیا کہ فقراء کی فضیلت کے لئے یہی از بس ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے وقت کے مالداروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گی اور میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے چالیس سال پہلے کیونکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاظ سے دنیا کم پائی۔'' (رضی اللہ عنہما وعن جمیع امہات المومنین وبنات النبی الکریم واھل بیتہ وعترتہ اجمعین)

رب نے غرباء ومساکین کو عزت دی ہے
مالداروں پہ فقیروں کو فضیلت دی ہے
حشر میں آئیں گے فقراء کی جلو میں سرکار
فقر کو یوں مرے آقا نے کرامت دی ہے
باندھے اپنے شکم ناز پہ دو دو پتھر
مصطفیٰ پیارے نے یوں فاقہ کو عزت دی ہے

حق گوئی و بے باکی

عارف جلیل شیخ ابوعبدالرحمٰن حاتم اصم رضی اللہ عنہ ایک بار سفر حج کے لئے روانہ ہوئے تین سو بیس حجاج کرام آپ کے ہمرکاب تھے سب کے جسموں پر درویشانہ لباس تھا کسی کے پاس توشہ دان تھا نہ کھانے کا کوئی سامان' قافلہ شہر میں وارد ہوا۔

شب کو وہاں کے ایک محب الفقرا تاجر نے قافلہ کی ضیافت کا انتظام کیا' صبح ہوئی تو تاجر نے حضرت حاتم اصم کی خدمت میں عرض کی کہ شہر کے اندر ایک فقیہ بیمار ہیں میں ان کی عیادت کے لئے جانا چاہتا ہوں (ان کا اسم گرامی قاضی محمد بن مقاتل ہے) حضرت حاتم نے فرمایا: مریض کی عیادت اچھا کام ہے اور فقیہ کو دیکھنا عبادت ہے چنانچہ آپ اور تمام فقراء اپنے میزبان تاجر کے ہمراہ قاضی محمد بن مقاتل کے مکان پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ نہایت عالی شان محل ہے پرشکوہ دروازہ سے گزر کر اندر پہنچے تو دیواروں پر لٹکتے ہوئے پردے' فرش پر بچھے ہوئے قالین اور مکان کی آرائش وزینت' جھاڑ فانوس اور قمقموں کی چمک دمک نگاہوں کو خیرہ کررہی تھی قاضی صاحب جس کمرے میں تھے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ نرم ونازک بستر پر خوبصورت تکیے لگائے لیٹے ہیں ایک غلام مورچھل لئے کھڑا ہے اس حالت کو دیکھ کر حضرت حاتم اصم متفکر ہوئے کہ عالم دین' فقیہ اور یہ کروفر؟ تاجر تو قاضی کے پاس جا کر بیٹھ گیا مگر حضرت حاتم اصم کھڑے رہے۔ قاضی نے دریافت کیا شاید آپ کوئی حاجت لے کر آئے ہیں اس لئے نہیں بیٹھ رہے ہیں۔ فرمایا: جی ہاں! ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے۔

قاضی: کون سا مسئلہ ہے پوچھئے۔

حاتم اصم: پہلے آپ سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں تو میں مسئلہ پوچھوں؟ قاضی صاحب بیٹھ گئے۔

حاتم اصم: آپ نے علم کہاں سے پایا؟

قاضی: ثقہ علماء ومحدثین سے جنہوں نے اصحاب رسول (رضی اللہ عنہم) سے استفادہ کیا تھا۔

حاتم اصم: ان حضرات نے کس سے علم پایا؟

قاضی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

حاتم اصم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کے ذریعہ حاصل کیا؟

قاضی: حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ۔

حاتم اصم: حضرت جبرائیل علیہ السلام کو یہ علم کس نے عطا کیا؟

قاضی: اللہ تعالیٰ نے۔

حاتم اصم: جو علم اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا' حضور ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بخشا اور ان سے ثقہ علماء کو اور ان سے آپ کو ملا کیا اس علم میں یہ کہیں ہے کہ امیر و کبیر' دولت و ثروت' شاندار محل اور دینوی کروفر والا اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ ہے؟

قاضی: نہیں بلکہ اس علم میں تو یہ ہے کہ جو دنیا میں زہد کی زندگی گزارے' آخرت کی فکر رکھے اور توشہ تیار کرے' مساکین سے پیار کرے وہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے۔

حاتم اصم: قاضی صاحب! پھر آپ ہی فرمائیں کہ آپ نے کس طریقہ کو اپنایا' رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ کو یا فرعون و ہامان کے؟

بدعمل عالمو! دنیا میں جاہلوں کا انہماک تم جیسے لوگوں ہی کی وجہ سے ہے' وہ کہتے ہیں کہ جب علماء ایسے ہوں تو پھر ہم ان سے پیچھے کیوں رہیں؟

حضرت حاتم اصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور ہمراہوں سمیت وہاں سے چلے آئے' کہتے ہیں اس بات کا قاضی محمد بن مقاتل پر بہت اثر ہوا جس سے ان کی بیماری اور بڑھ گئی۔

یہ نائب رسول ہیں ڈرتے نہیں کسی سے مردان حق' زباں سے حق بات بولتے ہیں

حضرت شیبان کا علم

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشائخ کبار میں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں آتے تھے' ان کا کلام سماعت کرتے تھے' باتیں دریافت کرتے اور ان کے جواب کو پسند فرماتے تھے۔ صالح علماء ہر دور میں صوفیہ کرام کے معتقد رہے ہیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ' رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں جاتے اور ادب سے پیش آتے تھے اسی طرح امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت شیبان کی صحبت کے فیوض حاصل کرنے جایا کرتے تھے ایک بار کی بات ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں کچھ علمی سوالات کر کے حضرت شیبان کو ان کی کوتاہ علمی سے باخبر کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ کچھ علم حاصل کرنے میں مشغول ہوں۔ امام شافعی نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا مگر آخر وہ پوچھ ہی بیٹھے۔

امام احمد: اگر کوئی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز پڑھنا بھول گیا پھر اسے یہ یاد نہ رہا کہ کون سی نماز چھوٹی ہے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

حضرت شیبان: احمد! یہ تو ایسا قلب ہے جو خدا سے غافل ہے' اس کی تادیب و سزا ضروری ہے

تا کہ پھر کبھی مولا سے غافل نہ ہو اب اسے پانچوں نمازیں پھر پڑھنا ہے۔
امام شافعی: (یہ سن کر امام احمد پر غشی طاری ہو گئی' ہوش میں آئے تو سنا) میں تم سے کہتا تھا کہ انہیں نہ چھیڑو' دوسری روایت ہے کہ مکالمہ زکوٰۃ واجب ہے؟
امام احمد: کسی شئے کے مالک پر کس مقدار میں زکوٰۃ واجب ہے؟
حضرت شیبان: تم لوگوں کے مذہب پر زکوٰۃ اتنے اونٹوں پر اس قدر' گائے بھینس اور بکریوں پر اس مقدار میں اتنی سونے چاندی' پھل اور پیداوار میں اتنی اتنی ہے۔
(گویا انہوں نے زکوٰۃ کا مفصل فقہی قانون بیان کرنے کے بعد فرمایا) مگر میرے مذہب پر تو سب اسی کا ہے۔
حضرت سفیان ثوری کے سفر حج میں شیر کے راستہ روکنے اور اس پر حضرت شیبان کی کاروائی پر مشتمل حکایت عنقریب بیان ہو گی۔

امتحان و اعتراف

جامع منصور بغداد میں حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہوتی' کچھ فاصلہ پر ایک دوسرے فقیہ کا حلقہ درس تھا جس کا نام ابو عمران تھا۔ حضرت شبلی کا کلام موعظت نظام جاری ہوتا تو ابو عمران اور ان کے شاگردوں کا کام بند ہو جاتا ایک دن ابو عمران فقیہ کے شاگردوں نے امتحاناً حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حیض کا ایک مسئلہ پوچھا۔ حضرت نے مسئلہ کا نہایت وضاحت سے جواب دیا اور تمام اختلافات و جوابات ذکر فرمائے۔ ابو عمران کو معلوم ہوا تو انہوں نے حاضر ہو کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اعتراف کیا کہ ہمیں تو محض تین ہی اقوال معلوم تھے۔ آپ نے تو اس سلسلہ میں دس اقوال ایسے بیان فرمائے تھے جن کی ہمیں ہوا بھی نہیں لگی تھی۔

برکت صحبت

ابو العباس بن سریج فقیہ شافعی نے سید الطائفہ امام جنید بغدادی کا کلام سنا تو ان سے پوچھا گیا کہ اس کلام سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے متعلق کیا کہوں؟ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس کلام میں مجھے ایسی سطوت نظر آ رہی ہے جو کسی اہل باطل کے کلام میں نہیں ہو سکتی پہلے تو وہ صوفیہ سے برگشتہ تھے مگر بعد میں ان کے معتقد اور مداح ہو گئے ایک ایسا زمانہ بھی آیا کہ بعض جلیل القدر فقہاء خود ابو العباس بن سریج فقیہ کی مجلس میں ان کے کلام کو سن کر بہت مسرور ہوئے

اور پھر مجلس ابوالعباس بن سریج نے خود اعتراف کیا کہ میرا یہ سب علم ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مبارکہ کا فیض ہے۔

شانِ علم

عبداللہ بن سعید کلان سے کہا گیا آپ جس کا کلام سنتے ہیں اس پر اعتراض کرتے ہیں یہاں جنید نامی ایک صاحب ہیں ان سے مل کر دیکھئے کہ کیا ان کے کلام پر بھی اعتراض کر پاتے ہیں؟ وہ جنید بغدادی کی مجلس میں آئے ان سے توحید کے متعلق سوال کیا۔ حضرت جنید نے جواب دیا تو عبداللہ حیرت زدہ رہ گئے اور کہنے لگے آپ اسی بات کو ذرا پھر بیان کر دیں آپ نے بیان کیا مگر دوسرے الفاظ میں، عبداللہ بولے یہ تو کچھ اور ہے جو مجھے یاد نہ رہ سکا ایک بار اور بیان فرمایئے۔ شیخ جنید نے سہ بارہ نئے اسلوب میں اسی بات کو فرمایا۔ ابن سعید بولے! اس طرح تو آپ کی بات یاد رکھنا میرے بس سے باہر ہے اسے لکھوا دیجئے۔ حضرت جنید نے فرمایا: اگر میں خود سے یہ کلام زبان پر لانے والا ہوتا تو اسے املا کراتا (مگر یہ سب تو خدا کی طرف سے کہلایا جاتا ہے اور ہم کہتے ہیں)۔ یہ سن کر عبداللہ بن سعید بن کلان کھڑے ہو گئے اور حضرت امام الطائفہ جنید بغدادی کے علم و فضل کے قائل اور ان کی عظمت کے معترف ہو گئے۔

علم باطنی کیسے ملا؟

کسی نے حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ علم (ظاہر و باطن) آپ نے کہاں سے پایا؟ انہوں نے اپنے دولت کدے کے ایک حصہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا: اس کے اندر میں تیس برس تک اللہ تعالیٰ کے حضور رہا ہوں اس کے بعد مالک بے نیاز کے کرم و فضل نے دولت سرمدی عطا فرمائی ہے اگر مجھے معلوم ہوا کہ اس آسمان کے شامیانہ تلے روئے زمین پر اس علم (جس میں میں اور میرے اصحاب گفتگو کرتے ہیں) سے افضل بھی کوئی شئے ہے تو میں اس کو حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرتا نیز فرمایا: ہم نے قیل وقال کے ذریعہ تصوف نہیں حاصل کیا بلکہ بھوک، ترک دنیا، ترک لذائذ اور ذکر الٰہی کی کثرت، فرائض و واجبات کی ادائیگی، سنت کی بجا آوری، اوامر کے التزام اور منہیات سے اجتناب کے ذریعہ یہ سب پایا ہے۔

نگاہِ صوفی

وادی قریٰ میں فجر کی نماز کے بعد اجالا ہو چکا تھا۔ مشائخ صوفیہ میں سے ایک بزرگ اپنے رفقاء کے ہمراہ مسجد کے پاس سے گزر رہے تھے ان کا ارادہ ایک دعوت میں شرکت کا تھا۔ ابوالمعالی' امام الحرمین نماز فجر ادا کر کے مسجد میں بیٹھے اپنے شاگردوں کو درس دے رہے تھے۔ صوفیہ کو دعوت میں جاتے دیکھا تو اپنے جی میں کہا کہ ان لوگوں کو دعوتیں اڑانے اور حال وقال کے سوا اور کوئی کام نہیں' دعوت سے فارغ ہو کر شیخ طریقت کا امام الحرمین کے پاس سے پھر گزر ہوا تو امام الحرمین سے کہا: جناب فقیہ! اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو صبح کی نماز جنابت کی حالت میں پڑھے اور پھر اسی طرح مسجد میں بیٹھا درس دیتا رہے اور غیبت بھی کرے ایک طرف جناب شیخ باتیں کرتے جاتے تھے دوسری طرف امام الحرمین پر اپنی حقیقت کھلتی جاتی تھی کیونکہ انہیں یاد آ گیا کہ ان پر غسل فرض تھا اور بے خیالی میں نماز بھی پڑھ لی اور درس بھی شروع کر دیا۔ شیخ نے ادھر بات پوری کی ادھر انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور صوفیہ کے معتقد ہو گئے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک صوفی کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے کسی نے انہیں اس پر ٹوکا تو انہوں نے جواب دیا۔

تمہیں کیا خبر؟ مغز تو انہی کے پاس ہے اور وہ ہے اللہ کی معرفت

قلب صوفی عرش الٰہی

ایک بار کی بات ہے خلیفہ وقت سے کچھ کم فہم لوگوں نے صوفیہ کرام کے ایسے اقوال بیان کئے جو بظاہر الحاد اور بے دینی معلوم ہوتے تھے۔ خلیفہ نے تمام صوفیوں کو بلا کر ان کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ ان اکابر امت میں شیخ جنید بغدادی' شیخ ابوالحسن نوری جیسے بزرگ بھی تھے مگر حضرت جنید نشان فقاہت اور فتوے صادر کرنے کی وجہ سے بچ گئے۔ حضرات شحام ورقام وابوالحسین نوری رہ گئے جلاد نے تلوار سونتی تو سب سے پہلے شیخ ابوالحسن نوری جلاد کے آگے پہنچ گئے۔ جلاد نے ان سے سبقت کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا یہ میں نے اپنے صوفی دوستوں کی خیر خواہی میں کیا تاکہ لوگ چند لمحے اور زندہ رہ لیں یہ سن کر جلاد ششدر رہ گیا اور خلیفہ تک بات پہنچائی خلیفہ اور اس کے دربار والوں کو بھی حیرت ہوئی۔ خلیفہ سے اجازت لے کر قاضی دریافت حال کے لئے آئے تاکہ ان سے دین وشرع کے بارے میں گفتگو کر کے جانچ کر لیں۔ قاضی نے شیخ ابوالحسن نوری سے چند فقہی سوالات پوچھے۔ قاضی کے سوالات سن کر شیخ نے کچھ دیر دائیں طرف دیکھا پھر بائیں طرف گردن

گھمائی آخر میں سر جھکا کر توقف کیا اس کے بعد تمام سوالوں کا کامل جواب دے دیا مزید کہا: خدائے تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ ہی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں گفتگو کرتے ہیں تو اللہ ہی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

قاضی، حضرت شیخ کی روحانی تقریر سن کر رونے لگا اور کہا جواب دینے سے قبل آپ ادھر ادھر کیا دیکھ رہے تھے؟ شیخ نے فرمایا: جو مسائل تو نے پوچھے تھے میں ان سے لاعلم تھا تو میں نے دائیں جانب مقرر فرشتے سے دریافت کیا اسے بھی معلوم نہیں تھا پھر میں نے بائیں جانب والے سے پوچھا وہ بھی نہیں جانتا تھا اس کے بعد میں نے اپنے قلب سے پوچھا تو قلب نے اللہ تعالیٰ سے معلوم کر کے بیان کیا۔ قاضی یہ سن کر حیران رہ گیا اور خلیفہ سے کہا اگر ایسے حضرات زندیق اور بے دین ہیں تو پھر روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں۔

غلام کے غلام

بحر حقائق موضح دقائق شیخ ابوالغیث بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یمن کے چند فقہاء امتحان کی نیت سے گئے، قریب پہنچے تو شیخ نے ان الفاظ سے استقبال کیا ''خوش آمدید! میرے غلام کے غلامو!'' ان لوگوں کو یہ بات بہت بری معلوم ہوئی وہاں سے لوٹنے کے بعد وہ تمام حضرات شیخ اسمٰعیل بن محمد حضرمی کے پاس پہنچے اور شیخ ابوالغیث کی بات بتائی وہ سن کر مسکرانے لگے اور جواب دیا شیخ ابوالغیث کی بات بالکل سچ ہے تم لوگ خواہش نفس کے غلام ہو اور خواہش نفس ان کی غلام ہے۔

حضرت شیخ ابوالغیث ناخواندہ تھے مگر علماء وفقہاء ان کی خدمت میں آ کر دقیق مسائل دریافت کیا کرتے تھے اور آپ انہیں شافی جواب سے نوازتے۔

علم لدنی

شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کو انبیاء کے بعد سب سے مقرب بنایا اپنے اور تمام بندوں پر انہیں فضیلت عطا کی۔ امت محمدیہ میں ان کے قلوب کو اپنے اسرار و معارف کا مرکز قرار دیا انہیں برکات و انوار کے ساتھ خصوصیت بخشی۔ بشری کدورتوں سے پاک اور منزہ کر کے انہیں مشاہدات کے بلند میناروں پر بٹھایا انہیں ہر وقت لطف حضوری سے نوازا، انہیں آداب عبودیت کی توفیق مرحمت فرمائی اپنے رسالہ کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں:

لوگوں کی دو قسمیں ہیں ایک اہل نقل و اثر' دوسرے اہل عقل و فکر' لیکن اس پاک جماعت (صوفیہ کرام) کے شیوخ ان دونوں پر سبقت لے گئے ہیں جو چیز لوگوں کے لئے غائب ہے ان کے لئے حاضر ہے جو دوسروں لوگوں کا مقصود ہے وہ ان کے پاس موجود ہے' دوسرے لوگ اہل استدلال ہیں اور وہ اہل وصال نیز فرمایا: ''ہر دور میں ایک شیخ کامل ہوتا ہے اسے توحید میں بڑا رسوخ حاصل ہوتا ہے امام قوم اور علماء وقت کا رہنما اور مقتداء ہوتا ہے اور اس زمانے کے علماء اس کے مطیع و منقاد ہوتے ہیں اور اس کے سامنے ادب اور تواضع سے حاضری دیتے ہیں اور فیض صحبت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

ظلمت شب میں بھٹکتے ہیں زمانے والے
لوگ گھنگور اندھیروں کا گلہ کرتے ہیں
اور مردان خدا شمع محبت لے کر!
روز روشن کی طرح شب میں چلا کرتے ہیں
کیسے سما سکے گا وہ عالم شش جہات میں
اپنے کو جس نے گم کیا جلوہ نور ذات میں
روئے زمیں پہ جسم ہے' عشق میں اس کا چور چور
عرش علیٰ پہ روح ہے کھوئی تجلیات میں
طاعت رب دو عالم میں جو متوالے ہیں
درحقیقت وہی اکرام و نعم والے ہیں
زرد رو' خستہ بدن' بال پریشان' غمگین
آنکھ اشکوں سے ہے تر' آہ ہے اور نالے ہیں
چھوڑ کر سارا جہاں ان کی گلی تھامی ہے
بسترے قرب کی دہلیز پہ ڈالے ہیں
جو خدا کے ہیں' خدائی پہ ہے ان کی شاہی
سب انہی کا ہے جو ہر طرح خدا والے ہیں
کوئی محرم بھلا' شان ولی کیا جانے
پردے آنکھوں پہ ہیں اور دل پہ لگے تالے ہیں

اثبات کرامات اولیاء

اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظہور عقلاً جائز اور نقلاً ثابت ہے۔ عقلی جواز کے لئے یہی کافی ہے کہ کرامت ممکنات میں سے ایک ممکن شئے ہے' محال نہیں اور ہر ممکن خدا کی قدرت کے تحت ظاہر ہو سکتا ہے جیسے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے معجزات کا ظہور ہوتا ہے یہی اہل سنت کے مشائخ' عرفاء' متکلمین' اہل اصول' فقہاء اور محدثین سب کا مذہب ہے اس پر مشرق و مغرب' عرب و عجم میں پھیلی ہوئی ان کی تصانیف شاہد ہیں۔

پھر اہل سنت کے جمہور ائمہ محققین کا صحیح مختار مذہب یہ ہے کہ جو کام بھی کسی نبی کے ہاتھ پر بطور معجزہ ظاہر ہو سکتا ہے وہ ولی کے ذریعہ بطور کرامت صادر ہو سکتا ہے فرق یہ ہے کہ معجزہ کے ساتھ نبوت کا دعویٰ اور کفار کو مقابلہ چیلنج ہوتا ہے اور کرامت کے ساتھ یہ نہیں ہوتا اس پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پھر ولی پر قرآن جیسی کتاب بھی آ سکتی ہے اس لئے کہ قرآن کے ساتھ نبوت کا دعویٰ لازم ہے اور ولی کے ہاتھ پر جو بھی خارق عادت خدا کی طرف سے ظاہر ہو گا اس کے ساتھ نبوت کا دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

اس فرق کی وجہ سے کرامت اور معجزہ کے درمیان التباس واشتباہ نہ ہو سکے گا اس لئے کہ معجزہ کے ساتھ چیلنج ہوتا ہے اور نبی اس کا اظہار کرتا ہے جبکہ ولی اپنی کرامت کو چھپاتا اور پوشیدہ رکھتا ہے۔ اظہار اس وقت کرتا ہے جب ضرورت ہو یا اسے اس کی اجازت ملی ہو یا غلبہ حال طاری ہو جس میں وہ بے قابو ہو یا کسی مرید کے یقین کو تقویت مقصود ہو ایسے مواقع پر اولیاء سے کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں جیسے

☆......اولیاء اللہ سے بعض نے فضا میں ہاتھ اٹھایا جس میں شہد آ گیا جو انہوں نے ایک مرید کو کھلایا۔

☆......ایک شیخ کامل نے ہزاروں کلومیٹر کے فاصلہ پر اپنے مرید کو کعبۃ اللہ کی زیارت کرا دی۔

☆......ایک عارف حق نے ایک منکر کرامت کو کعبہ کا طواف کرتے دکھایا۔

☆......اولیائے کاملین کے ایک گروہ کے گرد خانہ کعبہ کو طواف کرتے ہوئے معتبر مشائخ نے خود دیکھا ہے ان دیکھنے والوں میں سے بعض ثقہ' متقی' بزرگ علماء کی زیارت خود میں نے بھی کی ہے۔

کتاب اللہ اور اثبات کرامت

کتاب وسنت میں ثبوت کرامت کی متعدد دلیلیں موجود ہیں۔

☆......حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ میں ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (آل عمران ۳'۳۷)

جب زکریا محراب میں آتے تو مریم کے پاس رزق پاتے تو پوچھتے اے مریم! یہ کہاں سے آیا؟ تو مریم کہتیں' یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اللہ جس کو چاہے بے حساب رزق عطا فرمائے' مفسرین کا بیان ہے کہ حضرت مریم کو جو پھل انعام خداوندی سے دیئے جاتے تھے وہ بے موسم ہوتے یعنی جس زمانہ میں جو پھل نہیں ہوتا وہ انہیں ملتا۔

☆......انہی کے واقعہ میں ہے:

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○ (مریم ۱۹'۲۵)

اور (اے مریم) تو کھجور کی شاخ کو جنبش دے یہ تجھ پر تر و تازہ پھل گرا دے گی۔ تفسیروں میں ہے کہ وہ زمانہ کھجوروں کے پھل دینے کا نہیں تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم سے اس درخت کو پھلدار کر دیا یقیناً یہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی کھلی ہوئی کرامت ہے۔

☆......اسی طرح سورہ کہف میں حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ مذکور ہے جس میں حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعہ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ نے کیسے کیسے عجائب دیکھے۔

☆......اسی میں سکندر ذوالقرنین کا حیرت انگیز قصہ بھی ہے۔

☆......حضرت سلیمان علیہ السلام کے مصاحبین میں کتاب کا علم رکھنے والے حضرت آصف بن برخیا کی کرامت بھی قرآن مجید ہی میں ہے کہ انہوں نے پلک جھپکنے کے وقفہ میں تخت بلقیس حاضر خدمت کر دیا تھا۔

یہ تمام واقعات قرآن مجید میں آئے ہیں اور ان تمام کا صدور غیر انبیاء سے ہوا اس لئے یہ کرامت ہیں۔

سنت اور اثبات کرامت

احادیث مبارکہ میں کرامت کا ثبوت ان واقعات سے ہوتا ہے۔

☆......جریج راہب کی کرامت بخاری و مسلم کی صحیح میں ہے کہ ان پر زنا کا الزام لگایا گیا تو انہوں نے شیر خوار بچے سے دریافت کیا کہ بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچہ بول پڑا میرا باپ فلاں چرواہا ہے

☆......حدیث میں وارد ہے کہ تین اشخاص غار کے اندر بھاری چٹان غار کے منہ پر آ گرنے سے محصور ہو گئے تھے جب انہوں نے اپنے اخلاق وللہیت کے کاموں کا وسیلہ دے کر دعا کی تو چٹان ہٹ گئی اور وہ تمام موت کے چنگل سے نجات پا گئے۔

☆......ایک شخص نے ایک گائے پر بوجھ لادا تو گائے نے انسانی زبان میں کلام کیا کہ میں بار برداری کے لئے نہیں کھیتی کے لئے پیدا کی گئی ہوں لوگوں نے سنا تو کہا سبحان اللہ! عجیب بات ہے گائے کلام کر رہی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے واقعہ سنا تو فرمایا یہ سچ ہے میں اور ابوبکر وعمر اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

☆......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر ایک مہمان آیا انہوں نے مہمان کو جو کھانا پیش کیا' ایک طرف وہ تناول کرتا تھا دوسری طرف نیچے سے اس میں اضافہ ہوتا جاتا تھا حتی کہ مہمان اور تمام اہل خانہ نے کھالیا اور حضرت صدیق کی اہلیہ نے کہا ''کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔''

☆......حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: گزشتہ امتوں میں صاحب الہام ہوتے تھے۔ (وہ حضرات جن پر الہام ہوتا تھا) میری امت کے اندر عمر صاحب الہام ہیں۔

☆......حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لشکر مجاہدین کا سردار بنا کر نہاوند بھیجا' دشمن سے مقابلہ کے وقت ساریہ عقب سے غافل تھے جہاں سے دشمن گھات میں تھا یہاں مدینہ طیبہ میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق خطبہ جمعہ کے دوران پکارتے ہیں **یا ساریہ الجبل' یا ساریہ الجبل** (اے ساریہ! پہاڑ کی طرف سے ہوشیار) حضرت عمر کی یہ آواز حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے سنی اور دشمن اپنی چال میں ناکام رہا اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ظاہر ہوئیں ایک اتنی دور سے لشکر کا حال دیکھنا دوسرے مدینہ سے اتنی دور آواز پہنچانا۔

☆......حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ابوسعدہ کے لئے بددعا کر دی تھی وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔

☆......اسی طرح سعید بن زید پر جو عمرو بن نفیل کی اولاد سے ہیں ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے میری زمین غصب کی ہے۔ حضرت سعید نے اس کے حق میں بددعا کی کہ الٰہی اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے نابینا بنادے اور اسے اس کی زمین ہی میں مار چنانچہ وہ اندھی ہو گئی ایک روز اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔

☆......حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کفار مکہ کی قید میں تھے۔ بنت حارث بن نوفل کا بیان ہے کہ میں نے ان

سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا ایک روز کی بات ہے وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے انگور کا خوشہ کھا رہے تھے حالانکہ اس وقت مکہ میں انگور نہیں تھا یہ وہ رزق تھا جو انہیں رازق حقیقی نے عطا فرمایا تھا۔

☆ ...... حضور انور ﷺ کی خدمت میں دو صحابی اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما شب تاریک میں دیر تک رہے جب رخصت ہوئے تو ان کے ہمراہ دو روشنیاں چل رہی تھیں جہاں سے دونوں کی راہیں جدا ہوئیں ایک ایک روشنی دونوں کے ہمراہ ہوگئی اور جب دونوں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے تو روشنیاں غائب ہوگئیں۔

☆ ...... دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک شیر لوگوں کا راستہ روک کر بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ تشریف لے گئے اور شیر سے فرمایا کہ راستہ سے ہٹ جا شیر نے دم ہلائی اور چلا گیا۔

☆ ...... رسول اکرم ﷺ نے حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کو جہاد کے لئے روانہ فرمایا راستہ میں سمندر کا ایک حصہ پڑا انہوں نے رب کا نام لیا اور بے تکلف پانی پر چل کر اس طرف جا پہنچے۔

☆ ...... حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک پیالہ پانی سے لبریز رکھا ہوا تھا ان دونوں حضرات نے سنا کہ پیالہ کے اندر سے سبحان اللہ! سبحان اللہ کی تسبیح بلند ہو رہی ہے۔

☆ ...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت ہے کہ انہیں فرشتے سلام کرتے تھے اور وہ انہیں سلام کا جواب دیا کرتے تھے ایک بار انہوں نے کسی مرض کی وجہ سے اپنے جسم کو داغا تو ایک سال تک سلام کی آواز موقوف رہی اس کے بعد سلام آنے لگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ

''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو (بظاہر) میل کچیل میں اٹے ہوئے اور ان کے بال غبار آلود رہتے ہیں وہ کسی کے دروازے پر جائیں تو کوئی ان کی خاطر نہ کرے بلکہ دھکے دے کر نکال دے مگر ان کی شان یہ ہے کہ اگر وہ کسی بات پر اڑ کر خدا کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

علامہ یافعی یمنی فرماتے ہیں اثبات کرامت میں اس حدیث کے علاوہ اگر کوئی اور حدیث نہ ہوتی تو یہی حدیث کافی تھی مگر اس باب میں صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور متقدمین سے روایات کثیرہ منقول ہیں جو شہرت اور تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور علمائے اعلام نے اس موضوع پر سینکڑوں

ضخیم کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم کم ہونے کی وجہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کرامات کا صدور کم کیوں ہوا؟...... جواب: ارشاد فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان قوی تھے انہیں اس کی احتیاج نہ تھی کہ انہیں کرامات سے تقویت دی جاتی بعد کے لوگوں میں کوتاہ بینی آتی گئی اس لئے ضرورت ہوئی کہ اظہار کرامت سے انہیں تقویت دی جائے۔

علامہ یافعی فرماتے ہیں شیوخ کبار نے فرمایا: حضرت مریم علیہا السلام سے ابتداء کرامات کا ظہور زیادہ ہوا تاکہ ان کے ایمان کو قوت دی جائے اور ان کے یقین کو درجہ کمال تک پہنچایا جائے بے موسم کے پھلوں کا ان کی خدمت میں آنا وغیرہ اسی لئے تھا مگر جب ایمان و یقین کاملیت تک پہنچ گئے تو انہیں بھی وسیلہ اور سبب کا محتاج بنا دیا گیا اور حکم ہوا کہ کھجور کی شاخیں ہلاؤ تو تازہ پھل گریں گے حالانکہ ربّ تعالیٰ چاہے تو بغیر شاخوں اور ٹہنیوں کے بھی تازہ پھل عطا کرے مگر چونکہ اب ایمان وایقان قوی ہو چکے تھے اس لئے نظام اسباب کے ساتھ مقید کیا گیا۔

عارف حق شیخ شہاب الدین سہروردی کا ارشاد ہے۔

بندہ پر کرامتوں کے دروازے اس لئے کھولے جاتے ہیں کہ اس کا یقین قوی ہو جائے اور جن لوگوں سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے ان سے اوپر ایک اور طبقہ ان لوگوں کا ہے جن کے قلوب سے پردے اٹھا لئے گئے ہیں ان کے دل روح یقین سے زندہ ہیں انہیں کرامت کی حاجت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی کرامتیں اسی وجہ سے کم اور مشائخ متاخرین کی کرامات زیادہ منقول ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب روشن' نفوس پاک اور باطن صیقل تھے دنیا سے بے رغبتی ان کا مزاج بن چکا تھا' عبادت ان کی خصلت بن گئی تھی انہوں نے آخرت کا معائنہ کر لیا تھا اس لئے کہ ان حضرات نے صحبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت پائی تھی انہوں نے نزول وحی کا مشاہدہ کیا تھا' فرشتگان قدس ان کے سامنے آتے جاتے تھے اس لئے وہ حضرات کرامات وخوارق سے بے نیاز تھے جو یقین کے اس کمال کو پہنچ جائے عالم حکمت کے نظام میں ہی ان حقائق کا مشاہدہ کر لیتا ہے جو دوسروں کو انوار قدرت میں نظر آتے ہیں وہ حکمت کے پردوں میں ہی قدرت کو پوشیدہ بلکہ عیاں دیکھتا ہے اگر قدرت مجرد اور نمایاں ہو کر اس کے سامنے جلوہ گر ہو تو اسے کوئی حیرت نہ ہو گی اور جو حیرت والے ہوں گے ان کے یقین کو تقویت ہو گی کیونکہ حجاب حکمت کی وجہ سے جس قدرت کا انہیں مشاہدہ نہ ہو

سکا تھا وہ ان پر آشکارا ہو چکی ہو گی۔

آپ ہی کا ارشاد ہے اولیاء اللہ سے متعدد انداز میں کرامات کا ظہور ہوتا ہے وہ حضرات غیب سے آوازیں سنتے ہیں۔ زمین کی طنابیں ان کے لئے کھینچی جاتی ہیں (کہ طویل فاصلہ چشم زدن میں طے کرتے ہیں) اشیاء کی حقیقت و ماہیت ان کیلئے بدل جاتی ہے جیسے مٹی کا سونا بن جانا وغیرہ دلوں میں پوشیدہ باتیں ان پر منکشف ہو جاتی ہیں ہونے سے قبل انہیں بعض واقعات کا علم ہو جاتا ہے اور یہ سب اطاعت رسول کا صدقہ ہے جو بھی رسول اکرم ﷺ کی پیروی اور اتباع زیادہ کرتا ہے اسے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے چنانچہ فرمان خداوندی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (آل عمران ۳:۳۱)

اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ تمہیں محبت سے نوازے گا۔

انہیں کے ارشادات میں ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامات، معجزات انبیاء کا تکملہ ہیں کیونکہ انہیں یہ خوارق انہیں حضرات کے اتباع سے حاصل ہوئے ہیں۔ اس لئے ولی کی کرامت اس کے نبی کے حق ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ جس رسول کے بھی کچھ متبع افراد ہوئے ہیں ان سے کرامات اور خوارق عادت کا ظہور ہوا ہے۔

امام قشیری رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

ہر ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ شمار ہوتی ہے کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں کبھی دعا مقبول ہوتی ہے، کبھی بھوک میں اللہ کی قدرت سے بغیر کسی ظاہری سبب کے کھانا ملتا ہے اور پیاس میں پانی حاصل ہوتا ہے، کبھی مختصر وقت میں طویل سفر طے ہوتا ہے، کبھی دشمن سے چھٹکارا بخشتے ہیں، کبھی غیبی ندا سماعت کرتے ہیں اسی انداز سے خلاف عادت چیزیں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

کرامت اور سحر کا فرق بتاتے ہوئے امام یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

سحر تو فاسق، فاجر، بددین، کافر، کتاب وسنت کے مخالفین سے ظاہر ہوتا ہے مگر ظہور کرامت صرف اولیاء اللہ کے ذریعہ ہوتا ہے اور اولیاء اللہ احکام دین اور آداب شرعیہ پر عمل کے سلسلہ میں بلند درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔

کرامت کے منکر کئی طرح کے ہوتے ہیں۔

۱- وہ طبقہ جو اپنی آنکھ سے دیکھے مگر تسلیم نہ کرے مثلاً کسی ولی کو ہوا میں پرواز کرتے یا پانی پر چلتے

دیکھ کر اسے جادو سحر کہے وہ محروم ازلی ہے۔ بزرگوں نے اس طبقہ کو اس طرح کہا ہے جیسا کہ ارشاد ربّ العالمین ہے: وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ (الانعام ۶:۷)

(اے محبوب!) اگر ہم آپ کے اوپر کاغذ پر تحریر شدہ کتاب نازل فرمائیں اور کفار اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر دیکھ بھی لیں، پھر بھی وہ اہل کفر یہی کہیں گے کہ یہ کھلا جادو ہے۔

۲- دوسرا گروہ وہ ہے جو اولیاء اللہ کی کرامتوں کا قائل ہے مگر اپنے دور کے اولیاء اللہ کی کرامتوں کو تسلیم نہیں کرتا البتہ اولیائے مقدمین کی کرامتوں کو مانتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان کی مثال یہود جیسی ہے جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تو ان کا انکار کیا اور موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نہیں پایا مگر ان کی تصدیق کی۔

۳- ان کے علاوہ تیسرا طبقہ بھی ہے جو اپنے زمانے کے اہل اللہ کی کرامتوں کے بھی قائل ہیں مگر اپنے دور کے اولیاء اللہ کو جان لینے کے باوجود ان کی تعیین نہیں کرتے یہ لوگ بھی اولیاء اللہ کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ اثبات کرامت کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (البقرہ ۲۵۳) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اولیاء اللہ، ربّ تعالیٰ کی قدرت کے مظہر، عبادت و ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعہ مقرب، صالح، زاہد، عابد، صابر، شاکر، خائف، متقی، متوکل، راضی برضائے حق، عارف، سرگرم اطاعت، متبع شریعت، مشغول بہ حق، دنیا سے نفور، خواہشات سے دور ہوتے ہیں۔

وہ حضرات اپنے نفوس کو لقاء ربّانی کے لئے مردہ کر لیتے ہیں پھر قادر و قیوم ربّ انہیں بقائے دوام سے نوازتا ہے۔ جلال و جمال حق ان پر متجلی ہوتا ہے یہ تمام نعمتیں انہیں اس لئے ملتی ہیں کہ وہ راہ حق میں جہاد روحانی کا حق ادا کرتے ہیں۔ ارشاد ربّ العالمین ہے:

وَالَّذِيْنَ جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت ۲۹:۶۹)

''ترجمہ: اور جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم انہیں ضرور اپنی راہیں دکھائیں گے۔''

آیات ذیل کا حقدار ان کے سوا کون ہوگا؟

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (الحج ۲۲:۳۴)

''ترجمہ: اور (اے حبیب) خوشخبری سنا دیجئے ان عاجزی کرنے والوں کو، اللہ تعالیٰ کا

ذکر سن کر جن کے قلوب لرز اٹھتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (الانفال ۸:۲)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان میں اضافہ کرتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (النحل ۱۶:۹۹)

بیشک ان پر شیطان کا کوئی زور نہیں چلتا جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایک بار مینڈھے کی کھال پہنے ہوئے جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا: مصعب کو دیکھتے ہو اللہ اور رسول کی محبت نے ان کا یہ حال کر دیا ہے۔

ایک شخص نے بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں آ کر سوال کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسان کیا ہے؟ فرمایا: اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو اس طرح کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

غور کیجیے تو ان فرامین مبارکہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی زندگیاں اولیاء اللہ کی ہوتی ہیں ان بندگان خدا کو بیع و تجارت کچھ بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں کرتیں۔ حریص اہل دنیا بھلا ان اوصاف کے حامل کب ہو سکتے ہیں؟

رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اگر بکریوں کے ریوڑ میں دو بھیڑیے پہنچ جائیں تو وہ اتنی تباہی و بربادی نہیں پھیلا سکتے جتنا نقصان انسان کے دین کو مال و زر کی حرص پہنچاتی ہے۔ فرمان رب العلمین ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى (العلق ۹۶/۶:۷)

بیشک انسان سرکشی کرتا ہے یوں کہ وہ اپنے کو غنی دیکھتا ہے۔ (ملخصاً از ص ۳۰ تا ص ۴۱)

نخوت و کبر پہ قوت تجھے شیدا نہ کرے — تیری دولت تری دنیا تجھے رسوا نہ کرے
قطرہ آب نجس اصل حقیقت ہے تری — تو بھی فرعون زمانہ بنے اللہ نہ کرے
عبدیت سیکھ غلامی محمد اپنا — ان کا شیدا تو دو عالم کی بھی پروا نہ کرے

مقدمہ تمام ہوا۔ آگے واقعات اولیاء کا آغاز ہوتا ہے ان واقعات میں فضائل' عمر' مقام' زمان کے لحاظ سے اولیائے کرام کے درمیان کسی ترتیب وتقدیم کا التزام نہیں' اولیائے کرام کے حالات واوصاف اور مقامات وکرامات سے تعلق رکھنے والے واقعات تنقیح وتصحیح کے ساتھ قلم بند کیے گئے ہیں تاکہ ان سے عبرت وموعظت حاصل کی جائے اور ان کی سیرتیں اپنانے کی کوشش ہو۔

حکایات الصالحین

خشیت ربانی

صحرائے عشق الٰہی کے رہ نورد' اولیائے کرام' سلوک ومجاہدہ کی بلا خیز سختیوں سے گزر کر جو صفات عالیہ اپنی ذات میں اجاگر کرتے ہیں ان میں خوف خدا نہایت اہم ہے۔ بزرگان دین' اولیائے کاملین کے نزدیک خوف خدا کیا ہے؟ اسے مندرجہ ذیل واقعہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔ (ب)

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے احباب کے ہمراہ حج سے فارغ ہوکر ایک یمنی بزرگ کی زیارت کے اشتیاق میں یمن تشریف لے گئے' یمنی بزرگ خوف خدا' خشیت ربانی' تواضع اور حکمت کے باب میں یگانہ روزگار تھے' زائرین کی اس جماعت کے اندر ایک نوجوان بھی تھا۔ صالحیت کا نور جس کے چہرے بشرے سے نمایاں تھا' خوف الٰہی اس کے زرد رخسار اور بہتی آنکھوں سے مترشح ہوتا تھا اس کا لاغر وناتواں جسم ریاضت ومشقت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ حضرت ذوالنون مصری اور ان کے تمام مصاحبین نے یمنی بزرگ کی خدمت میں حاضری دی تو نوجوان نے سب سے پہلے ان سے سلام ومصافحہ اور کلام کیا۔

نوجوان: حضور والا! آپ حضرات کو ربّ تعالیٰ نے دلوں کے امراض کا معالج اور طبیب بنایا ہے میرے دل میں ایک زخم ہے کاش! آپ اس کا کوئی علاج فرمائیں تو کرم ہو؟

نوجوان کی بات سن کر شیخ نے پہلے بیماری کی اہمیت اور اپنے عجز میں چند اشعار کہے' پھر فرمایا:

بزرگ: بتاؤ کیا بات ہے؟ نوجوان: حضور خوف الٰہی کیا ہے؟

بزرگ: اے جوان صالح! خوف خدا جسے مل جاتا ہے وہ تمام خوفوں سے مامون ہوجاتا ہے اور دل کے اندر صرف وہی جاگزیں ہوجاتا ہے۔

بزرگ کی یہ بات سن کر نوجوان کا جسم لرز اٹھا اور اسے غش آ گیا چند لمحے بعد ہوش آیا تو پھر پوچھا:

نوجوان: بندہ پرور! ارشاد فرمائیں کہ خائف ہونے کا یقین کب حاصل ہوتا ہے؟

بزرگ: اس وقت جب بندہ دنیا کی لذتوں کو اس طرح ترک کر دے جیسے مریض، خوف مرض سے کھانا پینا ترک کر دیتا ہے اور تلخ دواؤں پر قناعت کرتا ہے۔

یہ سن کر نوجوان نے پھر ایک چیخ ماری اور پھر بیہوش ہو گیا۔ حضرت ذوالنون مصری اور ہمراہیوں نے خیال کیا کہ شاید وہ مر گیا مگر کچھ دیر بعد اسے ہوش آ گیا اور اس نے پھر پوچھا۔

نوجوان: عالیجاہ! اللہ تعالیٰ کی محبت کا ثبوت اور علامت کیا ہے؟

بزرگ: اے دوست محبت کا مقام بلند ہے۔

نوجوان: آخر کچھ تو ارشاد فرمائیں؟

بزرگ: یا حبیبی ان المحبین للہ تعالی شق لھم عن قلوبھم فابصر وابنور القلوب الی جلال عظمۃ الا لہ المحبوب فصارت ارواحھم روحانیۃ وقلوبھم حجیبۃ وعقولھم سماویۃ تسرح بین صفوف الملئکۃ الکرام وتشاھد تلک الامور بالیقین والعیان' فعبدو بمبلغ استطاعتھم لہ' لا طمعا فی جنۃ ولا خوفا من نارہ۔

اے دوست! اللہ تعالیٰ کے محبین کا خاص مقام ہے ان کے قلوب سے حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں پس وہ دلوں کے انوار سے محبوب حقیقی کی عظمت وجلال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان کی ارواح روحانیہ' ان کے قلوب حجیبہ اور ان کی عقلیں سماوی ہو جاتی ہیں۔ وہ ملائکہ کرام کی صفوں میں رہتے ہیں اور اس عالم کے امور کا یقین اور حقیقت کی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور عبادت الٰہیہ میں اپنی پوری استطاعت صرف کرتے ہیں اور اس عبادت کے ذریعہ انہیں جنت کی طمع ہوتی ہے نہ جہنم کا خوف ہوتا ہے۔

یمنی بزرگ کی بات سن کر نوجوان تڑپنے لگا اور چند لمحوں بعد جاں بحق ہو گیا۔ یمنی بزرگ نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: یہ ہے خوف خدا اور محبت الٰہی کی دولت پانے والوں کا درجہ۔

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما   اے دوائے جملہ علتہائے ما

تارک دنیا

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ ایک بار ملک شام تشریف لے گئے ان کا گزر ایک نہایت سرسبز وشاداب خوشنما سیبوں کے باغ پر ہوا انہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان شخص وہاں نماز میں

مشغول ہے۔ حضرت ذوالنون کو اس جوان صالح سے ہمکلامی کا اشتیاق ہوا جب اس نے نماز کا سلام پھیر لیا تو اس سے سلام کر کے مخاطب ہوئے مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ زمین پر یہ شعر لکھ دیا۔

منع اللسان من الکلام لانہ　　کھف البلاء وجالب الافات

فاذا نطقت فکن لربک ذاکرا　　لاتنسہ واحمدہ فی الحالات

زبان کلام سے روک دی گئی ہے اس لئے کہ وہ قسم قسم کی بلاؤں کا غار ہے اور آفتیں لانے والی ہے اس لئے جب بولو تو اللہ ہی کا ذکر کرو اسے کسی وقت فراموش نہ کرو اور ہر حال میں اس کی حمد کرتے رہو۔

نوجوان کی اس تحریر کا حضرت ذوالنون مصری کے قلب پر گہرا اثر پڑا اور ان پر گریہ طاری ہو گیا جب افاقہ ہوا تو انہوں نے بھی زمین پر جواباً انگلی سے یہ شعر لکھے:

وما من کاتب الا سیبلی　　ویبقی الدھر ما کتبت یداہ

فلا تکتب بکفک غیر شی　　یسرک فی القیامتہ ان تراہ

ہر لکھنے والا ایک دن قبر میں جا ملے گا اور اس کی تحریر ہمیشہ باقی رہے گی اس لئے اپنے ہاتھ سے لکھو تو ایسی بات لکھو جسے دیکھ کر تمہیں قیامت میں خوشی میسر ہو۔

حضرت ذوالنون مصری کا بیان ہے کہ میرا نوشتہ پڑھ کر اس جوان صالح نے ایک چیخ ماری اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی میں نے سوچا کہ اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کر دوں مگر ہاتف غیبی نے آواز دی۔

ذوالنون! اسے رہنے دو رب کائنات نے اس سے عہد کیا ہے کہ فرشتے اس کی تجہیز و تکفین کریں گے یہ سن کر حضرت ذوالنون باغ کے ایک گوشہ میں مصروف عبادت ہو گئے اور چند رکعتیں پڑھنے کے بعد نظر کی تو وہاں اس جوان کا نام و نشان بھی نہ تھا رضی اللہ عنہ وعنا

شعور زیست اسی موت کو ترستا ہے　　یہی اجل تو ہے رشک حیات دوامی

وہ جنہیں دامن محبوب چھپا لیتا ہے

بیت المقدس اور اس کی نواحی پہاڑیاں ہزاروں انبیائے کرام اور صاحبان باطن کے خروش روحانی سے معمور ہیں آج بھی اس سنگلاخ خطہ ارض کی خاک میں خوف خدا سے پگھلنے والے قلوب کی نزہت جاں فزا کا احساس ہوتا ہے ایک بار حضرت ذوالنون مصری سنگ زاروں میں عشق وعرفان

کے گل بوٹے چن رہے تھے کہ انہوں نے ایک آواز سنی جس کا مفہوم یہ تھا۔ بندوں کے اجسام سے مصائب کی کلفتیں ڈھل گئیں۔ وہ طاعت ربانی میں کھو کر خورد و نوش سے بے نیاز ہو گئے اور ان کے پیکر جسمانی مالک حقیقی کے حضور قیام کی عادت سے آشنا ہو چکے۔

حضرت ذوالنون نے اس آواز کا تعاقب کیا تو اس نوجوان کو پایا جس کے رخسار پر ابھی جوانی کا غازہ بھی نمودار نہ ہوا تھا۔ نحیف بدن، زردی مائل، شاخ نازک کی طرح لچکتا قد، جسم پر چادروں کا لباس، آہٹ پا کر چھپنے لگا۔ حضرت ذوالنون نے آواز دی اس درجہ اظہار تنفر اور بد خلقی شان مومن کے خلاف ہے مجھ سے ہم کلام ہو اور مجھے کچھ نصیحت کر یہ سن کر وہ سجدہ میں گر کر مناجات کرنے لگا جس کا مفہوم یہ ہے۔

اے اللہ! یہ مقام اس شخص کا ہے جس نے تیرے ساتھ قرار پکڑا۔ تیری پناہ معرفت میں آیا۔ تیری محبت کا شیدا ہوا تو اے مالک قلوب! اور دلوں میں بسنے والے جلال و عظمت کے مالک جو مجھے تجھ سے الگ کرنے والے ہیں تو مجھے ان سے پوشیدہ رکھ، شیخ ذوالنون فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

تحفہ ابدال

ایک ابدال مرد کا ایک ابدال خاتون سے نکاح تھا۔ مجلس میں اجلہ اولیائے کرام تشریف فرما تھے۔ تصرف روحانی کا عالم یہ تھا کہ ہر شریک بزم فضا میں اپنا ہاتھ بلند کرتا اور قیمتی تحفہ پیش کر دیتا اسی طرح کسی نے لعل و یاقوت پیش کئے۔ کسی نے اور کچھ، امام الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک کو بلند کیا اور زعفران پیش کر دیا، وہاں خضر علیہ السلام بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا: آپ نے شادی کی مناسبت سے سب سے اچھا تحفہ دیا۔

غیر خدا سے پناہ

ایک عارف حق فرماتے ہیں میں نے چالیس حوروں کو سنہرے اور نقرئی لباس زیب تن کئے ہوئے فضا میں محو پرواز دیکھا میری نظر کچھ دیر ان پر ٹھہر گئی اس کی وجہ سے چالیس روز زیر عتاب رہا اس کے بعد ایک بار اسی حوریں جو حسن و جمال میں ان سے فزوں تر تھیں فضا میں نظر آئیں۔ میں نے فوراً نگاہیں جھکا لیں سجدے میں گر پڑا اور عرض گزار ہوا۔

اعوذبك مما سواك لا حاجة لى بهذا الٰہی! میں ترے سوا (ہر شئے) سے تیری پناہ

مانگتا ہوں مجھے ان کی حاجت نہیں۔ اللہ کریم نے میری عاجزی کو قبول فرمایا اور انہیں ہٹا دیا۔

غیبی معالج

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم بزرگ ہوئے ہیں انہوں نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی دن خدا کی رضا میں اور راتیں ریاضت و مجاہدے اور سجدہ گزاری میں بسر ہوتیں ایک بار ان کی ٹانگوں میں شدید درد ہوا جس کی تکلیف سے نمازوں میں خلل ہونے لگا ایک شب نماز کے لئے اٹھے مگر درد اس شدت کا اٹھا کہ بمشکل رکعتیں پوری کر سکے، وہیں لیٹ گئے آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حسین و جمیل دوشیزہ چند ہمجولی سہیلیوں کے ساتھ آئی اور سلیقہ سے میرے قریب بیٹھ گئی اس کی سہیلیاں بھی اس کے پیچھے بیٹھ گئیں اس نے سہیلیوں سے کہا: اس کے لئے بستر لگا کر آہستگی سے اس پر لٹاؤ۔ دیکھو بیدار نہ ہو جائے۔ اس سبوں نے نرم و نازک سات تہوں کا بستر بچھا کر اس پر مجھے لٹایا، سبز تکئے لگائے اور میرے گرد خوشنما پھلواریاں سجادیں۔ اس کے بعد وہ خوب رو میرے قریب آئی اور اپنے ہاتھ سے درد والی پنڈلی سہلائی اور بولی۔

فهم شفاك الله الى صلوتك غير مضرور۔

اٹھ آرام سے اپنی نماز میں مشغول ہو اللہ نے تجھے شفا بخشی۔

یہ سن کر میں بیدار ہو گیا اور درد کا کہیں دور دور پتہ نہیں تھا اس کے بعد پھر میں اس تکلیف میں کبھی مبتلا نہیں ہوا اس کے یہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔

قم شفاك الله الى صلوتك غير مضرور۔

شب زندہ داروں کے لئے

شیخ مظہر سعدی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ساٹھ سال تک گریہ وزاری فرماتے رہے۔ ایک شب انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک نہر کے کنارے ہیں۔ نہر میں مشک خالص بہہ رہا ہے۔ کنارے پر جواہرات کے درخت ہیں، جن کی شاخیں سونے کی ہیں، شاخیں لہرا رہی ہیں۔ اتنے میں چند حسین و جمیل آراستہ پیراستہ لڑکیاں وہاں آئیں جو مل کر یہ نغمہ سنجی کر رہی تھیں۔

سبحان المسبح بكل لسان سبحانه سبحان الموجود بكل مكان سبحانه سبحان الدائم فى كل الازمان سبحانه۔

''پاک ہے وہ ذات جس کی پاکی ہر زبان بیان کرتی ہے، پاک ہے وہ ذات جس کا

وجود ہر جگہ کو محیط ہے' پاک ہے وہ ذات جس کا دوام ہر زمانے پر چھایا ہوا ہے' پاک ہے وہ ذات۔''

انہوں نے پوچھا تم کون ہو اور کیا کرتی ہو؟ انہوں نے آپ کو دو شعروں میں جواب دیا' جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''ہمیں ربّ محمد ﷺ نے ان لوگوں کے واسطے پیدا کیا جو شب کو قیام کرتے ہیں مناجات کرتے ہیں اور اس کی محبت میں رات گزار دیتے ہیں جبکہ لوگ خواب غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔''

نورانی راتیں

شیخ ابوبکر ضریر رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں ایک نہایت خوبصورت' حسین وجمیل جوان تھا۔ پرہیز گار اور عبادت گزار اتنا کہ ہر دن روزہ رکھتا اور شب بھر مشغول عبادت رہتا ایک روز اس نے بیان کیا کہ آج کی شب میں غفلت میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے محراب کی دیوار شق ہوئی وہاں سے چند حسین وجمیل لڑکیاں نمودار ہوئیں انہی کے ہمراہ ایک نہایت کریہہ المنظر لڑکی بھی ہے میں نے ان لڑکیوں سے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ اور کس کے لئے پیدا کی گئی ہو اور یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہم تمہاری روشن ومنور عبادت کی معمور راتیں ہیں اور یہ بدشکل تمہاری آج کی رات ہے اگر تم آج کی رات مر جاؤ تو یہ تمہارے حصہ میں آئے گی یہ خواب بیان کرنے کے بعد غلام نے ایک چیخ ماری اور انتقال کر گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خواب ربا

ایک عارف کا واقعہ ہے کہ ایک شب ان پر نیند کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ معمول کے اوراد ووظائف بھی چھوٹ گئے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پری پیکر دوشیزہ سامنے کھڑی ہے خوبصورت ایسی کہ انہوں نے ایسی حسین صورت عمر بھر نہیں دیکھی تھی اس کے جسم سے خوشبو کے آبشار پھوٹے پڑ رہے ہیں۔ اس نے انہیں ایک رقعہ دیا اور کہا اسے پڑھ لے۔ رقعہ میں یہ اشعار تھے۔

لذذت بنومة عن خیر عیش   مع الولدان فی غرف الجنان

تو لذت خواب میں مشغول ہو گیا اور جنتی بالا خانوں کے عمدہ عیش وآرام اور وہاں کے خدام سے غافل ہو گیا۔

تعیش مخلدا لا موت فیھا   و تبقی فی الجنان مع الحسان

جہاں تجھے ایسی دائمی زندگی ملے گی کہ موت کا گزر نہ ہو اور خوبروؤں کے ساتھ بقائے دوام نصیب ہو۔

تیقظ من منامك ان خیرا من النوم التهجد بالقران

اٹھ خواب غفلت سے بیدار ہو سونے سے تہجد اور قرآن کی تلاوت بہتر ہے۔

فرماتے ہیں اس کے بعد میرا یہ حال ہو گیا کہ جب مجھے یہ اشعار یاد آ جاتے ہیں آنکھوں سے نیند اڑ جاتی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

شکستہ صراحی

ایک روز کا ماجرا ہے کہ امام الطائفہ جنید بغدادی حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا۔ حضرت رونے میں مشغول ہیں وجہ دریافت کی تو فرمایا: رات گرمی زیادہ تھی میری بیٹی آئی اور کہا ابا جان! آج گرمی کی شدت ہے میں یہ صراحی یہاں لٹکا کر دیتی ہوں تاکہ پانی ٹھنڈا ہو جائے میں نے کہا اچھا! پھر مجھ پر نیند غالب آئی میں نے دیکھا کہ ایک حسین وجمیل عورت آسمان سے اتر کر آئی جو اپنے حسن وجمال میں بے مثال تھی میں نے اس سے پوچھا تو کس کے لئے ہے؟ اس نے کہا اس کے لئے جو صراحی میں ٹھنڈا کیا ہوا پانی پینے والا نہیں میں خواب سے بیدار ہوا اور اس صراحی کو زمین پر دے مارا شکستہ صراحی اسی طرح پڑی رہی کسی نے اس کے ٹھیکروں کو سمیٹنے کی ہمت نہیں کی۔

آراستگی

شیخ ابوسلیمان درانی بہت عظیم ولی اللہ ہیں ان کو ایک رات نیند آ گئی اور عبادات و وظائف رہ گئے۔ انہوں نے خواب میں ایک جنتی حور کو دیکھا وہ کہہ رہی تھی۔ "ابوسلیمان! تم میٹھی نیند لے رہے ہو اور میں تمہارے لئے پانچ سو برس سے آراستہ کی جا رہی ہوں۔"

تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

مسیحی رومیوں کی سرحد پر مسلمان مشغول جہاد تھے۔ چودہ پندرہ سال کا ایک نوجوان مجنونانہ انداز میں چیخ رہا تھا اے عیناء مریضہ تو کہاں ہے؟ اب تیری فرقت مجھے گوارا نہیں۔ اہل قافلہ حیران تھے کہ اس کو یک بیک کیا ہو گیا۔ نوجوان کی حالت میں یہ تغیر اس وقت سے ظہور پذیر ہوا جب وہ

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید کے قافلہ مجاہدین کے ہمراہ سرحد روم پر پہنچا تھا۔ وہ راتوں کو متواتر جاگتا رہتا اور نمازیں پڑھتا' دن کو روزے رکھتا' رفقاء اور ان کی سواریوں کی خدمت کرتا سرحد پر پہنچنے کے بعد ایک رات اس پر غنودگی طاری ہوئی کیا دیکھتا ہے کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: عیناء مرضیہ تیرا انتظار کر رہی ہے چلو اس کے پاس چلیں وہ نوجوان کو لے کر ایک خوبصورت باغ میں داخل ہوا جہاں صاف وشفاف نہریں جاری تھیں۔ نہروں کے کنارے حسین وجمیل لڑکیاں زیور اور لباس سے آراستہ موجود تھیں ان لڑکیوں نے جب نوجوان کو دیکھا تو باہم سرگوشی کرنے لگیں کہ یہ عیناء مرضیہ کا شوہر ہے نوجوان نے پوچھا تم میں عیناء مرضیہ کون ہے؟ جواب ملا ہم سب تو اس کی کنیزیں ہیں نوجوان اور آگے بڑھا تو پہلے باغ سے زیادہ مرصع خوبصورت باغ ملا جہاں دودھ کی نہر جاری تھیں وہاں بھی پہلی عورتوں سے زیادہ حسین وجمیل لڑکیاں تھیں انہوں نے بھی نوجوان کو دیکھ کر باہم کہنا شروع کیا کہ یہ عیناء مرضیہ کا شوہر ہے نوجوان نے ان لڑکیوں سے عیناء مرضیہ کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے بھی وہی بات کہی کہ ہم سب اس کی خادمائیں ہیں آپ اور آگے تشریف لے جائیں' نوجوان آگے بڑھا تو اسے تیسرا باغ ملا اور اس باغ کی تزئین دونوں باغوں سے زیادہ تھی وہاں شہد کی نہر جاری تھی اور خوبصورت دوشیزاؤں کی جماعت موجود تھی جن کے حسن وجمال گزشتہ دونوں باغ والیوں سے فزوں تر تھے انہوں نے بھی نوجوان کا اسی طرح خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور کہا اے اللہ کے ولی ہم سب اس کی خادمہ ہیں آپ آگے تشریف لے جائیں اس کے بعد نوجوان آگے بڑھا تو اسے سفید موتیوں کا ایک محل نظر آیا ایک ماہ وش اس کے دروازے پر خدمت دربانی انجام دے رہی تھی اور وہ ایسے لباس وزیورات سے مزین تھی جس کا آج تک نوجوان نے تصور بھی نہیں کیا تھا جب اس دربان خادمہ نے نوجوان کو آتے ہوئے دیکھا تو باادب استقبال کیا اور خیمہ کے اندر جا کر عیناء مرضیہ کو آمد کی خبر دی اس کے بعد نوجوان خیمہ کے اندر داخل ہوا تو وہاں دیکھا کہ سونے کا مرصع تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک حسن وجمال کی ملکہ متمکن ہے۔ نوجوان اسے دیکھتے ہی مفتون ہوا اس نے استقبال کیا اور کہا مرحبا اے اللہ کے ولی! ہمارے پاس آپ کی آمد کا وقت قریب ہے نوجوان بیقرار ہوا اور چاہا کہ اس کے قریب جائے مگر عیناء مرضیہ نے روکا اور کہا صبر کیجئے ابھی آپ میں حیات دنیوی کا اثر باقی ہے اس لئے ہمارا وصال ناممکن ہے مگر ہاں! انشاء اللہ آج شام آپ یہیں آ کر روزہ افطار کریں گے۔

نوجوان اس خواب سے بیدار ہوا تو اس کی حالت متغیر تھی سکون وچین غائب صبر رخصت'

دیوانوں کی طرح پکارتا پھرتا تھا اے عیناء مرضیہ تو کہاں ہے؟ تمام رفقائے جہاد نوجوان کی حالت سے متفکر ہیں۔

یہ وہی نوجوان ہے کہ ایک دن جب حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء کے ہمراہ جہاد کی تیاری کی اور آپ نے فرمایا جہاد کے فضائل میں قرآن مجید کی دو آیتوں کی تلاوت کی جائے۔ رفقاء میں سے ایک نے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ:۹'۱۱۴)

''بیشک اللہ نے مومنوں کی جان اور مال کو خرید لیا ہے اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔''

ان رفقاء میں چودہ پندرہ سال کا ایک لڑکا بھی تھا جس کا باپ بہت ساری دولت چھوڑ کر مرا تھا یہ آیت سن کر اس نے شیخ سے پوچھا کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان اور مال کو جنت کے عوض خرید فرمایا ہے۔ شیخ عبدالواحد نے فرمایا: بیشک اللہ نے خرید لیا ہے' اس نے کہا پھر آپ حضرات گواہ رہیں کہ میں نے اپنی جان اور مال جنت کے بدلے بیچی۔ شیخ نے اولاً تو اسے بہت فہمائش کی کہ اس راہ میں بیشمار مصائب ہیں مگر اس نے ایک نہ مانی اور سامان جہاد کے سوا تمام مال و دولت راہ خدا میں لٹا کر حضرت شیخ اور ان کے رفقاء کی فوج کے ہمراہ سرحد روم کی جانب چل پڑا۔

نوجوان کی اس حالت کی خبر جب شیخ عبدالواحد بن زید کو پہنچی اور انہوں نے نوجوان سے ماجرا دریافت کیا تو اس نے مذکورہ بالا خواب ذکر کیا۔ حضرت شیخ کا بیان ہے کہ ابھی نوجوان اپنی داستان ختم کر کے میری مجلس سے اٹھا بھی نہیں تھا کہ رومیوں کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ نوجوان نے اٹھ کر ان سے مقابلہ کیا اور ۹ کافروں کو مار ڈالا اس کے بعد دسواں یہ خود تھا' زخم کھا کر زمین پر آ رہا۔ شیخ نے دیکھا کہ اس کا پورا جسم خون میں لت پت ہے اور وہ زور زور سے ہنس رہا ہے۔ مسرت و شادمانی کی ہنسی اور چند لمحے بعد اس کی روح قید جہاں سے آزاد ہوگئی۔

زمانہ کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

جلوۂ جنت

ایک بندہ حق نے چالیس سال تک عبادت و ریاضت کی۔ ایک روز عرض گزار ہوا اے مالک و مولا! تیرے فضل و کرم سے مجھے جنت میں جو کچھ ملنے والا ہے اس کی مجھے کوئی جھلک دکھا دے۔ ناگہاں کیا دیکھا ہے کہ محراب شق ہوئی اور اس میں سے ایک حور برآمد ہوئی' حسین و جمیل ایسی کہ اگر

دنیا والے دیکھ لیں تو سب والہ وشیدا ہو جائیں۔ عابد نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا مجھے پروردگار عالم نے شب بھر تیری موانست کے لئے بھیجا ہے میں تیرے لئے ہوں جنت میں مجھ جیسی سو اور حوریں تجھے دی جائیں گی ان تمام حوروں میں سے ہر ایک کی سو خادمائیں اور ہر خادمہ کی سو کنزیں ہوں گی اور ہر کنیز کی نائب سو سو ہوں گی۔ عابد یہ باتیں سن کر خوشی سے حیران رہ گیا اور سوال کیا کیا کسی کو جنت میں مجھ سے زیادہ بھی ملے گا جواب ملا اتنا تو ہر اس عام جنتی کو ملے گا جو صبح وشام استغفر اللہ العظیم پڑھ لیا کرتا ہے' اونچے درجہ والوں کی شان تو اس سے بہت بلند ہو گی۔

نومسلم عارف

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سمندری سفر فرما رہے تھے ان کے ہمراہ فقراء کی ایک جماعت تھی۔ سمندر میں طوفان اٹھا جہاز ایک جزیرہ سے جا لگا۔ حضرت شیخ نے وہاں ایک بت پرست کو دیکھا اس سے پوچھا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ اس نے اپنے بت کی جانب اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ بت جو خود کسی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے معبود نہیں ہو سکتا ایسا تو ہم بھی بنا سکتے ہیں اس نے پوچھا آپ لوگ کس کی عبادت کرتے ہیں؟ شیخ نے فرمایا: ہمارا معبود وہ ہے جس نے اس بت اور ساری کائنات کو تخلیق فرمایا ہے جس کا عرش آسمان پر' جس کا حکم زمین میں' جس کا اختیار زندوں اور مردوں پر جاری ہے۔

اس نے پوچھا تمہیں یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟ شیخ نے فرمایا: اس بادشاہ حقیقی نے ہم میں ایک سچا رسول بھیجا اس نے ہمیں خدائے تعالیٰ کی جانب بلایا اس نے سوال کیا وہ رسول کہاں ہیں؟ شیخ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انہیں جس کام کیلئے مبعوث فرمایا تھا جب وہ اسے پورا کر چکے تو خدا نے انہیں اٹھا لیا۔ اس نے پھر پوچھا؟ آپ کے پاس کیا ان کی کوئی نشانی بھی ہے؟ شیخ نے فرمایا: بیشک ان کی نشانی کتاب اللہ ہے اور پھر اسے قرآن مجید کی ایک سورہ پڑھ کر سنائی' وہ سن کر اشکبار ہوا اور کہنے لگا یہ جس کا مقدس کلام ہے اس کی فرمانبرداری تو دل وجان سے کرنی چاہئے اور مسلمان ہو گیا۔ شیخ اور ان کے رفقاء نے اسے قرآن کی کچھ سورتیں اور دین کے احکام سکھائے۔ رات کے وقت لوگ سو رہے تھے اس نے پوچھا کیا وہ معبود سوتا بھی ہے جواب ملا'' وہ سونے سے پاک ہے۔'' وہ ہمہ وقت زندہ اور قائم ہے اس نے کہا جس کا آقا نہ سوتا ہو اس کے بندوں کو سونا کیسی بے نصیبی ہے لوگ متعجب ہوئے۔ شیخ کا قافلہ جزیرہ سے روانہ ہوا تو اس نے بھی ہمراہ چلنے کی درخواست کی لوگوں نے اسے بھی ساتھ لے لیا۔ وہاں سے آبادان پہنچے۔ ان لوگوں نے سوچا یہ اپنا نادار نومسلم بھائی ہے باہم

چندہ کر کے اس کی کچھ مالی مدد کریں مگر اس نے پیسے نہیں لئے اور کہنے لگا ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، عجیب معاملہ ہے آپ ہی لوگوں نے مجھے راہ راست دکھائی اور آپ ہی بھٹک رہے ہیں۔ یارو! جب میں سنسان جزیرہ میں رہ کر بت پرستی کرتا تھا اس وقت جب اس نے مجھے ضائع ہونے سے بچایا تو اب جبکہ میں اسے پہچان چکا ہوں، وہ مجھے کیوں محفوظ نہیں فرمائے گا؟ اس کے بعد تین روز گزرے تھے کہ رفقاء نے شیخ کو خبر دی کہ نومسلم عالم جانکنی میں ہے۔ شیخ پہنچے اور پوچھا ''کوئی خواہش ہو تو بتاؤ'' جواب دیا ''جس مالک الملک کے کرم نے آپ لوگوں کے ذریعہ جزیرہ میں دولت ایمان دی۔ اسی نے میری تمام حاجتیں پوری کر دیں۔'' شیخ فرماتے ہیں کہ مجھے وہیں بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں نے خود کو ایک سرسبز باغ میں پایا جہاں ایک خوبصورت قبہ کے اندر تخت کے اوپر نہایت حسین و جمیل نو عمر لڑکی بیٹھی ہے اور وہ مجھ سے مخاطب ہو کر کہتی ہے ''خدارا اس نومسلم کو جلد میرے پاس بھیجو میں اسکی جدائی میں اور زیادہ صبر نہیں کر سکتی'' آنکھ جو کھلی تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی۔ غسل و کفن کے بعد اسے دفن کیا گیا۔ شیخ نے رات میں پھر اسی قبہ اور باغ کو خواب میں دیکھا اور دیکھا کہ اسی عورت کے پہلو میں نومسلم موجود ہے اور قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کر رہا ہے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ (الرعد: ۲۳، ۲۴)

''اور فرشتے ان پر ہر دروازے سے (یہ کہتے ہوئے) داخل ہوں گے تم پر سلامتی ہو اس لئے کہ تم نے صبر کیا، تو کیا ہی اچھا ہے آخرت کا گھر۔''

نمونہ قدرت

شیخ ابوعبداللہ قرشی بیان کرتے ہیں۔ ابواسحاق ابراہیم بن ظریف کی خدمت میں ایک شخص نے آ کر سوال کیا کہ حضرت کیا کوئی ایسا انسان اگر خود سے یہ عہد کرے کہ میں فلاں کام فلاں مقصد حاصل کئے بغیر نہیں کروں گا۔ تو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ شیخ نے فرمایا کہ حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ جنہوں نے خود کو مسجد نبوی شریف کے ستون سے باندھ لیا تھا۔ ان کے واقعہ سے ثابت ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ راوی (ابوعبداللہ قرشی) فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ سننے کے بعد میں نے اپنے دل میں یہ عہد کر لیا کہ جب تک میں قدرت الٰہیہ کا نمونہ نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ تین دن گزر گئے۔ میں نے اپنی دوکان کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ ایک شخص ظاہر ہوا۔ اس کے پاس ایک پیالہ تھا۔ اس نے مجھے عشاء تک صبر کی ہدایت کی اور غائب ہو گیا۔ میں مغرب و عشاء کے

درمیان زکر و شغل میں تھا۔ اتنے میں دیوار پھٹی اور اس میں ایک حور برآمد ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں وہی پیالہ موجود تھا۔ اس نے پیالہ میں سے مجھے شہد جیسی کوئی چیز تین بار چٹائی میں بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو اس شے کی حلاوت میں ایسا کھو گیا کہ اس کے بعد مجھے کسی بہترین غذا میں بھی کوئی لذت نہ ملتی اور اس کی صورت و آواز ذہن میں اس طرح سمائی کہ کسی کی اور شکل مجھے یک لخت پسند نہیں آتی تھی۔

بصرہ کی گلیوں میں کسی امیر کبیر کی باندی خدمت گاروں کے جھرمٹ میں سوار بڑے ناز و تبختر سے چلی جارہی تھی۔ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی۔ آپ سادہ حال رہتے تھے۔ اس سے دریافت کیا: ''کیا تیرا مالک تجھے فروخت کرے گا''۔ کنیز نے غرور سے سر جھٹک کر کہا: ''اگر فروخت بھی کرے تو آپ جیسا مفلس مجھے کیا خرید سکے گا''۔ حضرت مالک نے فرمایا: ''تو کیا شے ہے میں تجھ سے بھی بہتر کنیز خرید سکتا ہوں''۔ آپ اس کے مکان تک تشریف لے گئے۔ باندی نے اپنے آقا سے سارا قصہ ذکر کیا۔ اس نے حضرت سے دریافت کیا۔ ''کیا چاہتے ہو؟''

حضرت مالک: میں اس کنیز کو خریدنا چاہتا ہوں۔

امیر: کیا آپ اس کی قیمت دے سکیں گے۔

حضرت مالک: میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو سڑی گٹھلیاں ہیں' ان سے زیادہ کچھ نہیں۔ امیر: (ہنستے ہوئے) آپ نے ایسا کیوں کہا؟

حضرت مالک: اس کنیز میں بہت سے عیوب ہیں اور عیب دار شے کی قیمت ایسی ہی ہوتی ہے۔ امیر: ذرا وہ عیب میں بھی تو سنوں۔

حضرت مالک: عیب ہی سننا چاہتے ہو تو سنو! یہ اگر عطر و خوشبو نہ لگائے تو اس کا جسم بدبو کرنے لگے۔ منہ نہ دھوئے تو اس سے تعفن اٹھنے لگے' بالوں کی صفائی نہ رکھے تو جوں پڑ جائیں اور ذرا عمر پا جائے تو اس پر بڑھاپا طاری ہو جائے اور دیکھنے کے لائق بھی نہ رہے۔ حیض اسے ناپاک کرتا ہے۔ پیشاب پاخانہ اس کے عیوب میں سے ہیں۔ طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہوتی ہے۔ رنج و غم اور تکلیفوں سے اسے سابقہ پڑتا ہے' یہ تو ظاہری عیوب ہیں۔ باطنی عیوب کا حال یہ ہے کہ اس میں خود غرضی ہے' آج تمہارے لئے وفادار ہے کل کسی اور کے لئے ہو سکتی ہے۔ اس کی دوستی سچی نہیں' اور یہ قابل اعتبار نہیں' اس سے کم قیمت کی ایک کنیز مجھے مل رہی ہے۔ مگر ان تمام باتوں میں وہ اس سے بہتر ہے۔ کافور' زعفران' مشک' جوہر نور سے اس کی تخلیق ہوئی' کسی کھارے پانی میں آب دہن ڈال

دے تو وہ آب شیریں میں تبدیل ہو جائے۔ مردے سے ہمکلام ہو تو وہ جی اٹھے' سورج کے آگے کلائی کھول دے تو اس کی روشنی ماند پڑ جائے۔ زیور و پوشاک سے آراستہ ہو کر دنیا میں آ جائے تو سارا جہاں معطر و مزین ہو جائے۔ مشک و زعفران کے باغوں یاقوت و مرجان کی شاخوں میں اس کی پرورش ہوئی۔ آب تسنیم اور طرح طرح کے آرام و آسائش سے اسے پالا گیا۔ عہد کی پختہ' دوستی میں یکتا ہے۔ تم ہی بتاؤ ان دونوں میں خریدنے کے لائق کون سی ہے۔

امیر: اس کی قیمت کیا ہے۔

مالک بن دینار: اس کی قیمت تو ہر وقت ہر شخص کے پاس ہے۔ رات میں چند لمحوں کے لئے ہر شے سے بے نیاز ہو کر اخلاص نیت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرو۔ تمہارے لئے انواع واقسام کے کھانوں کا دسترخوان چنا جائے تو اس وقت کسی بھوکے کو رضائے حق کے لئے۔ کھلاؤ۔ راستے سے گندگی اور روڑے ہٹاؤ۔ اس کی قیمت یہ ہے کہ اپنی زندگی تنگدستی اور فقر میں گزارو' فکر دنیا سے الگ رہو' حرص سے دور رہ کر قناعت اختیار کرو' پھر اس کا یہ ثمرہ ہوگا کہ کل تم آرام و سکون سے جنت کی راحتوں میں رہو گے اور بادشاہ کریم کے دائمی جوار سے سرفراز ہو گے۔

شیخ کی نصیحتوں کو سن کر کنیز کے آقا نے کنیز اور غلاموں کو آزاد کر کے اپنی جائیداد ان میں تقسیم کر دی اور لباس فاخرہ پھینک کر فقر کا موٹا لباس پہن لیا۔ کنیز نے یہ دیکھا تو اس نے بھی اپنے آقا کی تقلید کیا اور موٹا لباس پہن کر ساتھ ہولی۔ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ یہ دونوں دنیا سے بے نیاز ہو کر عبادت حق میں مشغول ہوئے اور اسی حال میں خدا سے جا ملے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما

جنت کی بیع

حضرت مالک بن دین رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ گھومتے پھرتے بصرہ کے ایک محلہ میں ایک عالیشان محل کے اندر داخل ہوئے' دیکھا کہ وہاں ایک جوان رعنا' مزدوروں' مستریوں اور کام کرنے والوں کو' بڑے انہماک اور توجہ سے ہر ہر کام کی ہدایت دے رہا ہے۔ حضرت مالک بن دینار نے اپنے رفیق جعفر بن سلیمان سے فرمایا: ''دیکھتے ہیں یہ جوان محل کی تعمیر و تزئین کے معاملہ میں کتنی دلچسپی رکھتا ہے مجھے تو اس کے حال پر رحم آ رہا ہے اور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا کروں کہ اسے اس حال سے نجات دے۔ کیا عجب کہ یہ جوانان جنت سے ہو جائے''۔ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ جعفر بن سلیمان کے ساتھ اس کے پاس گئے' سلام کیا۔ اس نے مالک بن دینار کو نہیں پہچانا۔ جب

تعارف ہوا تو عزت وتوقیر کی کسر نہ رکھی۔ اور عرض کیا ''حضرت کو کوئی کام ہے؟''

مالک بن دینار: اس عالیشان مکان پر کتنی دولت خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟

نوجوان: ایک لاکھ درہم۔

مالک بن دینار: اتنی بڑی رقم اگر تم مجھے دے دو تو میں تمہارے لئے ایک ایسے عالی شان محل کی ضمانت لے لوں جو اس سے زیادہ پائیدار' خوبصورت اور دیرپا ہے۔ جس کی مٹی مشک وزعفران کی ہو گئی۔ وہ کبھی منہدم نہ ہوگا اور صرف محل ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ خادم' خادمائیں اور سرخ یاقوت کے قبے' نہایت شاندار اور حسین خیمے وغیرہ محل کے ساتھ ہوں گے اور اس محل کو معماروں نہیں بنایا۔ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے ''کن'' فرمانے سے بن گیا۔

نوجوان: مجھے اس بارے میں ایک شب غور کرنے کی مہلت عنایت فرمائیں۔ مالک بن دینار : بہت بہتر۔

اس مکالمہ کے بعد وہ لوگ وہاں سے چلے آئے حضرت مالک بن دینار کو شب بھر بار اس نوجوان کا خیال آتا رہا رات سے صبح تک اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے رہے۔ صبح کے وقت پھر اس جانب تشریف لے گئے تو نوجوان کو اپنے دروازہ پر منتظر پایا۔

نوجوان: (مسرت وشادمانی سے ان لوگوں کا استقبال کرتے ہوئے) کیا کل کی بات یاد ہے؟

مالک بن دینار: کیوں نہیں؟

نوجوان: (ایک لاکھ درہموں کی تھیلیاں مالک بن دینار کے حوالے کرتے ہوئے) یہ رہی میری پونجی اور یہ حاضر ہیں قلم' دوات اور کاغذ۔

مالک بن دینار کاغذ اور قلم ہاتھ میں لے کر اس مضمون کا بیع نامہ تحریر فرماتے ہیں۔ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ تحریر اس غرض کے لئے ہے کہ مالک بن دینار فلاں بن فلاں کے لئے اس کے اس مکان کے عوض اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا شاندار محل دلانے کا ضمانت دار ہے۔ اور اگر اس محل میں مزید کچھ اور ہو تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس ایک لاکھ درہم کے بدلہ میں میں نے جنت کا ایک محل فلاں بن فلاں کے لئے خرید لیا ہے۔ جو اس کے محل سے زیادہ وسیع اور شاندار ہے اور وہ محل قرب الٰہی کے سائے میں ہے۔ فقط''۔

اور کاغذ نوجوان کے حوالے کر کے ساری دولت شام سے پہلے پہلے فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیتے ہیں۔ اس عظیم عہد نامے کو لکھے ہوئے ابھی چالیس روز بھی نہیں گزرے تھے کہ نماز فجر کے بعد

مسجد سے نکلتے ہوئے حضرت مالک بن دینار کی نگاہ محراب مسجد پر پڑی تو کیا دیکھتے ہیں کہ نوجوان کیلئے لکھا ہوا وہی کاغذ وہاں رکھا ہے اور اس کی پشت پر بغیر سیاہی کے یہ تحریر چمک رہی ہے۔

''عزیز و حکیم اللہ کی جانب سے مالک بن دینار کے لئے پروانہ برأت ہے کہ تم نے جس محل کے لئے ہمارے نام سے ضمانت لی تھی وہ ہم نے اس جوان کو عطا فرما دیا بلکہ اس سے ستر گنا زیادہ نوازا''۔

اس تحریر کو لے کر حضرت مالک بن دینار دوڑے ہوئے نوجوان کے گھر کی جانب تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر کا دروازہ ماتم گسار ہے اور اندر سے نالہ و شیون کی آواز آ رہی ہے' پوچھنے پر معلوم ہوا کہ نوجوان کل خدا کو پیارا ہو گیا۔ نوجوان کے جنازہ کو غسل دینے والے شخص نے بتا یا کہ اس نے مجھے بلوایا اور وصیت کی کہ میرے جنازہ کو غسل و کفن تم دینا اور کاغذ کا ایک ورق مجھے کفن کے اندر رکھنے کی وصیت کی' چنانچہ میں اس کی وصیت پر عمل کر کے اس کی تدفین کر دی۔

حضرت مالک بن دینار نے محراب سے ملا ہوا کاغذ غسال کو دکھایا تو وہ چیخ پڑا کہ واللہ یہ تو وہی کاغذ ہے جو میں نے کفن میں رکھا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر ایک شخص نے مالک بن دینار کی خدمت میں دو لاکھ درہم پیش کش پر ضمانت نامہ لکھنے کی التجا کی تو آپ نے فرمایا: ''جو ہونا تھا ہو چکا' اللہ جل جلالہ ساتھ جو چاہتا ہے' کرتا ہے''۔ حضرت اسے یاد کر کے بہت روئے۔

جس کو خدا نے بخش دی وہ خوش نصیب ہے   سب سے عظیم چیز ہے دولت یقین کی

نالہ عیش شکن

بنو امیہ کا بانکا' چھریرا' خوبصورت' حسین و جمیل نوجوان موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی' اپنے عیش و عشرت' تن پروری' خوش لباسی اور ماہ وش کنیزوں و غلاموں کے جھرمٹ میں سرمستی حیات کا عادی تھا۔ انواع و اقسام کے لذائذ سے اس کا دسترخوان ہمہ وقت لبریز رہتا۔ زرق برق ملبوسات میں لپٹا مجلس طرب سجائے' رات کی رات غم و آلام دنیا سے بے خبر پڑا رہتا۔ ایک سال میں تین لاکھ تین ہزار دینار کی آمدنی تھی اور یہ ساری دولت وہ اپنی عیاشیوں پر قربان کر دیتا۔ شارع عام پر نہایت بلند و بالا خوبصورت مکان بنا رکھا تھا' جس کا گیٹ نہایت شاندار تھا۔ اپنے محل میں بیٹھا کبھی وسیع گزرگاہ کی رونقوں سے محفوظ ہوتا۔ عقبی جانب نہایت شاندار باغ لہلہا رہا تھا' جس میں حسین و جمیل پھولوں کی کیاریاں قرینے سے آراستہ رہتیں۔ کبھی اس میں مجلس طرب سجاتا۔ موسیٰ کے محل میں ہاتھی دانت کا

بنا ہوا ایک قبہ تھا جس میں چاندی کی میخیں تھیں اور جس کے بعض حصوں پر سنہرا جڑاؤ تھا۔ قبہ کے عین بیچوں بیچ قیمتی تخت خاص شہزادہ کے جلوس کے واسطے بنایا گیا تھا جسم پر قیمتی لباس اور جڑاؤ عمامہ پہن کر موسیٰ اس پر بیٹھتا۔ اردگرد دوست واحباب کی نشستیں ہوتیں۔ پشت پر خدام وغلام ایستادہ ہوتے' قبے کے باہر مطربوں کے بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی جہاں بیٹھ کر وہ اپنے نغمہ وسرود سے موسیٰ اور اس کے ہم مشربوں کا جی بہلاتے' مہ جمال گانے والیاں بھی کبھی رونق مجلس بڑھاتیں۔ ان میں اور مردانہ نشست گاہ میں ایک باریک پردہ حائل رہتا جسے حسب خواہش کبھی ہٹا دیا جاتا۔ پردہ کی جنبش دینا اس بات کا اشارہ تھا کہ فوارہ نغمات کا ابال شروع ہوا۔ اور جب گانا بند کروانا چاہتا تو اس وقت بھی محض اشارہ کر دیتا۔

رات ڈھلے عیش وعشرت سے تھک کر ماہ وش کنیزوں میں سے جس کے ہمراہ چاہتا شب باشی کرتا۔ دن کو شطرنج ونرد کی بساطیں جمتیں' کبھی بھولے سے بھی اس کی مجلس پر موت یا کسی غم واندوہ کے تذکرے کا سایہ نہ پڑتا۔ اسی عالم سرمستی وشباب میں ستائیں سال گزر گئے۔

ایک رات کی بات ہے' موسیٰ اپنی مجلس طرب سجائے' نرغہ احباب میں' لباس مرصع سے آراستہ' خوشبوئیات کے جھرمٹ میں محو عیش تھا۔ محل کے باہر دور دور تک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یک بیک دردناک چیخ ابھری جو مطربوں کی آواز سے مشابہ تھی۔ آواز کا کانوں سے ٹکرانا تھا کہ محفل میں سناٹا چھا گیا۔ موسیٰ نے قبے سے باہر سر نکالا اور آواز کا تعاقب کرنے لگا۔ شراب وشباب کا یہ رسیا اس کربناک آواز کی تلخی کو برداشت نہ کر سکا اور غلاموں کو حکم دیا کہ اس مظلوم کو تلاش کرو اور میرے پاس لاؤ۔

خدام وغلام محل سرا کے باہر اس کی تلاش میں نکلے تو انہیں پاس کی مسجد میں ایک کمزور لاغر اور نحیف ونزار نوجوان ملا۔ جس کا جسم ہڈیوں کا پنجر تھا اور گویا کھال ہڈیوں پر منڈھ گئی ہو۔ رنگ زرد' لب خشک' بال پریشان' دو پھٹی پرانی چادروں میں لپٹا رب کائنات کے حضور مناجات کر رہا تھا۔

غلاموں نے اس نوجوان کو ہاتھ پاؤں سے پکڑا اور موسیٰ کے سامنے حاضر کر دیا۔ شہزادے نے پوچھا ''آخر وہ کون سی تکلیف تھی جس نے تجھے اس طرح چیخنے پر مجبور کیا''۔ نوجوان نے کہا میں مسجد میں تھا اور قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ قرآن مجید کی تلاوت میں ایسا مقام آیا جس نے مجھے بے حال کر دیا۔ موسیٰ نے کہا ذرا میں بھی تو سنوں۔ نوجوان نے تعوذ وتسمیہ کے بعد یہ آیات تلاوت کیں۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ○ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ○ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ

نَضْرَةَ النَّعِيمِ ○ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ○ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَّفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ○ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيمٍ ○ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ○ (المطففین: ۸۳' ۲۲ ۲۸)

مقرب بندے' بیشک نیکی کرنے والے ضرور راحت میں (عزت کے بلند) تختوں پر (بیٹھے) دیکھتے ہوں گے۔ آپ پہچانیں گے ان کے چہروں میں راحت کی تازگی۔ انہیں صاف وشفاف شراب پلائی جائے گی جو مہر کی ہوئی ہے جس کی مہر مشک ہے اور رغبت کرنے والوں کو اسی میں رغبت کرنی چاہیے۔ اور اس کی آمیزش سے (چشمہ) تسنیم (کا پانی) (ایسا) چشمہ جس سے پئیں گے (اللہ کے) مقرب بندے۔

نوجوان نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کرنے کے بعد شہزادے سے مخاطب ہو کر کہا: ''اے فریب خوردہ بھلا وہ نعمتیں کہاں اور تیری یہ مجلس کہاں۔''

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بہشتی تخت کچھ اور ہی ہوگا اس پر نرم ونازک بستر ہوں گے جس کے استر استبرق کے ہوں گے اور سبز قالینوں اور بستروں پر آراستہ تکیوں سے ٹیک لگائے لوگ آرام کرتے ہوں گے وہاں دو نہریں ساتھ ساتھ بہتی ہیں وہاں ہر پھل کی دو قسمیں ہیں وہاں کے میوے نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ ان سے جنتیوں کو کوئی روکنے والا ہوگا۔ اہل جنت' جنت کے پسندیدہ عیش میں ہمیشہ رہیں گے وہاں انہیں کوئی ناگوار بات بھی نہ سنائی دے گی۔ وہاں اونچے اونچے تختوں کے اردگرد چمکدار آبخورے قطار سے رکھے ہوں گے یہ تمام نعمتیں تو اللہ کے متقی بندوں کے لئے ہوں گی اور کافروں کے لئے کیا ہوگا؟ ان کے لئے تو آگ ہی آگ ہے اور آگ بھی ایسی جو کبھی سرد نہ ہونے والی کافر اس میں ہمیشہ رہیں گے کبھی ان کا عذاب موقوف نہیں ہوگا وہ اس میں اوندھے منہ پڑے ہوں گے اور جب سر کے بل گھسیٹا جائے گا تو کہا جائے گا لو یہ عذاب چکھو۔

ہاشمی شہزادے موسیٰ نے اس نوجوان کی یہ باتیں سنیں تو خود بھی چیخ مار کر رو پڑا بے اختیاری میں تخت سے اترا اور اس نوجوان سے لپٹ کر رونے لگا اور پھر عیش وعشرت کے ہم نشینوں اور مصاحبوں نیز خادموں سے کہنے لگا ''چلے جاؤ تم سب لوگ یہاں سے۔'' نوجوان کو اپنے جسم سے لپٹائے گھر کے اندرونی حصہ میں داخل ہوا اور ایک بوریہ پر جا بیٹھا اور اپنی جوانی ضائع ہونے پر خود کو ملامت کرنے لگا۔ صالح نوجوان اس کو دلاسا دیتا رہا اور رحمٰن ورحیم پروردگار کی ستاری وغفاری یاد دلاتا رہا

اسی عالم میں پوری شب گزر گئی اس طرح سپیدہ سحر کی نمود کے ساتھ اس شہزادہ عیش پسند نے اپنی سچی توبہ کے پانی سے غسل کیا۔ نوجوان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا عبادت الٰہیہ کو اپنا مقصد بنایا تمام مال و دولت سونا چاندی کپڑے صدقہ کر دیئے کچھ غلاموں کنیزوں کو فروخت' کچھ کو آزاد کر دیا تمام لوگوں کے حقوق شمار کر کے ادا کر ڈالے۔ موٹا لباس زیب تن کیا شب بیداری کو شعار بنایا دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور روتا' گڑگڑاتا' مجاہدہ ریاضت میں اتنا مشغول ہوا کہ دیکھنے والوں کو اس پر رحم آنے لگا بڑے بڑے صلحاء اور زہاد اس کی زیارت کو آتے اور اتنی ریاضت شاقہ پر اسے روکتے وہ جب یہ نصیحتیں سنتا تو اپنے گزرے غفلت کے ایام یاد کر کے خوب روتا بالآخر وہ دن بھی آیا جو پیادہ پا ننگے قدم ایک معمولی سا لباس جسم پر ڈالے حج بیت اللہ کے ارادے سے نکلا ساتھ میں پیالہ اور ایک توشہ دان ہی اس کا زاد سفر تھا اس پاک سرزمین پر پہنچا تو اس کے دل کی کیفیت اور دگرگوں ہوگئی اکثر حجر اسود کے پاس زاروقطار روتا ہوا ملتا اور کہتا۔

اے مالک بے نیاز! سینکڑوں خلوتیں غفلت میں گزر گئیں اور عمر کے کتنے ہی سال گناہوں میں ضائع ہو گئے نیکیاں تو جاتی رہیں بس حسرت وندامت پاس رہ گئی جس روز تیری بارگاہ میں حاضری ہوگی کیا منہ دکھاؤں گا؟ اے میرے رب! میں اب تیرے سوا کس سے اپنا دکھ روؤں' کس سے التجا کروں' کس کی جانب دوڑوں' کس پر اعتماد کروں میرے کریم رب! میں اس لائق تو نہیں کہ تجھ سے جنت کا سوال کروں میں تو بس تیرے جود ونوال سے محض اتنے کرم کا متمنی ہوں کہ میری مغفرت فرمادے۔''

حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج کے بعد اس شہزادہ ہاشمی نے وہیں پاک اور مقدس سرزمین پر اقامت اختیار کر لی اور اطاعت وانابت' توبہ استغفار اور مناجات کرتے ہوئے اللہ کی رحمت کو پہنچا۔

صالح شہزادہ

شہر بصرہ کے نواحی ویرانوں میں ایک نہایت حسین وجمیل' شکیل ورعنا سولہ سالہ نوجوان جس کے خدوخال سے شرافت ونجابت کا نور ٹپک رہا تھا موت وحیات کی کشمکش میں پڑا ہوا ہے۔ نہ کوئی دوست ہے نہ یار' رفیق ہے نہ دم ساز' بستر ہے نہ تکیہ' گھر ہے نہ چوکھٹ' زمین کا فرش ہے اور اینٹ کا تکیہ۔

بصرہ کا ایک باشندہ ابو عامر ویرانے میں موت کی ہچکیاں لیتے ہوئے اس روشن پیشانی والے

نوجوان کے قریب پہنچا تو احساس درد سے اس کے بھی آنسو نکل گئے۔ نوجوان بالکل بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ ابوعامر کے سلام کی آواز سن کر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں ابوعامر نے نوجوان کا سر اپنی آغوش میں رکھ لینا چاہا مگر نوجوان نے اشارے سے روکا اور ہلکی آواز میں چند اشعار پڑھے جن میں سے دو شعر یہ ہیں:

یا صاحبی لا تغتر بتنعم — فالعمر ینفد والنعیم یزول

فاذا حملت الی القبور جنازة — فاعلم بانك بعدها محمول

نعمت دہر پہ اے دوست نہ ہرگز اترا — عمر بھی ایک دیا ہے کہ جو بجھ جائے گا

لے کے میت جو چلا گورغریباں تو آج — بس اسی طرح تجھے کل کوئی لے جائے گا

نوجوان نے مزید کہا: ''اے ابوعامر! اب میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے۔ میں تجھے چند وصیتیں کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہیں کہ میرا انتقال ہو جائے تو مجھے میرے انہیں کپڑوں میں دفنا دینا''۔

ابوعامر: ایسا کیوں؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں نیا کفن بھی نہیں دے سکتا۔

نوجوان: نئے کپڑوں کی ضرورت مردوں کے بلحاظ زندوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ مجھے تو بس میرے انہی کپڑوں میں لپیٹ کر سپرد خاک کرنا۔ جب پوری زندگی انہی کپڑوں میں گزار دی تو اب نئے کپڑوں کی حاجت بھی کیا۔

ابوعامر: اگر تم نے مجھے نئے کپڑون کا کفن دے بھی دیا تو آخران کپڑوں کو بھی خاک ہی ہونا ہے۔ ہاں باقی رہنے والی چیز صرف عمل صالح ہے اور یہ لو میری زنبیل اور تہبند گورکن کو دے دینا۔ اور یہ مصحف شریف اور انگشتری میں تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ یہ امیر المومنین ہارون رشید کی خدمت میں پہنچا دینا۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ امانتیں تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے پہنچانی ہیں۔ امیر المومنین کی خدمت میں یہ امانتیں پہنچانے کے بعد مجھ مسکین و عاجز کی جانب سے عرض کر دینا کہ امیرالمومنین! کہیں اسی عالم غفلت میں وقت اخیر نہ آن پہنچے۔

یہی سب باتیں کرتے کرتے نوجوان نے آنکھیں موند لیں اور کچھ دیر کے بعد نہایت سکون اور طمانیت سے جان شیریں جان آفریں کے سپرد کر دی۔

نوجوان کی وصیت کے مطابق ابوعامر نے اس کی تجہیز و تکفین کی۔ روشن و تابناک پیشانی والے اس شکیل و صالح نوجوان کو سپرد لحد کرتے وقت ابوعامر کو اس نوجوان کی چند ملاقاتیں یاد آ رہی تھیں جن کو بار بار سوچ کر ابوعامر کی پلکیں آنسوؤں سے بیگ جاتیں۔

وہ تو بصرہ کے بازار میں اپنے مکان کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی مرمت کرانے کے لئے مستری اور مزدور کی تلاش کرنے گیا تھا۔ مزدوروں میں اسے یہ جوان ملا تھا۔ ابو عامر کا دل خود بخود اس کی جانب کھنچتا چلا گیا۔ اور اس نے پوچھا: ''کیا تم کام کرو گے؟'' نوجوان نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا'' کام ہی کرنے کے لئے تو پیدا ہوا ہوں لیکن تم کیا کام لینا چاہتے ہو؟''

ابو عامر: مکان کی تعمیر کا کام۔

نوجوان: کام تو میں کروں گا مگر ایک شرط ہے شرط یہ کہ مزدوری ایک درہم اور ایک دانگ لوں گا اور نماز کے وقت کام نہیں کروں گا' نماز ادا کروں گا۔ ابو عامر راضی ہو گیا اور چلنے کو کہا نوجوان نے اپنی زنبیل اٹھائی۔ مصحف گلے سے لگایا اور چل پڑا۔ ابو عامر نے گھر آ کر نوجوان کو کام کی نوعیت سمجھائی اینٹ گارے اور سامان دکھا دیئے اور خود اپنی ضرورت سے چلا گیا۔ مغرب کے وقت لوٹا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس اکیلے لڑکے نے دس آدمیوں کا کام کر ڈالا ہے۔ ابو عامر خوش ہو گیا اور اس نے اسے دو درہم مزدوری پیش کی' مگر اس نے قبول نہیں کیے اور کہا کہ میں نے ایک درہم دانگ پر بات طے کی تھی اس سے زیادہ نہیں لوں گا اور بالآخر لے کر چلا گیا۔

ابو عامر دوسرے روز پھر اس کی تلاش میں بازار پہنچا مگر اسے وہاں نوجوان نہیں ملا۔ دوسرے مزدوروں سے اس کی تفتیش کرنے پر پتہ چلا کہ وہ لڑکا صرف شنبہ کے دن کام کرتا ہے۔ ابو عامر نے نہ جانے کیا سوچ کر اپنا کام بند کر دے اور شنبہ کے دن کا انتظار کرنے لگا۔ دوسرے شنبہ کو بازار پہنچا تو نوجوان کو اسی جگہ پایا اور اسی روز کی طرح شرط کر کے پھر کام پر آیا ابو عامر حیران تھا کہ اس نے گزشتہ ہفتہ ایک ہی دن میں اتنا زیادہ کام اکیلے کیسے کر لیا تھا۔ چنانچہ لڑکے کو کام پر لگا کر ابو عامر ایک خفیہ جگہ بیٹھ گیا۔

ابو عامر نے دیکھا کہ نوجوان نے گارا ٹھا کر بچھایا۔ اس کے بعد اینٹ پتھر خود بخود اٹھ کر ایک دوسرے سے لگتے چلے جا رہے تھے ابو عامر سمجھ گیا کہ یہ خدا رسیدہ نوجوان ہے اور اس کے سر پر تائید غیبی کا سایہ ہے۔ شام ہوئی تو ابو عامر نے تین درہم مزدوری دینا چاہی مگر پھر نوجوان نے ایک درہم اور ایک دانگ قبول لئے اور چلا گیا۔

اور آج جبکہ ابو عامر تیسرے ہفتہ نوجوان کی تلاش میں بازار گیا تو مزدوروں نے نوجوان کی سخت علالت اور ویرانہ میں اس کی موجودگی کا حال بتایا۔ جسے سن کر ابو عامر وہاں پہنچا۔ جس کے بعد اب اس کے مرقد کی بالیں پر کھڑا تاسف کے آنسو بہا رہا ہے ابو عامر کو نوجوان کا چہرہ' اس کے عادات

وخطوار بار بار یاد آ رہے تھے۔

بغداد عروس البلاد کی شاہراہوں پر ''قصر الرشید'' کے سامنے لشکر اسلامی کے ایک ہزار سواروں کا رسالہ گزر رہا ہے۔ عام لوگوں نے دورویہ کھڑے ہو کر رسالہ کو گزرنے کا راستہ دے رکھا ہے۔ اس کے پیچھے بھی ایسے ہی فوج کی دوسرا دستہ آ رہا ہے۔ اس میں بھی ہزار سوار ہیں۔ اس طرح نو فوجی رسالوں کے بعد فوج کا دسواں دستہ رونما ہوا۔ لوگ جوش وخروش سے نعرے لگا رہے ہیں' سلام وتحیہ پیش کر رہے ہیں۔ دسویں رسالہ کی جلو میں امیر المؤمنین ہارون رشید کی سواری نظر آئی۔ دیکھنے والوں میں جوش وخروش اور بڑھ گیا اور لوگ سلام وتحیہ گزارنے لگے۔ زائرین وناظرین کی اسی بھیڑ میں بصرہ کا باشندہ ابو عامر بھی تھا جو امیر المومنین کے پاس اس نوجوان کی امانت پہنچانے آیا ہوا تھا۔ بھیڑ اور اژدحام اتنا کہ ابو عامر کا امیر المومنین تک پہنچنا دشوار تھا۔ کھوے سے کھوا چل رہا تھا۔ ابو عامر سخت اضطراب میں تھا کہ میں کسی طرح امیر المومنین تک رسائی حاصل کروں' انسانوں کے امنڈتے ہوئے سیلاب میں ابو عامر گویا ایک تنکے کی مانند بہہ رہا تھا۔ بغداد کی شاہراہوں پر امیر المومنین کا جلوس دیکھنے کے لئے لوگ امنڈ کر آ گئے تھے۔ امیر المومنین کی سواری جب ابو عامر کے قریب سے گزرنے لگی تو اس نے پوری قوت سے چیخنا شروع کر دیا: ''اے امیر المومنین! آپ کو قرابت رسول ﷺ کا واسطہ ذرا توقف تو فرمائیں''۔

امیر المومنین ہارون رشید کے کانوں تک ابو عامر کی چیخ وپکار پہنچی تو انہوں نے سواری روک لی اور ابو عامر کو قریب آنے کا مشورہ دیا۔ ابو عامر نے امیر المومنین کو مصحف اور انگشتری سپرد کی اور کچھ کہنا چاہا مگر امیر المومنین نے ابو عامر کو اپنے دربان کی نگرانی میں دیتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اس وقت امیر المومنین کی آنکھیں نمناک ہو گئی تھیں۔ جلوس سے واپسی کے بعد دربان نے ابو عامر کو خلیفہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ ہارون رشید ابو عامر کو لے کر خلوت میں گئے۔ دربان نے ابو عامر کو سمجھا دیا تھا کہ امیر المومنین غمگین اور اداس ہیں' لہٰذا جہاں تک ممکن ہو کم باتیں کرنا۔

امیر المومنین: ابو عامر! آؤ میرے قریب بیٹھو' بتاؤ کیا تم میرے لڑکے کو جانتے تھے؟

ابو عامر: حضور! وہ آپ کے شہزادے تھے' یہ کسی کو کیا معلوم؟

امیر المومنین: بتاؤ وہ کیا کام کرتا تھا؟

ابو عامر: گارے مٹی کا

امیر المومنین: کیا تم نے بھی اس سے محنت مزدوری کروائی؟ ابو عامر: جی حضور!

امیر المومنین: اے ابو عامر! میرے جگر گوشہ سے تمہیں ایسا کام اور ایسی خدمات لیتے ہوئے شرم نہیں آئی؟ کم از کم تم نے قرابت رسول ﷺ کا تو کچھ پاس ولحاظ کیا ہوتا۔

ابو عامر: امیر المومنین! مجھے معاف فرمائیں۔ میں بالکل واقف نہیں تھا۔ البتہ وقت وصال مجھے اس بات کا پتہ چلا کہ وہ آپ کے نور چشم اور پارہ جگر ہیں۔

امیر المومنین: کیا تو نے میرے لال کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔

ابو عامر: جی ہاں میں نے اپنے انہی ہاتھوں سے آپ کے نور نظر کو غسل وکفن دے کر سپرد لحد کیا۔

امیر المومنین: لاؤ اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں دو۔ (یہ کہہ کر ہارون رشید نے ابو عامر کے ہاتھوں کو تھام لیا اور اپنے سینہ پر رکھ کر زار و قطار رونے لگے اور کہا۔ تو نے اس میرے فرزند دلبند کو کس طرح مٹی کے اندر دبایا۔ اس پر کس دل سے خاک ڈالی۔ اپنے فرزند صالح کے غم میں امیر المومنین نے رو رو کر اپنے عبا کو تر کر کیا)۔

حضرت شیخ یافعی یمنی فرماتے ہیں کہ امور خلافت میں مشغولیت سے پہلے ہارون رشید کے گھر اس فرزند کی ولادت ہوئی تھی۔ اسے زاہدوں، درویشوں کی صحبت بہت پسند تھی۔ قرآن مجید اور دیگر ضروری علوم کی تعلیم کے بعد اس کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہی ماں کا نہایت خدمت گزار تھا اس پر آخرت کا خوف طاری تھا۔ اس کا یہ حال تھا کہ قبرستان میں چلا جاتا اور مردوں سے مخاطب ہوتا، اور کہتا "تم ہم سے پہلے موجود تھے، اور دنیا کے مالک تھے، اور اب تم قبروں میں محصور ہو۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم لوگوں سے کیا کہا کرتے تھے اور لوگ تمہیں کیا جواب دیا کرتے تھے" اور حسرت و یاس کی باتیں کہہ کہہ کر پھوٹ کر رویا کرتا تھا۔

حضرت ہارون رشید جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو اس نے ان سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ دنیا کے مال و متاع میں سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لیا۔ ہارون رشید نے ایک انگوٹھی اس کی ماں کے توسط سے اسے دی جسے محض ماں کی محبت واطاعت میں اس نے اپنے پاس رکھ لیا۔ اس کا یاقوت بڑا ہی قیمتی تھا مگر اسے فروخت کر کے اپنے مصرف میں نہیں لگایا۔ اور دم نزع ہارون کو دینے کے لئے ابو عامر کے حوالہ کیا۔

ایک دن کی بات ہے ہارون رشید اپنے دربار میں امراء و مصاحبین کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یہ شہزادہ جسم پر پرانا کمبل اوڑھے ہوئے دربار میں آیا۔ حاضرین دربار نے دیکھا تو ان میں سے بعض

کہنے لگے ''اس سے تو خلیفہ کی رسوائی ہوتی ہے۔ خلیفہ کو اس کے ساتھ سختی کرنی چاہئے تاکہ اپنی یہ حالت بدل دے اور خلیفہ کی رسوائی کا سبب نہ بنے'' امیر المومنین نے مصاحبین کی ناگواری محسوس کر کے بیٹے سے کہا۔ ''بیٹا! تو نے مجھے رسوا کر ڈالا'' شہزادے نے خلیفہ کی طرف دیکھا اور جواب میں ایک لفظ نہیں کہا۔ البتہ دربار کے عین سامنے قصر کے کنگرے پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کو اشارہ کر کے کہا۔ ''اے پرندے! تجھے تیرے خالق و مالک کی قسم آ اور میرے ہاتھ پر بیٹھ'' وہ پرندہ یہ سن کر محل سے اتر کر شہزادے کے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ پھر کچھ دیر کے بعد شہزادے نے اسے اپنی جگہ چلے جانے کا حکم دیا تو وہ اڑ کر چلا گیا اور کہا'' تجھے تیرے پیدا کرنے والے کی قسم! امیر المومنین کے ہاتھ پر نہ آنا''۔

اس کے بعد شہزادہ ہارون رشید سے مخاطب ہوا۔

''ابا جان! اب میں جا رہا ہوں' آپ کو رسوا کرنے نہیں آؤں گا''۔

امیر المومنین ابو عامر کے ہمراہ بصرہ کے اس ویرانے میں آئے جہاں ان کا سولہ سالہ نوجوان شہزادہ آسودہ خاک تھا۔ قبر کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے اور ہوش مین آئے تو حسرت وغم کے اشعار زبان پر جاری تھے۔

اسی شب کی بات ہے کہ ابو عامر اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر سوئے تو انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک نور کا قبہ ہے جس کے اوپر نورانی ابر چھایا ہوا۔ ناگاہ وہ چادر ابر شق ہوئی اور اس میں سے وہی شہزادہ یہ کہتا ہوا برآمد ہوا۔ ''اے ابو عامر! ربّ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ تم نے واقعی میری وصیتوں کو نہایت خوبی سے پورا کیا'' ابو عامر نے پوچھا'' صاجزادے! آپ پر کیا گزری اور آپ کا مقام کہاں ہے؟'' جواب دیا'' اپنے رحیم و کریم پروردگار کے قرب میں ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہے' کچھ بھی ناراض نہیں اور اس نے مجھے ایسی ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں' نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی وہم و گمان میں آئیں''۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ قسم فرمایا ہے کہ جو بندہ دنیا کی نجاستوں سے تیری طرح نکل آئے گا تو اس کو ایسی ہی نعمتیں دوں گا جیسی تجھے دی ہیں۔

جو حب الٰہی کے سرمست ہیں	ہے ان کی نگاہوں میں دینا ذلیل
ہے فرزند ہارون کا یہ واقعہ	زمانے میں بدر اس کی روشن دلیل

بہلول دانا اور ہارون رشید

خلیفہ ہارون رشید ایک بار حج کرنے گئے' ان کے ہمراہ بغداد کے حاجیوں کا ایک بڑا قافلہ تھا۔

واپسی کے وقت کوفہ میں ہارون رشید کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں حضرت بہلول دانا (مجذوب) کو بچے پریشان کر رہے تھے۔ خلیفہ کی سواری نزدیک پہنچی تو لڑکے دیکھ کر بھاگ گئے اور گلیوں میں چھپ گئے۔ ہارون رشید ایک شاندار اونٹنی پر ہودج میں سوار تھے۔ شاہی کروفر ارد گرد تھا اور ہودج پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ حضرت بہلول نے دیکھا تو باواز بلند پکارا ''یا امیر المومنین! یا امیر المومنین''۔ ہارون رشید نے ہودج کا پردہ ہٹایا اور کہا ''لبیک یا بہلول! لبیک یا بہلول!''۔

حضرت بہلول: اے امیر المومنین! ہم سے ایمن بن نائل نے قدامہ بن عبداللہ عامری سے روایت کیا۔ قدامہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام منیٰ میں ایک ایسے اونٹ پر سوار دیکھا جس پر بوسیدہ سا کجاوہ تھا اور حضور ﷺ کی سواری کے باعث نہ لوگوں میں ہٹو بچو تھی' نہ مار دھاڑ۔ لہٰذا اے امیر المومنین! آپ کے لئے تواضع اور انکساری' تکبر اور برتری جتانے سے بہتر ہے۔

خلیفہ ہارون رشید یہ سن کر رونے لگا۔ اس کے اشکوں کے قطرات زمین پر گرے اور عرض کیا اے بہلول! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ انہوں نے دو شعر سنائے جن کا مفہوم یہ ہے۔

نعمت دہر پہ اے دوست نہ ہرگز اترا ... عمر بھی ایک دیا ہے کہ جو بجھ جائے گا

لے کے میت جو چلا گور غریباں تو آج ... بس اسی طرح تجھے کل کوئی پہنچائے گا

یہ سن کر خلیفہ اور رونے لگا اور کچھ مزید کہنے کی درخواست کی۔

حضرت بہلول: امیر المومنین! جسے اللہ تعالیٰ مال و دولت اور حسن و جمال سے نوازے' اور وہ اپنی دولت راہ مولا میں خرچ کرے' اور حسن و جمال کو حرام سے بچائے۔ دفتر مولا میں اس کا نام ابرار کی فہرست میں لکھا جائے گا۔

خلیفہ: آپ نے نہایت قیمتی بات فرمائی اور انعام کے لائق کلام کیا۔

حضرت بہلول: اپنا انعامی مال اسی کو واپس کر دیں جس سے لیا ہے' مجھے ضرورت نہیں۔

خلیفہ: اگر آپ کے ذمہ کوئی قرض ہو تو میں ادا کر دوں؟

حضرت بہلول: دین سے دین کی ادائیگی کیا ہوگی؟ آپ حق داروں کا حق انہیں دیں اور نفس کا حق ادا کریں۔

خلیفہ: اگر قبول کیجئے تو کچھ وظیفہ مقرر کر دوں؟

حضرت بہلول: (آسمان کی جانب سر اٹھاتے ہوئے) امیر المومنین! ہم اور آپ دونوں اللہ

ہی کے بندے ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یاد رکھے' اور مجھے فراموش کر جائے۔ ہارون رشید نے یہ سن کر محمل کا پردہ گرادیا اور سواری آگے روانہ کی۔ (اس واقعہ کو عبداللہ بن مہران رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کیا)۔

حضرت سعدون اور ہارون رشید

خلیفہ ہارون رشید نے ایک بار پیدل حج کرنے کا کی قسم کھائی۔ سفر شروع ہوا تو عراق سے حرام پاک تک مخملی فرش کا انتظام کیا گیا دوران سفر ایک جگہ خلیفہ بہت تھک گئے تو راستہ کے کنارے نصب شدہ سنگ میل کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اتنے میں کہیں سے ادھر ہی سعدون مجذوب (جنہیں مجنون بھی کہا جاتا تھا) کا گزر ہوا۔ انہوں نے خلیفہ کو اس حال میں دیکھا تو چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ تھا۔

''فرض کرلے کہ دنیا تیرے موافق ہے لیکن موت تو آئے گی ضرور۔ اس سے تو مفر نہیں پس دنیا لے کر کیا کرے گا تیرے لئے تو بس ایک سنگ میل کافی ہے۔ اے دنیا کے طالب خبردار! دنیا کو اپنے دشمن کے لئے ترک کر' یہ زمانہ آج جس طرح تجھ ہنسا رہا ہے' کل رلائے گا۔

خلیفہ ان اشعار کو سن کر بے ہوش ہو گیا حتیٰ کہ تین نمازیں قضا ہو گئیں۔ ہوش میں آیا تو سعدون علیہ الرحمہ کو تلاش کروایا مگر وہ بندہ حق وہاں سے جا چکے تھے۔

حضرت سعدون اور دعائے باراں

محمد بن صباح رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ بصرہ میں قحط پڑا۔ لوگ پریشان ہو کر دعائے بارش کے لئے صحرا کی طرف نکلے سر راہ سعدون مجذوب مل گئے۔ انہوں نے دیکھا تو پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ ہم نے کہا استسقاء کے لیے نکلے ہیں۔ فرمایا: ''کھوکھلے دلوں سے یا سماوی دلوں سے؟'' ہم نے کہا ''سماوی کلوں سے!''۔ فرمایا تو بس یہیں بیٹھ جاؤ اور بارش کی دعا کرو ہم لوگ دعا میں مشغول ہو گئے بڑی دیر تک دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دن چڑھ آتا اور آسمان کا حال یہ ہے بارش تو کیا ہوتی بادل کی کوئی چتی بھی نظر نہ آئی اور سورج ہے کہ تمازت اور دھوپ میں اضافہ ہی کرتا جا رہا ہے۔ حضرت سعوون نے یہ منظر دیکھا تو پکارا نادانو! اگر تمہارے قلوب سماوی ہوتے تو اب تک بھلا بارش نہ ہوتی؟ اتنا کہنے کے بعد اٹھ کر وضو کیا' دو رکعت نماز ادا کی اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کچھ کہا' جسے میں مطلق نہ سمجھ سکا۔ ان کی بات ابھی ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ نہایت زوردار بارش شروع ہوئی اور سب کچھ

جل تھل ہو گیا۔ ہم نے پوچھا "بتایئے آپ نے اپنی دعا میں کیا کہا تھا"؟ فرمایا ہٹو جاؤ۔ ایسے وارفتہ دلوں کی ندائے شوق ہے جنہوں مشاہدہ حق سے علم ویقین حاصل کیا۔ جادہ عمل پر گامزن ہوئے اور صرف خدا پر توکل کیا۔ ایسے قلب کی رازدارانہ مناجاتوں سے تمہیں کیا واسطہ!

جنونِ عشق

ایک بار حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کا گزر صحرائے بصرہ کی طرف سے ہوا جہاں ان کی سعدون مجنون رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مالک بن دینار نے مزاج پرسی کی تو انہوں نے جواب فرمایا: سعدون! اے مالک! اس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جسے صبح وشام عظیم سفر کا ارادہ ہو اور زادِ سفر کچھ نہ ہو اور عالمین کے پروردگار کے حضور پیشی ہو یہ کہہ کر زاروقطار رونے لگے۔

مالک بن دینار: آپ رونے کیوں لگے؟ سعدون: بخدا میں حرص دنیا' یا موت اور مصائب کے خوف سے نہیں روتا بلکہ رونے کا سبب یہ ہے کہ زندگی میں ایک دن ایسا گزر گیا جس میں مجھ سے کوئی اچھا کام نہیں ہوا اور مجھے یہ بات بھی رلا رہی ہے کہ زادِ راہ کم ہے راستہ لمبا ہے' پرخطر گھاٹیاں سامنے ہیں اور معلوم نہیں میرا ٹھکانہ جنت ہے یا جہنم؟

مالک بن دینار: لوگ تو آپ کو مجنون کہتے ہیں مگر آپ تو نہایت عقل منداور صاحب حکمت ہیں۔ سعدون: آخر تم بھی لوگوں کے فریب میں آ ہی گئے مجنون تو لوگ مجھے کہتے ہیں' مجھ میں تو کوئی جنون نہیں مگر ہاں! رب تعالیٰ کا عشق میرے قلب' میرے گوشت 'پوست' رگ وریشہ' ہڈیوں اور خون میں سرایت کر گیا ہے جس کی وجہ سے میں متحیر ہوں۔

مالک بن دینار: آپ لوگوں کے پاس کیوں نہیں بیٹھتے اور ملنا جلنا کیوں نہیں کرتے؟

حضرت سعدون رضی اللہ عنہ نے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے۔

خلقت سے دور رہ کر خدا کے قریب جا ہے طالب حبیب تو سوئے حبیب جا
بچھو کے مثل اہل ہوس ہیں جہان میں ڈس لیں گے ہوشیار! نہ اس کے قریب جا

جیسے دل میں آگ لگی ہو

صحن بیت اللہ میں حضرت ذوالنون مصری طواف میں مشغول تھے اتنے میں دیکھا کہ ایک شخص خانہ کعبہ پر نگاہیں جمائے ٹھنڈی آہ بھرتا ہے اور اس طرح مصروف دعا ہے۔ "اے میرے رب! میں تیرا عاجز ومسکین بندہ تیرے در سے بھگایا یا ٹھکرایا ہوا ہوں یا اللہ! میں تجھ سے ایک شئے کا طالب ہوں

جو تیری محبت وقرب کا ذریعہ ہو اور ایسی عبادت کا طالب ہوں جو تجھے پسند ہو اور اے میرے رب! میں تجھ سے برگزیدہ بندوں اور نبیوں کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنی محبت کا جام پلا دے میرے قلب سے اپنی معرفت کے لئے پردے اٹھا دے تا کہ شوق کے پردوں سے پرواز کر کے میں تیرے عرفان کے گلستانوں میں محو مناجات ہو جاؤں۔"

اس مناجات کے بعد وہ ایسا اشک بار ہوا کہ کنکریوں پر اس کے آنسو گرنے کی آواز آنے لگی پھر یک بیک وہ ہنستا مسکراتا ہوا اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔ حضرت ذوالنون بھی اس کے پیچھے ہو گئے انہوں نے سوچا کہ یہ شخص یا تو کوئی بندہ عارف ہے یا دیوانہ وہ مسجد حرام سے نکل کر مکہ مکرمہ کے ویرانوں میں جانے لگا ادھر حضرت ذوالنون کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو کہا: آخر کیوں تم میرا پیچھا کر رہے ہو؟ چلے جاؤ۔"

ذوالنون: آپ کا نام کیا ہے؟ اجنبی: عبداللہ!

ذوالنون: آپ کے والد کا اسم گرامی؟ اجنبی: عبداللہ!

ذوالنون: یہ بات تو مجھے معلوم ہے کہ ہر شخص عبداللہ اور ابن عبداللہ ہے مگر میں آپ کا مخصوص نام پوچھ رہا ہوں۔

اجنبی: میرے باپ نے میرا نام سعدون رکھا ہے۔

ذوالنون: کیا وہی سعدون جسے لوگوں نے مجنون کے نام سے موسوم کر رکھا ہے؟ سعدون: ہاں وہی!

ذوالنون: وہ کون لوگ ہیں جن کی حرمت کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ نے دعا کی ہے۔

سعدون: وہ اپنے ربّ کی جانب اس کی محبت کو نصب العین بنا کر چلتے ہیں اور ان کے دلوں پر ربانیت کا ایسا تسلط ہے کہ ماسوا سے جدا ہو گئے ہیں۔

سعدون: اے ذوالنون! میں نے سنا ہے کہ آپ بھی کچھ کہتے ہیں اسباب معرفت کے بارے میں کچھ بتایئے؟

ذوالنون: آپ ان لوگوں میں ہیں، جن کے علم ومعرفت سے ہمیں استفادہ کرنا چاہئے۔

سعدون: سائل کا حق یہ ہے کہ اسے جواب دیا جائے پھر دو اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے۔

"عارفین کے دلوں میں آتش شوق بھڑکتی رہے گی یہاں تک کہ جوار مولیٰ میں انہیں

اقامت نصیب ہو وہ اپنے مولیٰ کی محبت میں مخلص ہیں۔ تو یہ محبت کبھی ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔''

یکے از مردانِ غیب

ایک بزرگ ابوالجوال مغربی کا بیان ہے کہ وہ ایک صالح انسان کے ساتھ بیت المقدس میں بیٹھے تھے اتنے میں قریب سے ایک نوجوان آ نکلا! اس کے پیچھے شریر بچوں کی ٹولیاں تھیں جو اسے کنکریاں اور ڈھیلے مار رہے تھے اور شور مچا رہے تھے کہ یہ پاگل ہے نوجوان مسجد میں چلا آیا اور پکارا ''یا اللہ! مجھے اس دار فانی سے راحت دے۔'' ابوالجوال یہ سن کر اس کے پاس گئے اور اس سے کہا ''یہ بات تو تو نے دانشمندی کی کہی یہ کہاں سے سیکھی؟''

نوجوان: جو انسان خالص اللہ تعالیٰ کے لئے خدمت و عبادت کرتا ہے تو اللہ اسے حکمت کی نایاب باتیں سکھا دیتا ہے اور اسباب عصمت سے اس کی حمایت فرماتا ہے یہ نہ سمجھو کہ مجھے جنون ہے بلکہ مجھے اضطراب و خوف ہے اس کے بعد اس نے درد و شوق میں ڈوبے ہوئے اشعار پڑھے۔

ابوالجوال: تم نے تو نہایت عمدہ اشعار پڑھے، بڑے غلط اندیش ہیں وہ لوگ جو تمہیں پاگل کہتے ہیں۔ ابوالجوال کی یہ بات سن کر وہ آبدیدہ ہو گیا اور بولا۔

نوجوان: آپ جانتے ہیں اہل طریقت مرتبہ وصل کو کس طرح پہنچے؟ ابوالجوال: بتایئے۔

نوجوان: ان حضرات نے اپنے اخلاق کو ساری نجاستوں سے پاک کر کے مختصر روزی پر قناعت کی اور جب الہ سے سرشار ہو کر آفاق عالم میں سرگرداں رہے پھر سچائی کی ازار اور خوف خدا کی ردا سے نوازے گئے اور اس عالم فانی کو عالم باقی کے بدلے فروخت کر دیا اور ہمت و عزم کو مضبوط پکڑا پھر ان کی یہ کیفیت ہوئی کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور بیابانوں میں عمر بسر کی۔ خلق خدا سے چھپ گئے ان کی یہ شان ہے کہ اگر وہ موجود بھی ہوں تو انہیں کوئی پہچان نہ سکے اور غائب ہوں تو ان کی کسی کو تلاش نہ ہو، مر جائیں تو کوئی جنازے پر نہ آئے۔ ابوالجوال کہتے ہیں کہ یہ عرفانی بیان سن کر میں دنیا کو فراموش کر بیٹھا اور وہ نوجوان چلا گیا۔

ایک متحیر نوجوان

ان القصاب صوفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ پاگل خانے کی سیر کے لئے گئے ان لوگوں نے وہاں ایک نوجوان کو دیکھا جو عالم تحیر میں گم تھا یہ تمام لوگ اس کے احوال کی جستجو میں گم ہو

گئے اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اس نے ان لوگوں کا تعاقب میں دیکھا تو کہنے لگا۔

نوجوان: لوگو! انہیں دیکھو! یہ کیسے کیسے جبہ ودستار سے مزین، انواع واقسام کے قیمتی کپڑوں سے آراستہ، جسم کو عطر سے بسائے ہوئے لوگ ہیں جو دین ودنیا کا سارا کام چھوڑ کر ایک معمولی شئے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور علم سے بالکل دور ہیں ان لوگوں نے اس کی یہ باتیں سنیں تو نوجوان سے کہا کہ تم صاحب علم ہو؟ اگر ہم کچھ پوچھیں تو قاعدے سے جواب دو گے؟

نوجوان: واللہ میں عمدہ جواب دوں گا، پوچھو تو سہی، سائلین: حقیقی سخی کون ہے؟

نوجوان: وہ جس نے تم جیسے لوگوں کو بھی روزی دی جب کہ تمہاری حیثیت ایک دن کی خوراک کے برابر بھی نہیں۔

سائلین: سب سے بڑا ناشکرا کون؟

نوجوان: سب سے بڑا ناشکرا وہ ہے جو کسی مصیبت سے چھٹکارا پا جائے پھر اسی بلا میں کسی اور کو دیکھ کر نہ عبرت حاصل کرے نہ شکر ادا کرے۔

سائلین: کچھ خصال محمودہ سے ہمیں روشناس کیجئے؟

نوجوان: یہ وہی ہیں جن کے برخلاف تم جادہ پیما ہو۔

یہ کہہ کر نوجوان رو پڑا اور گویا ہوا ''اے میرے رب! اگر تو میری عقل نہیں لوٹاتا، تو میرے ہاتھ ہی مجھے دے دے تاکہ میں ان سب کو ایک ایک چپت رسید کر سکوں' یہ سن کر ابن القصاب اور ان کے ساتھی وہاں سے لوٹ آئے۔

رفیقِ جنت

حضرت شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ نے تین شب متواتر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ مولا پاک مجھے اس شخص کا دیدار کرا دے جو میرا رفیق جنت ہوگا، جواب ملا ''میمونہ سوداء تیری رفیق جنت ہے جو کوفہ کے فلاں قبیلہ میں رہتی ہے۔'' حضرت شیخ وہاں تشریف لے گئے اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا لوگوں نے جواب دیا کہ میمونہ تو ایک دیوانی عورت ہے، بکریاں لئے جنگل میں پڑی رہتی ہے۔ حضرت شیخ جنگل میں پہنچے تو ملاحظہ کیا کہ عصا کا سترہ بنائے کھڑی مصروف نماز ہے اس کے جسم پر اون کا ایک جبہ ہے جس پر لکھا ہوا ہے ''یہ خریدی اور بیچی نہیں جاسکتی۔'' بکریوں کے ریوڑ پر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ بکریاں اور بھیڑیئے قریب قریب ہیں مگر نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں اور نہ بھیڑیئے بکریوں پر حملہ کرتے ہیں۔ شیخ کی آہٹ پا کر میمونہ نے نماز مختصر کی اور سلام پھیر کر بولی۔

میمونہ: ابن زید! اس وقت جاؤ' وعدہ یہاں (دنیا میں) ملنے کا نہیں' بلکہ کل کا ہے۔

شیخ عبدالواحد: تمہیں کس نے بتایا کہ میں ابن زید ہوں۔

میمونہ: کیا خبر نہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ارواح لشکر ایک مقام پر ہیں۔ جن ارواح میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی باہم متعارف ہیں اور جن میں وہاں ناآشنائی رہی' یہاں بھی رہی۔

شیخ عبدالواحد: مجھے کچھ نصیحت کرو۔

میمونہ: رب تعالیٰ نے جس بندہ کو دنیا کی کوئی شئے ایک بار دے دی پھر وہ دوبارہ اس کی طلب میں رہا' رب تعالیٰ اس سے لذت خلوت سب کر لیتا ہے اور قرب کو بعد سے بدل دیتا ہے اس کے دل میں وحشت بٹھا دیتا ہے اور کچھ ناصحانہ شعر پڑھے۔

شیخ عبدالواحد: بھیڑیے بکریوں کے ہمراہ کس طرح رہتے ہیں؟ کہ نہ وہ انہیں کھاتے ہیں اور نہ یہ ان سے ڈرتی ہیں۔

میمونہ: جاؤ یہ باتیں نہ کرو میں نے اپنے رب سے معاملہ درست کر لیا ہے۔ اس لئے اس نے بھیڑیوں اور بکریوں میں بھی صلح کرا دی ہے۔

مرضی مولا میں انسان جو ڈھل جاتا ہے   وہ نظر کر دے تو پتھر بھی پگھل جاتا ہے

اہل ناز و نیاز کی راتیں

حضرت ابوالربیع رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ میں محمد بن منکدر اور ثابت بنانی ایک شب ریحانہ مجنونہ کے پاس رہے تو ہم نے دیکھا کہ ابتدائے شب میں کھڑی ہوئیں اور مسرت و شادمانی کے انداز میں یہ شعر پڑھا۔

قام المحب الی المومل قومۃ   کاد الفواد من السرور بطیر

محب اپنے مرجع امید کے آگے اس طرح کھڑا ہے کہ اس کا دل خوشی سے اڑتا جا رہا ہے' آدھی رات ہوئی تو ان کی زبان پر یہ اشعار تھے۔

لا تانس بمن توحشد نظرتہ   فتمنعن من التذکار فی الظلم

واجھد و کدو کن فی اللیل ذا شجن   بسقیلک کاس وداد العز والکرم

اس سے الفت نہ رکھ جس کے نظر اٹھانے سے تجھے وحشت ہو جائے کیونکہ یہ شئے اندھیروں میں تجھے ذکر سے روک دے گی اور راہ حق میں محنت و مشقت کر اور رات کو غمزدہ رہ' اس کے عوض اللہ

تعالیٰ تجھے اپنی دوستی اور بخشش کے جام سے نوازے گا اور جب صبح کا وقت قریب ہوا تو حسرت ویاس سے آہ بھرنے لگیں اور نالہ کرنے لگیں میں نے سبب پوچھا تو فرمایا:

ذھب الظلام بانسه وبالفه　　　　لیت الظلام بانسه یتجدد

رات اپنی تاریکی کے ہمراہ اپنے انس اور محبت کو بھی لے گئی۔ کاش! یہ تاریکی اسی انس کے ساتھ بار بار آتی۔

کشتۂ خنجر تسلیم

حضرت عتبہ الغلام رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک روز بصرہ سے باہر نکل کر میں ویرانوں میں چل نکلا! کچھ دوری پر بدوی خانہ بدوشوں پر گزرا وہ لوگ خیموں میں رہتے تھے اور کھیتی باڑی کرتے تھے میں ان کے خیموں کے اردگرد ٹہلنے لگا ایک خیمہ میں دیکھا کہ ایک مجنونہ لڑکی اونی جبہ پہنے ہوئے ہے اور جبہ پر لکھا ہے کہ ''یہ نہ خریدی جائے گی نہ بیچی جائے گی۔'' میں نے اس کے پاس پہنچ کر سلام کیا لیکن اس نے جواب نہیں دیا البتہ کچھ دیر بعد اشعار گنگنانے لگی' میں نے اس سے سوال کیا: ''یہ کھیتی کس کی ہے؟'' اس نے جواب دیا ''اگر صحیح سلامت رہ گئی تو ہماری ہے۔''

وہاں سے چل کر میں دوسرے خیموں کی جانب گیا اتنے میں موسلا دھار بارش ہونے لگی پانی تھما تو میں پھر اس مجنونہ کے پاس گیا اور سوچا کہ اس تباہ کن بارش پر اس کی کیفیت ضرور معلوم کرنا ہے وہاں میں نے اسے اس حال میں پایا کہ کھڑی ہے اور کہہ رہی ہے۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے میرے قلب میں اپنی محبت کی شراب خالص بھر دی ہے میرا دل تیری رضا کا یقین رکھتا ہے پھر میری جانب متوجہ ہو کر گویا ہوئی۔

دیکھ اسی نے تو یہ زراعت بوئی اسی نے لگائی' اسی نے اسے قائم کیا اسی نے اس میں بالیاں نکالیں اور اسی نے اس کو بارش سے سیراب کیا اور اسی نے اس کی حفاظت فرمائی اور جب اس لائق ہوئی کہ عنقریب کاٹی جائے تو اسی نے اس کو پانی میں غرق کر دیا۔

اس کے بعد آسمان کی جانب سر اٹھا کر کہا: ''اے اللہ! یہ سب تیرے ہی بندے ہیں اور ان کا رزق تیرے ہی ذمہ ہے اب تیری مرضی جو چاہے کر'' میں نے کہا تو کیسے صبر کرتی ہے؟ اس نے جواب دیا۔

اے عتبہ! خاموش! میرا معبود بے نیاز اور محمود ہے روزانہ اس کی جناب سے نیا رزق آتا ہے اس کا شکر ہے کہ میری خواہش سے زیادہ وہ مجھے عطا فرماتا ہے۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے جب کبھی اس کی باتیں یاد آ جاتی ہیں تو قلب میں ایک عجیب ہیجان برپا ہو جاتا ہے۔

کوہ لکام کا عارف

کوہ لکام کے نشیب وفراز میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اس عارف کامل کو تلاش کر رہے تھے جس کے سوز نفس کا چرچا دور ونزدیک تھا' یک بیک ان کے کانوں سے نالہ وشیون اور آہ وگریہ کے انداز میں ایک آواز ٹکرائی' کوئی دل جلا یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

یا ذا الذی انس الفواد بذکرہ   انت الذی ما ان سواك ارید
تفنی اللیالی والزمان باسرہ   وھواك غض فی الفواد جدید
ہے تیرا ذکر ہی تسکین میری   رضا ہی تیری میرا مستقر ہے
فنا ہوتا ہے دن مٹی ہیں راتیں   چمن ہے عشق کا جو تازہ تر

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے آواز سن کر قدم آگے بڑھائے قریب جا کر دیکھا تو ایک شکیل نوجوان بیٹھا ہے' لاغری اور کمزوری سے اس کا جسم دبلا ہو رہا ہے' چہرے پر زردی چھائی ہوئی' آنکھیں حلقہ چشم میں دھنس گئی ہیں۔ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کا سلام سن کر جواب دیا اور پھر اشعار پڑھے جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

ساری دنیا سے پھیر کر آنکھیں   دل میں تجھ کو بسا لیا میں نے
نیند کیا رات کیا' اندھیرا کیا   ذکر کا نور پا لیا میں نے
نیند آئی تو اپنی آنکھوں میں   تیرا جلوہ جما لیا میں نے

اس کے بعد کہا: ''اے ذوالنون! آپ کو مجھ جیسے مجنون کی کیا حاجت؟ کیوں یہاں آنے کی زحمت کی۔'' ذوالنون: مجھے تم سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔ نوجوان: پوچھیے۔

ذوالنون: آخر وہ کون سی بات ہے جس نے تمہیں دنیا سے کنارہ کشی اور گوشہ گیری پر آمادہ کیا؟

نوجوان: محبت نے مجھے ویرانوں' جنگلوں اور پہاڑوں میں سرگرداں کیا' شوق نے مجھے آمادہ کیا اور عشق نے مجھے سب سے علیحدہ کر دیا۔

ذوالنون: کیا آپ کو ویرانوں کی باتیں بھلی لگتی ہیں؟

ذوالنون: بخدا مجھے تم جیسے لوگوں کی باتیں بہت پیاری معلوم ہوتی ہیں اور ان باتوں سے مجھے رقت قلبی میسر آتی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے بعد وہ نوجوان نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور پھر میں اسے کہیں نہیں پا سکا۔

عشق حقیقی کی صداقت

مردوں ہی کی طرح عورتوں میں بھی بہت سی عارفانہ خواتین گزری ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے میدان میں عبادت و ریاضت اور مشقت و مجاہدہ کر کے کمال روحانی حاصل کیا ہے ایسی ہی ایک لڑکی کے بارے میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے احباب نے خبر دی کہ وہ کوہ مقطم میں رہتی ہے۔ حضرت ذوالنون نے وہاں جا کر اسے بہت تلاش کیا مگر کہیں سراغ نہ ملا البتہ عابدوں کے گروہ کا ایک شخص نظر آیا۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے اس عابد سے عارفانہ لڑکی کے بارے میں سوال کیا۔

عابد: عجیب معاملہ ہے آپ فرزانوں سے دور جاتے ہیں اور دیوانوں کی تلاش کرتے ہیں۔

ذوالنون: آپ برائے کرم مجھے اس کا مسکن تو بتائیں۔

عابد: وہ فلاں جنگل کے فلاں گوشہ میں ہے۔

حضرت ذوالنون وہاں پہنچے تو انہوں نے درد و کرب میں ڈوبی ہوئی آواز سنی اور چٹان پر بیٹھی ہوئی ایک لڑکی کو پایا سلام و جواب کے بعد۔

لڑکی: ذوالنون! تمہیں دیوانوں سے کیا کام ہے؟ ذوالنون: کیا تو دیوانی ہے؟

لڑکی: ایسی نہ ہوتی تو لوگ ''دیوانی'' کہتے کیوں؟ ذوالنون: کس چیز نے تجھے دیوانگی تک پہنچایا؟

لڑکی: ذوالنون! میں اس کی محبت میں دیوانی بنی اس کے شوق میں تحیر تک پہنچی۔ اس کی دریافت اور طلب نے مجھے مضطرب کر کے مرغ بسمل بنا دیا کیونکہ محبت تو قلب میں ہوتی ہے اور شوق فواد میں' اور دریافت سر میں۔

ذوالنون: کیا فواد اور قلب دو چیزیں ہیں؟

لڑکی: فواد ''نور قلب'' کو کہا جاتا ہے اور سر نور فواد کو' اس طرح قلب محبت کرتا ہے' فواد مشتاق ہوتا ہے اور سر حاصل کرتا ہے۔

ذوالنون: سر کس شے کو حاصل کرتا ہے؟ لڑکی: ''حق'' کو

ذوالنون: حق کر پانے کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ لڑکی: حصول حق بلا کیف ہوتا ہے۔

ذوالنون: تیرے حصول حق کا صدق؟

یہ سوال سن کر اس نے زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ حضرت ذوالنون نے اس کی خستہ حالی دیکھ کر خیال کیا کہ کہیں اسی حال میں مر نہ جائے۔ بارے اس کیفیت سے ہوش میں آئی۔ سوز وگداز میں ڈوبے ہوئے چند اشعار سنا کر سرد آہیں کھینچیں اور کہا:

ذوالنون: دیکھ! اہل صدق اس طرح جاتے ہیں اس کے بعد یا حق میں ایک ایسی چیخ ماری کہ بے سدھ ہو کر گر پڑی۔ حضرت ذوالنون نے کچھ دیر بعد اسے جنبش دینے کی کوشش کی مگر وہ تو واصل بحق ہو چکی تھی۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں میں نے سوچا کوئی شے ملے تو اس کی قبر کھود دوں۔ مگر چند ثانیہ بعد دیکھا کہ اس کی لاش غائب تھی۔ علیہا الرحمتہ۔

غذائے روح

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں جامع کوفہ کے اندر تین شبانہ روز بے آب ودانہ پڑا رہا' چوتھے دن میں بھوک سے نڈھال ہو گیا۔ جسم میں لاغری کا احساس زیادہ ہونے لگا۔ میں نے دیکھا ایک مجنون ہاتھ میں بھاری پتھر اٹھائے ہوئے گردن وزنی طوق میں جکڑی ہوئی دروازہ مسجد میں درآیا اس کے پیچھے لڑکے شور مچا رہے تھے۔ وہ مسجد میں آکر گردش کرتے کرتے میری طرف گھورنے لگا' میں نے جی ہی جی میں ربّ تعالیٰ سے عرض کی۔ مولا! تو نے مجھے بھوکا بھی رکھا۔ اس کے بعد مجھ پر ایک دیوانے کو مسلط کر دیا جو مجھے ہلاک کر دے'' دیوانہ قریب آیا اور اس نے یہ شعر پڑھا۔

محل بنات الصبر فیک عزیزة　　فیا لیت شعری ھل لصبر ك اخر

جلوہ صبر کا ایمن ہے تری فطرت میں　　اے سفر پیشہ! اتری کیا کوئی منزل بھی ہے؟

شعر سن کر میری غلط فہمی دور ہوئی اور گھبراہٹ اطمینان سے بدل گئی اور میں نے عرض کیا۔

حضرت فضیل: حضور والا! اگر امید نہ ہوتی تو میں صبر نہ کرتا۔

اجنبی بزرگ: تیری منزل امید کہاں ہے؟

حضرت فضیل: میری منزل امید وہی ہے جہاں افکار عارفین کو قرار نصیب آتا ہے۔

اجنبی بزرگ: سبحان اللہ! بہت خوب بیشک عارفوں کے قلب کی آبادی افکار ہیں۔ حزن اور غم ان کا وطن ہے انہیں اس کی معرفت حاصل ہو گئی تو اس کے سوا کسی سے انہیں الفت نہ رہی۔ اسی کی جانب وہ جادہ پیما ہے۔ صرف عرفاء کی عقلیں صحیح ہیں اور ان کے قلوب اللہ تعالیٰ کی تجلیات میں شرابور ہیں اور ان کی روحیں ملکوت اعلیٰ میں معلق ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اس بزرگ کے روحانی کلام کو سن کر میں بے خود ہو گیا اور مجھ پر ایسی سرمستی چھا گئی کہ بے آب و دانہ دس روز تک پڑا رہا گیا''۔

اشک پی لیتا ہے کچھ آہ و بکا کرتا ہے
لوگ کہتے ہیں کہ دیوانہ یہ کیا کرتا ہے
عشق جس شخص کو دنیا سے جدا کرتا ہے
اس خدا مست کی رکھوالی خدا کرتا ہے

ناز و نیاز عشق

ایک دن بہلول لے کر مثل اسپ
درمیاں گانگوں کے لکڑی کی چھڑی
بے تحاشا دوڑتے تھے دشت میں
جیسے کوئی سخت مشکل آپڑی
شیخ شبلی راستے میں مل گئے
پوچھا! کس جانب سواری یہ چلی
ان سے فرمایا کہ اے پیارے رفیق
بار گاہ حق میں پیشی ہے مری
جا رہا ہوں سوئے ربّ ذوالجلال
کاش ہو مقبول میری حاضری
حضرت شبلی وہیں بیٹھے رہے
چند ساعت بعد پھر آہٹ ملی
لڑکھڑاتے آگئے بہلول ادھر
سرد آہیں، سانس اوپر کو چڑھی
سرخ چہرہ، آنکھ نم، غم سے نڈھال
اور شکستہ ہے وہ لکڑی کی چھڑی
حضرت شبلی نے پوچھا یار من!
بولو! آخر کون سی بجلی گری
بولے پیش ربّ گیا اس آس میں
خادموں میں گنتی ہو جائے مری
میکدہ کے رندوں میں لکھ جائے نام
کام آئے کاش! کوئی بندگی
واں ن سے لیکن مجھ کو دھتکارا گیا
عشق کو بخش گئی. آزردگی
خود بلایا، اور پھر رسوا کیا
مجھ پہ چادر درد و غم کی ڈال دی
ناز محبوب اور بھڑکاتا ہے عشق
لاکھ جان اک ناز پر قربان
ہر کس و ناکس کا یہ درجہ کہاں؟
عارف مقبول کی یہ شان ہے

اہل جذب اور حکیمانہ کلام

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ کو قبرستان میں اطمینان سے تشریف فرما دیکھا۔

پوچھا ''یہاں کیا کر رہے ہیں؟'' فرمایا میں ایسے لوگوں میں رہتا ہوں جو نہ مجھے اذیت دیتے ہیں اور نہ پس پشت غیبت کرتے ہیں۔ حضرت سری نے پوچھا ''کیا آپ کو بھوک پیاس نہیں لگتی'' یہ سن کر چہرہ پھیر لیا اور پڑھا۔

تجوع فان الجوع من علم التقی   وان طویل الجوع یوما یشبع

(بھوکے رہا کرو کیونکہ بھوک تقویٰ کی علامت ہے۔ زیادہ بھوکا رہنے والا عنقریب آسودہ ہوگا)۔

ایک مجذوب بزرگ کو کسی نے قبرستان سے آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا ''کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟'' جواب دیا ''اس مقام پر ایک کارواں خیمہ زن ہے اسی کے پاس سے آ رہا ہوں''۔ اس نے پوچھا ''کیا اہل کارواں سے کچھ گفت وشنید بھی ہوئی؟'' فرمایا ''جی ہاں! میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کوچ کب کریں گے؟'' جب تم لوگ بھی شامل قافلہ ہو جاؤ''۔

مجذوب بزرگوں کے بارے میں کسی نے ایک عارف حق آگاہ سے پوچھا: ''یہ لوگ ہوتے تو مجنون ہیں مگر باتیں نہایت حکمت کی کرتے ہیں۔ اس میں کیا راز ہے؟'' فرمایا ''ان لوگوں کے پاس فضل اور عقل دو نعمتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے عقل لے لی تو فضل رہ گیا۔ اس لئے حکمت کا کلام کرتے ہیں''۔

عشق مولا حکمتوں کی جان ہے   جو نہیں سمجھا اسے' نادان ہے

مقام محبوبیت

حضرت عطا کا ایک بازار میں گزار ہوا وہاں ایک پاگل کنیز کی بولی لگ رہی تھی کوئی خریدار نہ تھا۔ انہوں نے اسے پاگل جانتے ہوئے بھی سات دینار میں خرید لیا اور اپنے ساتھ گھر لائے۔ رات ہوئی تو دیکھا کہ اس نے آہستہ سے اٹھ کر وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ نماز میں اس کے انہماک اور تضرع کی یہ کیفیت تھی کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی' سانس پھول رہا تھا۔ اس کے بعد مناجات کرنے لگی تو اس طرح کی۔ ''اے میرے پروردگار! اس محبت کی قسم جو تو مجھ سے فرماتا ہے مجھ پر رحم کر''۔

حجرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے یہ الفاظ سنے تو انہیں اس کے جنون کا ثبوت مل گیا لونڈی کے قریب آ کر کہا۔

حضرت عطا: اے لڑکی! تجھے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرنی چاہئے اے میرے پالنہار! اس

محبت کی قسم جو میں تجھ سے کرتی ہیں، مجھ پر رحم فرما۔

کنیز: بے کار آدمی! چل دور ہو یہاں سے، مجھے اس ذات کی قسم! وہ اگر مجھ سے پیار نہ فرماتا تو میٹھی نیند سلا کر مجھے عبادت کے لئے نہ اٹھاتا۔ (نہ کہہ کر اوندھے منہ گر پڑی اور درد و فراق کی آتش میں سلگتے ہوئے اشعار پڑھنے لگی۔ اس سے فارغ ہوئی تو بلند آواز سے پکار اٹھی)

''اے ارحم الراحمین اللہ! اب تک تیرا اور میرا راز پوشیدہ تھا۔ مگر اب یہ راز لوگوں پر فاش ہو چکا ہے۔ اس لئے بس تو مجھے اپنے پاس بلا لے''۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں اس کے بعد ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ رحمتہ اللہ علیہا۔

تو کبھی جدا نہیں ہے

ایک دیوانہ پھٹے حالوں گلیوں میں مارا مارا پھر رہا تھا اور لڑکے اس پر پتھراؤ ڈھیلے برسا رہے تھے۔ سر لہولہان، چہرے اور جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ ادھر سے حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا گزار ہوا۔ انہوں نے یہ کیفیت دیکھی تو لڑکوں کو ڈانٹا۔ لڑکوں نے عرض کیا ''ہم لوگ اسے بلا وجہ نہیں مار رہے۔ یہ تو سنگسار کئے جانے کے قابل ہے۔'' شیخ نے وجہ پوچھی تو لڑکوں نے کہا ''یہ کفر بکتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اللہ کو دیکھتا ہوں اور اس سے کلام کرتا ہوں''۔ لڑکوں کی باتیں سن کر شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ کے نزدیک گئے۔ وہ منہ ہی منہ میں ہنس ہنس کر خود کلام تھا اور کہہ رہا تھا۔ ''تو جو کر رہا ہے بہت بہتر، ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا تاکہ پتھراؤ کریں''۔ حضرت شبلی نے پوچھا ''یہ لڑکے آپ کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں''۔

دیوانہ: یہ لڑکے کیا کہتے ہیں؟

حضرت شبلی: تم اس بات کا دعوٰی کرتے ہو کہ اللہ تعالٰی کو دیکھتا ہوں۔

دیوانہ: (ایک زوردار چیخ مار کر) اے شبلی! قسم اس ذات کی جس نے اپنے عشق میں مجھے چور چور کر دیا، اور اپنے قرب و بعد کے درمیان مجھے گم گشتہ فرما دیا۔ پلک جھپکنے کی مقدار بھی اگر وہ مجھ سے اوجھل ہو جائے تو آتش فراق مجھے جلا کر راکھ کر دے۔

اتنا کہنے کے بعد وہ دوڑتا ہوا نکل بھاگا اور یہ شعر اس کی زبان پر تھا۔

جمالك في عيني وذكرك في فمي   وحبك في قلبي فاين تغيب

ترا حسن میرا منظر، ترا ذکر میرا کلمہ   تو بسا ہوا ہے دل میں تو کبھی جدا نہیں ہے

لباس قرب

ایک دیوانہ حضرت علی بن عبدان علیہ الرحمہ کے قریب رہتا تھا۔ دن کو اس کی حالت پاگوں جیسی رہتی اور رات ہوتے ہی بہتر ہو جاتا' نماز ادا کرتا' ذکر وفکر میں رہتا' رورو کر دعائیں کرتا۔ ایک دن حضرت علی نے پوچھا ''تم کب سے پاگل ہوئے ہو؟'' جواب دیا۔ ''جس وقت سے عارف ہوا ہوں'' اس کے بعد یہ اشعار پڑھے۔

انــــا الــذی البســنــی سیدی لــمــا تــقــربــت لبــاس الــوداد

فــصــرت لا اوی الــی مــونــس الا الــی مــالك رزق الــعبــاد

مجھے پیار کی یہ خلعت ہے کرم مرے خدا کا

میں اسی کا بن گیا ہوں نہیں اور کوئی میرا

حضرت علی بن عبدان اس کے پاس سے چلے آئے تو اس پر پھر جنون کا غلبہ ہو گیا اور اسی حال میں یہ آیت تلاوت کر رہا ہے۔

اٰتنا غدا ئنا لقد لقینا من سفر نا ھذا نصبا ○ (الکہف ۱۸'۶۲)

علی بن عبدان سمجھ گئے کہ اس پر بھوک کا غلبہ ہے انہوں نے کھانا کھلایا۔ فارغ ہو کر حمد باری تعالیٰ کی۔ ابن عبدان نے کچھ نصیحت پیش کرنے کی درخواست کی' اس کے جواب میں اس نے چند ناصحانہ اشعار پڑھے جس کا مفہوم یہ ہے۔

''خوف الٰہی' تقویٰ اور حزن وملال کو اپناؤ تمہیں اس کام سے نفع ہوگا۔ ترک دنیا کرو' پرہیز گاری بہترین شے ہے۔ اندھیری شب میں عبادت کی کوشش کرو' اس وقت دروازہ کھٹکھٹاتے رہو تو امید ہے کہ ایک روز دروازہ کھل جائے گا''۔

ایک دوسرے بزرگ نے نصیحت فرمائی۔ ''مخلوق سے دور رہ' زیادہ میل جول نہ رکھ۔ اس طرح رب تعالیٰ سے رابطہ مضبوط ہوگا اور عذاب کم ہوگا''۔

صدق وتقویٰ سے دوستی کر لے چھوڑ دے کبر اور نخوت کو

اپنے اسپ ہوا کو قابو کر پائے گا منزل محبت کو

حضرت شیبان مصاب رحمۃ اللہ علیہ

کوہ لبنان کے ایک چھوٹے سے غار میں حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ ایک ایسے خدا

رسیدہ ضعیف العمر بزرگ کی خدمت میں حاضر تھے جن کے سر اور ریش کے بال سفید تھے۔ لاغری جسم پر طاری تھی اور گرد وغبار سے پورا بدن اٹا ہوا تھا۔ حضرت ذوالنون ان کے پاس پہنچے تو وہ نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ سلام پھیرا' تو حضرت ذوالنون نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دینے کے بعد فوراً پھر نماز کی نیت باندھ لی اور متواتر عصر کے وقت تک مصروف نماز رہے۔ اس کے بعد ایک چٹان کا سہارا لے کر بیٹھے اور تسبیح پڑھنے لگے اور حضرت ذوالنون سے کوئی بات نہیں کی۔

جب بہت دیر ہوگئی تو حضرت ذوالنون نے از خود پھر عرض کیا۔

حضرت ذوالنون: حضور! میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔

بزرگ: فرزند! اللہ تعالیٰ جس کو اپنے قرب کی الفت سے نوازتا ہے اسے چار نعمتیں دیتا ہے۔ عزت بغیر نسب' علم بے طلب' غنا بغیر مال' انس بے جماعت اتنا فرمانے کے بعد ایک نعرہ مستانہ بلند فرمایا اور چیخ کر بے ہوش ہوگئے اور تین روز تک اسی حالت میں پڑے رہے۔ تین دن بعد ہوش آیا تو اٹھ کر وضو فرمایا اور حضرت ذوالنون سے دریافت کیا کہ میں نے کتنی نمازیں نہیں پڑھیں۔ انہوں نے بتایا کہ تین روز کی فوراً کھڑے ہوئے اور تمام نمازیں پوری کیں اور نماز ادا کر لینے کے بعد حضرت ذوالنون کو سلام کر کے رخصت ہونے لگے مگر انہوں نے روتے ہوئے دامن تھام لیا اور عرض کیا:

حضرت: میں آپ کی خدمت میں تین روز سے ہوں۔ یہ امید لئے کہ آپ اور کچھ نصیحت فرمائیں گے۔

بزرگ: اپنے پروردگار سے محبت کر' اور اس محبت کے بدلہ کسی معاوضہ کا خیال نہ لا' کیونکہ جو اس کے سچے عاشق ہیں وہی ساری مخلوق کے تاجدار' زاہدوں کے سردار' ربّ کا انتخاب' خدا کے دوست' اللہ کے ولی اور اس کے حقیقی بندے ہیں۔

حضرت ذوالنون کہتے ہیں' اس وقت انہوں نے پھر ایک چیخ بلند کی اور میں نے دیکھا تو ان کا جسم بے جان پڑا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پہاڑ کے مختلف گوشوں سے عابدوں کی جماعت آ پہنچی اور سب نے مل کر کفن دفن کیا اور حضرت ذوالنون نے ان عابدوں سے بزرگ کا نام دریافت کیا تو انہوں نے کہا۔ حضرت شیبان مصاب رضی اللہ عنہ۔

دختر زہراء ولہانہ رضی اللہ عنہا

بیت المقدس کے صحراؤں کی خاک نوری کرتے ہوئے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں

دور سے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا۔

اے بے حد و بے حساب نعمتوں والے! جو جود و کرم اور حقیقی بقاء والے! میری نگاہ دل کو اپنے عرصہ جبروت کی سیر سے سرفراز فرما اور میری ہمت کو اپنے کرم سے وابستہ کر دے اے رؤف! اپنے جلال کے طفیل اہل کبر اور باغیوں کے راستے سے پناہ عطا فرما اور تنگی و فراخی دونوں حال میں مجھے اپنی طلب اور شوق مرحمت فرما اے میرے قلب کو تجلی بخشنے والے اور اے میرے حقیقی مطلوب و مقصود تو میرا رفیق رہ۔

شوق و معرفت کے ان عجیب و غریب مضامین کو سماعت کر کے حضرت ذوالنون کو اس دعا کرنے والے بندہ حق سے ملنے کا اشتیاق ہوا وہ اس مشغول مناجات کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک خاتون ہے جو عشق الٰہی کی آتش میں جل کر خود بھی تڑپ رہی ہے اور اپنی مناجات سننے والوں کو بھی تڑپا رہی ہے۔ عبادت و ریاضت اور مجاہدہ شاقہ نے اسے کمزور کر ڈالا ہے جسم پر اون کا ایک موٹا جبہ ہے اور سر پر بالوں کی اوڑھنی، ہڈی اور چمڑے کے سوا اس کے بدن پر کچھ نہ تھا۔ حضرت ذوالنون مصری نے اسے سلام کیا۔

عورت: وعلیکم السلام اے ذوالنون۔

حضرت ذوالنون: لا الہ الا اللہ آخر تجھے میرا نام کیسے معلوم ہوا؟ اس سے پہلے تو تو نے مجھے کبھی دیکھا نہیں۔

عورت: میرے محبوب حقیقی نے مجھ سے اسرار کے حجابات اٹھا دیئے اور دل سے نابینائی دور کر دی ہے اس لئے میں تیرا نام جان گئی ہوں۔

حضرت ذوالنون: اب جاؤ اپنی دعا و مناجات میں لگ جاؤ۔

عورت: (آہ سرد کھینچ کر) اے نور اور رونق کے مالک! میرا تجھ سے سوال ہے کہ اس دنیا کی تکلیفوں کو دور فرما اس زندگی سے مجھے وحشت ہو رہی ہے۔

اس کے بعد وہ مر کر زمین پر گر آئی۔ حضرت ذوالنون یہ دیکھ کر سخت حیران فکرمند ہوئے کچھ دیر بعد ایک ضعیفہ خاتون وہاں آئیں اور اس کا چہرہ دیکھ کر کہنے لگیں، شکر ہے اس پروردگار کا جس نے اسے عزت بخشی۔

حضرت ذوالنون نے ضعیفہ خاتون سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرا نام زہراء ولہانہ ہے یہ میری بیٹی ہے، اس کی یہی حالت بیس برس سے تھی لوگ تو اسے مجنونہ اور

دیوانی سمجھتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ ربّ تعالیٰ کے عشق کی آگ نے اسے جلا کر کباب کر دیا تھا۔

قالوا جنت بمن تهوى فقلت لهم ما لذة العيش الا للمجانين

(یعنی)

لوگ طعنہ مارتے ہیں وہ تو ایک دیوانہ ہے
کوئی کیا جانے ترا دیوانہ ہی فرزانہ ہے

سیّدہ ریحانہ کوفیہ رضی اللہ عنہا

کوہ لکام اسلام کے دور عروج میں عارفان حق کا مسکن تھا۔ روشن جبین اولیاء اللہ کی زیارت کے شائقین پہاڑ کے نوکیلے پتھروں سے پیروں کو لہولہان کرتے پھرتے تھے ایک بزرگ شیخ ابو عبداللہ سکندری علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میں بھی ایک بار وہاں اسی ارادہ سے گیا کہ کسی ولی اللہ سے ملاقات کر کے کچھ روحانی استفادہ کروں پہاڑی سناٹے میں ایک چٹان پر بیٹھا میں کچھ اشعار محبت گنگنا رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت میرے قریب کھڑی ہے اس پر میری نظر پڑی تو خیال پیدا ہوا کہ کاش کسی مرد سے سابقہ پڑتا۔ عورت نے میرے تصور کو پڑھ لیا بولی، عورت: ابو عبداللہ! عجیب ماجرا ہے جو انسان عورتوں کے مقام تک نہیں پہنچ سکا ہو اسے مردوں سے ملنے کی تمنا کا کیا حق؟

ابو عبداللہ: اے عورت تو نے تو بہت بڑا دعویٰ کیا۔ عورت: اور دعویٰ بلا دلیل حرام ہے۔

ابو عبداللہ: تو پھر تیرے دعوے کی کیا دلیل ہے؟

عورت: دلیل یہ ہے کہ محبوب حقیقی میرے لئے ایسا ہے جیسا میں ارادہ کروں کیونکہ میں اس کے لئے ہی ہوں جیسا وہ ارادہ فرمائے۔

ابو عبداللہ: اگر بات ایسی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ تلی ہوئی صحیح و سالم مچھلی بس ابھی آ جائے۔

عورت: لا حول ولا قوة الا باللہ! اسی سے تیرے مقام کی پستی اور کھانے پینے سے تیری دلچسپی ظاہر ہو گئی یہ کیوں نہ آرزو کی کہ ربّ تعالیٰ ایسے بازوئے شوق عطا فرمائے جس سے اس کی جانب پرواز کر سکے، جیسے میں پرواز کرتی ہوں۔

عورت نے یہ کہا اور میری نگاہوں کے سامنے سے پرواز کر گئی یہ دیکھ کر شیخ ابو عبداللہ نہایت نادم ہوئے انہیں اپنی پستی مقام کا درد ستانے لگا اور اس خاتون کے مرتبہ عظمت کا اعتراف ان کی روح کی گہرائیوں تک اترتا چلا گیا پرواز کرتی ہوئی اس عارفہ خاتون کی طرف شیخ تیزی سے دوڑے اور آواز دی سیّدہ! تمہیں اس ذات واجب کا واسطہ جس نے تم کو نوازا اور مجھے محروم رکھا تمہیں بخشا اور

مجھے بے نصیب کر دیا میرے حق میں کچھ دعا ہی کرتی جاؤ۔ خاتون نے جاتے جاتے جواب دیا تمہیں تو مردوں کی دعا مطلوب ہے عورتوں سے کیا سروکار؟ ابوعبداللہ: کچھ نہیں تو توجہ کی ایک نگاہ ہی ڈال دے۔

خاتون: میں جس عظیم الشان حال میں ہوں وہ تیری طرف توجہ سے بلند و برتر ہے۔

ابوعبداللہ: دعا کے دو جملے ہی سہی۔

خاتون: کل صبح تجھے دعا کرنے والا بندہ بزرگ ملے گا' یہ کہا اور نگاہوں سے اوجھل ہو گئی صبح ہوئی تو ایک روشن و تابناک رخسار و پیشانی والے بزرگ کو ابوعبداللہ نے دیکھا جو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آ رہے تھے ان کے چہرے بشرے سے پرہیزگاری و تقویٰ کے آثار نمایاں تھے انہیں دیکھ کر ابوعبداللہ نے یہ خیال کیا کہ ہو نہ ہو یہی وہ بندہ بزرگ ہوں خدا رسیدہ خاتون نے جن کے بارے میں بتایا تھا ان کا یہ سوچنا تھا کہ وہ بزرگ متوجہ ہوئے۔

بزرگ: تم نے صحیح سمجھا میں وہی ہوں۔

ابوعبداللہ: حضور! مجھ پر کرم فرمائیں اور میرے حق میں ایسی دعا کریں جس سے اللہ تعالیٰ تک رسائی سہل ہو جائے۔

بزرگ: ابوعبداللہ! جو ہر قسم کے دعوے سے خالی تھی اس کی دعا سے تو تم محروم رہ گئے۔ کیا تمہارے پاس اتنی بصیرت بھی نہیں کہ عارفہ روزگار ریحانہ کوفیہ کو پہچان سکو۔ میری دعا سے پہلے اب تمہیں دیوانوں سے ملنا ہوگا ان سے تمہاری ملاقات کل ہوگی۔ یہ کہہ کر بزرگ بھی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور ابوعبداللہ سکندری پر غم والم کا سیلاب گزر گیا۔ دوسری صبح ہوئی تو ابوعبداللہ کے کانوں میں درد واثر میں ڈوبی ہوئی تلاوت کلام اللہ کی آواز پڑی۔ وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت ۔ (التوبہ ۹: ۱۱۸) اور اللہ رحمت کے ساتھ رجوع ہوا ان تین پر (بھی) جو مؤخر رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین پر اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔

قاری کی آواز میں ایسا سوز و گداز اور اثر تھا کہ سنگ دل بھی پانی پانی ہو جائے۔ ابوعبداللہ تلاوت سن کر بیخود ہو گئے اور کہنے لگے اس ذات پاک کی قسم جس نے تجھے ایسی دلکش آواز عنا کی میرے شکستہ دل پر رحم کر اس کے کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اس نے آتے ہی کہا تجھے اے دیوانے سے کیا غرض جس کے آنسو کبھی خشک نہیں ہوتے مگر چونکہ مجھے دعا کرنی ہے اس لئے میری بات سن!

دیوانوں کی بارگاہ سے پیوستہ رہ ان کی نسیم محبت سے مشام جاں معطر کر سنت خیر الانام علی

صاحبہا الصلوٰۃ کو مضبوطی سے پکڑ اور اس راہ سے کبھی نہ ہٹ (......مزید کہا)

اپنے کمزور نفس پر رحم کر یعنی گناہوں کو چھوڑ' دنیا کے قریب بھی نہ جا کیونکہ دنیا وہ بے وفا ہے جو اپنے سب سے زیادہ پیار کرنے والے کو غرق کر دیتی ہے۔ متوسط لوگوں کو ہلاک کرتی ہے اور کم چاہنے والوں کو جلا کر خاک بنا دیتی ہے۔ ربّ تعالیٰ تجھے قبولیت اور اصول صدق سے مالا مال کرے اور اپنے مقبول بندوں میں بنائے اور نہ گھبرا میں تجھے لذت نگاہ سے بے بہرہ نہ رکھوں گا اور ان لوگوں میں کر دوں گا جو مشاہدہ کے بعد خبر پر قناعت کرتے ہیں۔

ابو عبداللہ فرماتے ہیں انہوں نے جو کچھ فرمایا اس کی کنہ تک پہنچ گیا۔

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است   شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

اجر و طلب سے بے نیاز

انطاکیہ کے علاقہ میں حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ ایک پہاڑ پر تھے وہاں انہوں نے ایک مجنونہ لڑکی کو دیکھا جس کے جسم پر اونی موٹا جبہ تھا۔ حضرت ذوالنون نے سلام کیا' اس نے سلام کا جواب دے کر کہا تم ذوالنون ہو؟

حضرت ذوالنون: یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی؟

لڑکی: ربّ تعالیٰ کے عرفان سے' اچھا ذوالنون بتاؤ' سخا کیا شئے ہے؟

حضرت ذوالنون: سخا' داد و دہش' بخشش و عطا کو کہتے ہیں۔

لڑکی: یہ تو دنیا کی سخا ہے' دین کی سخا بتاؤ؟ حضرت: اطاعت حق میں سعی اور جد و جہد۔

لڑکی: اچھا جب تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تیزی و سرعت کرو تو ضروری ہے کہ وہ تمہارے دل کی کیفیت یہ دیکھے کہ اس میں کسی عوض کی طلب نہ ہو۔ اے ذوالنون میں بیس سال سے ارادہ کرتی ہوں کہ اس سے کچھ طلب کروں مگر مجھے شرم آتی ہے کہ کیا میں بھی اس برے مزدور جیسی بن جاؤں جو کام کے بعد مزدوری کا طلبگار ہوتا ہے لہٰذا میں اس بے نیاز مالک کے جلال و جبروت اور عظمت و کبریائی کی وجہ سے اجرت سے بے نیاز ہو کر عمل کرتی ہوں۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اتنا کہنے کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہو گئی۔

عالم ارواح کا تعارف

بنی اسرائیل کے ویرانے میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ایک سیاہ پیکر عورت

سے ہوئی جو حُبِ خداوندی سے مخمور تھی۔ اس پر تحیر کے آثار ظاہر تھے' آسمان کی طرف مست نگاہوں سے دیکھے جا رہی تھی۔ انہوں نے سلام کیا عورت: وعلیکم السلام یا ذوالنون! حضرت ذوالنون: تو نے مجھے کس طرح پہچان لیا؟

عورت: نادان! اتنا بھی نہیں جانتے کہ پروردگار عالم نے جسم کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ارواح کو پیدا فرمایا تھا تو جن روحوں میں وہاں تعارف ہو گیا وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے سے الفت رکھتی ہیں اور جن میں وہاں شناسائی نہیں ہوئی ان میں یہاں بھی مناسبت نہیں ہے اور میری روح نے تیری روح کو اسی عالم میں پہچان لیا تھا۔

حضرت ذوالنون: تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے حکمت سے نوازا ہے۔ اپنے علم کی کچھ روشنی مجھے بھی دے۔

عورت: اے ابوالفیض! اپنے اعضاء پر انصاف کی ترازو رکھ تاکہ ماسوا اللہ کا اثر بالکل ختم ہو جائے اور قلب مصفی ہو جائے۔ قلب میں اللہ کے سوا کوئی نہ ہو۔ اس وقت وہ بے نیاز تجھے اپنے باب عالی پر جگہ عنایت کرے گا اور تجھے ایک نئی ولایت سے بہرہ مند فرمائے گا اور تمام اشیاء کے محافظوں کو حکم دے گا کہ تیری اطاعت کریں۔

حضرت ذوالنون: اے میری اسلامی و عرفانی بہن! کچھ اور افادہ کر۔

عورت: اے ابوالفیض: اپنے نفس سے اپنا حق وصول کر اور اللہ تعالیٰ کی عبادت خلوت میں کر اس کے بعد جو دعا کرے گا قبول ہو گی۔

اس واقعہ کے راوی خود حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ ہیں۔

طواف ربّ البیت

بیت اللہ شریف کے مطاف میں ایک بار سیّد الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ یکہ و تنہا موجود تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ رات کے وقت خوب تاریکی چھا جاتی تو طواف کرتے ایک بار آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکی بھی طواف کر رہی ہے اور عشق و محبت کے جذبات میں ڈوبے ہوئے اشعار نہایت ذوق و شوق سے پڑھ رہی ہے۔ ان اشعار کا مفہوم یہ ہے۔

وہ اک روز ظاہر تو ہو کر رہے گا — کہاں عشق چھپتا ہے میرے چھپائے
بھڑک جائے جب آتش شوق دل میں — تو ان میں ہو کے بیکل کہوں ہائے ہائے
فدا اس پہ میں جو مرے پیا سے دل کو — وصال حقیقی کے ساغر پلائے

تجلّی سے اپنی فنا کر دے مجھ کو کرم کر کے پھر خاک میری جلائے

سید الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار سنے تو لڑکی سے کہا بیت اللہ شریف میں ایسے اشعار پڑھتے ہوئے تجھے خدا کا خوف نہیں ہوتا اس نے جواب دیا جنید! اگر مجھے خوف خدا نہ ہوتا تو میٹھی نیند کو خیر باد کیوں کہتی' وہ خوف ہی تو ہے جس نے وطن سے بے وطن بنایا اسی کی محبت میں میں ماری ماری پھر رہی ہوں اس کی محبت نے مجھے ششدرہ بنا ڈالا ہے۔ اے جنید! کعبہ کا طواف کر رہے ہو یا ربّ کعبہ کا؟ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: میں تو کعبہ مکرمہ کا طواف کر رہا ہوں لڑکی نے کہا: سبحان اللہ' تیری بھی کیا شان ہے؟ پتھر جیسی مخلوق خود پتھروں کا طواف کر رہی ہے۔

اس عارفہ لڑکی کی یہ بات سن کر سیّد الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر کیف طاری ہو گیا اور وہ بیخود ہو گئے' ہوش آیا تو لڑکی وہاں سے جا چکی تھی اس واقعہ کی روایت خود سیّد الطائفہ رضی اللہ عنہ نے کی۔

گوشہ نشینی

علاقہ شام میں ایک جوان موٹا اونی جبہ پہنے ہاتھ میں عصا لئے شیخ محمد بن رافع علیہ الرحمہ کو ملا'

شیخ محمد: ارے کہاں جا رہے ہو؟ جوان: معلوم نہیں۔

شیخ محمد: اور کہاں سے آ رہے ہو؟ جوان: وہ بھی پتہ نہیں (اس کی یہ باتیں سن کر شیخ نے سمجھا شاید کوئی دیوانہ ہے پھر پوچھا)

شیخ محمد: تمہیں کس نے پیدا کیا؟ اس سوال کو سننا تھا کہ اس کے پورے پیکر جسمانی کا رنگ پیلا ہو گیا' معلوم ہو رہا تھا زعفران میں رنگ دیا گیا۔

جوان: اپنی کیفیت خوف کی طرف اشارہ کر کے بولا! مجھے اس ذات نے تخلیق فرمایا جس کے حیطہ علم وقدرت سے زمین وآسمان کا ایک ذرہ بھی باہر نہیں۔

شیخ محمد بن رافع نے خیال کیا کہ شاید یہ مجھ سے وحشت زدہ ہو گیا ہے اس لئے انہوں نے کہا' گھبراؤ نہیں میں تمہارا (دینی) بھائی ہوں۔

جوان: واللہ العظیم مجھے لوگوں سے کنارہ کش ہونے کی اجازت ملے تو کسی دشوار گزار پہاڑ کی بلندی پر جاؤں یا کسی غار میں روپوش ہو لوں تا کہ مجھے دنیا اور اہل دنیا سے راحت میسر ہو۔

شیخ محمد: دنیا نے تجھے کیا نقصان پہنچایا ہے کہ تو اس سے اس قدر ناراض ہے؟

جوان: ایک نقصان تو یہی کہ اس کی مضرتیں ہمیں دکھائی نہیں دیتیں۔

شیخ محمد: تیرے پاس اس کی کوئی دوا بھی ہے؟

جوان: میرے پاس اس کا علاج تو ضرور ہے مگر بڑا کٹھن ہے تم سے ہو نہیں پائے گا' کوئی آسان دوا کرلو۔ شیخ محمد: کوئی آسان علاج بتاؤ۔ جوان: مرض بیان کرو۔

شیخ محمد: دنیا کی محبت (مرض کا نام سن کر جوان ہنسنے لگا' پھر کہا)

جوان: اس سے بڑا کوئی مرض ہی نہیں علاج یہ ہے کہ زہر کے تازہ جام پیو' سخت مصیبتیں برداشت کرو۔ شیخ محمد: پھر اس کے بعد کیا کرنا ہوگا؟

جوان: صبر کے تلخ گھونٹ اس طرح نوش کرتے جاؤ کہ زبان پر حرف شکایت نہ آئے وہ مشقت جھیلو جس کے بعد کوئی راحت نہ لو۔ شیخ محمد: بعد ازاں کیا کرنا چاہئے؟

جوان: وحشت بلا انس' فرقت بلا اجتماع کا بار اٹھاؤ۔ شیخ محمد: ان سب کے بعد پھر کیا کروں؟

جوان: اس کے بعد اپنے محبوب سے تسلی اور صبر اگر علاج کرنا چاہو تو یہ سب دوائیں استعمال کرو ورنہ آرام کے گوشہ میں جا بیٹھو اور فتنوں کے طوفان سے کنارہ کش رہو کیونکہ یہ شب دیجور کے ٹکڑوں کی طرح ہیں۔ شیخ محمد: قرب خداوندی نصیب ہونے کے لئے کوئی عمل تلقین کرو۔

جوان: جان برادر! میں نے تمام عبادات کو آزما لیا ہے جو شئے مجھے سب سے نفع بخش ملی وہ لوگوں سے کنارہ کشی ہے۔ قلب کے دس حصوں میں سے نو کا تعلق لوگوں سے ہے اور صرف ایک حصہ دنیا سے متعلق ہے لہٰذا جو تنہائی پر قادر ہو گیا اس نے قلب کے نو حصوں پر قبضہ کرلیا۔

جوان نے یہ باتیں کیں اور وہاں سے چلا گیا۔ (رحمتہ اللہ تعالیٰ) بہ روایت شیخ محمد بن رافع

قلب کے ساتھ دس سے ایک ہے صرف — رابطہ نو کا ہے مخلوق کے ساتھ
جس کو مل جائے نعمت عزلت — قلب کی سلطنت ہے اس کے ہاتھ

گناہوں کا معالج

سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ' بصرہ کے ایک کوچے سے گزر فرما رہے تھے دیکھا کہ ایک مقام پر لوگوں کی بھیڑ جمع ہے لوگ گردنیں بلند کر کر کے کسی کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے خیال فرمایا آخر ایسا کون شخص ہے؟ آپ بھی وہاں گئے دیکھا کہ ایک نوجوان عزت و وقار سے کرسی پر بیٹھا ہے اور لوگ اسے نبض دکھا رہے ہیں کچھ لوگ قارورے کی شیشیاں لئے کھڑے ہیں وہ لوگوں کے امراض کی تشخیص کرتا جاتا ہے اور نسخے تجویز کرتا جاتا ہے۔ حضرت مولائے کائنات نے قریب جا کر پوچھا کیا تمہارے پاس جرم عصیاں کے مرض کا بھی کوئی نسخہ ہے؟ طبیب نے یہ سوال سن کر سر جھکا لیا آپ نے دوبارہ پھر سہ بارہ جب اپنے سوال کو دہرایا تو اس نے سر اٹھا کر جواب دیا۔

جناب عالی! اس مرض کا علاج کرنے کے لئے لازم ہے کہ پہلے بوستان ایمان میں جائیں اور وہاں سے یہ مفردات یکجا کریں۔ بیج نیت، حب ندامت، برگ تدبیر، تخم ورع، ثمر فقہ، شاخ یقین، مغز اخلاص، قشر اجتہاد، بیج توکل، اکماں اعتبار، تریاق تواضع، خضوع قلب اور فہم کامل ان تمام کو کف توفیق اور انگشت تصدیق سے پکڑیں۔ پھر طبق تحقیق میں رکھ کر ندامت کے آنسوؤں سے دھوئیں پھر امید ورجا کی دیگچی میں رکھیں اور اس قدر آتش شوق کی آنچ دیں کہ کف حکمت ابل کر اوپر آ جائے پھر اسے رضا کے پیالے میں انڈیل کر استغفار کے پنکھے سے ٹھنڈا کریں۔ اس طرح ایک لاجواب شربت تیار ہو جائے گا اس کو ایسی جگہ بیٹھ کر استعمال کریں جہاں اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھے۔ انشاء اللہ مرض عصیاں دفع ہو جائے۔ اس کے بعد اس نے دو شعر پڑھے اور دل کی گہرائیوں سے ایک نعرہ مستانہ لگا کر جاں بحق ہو گیا۔ مولائے کائنات نے فرمایا: واقعی تو دنیا وآخرت دونوں کا طبیب تھا۔

نسخہ روحانی

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک حاذق طبیب تھا جس کے پاس مریضوں کی بھیڑ لگی رہتی، مردوں اور عورتوں کا تانتا بندھا رہتا وہ لوگوں کو نہایت مناسب نسخے بتاتا اور لوگ مطمئن ہوتے۔ شیخ ذوالنون بھی گئے اور پوچھا: ''کیا آپ کے پاس گناہ کا بھی کوئی علاج ہے؟''

طبیب: (تھوڑی دیر سرافگندہ رہا پھر گویا ہوا) اگر علاج بتاؤں تو کیا سمجھ لوگے؟

حضرت ذوالنون: انشاء اللہ سمجھنے کی کوشش کروں گا۔

طبیب: گناہوں کا علاج کرنے کے لئے پہلے کچھ مفردات جمع کرنے ہوں گے ان کی تفصیل سنو۔ صبر کے بیج، شکر کے پتے، تواضع اور خشوع کی چھال، ہیبت کا روغن، محبت، سکینت اور صداقت کے برادے ان تمام کو احکام شرعیہ کے برتن میں ڈال کر اس کے نیچے آتش شوق جلاؤ، عظمت کی کفگیر سے آہستہ آہستہ ہلاتے جاؤ یہاں تک حکمت کا جھاگ سطح پر آ جائے۔ پھر اسے صفائے فکر سے ہٹاؤ خوب ستھرا ہو جانے پر جام ذکر میں انڈیل کر رضا کی چھلنی میں چھان لو اس کے بعد خیرہ انابت وعمل میں حل کرو اور خلوت میں بیٹھ کر پیو۔ پھر آب وفا سے کلی کرو۔ خوف و جوع کی مسواک کرتے رہو، قناعت کے پھل بھی کھایا کرو اور اپنے منہ کو صاف کرنے کے لئے اعراض ماسوا اللہ کا رومال استعمال کرو۔ انشاء اللہ گناہ کا مرض جاتا رہے گا اور قرب الٰہی حاصل ہوگا۔

اہل عزیمت

عارفوں کے پیشوا، متقیوں کے رہنما شیخ ذوالنون مصری نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بے شمار ایسے بندے ہیں کہ انہوں نے گناہوں کے خارزار لگائے تھے مگر انہوں نے اعمال کی سرزمین کو توبہ کے پانی سے سیراب کیا تو اس سے شرم وندامت اور حزن وملال کے ثمر نکلے۔ ان میں دیوانگی نہیں تھی مگر دیوانے ہوئے۔ کوئی عیب نہیں تھا مگر عیبی ہو گئے۔ وہ فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار ہونے کے باوجود گونگے ہو گئے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل اور اس کے محبوب اعظم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے عرفان میں کامل ہیں انہوں نے ساغر صفا نوش کیا تو انہیں مصائب و بلاء کے سلسلہ طوفانی کے صبر کا ورثہ ملا ان کے قلوب ملکوت میں متحیر ہوئے اور افکار عالم جبروت میں قلانچیں بھرنے لگے۔ انہوں نے شجر ندامت کی گھنیری چھاؤں حاصل کر لی اور اپنے قرطاس خطا کے مطالعہ میں لگ گئے حتی کہ وہ پرہیزگاری کی سیڑھیاں طے کر کے زہد کی بلند فصیلوں پر پہنچ گئے۔ اور ترک دنیا کی تلخی انہیں شیریں معلوم ہونے لگی، لیٹنے کی سخت جگہوں کو انہوں نے نرم بستر سمجھ لیا۔ یہاں تک کہ وہ سلامتی اور نجات کے عروۃ الوثقی پر فائز ہو گئے ان کی روحیں ملاء اعلیٰ کی سیر میں مشغول ہو گئیں اور وہ جنت نعیم میں خیمہ زن ہوئے اور قلزم حیات میں جا گھسے اور نفسانی خواہشات کے پلوں سے پار ہو کر صحن علم میں جا اترے اور حوض حکمت سے آسودہ ہوئے، پھر سفینہ عنایت میں سوار ہو کر گلشن راحت مسند عزت وکرامت تک پہنچے۔ شیخ ذوالنون دعا کرتے تو اس طرح عرض گزار ہوتے۔

اے رب ذوالجلال! مجھے ان خوش نصیبوں میں شامل فرما جن کی ارواح عالم ملکوت میں حیران ہیں اور جن کے لئے حجابات جبروت سرکا دیئے گئے ہیں، تو وہ یقین کے دریا میں غوطہ زن اور گلستان اہل تقویٰ میں محوخرام ہیں جو سفینہ توکل پر سوار، اور بادبان توسل پر لنگر انداز ہیں، جو باد محبت کے سہارے نہر قرب سے گزر کر اخلاص کے ساحل تک پہنچ گئے ہیں۔ جنہوں نے خطاؤں سے رخ پھیر کر طاعتوں کو گلے سے لگا لیا ہے۔'' الفاظ دعا یہ ہیں۔

اللهم اجعلني من الذين تاهت ارواحهم في الملكوت وكشف لهم حجاب الجبروت فخاضوا في بحر اليقين وتنزهوا في ظهر رياض المتقين وركبوا في سفينته التوكل واقدموا بشراع التوسل وساروا بريح المحبة في جداول قريب العزة وحطوا بشاطي الاخلاص. فنبذوا الخطايا وحملوا الطاعات برحمتك يا ارحم الراحمين.

اولیاء اللہ کا شہر

ایک مبارک اور طویل سفر سے لوٹ کر بھائی گھر پہنچا تو اس کی بہن جو اس سے چھوٹی تھی آ کر لپٹ گئی اور کہنے لگی "بھائی جان! اس مبارک و مسعود سفر سے آپ میرے لئے کیا تحفہ لائے ہیں؟"

بھائی: تحفہ کیسا تحفہ؟

بہن: کیا آپ اپنے ساتھ کوئی عجیب وغریب تحفہ نہیں لائے ہیں؟

بھائی: تحفہ تو میں کوئی بھی نہیں لایا ہوں' میرے پاس اتنی پونجی کہاں کہ تحفہ تحائف خریدوں۔

بہن: جان پدر! کیا آپ مجھے وہ انوکھا سیب نہیں کھلائیں گے جو مدت دراز گزرنے پر بھی خراب نہیں ہوتا۔

بہن کی یہ باتیں سنکر بھائی حیران رہ گیا کہ میری کمسن بہن کو عرفان وروحانیت کے اس عظیم واقعہ کا کیسے علم ہوا؟

مدینۃ النبی' شہر رسول اللہ ﷺ میں عین روضہ مقدسہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم) کے قریب اولیاء اللہ کی ایک مقدس جماعت کسی جانب کا عزم کر رہی تھی۔ قافلہ میں نو افراد تھے اس نوجوان نے ان کی نورانی شکلوں اور پاکیزہ شباہتوں کو دیکھا تو ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ جماعت اولیاء اللہ میں سے ایک نے نوجوان کی طرف توجہ کی اور پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ جواب میں نوجوان نے کہا: "مجھے اہل اللہ سے محبت ہے اور حضور رسالت مآب ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "المرء مع من احب" میرا رہنما ہے۔ اسی جذبہ سے میں آپ لوگوں کے ہمراہ چل رہا ہوں' خدا کرے مجھے بھی آپ لوگوں کی مصاحبت سے نعمت سرمدی میسر ہو۔" جماعت اولیاء کے دوسرے فرد نے کہا: "شاید تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ جہاں جا رہے ہیں وہاں صرف وہی لوگ جا سکتے ہیں' جن کی عمریں چالیس سے کم نہ ہوں اور تم تو کم عمر ہو۔"

جماعت اولیاء کے تیسرے فرد نے کہا: "یہ نوجوان اگر ہم لوگوں کے ہمراہ چل رہا ہے تو چلنے دو ممکن ہے اللہ کے کرم سے یہ بھی وہاں داخلہ پالے۔"

ربّ تعالیٰ کے ان نو بندگان خاص کے ہمراہ دسواں شخص یہ نوجوان بھی تیزی سے سفر کر رہا تھا۔ منزلیں سرعت سے طے ہو رہی تھیں۔ پیروں کے نیچے سے زمین خود بخود رواں دواں تھی یہ لوگ ایک ایسے شہر میں پہنچے جو طلائی اور نقرئی تھا ہر طرف سونے اور چاندی ہی نظر آ رہے تھے۔ وہاں نہایت حسین وجمیل گھنے باغ تھے۔ صاف وشفاف پانی کی نہریں بہہ رہی تھیں درختوں سے بکثرت پھل

لٹک رہے تھے سب نے وہاں میوے کھائے اور سیراب ہوئے۔ نوجوان نے وہاں سے تین سیب اپنے ساتھ لئے' اسے کسی نے منع بھی نہ کیا قافلہ متحیر تھا کہ خدایا زمین پر ایسے ایسے خوبصورت شہر بھی تو نے بنائے ہیں اس نے اہل قافلہ میں سے ایک صاحب سے پوچھا: ''یہ شہر کون سا ہے اس کا نام کیا ہے؟'' جواب ملا یہ اولیاء اللہ کا شہر ہے اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا جب جی چاہتا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں یہ شہر ان تک پہنچ جاتا ہے مگر چالیس سال سے کم عمر شخص اس شہر میں داخل نہیں ہوتا تم خوش نصیب ہو کہ تم کم عمری میں جا پہنچے وہ مبارک قافلہ مکہ شریف پہنچا تو نوجوان نے ایک سیب دامغان کے رہنے والے ایک شخص کو دیا مگر اس نے حقارت سے سیب کو پھینک دیا۔ قافلہ اولیاء میں سے ایک نے نوجوان کو ملامت کی اور کہا اس سیب کی ناقدری کیوں کرتے ہو؟ اپنے پاس سنبھال کر رکھو جب بھوک لگے تو کھا لینا' یہ کبھی خراب ہونے والا نہیں ہے اور نہ ہی ضائع ہوگا۔

گھر پہنچ کر بہن کی زبان سے نوجوان نے جب اس سیب کا تذکرہ سنا تو حیرت واستعجاب میں ڈوب گیا اور پوچھا ''بہن سچ بتا تجھے یہ سب کیسے پتہ چلا؟''

بہن: بھائی جان! آپ کو تو اس شہر کی سیر ایک بار روکنے کے بعد میسر آئی ہے مجھ کو تو بیس ہی سال کی عمر میں اس شہر میں لے گئے تھے اور بخدا وہاں جانے کی میں از خود خواہش مند نہیں تھی۔

بھائی: مگر میں نے تو سنا کہ چالیس سال سے کم عمر والوں کو وہاں جانا نصیب نہیں ہوتا صرف میں ایک تھا جو اس اصول سے مستثنیٰ رہا میرے سوا کم عمری میں وہاں کوئی نہیں گیا۔ بہن: تم نے سچ سنا مگر یہ اصول وضابطہ ان کے لئے ہے جو مرید ومحب ہوں' ان کے لئے نہیں جو مراد ومحبوب ہیں۔ وہ جب چاہیں داخل ہو سکتے ہیں اور اگر چاہو تو میں اس شہر کی زیارت ابھی کرا دوں۔

بھائی: سبحان اللہ! ضرور بہن نے یہ سن کر آواز دی کہ اے شہر اولیاء حاضر ہو جا۔ فوراً وہی شہر سامنے آموجود ہوا۔ سونے' چاندی کا شہر' گھنیرے باغوں والا شہر' نہروں' فواروں والا شہر' اس کی لہلہاتی شاخوں پر پھل لدے ہوئے تھے۔

بہن: اب بتاؤ تمہارا سیب کہاں ہے؟

بہن کا اشارہ پا کر اس باغ سے اتنے سیب گرے کہ اس نوجوان کے قد کے اوپر آ گئے یہ عجیب وغریب معاملہ دیکھ کر بھائی مسکرا پڑا اور اسے یقین ہوا کہ میری بہن سلوک وروحانیت میں اتنی بلندی پر پہنچ چکی ہے کہ اس نے مقام محبوبیت حاصل کر لیا ہے۔ رحمہما اللہ۔

دودھ اور شہد دینے والی بکری

قرون اولیٰ میں روئے زمین پر کیسے کیسے باکمال لوگ چلتے پھرتے تھے اور اہل اللہ کو تلاش کرنے والے بھی جہاں کہیں ایسے اہل باطن کا سراغ پاتے تلاش کرنے نکل پڑتے۔ حضرت شیخ ابوالربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بتایا کہ فلاں شہر میں ایک ولیہ خاتون رہتی ہے جن سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے۔ دور دراز سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں' نام فضہ ہے۔ حضرت شیخ کا طرز عمل یہ تھا کہ کبھی کسی عورت کی زیارت کو نہ جاتے مگر ان ولیہ کی شہرت اتنی سنی کہ آمادہ سفر ہو گئے مشہور تھا کہ ان ولیہ کے پاس ایک بکری ہے جس کے تھن سے دودھ بھی نکلتا ہے اور شہد بھی' شیخ نے نیا پیالہ خریدا' ولیہ خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ سلام وتحیہ کے بعد گزارش کی کہ میں آپ کی بکری کے دودھ اور شہد سے مستفید ہونا چاہتا ہوں خاتون ولیہ نے بکری حاضر کر دی۔ آپ نے وہاں دوہا تو واقعی دودھ اور شہد نکلا آپ نے پوچھا یہ بکری آپ کو کہاں ملی اس کا واقعہ سنائیں۔ ولیہ خاتون نے بیان کیا ''ہم نادار اور غریب لوگ تھے ہمارے پاس ایک بکری تھی میرے شوہر ایک صالح انسان تھے۔ عید الاضحیٰ کا موقع آیا تو میرے خاوند نے کہا چلو ہم لوگ اس بکری کی قربانی کریں میں نے کہا دیکھئے ہم لوگ تو خود غریب ہیں' قربانی ہم پر فرض نہیں اگر ہم لوگ قربانی نہ بھی کریں تو مواخذہ نہیں۔ ربّ تعالیٰ کو ہمارے حال کا علم ہے کہ ہم لوگ اس بکری کے زیادہ محتاج ہیں۔ میرے خاوند نے میری بات مان لی اور قربانی نہیں کی اس کے بعد اسی روز ہمارے گھر ایک مہمان آیا میں نے خاوند کی خدمت میں عرض کی پروردگار عالم نے ہم لوگوں کو مہمان کی خاطر و مدارات کا حکم فرمایا ہے اس لئے اب بکری ذبح کرنی چاہئے اپنے بچوں کو ذبح کے منظر سے بچانے کے لئے انہیں لے کر میں گھر میں رہی اور خاوند دیوار کے باہر بکری ذبح کرنے لگے کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک بکری دیوار پر کودی اور ہمارے گھر کے اندر آ گئی میں نے خیال کیا کہ شاید بکری قابو سے نکل گئی اور بھاگ کر دیوار پر چڑھ گئی میں نے دیوار کے پیچھے شوہر کو دیکھا تو وہ بکری ذبح کر کے اس کی کھال اتار رہے تھے میں نے اپنے شوہر سے دوسری بکری کا حال بتایا انہوں نے کہا کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے اچھی بکری عنایت فرمائی ہو اور واقعتاً ایسا ہی ہوا وہ بکری دودھ دیتی تھی اور یہ بکری دودھ کے ساتھ شہد بھی دیتی ہے۔ ربّ تعالیٰ نے ہمیں مہمان کی ضیافت کا یہ اجر عطا فرمایا۔''

حضرت شیخ ابوالربیع مالقی کا بیان ہے اس ولیہ خاتون نے اپنے اہل عقیدت کو مخاطب کر کے

کہا: ''میرے فرزندو! یہ ہماری بکری تمہارے قلوب میں چرتی ہے اگر تمہارے دل پاکیزہ ہوں گے تو اس کا دودھ بھی عمدہ ہوگا اور اگر قلوب میں تغیر ہوگا تو دودھ بھی خراب ہو جائے گا اس لئے تمہیں اپنے قلوب کو پاکیزہ رکھنا چاہیے۔''

ڈوبا ہوا فرزند زندہ نکلا

سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی مریدہ متعلمہ ایک نیک خاتون تھیں جو اپنے استاذ محترم کے پاس رہتی تھیں ان کا ایک فرزند تھا جو ایک معلم کے پاس پڑھنے جایا کرتا تھا لڑکے کو اس کے استاذ نے پن چکی کسی کام سے بھیجا' سوئے اتفاق کہ لڑکا پانی میں جا گرا وقت پر اسے کسی نے نہیں نکالا اور وہ ڈوب گیا' لڑکے کا معلم اس حادثہ کی خبر لے کر حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا حضرت کو سن کر بہت رنج ہوا انہوں نے سوچا اس بات کی اطلاع لڑکے کی ماں کو اس طرح دی جائے کہ اسے صبر ہو جائے۔

حضرت اس خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ مصاحبین بھی ساتھ تھے۔ آپ نے صبر کی فضیلت اور برکت کے بارے میں کلام فرمایا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی برضا ہونے کے فضائل گنائے۔

خاتون: جناب میں کچھ سمجھی نہیں کہ ان تقریروں کا کیا موقع ہے؟

حضرت سری: بات دراصل یہ ہے کہ تیرا بیٹا پانی میں ڈوب کر انتقال کر گیا ہے۔

خاتون: میرا بیٹا! نہیں نہیں' میرے رب نے یہ نہیں کیا۔

حضرت سری: اس میں شک نہیں' معلم صاحب نے اسے پن چکی پر بھیجا تھا وہاں وہ ندی میں گر کر ڈوب گیا۔ خاتون: مجھے اس جگہ لے چلئے۔

لوگ اس صالحہ خاتون کو لے کر نہر پر آئے اور لڑکے کے ڈوبنے کا مقام بتایا خاتون نے آواز دی بیٹے محمد! پانی سے لڑکے نے جواب دیا: ''لبیک امی جان!'' پھر وہ پارسا خاتون نہر میں اتری اور اپنے فرزند کا ہاتھ پکڑ کر نکال لائی' وہ زندہ صحیح وسلامت تھا۔

سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کی عقدہ کشائی چاہی تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے احکام میں وہ خاتون اتنی مستعد ہے کہ اس کی برکتوں سے آنے والے واقعات کا علم اسے پہلے ہی کرا دیا جاتا ہے اور اپنے فرزند کے ساتھ ہونے والے حادثہ کی اطلاع چونکہ اسے پہلے سے ہی دی گئی اس لئے جب اسے آپ لوگوں نے بتایا تو اس نے اس سے انکار کر دیا

اور نہایت جزم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر ایسا ہونے والا ہوتا تو مجھے خبر دی گئی ہوتی (اس واقعہ کو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک تلمیذ نے بیان فرمایا)

دو مضطرب روحیں

رسول خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نورانی ''مسجد نبوی'' میں اپنے دور کے عظیم خطیب شیخ ابوعامر واعظ رحمۃ اللہ علیہ مصروف عبادت تھے ان کے پاس ایک سیاہ فام غلام آیا اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جو انہیں دیا' رقعہ کا مفہوم یہ تھا'' پیارے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کو دولت فکر سے نوازے' عبرت پذیری سے مانوس کرے' حب خلوت دے' غفلت سے جگائے' میں آپ کا برادر طریقت ہوں آپ کی آمد سنی تو میں خوش ہو گیا اور زیارت وہمکلامی کا ایسا شوق ہوا کہ اگر وہ مجسم ہو کر بلند ہو تو سائبان بن جائے اور نیچے ہو تو مجھے اٹھا لے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے شرف لقاء سے محروم نہ فرمایئے گا۔ والسلام''

خط پڑھ کر ابوعامر قاصد کے ہمراہ چلے وہ انہیں قبا کے علاقے میں لے گیا۔ جہاں ایک شکستہ مکان کے اندر جس میں کھجور کی لکڑی کا درواز تھا ایک سن رسیدہ نابینا' معذور وکمزور بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ ابوعامر نے سلام کیا تو وہ کہنے لگے میں آپ کی زیارت کا مشتاق تھا اور آپ کی باتیں سننے کا متمنی' جس سے میرے دل کا گھاؤ بھرے' میرا مرض اتنا شدید ہے کہ تمام اطباء اس کے علاج سے عاجز ہیں ممکن ہے آپ کا وعظ میرے درد کی دوا ثابت ہو جائے اس عارف حق کی باتیں سننے کے بعد ابوعامر سکتہ میں آ گئے اور بہت غور وفکر کے بعد انہیں بزرگ کی دقیق باتوں کی تہہ تک رسائی ہوئی۔ شیخ ابوعامر نے اس کے بعد جو کچھ بیان کیا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

شیخ محترم؟ ذرا آپ اپنی قلبی نگاہ کو عالم ملکوت کی جانب اٹھایئے' کانوں کو اس طرف لگایئے اور حقیقت ایمان کو جنت ماویٰ کی سمت متوجہ فرمایئے تو ربّ ذوالجلال والاکرام نے جو بے بہا نعمتیں اپنے دوستوں کے لئے تیار فرمائی ہیں آپ کے سامنے ہوں گی۔ اس کے بعد آتش دوزخ کی طرف خیال کیجئے جہاں ربّ تعالیٰ نے باغیوں کے لئے عذاب تیار کئے ہیں۔ اس کے بعد آپ پر منکشف ہو جائے گا کہ مکان ثواب (جنت) اور مکان عذاب (جہنم) میں کتنا عظیم فرق ہے اور اولیاء اللہ کا انتقال باغیان خدا کے مرنے جیسا نہیں ہے۔

شیخ ابوعامر کا خطبہ سن کر بزرگ پر گریہ وزاری طاری ہوئی آہ سرد کھینچنے اور اضطراب وبیقراری میں بل کھانے لگے۔

بزرگ: بخدا اے ابو عامر آپ کی دوا مفید ثابت ہوئی اور مجھے اس سے شفا کی پوری امید ہے'
خدا آپ پر رحم کرے۔

ابو عامر: شیخ محترم! ربّ تعالیٰ اپ کا محرم اسرار ہے آپ کی خلوت وجلوت سے واقف ہے اور
دنیا سے کنارہ کش ہو کر آپ کے بیٹھنے کو جانتا ہے۔

بزرگ: (ایک نعرہ مستانہ مار کر) کون ہے جو میرے فقیر کو مٹائے' میرے فاقہ کو ختم کرے کون
ہے جو میری خطاؤں سے درگزر کرے۔ اے میرے مالک ومولا! صرف تو ہی میرا حقیقی حاجت روا
ہے اور میرا ماویٰ وملجا اور ٹھکانا اور آسرا ہے۔

یہ کہتے کہتے بزرگ گر پڑے' شیخ ابو عامر نے اٹھانا چاہا تو دیکھا کہ عشق حقیقی کا مسافر اپنے
محبوب حقیقی سے جاملا ہے۔ بزرگ کے واصل بحق ہونے کے بعد ایک کمرے سے ایک نوجوان لڑکی
نکل کر آئی جو صوف کا جبہ اوڑھنی پہنے ہوئے تھی۔ پیشانی پر نشان سجدہ منور تھا۔ ریاضت شاقہ اور
عبادت نے اسے زرد کر دیا تھا اس نے کہا:

اے عارفوں کے دل کا چین! سبحان اللہ آپ نے بڑا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے آپ کا یہ عمل
قبول بارگاہ حق ہو۔ یہ میرے باپ ہیں' بیس سال سے ان کا یہی حال تھا۔ ریاضت وعبادت کرتے
کرتے معذور ہو گئے اور روتے روتے آنکھوں کی بینائی ختم کر لی آپ سے ملنے کی ہمیشہ تمنا کیا
کرتے تھے اور کہتے شیخ ابو عامر کی مجلس میں ایک بار کی حاضری نے مجھے نئی زندگی سے نوازا اور خواب
غفلت سے بیدار کیا اگر ایک بار اور میں ان کی باتیں سنوں تو امید ہے کہ ان کا کلام مجھے زندہ نہ رہنے
دے اس کے بعد باپ کی لاش کے پاس آ کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ان کی خوبیاں بیان کر کے رونے
لگی۔

لڑکی: والد گرامی! آپ کتنے اچھے تھے' گناہوں کے خوف سے گریہ وزاری نے آپ کو نابینا بنا
دیا اور مالک ذوالجلال کی وعید نے آپ کو مار ہی ڈالا۔

ابو عامر: اے لڑکی! تو اس قدر بیقراری سے کیوں روتی ہے انہیں تو دارالجزاء میں جگہ ملی۔ وہ
آغوش رحمت میں جا پہنچے۔ شیخ ابو عامر کی یہ بات سن کر لڑکی نے بھی اپنے باپ ہی کی طرح ایک لرزہ
خیز چیخ مار کر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اہل ظاہر کیا سمجھ پائیں گے راحت ملی عاشقوں کو جان دے کر کون سی نعمت ملی

شیخ ابو عامر نے ان دونوں کی تجہیز وتکفین کی' وہ حسینی سید تھے۔ شیخ نے خواب میں ان دونوں کو

سبز بہشتی محلوں میں جنت کے اندر دیکھا۔ رضی اللہ عنہا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

شہر بصرہ کی ایک گلی میں بچے اخروٹ اور بادام سے باہم کھیل رہے تھے۔ حضرت بہلول دانا مجذوب کا گزر ہوا۔ انہوں نے دیکھا تھوڑی دوری پر ایک کمسن بچہ تنہا کھڑا ہے' چہرے پر حزن وغم کے آثار ہیں اور آنکھوں سے اشک رواں ہیں۔

حضرت بہلول: میاں صاحبزادے! آپ شاید اس لئے رو رہے ہیں کہ آپ کے پاس کھیلنے کو اخروٹ اور بادام نہیں ہیں۔ آیئے میں آپ کے لئے اخروٹ فراہم کردوں۔

بچہ: جناب! کیا ہم کھیل کود کے لئے پیدا ہوئے ہیں؟ حضرت بہلول: پھر کس کام کے لئے پیدا ہوئے؟ بچہ: ہم تو اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ علم حاصل کریں اور ربّ تعالیٰ کی عبادت کریں۔

حضرت بہلول: ربّ تعالیٰ عمر دراز کرے' آپ کو اس مختصری عمر میں یہ علم کہاں سے ملا؟ بچہ: ربّ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون (المومنون:۲۳' ۱۱۶)

کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں فضول اور بیکار پیدا کیا ہے اور تم پلٹ کر ہمارے پاس نہیں آؤ گے؟

حضرت بہلول: آپ تو مجھے صاحب عقل دکھائی دیتے ہیں ذرا مجھے کوئی نصیحت کریں۔ بچہ: دنیا محو سفر ہے نہ یہ کسی کے لئے رہے گی اور نہ کوئی دنیا میں رہے گا۔ انسان کے لئے اس عالم میں حیات وموت ان دو تیز رو گھوڑوں کی طرح ہیں جو آگے پیچھے دوڑتے ہیں۔ اے وارفتہ دنیا! کو ترک کرا اور اسی میں آخرت کے لئے زاد سفر بنا (یہ ان دو اشعار کا مفہوم ہے جو انہوں نے پڑھے)

صاحبزادہ نے آسمان کی جانب دیکھا اور ہاتھ سے کچھ اشارہ کیا۔ ان کے نورانی رخساروں پر آنکھوں سے آنسو یاقوت کی طرح رلنے لگے اور مناجات زبان پر جاری ہوگئی۔ مناجات کے اشعار نہایت پراثر اور رقت انگیز تھے۔ اس کے بعد بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت بہلول دانا نے فرشتہ صورت کو خاک پر گرا دیکھا تو فوراً سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ گرد وغبار آستین سے صاف کرنے لگے کچھ لمحے بعد آنکھیں کھولیں' خوف خدا نے ان کے رخسار و جسم کو پیلا کر دیا تھا۔

حضرت بہلول: صاحبزادہ بلند اقبال! آپ کی یہ کیا حالت ہے؟ آپ تو ابھی کمسن بچے ہیں۔ گناہوں اور بدکاریوں کی سیاہی سے آپ کا دامن اعمال بالکل صاف ہے۔ پھر اتنی فکرمندی کیوں؟

بچہ: بہلول! مجھے اپنے حال پر چھوڑ یئے میں اپنی ماں کو دیکھا ہے۔ وہ جب چولہا جلاتی ہیں تو بڑی لکڑیوں میں یک بیک آگ نہیں لگا تیں بلکہ پہلے گھاس پھوس اور لکڑی کے چھوٹے ٹکڑوں کو جلاتی ہیں۔ اس کے بعد بڑی لکڑیاں استعمال کرتی ہے مجھے خوف ہے کہ جہنم کے ایندھن میں چھوٹی لکڑیوں کے طور پر استعمال ہونے والوں میں کہیں میرا بھی نام نہ ہو۔ حضرت بہلول: اے خشیت کے پیکر صاحبزادے! آپ تو عقل وفراست میں کمال رکھتے ہیں مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیں۔

بچہ: حیف! میں غفلت میں سرمست' اور موت پیچھے لگی ہے۔ آج نہیں تو کل جانا یقینی ہے۔ اس دنیا میں اگر جسم کو خوبصورت' بیش قیمت اور ملائم لباس سے چھپایا تو کیا حاصل؟ آخر تو اسے ایک دن خاک ہونا ہے۔ اور قبر میں خاک ہی کا بستر اور خاک ہی کی چادر ہوگی۔ وہاں سارا حسن و جمال زائل ہو جائے گا۔ ہڈیوں پر گوشت پوست کا نشان بھی نہیں رہے گا۔ افسوس عمر گزر گئی اور کچھ حاصل نہ کیا۔ سفر کے لئے کوئی زاد سفر تیار نہ کیا۔ مجھے اپنے مالک حقیقی اور احکم الحاکمین کے حضور اس انداز میں حاضر ہونا ہے کہ گناہوں کی گٹھڑی سر پر ہوگی۔ دنیا میں رہ کر چھپ چھپا کر جو معصیتیں کیں وہاں وہ سب ظاہر ہوں گے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے عقب وعتاب سے بے خوف ہو کر گناہ نہیں کئے بلکہ اس کی رحمت وکرم پر بھروسہ کر کے' اب وہ ارحم الراحمین اگر عدل کرے تو عذاب دے اور اگر فضل کرے تو معاف کر دے۔ سب اسی کے احسان وکرم پر ہے (یہ ان کے پڑھے ہوئے ناصحانہ اشعار کا مفہوم ہے)

نورانی پیشانی والے کمسن صاحبزادے کا دل ہلا دینے والا وعظ سن کر حضرت بہلول دانا بے خود ہو گئے۔ خوف وہراس سے جسم کانپنے لگا اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو وہاں سے جا چکے تھے۔ حضرت بہلول کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس گئے اور انہیں تلاش کیا۔ بچوں نے بتایا۔ "جناب عالی! آپ جس بچے کی بابت پوچھ رہے ہیں وہ تو نبی مکرم ﷺ کے چمن کا پھول' گلشن مرتضوی کی بہار' بوستان فاطمۃ الزہرا کی خوشبو ہے۔ شہزادہ گلگوں قبا شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر کا چراغ ہیں۔ حضرت بہلول دانا نے کہا یقیناً ایسا پھل ایسے ہی درخت پر ہو سکتا ہیں۔ نفعنا اللہ بد وبابائہ۔

نبوت ان کے گھر آئی رسالت ان کے گھر آئی
تعالیٰ اللہ ہر روحانی نعمت ان کے گھر آئی

ہر اک آلودگی سے نسل سرور پاک ہے واللہ
طہارت اور علم وفضل وحکمت ان کے گھر آئی

اسی گلدان سے گلزار ہستی کی بہاریں ہیں
ہے شان الفقر فخری' ساری دولت ان کے گھر آئی

علوم ظاہر وباطن جو پائیں شیر مادر سے
تعجب کیا اگر جنس کرامت ان کے گھر آئی

حیات قلب سے اے بدر کیوں مایوس ہوتا ہے
عطا رہو گی گداؤں کو جو نعمت ان کے گھر آئی

شیخ ابوعبید خواص رحمۃ اللہ علیہ

یوم عرفہ رب ذوالجلال کے خاص انعام واکرام کا دن ہے۔ رؤف ورحیم پروردگار ہونے کے وقت تھے۔ اسی میدان عرفہ میں رب ذوالجلال کا ایک عاشق زار محبت سے رورو کر دعائیں کر رہا ہے۔ اس کی ذات سبوح وقدوس ہے اگر ہم سر بسجدہ رہیں اور اپنی اشک آلود آنکھوں کو کانٹوں اور سوئیوں پر رکھ لیں اس کے بعد بھی اس کی دس نعمتوں میں سے ایک کی شکر گزاری کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ بارالہ! ہم سے کتنی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اس وقت ہم تجھے بھولے رہے اور اے پروردگار تو ہمیں در پردہ یاد فرماتا ہے۔ ہم نے نادانی میں گناہ کئے اور اپنے خیال کے مطابق تجھ سے چھپایا اور تیرا نہ انتہائی کرم کہ تو نے ہمارے ساتھ پھر بھی عفو کا سلوک کیا' اور ہماری خطاؤں کی پردہ پوشی کی۔

اسی واقعہ کے روای حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے اس مرد خدا کو اس جگہ نہیں پایا تو لوگوں سے دریافت کیا وہ کون تھے کہاں گئے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ وہ عصر حاضر کے عظیم عارف کامل شیخ ابوعبید خواص رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انہیں نے ستر سال تک آسمان کی جانب سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ فرماتے تھے کہ مجھے اس محسن حقیقی کی طرف اپنا منہ کرتے شرم آتی ہے۔ مقام تعجب ہے کہ نیک اور صالح حضرات انتہائی فرماں برداری اور حسن اطاعت کے باوجود اس طرح عجز وانکسار کریں اور نافرمان' سرکش لوگ بے خوف رہیں اور اپنی غلطیوں پر نادم نہ ہوں۔ سچ ہے۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

اے اللہ! ہمیں اپنے دیدار سے محروم نہ فرما' اپنے اولیائے صالحین کی برکت سے فائدہ پہنچا اور دارین میں ہمیں ان کی معیت نصیب فرما۔

ذبیحِ حقیقی

حج بیت اللہ کے سفر میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسے نوجوان کو دیکھا جو ذوق وشوق میں جھومتا' پیدل سفر کر رہا تھا۔ اس کے پاس نہ کوئی سواری تھی نہ زادِ سفر' نہ توشہ دان تھا نہ پانی کی چھاگل' حضرت مالک بن دینار اس کے حالت کا جائزہ لینے کے بعد اس کے قریب گئے۔ سلام کیا۔ جواب ملا۔

مالک بن دینار: نوجوان! تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اسی کے پاس سے۔

مالک بن دینار: کہاں جانا ہے؟ نوجوان: اسی کے پاس جانا ہے۔

مالک بن دینار: زادِ سفر کہاں ہے؟ نوجوان: اسی کے ذمہ۔

مالک بن دینار: پانی اور توشہ کے بغیر سفر کیسے تمام ہوگا۔ میں تو تجھے خالی ہاتھ دیکھ رہا ہوں۔

نوجوان: آپ فکر نہ کریں۔ گھر سے نکلتے وقت اپنے ہمراہ میں پانچ حرفوں کا توشہ لے لیا ہے۔

مالک بن دینار: کون سے پانچ حرف؟ نوجوان: کلام ربانی کھیٰعص

مالک بن دینار: ان حروف کا مطلب؟

نوجوان ''ک'' کے معنی ''کافی'' ''ہ'' کے معنی ''ہادی'' ''ی'' کے معنی ''مئووی'' (جگہ دینے والا) ''ع'' کا مطلب ''عالم'' ''ص'' کا مطلب ''صادق''۔ وہ کافی ہادی' مئووی' عالم اور صادق ذات جس کی مصاحب ہو' نہ وہ ضائع ہو سکتا ہے اور نہ اسے کوئی خوف ہوگا' اور نہ اسے زادِ سفر اور پانی کی احتیاج ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا کرتہ اتار کو نوجوان کو پیش کیا تاکہ اسے پہن لے' مگر اس نے پہننے سے انکار کر دیا۔

نوجوان: اے شیخ! دینار کے کرتے سے ننگا رہنا اچھا ہے۔ یہاں کے حلال پر حساب ہوگا اور حرام پر عذاب' رات کے وقت حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ نوجوان آسمان کی طرف سر اٹھائے یوں عرض گزار ہے۔

''اے رحیم و پروردگار! جسے طاعت پسند ہے اور گناہ سے اس کا کچھ نقصان نہیں' مولا! جو تجھے پسند ہے مجھے عطا فرما اور میرے گناہ جن سے تجھے کوئی نقصان نہیں' بخش دے''۔

میقات پر پہنچ کر حاجیوں نے احرام باندھے۔ حضرت مالک بن دینار نے اس نوجوان سے کہا۔ ''سب لوگ احرام باندھ کر لبیک پکار رہے ہیں۔ تم لبیک نہیں کہتے''

نوجوان: میں ڈرتا ہوں کہ میں لبیک (اے میرے ربّ میں حاضر ہوں) کہوں اور جواب میں اس طرف سے لا لبیک و لا سعدیك نہ آجائے۔

حضرت مالک بن دینار کو یہ جواب دے کر نوجوان وہاں سے چلا گیا۔ انہوں نے پھر اس کو منیٰ میں دیکھا۔ وہاں چند اشعار پڑھتا تھا جن کا مفہوم کچھ یوں ہے۔

وہ مرے قتل کا سامان کئے جاتے ہیں دل میں برپا کوئی طوفان کئے جاتے ہیں
قتل جائز ہے مراحل وحرم میں انکو خود مرا مرحلہ آسان کئے جاتے ہیں
جان مری جائے تو مقتل کو خوشی سے جائے آج وہ مجھ جو احسان کئے جاتے ہیں
گر ہو ممکن تو کریں عالم امکاں صدقے ہم تو قربان بس اک جان کئے جاتے ہیں
عید کے دن سبھی چوپایوں کی نذریں لائے اور ہم خود ہی کو قربان کئے جاتے ہیں

ایثار وقربانی عشق کے جذبات میں ڈوبے ہوئے اشعار پڑھنے کے بعد نوجوان نے کہا۔ ''خداوندا! آج لوگوں نے قربانی پیش کی اور تیرا قرب حاصل کیا۔ میرے پاس تقرب کے لئے کچھ بھی تو نہیں جو قربان کروں۔ ہاں! تیرا ہی عطیہ یہ حقیر جان ہے اسے تیرے حضور پیش کرتا ہوں۔ وادی منیٰ میں پھر ایک بھیانک چیخ ابھری' جس نے گردونواح میں سناٹا پیدا کر دیا۔ عشق الٰہی کی بادہ ناب کا سرمست نوجوان چیخ کے ساتھ ہی زمین پر گر پڑا۔ وادی منیٰ جہاں ہزاروں جانوروں کا خون خدا کے نام پر بہایا جا رہا تھا۔ ایک نوجوان کے خون جگر سے بھی سیراب ہوئی۔ اس وقت لوگوں نے ہاتف غیبی کی آواز سنی۔

''خدا کا دوست ہے خدا کا مقتول ہے۔ عشق الٰہی کی تلوار سے قتل ہوا''۔

حضرت مالک بن دینار اور حجاج کرام کے جم غفیر نے اس مقتول محبت کو نماز جنازہ پڑھ کر سپرد لحد کیا۔ حضرت مالک پر نوجوان کی موت کا صدمہ گہرا تھا۔ بے چینی اور اضطراب میں بمشکل نیند آئی تو خواب میں وہی نوجوان ملا۔

مالک بن دینار: اے جوان صالح! ربّ غفور نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟

نوجوان: یا شیخ! فضل واحسان والے ربّ نے میرے ساتھ وہ معاملہ فرمایا جو شہدائے بدر کے ساتھ فرمایا تھا بلکہ ان سے بھی زیادہ دیا۔

مالک بن دینار: ان سے زیادہ کیوں؟

نوجوان: ان سے زیادہ اس لئے کہ وہ حضرات کفار کی تلوار سے مارے گئے تھے اور میں

خدائے جبار کی سیف محبت سے شہید ہوا۔ رضی اللہ عنہ

دیوانگی عشق بڑی چیز ہے سیماب یہ ان کا کرم ہے جسے دیوانہ بنا لیں

چوں عشق شود زندہ

سفر حج کے دوران حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی جنگل میں ایک نہایت حسین وجمیل نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ اس کا چہرہ چاند کے مانند خوبصورت تھا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے تھی جس نے اسے سیماب صفت بنا دیا تھا۔ غلبہ محبت کے باعث دیوانوں جیسی حرکت کرتا۔ حضرت ذوالنون مصری نے اسے اپنا رفیق سفر بنالیا۔ ایک جگہ اس سے سفر کی دشواری اور بعد مسافت کی بات کر رہے تھے۔ اس نے کہا۔ ''کاہلوں اور آرام طلب لوگوں کے لئے بیشک دشوار اور دور ہے۔ مگر سچے مشتاقان محبت کے لئے یہ سب کچھ نہیں''۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ حج کو تشریف لے گئے تو عرفہ کے دن آفتاب غروب ہونے تک کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ سعی میں جب ''میلین اخضرین'' سے آگے بڑھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو برسنے لگے۔ اس وقت ان کی زبان پر عشقیہ اشعار تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے عرفات میں فرمایا۔ اگر ہم کسی سخی سے ایک دانگ مانگیں تو کیا امید کرتے ہو وہ ہمیں دے گا؟ یا واپس لوٹا دے گا۔ لوگوں نے کہا واپس نہیں لوٹائے گا بلکہ دے گا۔ آپ نے فرمایا ''بخدا رب تعالیٰ کی عطا وکرم کے حضور ہم لوگوں کی مغفرت اسی انسان کے ایک دانگ دینے کی بہ نسبت بہت کمتر ہے''۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر حج میں وقوف عرفہ کے دن سورج غروب ہونے کے وقت تک کسی سے کلام نہیں فرمایا۔

......چاہت کی قسم

ایک کنیز غلاف کعبہ اپنے ہاتھوں نے تھامے ہوئے کہہ رہی تھی میرے سردار، تجھے میرے چاہنے کی قسم! میرا دل مجھے واپس فرمادے۔ حضرت ابراہیم بن مہلب سائح رحمۃ اللہ علیہ وہیں موجود تھے۔ انہیں کنیز کی مناجات پر تعجب ہوا۔

ابن مہلب: تجھے کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تجھے چاہتا ہے؟

کنیز: اس کی عنایت آج مجھ پر کچھ نئی نہیں، بلکہ میں پہلے سے جانتی ہوں۔ اس نے میرے لئے

لشکر روانہ کئے۔ مال خرچ کئے۔ مجھے مشرکوں کے علاقے سے نکال کر توحید کے گہوارہ میں بلایا اور اپنی ذات کی معرفت کرائی۔ اے ابراہیم! کیا یہ سب مہربانیاں اور نوازشیں چاہنے کی نشانی نہیں؟

ابن مہلب: اچھا یہ بتاؤ تجھے اس سے جو محبت ہے وہ کیسی ہے؟ کنیز: بہت عظیم وجلیل۔

ابن مہلب: اس کی کیفیت تو بتاؤ؟ کنیز: خوش ذائقہ مشروب سے زیادہ رقیق اور گل قند سے زیادہ شیریں' یہ کہہ کر کنیز وہاں سے چلی گئی۔

اس کا اکرام ظہوری تو ہے ظاہر سب پر ۔۔۔ تجھ سے کیا ضد ہے اگر تو کسی قابل ہوتا

عالم پیری اور ریاضت

ایک مرد صالح کے ہمسایوں میں ایک ضعیفہ خاتون بھی تھی' جو کبیر السن ہونے کے ساتھ ساتھ مجاہدہ اور ریاضت میں بے حد سعی کرتی تھی۔ ناتوانی اور ضعف کا اس کے جسم پر غلبہ تھا۔ اس مرد صالح کو اس کی حالت پر ترس آیا۔ اس نے ایک روز کہا۔ '' آپ کو اس قدر محنت ومشقت نہیں کرنی چاہئے کچھ اپنے جسم اور اعضاء کو بھی آرام دیجئے۔ اور باخدا ضعیفہ نے جواب دیا۔ '' اگر میں اپنی جان کو آرام دینے لگوں تو مالک حقیقی کے دروازے سے علیحدہ اور دور ہو جاؤں گی اور جو دنیوی مشاغل کے باعث اس سے دور ہوا اس نے خود کو عظیم آزمائش میں ڈالا اور سعی وکوشش کے ساتھ عمل کروں تو بھی میرے عمل کی حیثیت کتنی؟ اگر اس میں کوتاہی بھی کروں تو باقی کیا بچے گا۔

حسرت وغم ان کو جا آگے بڑھیں۔ فراق انہیں جو محبوب سے دور رہیں۔ آگے بڑھنے والوں کی حسرت یہ کہ محشر میں جب مردے قبروں سے اٹھیں۔ صالحین نور کے براق پر سوار جنت کو جائیں اور انہیں دوستوں کے رتبے ملیں۔ حور وغلمان ان کی خدمت کو دست بستہ ایستادہ ہوں اور پیچھے والے کف افسوس ملتے رہ جائیں۔ اس وقت حسرت وغم سے ان کے قلوب پارہ پارہ ہو کر بہہ جائیں گے۔ فراق یہ کہ لوگ میدان قیامت میں الگ الگ ٹولیوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔ ربّ ذوالجلال سب کو یکجا فرمائے گا۔ ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا۔ گناہگارو! تم الگ ہو جاؤ' ربّ تعالیٰ کے پرہیزگار بندے بامراد ہوئے۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ (یٰسین: ۳۶' ۵۹)

آج کے دن اے گناہگارو! جدا ہو جاؤ۔

اس روز شوہر اپنی بیوی سے' بیٹا ماں سے' اور دوست دوست سے الگ ہو جائے گا۔ کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا نفسی نفسی کا عالم ہوگا' کسی کو عزت وتکریم سے بہشت میں لے جائیں گے۔ کسی کو

زنجیر وسلاسل میں جکڑ کر داخل جہنم کریں گے۔ جدا جدا راستے اور منزلیں ہوں گی' آنکھوں سے اشکوں کی نہریں جاری ہوں گی۔ جدائی اور فراق کے عالم میں ایک دوسرے کو حسرت سے دیکھیں گے۔ اللہ رحیم وکریم اپنے کرم کے صدقے عذاب اور موجبات عذاب سے بچائے۔ آمین۔

آں راکہ خبر شد

شہر بصرہ میں ایک متمول گھرانے کا خوش رو نوجوان تھا۔ زرق برق لباس' کھیل کود اور خوشحال زندگی' حضرت مالک بن دینار کو وہ ایک روز بصرہ سے دور کسی مقام پر مصروف آہ و بکا ملا۔ آنسوؤں کے موتی اس کی آنکھوں سے ڈھلک کر دامن کو بھگو رہے تھے۔ حضرت مالک نے اسے پہلے خوشحال اور توانائی میں دیکھا تھا اب اس کیفیت میں پا کر مشکل سے پہچان سکے۔ حضرت مالک بن دینار کی آنکھوں سے بھی آنسو چھلک پڑے۔ نوجوان نے حضرت مالک بن دینار سے گزارش کی۔ ''آپ اپنے اوقات خاص میں میرے لئے دعا کیجئے گا اور ربّ تعالیٰ سے میری توبہ اور بخشش مانگئے گا میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی دعا کی برکت سے غفار وستار پروردگار مجھے معاف فرمادے'' اور کچھ پردرد اشعار پڑھے۔

اسی سال حج کے موقع پر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اسی دوران انہوں نے دیکھا کہ حجاج کے اژدحام میں کوئی زار وقطار رو رہا ہے جس کی وجہ سے طواف کرنے والے رک رک جاتے ہیں۔ قریب پہنچ کر انہوں نے دیکھا تو وہ وہی بصری نوجوان تھا۔ حضرت مالک اس نوجوان کو پاکر مسرور ہوئے سلام کر کے قریب گئے اور کہا پروردگار عالم کا شکر ہے کہ اس نے تیرے خوف کو امن سے بدل دیا اور تیری آرزو بر آئی۔ اے نوجوان! بخدا بتا اب تیرا کیا حال ہے؟

نوجوان نے کہا: ''ربّ تعالیٰ کا کرم ہے اس نے مجھے بلایا میں چلا آیا اور پھر میں نے جو طلب کیا وہ مجھے عطا کیا۔''

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں میں طواف میں مصروف تھا کہ وہ وہاں سے چلا گیا اس کے بعد نہ میں اس سے ملا اور نہ کوئی خبر پائی۔

آں را کہ خبر شد خبرش باز نیاید

کمسن عارف

شیخ ابراہیم جب سے حج کر کے لوٹے تھے ان کا عالم ہی عجیب تھا۔ ملاقات کرنے والے ان کی قربت میں ایک کشش اور روحانی لذت پاتے تھے خاص طور سے ان کے ہاتھ کی خوشبو لوگوں کو مسحور کردیتی وہ ایسی پاکیزہ، لطیف اور دلنواز خوشبو تھی جس کے نام اور ندرت سے عطار بھی ناواقف تھے۔ عطر، گلاب، خس، کیوڑہ، مجموعہ ان کے ہاتھ کی خوشبو دریافت شدہ تمام عطریات سے ممتاز تھی، ہر مصافحہ کرنے والے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر الگ کرتا تو اس جاں افروز خوشبو کو دیر تک محسوس کرتا۔ ایک روز لوگوں نے دریافت کیا: ''شیخ! آپ کے دست مبارک میں یہ غیر معمولی خوشبو کہاں سے آئی، اس کا راز کیا ہے''؟

شیخ ابراہیم نے فرمایا کہ سفر حج کے دوران وسط حجاز میں، میں اپنے قافلہ سے بچھڑ گیا۔ میں سو رہا تھا میری آنکھ جو کھلی تو قافلہ جاچکا تھا۔ صحرائی علاقہ تیز لو کا موسم، گرم گرم ہوا چلنے لگی میں وہاں تنہا سخت پریشان، وہاں نہ کوئی آبادی تھی نہ انسان، لو کی تپش الگ جھلسا رہی تھی اتنے میں مجھے ایک لڑکا نظر آیا میں جلدی سے اس کی طرف لپکا یہ سوچ کر کہ کہیں یہ بھی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو جائے وہ ایسا حسین تھا جیسے چودھویں کا چاند یا دوپہر کا دمکتا سورج، قریب جا کر،

شیخ ابراہیم: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

لڑکا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، یا ابراہیم!

شیخ ابراہیم: سبحان اللہ! تم میرا نام بھی جانتے ہو، کوئی سابقہ دید وشنید تو مجھے معلوم نہیں، تم نے مجھے پہچانا کیسے؟

لڑکا: اے شیخ! میں نے جب سے پہچانا بھولا نہیں، اور جب سے ملا جدا نہیں ہوا۔

شیخ ابراہیم: تم اس شدید گرمی کے موسم میں بیابان کے اندر کیسے قیام پذیر ہو؟

لڑکا: میں نے اس کے علاوہ کسی سے دوستی نہیں کی، اور نہ کسی کی رفاقت اختیار کی، اور سب سے کٹ کر اسی کی طرف جارہا ہوں۔ بس اسی کے معبود ہونے کا اقرار ہے۔

شیخ ابراہیم: کہاں سے کھاتے پیتے ہو؟ لڑکا: میرا محبوب میرا ضامن ہے۔

شیخ ابراہیم: بخدا میں اس تیز لو اور شدت گرمی سے تیری جان کو ڈرتا ہوں۔

لڑکا میہ بات سن کر رونے لگا اور اشعار پڑھنے لگا۔ جن کے مفہوم کو اردو کا جامہ پہنانے کی فقیر بدر القادری نے کوشش کی ہے۔

مجھ کو ناصح نہ ڈرا راہ کی کٹھنائی سے
میں ہوں بے خوف مجھے یار کے گھر جانا ہے
عشق تڑپاتا ہے شوق حوصلہ اکساتا ہے
دوست اللہ کا انسانوں سے بیگانہ ہے

بھوک لگتی ہے تو کر لیتا ہوں اس سے سیری
ذکر پانی ہے مرا، شکر مرا دانہ ہے
دہر میں کچھ بھی نہیں اس کی عنایت کے سوا
وہی ساقی وہی ساغر وہی میخانہ ہے

قوت عشق میری دیکھ! میرا جسم نہ دیکھ
ناصحا! لگتا ہے تو عشق سے بیگانہ ہے
عشق ہی کو ہ کن وعشق ہی طوفاں بردار
عشق سے شوق بکف دشت ہے ویرانہ ہے

بے پر وبال اڑا کر مجھے لے جائے گا
جس کو میں جان گیا جس نے مجھے جانا ہے

شیخ ابراہیم: میں تجھے خدائے ذوالجلال کی قسم دیتا ہوں مجھے اپنی عمر صحیح صحیح بتا۔

لڑکا: بخدا میری عمر بارہ سال ہے۔ بھلا آپ میری عمر کیوں دریافت کرر ہے ہیں؟

شیخ ابراہیم: تیری باتوں نے مجھے ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔

لڑکا: اللہ تعالٰی کا بے حد شکر واحسان ہے کہ اس نے مجھے بہت سے ایمان والوں پر فضیلت دی۔

شیخ ابراہیم: کہتے ہیں میں اس بارہ سالہ عارف ربانی کی شیریں کلامی میں کھو گیا اور ربّ تعالٰی کی حمد وثنا کرنے لگا۔ جس نے اس کمسنی میں پھول جیسے لڑکے کے قلب کو اپنی محبت اور عرفان کا گہوارہ بنا دیا۔ مناجات سن کر لڑکے نے چند ثانیہ کے لئے اپنا سر جھکایا پھر سر اٹھا کر مجھے تیکھی نظروں سے دیکھا اور گویا ہوا۔

لڑکا: اے شیخ! حقیقتاً جدا وہ ہے جسے دوست ترک کردے اور واصل وہ ہے جو اس کا اطاعت گزار رہے مگر آپ تو صرف قافلہ حجاج سے جدا ہو گئے ہیں۔

شیخ ابراہیم: صاحبزادے تو نے بالکل سچ کہا میں ایسا ہی ہوں میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر دعا کرنے کی درخواست کرتا ہوں تا کہ میں اپنے قافلے سے جاملوں۔

لڑکے نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر زیر لب کچھ پڑھا (شیخ ابراہیم کہتے ہیں) اس وقت مجھ پر غنودگی طاری ہوئی۔ ہوش اس وقت آیا جب میرے قافلے کے ساتھی نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ ''شیخ ابراہیم! سواری پر سنبھل کر بیٹھو کہیں گر نہ جانا۔ مجھے معلوم نہیں وہ لڑکا آسمان کی جانب پرواز کر گیا یا کہاں چلا گیا۔ مگر میں اپنے قافلے میں پہنچ چکا تھا۔ یہ سب کیسے ہوا خود میرے لئے باعث تعجب ہے''؟

ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو ایک دن خانہ کعبہ کے قریب میری نگاہ ایک لڑکے پر پڑی جو غلاف بیت اللہ شریف سے لپٹ کر رو رہا تھا' میں نے پہچان لیا یہ وہی لڑکا ہے میرے قریب پہنچتے غلاف کعبہ کو چھوڑ کر اس نے سجدہ میں سر رکھ دیا۔ میں نے اس کے سر اٹھانے کا انتظار کیا مگر اس نے سر نہیں اٹھایا۔ بہت دیر بعد میں اس کے بدن کو جنبش دی تو وہ بے جان تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

میں لڑکے کا جنازہ وہیں چھوڑ کر اپنی قیامگاہ گیا۔ کفن دفن کا انتظام کرنے کے لئے کچھ کپڑے وغیرہ لئے اور واپس حرم شریف میں آیا تو وہاں اسے نہیں پایا۔ لوگوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی کوئی خبر نہیں دی۔ گویا میرے سوا کسی نے اس لڑکے کو زندہ یا مردہ دیکھا ہی نہیں اور مصلحت خداوندی کے تحت اس کا احوال لوگوں سے پوشیدہ رہے۔ مجھے اس واقعہ نے بہت فکر مند کر دیا۔

اسی رات کی بات ہے میں نے خواب میں لڑکے کو دیکھا جو ایک عظیم جلوس کے آگے آگے چل رہا ہے۔ ایک نورانی بیش قیمت عبا زیب تن کئے ہوئے ہے میں نے پوچھا کیا میں وہی نہیں جس کی تم سے ملاقات ہوئی تھی؟ لڑکا: آپ بیشک وہی ہیں!

شیخ ابراہیم: تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے کفن اور نماز جنازہ کی فکر میں میں کتنا پریشان ہوا؟

لڑکا: شیخ ابراہیم! میری تجہیز و تکفین اس ذات نے کی جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا' اپنی محبت کا شیدا بنایا۔ مجھے میرے گھر والوں سے الگ کر کے مسافرت بخشی۔ میری تمام حاجتوں کا وہی کفیل ہے۔

شیخ ابراہیم: تمہارے ساتھ رب تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟

لڑکا: مجھے اپنے حضور کھڑا کیا اور پوچھا تیری مراد کیا ہے؟ میں نے عرض کیا مولا! تو ہی میری

منزل اور تو ہی مقصود ہے۔ تیرے سوا میری اور کوئی مراد نہیں' ارشاد فرمایا تو میرا مخلص بندہ ہے۔ تیرا انعام یہ ہے کہ جس کا تو طالب ہے وہ تجھ سے پوشیدہ نہ رہے۔ میں نے عرض کیا۔ میرے اہل زمانہ لوگوں کے حق میں میری سفارش قبول کر۔ ربّ تعالیٰ نے میری یہ التجا قبول فرمائی۔

شیخ ابراہیم: فرماتے ہیں اسی عالم خواب میں لڑکے نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں جب نیند سے بیدار ہوا تو میرے ہاتھوں میں اس عارف کامل لڑکے سے مصافحہ کی یہ برکت باقی رہ گئی کہ ان سے دلنواز خوشبو نکلتی ہے۔

امام ابومحمد عبداللہ بن یمنی یافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابراہیم کے ہاتھوں میں وہ خوشبو تا حیات باقی رہی اور ان سے مصافحہ کرنے والے کمسن عارف کے فیضان عشق سے متمتع ہوتے رہے۔

عطر وعنبر گلاب کی خوشبو ۔۔۔ ارغوانی شباب کی خوشبو
سب فریب نظر ہیں حق ہے ایک ۔۔۔ عشق حق کے نصاب کی خوشبو

جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسکن

شاخوں سے ٹوٹے ہوئے پھول چند روز کے بعد مرجھا جاتے ہیں مگر حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پھولوں کی چند ایسی پنکھڑیاں تھیں جو سال بھر تک تروتازہ ہری بھری اور عطر بار رہیں۔ وہ انہیں کہاں سے ملیں؟ خود فرماتے ہیں۔

میں سفر حج میں قافلہ کے ہمراہ تھا۔ یکا یک دل میں خیال آیا کہ سب سے جدا شاہراہ عام سے ہٹ کر چل' میں ایسا ہی کیا۔ تین دن اور تین راتیں اسی طرح چلتا رہا۔ اس دوران نہ مجھے بھوک پیاس لگی اور نہ کوئی دوسری حاجت محسوس ہوئی۔ بالآخر ایک سرسبز وشاداب باغ میں گزر ہوا جو ثمر دار پیڑوں اور رنگ برنگے خوشبودار پھولوں سے مرصع تھا۔ وہاں ایک خوبصورت تالاب بھی تھا۔ میں نے سوچا یہ تو جنت کا کوئی ٹکڑا ہے (باغ کی نفاست اور تزئین نے مجھے متعجب کر رکھا تھا) وہاں مجھے لوگوں کی ایک جماعت ملی' جن کے چہرے انسانوں جیسے تھے' سب عمدہ لباس' اور خوبصورت پٹکوں سے مرصع تھے۔ ان لوگوں نے مجھے اپنے حلقہ میں لے لیا۔ سلام کیا میں نے جواباً ''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'' کہا۔ میں نے دل میں سوچا شاید یہ جن حضرات ہیں۔

ان میں سے ایک نے کہا ''ہم لوگ ایک مسئلہ کے سلسلے میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہمارا تعلق قوم جن سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے لیلۃ العقبہ میں سنا۔ سرکار رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک باتوں نے ہمیں ایسا وارفتہ بنایا کہ ہم کو دنیا کے سارے کاموں سے

الگ کر دیا اور ربّ تعالیٰ نے ہمارے واسطے یہاں یہ مقام متعین فرمایا ہے''۔ میں نے پوچھا میرے اہل قافلہ ساتھی یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں۔ ان میں سے ایک نے تبسم کرتے ہوئے جواب دیا۔

''ابواسحاق! یہ مقام جہاں آپ اس وقت ہیں' اللہ تعالیٰ کے اسرار و عجائب میں سے ایک ہے۔ یہاں انسانوں میں سے ایک شخص کے سوا کوئی نہیں آیا۔ اس کا یہیں انتقال ہوا۔ اور وہ ہے اس کی قبر'' یہ کہہ کر اس نے ایک قبر کی جانب اشارہ کیا۔ وہ قبر لب تالاب تھی۔ قبر کے چاروں طرف پھولوں کی کیاریاں تھیں جن میں نہایت حسین و جمیل رنگ برنگ پھول مسکرا رہے تھے۔ اس جن نے مزید کہا۔

''آپکے ساتھیوں اور آپ کے درمیان مہینوں کا فاصلہ ہے''۔

میں نے پھر ان جنوں سے صاحب قبر کے بارے میں دریافت کیا۔ جواب ملا' ایک روز ہم تالاب کے کنارے بیٹھے محبت کا ذکر کر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے سلام کیا۔ ہم نے جواب دے کر پوچھا ''کہاں سے آرہے ہو؟'' اس نے کہا ''نیشا پور سے آرہا ہوں'' ہم نے پوچھا ''کب چلے تھے'' کہا ''سات روز ہوئے''۔ ہم نے پوچھا ''گھر سے نکلنے کا سبب؟'' اس نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی۔

وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (ت ۵۴۔ س زمر۔ ۳۹)

(اور اپنے ربّ کی طرف رجوع کرو اور اس کے حضور گردن جھکاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو)

ہم نے پوچھا ''انابت کیا ہے؟'' جواب ملا ''انابت یہ کہ اپنے ربّ کی طرف رجوع کر کے اسی کا ہو رہے۔ تسلیم کیا ہے؟ اس نے کہا اپنی جان اس کے سپرد کر دے اور جانے کہ خدا میری بہ نسبت اس کا زیادہ مستحق ہے۔ ہم نے پوچھا اور عذاب؟ عذاب کا مفہوم بتانے کے بجائے اس نے ایک چیخ ماری اور جاں بحق ہوا۔ (رحمۃ اللہ علیہ) مجھے سن کر تعجب ہوا میں قبر کی بالیں پر گیا تو وہاں نرگس کے پھولوں کا گلدستہ رکھا ہوا تھا اور قبر پر یہ عبارت تحریر تھی۔ ''ھـذا قبر حبیب اللہ قتیل الغیرۃ''۔ ''یہ اللہ تعالیٰ کے دوست کی قبر ہے جسے غیرت عشق نے مارا'' وہاں مجھے ایک ورق ملا جس پر انابت کا مفہوم لکھا ہوا تھا جسے میں نے پڑھا۔ ان لوگوں نے اس کی تفسیر چاہی۔ میں نے اس کی تفسیر کی' جسے سن کر ان پر مسرت و طرب کی کیفیت چھا گئی اور کہا ''ہمیں اپنے مسئلہ کا جواب بھی مل گیا''۔

شیخ ابراہیم خواص فرماتے ہیں' اس کے بعد مجھے نیند آئی اور سو گیا۔ آنکھ کھلی تو میں نے خود کو مسجد

عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب پایا۔ میرے نزدیک ہی پھولوں کی یہ پنکھڑیاں تھیں۔ حضرت شیخ کے پاس وہ پنکھڑیاں سال بھر تک تروتازہ اور خوشبودار رہیں۔ ایک سال بعد وہ پنکھڑیاں خود بخود غائب ہو گئیں۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم)

اور بو پہنچ گئی

شیخ ابواسحاق نے دیکھا کہ ایک نہایت مہیب بڑے منہ والا سانپ ان کی جانب بڑھ رہا ہے۔ اس کے منہ میں خوشبودار پھولوں کی شاخیں ہیں اور وہ سانپ کہہ رہا ہے اپنے مضرات کے ساتھ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ یہاں تمہاری کیا ضرورت؟ مولا پاک اس بندہ حق کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ وہ اپنے دوستوں سے باخبر ہے۔ یہ دیکھ کر شیخ ابواسحاق بے ہوش ہو گئے۔

شیخ ابواسحاق حج کے ارادہ سے تنہا سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں رات کو ایک جگہ پڑاؤ کر لیا تھا۔ چاندنی چھٹکی ہوئی تھی' تھکے ماندے تھے' نیند نے آگھیرا۔ ابھی اچھی طرح سوئے نہیں تھے کہ کان میں کسی کے کراہنے کی آواز آئی۔ اٹھ کر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ضعیف انسان زندگی کی آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ انہیں دیکھا تو کہا: اے ابواسحاق! میں کل سے تمہارا منتظر ہوں۔ اس ویرانے میں نہ کوئی آبادی تھی نہ دور دور تک مکان کا نام ونشان' ضعیف مرد کے قریب ہی پھولوں کے ڈھیر موجود تھے۔ کچھ پھول تو ایسے تھے جو معروف ومشہور ہیں' مگر ان میں کچھ ایسے پھول بھی تھے جنہیں اسحاق نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

شیخ اسحاق نے پوچھا ''آپ کہاں کے باشندے ہیں؟'' ضعیف مرد نے پتہ بتایا اور عرض حال کیا کہ میں ایک خوشحال گھرانے کا عزت دار انسان تھا' میرے دل میں تنہائی کی خواہش پیدا ہوئی۔ جنگل اختیار کیا' بیابانوں کی خاک چھانی اور اب موت کے دروازے پر دستک دے رہا ہوں۔ میں نے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعا کی کہ اس وقت اللہ کا کوئی دوست یہاں آجائے۔ سو تم آگئے۔ شیخ ابواسحاق نے مرد ضعیف سے اس کے والدین اور کنبہ کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا ''ماں' باپ' بھائی' بہن سب ہیں''۔ شیخ اسحاق نے پوچھا کیا ان لوگوں کی یاد نہیں آتی؟'' مرد ضعیف نے کہا یوں تو کبھی نہیں آتی تھی۔ لیکن آج مجھے خواہش ہوئی کہ ان کی بو حاصل کروں تو وحشی درندوں اور جنگل کی مخلوق نے مجھ پر رحم کھایا اور مجھے اس باغ میں لا کر آرام پہنچایا۔ مرد ضعیف ابھی اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ شیخ ابواسحاق کی نظر اس مہیب سانپ پر پڑی۔

شیخ ابواسحاق ہوش میں آئے تو اس مرد خدا کا وصال ہو چکا تھا۔ اسی عالم بیخودی میں شیخ کو پھر

نیند آ گئی۔ جب بیدار ہوئے تو حجاز کے راستے پر تھے۔ فریضہ حج سے فارغ ہو کر انہوں نے اس مرد باصفا کے وطن کا سفر کیا۔ وہاں انہیں ایک عورت ملی جس نے پانی کا برتن اٹھا رکھا تھا۔ ابو اسحاق کہتے ہیں وہ اس مرد صالح کے بہت مشابہ تھی۔ اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا۔ ابو اسحاق میں تین روز سے تیری منتظر تھی۔ اس مرد کا حال بتاؤ۔ شیخ نے سارا ماجرا سنا دیا۔ جب اس بات کا ذکر کیا کہ اس نے کہا' آج مجھے خواہش ہوئی کہ ان کی بو پاؤں تو عورت چیخ مار کر گری' اور یہ کہتے ہوئے کہ آہ! بو پہنچ گئی' اپنی جان دے دی۔ اس کے بعد کچھ اور خوش پوشاک عورتیں کمر میں پٹکے باندھے نکلیں اور انہوں نے اس کی تجہیز و تکفین کی۔

اولیاء اللہ کا مرکز

بحری سفر درپیش تھا' تاجروں کے ساتھ مال تجارت بھی تھا اور عزم حج بھی' یک بیک کشتی ٹوٹ گئی بہت جتن کئے گئے مگر اموال تجارت بچانے کی کوئی سبیل پیدا نہیں ہوئی۔ ادھر حج کے ایام بالکل قریب آ گئے۔ فرصت اگر چند روز کی اور اجازت دیتی تو ممکن تھا مال تجارت بچانے کی راہ نکل آتی۔ ایک تاجر جس کا پچاس ہزار دینار کا سرمایہ ساتھ تھا اس نے سب چھوڑ کر حج کی حاضری کو مقدم کیا۔ اس کے چند ہمراہی تاجروں نے کہا تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا ''بخدا اگر مجھے دنیا بھر کا مال مل جائے پھر بھی میں اسے ادائے حج اور اولیاء اللہ کی ملاقات پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ میری نگاہوں نے ان کی عظمت پہچان لی ہے''۔ ہمراہیوں نے دریافت کیا ''آخر کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ''۔ اس نے کہا۔

''ایک مرتبہ ہم خشکی کے راستے سفر حج کر رہے تھے' پانی ختم ہو گیا۔ سب پیاس سے پریشان تھے۔ میں پورے قافلہ کا چکر لگایا۔ مگر قیمت دینے پر بھی کہیں پانی میسر نہیں آیا۔ پیاس کے غلبہ نے بے حال کر دیا۔ اس وقت میں ایک طرف چل پڑا۔ وہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی۔ اس کے پاس ایک برچھی تھی اور ایک چھاگل' اس نے میری پیاس دیکھی تو حوض جیسی ایک جگہ پر اپنی برچھی زمین میں ماری اور پانی نالی بنا کر برچھی کی جڑ سے جاری ہو گیا۔ دیکھتے دیکھتے حوض بھرنے لگا' میں نے پہلے تو خوب پی کر سیرابی حاصل کی اس کے بعد اپنا مشکیزہ بھرا اور تمام ساتھیوں کو جا کر بتایا۔ اس طرح سب آسودہ ہوئے۔

اب آپ ہی لوگ بتائیں ایسے ایسے مردان حق جمع ہوتے ہیں ان مقدس مقامات کی حاضری کیسے ترک کی جا سکتی ہیں۔

چھ کے صدقے چھ لاکھ مقبول

میدان عرفات میں شب کا آخری حصہ تھا۔ حجاج کرام سے سارا میدان بھرا پڑا تھا۔ حضرت ابوعبداللہ جوہری علیہ الرحمہ شب بیداری کے بعد تھوڑی دیر کے لئے سو گئے۔ خواب دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے نازل ہوئے۔

پہلا فرشتہ: امسال کتنے لوگوں نے حج کیا۔

دوسرا فرشتہ: چھ لاکھ انسانوں نے مگر ان میں سے صرف چھ کا حج قبول ہوا۔ شیخ جوہری نے سنا تو انہیں نہایت دکھ ہوا اور انہوں نے چاہا کہ اپنے منہ پر طمانچے لگائیں اور زور زور سے اپنی حرماں نصیبی پر ماتم کریں۔ اتنے میں مزید سنا۔ دوسرا فرشتہ: جن لوگوں کا حج مقبول نہیں ہوا۔ رب تعالیٰ نے ان کے حق میں کیا فیصلہ فرمایا؟ پہلا فرشتہ: کریم نے ان پر نظر کرم فرمائی۔ اس نے چھ مقبولوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ بخش دیئے اور چھ کے صدقے میں چھ لاکھ کا حج قبول فرما لیا۔ اس کا فضل بے نہایت اور اس کی عطا بیشمار ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۔

وہی جاتا ہے اس در تک جسے مولا بلاتا ہے

حضرت علی بن موفق کا یہ ساٹھواں حج تھا۔ حرم شریف میں تھے ان کے ذہن میں خیال آیا کہ کب تک حج کے لئے ہر سال ویرانوں اور جنگلوں کی خاک چھانو گے اتنے میں نیند کا غلبہ ہوا سو گئے اور کسی پکارنے والے کی آواز سنی۔

''اے موفق کے فرزند! تم اپنے گھر اسی کو تو بلاتے ہو جسے دوست رکھتے ہو تو اس کے لئے مژدہ جسے اس کے مولا نے دوست رکھا اور اپنے گھر بلا کر مقام بلند سے سرفراز کیا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے خانہ کعبہ کے پاس ایک جوان کو دیکھا جو پیہم نماز پڑھتا اور رکوع و سجود کرتا چلا جا رہا تھا رکنے کا نام ہی نہ لیتا انہوں نے پاس جا کر کہا تم تو بہت نماز پڑھتے چلے جا رہے ہو جواب دیا میں از خود کیسے واپس ہو جاؤں انتظار ہے کہ اجازت ملے تو جاؤں۔ شیخ ذوالنون مصری فرماتے ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ اس جوان کے اوپر ایک رقعہ گرا جس میں یہ لکھا ہوا تھا یہ خط خدائے عزیز و غفار کی جانب سے اس بندہ شاکر و مخلص کے لئے ہے واپس جا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں۔

زمزم کی لذتیں

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے پاس تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص کپڑے میں منہ چھپائے ہوئے چاہ زمزم کے پاس گیا اپنی ایک چھاگل میں آب زمزم نکال کر پیا۔ کہتے ہیں اس کا بچا ہوا پانی میں نے لے کر پیا تو اس میں مجھے ایسے شہد آمیز پانی کا مزہ ملا جس سے عمدہ کبھی مجھے میسر ہی نہ ہوا اسکے بعد نظر پھیری تو وہ جا چکے تھے۔

دوسرے روز یہ چاہ زمزم کے پاس ان کے انتظار میں بیٹھے رہے آج بھی دیکھا کہ وہ بزرگ چہرے پر کپڑا ڈالے ہوئے تشریف لائے اور ایک ڈول سے پانی نکال کر پیا کہتے ہیں ان کا بچا ہوا پانی آج جو میں نے پیا تو اس میں شکر ملے ہوئے دودھ کا نادر و نایاب ذائقہ تھا فرماتے ہیں میں نے آج تک زندگی میں اس قدر لذیذ مشروب کبھی نہیں پیا جتنا لذیذ اس مرد خدا کا بچا ہوا زمزم شریف تھا۔

کعبہ روحانیوں کا مرکز

حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اللہ کے ولی کا لوگوں سے خلط ملط رکھنا باعث ذلت ہے اور لوگوں سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنا اس کے لئے باعث عزت ہے یہ مقرب طبقہ خلق سے متنفر تنہا رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن صالح مشغول بحق تھے۔ فضل الٰہی ان کے شامل حال تھا لوگوں سے بچنے کے لئے ایک شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کا رخ کیا کرتے تھے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ پہنچے وہاں بہت روز رہ گئے۔ حضرت سہل بن عبداللہ نے پوچھا: ''یہاں تو آپ کا قیام کافی دنوں رہا۔'' فرمایا: کیوں نہ ہو اس جیسا کوئی شہر میں نے دیکھا ہی نہیں جہاں اس سے زیادہ نزول رحمت و برکت ہوتا ہو یہاں صبح و شام فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے اس شہر مبارک میں میں نے بے شمار عجائبات دیکھے ہیں میں یہاں فرشتوں کو مختلف صورتوں میں مصروف طواف دیکھتا ہوں جو کچھ بھی دیکھتا ہوں ذکر کروں تو ناقص الایمان لوگ باور نہ کریں۔''

حضرت سہل نے عرض کیا: ''ان احوال کے بارے میں سے کچھ مجھے افادہ فرمائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''کوئی ولی کامل ایسا نہیں جو مکہ مکرمہ میں شب جمعہ نہ آتا ہو میں نے یہاں اسی لئے قیام کیا ہے میں ان اولیاء کے عجائب کا نظارہ کرتا ہوں میں نے مالک بن قاسم جیلی رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ کو دیکھا وہ تشریف لائے تو ان کے ہاتھ پر کھانے کا اثر تھا میں نے پوچھا آپ ابھی کھانا کھا کر آ رہے ہیں، کہنے لگے

استغفر اللہ! ایک ہفتہ سے میں نے کھانا نہیں کھایا ہے معاملہ یہ ہے کہ میں نے اپنی والدہ کو ان ہاتھوں سے کھانا کھلایا اور نماز فجر میں شرکت کے لئے تیزی سے آیا ان کے گھر سے یہاں تک کا فاصلہ نو سو فرسخ تھا' کیا تمہارا اس پر ایمان ہے؟'' حضرت سہل نے کہا جی ہاں! فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ایک مرد مومن سے ملایا۔ راوی بیان فرماتے ہیں کہ نو سو فرسخ کی ایک سو سترہ منزلیں ہوتی ہیں جو تین ماہ ۲۷ روز کی مسافت ہے' موجودہ حساب سے تین ہزار کلومیٹر سمجھئے۔

ایک صاحب باطن نے خانہ کعبہ کے گرد انبیاء و اولیاء اور فرشتوں کی زیارت کی ہے یہ اکثر شب جمعہ میں تشریف لاتے ہیں اسی طرح شب دوشنبہ و شب' پنجشنبہ کو بھی۔ بزرگ نے انبیاء اور اولیاء علیہم السلام' ورضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد شمار کرائی اور اس مقام کا بھی ذکر کیا جہاں وہ حضرات اپنے اہل قرابت اور احباب کے ہمراہ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ انہوں نے حضور انور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جن کے جلو میں اولیاء اللہ کی اتنی بڑی تعداد ہوتی ہے جس کا علم خدائے تعالیٰ ہی کو ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم کے مقابل جمع ہوتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور کچھ انبیاء علیہم السلام رکن یمانی و رکن شامی کے درمیانی حصہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کچھ دوسرے انبیاء علیہم السلام حجر اسود کی طرف بیٹھتے ہیں اور اسی جگہ فرشتوں کی ایک جماعت کو دیکھا حضور خاتم المرسلین ﷺ رکن یمانی کے پاس مع صحابہ و اولیاء تشریف فرما ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام تمام نبیوں سے زیادہ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف صلوٰۃ) کے ساتھ پیار فرماتے ہیں:

یحرف ذلک من له الاطلاع علی الاخبار و الا ثاربل بفهم ذلک من القران۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

ہشام بن عبدالملک کے بارے میں منقول ہے کہ زمام خلافت سنبھالنے سے قبل حج کرنے گیا۔ طواف کے وقت حجر اسود چومنے کی کوشش کی مگر کثرت اژدحام کی وجہ سے کامیاب نہیں ہو سکا اتنے میں لوگوں نے دیکھا کہ ایک درخشندہ رو نورانی پیشانی والے بزرگ تشریف لائے اور حجر اسود سے استلام کے لئے بڑھے تو مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا اور انہوں نے نہایت اطمینان سے حجر اسود کا بوسہ لے لیا لوگوں نے ہشام سے پوچھا: ''یہ کون شخص ہے؟'' ہشام نے کہا: ''میں نہیں پہچانتا۔'' فرزدق شاعر جو اہل بیت کا عاشق تھا وہ بھی وہیں موجود تھا اس نے کہا مگر میں انہیں پہچانتا ہوں اس

نے مدحیہ قصیدہ کہا اور بتایا کہ آپ شہید گلگوں قبا سیدنا امام حسین بن علی المرتضٰی کے شہزادے امام زین العابدین علی ہیں (رضی اللہ تعالٰی عنہم) دو شعر تبرکاً نقل ہیں۔

هـذا ابـن خيـر عبـاد الله كـلهـم هـذا الـنـقـي الـتـقـي الـطـاهر العلم

هـذا الـذي تـعـرف البطحاء وطاته والبيـت يـعـرفـه والـحـل والحرم

''آپ بندگان خدا میں سب سے بہتر شخص کی اولاد ہیں۔ پاکیزہ، متقی، طاہر کوہ بلند ہیں۔ بطحاء ان کے نشان قدم سے آشنا ہے، بیت اللہ اور حل وحرم سب انہیں پہچانتے ہیں۔''

آپ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ روزانہ ہزار رکعتیں پڑھتے تھے سفر میں ہوں یا حضر میں نماز تہجد کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ وضو کرتے تو خشیت الٰہی سے چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا اور نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کانپنے لگتے، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: ''تم نہیں جانتے میں کس کے حضور کھڑا ہوتا ہوں۔'' کبھی آندھی چلتی تو خوف سے بے ہوش ہو جاتے۔ ایک مرتبہ آپ کے مکان میں آگ لگ گئی آپ نماز پڑھ رہے تھے، سر سجدے میں تھا لوگوں نے شور مچایا ''اے فرزند رسول آگ لگی ہوئی ہے مکان سے باہر تشریف لائیں۔'' آپ نے آگ کی مطلق پرواہ نہیں کی یہاں تک کہ آگ بجھ گئی اب آپ نے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس بے پروائی کا سبب دریافت کیا آپ نے ارشاد فرمایا: آتش آخرت کے خوف نے مجھے دنیا کی اس آگ سے غافل کر دیا۔

آپ کے فرمودات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ دعا فرماتے

○ ...... رب العالمین میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ لوگوں کی نظر میں میرا ظاہر اچھا ہو اور حقیقتاً میرا باطن برا ہو۔

○ ...... کچھ لوگ اللہ کی عبادت اس کے خوف سے کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے کچھ لوگ ثواب کی تمنا میں عبادت کرتے ہیں یہ تاجروں کی عبادت ہے کچھ محض شکر نعمت میں عبادت کرتے ہیں یہ بندگان آزاد کی عبادت ہے۔ وضو یا طہارت میں آپ کسی سے مدد لینا ناپسند کرتے تھے۔ وضو کے لئے پانی خود لاتے، سونے سے پہلے پانی لا کر ڈھک دیتے، شب میں بیدار ہو کر مسواک کرتے اس کے بعد وضو کر کے نماز شروع فرماتے دن میں اگر کچھ وظیفہ رہ جاتا تو اسے بھی رات میں پورا فرماتے، چلتے وقت ہاتھ زانو سے ملا کر رکھتے ہاتھوں کو حرکت نہ دیتے، فرماتے۔

○ ...... فخر کرنے والے پر مجھے تعجب ہے ابھی کل تک تو وہ ایک ناپاک نطفہ تھا اور کل پھر ایک

مردار لاشہ بن جائے گا اور اس سے زیادہ حیرت مجھے اس شخص پر ہے جو فانی گھر کے لئے عمل کرتا ہے اور دار البقاء کے کام چھوڑ دیتا ہے۔

مدینہ منورہ کے بہت سے باشندے ایسے تھے جنہیں اپنے معاش کے بارے میں خود کچھ معلوم نہیں تھا کہ کہاں سے آتا ہے کچھ لوگ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو بخیل خیال کرتے تھے مگر جب آپ کا انتقال ہوا اور لوگوں کے گھر ان کی روزی نہیں پہنچی اس وقت راز کھلا کہ رات کی تاریکی میں آپ ان غرباء کے گھر معاش پہنچا دیا کرتے تھے اور ایسے مکانوں کی تعداد سو تھی۔

آپ کے شہزادے امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے والد گرامی نے مجھے پانچ آدمیوں سے بچنے کی وصیت کی۔ فرمایا کہ نہ ان کے پاس بیٹھنا' نہ ان سے دوستی کرنا اور نہ ان کے ہمراہ سفر کرنا۔ (۱) بدکار' فاسق کیونکہ وہ ایک لقمہ یا اس سے بھی کم میں تجھے بیچ دے گا۔ (۲) جھوٹا' کیونکہ وہ فریب نظر اور سراب کی طرح ہے قریب کو دور کر دے گا اور دور کو نزدیک بنا دے گا۔ (۳) احمق' جو تجھے فائدہ پہنچانا چاہے گا مگر اپنی بیوقوفی سے تجھے نقصان پہنچا دے گا۔ کہا جاتا ہے کہ عقل مند دشمن بیوقوف دوست سے بہتر ہے۔ (۴) قاطع رحم (رشتہ داروں سے تعلقات کاٹنے والا) اسے میں نے قرآن مجید میں تین مقام پر ملعون پایا۔''

کسی نے آپ کی شان میں بدزبانی کی اور آپ پر افتراء کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر میں واقعی ایسا ہوں جیسا تو نے بیان کیا تو رب تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں اور اگر ایسا نہیں تو اللہ تعالیٰ تجھے معاف کرے یہ خلق عالی دیکھ کر اس نے آپ سے معافی مانگی اور سر مبارک کا بوسہ لیا پھر کہنے لگا آپ پر میں قربان ہو جاؤں یقیناً آپ ویسے نہیں جیسا میں نے کہا تھا۔ اس خطا کے لئے میرے حق میں دعائے مغفرت فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔'' اس نے کہا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔

ایک بار آپ اپنے مہمان کے ہمراہ دستر خوان پر تشریف فرما تھے۔ خادم تنور سے گوشت کا گرم برتن لا رہا تھا جو آپ کے کسی چھوٹے صاحبزادے کے سر پر گر پڑا وہ صاحبزادے اس طرح جل گئے کہ اسی میں ان کا انتقال ہو گیا آپ نے غلام کو آزاد کر دیا' فرمایا: یہ غلطی تو نے جان بوجھ کر نہیں کی اس کے بعد فرزند دلبند کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے۔

حضرت اسامہ بن زید کے صاحبزادے حضرت محمد بیمار تھے۔ حضرت امام زین العابدین ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت امام کو دیکھ کر محمد بن اسامہ رو پڑے۔

امام زین العابدین: جان برادر! کیا بات ہے آپ کیوں رو رہے ہیں؟

محمد بن اسامہ: مجھ پر ایک قرض ہے اس سے سبکدوشی کی فکر مجھے رلا رہی ہے۔

امام زین العابدین: آپ پر قرض کتنا ہے؟

محمد بن اسامہ: پندرہ ہزار دینار۔

امام زین العابدین: آپ فکر نہ کریں' اس قرض کی ادائیگی میں کردوں گا۔

ایک بار آپ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے راہ میں ایک شخص ملا جس نے شان والا میں نازیبا کلمات کہے' غلام اور خادموں نے یہ بدتمیزی دیکھی تو اسکی جانب لپکے۔ آپ نے فرمایا پھر گالی دینے والے کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہمارا جو حال تم سے مخفی ہے وہ تو اس سے بہت زیادہ ہے جو تم نے بیان کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟ جس میں ہم تمہاری کچھ مدد کرسکیں۔ وہ شخص شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ جسم مبارک پر اس وقت جو چادر تھی آپ نے اتار کر اسے دے دی اور خدام سے ہزار درہم مزید دلوائے اس کے بعد وہ گالی دینے والا ہمیشہ کہا کرتا تھا ''میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ واقعی اولاد رسول میں ہیں۔''

شیخ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے کوئی نادان یہ نہ سمجھ لے کہ آپ دینادار تھے (دنیا کا مال بہت رکھتے) اور خرچ کرتے تھے ایسا نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کریم تھے' سخی اور جواں مرد تھے۔ صاحب مروت اور صاحب فضل و کمال تھے اور خصائل نبویہ سے ہمہ جہت مرصع اور آراستہ پیراستہ تھے۔ دنیا آپ کے پاس آتی تھی مگر اسے جلد اپنے پاس سے دور کر دیتے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ

امام زین العابدین کے شہزادے امام محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ جن کا لقب باقر ہے' حج کے لئے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ جب مسجد الحرام میں پہنچے خانہ کعبہ کو دیکھ کر زار و قطار روئے' آواز بلند ہو گئی۔ خدام و مصاحبین کہنے لگے۔ حضور! لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں آواز پر قابو کریں اور اس طرح رونا بند کریں۔ لوگ کیا کہیں گے؟ فرمایا: ''شاید اللہ تعالیٰ روز حشر میری طرف نگاہ رحمت فرمائے اور نجات بخشے۔''

اس کے بعد انہوں نے طواف کیا اور نفل ادا کرنے کے لئے مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوئے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا گیا کہ سجدہ گاہ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی ہے۔ ایک مصاحب سے فرمایا ''میں رنجیدہ ہوں' میرا دل فکر سے خالی نہیں۔'' سبب پوچھا گیا تو فرمایا جس کے دل میں صاف

ستھرا دین خالص جاگزیں ہوا وہ ماسوی اللہ سے باز رہا اور دنیا کیا ہے؟ کوئی سواری جس پر کچھ دیر سوار ہو لئے یا کوئی کپڑا جسے پہن لیا یا کوئی عورت جسے پا لیا۔ یا کوئی لقمہ جسے کھا لیا۔ اہل دنیا میں صاحبان تقویٰ سب سے کم سامان رکھنے والے اور سب سے زیادہ لوگوں کی امداد کرنے والے ہیں اگر تم انہیں فراموش کر دو تو بھی وہ تمہیں یاد کریں اور اگر تم انہیں یاد کرو تو تمہاری مدد کریں۔ خدا کا حق بہت زیادہ بیان کرنے والے اور خدا کا حکم بہت زیادہ برپا کرنے والے دنیا کو ایک منزل سفر سمجھو کہ شب کو اترے صبح کو کوچ کیا یا کوئی مال جسے خواب میں دیکھا اور بیداری پر کچھ پاس نہیں۔

○ ...... بندہ مومن کا دل غنا و عزت کی جولانگاہ ہے یہ دونوں جب ایسی جگہ پہنچتے ہیں جہاں توکل ہو تو اسی مقام کو اپنا وطن قرار دے لیتے ہیں۔

حضرت کے اس قول کی تشریح میں امام یافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یعنی اگر کسی کے دل میں توکل نہ ہو تو غنا اور عزت دونوں اس سے جدا ہو جاتی ہیں اور دل میں اللہ کے خالص دین کے داخل ہونے کا مطلب رب تعالیٰ کی محبت ہے کیونکہ دین خالص کیلئے حقیقت محبت ضروری ہے۔ جس قلب میں حب صادق ہو گی وہیں دین خالص بھی ہو گا۔ اس وقت وہ دل محبوب حقیقی کے ساتھ مشغول ہو کر اس کے علاوہ سے اعراض کرے گا اور وہ محض اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ سننے اور دیکھنے کا تعلق رکھے گا اور اس قول حبیب قلبی به سمعی به بصری ۔ وہ میرے دل کا محبوب ہے۔'' اسی سے میرا دیکھنا اور اسی سے میرا سننا ہے'' کا یہی مطلب ہے اور اس کا ثبوت یہ حدیث ہے کہ کسی شئی کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عطاء کا قول ہے۔ میں نے علماء کو کسی کے سامنے علم و فضل کے اعتبار سے اتنا کمتر نہ دیکھا جتنا محمد بن علی بن حسن کے سامنے دیکھا۔ ان کے بالمقابل بڑے بڑے اہلِ علم کم درجہ معلوم ہوتے ہیں۔

بقر کا معنی چاک کیا باقر کا معنی چاک کرنے والا بعض اہل لغت نے فرمایا' امام محمد بن علی کو ''باقر'' اسی لئے کہا گیا کہ انہوں نے علوم کو چاک کیا اور ان میں وسعت و کشادگی پیدا کی۔

سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' میرا ایک بھائی میری نگاہ میں بڑا تھا۔ وہ میری نگاہ میں عظیم اس لئے ہوا کہ دنیا اس کی نگاہ میں حقیر تھی۔'' رضی اللہ عنہ۔

حق تعالیٰ کی محبت میں فدا ہیں باقر — واصل اللہ سے غیروں سے جدا ہیں باقر
ان کا ہر لمحہ ہے ایمان و اطاعت بردوش — کیا بھلا اہل ہوس جانیں کہ کیا ہیں باقر
آل و اصحاب کے انوار کا مجموعہ عطر — سرور و حیدر و شبر کی دعا ہیں باقر

ہیں وہ اصحاب محمد کی ولا میں سرشار مصطفیٰ سے نہ صحابہ سے جدا ہیں باقر
ان کی جانب کسی فتنہ کو نہ منسوب کرو وارث دولت ارباب ردا ہیں باقر

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

حضرت لیث بن سعد راوی ہیں' میں ۱۱۳ھ کے حج میں پیدل چل کر حاضر ہوا۔ مکہ میں ایک روز نماز عصر کے بعد بوقیس کی پہاڑی پر چڑھا تو وہاں ایک مرد حق کو دعا و ذکر میں مشغول پایا (اس کے بعد ذکر و دعا کی تفصیل اس طرح ہے) وہ کہنے لگا۔ یا ربّ یا رب...... یہاں تک کہ سانس پھول گیا۔ یا رباہ یا رباہ...... پوری ایک سانس بھر کہتا رہا۔ یا اللہ یا اللہ...... پوری ایک سانس بھر کہتا رہا۔ یا حی یا حی...... پوری ایک سانس بھر کہتا رہا۔ یا رحمٰن یا رحمٰن...... پوری ایک سانس بھر کہتا رہا۔ یا رحیم یا رحیم...... پوری ایک سانس بھر کہتا رہا۔ یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین ۷ مرتبہ یہاں تک سانس پوری ہوگئی۔ پھر دعا کی "مالک و مولا! میں انگور کھانا چاہتا ہوں مجھے کھلا اور مولا! میری چادریں پھٹ گئی ہیں۔" حضرت لیث بیان کرتے ہیں ابھی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ انگور سے بھری ہوئی ایک ٹوکری وہاں موجود تھی۔ حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور کا موسم نہیں تھا اور دو چادریں بھی موجود تھیں۔ اس مرد حق نے انگور کھانا چاہے' میں نے عرض کیا میں بھی حصہ دار ہوں۔ فرمایا: وہ کیسے؟ میں نے عرض کیا آپ جب دعا کر رہے تھے میں آمین کہہ رہا تھا۔ فرمایا آگے آؤ تم بھی کھاؤ۔ میں نے قریب پہنچ کر انگور کے دانے کھائے۔ اتنے لذیذ انگور میں نے عمر میں کبھی نہیں کھائے تھے۔ ان میں بیج بھی نہیں تھے میں شکم سیر ہوگیا مگر انگوروں میں کمی نہیں آئی پھر فرمایا: ان چادروں میں سے جو پسند ہو لے لو۔ میں نے عرض کیا چادر کی مجھے حاجت نہیں پھر فرمایا: "تخلیہ کرو' میں کپڑے بدل لوں۔" میں ایک طرف ہوگیا انہوں نے ایک چادر کا تہبند بنایا اور دوسری اوڑھ لی اور اتاری ہوئی چادریں ہاتھ میں لئے بوقیس سے نیچے اترے' میں بھی ہمراہ چلا' مسعیٰ پر پہنچے تو ایک شخص ان کے قریب آیا اور التجا کی اے فرزند رسول ﷺ! جنت کے جوڑوں میں سے کوئی جوڑا پہننے کو عطا فرمایئے۔ اتاری ہوئی چادریں آپ نے اس کے حوالے کیں اور آگے تشریف لے گئے۔ لیث بن سعد نے پوچھا یہ کون تھا؟

جواب ملا' گل گلزار زہراء فرزند شہید کربلا ابن امام باقر حضرت جعفر بن محمد بن علی ہیں۔

حضرت لیث بن سعد کہتے ہیں یہ سن کر میں آپ کو تلاش کرنے کے لئے دوڑا تاکہ فیضان نبوت کی کچھ کرنیں سمیٹ سکوں مگر افسوس کہ آپ کو نہ پاسکا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد   روئے گل سیر ندیدیم وبہارا آخر شد

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ آپ کے اقوال بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا سلامتی کا حصول بڑا دشوار ہے اس کی راہیں بھی مخفی ہیں اگر سلامتی مل سکتی ہے تو گمنامی میں' اگر اس میں بھی نہ ملے تو خلوت میں اور خلوت گمنامی کی طرح نہیں اور اگر اس میں بھی نہ ملے تو خاموشی میں اور خاموشی خلوت کی طرح نہیں ہے اور اگر سلامتی خاموشی میں بھی نصیب نہ آئے تو قدیم بزرگوں اور نیک بندوں کے کلام میں ملے گی۔ نیک بخت وہ ہے جسے خود اپنی ذات میں خلوت حاصل ہو جائے۔

روزانہ عز وشرف ہے خلوت   نفس شعلہ ہے برف ہے خلوت
فاصل خلق' حق سے واصل ہے   گوشہ اہل ظرف ہے خلوت

امام جعفر اور منصور خلیفہ

خلیفہ منصور عباسی کے بارے میں روایت ہے کہ کسی بات پر ناراض ہو کر اس نے اپنے سپاہیوں کو حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا' برافروختگی زیادہ تھی' قتل کی دھمکی دے چکا تھا۔ حضرت امام جب تشریف لائے تو اس نے تہدید آمیز باتیں کیں اور کہا اہل عراق نے آپ کو اپنا امیر بنایا ہے اور اپنی زکوۃ آپ کو دیتے ہیں اور آپ میری خلافت سے بغاوت کر کے فساد برپا کرنا چاہتے ہیں خدا مجھے قتل کرے اگر میں آپ کو قتل نہ کروں۔ امام محترم نے نہایت متانت سے جواباً ارشاد فرمایا: امیر المؤمنین! حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت وحکومت عطا کی گئی تو انہوں نے رب تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا۔ حضرت ایوب علیہ السلام دنیاوی مصیبت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے صبر فرمایا اور حضرت یوسف علیہ السلام پر ظلم وزیاتی ہوئی تو انہوں نے عفو ودرگزر سے کام لیا۔

حضرت کے اس کلام کو سن کر منصور کا غصہ فرو ہو گیا' ایذا کا خیال ترک کر دیا اور وہ خوش ہو کر آپ کی تعریف کرنے لگا وہاں سے واپسی پر کسی نے دریافت کیا۔ حضور! آپ نے منصور کے پاس جانے سے قبل کچھ دعا فرمائی تھی وہ دعا کیا تھی' ارشاد فرمایا: وہ یہ دعا یہ تھی۔

''اللھم احرسنی بعینك التی لا تنام واکنفنی بکنفك الذی لا یرام واغفرلی بقدرتك علی لا اھلك وانت رجائی اللھم انك اجل واکبر مما اخاف واخذر اللھم بك ادفع فی نحرہ واعوذبك من شرہ۔''

آپ نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اللہ تعالیٰ جسے کوئی نعمت عطا فرمائے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اور جسے روزی

کی تنگی ہو اسے چاہئے کہ استغفار پڑھے اور جو کسی کام کی وجہ سے رنجیدہ وفکر مند ہو اسے چاہئے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا ورد کرے۔

اہل نعمت کو شکر لازم ہے　　تنگ دستو! پڑھو تم استغفار
ہم وغم کا علاج ہے لا حول　　ہے یہ ارشاد سیّد ابرار

جوان صالح

حضرت شفیق بلخی صوفیائے متقدمین میں ممتاز ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ بلخ سے ۱۴۹ھ میں حج کے ارادے سے نکلے' مقام قادسیہ میں رکے اور اہل قافلہ کے حالات کا جائزہ لینے لگے دیکھا کہ لوگ کیسی کیسی زینت کی چیزوں سے آراستہ ہیں۔ اتنے میں ان کی نظر ایک خوبصورت نوجوان پر پڑی جس کے جسم پر اعلیٰ قسم کا لباس تھا اوپر سے اونی شال اوڑھے' پیروں میں جوتیاں سب سے کنارہ کش ایک جانب بیٹھا تھا۔ شیخ شفیق نے خیال کیا کہ یہ کوئی صوفی نوجوان ہے اور جوش میں بے راحلہ وزاد سفر نکل پڑا ہے لوگوں پر بار بننا چاہتا ہے میں چلوں اور اسے سمجھاؤں' اس سے قبل کہ حضرت شفیق کچھ کہیں' نوجوان نے کہا

اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ فَاِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (۴۹'۱۲)

بہت گمان سے بچو! بعض گمان گناہ ہے۔

اور اٹھ کر چلا گیا۔ حضرت شفیق کو ندامت ہوئی کہ یہ تو کوئی بندہ صالح ہے اور میں نے اس کے بارے میں کچھ اور سوچا پھر اسے میرے دل کی بات پر اطلاع بھی گئی۔ میں اب پھر اس سے ضرور ملوں گا اور معافی چاہوں گا حضرت شفیق تیزی سے اس جوان صالح کے پیچھے دوڑے وہ نگاہوں سے غائب ہو گیا حاجیوں کا قافلہ وہاں سے روانہ ہو کر مقام واقصہ میں پہنچا۔ حضرت شفیق نے دیکھا کہ جوان صالح مشغول نماز ہے۔ اس کے اعضاء تھر تھر کانپ رہے ہیں' آنکھوں سے اشک رواں ہیں۔ حضرت شفیق نے سوچا اچھا موقع ہے نزدیک پہنچ کر نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے اس بار بھی ان کے کچھ کہنے سے قبل ہی کہا اے شفیق! اس آیت مبارکہ کی تلاوت کر وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی (طٰہٰ ۲۰'۸۲) اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ حضرت شفیق نے سوچا یہ جوان طبقہ ابدال میں سے ہوگا۔ میرے دل کی بات اس نے دوبارہ بیان کر دی۔ حضرت شفیق نے اسے تیسری بار منیٰ میں دیکھا۔ پانی کی چھاگل لئے کنویں کے پاس کھڑا تھا چھاگل ہاتھ سے چھوٹ کر کنویں میں گر پڑی۔ اس نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور مناجات کی۔ ایک شعر پڑھا او

رکھا۔

بارالہا! تو جانتا ہے کہ میرے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو یہ مجھے حاصل کرا دے' حضرت شفیق فرماتے ہیں واللہ العظیم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر تک ابل آیا مرد حق نے اپنی چھاگل پانی سے بھر کر نکالی اور وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ نماز سے فراغت پا کر ایک رتیلے ٹیلے پر چڑھا اور بالو اٹھا کر چھاگل میں ڈالتا جاتا اور جنبش دے دے کر پیتا جاتا تھا۔ شیخ شفیق نے قریب پہنچ کر سلام کیا۔ جواب پایا

حضرت شفیق: حضور! مجھے اپنے پیالہ کا جھوٹا عطا فرمایئے اور خدا نے آپ کو جو نعمت دی ہے اس کا کچھ بچا ہوا حصہ مجھے بھی دیجئے۔

مرد صالح: اے شفیق اللہ تبارک وتعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہیں۔ اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو۔

یہ فرما کر پیالہ حضرت شفیق بلخی کے حوالے کر دیا۔ حضرت شفیق بیان کرتے ہیں اس میں شکر آمیز نہایت خوشبودار ستو تھا بخدا اس سے لذیذ کوئی شئے میں نے اپنی زندگی میں نہیں پی ہوگی اس کا اثر یہ ہوا کہ میری بھوک پیاس مٹ گئی اور کئی روز تک اس طرح رہا کہ کھانے پینے کی کوئی خواہش نہ ہوئی پھر اس جوان صالح سے وہاں ملاقات نہیں ہوئی جب ہم لوگ مکہ مکرمہ میں پہنچے آدھی رات کو ذخیرہ آب کے پاس میں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا' عجز و نیاز' آہ و گریہ میں ڈوبی ہوئی نماز' غور سے دیکھا تو وہی میرا صاحب واقعہ تھا۔ اس نے تمام شب اسی طرح گزار دی صبح کے وقت مصلے ہی پر بیٹھا تسبیح خوانی کرتا رہا پھر نماز فجر پڑھی خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مسجد حرام سے نکلا وہاں اس کے غلام وخدام نظر آئے۔ حضرت شفیق نے دوران سفر جس حال میں دیکھا تھا یہاں اس سے مختلف پایا لوگ اس کے گرداگرد جمع ہو گئے۔ سلام وآداب کرنے لگے۔

حضرت شفیق بلخی کو یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی انہوں نے ان کے قریب ایک آدمی سے پوچھا یہ صالح جوان کون ہے؟ جواب ملا' یہ حضرت امام موسیٰ بن صادق رضی اللہ عنہما ہیں۔

حضرت شفیق بلخی نے زبان اعتراف سے کہا یقیناً ایسی عظیم کرامات وخوارق ایسے فرزند رسول ہی کے ہو سکتے ہیں۔

رسول پاک کے گلشن کا ایک بوٹا زمانے بھر کے گلستانوں سے نرالا ہے
یہیں پہ دین وشریعت نے پرورش پائی انہی کے دم سے طریقت کا بول بالا ہے

نبی کے لالوں کا سوزِ نفس ہے یہ جس سے ــــــ حرم میں نور ہے اقصیٰ میں بھی اجالا ہے

نگاہِ کشف

مسجد حرام میں ایک کمبل پوش فقیر کو حضرت ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا وہ لوگوں سے کچھ سوال کر رہا تھا۔ انہوں نے دل میں سوچا یہ شخص ضرور لوگوں پر بار ہو گا۔ ادھر ان کے ذہن میں یہ بات ابھری' ادھر اس نے ان کی جانب دیکھا اور کہا: ''یہ جان لو کہ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے' اللہ سے ڈرو'' اس کی یہ بات سن کر شیخ ابو سعید نے دل ہی دل میں اس بدگمانی سے توبہ کی۔ اس نے دوبارہ ابو سعید خراز کی طرف توجہ دی اور کہا: ''اے ابو سعید! وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے۔''

تو نے جیب سے لیا اور میں نے غیب سے

ایک بزرگ قافلہ کے ساتھ بیابان میں سفر کر رہے تھے۔ سب لوگ سواری پر تھے۔ انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جو آگے آگے پیدل چل رہی تھی۔ بزرگ نے یہ سوچا یہ آگے آگے اس خوف سے چل رہی ہے کہ پیچھے پیچھے پیدل چلنے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ قافلہ آگے نکل جائے اور یہ پیچھے رہ جائے کچھ سوچ کر بزرگ نے اپنی جیب سے چند درہم نکالے اور خاتون کو دیئے اور کہا ''آگے چل کر قافلہ پڑاؤ کرے تو میرے پاس آنا میں لوگوں سے پیسے جمع کر کے تیرے لئے سواری کا انتظام کر دوں گا۔'' عورت نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا اس کی مٹھیاں درہموں سے بھر گئیں۔ اس نے وہ مٹھی بھر درہم بزرگ مرد کی طرف بڑھا دیئے اور کہا: ''تو نے جیب سے لیا......اور میں نے غیب سے لیا۔''

مقصود ترا جلوہ ہے

ایک عارفہ خاتون کو لوگوں نے دیکھا' خانہ کعبہ کا غلاف تھامے کہہ رہی تھی اے دلوں کے محبوب میرا تیرے سوا کون ہے؟ تو ہی اپنے زائر پر رحم فرما اب صبر کا یارا نہیں' تیرے شوق کی فراوانی ہے دل کو تیرے سوا کسی کی محبت گوارا نہیں تو ہی میرا سوال ہے' تو ہی میری آرزو اور تو ہی میری مراد ہے۔ کاش مجھے اس بات کا علم ہو کہ تیری ملاقات کب نصیب ہو گی؟ میرا مقصود جنت کی نعمتیں نہیں مگر ہاں جنت چاہتی ہوں تو صرف اس لئے کہ وہاں تیرا دیدار ہو گا۔

تو ہی محبوب ہے، مسجود ہے تو　　میرا مطلوب ہے، مقصود ہے تو
قلب ویراں کو بسا دے میرے　　ہر گھڑی، ہر کہیں موجود ہے تو
خلد میں جلوہ عطا کر مجھ کو　　میں ترا عبد ہوں معبود ہے تو

صبر و توکل

توکل علی اللہ کے راہرو، شیخ ابوعبدالرحمٰن بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ راہ میں بغداد ملا۔ اس سے گزرے مگر حضرت جنید بغدادی سے بھی ملاقات نہیں کی۔ ریاضت و مجاہدہ کا یہ حال کہ چالیس روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا ہر وقت باوضو رہتے، بغداد سے آگے بڑھ کر دوران سفر بیابان سے گزر رہے تھے، پیاس کا غلبہ تھا ایک کنواں نظر آیا جہاں انہوں نے دیکھا کہ اس کا پانی لبالب ہے اور ہرن پانی پی رہا ہے مگر جب یہ کنویں کے قریب پہنچے اور ہرن سیراب ہو کر روانہ ہو گیا تو کنویں کا پانی اندر چلا گیا یہ دیکھ کر ان کے دل میں یہ خیال آیا مالک و مولا! تیرے نزدیک میری قدر کیا اس ہرن کے برابر بھی نہیں؟

اتنے میں آواز آئی میں نے تیری آزمائش کی مگر تو نے صبر کا دامن چھوڑ دیا، جا پانی پی۔ ہرن رسی ڈول کے بغیر تھا اور تو رسی ڈول کے ساتھ ہے تجھ میں اور اس میں بڑا فرق ہے۔

یہ آواز غیبی سن کر شیخ ابوعبدالرحمٰن دوبارہ کنویں پر گئے تو پانی اس کی منڈیر تک لبریز تھا انہوں نے چھاگل کو پانی سے بھرا اور اسی پانی سے مدینہ منورہ تک پورے سفر میں پیتے اور وضو کرتے رہے مگر وہ ختم نہیں ہوا۔ حج و زیارت کے بعد واپسی کے وقت جامع مسجد بغداد میں داخل ہوئے۔ شیخ ابوعبدالرحمٰن کو سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی نے دیکھتے ہی فرمایا ''اگر تم ذرا صبر سے کام لیتے تو پانی تمہارے پیروں تلے سے جاری ہوتا۔''

ہر صبح کو غول پرندوں کا دانہ چگنے کو جاتا ہے
جو جس کے نام کی روزی ہے ہر طائر اتنا پاتا ہے
اللہ نگہبان ہوتا ہے اپنے متوکل بندوں کا
گہرے کنویں کا پانی خود پیاسوں تک چل کر آتا ہے

آبِ نیل سے زیادہ شیریں

ایک بندہ خدا جنگل بیابان میں سفر کر رہے تھے انہوں نے ضعیف العمر بے سروسامان سرو پا

برہنہ‘ خستہ حال مسافر کو بھی جاتے ہوئے دیکھا۔ اس کے جسم پر صرف دو کپڑے تھے ایک کو تہبند بنا کر پہن رکھا تھا دوسرے کو چادر کی طرح اوڑھ لیا تھا نہ اس کے پاس کوئی توشہ تھا نہ پانی کا کوئی برتن‘ بندہ خدا نے سوچا کیا خوب ہوتا کہ یہ شخص اپنے ہمراہ کچھ لوٹا وغیرہ لے کر نکلتا تاکہ بآسانی وضو وغیرہ کر سکتا پھر کچھ سوچ کر خود ہی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا‘ موسم بہت گرم تھا کچھ دور چل کر اس نے ضعیف العمر شخص سے کہا گرمی شدید ہے اور تیز دھوپ میں تم ننگے سر ہو‘ کپڑا جو کاندھے پر ہے اسے اپنے سر پر رکھ لو تو کیا حرج ہے؟ اس نے سنی ان سنی کر دی اور چلتا رہا کچھ راستہ اور طے ہوا تپش کی وجہ سے زمین گرم ہو گئی اس نے پھر کہا پاؤں گرمی سے جل رہے ہیں یہ میرے جوتے ہیں کچھ دیر تم پہن کر چلو کچھ دیر میں‘ پاؤں کو تھوڑا آرام مل جائے گا۔ ضعیف العمر نے اسے گھور کر دیکھا۔

ضعیف العمر: تم فضول باتیں بہت کرتے ہو‘ کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی؟ ”من حسن اسلام المرتر که مالا بعنیه“ انسان کی خوبی اسلام میں سے فضول بات چھوڑنا بھی ہے۔

بندہ خدا: میں نے یہ حدیث پاک سنی ہے۔

پھر دونوں خاموش ہو گئے اور سفر جاری رہا وہ دونوں سمندر کے کنارے آ گئے اور چلتے رہے۔

ضعیف العمر: کیا تمہیں پیاس لگی ہے؟

بندہ خدا: ہاں پیاس تو لگی ہے مگر اس جگہ تم میری پیاس کیلئے کیا کر سکتے ہو مرد ضعیف نے اس کے ہاتھ سے پانی کا برتن لیا اور سمندر کے کھارے پانی میں گھس کر اسے بھر لایا اور کہا پیو۔ اس نے جب پانی پیا تو وہ دریائے نیل سے زیادہ صاف اور شیریں تھا وہ بندہ خدا کہتے ہیں کہ میں نے ان بزرگ کی مصاحبت چاہی مگر ناکام رہا اور وہ پانی میں نے ایک بیمار دوست پر چھڑکا تو وہ شفایاب ہو گیا مگر میں پھر انہیں نہیں پا سکا۔ رضی اللہ عنہ‘ نفعنابہ آمین۔

دولت یقین

شیخ فتح موصلی علیہ الرحمہ کو بیابان‘ ویرانے میں ایک نابالغ لڑکا ملا جو پیدل چل رہا تھا اور اس کے لب جنبش کر رہے تھے۔

شیخ فتح‘ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘ لڑکا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘ شیخ فتح: صاحبزادے کہاں کا ارادہ ہے؟ لڑکا: بیت اللہ شریف کا‘ شیخ فتح: زیر لب کیا پڑھ رہے ہو؟ لڑکا: قرآن مجید‘ شیخ فتح: ابھی تو تم احکام شرعیہ کے مکلّف نہیں ہو؟ لڑکا: مجھے پتہ ہے کہ موت مجھ سے چھوٹوں تک کو نہیں چھوڑتی۔ شیخ فتح: صاحبزادے اس کم عمری میں تم نے اتنے عظیم سفر کا

ارادہ کیا ہے تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ لمبا' لڑکا: شیخ محترم! میری ذمہ داری قدم اٹھانے تک کی ہے' منزل تک پہنچانا اللہ تعالیٰ کے کرم پر ہے۔ شیخ فتح: زادِ سفر اور سواری بھی تو تمہارے پاس نہیں؟ لڑکا: یقیناً میرا زادِ سفر ہے اور میرے پاؤں میری سواری۔ شیخ فتح: میاں صاحبزادے! کچھ کھانا پانی تو ساتھ لے لیتے؟ لڑکا: عم محترم! کوئی عزیز اگر آپ کو اپنے گھر دعوت دے تو آپ کو مناسب ہے کہ اپنی روٹی پانی ہمراہ لے کر جائیں۔ شیخ فتح: ہرگز نہیں' لڑکا: میرے مالک و مولا نے بندوں کو اپنے گھر بلایا' اپنے بیت اللہ کی زیارت کا موقع عنایت کیا' بندوں کے ضعیف یقین نے انہیں زادِ سفر لینے پر تیار کیا۔ مگر میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ ادب پیش نظر رکھتا ہوں آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے ضائع کر دے گا؟ یہ باتیں کرنے کے بعد لڑکا وہاں سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ شیخ فتح موصلی کو مکہ مکرمہ میں ملا اور انہیں دیکھ کر بولا شیخ محترم! آپ ہنوز ضعف یقین پر ہیں۔

لگا عزم ویقیں کی بدر مہمیز — منور اپنا بخت شوم کر دے
یقیں سے پانی میں لگ جاتی ہے آگ — یقیں فولاد کو بھی موم کر دے
یقیں جس دل میں ہوتا ہے آباد — وہ دل رہتا ہے غیر حق سے ناشاد
یقیں خود خضر راہ بندگی ہے — یقیں ایمان ہے اور زندگی ہے

رب کھلاتا ہے

رہروان راہ سلوک میں سے ایک صاحب عرب کے ویرانے میں یکہ وتنہا' بے آب ودانہ مصروف ریاضت رہے۔ اسی دوران ان کے دل میں گرم سبزی اور روٹی کھانے کی خواہش ہوئی۔ مگر پھر سوچنے لگے جس سبزی (باقلا) کی مجھے خواہش ہے وہ تو عراق میں پیدا ہوتی ہے اور عراق یہاں سے لمبی مسافت پر ہے۔ اسی خیال میں تھے کہ کسی اعرابی نے آواز لگائی گرم باقلا اور روٹی' آگے بڑھ کر پوچھا تمہارے پاس گرم باقلا اور روٹی ہے؟ اس نے کہا ہاں! اور اپنے جسم کی ایک چادر اتار کر بچھا دی اس پر وہی سبزی اور روٹی گرم گرم رکھ دی اور تقاضا کر کے پیٹ بھر کھلایا۔ چوتھی بار اس نے مزید کھانے کا تقاضا کیا تو انہوں نے پوچھا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو میرے لئے اس بیابان میں بھیجا' بتایئے آپ کون ہیں؟ اعرابی نے کہا میں خضر ہوں اور غائب ہو گئے۔

سلام اللہ ورضوانہ علیہ۔

تلقین میت

مکہ مکرمہ میں ایک جنازہ کی تدفین کے بعد ایک شخص تلقین کرنے لگا اس وقت شیخ نجم الدین اصفہانی مسکرانے لگے لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا۔ تلقین کرنے والا بیٹھا تو صاحب قبر نے کہا۔ الا تعجبون من میت یلقن حیا ۔ کیا تم لوگوں کو تعجب نہیں کہ مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہٖ امین ۔

طے ارض

مرکز عارفاں' مورد کاملاں' مدینہ منورہ میں خاص مرقد نبوی ﷺ کے پاس سر شام ایک سالک نے کسی عجمی زائر کو دیکھا جو سرکار سے رخصت ہو رہا تھا۔ بزرگ نے اس شخص میں روحانی کمال کے آثار دیکھ کر اس کے پیچھے چلنا شروع کیا۔ مسجد ذوالحلیفہ میں جا کر درود شریف پڑھا' اور تلبیہ کہا۔ بزرگ نے بھی ویسا ہی کیا اور ان کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کیا۔ عجمی بزرگ: آخر تم کیا چاہتے ہو؟: میں آپ کی معیت کا خواہش مند ہوں۔ عجمی بزرگ: جی نہیں! اگر مجھے اپنی صحبت سے محروم نہ کریں تو بڑا کرم ہوگا۔ عجمی بزرگ: اچھا ٹھیک ہے۔ اگر سچ مچ ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔

چند ثانیہ دونوں آدمیوں کا سفر جاری رہا۔ سالک کو ان راستوں کی شناخت نہ ہو سکی۔ رات کچھ گزری تو چراغوں کی روشنی نظر آئی۔ عجمی بزرگ نے کہا یہ مسجد عائشہ ہے تم آگے بڑھو گے یا میں چلوں۔

سالک نے کہا آپ جو پسند فرمائیں۔ عجمی بزرگ پہلے' اور سالک ان کے بعد مسجد میں پہنچے سالک وہاں سو رہے۔ صبح ہوئی تو سالک مکہ مکرمہ میں طواف وسعی کر کے اس زمانے کے عظیم بزرگ شیخ ابوبکر کتانی علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوئے۔ شیخ اس وقت دیگر مشائخ کی جھرمٹ میں تشریف فرما تھے۔ انہیں دیکھا تو سلام وکلام کے بعد پوچھا۔ مدینہ منورہ سے کب آئے؟ سالک: رات آیا ہوں۔ شیخ کتانی: وہاں سے کب چلے تھے؟ سالک: شب گزشتہ (اس کے بعد سالک نے سارا واقعہ ذکر کیا تو سب لوگ تعجب سے دیکھتے رہ گئے) شیخ کتانی: شاید تم نہیں جانتے کہ تم نے رات کس کے ہمراہ یہ سفر کیا؟۔ یہ حضرت ابوجعفر دامغانی تھے۔ اس کے بعد شیخ کتانی نے اپنے ساتھوں کو فرمایا کہ جاؤ اور شیخ دامغانی کو تلاش کر و اور سالک کی طرف متوجہ ہوئے۔ "میرے عزیز! تمھارے احوال تو

ایسے نہیں ہیں کہ تم ایک رات میں مدینہ منورہ سے مکہ پہنچ جاؤ۔ بتاؤ حضرت دامغانی کے ہمراہ چلتے ہوئے زمین تمھارے قدموں تلے کیسی محسوس ہو رہی تھی"۔ سالک: بالکل اس طرح جیسے موج رواں کشتی تلے محسوس ہوتی ہے۔

گریہ شکر

ہمارے جان و دل قربان ہوں مکہ مکرمہ، سوق اللیل کے اس مکان کی دہلیز پر جہاں کونین کے سرتاج، رحمت دو عالم، سرکار محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی۔

اس دہلیز پر یہ حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے آنسو بہا رہے ہیں راستہ تنگ ہے، لوگوں کی آمد و رفت ہے۔ انہیں اسی حال میں دور سے حضرت سفیان بن ابراہیم نے دیکھا، حضرت ابراہیم بن ادہم کی نظر سفیان پر پڑی تو دیوار سے چپک رہے۔ سفیان قریب پہنچ گئے۔ اس مقام مبارک پر درود پڑھا اور حضرت ابراہیم سے رونے کی وجہ دریافت کی اور پوچھا یہاں رونا کیسا ہے؟

حضرت ابراہیم: اچھا ہے۔

تفتیش حال کے لئے حضرت سفیان نے دو تین بار چکر لگا کر انہیں دیکھا۔ ہر بار روتے ہی پایا۔ وجہ گریہ جاننے کے لئے حضرت سفیان نے جب کئی بار تقاضا کیا تو جواب ملا۔

حضرت ابراہیم: تیس سال کا عرصہ ہوا مجھے سکبا (ایک قسم کی دلیا، جو کوٹا ہوا گیہوں سرکہ، مصری یا شکر، گوشت اور کشمش ڈال کر بنتی ہے) کھانے کی خواہش ہوئی تھی، رات کیا ہوا کہ خواب میں ایک خوبصورت جوان سے ملاقات ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سبز رنگ کا پیالہ تھا، جس سے بھاپ نکل رہی تھی، اور سکبا کی خوشبو پھیل رہی تھی۔ اس نے لا کر مجھے دیا اور کہا۔ ابراہیم لو اسے کھاؤ، میں نے کہا جو چیز خدا کے لئے ترک کر دی ہو کیسے کھاؤں؟ اس نے کہا کیا خود خدا ہی اگر کھلائے پھر بھی نہیں کھاؤ گے؟ بخدا اس کی بات کا میں کوئی جواب نہ دے سکا۔ سوائے اس کے میری آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ اس نے پھر تقاضا کیا لو کھاؤ، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ میں نے کہا ہمیں یہ حکم ہے کہ بغیر علم کے کوئی چیز اپنے برتن میں نہ ڈالیں۔ اس جوان نے پھر کہا اللہ تعالیٰ تم سے درگزر فرمائے کھالو، یہ طعام مجھے جنت کے داروغہ نے لا کر دیا ہے اور کہا ہے کہ اے خضر! یہ لے جا کر ابراہیم کو کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جان پر رحم فرمایا ہے، اس نے عظیم صبر کیا اور خود کو خواہشات سے روکا۔ تمھیں اللہ تعالیٰ کھلا رہا ہے اور تم منع کر رہے ہو؟ اے ابراہیم! میں نے فرشتوں سے سنا ہے کہ جس شخص کو بے مانگے دیا جائے اور وہ نہ لے اس کا انجام یہ ہوگا کہ ایک وقت طلب کرے گا اور نہ پائے گا۔ میں نے کہا اگر

ایسا ہی ہے تو میں تمھارے روبرو موجود ہوں۔ خدا کا یہ عہد اب تک نہیں توڑا ہے۔

ابھی اتنی بات ہوئی تھی کہ ایک دوسرا نوجوان وہاں آیا اور اس نے حضرت خضر کو کچھ دیا اور کہا لقمے بنا کر ابراہیم کے منہ میں اپنے ہاتھ سے کھلا دو۔ اس کے بعد میں حضرت خضر کے ہاتھ سے کھاتا رہا۔ جب میں سو کر بیدار ہوا تو کھانے کا ذائقہ میری زبان پر اور رنگ زعفران ہونٹوں پر موجود تھا۔ میں نے چاہ زمزم پر جا کر منہ دھویا' کلی کی مگر نہ زبان سے لذت دور ہوئی نہ لبوں سے رنگ زعفران' حضرت سفیان نے ان کے ہونٹوں پر غور کیا تو اس وقت بھی رنگ زعفران موجود تھا۔ حضرت سفیان نے یہ دیکھ کر وہیں کھڑے کھڑے حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اپنے حق میں دعا کی اور دیر تک مناجات کرتے رہے۔

پاس عہد

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ نے جب راہ مولا میں قدم رکھا اور اپنا گھر بار چھوڑ کر دشت نوردی اختیار کی۔ اس وقت ان کی اہلیہ کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا۔ ایک بار شیخ دوران حج طواف میں مشغول تھے۔ ایک نہایت حسین وجمیل نوجوان کو دیکھ دیکھ کر روتے تھے۔ اس کے چہرے کی خوبصورتی' اور حسن مردانہ پر دیکھنے والے عش عش کرتے تھے۔ شیخ کی حالت گریہ دیکھ کر لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ ایک شخص بولا۔ شیخ کو غفلت نے گھیر رکھا ہے۔ آخر اس نوجوان کو دیکھ کر رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا۔

جان برادر! میں نے اپنے مالک ومولا سے ایک عہد کیا ہے جسے توڑنے کا مجھے یارا نہیں' ورنہ اس جوان کو قریب بلاتا' اور اسے اپنے سینے سے چمٹاتا۔ یہ میرا نور نظر اور لخت جگر ہے۔ میں نے اسے کمسن چھوڑا تھا۔ مجھے ربّ تعالےٰ سے شرم آتی ہے کہ جس کو اس کے لئے خیر باد کہا۔ اسے پھر کس طرح قریب کروں۔ برادر تو میرے فرزند کے پاس جا اور میری طرف سے اس کو غائبانہ سلام پہنچا۔ ممکن ہے اس طرح میرے بے چین دل کو کچھ تسلی نصیب ہو۔

فرستادہ جب جوان کے پاس پہنچا' اور کہا اللہ تعالیٰ تمہارے والد گرامی کو برکتوں سے نوازے۔ لڑکے نے باپ کا ذکر سنا تو کہنے لگا۔ ''عم محترم! کہاں ہیں میرے والد گرامی؟ وہ تو مجھے بچپن میں چھوڑ کر ربّ تعالیٰ کی طلب میں چلے گئے۔ کاش! میں ایک بار ان کا دیدار کر لیتا۔ پھر چاہے میرا دم نکل جاتا' مجھے منظور ہے''۔ یہ کہہ کر وہ شدت کرب سے رونے لگا اور اس کا دم گھٹنے لگا۔ بخدا میں انہیں صرف ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ شخص نوجوان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت ابراہیم کے

پاس آیا۔ حضرت ابراہیم سجدے میں سر رکھے گریہ زاری کر رہے تھے اور ان کے انسوؤں سے کنکریاں بھیگ رہی تھیں۔ اس نے کہا ابراہیم اپنے لڑکے کے حق میں دعا کرو۔ انہوں نے کہا ''مولائے کریم اسے معاصی سے بچائے اور اپنی مرضی کے کاموں میں لگائے''۔

مردان غیب

راہ مولا کے ایک سالک کا واقعہ ہے کہ اس نے تنہا بے سروسامان سفر حج اختیار کیا اور رب تعالیٰ سے عہد کیا کہ کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا۔ کئی روز بھوکا پیاسا رہا۔ مگر کمزوری اور نقاہت اتنی بڑھی کہ چلنے کا یارا نہ رہا۔ اس نے سوچا اس طرح تو حج نہ کرسکوں گا۔ ایسی مجبوری میں جان بچانا فرض ہے۔ چلو کسی سے کچھ لے کر زندگی بچاؤں۔ دوسرے لمحے دل سے آواز آئی خواہ کچھ بھی ہو میں نے ربّ تعالیٰ سے جو عہد کیا اسے نہیں توڑوں گا' جان جاتی ہے تو جائے عہد پیمان نہ جائے۔ قافلہ آگے بڑھ گیا اور یہ نقاہت چور اس کے ساتھ نہ جاسکا۔ لمحہ لمحہ موت کے انتظار کا لمحہ تھا۔ قبلہ کی جانب رخ کر کے مالک حقیقی کی طرف متوجہ تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک اسپ سوار اس کے قریب آیا۔ اس کے پاس پانی سے بھری چھاگل تھی جس سے اس کو پلا کر سیراب کیا اور کہا کیا قافلہ میں پہنچنا چاہتے ہو؟۔ سالک نے تاسف سے کہا '' قافلہ اب کہاں ملے گا؟'' نووارد نے کہا چلو میرے ہمراہ' اور چند قدم چلنے کے بعد کہا '' یہاں رک کر انتظار کرو۔ قافلہ تھوڑی دیر بعد آئے گا''۔ تھوڑی دیر بعد قافلہ پیچھے سے آتا نظر آیا۔

مدد کو آگئے جب بھی پکارا یارسول اللہ ﷺ

ایک جوان کو لوگوں نے طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا وہ درود شریف پڑھ رہا تھا۔ وجہ پوچھی گئی تو اس نے بیان کیا کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ حج کے ارادے سے روانہ ہوا۔ راہ میں ان کا مزاج ناساز ہو گیا۔ حالت خراب ہوئی اور وہ انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا چہرہ ساہ اور انکھیں زرد ہو گئیں' شکم پھول گیا۔ یہ دیکھ کر مجھے رونا آ گیا۔ دیار غیر اور مسافرت کی حالت میں' اس حادثہ سے میں نہایت پریشان ہوا۔ رات کو مجھے چند لمحہ کے لئے نیند آئی تو میں نے خواب میں حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی' حضور سفید لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ عطر کی خوشبو کا جاں نواز جھونکا سرکار کے جسم مبارک سے پھوٹ رہا تھا۔ میرے باپ کی لاش کے پاس تشریف لا کر سرکار نے ان کے چہرے پر دست انور پھیرا فوراً ہی ان کا سیاہ چہرہ دودھ سے زیادہ سفید اور روشن ہو

گیا شکم پر دست مبارک پھیرا' وہ برابر ہو گیا۔ حضور جب واپسی کے لئے پلٹے تو میں نے اٹھ کر ردائے مبارک کا گوشہ تھام لیا اور عرض گزار ہوا۔ ''اے سید و سرور! اس ذات والا کا واسطہ جس نے ہماری حالت غربت میں آپ کو بھیجا۔ آپ کون ہیں؟'' ۔فرمایا ''تم نے نہیں پہچانا' میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ تیرا باپ نافرمان عاصی تھا۔ مگر مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا تھا۔ جب یہ مصیبت میں گرفتار ہوا تو مجھ سے استمداد کی اور میں فریاد کو پہنچا۔ میں ہر اس شخص کا فریاد رس ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو''۔

حضور ﷺ کی شان شفاعت میں میں نے کہا۔

علیك صلوٰة اللہ یا ملجا الوری   انا اقبلت یوم الحساب جهنم

ورامو ا سفیعا یستغاث بجاهه   له شرف العلیاء رحب مکرم

صبر کا پھل

طواف بیت اللہ کے دوران شیخ ابوالحسن سراج کی نظر ایک عورت پر پڑی۔ وہ نہایت حسین و جمیل اور خوبرو تھی۔ شیخ نے اپنے آپ سے کہا ''بخدا میں نے آج تک ایسا چہرہ نہیں دیکھا۔ شاید یہ اس کی خوشحالی اور فکر و غم کی آزادی کی وجہ سے ہو''۔

عورت نے شیخ کی بات سن لی' اس نے کہا کیا کہہ رہے ہو؟ واللہ میں غموں میں گرفتار اور فکروں سے زخمی ہوں اور کوئی میرے ساتھ میرا غم بانٹنے والا بھی نہیں۔ شیخ نے کہا' تجھے کیا غم ہے؟ عورت بولی ''میرے شوہر نے ایک بکری کو قربان کیا۔ میرے دو چھوٹے لڑکے کھیل رہے تھے۔ ایک شیر خوار گود میں تھا' میں کھانا پکانے میں مصروف تھی۔ دونوں لڑکوں میں سے بڑے نے دوسرے سے کہا'' آؤ میں تمہیں بتاؤں ابا جان نے بکری کو کیسے ذبح کیا۔ چھوٹے نے کہا ہاں بتاؤ' بڑے نے چھری ہاتھ میں لی' بھائی کو زمین پر لٹایا اور ذبح کر دیا۔ بھائی کا خون اور تڑپنا دیکھ کر خود پہاڑ پر بھاگ گیا۔ اس کا باپ اس کی تلاش میں گیا مگر اسے نہ پا سکا۔ کیونکہ اس بیٹے کو بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا تھا۔ میرا شوہر بھی پہاڑ سے زندہ واپس نہ آ سکا۔ پیاس کی شدت اور گرمی نے اس کی بھی جان لے لی۔ ذبح شدہ لڑکے کی آواز سن کر میں اسے دیکھنے گئی اور شیر خوار بچہ کو چولہے کے پاس چھوڑ گئی تھی۔ اس نے گرم ہانڈی اپنے اوپر انڈیل لی اور جل کر ہلاک ہو گیا۔ میری ان تمام بچوں سے بڑی ایک بیٹی بھی تھی جس کی شادی ہو چکی تھی۔ وہ اپنے شوہر کے گھر رہتی تھی۔ ان وقعات کی خبر اس کو پہنچی تو وہ صدمہ کو برداشت نہ کر سکی اور زمین پر تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ اب صرف تنہا میں رہ گئی ہوں جوان تمام غموں

کا بوجھ لئے چل رہی ہوں"۔

شیخ ابوالحسن نے سنا تو متعجب ہوئے اور پوچھا آخر تم ان پر صبر کیسے کرتی ہو۔ عورت نے جواب دیا۔ جو بھی صبر اور بے صبری کو الگ الگ کر دے اسے دونوں کے درمیان نمایاں راہ مل جائے گی۔ خوشحالی ظاہر کر کے اگر صبر کر لیا تو اس کا انجام بہتر اور اسکا پھل میٹھا ہے۔ اور اگر بے صبری میں مبتلا رہا تو اس کا کوئی اجر و عوض نہ پائے گا۔ عورت نے شیخ سے یہ بات کہی اور ان کے پاس سے چلی گئی۔

خواجہ خضر علیہ السلام

ایک بار حضرت ابراہیم خواص علیہ الرحمہ دوران سفر شدت پیاس سے مغلوب بیہوش ہو کر گر پڑے۔ آنکھ کھلی تو دیکھا ایک حسین و جمیل مردان کے چہرے پر پانی چھڑک رہا ہے۔ وہ ایک شاندار گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے انہیں پانی پلایا اور انہیں اپنے ہمراہ لے لیا۔ حضرت ابراہیم نے تھوڑی دیر کے بعد خود کو مدینہ طیبہ میں پایا۔ اسپ سوار نے کہا اب تم جاؤ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہنا کہ آپ کے بھائی خضر نے سلام عرض کیا ہے۔

سرکار میزبانی

شیخ ابوالخیر اقطع کا بیان ہے وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ وہاں انہوں نے پانچ روز قیام فرمایا۔ اس مدت قیام میں کچھ کھانے کو نہ ملا' بھوک سے بے تاب تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے۔ سرکار اور شیخین کریمین پر سلام پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آج میں آپ کا مہمان ہوں۔ کچھ دیر بعد منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جا سوئے۔ خواب میں نصیبہ جاگا اور زیارت رسول سے سرفراز ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیخ ابوالخیر کو اٹھایا اور کہا۔ "دیکھ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس تشریف لائے ہیں"۔ شیخ ابوالخیر نے اٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک کے بیچ میں بوسہ دیا۔ اس وقت نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ ابوالخیر کو ایک روٹی عنایت فرمائی۔ انہوں نے خواب ہی میں آدھی روٹی کھائی اور جب بیدار ہوئے تو آدھی روٹی ان کے ہاتھ میں موجود تھی۔

تصوف کیا ہے؟

شیخ ابوجعفر صفار کئی دنوں تک جنگلوں میں سرگرداں رہے اور بھوک پیاس کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ انہوں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا نحیف ونزار منہ کھولے آسمان کو تک رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہاں کیوں کھڑے ہو؟ جواب دیا تم ہے سروکار؟ مالک ومولا اور اس کے بندے کے درمیان تم دخل دینے والے کون؟ پھر ہاتھ سے راستے کی جانب اشارہ کیا۔ شیخ ابوجعفر اس راستہ پر چل پڑے۔ کچھ ہی دور گئے تھے کہ دو روٹیاں گرم گرم گوشت اور ایک گلاس پانی ایک جگہ رکھا تھا۔ انہوں نے آسودہ ہو کر کھایا اور پانی پی کر سیراب ہو گئے۔ پھر لوٹ کر اسی شخص کے پاس آئے۔

شیخ صفار: تصوف کیا ہے؟

شیخ مذکور: (تبسم کرتے ہوئے) ایک شے نمایاں ہونے والی تھی ہوئی، جس نے ختم کر کے سب کچھ لوٹ لیا۔

شیخ ابومحمد عبداللہ بن سعد یمنی یافعی فرماتے ہیں یعنی تصوف وہ کشف ہے جو اسرار پر وارد ہو کر بندے کو اچک لیتا ہے اور اس کے مال و دولت کو لوٹ لیتا ہے یہاں تک کہ بندہ اپنے لئے کچھ نہیں رکھتا۔

اسی ختم کی جانب شیخ ابوالغیث یمنی اشارہ فرماتے ہیں۔ اہل حضوری چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو خطاب ہوا تو وہ سراپا کان بن گئے۔ دوسرے وہ جنہیں مشاہدہ کرایا گیا تو وہ سراپا آنکھ بن گئے۔ تیسرے وہ جنہیں تجلی کے انوار نے ختم کر دیا۔ چوتھے وہ جو شفاعت کی زبان حال ہیں۔ اور یہ سب سے باکمال ہیں۔

پیادہ حجاج کا رتبہ

شیخ علی بن موفق رحمتہ اللہ علیہ ایک سال سواری پر سفر حج کے لئے روانہ ہوئے۔ حجاج کے قافلے پیدل رواں دواں تھے۔ شیخ نے پیدل چلنے والوں کو دیکھا تو اپنی سواری پر ایک شخص کو سوار کر دیا اور خود پیادوں کے ہمراہ چلنے لگے۔ فرماتے ہیں کہ چند لوگوں کے ساتھ راستہ سے الگ ہو کر چلنے لگا۔ ناگاہ مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر نیند کا غلبہ ہوا، سو گئے۔ میں نے خواب میں چند حسین وجمیل لڑکیوں کو دیکھا جو ہاتھوں میں سونے کے طشت اور چاندی کے لوٹے سنبھالے ہوئے تھیں۔ انہوں نے تمام پیدل سفر کرنے والوں کے پاؤں دھلائے۔ صرف مجھے چھوڑ دیا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ ''کیا یہ بھی انہی لوگوں میں سے ہے''؟ دوسری نے جواب دیا ''یہ تو سواری والا ہے''۔ پہلی نے

پھر کہا۔''سواری ہونے کے باوجود ان کے ساتھ اس نے پیادہ پا چلنے کو ترجیح دی۔اس لئے یہ بھی انہی میں سے ہے تو لڑکیوں نے میرے پاؤں بھی دھلائے جس کی وجہ سے ساری تکان بالکل ختم ہوگئی''۔

حج کا ایصال ثواب

حضرت شیخ علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس سے زیادہ حج کئے اور ان سب کا ثواب حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور اپنے والدین کی ارواح کو بخش دیا۔ایک حج باقی رہ گیا۔ایک بار آپ عرفات کے میدان میں تھے اور موقف میں حجاج کرام کی آوازوں کا شور سن رہے تھے۔اس وقت انہوں نے بارگاہ ربّ الصمد میں دعا کی۔''خداوندا! ان حجاج میں اگر کوئی ایسا ہو جس کا حج نامقبول ہو تو میں نے اپنا یہ حج اسے بخش دیا تاکہ اس کا ثواب اسے مل جائے''۔اسی رات مقام مزدلفہ میں شب گزاری کے دوران خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہ ارشاد سنا''اے علی بن موفق! میرے ہی اوپر سخاوت کر رہا ہے۔میں نے تمام اہل موقف ان جیسے دو گنے چہار گنے لوگوں کی مغفرت کی دی۔اور ان میں سے ہر ایک کی شفاعت اس کے گھر والوں' دوستوں اور پڑوسیوں کے حق میں قبول کی اور میں اہل تقویٰ اور اہل مغفرت ہوں''۔

اللہ جن کی قسم پوری فرماتا ہے

بحری جہاز میں بہت سے پیرو جوان سوار تھے۔اتنے میں جہاز کے مالک کا دولت سے بھرا بٹوہ کھو گیا۔اس نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ تمام لوگوں کی تلاشی لی جائے۔حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ بھی اسی کشتی میں موجود تھے اور ایک حسین وجمیل نورانی پیشانی والا جوان بھی کشتی میں موجود تھا۔سب کی تلاشی پوری ہوگئی مگر بٹوہ برآمد نہیں ہوا۔تلاشی لینے والے اب اس نوجوان کی طرف بڑھے اور تمام مسافروں کی بھیڑ اس نوجوان کو مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگی مگر اس سے پہلے کہ تلاشی لینے والے نوجوان کے جسم پر ہاتھ لگاتے اس نوجوان نے ایک جست بھری اور دریا کی لہروں پر اس طرح جا بیٹھا جیسے لوگ تخت پر بیٹھتے ہیں۔سب کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔اس نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے پکارا۔''اے میرے مالک ومولا! مجھ پر چوری کا الزام لگایا گیا۔اے میرے قلب کے حبیب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تیری مخلوق میں سے جتنے جاندار پانی کے اس حصہ میں موجود ہیں انہیں حکم فرما کہ اپنا منہ جواہر ویاقوت سے بھر کر پانی سے باہر نکالیں''۔

نوجوان کا جملہ ابھی تمام بھی نہ ہوا تھا کہ لوگوں نے دیکھا کہ سمندری جانور جہاز کے چاروں

جانب اپنے دہن میں جواہر لئے ہوئے برآمد ہوئے۔ان موتیوں کی چمک دمک سے ہر طرف روشنی روشنی ہوگئی اور لوگوں کی نگاہیں خیرہ ہونے لگیں۔ چند ثانیہ بعد نوجوان اپنی جگہ سے اٹھا اور سطح آب پر خراماں خراماں ناز و تبختر سے یہ کہتا ہوا روانہ ہوا اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یہاں تک کہ لوگوں کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا اس واقعہ کے راوی حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اسی لئے سیاحت اختیار کی ہے کہ سفر میں اولیاء اللہ سے ملاقات ہو جاتی ہے اور مجھے رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک یاد آتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں تیس نیک مرد ہمیشہ رہیں گے جن کے قلوب سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام کے قلب پر ہوں گے جب ان میں سے ایک کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بدل دیتا ہے۔''

بندگی کیا ہے کچھ نہ ہونا ہے

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کو سفر کے دوران جنگل ویرانے میں سخت تکالیف کا سامنا درپیش ہوا مگر انہوں نے خندہ پیشانی سے ان تکلیفوں پر صبر کیا جب مکہ مکرمہ پہنچے تو ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ میں نے یہ بڑا کام کیا اس خود بینی کا خیال آتے ہی انہیں دوران طواف ایک بوڑھی خاتون نے آواز دی۔ ''ابراہیم! میں بھی تیرے ساتھ اسی جنگل میں تھی مگر میں نے جان بوجھ کر تجھ سے بات نہیں کی تاکہ تیری توجہ نہ ہٹ جائے' یہ اپنے دل کا وسوسہ نکال پھینک۔''

شیخ ابوالحسین مزین رحمۃ اللہ علیہ نے جنگل ویرانہ میں ریاضت کی نیت سے ننگے پاؤں ننگے سر سفر اختیار کیا۔ دوران سفر ان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ امسال اس طرح صعوبت سفر اٹھانے والا میرے سوا کوئی نہیں ہوگا اتنے میں کسی نے پشت سے انہیں پکڑ کر کھینچا اور کہا: ''اے شخص! تو کب تک ان جھوٹی باتوں میں گرفتار رہے گا؟''

ایک مرد حق نے فرمایا: ''ترک نفس ہی وصال حق ہے اور وصال نفس ترک حق'' نیز کسی نے فرمایا: ''ہجر آتش ہے اور وصل جنت'' کسی اور نے فرمایا: ''رب تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کو معرفت بخشی جسے معرفت کا جتنا حصہ ملا اسی لحاظ سے بلاؤں پر صبر کی قوت عطا ہوئی۔''

چہار خصائل درویشی

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ اکابر صوفیہ میں ہوئے ہیں انہیں کسی نے طواف بیت اللہ کے دوران نہایت خوش اور ناز و ادا سے چلتے ہوئے دیکھا اس نے کہا اے شیخ! آپ کو بارگاہ ربّ العالمین میں

کھڑے ہونے کی قسم دیتا ہوں مجھے بتائیں کہ آپ کس طرح اللہ کو پا گئے۔ بارگاہ رب العالمین میں کھڑے ہونے کا ذکر سن کر شیخ سمنون بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا: ''جان پدر! میں نے خود پر چار خصلتیں لازم کر لی ہیں۔ ○ جو کچھ مجھ میں زندہ تھا (خواہش نفسانی) میں نے اسے مار ڈالا اور جو شئے مردہ تھی (حیات دلی) اسے زندہ کر لیا۔ ○ جو نظروں سے اوجھل تھا (عالم آخرت) میں نے اسے سامنے رکھا اور جو سامنے تھا (عیش دنیوی) سے اوجھل کیا۔ ○ جو میرے نزدیک فانی تھا (تقویٰ) اسے باقی رکھا اور جو شئے باقی تھی (خواہش نفسانی) اسے فنا کر دیا۔ ○ جس شئے سے لوگ متوحش تھے میں نے اس سے محبت کی اور جس سے لوگ انس کرتے تھے میں نے اسے فرار اختیار کیا۔

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا فرمایا اور وہاں سے تشریف لے گئے۔

کیف روحانی

جوار کعبۃ اللہ میں فقراء کی ایک جماعت کے ساتھ شیخ ابوالربیع رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ ان درویشوں میں ہر قسم کے اہل اللہ تھے۔ ایسے بھی تھے جنہوں نے روئے زمین کے بہت سے خطوں کی سیر کی تھی اور ان کے اندر ''حال'' اور ''کیف'' پایا جاتا تھا۔ شیخ ابوالربیع ان کی باتوں کو سنتے تھے تو خود کو نہایت حقیر خیال کرتے تھے ایک روز ایسے ہی بیٹھے بیٹھے خود کلام ہوئے۔ ''کیا میں نے بھی کچھ اپنے اندر ایسی کیفیت پیدا کرنے والا کام کیا ہے جس کے آثار آئندہ دیکھ سکوں۔ نہیں' بلکہ میں تو بالکل مفلس اور قلاش ہوں۔'' اس کے بعد ان کے اندر ایک ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ اب سے کوئی ایسا عمل کروں جس کا اثر جلد ظاہر ہو۔ تو اس وقت خیال آیا کہ طواف سے بہتر کون سا عمل ہو گا بس پھر کیا تھا' انہوں نے کثرت سے طواف کرنا شروع کیا۔ جماعت فقراء میں سے ایک نے شیخ ابوالربیع سے کہا ''یوں کب تک پانی بھرنے والے چرخی کے گدھے کی طرح چکر کاٹتے رہو گے کیا اس کام سے تمہیں مقام قلب تک رسائی ہوئی۔'' شیخ ابوالربیع نے کہا: ''نہیں بلکہ میں تو قلب کو پہچاننے سے بھی عاجز ہوں اور نہ اس کے پانے کی راہ جانتا ہوں البتہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ضرور سنا ہے اور اسی پر میرا عمل ہے۔ وَلیطوفوا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْق ''اور بیت عتیق کا طواف کیا کرو۔

متوکلوں کا رزق

شیخ ابو یعقوب بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک بار حرم شریف میں دس روز تک بھوکے رہے۔ جسم میں نقاہت

کا احساس ہوا' دل میں خیال آیا ویرانے کی جانب نکل جاؤں ممکن ہے کچھ مل جائے تو اس سے بھوک دفع کر لوں گا۔ ویرانے میں پہنچے تو ایک شلجم راستہ میں ملا مگر وہ سڑا ہوا تھا' اٹھانے کو تو اٹھا لیا مگر اندر سے طبیعت میں تکدر پیدا ہوا کہ دس روز کی بھوک کے بعد تمہارے حصہ میں کیا یہ سڑا شلجم ہی رہ گیا ہے؟ پھینک دیا اور پھر مسجد حرام میں لوٹ آئے' تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا اور آ کر شیخ کے روبرو بیٹھ گیا اور ایک تھیلی کھولنے لگا اور کہا: ''یہ پانچ سو اشرفیاں آپ کے لئے ہیں۔'' شیخ نے کہا میرے لئے کیوں؟ اس نے جواباً کہا ''میں دس روز پہلے سمندری سفر کر رہا تھا اور ہمارا جہاز غرقاب ہونے کے قریب تھا تمام سواروں نے اپنے اپنے طور پر الگ الگ نذریں مانیں کہ کسی طرح غرقابی سے نجات مل جائے میں نے یہ عہد کیا کہ زندہ بچ جاؤں تو یہ پانچ سو اشرفیاں خانہ کعبہ میں داخل ہو کر مجاورین میں سے اس شخص کی نذر کروں گا جس پر میری نگاہ پہلے پڑے اور آپ ہی پہلے شخص ہیں جن کو میں نے دیکھا لہٰذا یہ قبول کیجئے۔'' شیخ نے کہا تھیلی کھولو تاجر نے تھیلی کھولی تو اس میں روٹی' مصری بادام کے چھلے ہوئے دانے اور شکر پارے تھے۔ شیخ نے اس میں سے ایک مٹھی لے لیا اور کہا لے جاؤ بقیہ اپنے گھر والوں میں تقسیم کرو یہ میری طرف سے انہیں ہدیہ ہے۔ شیخ فرماتے ہیں پھر میں نے اپنے دل سے کہا ''اے نفس! تیری روزی دس دن سے تیری طرف چل کر آ رہی تھی اور تو اسے ڈھونڈنے ویرانے میں گیا تھا۔''

عجب ہے تری شان حاجت روائی

مصر سے مکہ مکرمہ جانے والی راہ پر شیخ بنان حمال رحمۃ اللہ علیہ محو سفر تھے' ساتھ میں زاد سفر بھی تھا ایک خاتون ملی اس نے کہا تم واقعی حمال ہو' پیٹھ پر بوجھ لاد کر چلتے ہو' کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ تمہیں روزی نہ دے گا؟ عورت کی یہ بات سن کر شیخ کو غیرت آئی اور توشہ راہ میں بانٹ دیا۔

اس کے بعد سفر کرتے کرتے تین روز گزر گئے اور انہوں نے کچھ نہیں کھایا بھوک تیز ہونے لگی' یک بیک انہیں راستہ میں ایک زیور (پازیب) ملا۔ انہوں نے سوچا اٹھا لوں اس کا مالک آئے گا تو ممکن ہے مجھے کچھ دے دے اتنے میں وہی عورت پھر آن پہنچی اور کہا تم تو ایک بیوپاری ہو' کہتے ہو کہ اس کا مالک آئے گا تو اس سے کچھ لوں گا۔ عورت نے یہ کہہ کر شیخ بنان کی طرف کچھ درہم ڈال دیئے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ وہ درہم میرے لئے مصر واپسی تک کافی ہو گئے۔

وصف محبت

ایام حج میں وادی القریٰ اہل اللہ کا مرکز خاص بن جاتی ہے۔ صوفیہ کرام اور عارفان حق کا ایسا ہی اجتماع تھا اور ''محبت حق'' کے عنوان پر باتیں ہو رہی تھیں۔ مشائخ اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرما رہے تھے۔ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے اس وقت آپ ان صوفیہ کرام میں سب سے کم عمر تھے لوگوں نے گزارش کی تم بھی کچھ کہو۔ شیخ ابوبکر کتانی کا بیان ہے امام الطائفہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکایا اور آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے پھر فرمایا: ''محب وہ ہے جو خود رفتہ ہو جائے ذکر حق سے واصل ہو' اس کا حق ادا کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی جانب دل سے دیکھتا ہو' اس کے قلب کو انوار ہیبت نے سوختہ کر دیا ہو۔ اس کے لئے حب الٰہی کی مئے شفاف کا جام ہو۔ عالم غیب کے پردوں سے رب تعالیٰ اس کے لئے ظاہر ہو چکا ہو۔ کلام کرے تو حق کے ساتھ' حرکت کرے تو خدا ہی کے حکم سے' سکون پائے تو خدا ہی کے ساتھ اور خدا ہی کے لئے اور خدا ہی کے ہمراہ'

امام الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام سن کر تمام موجود مشائخ پر گریہ طاری ہو گیا سب نے بیک زبان کہا اس سے زیادہ اور کوئی کیا کہے اے عارفوں کے سرتاج مولا پاک آپ کو اور زیادہ فہم و دانائی اور علم و عرفان عطا فرمائے۔

اسرارِ روحانی

شب جمعہ چھٹکی ہوئی چاندنی میں جامع مسجد کوفہ کے ارادہ سے حضرت ضحاک بن مزاحم اپنے دولت کدہ سے برآمد ہوئے۔ مسجد میں قدم رکھتے ہی ان کی نظر ایک جوان صالح پر پڑی۔ حضرت ضحاک نے پہلی ہی نظر میں یقین کر لیا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہے۔ قریب آ گئے تاکہ اس کی مناجات اور دعائیں سن سکیں وہ کہہ رہا تھا۔ ''اے صاحب عز و شرف! میرا اعتماد اور بھروسہ تجھی پر ہے' جو تجھے اپنا مقصود مطلوب قرار دے لے وہ مسعود ہے وقت کی قدر اسی نے کی جو شب بھر خوف و ہراس میں رہا' اپنے رب کریم ہی کی طرف اپنے دکھ درد کی شکایت لاتا ہو حالانکہ اسے نہ کوئی بیماری ہے نہ مرض' بس اتنا ہے کہ مولیٰ کا عشق اس پر حاوی ہے۔ جب شب تار میں اپنے مالک حقیقی سے عاجزی کر رہا ہو تو رب کریم اس کی دعا قبول فرمائے اور اس کی صدا پر لبیک کرے۔'' (جوان صالح نے یہ جملہ بار بار دہرایا)

حضرت ضحاک گریہ وزاری کے ساتھ اس کی دعا سنتے رہے اور خود بھی اس کے ہمراہ آنسو

بہاتے رہے۔ اس کے بعد جوان صالح نے کچھ اور بھی کہا جس کا مفہوم یہ تھا۔ ''شیخ نے نور دیکھا اور یہ صدا سنی' اے میرے بندے! میں حاضر ہوں تو میری پناہ میں ہے اور تو جو کچھ کہہ رہا ہے میں سن رہا ہوں۔ فرشتے تیری آواز سننے کے شائق ہیں۔ میں نے تیری خطائیں معاف کر دیں''۔

حضرت ضحاک بن مزاحم علیہ الرحمہ نے جوان صالح کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا۔ انہوں نے کہا ''ربّ تعالیٰ تمہاری راتوں میں برکت عطا فرمائے اور تم پر رحم کرے تم کون ہو؟'' جوان صالح: میں سلیمان کا بیٹا راشد ہوں۔

حضرت ضحاک نے پہلے ہی سے اس نوجوان کے حالات سن رکھے تھے اور عرصے سے مشتاق ملاقات تھے' آج مل کر بے حد خوش ہوئے۔

حضرت ضحاک: کیا مجھے بھی اپنے ہمراہ رکھ سکتے ہو؟

جوان صالح: یہ کیسے ممکن ہے' جو خلوت میں رب العالمین سے دعا و مناجات کا لذت چشیدہ ہو وہ مخلوق سے کیوں محبت کرے؟ بخدا اگر کوئی عارف حق دور حاضر کے مشائخ کو دیکھے تو ضرور کہے گا کہ یہ لوگ قیامت کا یقین نہیں رکھتے۔

یہ کہہ کر جوان صالح وہاں سے غائب ہو گیا۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ معلوم نہیں وہ آسمان پر اڑ گیا یا زمین میں روپوش ہو گیا۔ مجھے اس کی جدائی کا بے حد قلق ہوا۔ میں نے بارگاہ ربّ الصمد میں دعا کی ''خدایا! موت سے قبل مجھے ایک بار پھر اس سے ملا دے''۔ حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ ایک سال میں حج کو گیا تو راشد بن سلیمان کو کعبۃ اللہ کے سائے میں دیکھا۔ اس کے ارد گرد لوگوں کا حلقہ تھا۔ لوگ اسے سورہ انعام پڑھ کر سنا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا کہ یہ علما کی نوازش اور اولیاء اللہ کا انکسار ہے اور مصافحہ و معانقہ کیا۔ اور کہنے لگا آپ کی موت سے قبل ایک بار ملاقات کی دعا قبول ہوئی۔ اللہ کا بے حد شکر ہے۔

حضرت ضحاک نے کہا ''اس شب تم نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا مجھے بتاؤ''۔ اس سوال پر صالح نوجوان نے زور سے چیخ ماری۔ گویا اس کے دل کا پردہ شق ہو گیا اور زمین پر بے سدھ گر پڑا۔ قرآن مجید سنانے والے ایک ایک کر کے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو کہا۔ ان اسرار کو بیان کرنے میں قلوب اولیاء اللہ کے اندر کیسی ہیبت و خوف ہے آپ سے مخفی نہیں۔

حضرت ضحاک: یہ قرآن مجید سنانے والے کون لوگ تھے؟

صالح جوان: یہ جن تھے۔ پرانی شناسائی کی وجہ سے میں ان لوگوں کا احترام کرتا ہوں۔ یہ

لوگ مجھے قرآن سناتے ہیں اور ہر سال حج میں میرے ہمراہ ہوتے ہیں۔

جوان صالح راشد بن سلیمان نے اس کے بعد کہا ''ربّ تعالیٰ مجھے اور تمہیں بہشت میں جمع فرمائے' جہاں پھر جدائی نہیں ہوگی اور نہ ہی وہاں رنج وغم والم کا شائبہ ہوگا''۔اس کے بعد وہ پھر نظروں سے غائب ہوگیا۔ رضی اللہ عنہما

وسیلہ رزق

مسجد حرام میں ایک عابد خداوند کریم سے لولگائے بیٹھا رہتا تھا۔سوائے عبادت وریاضت کے تمام دنیاوی علائق سے کنارہ کش ہوگیا تھا۔دن بھر روزہ رکھتا۔روزانہ شام کو ایک شخص اسے دو روٹیاں لاکر دے دیتا۔وہ انہی سے افطار کرلیتا اور پھر دوسرے دن تک کے لئے عبادت میں لگ جاتا۔

ایک روز اس کے دل میں بات آئی کہ یہ کیسا توکل ہے کہ ایک انسان کی دی ہوئی روٹیوں پر تکیہ کرکے بیٹھے ہو اور جو ساری خلقت کا رازق ہے اس پر بھروسہ نہیں۔اس شام کو روٹیاں لے کر آنے والا آیا تو عابد نے واپس کردیں۔اس طرح تین روز گزار دیئے۔بھوک کا غلبہ ہوا' ربّ سے شکایت کی۔شب کو خواب دیکھا۔ربّ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ذریعہ جو کچھ بھیجتا تھا' تو نے اسے کیوں لوٹا دیا۔عابد نے عرض کیا۔''مولا! میرے دل میں خیال آیا کہ تیرے سوا دوسرے پر تکیہ کر بیٹھا ہوں''۔ربّ تعالیٰ نے فرمایا''وہ روٹیاں کون بھیجا کرتا تھا''۔عابد نے عرض کیا:''خداوندا تو ہی بھیجنے والا ہے''حکم ہوا۔''اب جو میں بھیجوں اسے لے لینا' واپس نہ لوٹانا''۔

اسی وقت یہ بھی دیکھا کہ روٹیاں لانے والا شخص حضور رب العالمین میں حاضر ہے۔ربّ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے اس عابد کو روٹیاں دینا کیوں بند کردیا۔اس نے عرض کیا' اے مالک ومولا تجھے خوب معلوم ہے''۔پھر پوچھا''اے بندے! وہ روٹیاں تو کسے دیتا تھا''۔عرض کیا''میں تو تجھے دیتا تھا''۔ارشاد ہوا''تو اپنا عمل جاری رکھ' میری طرف سے تیرے لئے اس کے عوض میں جنت ہے''۔ رضی اللہ عنہما

موسم سے بے نیاز

حضرت ابوسلیمان دارانی کے ہمراہ احمد بن حواری مکہ مکرمہ کا سفر کر رہے تھے۔راستے میں سواری سے پانی کی چھاگل گر گئی۔حضرت ابوسلیمان دارانی کو خبر دی گئی تو انہوں نے دعا کی اے گمشدہ چیزوں کے ملانے والے' ہمارا مشکیزہ ہمیں لوٹا دے' چند لمحہ بعد ایک شخص آواز دیتا ہوا آیا'' یہ

کس کا مشکیزہ ہے؟'' ان لوگوں نے اپنا مشکیزہ لے لیا۔ شدید سردی کا موسم تھا۔ یہ لوگ پوستین پہنے ہوئے تھے۔ یہ لوگ اور آگے بڑھے تو انہیں ایک شخص نظر آیا' جس کے بدن پر دو مخدوش چادریں تھیں اور جسم سے پسینہ نکل رہا تھا۔ حضرت ابوسلیمان نے دیکھا تو پوچھا اگر حاجت ہو تو ہم آپ کو سردیوں کا کچھ کپڑا دے دیں۔

اجنبی عارف: سردی و گرمی سب ربّ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اگر وہ حکم فرمائے گا تو یہ دونوں میرے پاس آئیں اور وہ حکم فرمائے تو وہ دونوں مجھے چھوڑ دیں۔ میں تو تیس برس سے اسی حال میں اس ویرانے میں پھرتا ہوں۔ نہ کبھی سردی میں ٹھنڈک کی زیادتی سے کپکپایا' نہ گرمی میں پسینہ نکلا۔ وہ سردی میں مجھے اپنی آتش عشق میں چھپاتا ہے' اور گرمی میں محبت کی ٹھنڈک سے نوازتا ہے۔

اے دارانی! تم کپڑے کی جانب اشارہ کرتے ہو اور زہد کو ترک کرتے ہو تو تمہیں سردی ستاتی ہے۔ اے دارانی! تم روتے چلاتے ہو اور ٹھنڈی ہوا سے آسائش پاتے ہو۔

حضرت دارانی نے فرمایا ''مجھے اس آدمی کے علاوہ کسی نے نہیں پہچانا''۔

اس واقعہ کا رمز یہ ہے کہ گمشدہ مشکیزہ ملنے سے شیخ دارانی میں اگر کچھ خود پسندی ابھری ہو تو اس مرد کامل کا سامنا کرا کے ربّ تعالیٰ نے ان کے اس جذبہ کو سرد فرمایا تا کہ وہ خود کو حقیر شمار کریں۔ ربّ کریم اپنے محبوب دوستوں کے حالات کی اسی طرح آراستگی فرماتا ہے اور انہیں نخوت و خود پسندی سے بچاتا ہے۔ رضی اللہ عنہما

ایک درویش خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور جیب سے ایک کاغذ نکال کر دیکھتا تھا۔ ایک بزرگ نے کئی روز تک اسے یونہی کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک روز دیکھا کہ وہ گرا اور انتقال کر گیا۔ جیب سے جب کاغذ کا ٹکڑا نکالا گیا تو اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ اپنے ربّ کے فیصلہ پر صبر کر بے شک تو ہماری نظر میں ہے۔

اللہ کے مستور بندے

حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ان سے ابدال میں سے ایک بزرگ نے پوچھا۔ ''کیا آپ نے کسی اپنے سے بلند مرتبہ ولی اللہ کو بھی دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا ''ہاں''!

میں مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوا۔ وہاں شیخ عبدالرزاق محدث علیہ الرحمہ درس حدیث دے رہے تھے۔ ان کے درس میں لوگوں کا ایک انبوہ جمع تھا اور حدیث شریف کی سماعت کر رہا تھا۔ اور مسجد کے ایک کونے میں ایک نوجوان سر بزانو الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا تمہیں معلوم

نہیں لوگ شیخ عبدالرزاق محدث سے حدیث شریف سن رہے ہیں۔ تم بھی ان کے پاس بیٹھ کر حدیث شریف کی سماعت کیوں نہیں کرتے؟ نوجوان نے میری بات سنی ان سنی کر دی اور اسی طرح بیٹھے بیٹھے کہا۔ وہاں وہ لوگ جمع ہیں جو عبدالرزاق سے حدیث سن رہے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو خود رزاق سے سنتے ہیں' اس کے بندے سے نہیں۔ میں نے کہا اگر تمہاری بات سچ ہے تو بتاؤ میں کون ہوں؟ جواب دیا ''اگر فراست مومن سچی ہے تو آپ خضر ہیں''۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ ربّ تعالیٰ کے کچھ دوست ایسے بھی ہیں جنہیں ان کے علو مرتبت کے باعث میں نہیں پہچانتا۔

کارِ مرداں

شہر رحمت و نور' مدینہ طیبہ میں درویشان حق بیٹھے ہوئے باہم بندگان خاص میں رونما ہونے والی نشانیوں اور علامتوں کا ذکر کر رہے تھے۔ ایک نابینا شخص ان کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔ وہ اٹھ کر درویشوں کے پاس گیا۔ اپنے انس و محبت کا اظہار کیا اور کہا۔ ''میں ایک عیال دار آدمی تھا۔ ایک دن بقیع کی جانب لکڑی لینے کے ارادے سے گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک جوان اکیلا موجود ہے جو قیمتی کتان کا لباس پہنے ہوئے ہے اور اس کو جوتا اس کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے سمجھا یہ کوئی سرگرداں آدمی ہے جس کے دماغ میں کچھ فتور آ گیا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اس کے کپڑے چھین لوں۔ میں نے اس سے کہا۔ اپنے کپڑے اتار دے' اس نے کہا۔ ربّ تعالیٰ کی حفاظت میں یہاں سے چلا جا۔ میں نے اس سے یہی بات دو تین بار کہی۔ اس نے کہا کیا تو میرے کپڑے ضرور اتروائے گا۔ میں نے کہا ہاں! پھر اس نے اپنی دونوں انگلیوں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا اور میری دونوں آنکھیں نکل کر باہر گر پڑیں۔ میں بھونچکا رہ گیا اور چیخا خدا کی قسم اپنا نام تو بتا دے''۔ جواب ملا ''میں ابراہیم خواص ہوں''۔

شیخ ابو عبداللہ یمنی یافعی فرماتے ہیں' حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے جان لیا تھا کہ چور اندھا ہوئے بغیر اپنی حرکت سے تائب نہ ہوگا۔ اس لئے ایسا کیا۔ دوسری جانب حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو جس شخص نے مارا تھا انہوں نے اس کے حق میں دعائے جنت کی دعا فرمائی۔ کیوں کہ انہیں اسے ایذا دینے میں اس کا تائب ہونا معلوم نہیں ہوا۔ اس لئے ہمت جوانمردوں سے کام لیتے ہوئے اس کے حق میں جنت کی دعا فرمائی اور واقعی اس دعا کی خیر و برکت ظاہر ہوئی۔ مارنے والے نے حاضر ہو کر معافی مانگی اور معذرت پیش کی۔ حضرت ابراہیم نے پھر ہمت مردانہ سے جواب دیا اور فرمایا۔ وہ سر جسے اعتذار کی ضرورت تھی اسے تو میں بلخ میں چھوڑ آیا ہوں۔ (یعنی جب وہاں تخت شاہی پر متمکن

تھا تو سر میں اپنی بڑائی کا سودا تھا۔اب تو طریق فقراء و مردان راہ کا پابند ہوں)

حج ٹیکس

یمنی حجاج کا قافلہ ساحل جدہ پر اتر کر حج کے لئے روانہ ہوا۔ جدہ سے کرایہ کے لئے اونٹ لئے گئے اور مکہ مکرمہ کی طرف چلے۔قافلہ کے ساتھ ایک یمنی بزرگ بھی تھے۔راستے میں سلطان مکہ کا بڑا سرراہ اپنا گھوڑا روکے آنے والے حجاج سے ٹیکس وصول کر رہا تھا۔یمنی شیخ اور ان کے ہمراہوں کے ٹیکس دینے کی باری آئی تو انہوں نے فرمایا۔ ہمارے اونٹ چھوڑ' شہزادے نے ترش رو ہو کر ضد کی' اس طرح بات آگے بڑھ گئی۔شہزادے نے کہا'' مجھے میرے باپ کے سر کی قسم! اتنا لئے بغیر نہیں جانے دوں گا''۔ شیخ نے کہا'' ربّ ذوالجلال کی قسم ہم کچھ نہیں دیں گے'' اور ساربان سے کہا'' اونٹ کو آگے بڑھاؤ'' شہزادہ اپنے گھوڑے کے ساتھ منجمد ہو گیا۔اس میں حرکت کرنے کی بھی سکت نہ رہی۔وہ اور اس کے ساتھی حیران و ششدر رہ گئے۔ یہ دیکھ کر شہزادے نے اپنے غلاموں کے ذریعہ شیخ کی خدمت میں منت وسماجت کی۔اس کے بعد وہ اپنی حالت پر واپس آیا۔

مصاحبت حج کی شرطیں

شام کے حجاج کرام کا ایک گروہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا' سلام کیا۔آپ نے پوچھا کون؟ انہوں نے جواب دیا ہم شامی ہیں حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔آپ نے انہیں قبولیت حج کی دعا دی۔ان لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ سفر حج میں آپ کے ہمراہ رہیں تا کہ صحبت سے مستفیض ہوں۔آپ نے انکار کیا۔ ۔۔لوگ مصر ہونے لگے تو فرمایا۔''میں تین شرطوں پر ساتھ جانا منظور کرتا ہوں۔اپنے ساتھ کوئی توشہ ۔ لینا' راستہ میں کسی سے کچھ طلب نہ کرنا' اور اگر کوئی راہ میں تمہیں کچھ دے تو اسے قبول نہ کرنا''۔ان لوگوں نے کہا'' پہلی دو شرطیں تو منظور ہیں مگر تیسری یہ کہ باوجود ضرورت کے اگر ہمیں کوئی کچھ دے تو قبول بھی نہ کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے' ہم تو اس پر عمل کرنے سے قاصر ہیں''۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔'' لگتا ہے تم گھر سے حج کے لئے دوسروں کے زادسفر پر اعتماد کر کے چل رہے ہو۔اللہ پر بھروسہ نہیں ہے۔جاؤ اور میرے حال پر مجھے چھوڑ دو''۔پھر ارشاد فرمایا۔ ''فقراء میں اچھے تین ہیں۔ایک جو سوال نہیں کرتے' اور دیا جائے تو قبول نہیں کرتے۔ یہ روحانی فقراء ہیں' پاکباز روحانی لوگوں کے ہمراہ ہیں۔دوسرا فقیر مانگتا تو نہیں مگر کوئی دے تو لے لیتا ہے اس

کے لئے بارگاہ قدس میں جوان نعمت بچھایا جائے گا۔ تیسرا فقیر سوال کرتا ہے اور اگر دیں تو ضرورت بھر لے لیتا ہے۔ اس کا صدق اس کا کفارہ ہے"۔

آپ کی خدمت میں گدڑی پوش صوفیوں کی ایک جماعت آئی۔ آپ نے فرمایا۔ "خدا سے ڈرو! اور یہ لباس اتار پھینکو۔ کیونکہ اس سے تمہارا تعارف ہوتا ہے"۔ سب سن کر خاموش ہو رہے۔ مگر ایک جوان بولا۔ "بخدا ہم تو اسے ضرور پہنیں گے یہاں تک کہ ساری اطاعت خدا کے لئے ہو جائے"۔ آپ نے فرمایا۔ "اے جوان صالح! تو نے کیا بہترین بات کی' یقیناً تم جیسے لوگ اسے پہننے کی اہلیت رکھتے ہیں"۔

دنیا اولیاء اللہ کی خادمہ

حضرت شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے درخواست کی کہ تعجب خیز احوال میں سے کچھ بیان فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا "عجب تر شے جو میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ مسجد طرطوس میں ایک سیاہ فام بندے نے اپنا سر کملی میں ڈالا' اس کے دل میں زیارت بیت اللہ کا خیال ہوا اور جب گدڑی سے سر باہر نکالا تو وہ صحن حرم میں موجود تھا۔

اسی طرح شیخ ابو عاصم بصری کا واقعہ' حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے جب انہیں اذیت دینے کے ارادے سے بلایا اس وقت اپنے بالا خانے پر تھے۔ اس کے فرستادوں نے آکر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر چلے آئے۔ عین اسی وقت انہوں نے اپنے کو یوں ہٹایا کہ بصرہ سے چشم زدن میں مکہ مکرمہ کے جبل ابوقبیس پر جا پہنچے۔

حضرت عبدالواحد بن زید نے پوچھا "وہاں آپ کو کھانا کہاں سے ملتا تھا" شیخ ابو عاصم نے جواب دیا۔ "بصرہ میں افطار کے وقت جو ضعیفہ مجھے دو روٹیاں لا کر دیا کرتی تھی وہی مکہ میں بھی لا دیا کرتی تھی"۔ حضرت عبدالواحد بن زید کا فرمان ہے' کہ رب تعالیٰ نے دنیا کو حکم فرمایا ہے کہ ابو عاصم کی خدمت کرے۔ رضی اللہ عنہما۔

اولیاء اللہ کا علم

شیخ ابو محمد حریری علیہ الرحمہ نے اپنے ہم نشینوں سے فرمایا۔ "تم میں کوئی ایسا ہے کہ رب تعالیٰ اس مملکت میں جب کوئی نیا معاملہ ظاہر فرمانا چاہے تو ظہور میں لانے سے قبل اس بندے کو آگاہ کر دے"۔

حاضرین: جی نہیں!

شیخ حریری: ایسے قلوب پر گریہ وزاری کرو جو ربّ تعالیٰ سے کچھ نہیں پاتے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک بزرگ بیمار ہوئے۔ ان کے لئے پیالہ میں دوا پیش کی گئی۔ انہوں نے فرمایا، آج دنیا میں ایک نیا واقعہ درپیش ہوا ہے، جب تک اس کا مجھے علم نہ ہو جائے، میں نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا"۔

چند روز بعد خبر ملی کہ مکہ میں اسی روز قرمطی فرقہ کے باغیوں نے مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر قتل و غارت مچائی۔ اس واقعہ کے راوی نے کہا کہ یہ واقعہ میں نے جب ابن کاتب کو سنایا تو انہوں نے کہا حیرت ہے اور شیخ ابوعثمان مغربی نے کہا۔ اچھا فرمائیے آج مکہ مکرمہ کی کیا خبر ہے؟

شیخ مغربی نے جواب دیا اس وقت طلحہ کا گروہ اور اولاد حسن باہم جنگ کر رہے ہیں۔ اوّل الذکر نے ایک حبشی غلام کو اپنا سردار بنالیا اور اس کے سر پر سرخ عمامہ ہے۔ مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے اوپر بادل چھایا ہوا ہے۔

ابن کاتب نے شیخ مغربی کی ان باتوں کی تصدیق کے لئے مکہ مکرمہ خط لکھا تو ہر بات ہو بہو درست نکلی۔ رضی اللہ عنہم۔

نامِ خدا کی غیرت

شیخ ابوجعفر حداد، جو حضرت جنید بغدادی کے استاذ ہیں۔ ان کا واقعہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں اقامت گزیں تھے اور ان کے بال بہت بڑھ گئے تھے۔ حجامت ضروری تھی مگر پاس نقد کچھ نہیں تھا۔ شیخ حجامت بنوانے کے ارادے سے ایک حجام کے پاس گئے اور کہا برائے خدا میری حجامت بنا دو گے؟ کہا! ہاں مزید اعزاز بھی ہوگا وہ اس وقت کسی کے بال بنا رہا تھا۔ شیخ کی بات سن کر اسے چھوڑا اور پہلے ان کے بال درست کر دیئے۔ حجامت سے فارغ ہو کر اس نے کاغذ کا ایک لفافہ دیا اور کہا اسے اپنی ضرورت میں خرچ کیجئے گا۔ شیخ نے لفافہ کھولا تو اس میں چند درہم تھے۔

اس وقت شیخ حداد نے سوچا یہ نہایت نیک حجام ہے۔ مجھے اگر کچھ نقد ہاتھ آیا تو سب سے پہلے اس حجام کو دوں گا۔ واپس آتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے وہاں ایک دوست سے ملاقات ہوئی جس نے تین سو دیناروں کی تھیلی پیش کی اور کہا یہ آپ کا ایک چاہنے والا بصرہ سے لایا ہے۔ شیخ نے وہ تھیلی ہاتھ میں لی اور سیدھے حجام کے پاس پہنچے اور کہا بھائی یہ تین سو اشرفیوں کی تھیلی لو اپنے کام میں خرچ کرنا۔ حجام نے ترش لہجہ میں کہا۔ "شیخ! شرم نہیں آتی مجھ سے تو کہا کہ خدا کے واسطے حجامت بنا دو۔ اب میں اس کی اجرت کیسے لے سکتا ہوں، یہ سب واپس لے جائیے۔ ربّ تعالیٰ آپ کو عافیت

سے نوازے"۔

محبتِ مال باعثِ ذلت

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔"میرے دل میں خیال آیا کہ شبلی تو بخیل ہے۔میں نے انکار کیا' وہی صدا دوبارہ پھر ابھری۔میں نے پھر تردید کی۔پھر میں نے ارادہ کیا کہ جو کچھ مجھے اب ملے گا سب سے پہلے ملنے والے فقیر کو دے دوں گا۔اس بات سے ابھی میرا ذہن خالی بھی نہیں ہوا تھا کہ فلاں شخص نے مجھے لا کر پچاس دینار دیئے۔میں دینار ہاتھ میں لئے گھر سے نکلا۔میں نے دیکھا کہ ایک اندھا فقیر حجام کے سامنے بیٹھا حجامت بنوا رہا ہے۔میں نے وہ دینار اسے دیئے۔اس نے کہا مجھے نہیں حجام کو دو۔میں نے کہا یہ دینار ہیں۔فقیر نے سر اٹھایا اور کہا"ہم نے تو تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم بخیل ہو"میں نے حجام سے کہا تم لے لو'اس نے کہا جب یہ فقیر سر منڈانے بیٹھا' اسی وقت میں نے ربّ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اس پر اجرت کچھ نہیں لوں گا۔میں نے وہ دینار لے کر دریا میں ڈال دیئے اور کہا۔"اے دنیا کی دولت خدا تیرے ساتھ یہی معاملہ کرے۔جس نے تجھے پیار کیا ذلیل ہوا"۔

شیخ خواص اور راہب

ویرانوں اور جنگلوں میں ایک مرتبہ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کو ایک نصرانی ملا جو کمر میں زنار باندھے ہوئے تھا۔اس نے ساتھ رہنے کا سوال کیا۔چنانچہ ہم لوگ متواتر سات روز ہمراہ چلتے رہے۔نصرانی نے کہا۔"اے مسلمان عابد و زاہد و! ہم لوگ بھوکے ہیں اس وقت کچھ اپنی کرامت دکھایئے"۔

شیخ ابراہیم خواص نے نہایت لجاجت سے دعا کی۔"بارالہا! مجھے اس مذہب کے روبرو رسوا نہ کرنا اور پھر غیب سے ایک طباق ظاہر ہوا' جس میں روٹی' گوشت' تازہ کھجور اور پانی تھا۔ہم دونوں نے کھایا اور پھر سفر شروع ہو گیا۔اس طرح سات دن اور گزر گئے۔اب شیخ خواص نے کہا۔"اے نصرانی راہب! اب تو تمہاری باری ہے۔نصرانی نے اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائی اور دعا کرنے لگا اور تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ غیب سے دو خوان ظاہر ہوئے جن میں میرے طباق سے کئی گناہ زیادہ اور لذیذ غذائیں تھیں۔شیخ حیرت زدہ گئے اور کھانے سے کترانے لگے۔نصرانی نے اصرار کیا اور کہا کہ آپ کھائیں میں آپ کو دو بشارتیں سناتا ہوں۔ایک یہ کہ میں نصرانیت سے تائب ہوتا ہوں۔یہ کہہ کر زنار اتار پھینکی اور پڑھا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہِ اور کہا اے شیخ!

دوسری یہ کہ میں نے اس طرح دعا کی تھی۔ بارالہٰا! اگر تیری بارگاہ میں میرے ہم سفر مسلمان عابد کا کچھ حصہ ہے تو ہم پر اپنے کرم کا دروازہ کھول دے۔ یہ سب اسی کا اثر ہے"۔

شیخ خواص علیہ الرحمہ نے یہ سن کر رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ مل کر کھانا کھایا' پھر وہ حج کے لئے ساتھ مکہ مکرمہ آیا' اس کے بعد ایک سال تک وہاں قیام پذیر رہا اور وہیں وفات پا کر مدفون ہوا۔ رضی اللہ عنہما۔

دوائے دل: حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔"دل کی دوا پانچ چیزوں میں ہے O فکر و تدبر کے ساتھ قرآن کی تلاوت O نماز شب O خلو باطن O وقت سحر گریہ وزاری O صالحین کی ہم نشینی"۔

نگاہِ باطن

حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی کوئی عظیم کرامت دیکھی ہو تو فرمائیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی سب سے عجیب کرامت یہ ہے کہ ہم لوگ مکہ مکرمہ کے راستے میں کئی روز چلتے رہے' کھانے کو کچھ نہیں ملا' کوفہ پہنچ کر ہم لوگوں نے ایک ویران مسجد میں پناہ لی حضرت ابراہیم بن ادہم نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ حذیفہ! تم بھوکے لگتے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ حضور کا خیال بجا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ قلم دوات اور کاغذ لاؤ۔ رقعہ تحریر کیا۔"بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ' ہر حال میں تو ہی مقصود ہے اور ہر طرح تیری ہی جانب اشارا ہوتا ہے"۔ تین شعر بھی لکھے' جن کا مفہوم یہ ہے۔

میں حامد میں شاکر میں ذاکر ہوں۔ میں بھوکا' میں قانع' میں برہنہ ہوں یہ چھ ہوئے جن میں سے نصف کا ضامن میں ہوں۔ تو اے میرے خالق باقی نصف کا ضامن تو ہو جا۔ تیرے سوا کسی اور کی مدح آگ کے شعلوں میں پڑنے کے مرادف ہے تو اپنے بندوں کو آگ میں جانے سے بچا۔

یہ رقعہ مجھے دے کر فرمایا۔ جاؤ خدا کے علاوہ کسی سے دل نہ لگانا' اور راستے میں جو شخص تمہیں پہلے ملے یہ رقعہ اسے دے دینا۔ میں مسجد سے رقعہ لے کر چلا کچھ دور پر ایک شخص ملا جو دراز گوش پر سوار تھا۔ میں نے اسے رقعہ دیا تو وہ پڑھ کر رونے لگا اور پوچھا اس کا لکھنے والا کہاں ہے؟ میں نے کہا فلاں مسجد میں مقیم ہے۔ اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں چھ سو دینار تھے' اور چلا گیا۔ ایک دوسرے شخص سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ خچر سوار نصرانی ہے۔

وہ دیناروں بھری تھیلی لے کر میں حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں لوٹ آیا' اور سارا

ماجرا کہہ سنایا۔انہوں نے فرمایا درہموں کو ہاتھ نہ لگانا۔اس کا مالک ابھی آئے گا کچھ دیر بعد وہ راہب حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں حاضر ہو کر قدموں میں گرا اور اپنے باطل مذاہب سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

جس کا تکیہ خدا پر ہوتا ہے

سفر حج کے دوران ایک ویران علاقے سے گزرتے ہوئے شیخ ابوحمزہ خراسانی علیہ الرحمہ رہ گزر کے ایک کنویں میں جا گرے۔مقرب اللہ' عارف حق موحد تھے۔خیال آیا کہ آواز دے کر کسی کو مدد کے لئے پکاروں مگر پھر عہد کیا کہ بخدا کسی غیر سے مدد نہ مانگوں گا۔اسی اثناء میں کنویں کے دہانے پر دو شخص آئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ یہ کنواں سر راہ ہے اور نہایت خطرناک ہے۔ اس میں کوئی اجنبی گر سکتا ہے۔لاؤ اسے بند کر دیا جائے۔شیخ کے دل میں پھر خیال آیا کہ ان لوگوں سے کہہ کر جان بچاؤں مگر اپنا عہد یاد کر کے خاموش رہے۔ان لوگوں نے کنویں کا منہ بالکل بند کر دیا' اور چلے گئے۔ شیخ ابوحمزہ علیہ الرحمہ نے رگ جاں سے قریب تر ذات کی طرف توجہ کی اور اسی پر اعتماد کئے بیٹھے رہے۔پھر کچھ دیر کے بعد انہیں آہٹ ملی جیسے کوئی کنویں کا منہ کھول رہا ہے اور اس کے بعد اپنی ٹانگیں کنویں میں لٹکا دیں۔شیخ نے تائید غیبی سمجھ کر ٹانگ پکڑ کر خود کو کنویں سے نکال لیا۔باہر آ کر انہوں نے دیکھا کہ یہ تو ایک خونخوار درندہ ہے۔اسی وقت کانوں میں آواز آئی۔

کیا یہ بہتر نہیں کہ ایک جان لیوا مخلوق کے ذریعہ ہم نے تمہاری جان بچا دی۔

جس سر میں تیرا سودا وہ سر گراں نہیں ہے

ایک سپاہی کوڑا سنبھالے باغ میں داخل ہوا اور باغبان سے کہا لاؤ کچھ میوہ کھلاؤ۔ باغبان نے کہا میں خادم ہوں مالک نہیں اور مالک کی امانت میں خیانت مجھ سے ممکن نہیں۔ سپاہی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور باغبان کے سر پر کوڑا مارنے لگا۔ باغبان نے کہا اس سر نے خدا کی نافرمانی کی ہے اسے مار ہی چاہئے۔کسی نے دور سے دیکھا تو چیخا' نادان! تو کسے مار رہا ہے یہ تو حضرت ابراہیم بن ادہم ہیں۔" سپاہی نے آپ کو پہچانا تو دست بستہ معافی مانگنے لگا۔ آپ نے فرمایا: جس سر کو معذرت کی خواہش تھی وہ تو میں بلخ میں چھوڑ آیا ہوں آپ نے ایک شخص کو مصروف طواف دیکھا تو فرمایا۔

نادان! چھ دشوار گزار پہاڑیاں طے کئے بغیر نیکیوں کا مقام نہیں حاصل کر پائے گا۔

ا...... یہ کہ اپنے اوپر خوش حالی کا دروازہ بند کر لے اور مصیبت و آفات کا دروازہ کھول لے۔

۲......عزت کا دروازہ بند کر لے ذلت کا دروازہ کھول لے۔

۳......راحت کا دروازہ بند کر لے مشقت کا دروازہ کھول لے۔

۴......نیند کا دروازہ بند کر لے بیداری کا دروازہ کھول لے۔

۵......غذا کا دروازہ بند کر لے فقر کا دروازہ کھول لے۔

۶......آرزوؤں اور خواہشات کا دروازہ بند کر لے موت کی تیاری کا دروازہ کھول لے۔

غلام حق آگاہ

وادی حجاز قحط سے دھو دھو جل رہی تھی۔ مکہ مکرمہ میں خرد و کلاں، پیر و جواں صلوٰۃ استسقاء پڑھنے کیلئے گھر سے باہر نکل آئے تھے۔ مسجد حرام مکیوں سے بھر گئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ بھی باب بنی شیبہ کے قریب ایک حصہ میں موجود تھے انہوں نے دیکھا کہ اچانک ایک حبشی غلام وہاں آیا جس کے جسم پر معمولی لنگی اور چادر تھی ایک پوشیدہ جگہ بیٹھا اور چھپ کر دعا کرنے لگا۔

رب ذوالجلال! کثرت معاصی اور شامت اعمال سے لوگوں کی صورتیں فرسودہ ہو گئی ہیں اور تو نے ہم سے بارش روک دی ہے تاکہ خلق خدا اس سے سبق لے اور آگاہ ہو اے حلم و بردباری والے مولا! اے وہ کریم جس کے بندوں کو اس کے احسان و کرم ہی سے آشنائی ہے میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ ابھی پانی برسا دے اپنے بندوں کو ابھی سیراب کر دے۔

جوان دعا کے یہی الفاظ بار بار کہتا رہا حتی کہ جھوم کر گھٹا اٹھی اور مکہ مکرمہ جل تھل ہو گیا اور وہ اپنی جگہ بیٹھا ذکر و تسبیح میں مصروف رہا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک حبشی غلام کا یہ سوز دل دیکھ کر روتے رہے وہ چلا تو اس کے پیچھے پیچھے ہو گئے اور اس کی رہائش گاہ دیکھ آئے پھر ملول خاطر حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے آ کر سارا ماجرا سنایا۔ شیخ فضیل نے جوان صالح کا حال سن کر چیخ ماری اور کہا مجھے جلد اس جوان باخدا کے پاس لے چلو۔ رات زیادہ گزر گئی تھی۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے وہاں جانا مناسب نہیں سمجھا۔

صبح ہوئی تو اس کی تلاش میں اس کے مکان پر دستک دی وہاں ایک ضعیف مرد سے ملاقات ہوئی انہوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو پہچانا اور آنے کی غرض و غایت پوچھی۔ انہوں نے کہا مجھے ایک سیاہ فام غلام چاہئے اس کے پاس کئی اور بھی غلام تھے ایک ایک کر کے ضعیف مرد نے اپنے سب غلاموں کو بلوایا جب وہ غلام سامنے آیا تو حضرت عبداللہ بن مبارک نہایت خوش ہوئے اور اسے خریدنا چاہا مگر ضعیف مرد نے اولاً تو انکار کیا مگر حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان ثوری

کی خواہش جان کر مجبوراً فروخت کر دیا۔ ضعیف مرد نے کہا:

اس غلام سے میرے گھر میں برکت ہے اس پر میرا کچھ خرچ نہیں ہوتا یہ خود رسی بٹتا ہے کم وبیش نصف دانگ روز کماتا ہے یہی اس کی روزی ہے میرے اور غلام کہتے ہیں یہ رات بھر نہیں سوتا' تنہا رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک اسے لے کر حضرت فضیل رضی اللہ عنہ کی طرف چلے راستہ میں غلام نے کہا اے میرے آقا! حضرت عبداللہ نے کہا لبیک اس نے کہا میرے آقا! آپ لبیک نہ فرمائیں۔ لبیک تو مجھے آپ کے بلانے پر کہنا چاہئے حضرت عبداللہ نے فرمایا تم میرے غلام نہیں دوست ہو میں نے تمہیں اپنی خدمت کے لئے نہیں خریدا۔ میں تمہارے لئے ایک مکان خریدوں گا تمہارا نکاح کروں گا اور خود تمہاری خدمت کروں گا۔ وہ رونے لگا اور بولا ضرور آپ کو میرے ربّ تعالیٰ سے تعلقات کی خبر ہوگئی ہے۔ ورنہ ان غلاموں کو چھوڑ کر آپ مجھے پسند نہ کرتے۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا سچ ہے میں نے تمہاری دعا قبول ہوتے ہوئے دیکھا ہے پھر اس نے کہا' کیا یہ ہوسکتا ہے کہ کچھ دیر مجھے موقع دیں تاکہ میں رات کی کچھ بقیہ رکعتیں ادا کرلوں۔

حضرت عبداللہ نے کہا: حضرت فضیل کی قیام گاہ اب زیادہ دور نہیں۔

غلام: نہیں' میں یہیں پڑھنا پسند کرتا ہوں خدا کے کام میں تاخیر مناسب نہیں اس کے بعد ایک مسجد میں گیا اور نماز پڑھنے لگا' نماز سے فارغ ہو کر پوچھا اے میرے آقا! کیا آپ کو کوئی کام ہے؟ حضرت عبداللہ نے پوچھا اس طرح کیوں دریافت کرتے ہو؟ اس نے کہا اب میں جانا چاہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ کہاں آخر' غلام: دارالبقاء کو۔

حضرت عبداللہ: ایسا نہ کرو میں تمہاری زندگی سے اپنی مسرت چاہتا ہوں۔

غلام: کیا کروں جب تک میرا اور ربّ کائنات کا معاملہ مخفی تھا زندگی اچھی تھی اب تمہیں معلوم ہوگیا تم سے اور لوگوں کو معلوم ہوگا مجھے ایسی زندگی کی تمنا نہیں' غلام یہ کہہ کر سجدے میں گرا اور عرض گزار ہوا۔ ربّ کائنات! اسی آن میری روح قبض فرمالے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک اس کے قریب پہنچے تو وہ واصل بحق ہو چکا تھا۔ فرماتے ہیں واللہ العظیم! میں جب بھی اسے یاد کرتا ہوں تو میرا غم بڑھ جاتا ہے اور دنیا میری نظر میں خوار ہو جاتی ہے۔

عارفہ کنیز

شیخ محمد حسین بغدادی حج کرنے گئے۔ بازار میں ایک بوڑھا شخص ایک باندی فروخت کر رہا تھا

'اور پکار رہا تھا۔ میں اس کے عیبوں سے بری ہوں۔ کوئی بیس دینار سے زیادہ دے تو اسے لے سکتا ہے۔ باندی دبلی پتلی کمزور تھی۔ چہرہ زردی مائل تھا مگر اس میں ایک خاص روشنی موجود تھی۔

شیخ محمد بوڑھے کے پاس گئے۔ بزرگوار! باندی کی قیمت تو معلوم ہوگئی۔ یہ تو فرمائیں کہ اس میں کیا عیب ہے؟

بوڑھا: یہ پاگل ہے' اداس رہتی ہے' رات بھر بیدار رہتی ہے' پورا دن بغیر کھائے پیئے گزارتی ہے' تنہائی پسند ہے۔ شیخ نے بوڑھے کی یہ باتیں سنیں اور باندی کو خرید لیا۔ قیام گاہ پر پہنچ کر باندی سر بگریباں رہی۔ کچھ دیر بعد اس نے سر بلند کیا اور پوچھا۔

باندی: اے میرے مجازی مولیٰ! ربّ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' آپ کہاں کے باشندے ہیں۔ شیخ محمد: عراق کا رہنے والا ہوں۔ باندی: عراق میں کس شہر کے' کوفہ کے یا بصرہ کے؟ شیخ محمد: نہ کوفے کا نہ بصرے کا۔ باندی: پھر تو آپ ضرور مدینۃ السلام بغداد کے باشندے ہیں۔ شیخ محمد: یہ سچ ہے۔ باندی: کیا خوب وہ شہر تو عابدوں اور زاہدوں کا شہر ہے۔ شیخ محمد: (دل ہی دل میں تعجب کرتے ہوئے کہ حجروں کی رہنے والی باندی مردان خدا کے احوال سے کس طرح واقف ہے) اچھا یہ بتاؤ تم بغداد کے بزرگوں میں سے کس کس کو جانتی ہو؟ باندی: حضرت مالک بن دینار' حضرت بشر حافی' حضرت صالح مزنی' حضرت ابوحاتم سجتانی' حضرت معروف کرخی' حضرت محمد بن حسین بغدادی' رابعہ عدویہ' شعوانہ' میمونہ' ان تمام عباد و زہاد کو میں جانتی ہوں۔ شیخ محمد: تم انہیں کہاں سے پہچانتی ہو؟ باندی: اے جوان صالح! بھلا انہیں میں کیوں نہ پہچانوں' وہ لوگ تو دلوں کے معالج اور محبان حق کے رہنما ہیں۔ شیخ محمد: کیا تمھیں معلوم ہے کہ میں ہی محمد بن حسین بغدادی ہوں۔ باندی: اے ابوعبداللہ! میں نے ربّ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ محمد بن حسین سے میری ملاقات کرادے۔ بتائیے آپ کی وہ دلسوز آواز کیا ہوئی جس سے اہل ارادت کے قلوب میں زندگی پیدا ہوتی تھی اور سننے والوں کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں۔ شیخ محمد: میری وہ آواز اپنے حال پر ہے۔ باندی: آپ کو ربّ ذوالجلال کی قسم! مجھے کلام اللہ کی کچھ آیتیں سنایئے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ میں نے تلاوت سے قبل تسمیہ پڑھی۔ جسے سنتے ہی اس نے چیخ ماری' اور بیہوش ہوگئی۔ میں نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے تو ہوش آیا۔ باندی اے ابوعبداللہ! یہ تو اس کا نام ہے۔ اس وقت میرا کیا حال ہوگا جب میں اس کا عرفان پاؤں' جنت میں اس کا دیدار کروں' اے ابوعبداللہ ربّ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور پڑھیے۔ شیخ محمد نے پھر تلاوت شروع کی اور آیت مبارکہ "اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوْا

السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝ (الجاثیہ ۲۱/۴۵)

کیا گمان کرلیا ان لوگوں نے جنھوں نے گناہ کیے کہ ہم انہیں کردیں گے ان لوگوں کی طرح جو ایمان لائے اور نہوں نے نیک کام کیے کہ ان (سب) کی زندگی اور موت برابر ہوجائے۔ وہ کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

باندی: اے ابوعبداللہ! ہم نے نہ کسی بت کی پرستش کی، نہ ہی کسی اور کو معبود قبول کیا اور پڑھیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ شیخ محمد نے پھر تلاوت کی۔

"اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ (الکہف ۲۹/۱۸)

ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے جس (کے شعلوں) کی چار دیواری (ہر طرف سے) انہیں گھیرلے گی اور اگر (پیاس کی وجہ سے) وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی (اس) پانی سے ہوگی جو پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا، ان کے منہ بھون دے گا۔ کیا ہی بُرا پینا ہے اور دوزخ کیا ہی بُری آرام گاہ ہے۔

باندی: اے ابوعبداللہ! آپ نے اپنے کو یاس کا پابند کرلیا ہے۔ امید و بیم کے درمیان رکھئے، اور کچھ پڑھیے۔ رحمکم اللہ، شیخ محمد نے پھر پڑھا۔ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ (عبس ۸۰/۳۸-۳۹) بہت سے چہرے ان دِن چمکتے ہوں گے، مسکراتے ہوئے ہشاش بشاش وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القیامہ ۷۵/۲۲-۲۳) کتنے منہ اس دن تروتازہ اپنے رب کے دیدار میں مصروف ہوں گے۔

باندی: جس روز وہ اپنے دوستوں کے لئے ظاہر ہوگا مجھے اس کے ملنے کا کس قدر شوق ہوگا؟ اور پڑھیے، خدا آپ پر رحم کرے۔ شیخ محمد نے پھر پڑھا۔ "یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ۝ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ۝ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ۝ وَحُوْرٌ عِیْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝" (الواقعہ ۵۶/۱۷-۲۴) (خدمت کے لئے) آتے جاتے رہیں گے ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے (بہشتی) لڑکے گلاس اور آفتابے اور چشمے سے بہتی ہوئی شراب کے لبریز جام لے کر، جس سے نہ انہیں دردسر ہو، نہ ان کی عقل میں فتور آئے اور ان کے پسندیدہ لذیذ پھل، ار

پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے اور گوری کشادہ چشم بیویاں جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی' یہ ان کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے۔

باندی: اے ابوعبداللہ! میرا خیال ہے کہ آپ حور کو پیغام تو دیا ہے مگر کیا مہر کے لئے کچھ خرچ بھی کیا ہے؟ شیخ محمد: میں تو مفلس ہوں' بتا میں کیا کروں؟ باندی: نمازوں سے شب بیداری کیجئے۔ ہمیشہ روزہ رکھئے۔ اور فقراء مساکین سے محبت رکھئے۔

اتنا کہتے کہتے باندی بے ہوش ہوگئی۔ شیخ محمد نے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ ہوش میں آئی تو مناجات کرنے لگی۔ ربّ تعالیٰ کی حمد اثناء' اور اس کے بعد التجا کرتے کرتے خاموش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ شیخ محمد نے دیکھا تو اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ شیخ کو اس کے مرنے کا بڑا غم ہوا۔ نڈھال حالت میں کفن وغیرہ خریدنے کی نیت سے بازار گئے۔ بازار سے واپس ہوئے تو اسے کفن میں ملبوس' خوشبو سے آراستہ پایا۔ اس کے علاوہ اس پر سبز رنگ کے دو جنتی حلے پڑے ہیں۔ اور کفن پر دو نورانی سطریں لکھی ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

شیخ محمد اس کے کفن دفن سے فارغ ہو کر اداس و غمگین اپنے حجرے میں چلے گئے۔ دو رکعت نماز پڑھ کر سو رہے' اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں لعل و جواہر کے تاج پہنے' بہشتی لباس زیب تن کئے' پاؤں میں سرخ یاقوت کی جوتیاں ڈالے' آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن و تابندہ رخسار کے ساتھ محوِ خرام ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ اے کنیز تجھے یہ عظیم مقام کیسے ملا؟

کنیز نے کہا فقراء و مساکین کی محبت' استغفار کی کثرت' اور مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیزیں دور کرنے کے باعث۔

قرآن کی تاثیر

ایک عالم ربانی کی خدمت میں ایک باندی مسائل و معارف کے سلسلہ میں آیا کرتی تھی۔ حسین و جمیل تھی اور پردہ وغیرہ کا نہایت اہتمام کرتی تھی۔ انھوں نے ایک روز بازار میں دیکھا کہ اسے ایک شخص فروخت کر رہا ہے۔ عالم صاحب اس کے پاس گئے اور کنیز کو پہچان کر اس کے بیچنے والے سے اس کا حال دریافت کرنے لگے۔ اس نے بتایا کہ اس کا مالک ایک آتش پرست ہے۔ اسی دوران وہ آتش پرست بھی آ پہنچا' اس نے عالم صاحب کو بتایا کہ میں نے اسے ہوشیار اور خوبصورت

دیکھ کر خریدا تھا اور اس زمانے میں ہمارے معبود کی دل لگا کر عبادت کیا کرتی تھی۔ ایک شب کی بات ہے' تمھارا ایک ہم مذہب آیا اور اس نے کچھ اسے پڑھ کر سنایا جسے سنتے ہی یہ چیخ مار کر گر پڑی۔ اس کے بعد اس پر تحیر غالب آ گیا۔ اس نے ہمارے مذہب اور طریقہ عبادت کو ترک کر دیا۔ ہمارا کھانا کھانے سے منکر ہوئی۔ اب یہ مسلمانوں کے قبلہ کی طرف رخ کر کے عبادت کرتی ہے۔ اس لئے میں اس سے نالاں ہوں۔ اب میں ایسی لونڈی کو رکھ کر کیا کروں گا؟

عالم ربانی نے کنیز سے تصدیق چاہی تو اس نے بھی تصدیق کی۔ عالم ربانی نے دریافت کیا۔ مسلمان سنانے والے نے تجھے کیا سنایا تھا۔

کنیز فَفِرُّوا اِلَی اللّٰهِ اِنِّی لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ اِنِّی لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ (الذاریات ۵۱/۵۱'۵۶)۔ ''تو اللہ کی طرف بھاگو! بے شک میں تمھارے لئے اس کی طرف سے واضح ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بناؤ۔ بیشک میں تمھارے لئے اس کی طرف سے کھلا ہوا ڈر سنانے والا ہوں''۔

میں نے جب سے یہ آیت سنی ہے میرا دل بے قرار ہو گیا ہے اور میرا جو حال ہے آپ سے پوشیدہ نہیں۔ عالم ربانی: کیا تم اس کے بعد کی آیتیں سننا چاہتی ہو؟ کنیز: سنا سکیں تو کرم ہو گا۔ عالم ربانی نے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ تک تلاوت کیا۔ کنیز نے سن کر کہا۔ اس سے اچھی کیا بات ہو گی۔ اللہ تعالیٰ جس امر کا ضامن ہوا تجھے وہی کافی ہے۔ عالم ربانی پھر اس کنیز کے مالک سے قیمت کی بات چیت کرنے لگے۔ اس اثنا میں مالک کنیز کا ایک عم زاد آ گیا' جو کنیز سے محبت رکھتا تھا اور اس نے اس سے یہ کہہ کر کنیز لے لی میں اسے دوبارہ مجوسیت پر لوٹا لاؤں گا۔

کنیز کا دوسرا خریدار اسے جب اپنے ہمراہ لے جا رہا تھا تو عالم ربانی دیکھ کر فکر مند تھے۔ کنیز نے کہا۔ آپ فکر نہ کریں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

عالم ربانی ایک روز اپنی مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کنیز کو لے جانے والا نوجوان مسلمانوں کی صف میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ عالم ربانی نے اس سے بعد میں دریافت کیا تو اس نے سرگزشت سنائی۔

نوجوان: میں اسے لے کر اپنے گھر گیا۔ اس کے بعد کنیز نے یہ کیا کہ کرسی پر بیٹھ کر ذکر الٰہی' تو حید خداوندی بیان کرنے لگی اور میرے تمام اہل خانہ کو آگ کی عبادت سے ڈرا کر خدائے واحد کی عبادت پر مائل کرنے لگی۔ جنت کی خوبیاں ذکر کرنے لگی۔ میں اس کو اسلام سے پھیرنے کے لئے

لاتا تھا یہ تو ہم سب کو مجوسیت سے پھیر رہی ہے۔ اپنی اس الجھن کو میں نے اپنے ایک دوست سے بیان کیا۔ دوست نے رائے دی کہ اس پر سختی کا راستہ نکالنے کی ترکیب یہ ہے کہ اسے اپنی طرف سے کچھ مال امانت کے طور پر رکھنے کو دو اور وہ جہاں رکھے، خاموشی کے ساتھ مال وہاں سے غائب کر دو۔ اس کے بعد امانت اس سے طلب کرو۔ مال جب اس کے پاس ہے ہی نہیں تو دے گی کہاں سے؟ اس وقت تمہیں اختیار ہوگا کہ اس بہانے اسے خوب مارو پیٹو اور جیسے چاہو ویسے اسے کرنے کو کہو۔

میں نے اس رائے پر عمل کیا اور کنیز کو پانچ سو دینار کی تھیلی رکھنے کو دی اور پھر جب وہ نماز پڑھ رہی تھی چپکے سے تھیلی وہاں سے اڑا لی اور اطمینان ہو جانے کے بعد میں نے کہا وہ تھیلی لاؤ۔ تو وہ اس جگہ گئی اور پانچ سو دینار سے بھری ہوئی تھیلی لا کر میرے حوالے کر دی۔ میں نے غور کیا کہ وہ تھیلی میں لے چکا ہوں۔ یقیناً اس کے معبود کے کرم سے اس کو یہ دوسری تھیلی دستیاب ہوگئی ہے۔ تو معبود برحق اسی کنیز کا معبود ہے۔ اس کے بعد میں، میرے گھر والے، اور میرا دوست مسلمان ہو گئے اور تسلیم کر لیا کہ یقیناً وہ خدا جس پر کنیز کا ایمان ہے وہی سچا اور حقیقی معبود ہے اور میں نے اس کنیز کو آزاد کر دیا۔

مالک الملک کا اکرام بھی ہے لافانی	خون کا پیاسا بنا لحظہ میں پیارا جانی
پھول کھل آئے اڑی خوشبو فضائیں بدلیں	دل کی کھیتی پہ جب ایقان کا برسا پانی
رب کا عرفان غلاموں کو کنیزوں کو ملا	دیکھ کفار نے تو ان کی بڑھی حیرانی
اپنے حیلوں سے وہ اسلام کو زک دے نہ سکے	باندھ بندھتے رہے اور بڑھتی رہی طغیانی

حق آشنا تحفہ

وہ شب نہایت اضطراب و بے چینی کی شب تھی۔ معمولات سے فارغ ہونے کے بعد بھی حضرت سری سقطی کی آنکھوں میں نیند کی کوئی علامت نہیں تھی۔ طبیعت پر یک گونہ بے قراری چھائی ہوئی تھی۔ پوری رات یوں ہی گزر گئی۔ ایک عالم کو طمانیت قلب کو نور سے معمور کرنے والے حضرت سری آج خود روح میں اضطراب کو درد لئے جامع مسجد میں داخل ہوتے ہیں کہ واعظ کی تقریر سن کر شاید کچھ سکون ہو۔ مگر وہاں سے بھی مقصد حاصل نہیں ہوا۔ ایک مجلس وعظ سے اٹھ کر دوسری محفل میں شریک ہوئے مگر درد کی ٹیسیں اور بڑھنے لگیں۔

خیال ہوا وہاں جائیں جہاں مجرموں کو سزائیں دی جاتی ہیں۔ کوڑوں سے ضرب لگائی جاتی ہے۔ کوتوالی جا پہنچے۔ کتنوں کو سزا پاتے دیکھا مگر خود ان کی حالت میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ اس کے بعد شیخ سری کے قدم خود بخود شفاخانے کی جانب اٹھنے لگے۔ جہاں بیماروں کو علاج کے لئے رکھا جاتا

ہے' شفاخانے پہنچتے ہی حضرت شیخ سری کو اپنا درد دل وا ہوتا نظر آیا۔ طبیعت پر بشاشت چھانے لگی جیسے کسی متعفن اور محبوس مقام سے نکل کر فرحت بخش فضا میں پہنچنے پر دل کو نشاط ملتا ہے۔ سیدنا سری سقطی ایک عارف حق تھے' اور شفاخانے میں چشم گریاں' اور قلب بریاں لئے ایک پاکیزہ روح تڑپ رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک حسین وجمیل کنیز کے ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی پڑی ہے' آنکھوں سے آنسو جاری ہے۔ زبان عشقیہ اشعار ہیں جن کو مفہوم یہ ہے۔

کر کے یوں طوق وسلاسل میں اسیر — مجھ کو کس جرم کی سزا دو گے
دل تو پہلے ہی جل کے خاک ہوا — آگ اب پھر کہاں لگاؤ گے
تم کو حق ہے چلاؤ تیر پہ تیر' — مجھ کو صادق وفا میں پاؤ گے

شیخ سری کو شفاخانے کے مہتمم نے بتایا کہ یہ باندی دیوانی ہوگئی ہے۔ اس کا مالک اسے یہاں رکھ گیا ہے تاکہ ٹھیک ہو جائے۔ باندی نے بھی مہتمم کی بات سنی اور رونے لگی۔ حضرت شیخ کی آنکھوں میں بھی آنسو چھلک آئے۔ فرمایا۔ میں اس سے وہ باتیں سنی ہیں جن سے دل کا غم فزوں ہوا۔ درد میں اضافہ ہوا اور گریہ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔

کنیز اے سری! تم نے مجھ سے اس کی صفات سن کر رونا شروع کر دیا۔ اگر اس کا عرفان پا جاؤ تو تمھارا کیا حال ہو؟ اتنا کہنے کے بعد وہ بے ہوش ہوگئی کچھ دیر بعد آنکھ کھولی۔ شیخ سری: اے کنیز یہ بتا تو نے مجھے کس طرح پہچان لیا؟ کنیز: جب سے مجھے معرفت ملی' میں نا آشنا نہیں رہی اور جب سے خدمت کی ست نہیں ہوئی اور جب سے وصل نصیب ہوا جدا نہیں ہوئی۔ اہل درجات ایک دوسرے سے آشنا ہوتے ہیں۔ شیخ سری: تو محبت کرتی ہے۔ تیرا دوست کون ہے؟ کنیز: میرا دوست وہی ہے جس نے اپنے پیار کے ساتھ مجھے معرفت دی اور اپنی عظیم عطاؤں کے ساتھ سخاوت فرمائی۔ وہ دلوں کے قریب ہے۔ طلب کرنے والوں کا دوست ہے۔ سننے والا' جاننے والا' پیدا کرنے والا' حکمت والا' سخاوت والا' کرم والا' بخشش والا' اور رحم فرمانے والا ہے۔ شیخ سری: یہاں تجھے کس نے مقید کیا؟ کنیز: میرے حاسدوں نے' ایک دوسرے کی مدد کی' اور بات طے کر لی۔ کنیز نے اتنا کہنے کے بعد بلند آواز سے چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئی۔ شیخ نے سوچا جاں بحق ہوئی مگر کچھ دیر بعد پھر ہوش میں آئی۔ شیخ مہتمم شفاخانہ سے کہا اسے آزاد کر دو۔ اس نے چھوڑ دیا۔

شیخ سری: اے کنیز! اب تو جہاں چاہتی ہے چلی جا۔ کنیز: میں کہاں جاؤں؟ اسے چھوڑ کر جانے کا میرے لئے کون سارا ستہ ہے میرے دل کے محبوب نے اپنے ایک بندے کو میرا آقا بنا دیا

ہے۔ اگر میرا آقا بخوشی راضی ہوگا تو چلی جاؤں گی ورنہ صبر اختیار کروں گی۔ اس اثناء میں اس کا مالک آگیا اور اس نے مہتمم شفاخانہ سے دریافت کیا میری کنیز تحفہ کہاں ہے؟ مہتمم نے کہا اندر ہے۔ شیخ سری تشریف لائے ہیں تحفہ کے پاس بیٹھے ہیں۔ اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ کنیز کا مالک یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ شیخ کے پاس آیا۔ ان کی تعظیم و تکریم کی۔ شیخ سری: تیری یہ کنیز مجھ سے زیادہ تکریم کی مستحق ہے تجھے اس کی کیا بات ناپسند ہے؟ مالک: حضور والا! ایک دو باتیں ہوں تو ذکر کروں، بہت سی عادتیں اس میں ایسی ہیں جو ناپسندیدہ ہیں۔ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے، اور نہ سوتی ہے عقل سے خالی ہے۔ خود بھی جاگتی ہے ہمیں بھی سونے نہیں دیتی۔ ہر وقت فکرمند رہتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی سی بات پر رونے لگتی ہے۔ نالہ وشیون کے سوا اسے کچھ اچھا ہی نہیں لگتا اور جناب عالی! یہی میری دولت و ثروت ہے۔ میں نے اپنی کمائی کی کل پونجی بیس ہزار درہم دے کر اسے خریدا ہے اور یہ امید تھی کہ اس سے دوگنا فائدہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ یہ حسین و جمیل ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین گانا بھی جانتی ہے مگر ایک سال کا زمانہ ہوا۔ جب یک بیک اس کی حالت میں یہ تغیر پیدا ہوا۔ ہاتھ میں عود لئے نغمہ وسرود میں مشغول تھی۔ یکایک عود کو توڑ ڈالا اور روتی چلاتی کھڑی ہوگئی۔ میں نے سوچا شاید اسے شخص سے محبت ہوگئی ہے۔ مگر چھان بین کے بعد میرا یہ شک غلط ثابت ہوا۔

شیخ سری: تحفہ اب تو کچھ اپنے بارے میں بتا۔

کنیز: (دل جلے انداز میں بولی) میرے دل سے خدا نے خطاب کیا۔ دوری کے بعد اس نے مجھے قربت سے نوازا۔ اپنے خواص میں منتخب کیا۔ میں جب رضا و رغبت سے طلب کی گئی، میں نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور بلانے والے کے جواب میں لبیک کہی۔ اپنے سابقہ گناہوں سے ڈری۔ لیکن محبت نے میرے خوف کو دفع کر کے تمناؤں میں لا ڈالا۔

شیخ سری: (مالک سے مخاطب ہو کر) تم اس کی قیمت کا اندیشہ نہ کرو، میں اس زیادہ تمہیں دوں گا۔

مالک: آپ تو خود ایک فقیر ہیں، اتنی بڑی رقم کہاں سے پائیں گے؟

شیخ سری: فکر نہ کرو، تم میرے واپس آنے کا انتظار کرو۔ شیخ وہاں سے شکستہ دل بھیگی پلکوں کے ساتھ، رب تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کر کے روانہ ہوئے۔ واقعتاً ان کے پاس اس وقت ایک درہم بھی موجود نہیں تھا۔ یہ رات حضرت شیخ نے روتے بلکتے، آہ وزاری کرتے رب کائنات کے حضور دعا مناجات میں گزاری۔ نہ بستر پر لیٹے اور نہ آنکھوں کو نیند آئی، دعا فرماتے رہے۔

اے ربّ کائنات تو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے۔ میں نے تیرے فضل و کرم پر بھروسہ کیا۔ مجھے رسوانہ کرنا۔ کنیز کے مالک کا سامنا ہو تو مجھے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ یا ارحم الراحمین ' یا اکرم الاکرمین'

اسی رات کی بات ہے احمد بن مثنی نامی ایک دولت مند مسلمان نے خواب دیکھا۔ غیب کا منادی پکار رہا ہے۔ ''اے احمد! اشرفیوں کی پانچ تھلیاں لے جا کر سری کی خدمت میں پیش کرتا کہ ان کا دل خوش ہو۔ وہ میری بندی تحفہ کی قیمت دے سکیں۔ میں اس کنیز کے حال پر مہربان ہوں۔'' ابھی بغداد معلّی کی گلیوں میں ملگجا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ فجر کا موذن بھی بیدار نہیں ہوا تھا۔ مگر احمد بن مثنی کی قسمت بیدار نے اسے ایسا سہانا خواب دکھا کر اس کی زندگی کے دامن میں خوشیاں بھر دی تھیں۔ اس سے اجالا ہونے کا انتظار برداشت نہ ہو سکا۔ غلاموں کو حکم دیا اور شمع ہاتھوں میں لی اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے طشت سروں پہ لئے چار غلام حضرت سری سقطی کے عبادت خانے کے در پر جا پہنچے۔ دروازے پر دستک دی۔

شیخ سری: کون ہے؟ احمد بن مثنی: یاران باوفا میں سے ایک' شیخ سری: کس ضرورت سے آئے ہو؟ احمد بن مثنی: ربّ کریم کا حکم مجھے یہاں لایا ہے اور پانچ تھیلیاں اشرفیوں کی حاضر خدمت ہیں۔

نماز صبح ادا کرنے کے بعد احمد کو ہمراہ لئے شیخ شفا خانے میں داخل ہوئے۔ مہتمم نے شیخ کا استقبال کرتے ہوئے بتایا کہ آج رات میں نے غیب سے یہ آواز سنی ہے کہ خداوند قدوس تحفہ پر مہربان ہے۔'' ادھر تحفہ نے دیکھا تو رو کر عرض کرنے لگی۔ یا شیخ! آپ نے مجھے مشہور کر دیا۔ اتنے میں تحفہ کا مالک زار و قطار روتا ہوا وہاں پہنچا۔ شیخ نے کہا۔ پریشان نہ ہو۔ جتنی قیمت تم نے اس کنیز کی ادا کی ہے اس سے دوگنی رقم لایا ہوں۔

مالک: یا شیخ! آپ اب اگر مجھے ساری دنیا بھی دیں تو میں قبول نہیں کر سکتا۔ میں نے آج رات ایسی تنبیہہ اور زجر و توبیخ پائی ہے کہ میں دنیا کو چھوڑ کر ربّ کائنات کی جانب بھاگ چلا ہوں اور میں نے اسے آزاد کیا۔

احمد بن مثنی: حضور! میں محروم ہی رہ گیا۔ شاید جب اس نے مجھے اس خدمت کا حکم فرمایا۔ مجھ سے راضی نہ تھا۔ آپ گواہ رہیں کہ میں اپنی ساری دولت خدا کی راہ میں صدقہ کر رہا ہوں۔

شیخ سری: اللہ اللہ تحفہ کتنی برکت والی ہے۔

آزاد ہونے کے بعد تحفہ نے صوف کا ایک جبہ پہنا اور وہاں سے چل کھڑی ہوئی۔ آزادی پر

خوش ہونے کے بجائے وہ جاتے جاتے روتی جاتی تھی۔ وہاں سے جانے کے بعد لوگوں نے پھر تحفہ کو نہیں پایا۔

احمد بن مثنی وہاں سے لوٹ کر گھر نہ جا سکے اور قید ہستی سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو گئے۔ حضرت شیخ سری عازم مکہ ہوئے، ساتھ میں تحفہ کا آقا بھی تھا۔ ایک روز دونوں مصروف طواف تھے کہ کسی رنجور دل سے نکلی ہوئی غمناک صدا ان دونوں کے کان میں آئی۔

خدا کا دوست دنیا سے علیل ہے، اس کی بیماری لمبی ہے، اس کا مرض ہی خود اس کی دوا ہے۔ اسے محبت کا جام پلایا، پلا کر سیراب کیا۔ پھر محب اس کی محبت میں حیران اسی کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کے علاوہ اور اسے کوئی محبوب نہیں اور یہی بات اس [illegible] حقیقت کی [illegible] اسے اللہ تعالیٰ کی طرف طلب کیا جائے وہ اس کی محبت میں حیران رہتا ہے، تا آنکہ اس سے [illegible] مشرف ہو۔

دونوں جب اس مریض عشق کے قریب پہنچے اس نے شیخ سری کا نام لے کر مخاطب کیا۔

شیخ سری: تم کون ہو؟

لا الٰہ لا اللہ، تعارف کے بعد بھی یہ نا آشنائی۔ میں تحفہ ہوں۔

شیخ فرماتے ہیں کہ اس وقت وہ بالکل نحیف و ناتواں، کمزور ہو چکی تھی۔ انہوں نے پوچھا۔ تحفہ! بتاؤ مخلوق سے الگ تھلگ ہو کر جب سے تم رب تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوئی ہو تمھیں کیا حاصل ہوا؟

تحفہ: خدائے کریم نے مجھے اپنے قرب سے انس عطا کیا۔ غیر سے نفرت و وحشت دی۔ شیخ سری: اے تحفہ! ابن مثنی کا انتقال ہو گیا۔ تحفہ: اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ میرے رب نے انہیں وہ انعام و اکرام بخشا جو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ بہشت میں ان کا مقام میرے پڑوس میں ہے۔ شیخ سری: تمھارا آقا جس نے تجھے آزاد کیا میرے ہمراہ ہے۔

یہ سن کر تحفہ نے زیر لب کچھ دعا کی اور چشم زدن میں اس کا جسم بے جان ہو گیا۔ تحفہ کے مالک نے اس کی یہ حالت دیکھی تو وہ بھی خود کو سنبھال نہ سکا اور بے قابو ہو کر اسی پر گر پڑا۔ شیخ نے اسے اٹھانا چاہا تو وہ بھی خدا کو پیارا ہو چکا تھا۔

اس طرح حرم کی مقدس زمین پر سالار عارفاں حضرت شیخ سری رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ان دونوں کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

جس کو عرفان مل گیا تیرا	وہ زمانے سے بے نیاز ہوا
کھونسلوں کا اسیر وہ کیوں ہو	عشق حق کا جو شاہ باز ہوا

سورہ والشمس کی برکت

اللہ واسطے کی محبت مسلمان کا بہت عظیم سرمایہ ہے۔ شیخ ابو ہاشم کا بھی ایک ایسا ہی یار تھا جس کی دوستی کو چالیس سال پورے ہوئے تھے کہ موت نے اسے آلیا شیخ ابو ہاشم اپنے اس دوست کی جدائی پر غمگین تھے۔ ان کی باہم بھائی چارگی محض خدا واسطے کی تھی۔ ابو ہاشم کو آج بڑی شدت سے یاد آ رہا تھا جب وہ دریا کے کنارے کھڑے بصرہ جانے کے لئے کشتی کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک کشتی میں جگہ ملی۔ اس کشتی میں پہلے ہی ایک اور شخص موجود تھا۔ اس کے ہمراہ ایک خوبصورت کنیز بھی تھی۔ کنیز کے مالک نے ابو ہاشم کو دیکھ کر کہا تھا۔ تمھارے لئے کشتی میں جگہ نہیں، یہاں سے چلے جاؤ۔ مگر کنیز نے کہا۔ مسکین معلوم ہوتا ہے، اسے ساتھ لے لو۔ اس طرح اس نے مجھے بٹھالیا۔ راستے میں اس نے کنیز سے کھانا طلب کیا۔ اس نے دستر خوان لگا دیا۔ اس نے کہا اس مسکین کو بھی کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ میں بھی شریک طعام ہوا۔ کھانا کھا لینے کے بعد اس نے کنیز سے شراب منگوائی اور پینے لگا۔ مجھے بھی شراب پینے کے لئے بلوایا۔ مگر میں نے انکار کیا۔ شراب سے بدمست ہونے کے بعد اس نے کنیز سے کہا ساز اٹھا اور کوئی نغمہ سنا، کنیز نے نغمہ سنجی شروع کی۔ اور خوب گایا۔ پھر وہ میری جانب متوجہ ہوا اور پوچھا کیا تم بھی ایسا کچھ سنا سکتے ہو؟ میں نے کہا ایسا نہیں، اس سے بہت بہتر۔ اس نے کہا پھر سناؤ، میں نے سورہ والشمس اذا العشار عطلت تک پڑھی۔ وہ سن کر رونے لگا۔ جب میں اذا الصحف نشرت پر پہنچا۔ اس نے باندی سے کہا جا! میں نے تجھے آزاد کیا اور شراب جس قدر اس کے پاس تھی سب دریا میں بہادی۔ ساز کو توڑ ڈالا اور مجھ سے لپٹ گیا اور بولا۔ ''کیا اگر میں توبہ کروں تو تمہیں امید ہے کہ ربّ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے گا؟'' میں نے کہا۔ ''ربّ غفور توبہ کرنے والوں اور گناہوں سے پاکی چاہنے والوں کو پسند فرماتا اور دوست رکھتا ہے۔ وہ دن اور آج کا دن ہماری دوستی اور بھائی چارگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ افسوس چالیس سال بعد وہی دوست بچھڑ گیا تھا''۔ ابو ہاشم اس کے لئے رنجیدہ تھے۔

شب میں سوئے تو خواب دیکھا۔ دوست نہایت خوش ہے۔ حال دریافت کیا تو اس نے کہا۔ ''میرے پیارے دوست! تم نے جو مجھے سورہ والشمس سنائی تھی اس کی برکت سے خداوند تعالیٰ نے مجھے بہشت عطا فرمائی ہے''۔

ایسا ہی واقعہ بنی مہلب کے ایک شخص کا حضرت شیخ اسماعیل بن عبداللہ خزاعی نے بیان کیا ہے۔ اس نے بصرہ جانے والی اپنی کشتی میں ایک صوف کو جبہ پہنے ہوئے عصا بردار جوان کو سوار

کیا۔اس نوجوان نے اسے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ الخ .قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ الخ . قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوْا الخ پڑھ پڑھ کر سنائی۔آخری آیات کوسن کراس نے جان دے دی۔اس کا جنازہ قوم کے لوگوں تک پہنچایا گیا اور اس کے ہمراہ جو کنیز تھی اس نے بھی فقر کی راہ پر زندگی گزار دی اور چالیس دن اسی حال میں صائم الدہر اور قائم اللیل رہی۔ایک شب قرآن مجید کی مذکورہ آیات پڑھتی رہی۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ لا اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ○

(الکہف: ۲۹/۱۸)

''اور فرما دو کہ حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے۔تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔بے شک ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے جس (کے شعلوں) کی چہار دیواری (ہر طرف سے) انہیں گھیرے گی اور اگر پیاس کی وجہ سے فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی اسی پانی سے ہوگی جو پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا۔ان کے منہ بھون دے گا۔کیا ہی برا پینا ہے اور دوزخ کیا ہی بدترین آرامگاہ ہے''۔اور انہی کی تلاوت کرتے ہوئے جان جاں آفرین کے سپرد کر دی۔

دنیا بدل گئی

چاندنی چھٹکی ہوئی تھی، موسم بہار نہایت خوشگوار تھا۔چند بزرگ ''ایلہ'' کے ساحل سے گزر رہے تھے۔آبادی کے کنارے ایک فوجی کا مکان تھا۔فوجی نشاط و طرب میں کھویا ہوا تھا۔اس کی مغنیہ کنیز خوش آوازی سے عشقیہ اشعار بربط کے سروں سے ملا کر گا رہی تھی۔

فــــی سبيـــل الله ود	كـــان منـــی لك يبـذل
كـــل يــوم تتـلـــون	غيـــر هــذا بك اجــمل

خدا کی راہ میں میری جانب سے محبت کا ایک تحفہ تیرے لئے ہے۔مگر روزانہ تیرا معاملہ بدلتا ہے۔جب کہ بہتر کچھ اور ہے۔

مکان کے باہر دیواروں کے سائے تلے ایک کمبل پوش فقیر لیٹا ہوا تھا۔اشعار سن کر اس نے چیخ ماری اور آواز دی، پھر یہی گاؤ، بخدا اے باندی! میرے پروردگار کے ساتھ میرا بالکل یہی معاملہ ہے

باندی انہی دوشعروں کو متواتر دہراتی رہی حتیٰ کہ فقیر پر حال طاری ہوا۔ اسی کیفیت میں اس نے ایک زور کی آواز نکالی اور زمین پر گر پڑا۔ لوگوں نے سنبھالا دیا مگر وہ جاں بحق ہو چکا تھا۔ گزرگاہ سے جاتے ہوئے بزرگ وہیں رک گئے۔ فوجی نے فقیر کی لاش اپنے مکان میں اٹھوالی اور اپنے گھر کے تمام سامان لہو ولعب توڑ توڑ کر باہر پھینکنے لگا۔ رات زیادہ ہوگئی تھی۔ شہرایلہ میں داخل ہوکران بزرگوں نے قیام کیا اور لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی۔ صبح کے وقت مسافر بزرگوں نے پھر فوجی کے مکان کی جانب رخ کیا۔ وہاں دیکھا کہ ہر طرف سے جوق در جوق لوگ جنازے میں شریک ہونے کے لئے چلے آرہے ہیں جیسے کسی نے نہایت اہتمام سے منادی کرائی ہو۔ بصرہ کے عمائدین اور شرفاء بھی شریک جنازہ ہوئے۔ قاضی شہر نے نماز پڑھائی۔ فوجی کو لوگوں نے دیکھا کہ جنازہ کے پیچھے برہنہ سر چل رہا تھا۔ نماز جنازہ اور تجہیزہ وتکفین کے بعد فوجی نے سب کو گواہ بنا کر اپنی سب باندیوں اور غلاموں کو خدا کی راہ میں آزاد کر دیا اور تمام مال واسباب زمین جائیداد اور چار ہزار دینار خیرات کر ڈالے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر لوگ زار وقطار روتے تھے۔ بس ایک تہبند ایک چادر جسم پر ڈالے اس نے فقر کی راہ اختیار کی۔

☆ بنی اسرائیل کے میدان تیہ میں ایک بزرگ نے ایک ایسے بندہ حق کو مصروف ریاضت پایا جس کا جسم نہایت زار ونزار اور لاغر ہوگیا تھا۔ انہوں نے دریافت کیا۔ کس شے نے آپ کو اتنی جانفشانی پر آمادہ کیا۔ کہنے لگے۔ ''ثقل معاصی، خوف جہنم اور خدائے جبار کی حیاء نے''۔

اہل مراقبہ

شیخ عبداللہ بن احنف مصر کے باشندے تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ رملہ جاؤں اور وہاں حضرت روز باری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کروں۔ انہیں عیسیٰ بن یونس مصری نے رائے دی کہ اس سفر میں آپ فلاں فلاں راستے سے جائیں اور ''صور'' میں ضرور رکیں۔ کیونکہ وہاں دو کامل بزرگ اہل مراقبہ رہتے ہیں۔ اگر آپ نے ان لوگوں کی ایک نظر بھی زیارت کر لی تو عمر بھر کے لئے کافی ہے۔

شیخ عبداللہ نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ صور پہنچے تو بھوک پیاس لگ رہی تھی اور ان کے پاس دھوپ سے بچنے کا بھی کوئی سامان نہیں تھا۔ وہاں انہوں نے مذکورہ دونوں بزرگوں کی زیارت کی ان میں سے ایک ضعیف تھے اور دوسرے جوان۔ شیخ عبداللہ بیان کرتے ہیں وہ دونوں روبقبلہ تھے، میں نے انہیں سلام کیا اور بات کرنی چاہی مگر ان لوگوں نے جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے انہیں قسم دی کہ مجھ سے بات کریں۔ اس پر ضعیف مرد نے سر کو بلند کیا اور کہا۔ ''اے فرزند احنف! تمہارے پاس

وقت کتنا بیکار ہے کہ وہاں سے چل کر ہم لوگوں کے پاس آئے پھر سر بہ گریباں ہو گئے‘‘۔ میں اس جگہ کھڑا رہا یہاں تک کہ ہم نے ہمراہ ظہر وعصر کی نمازیں پڑھیں۔ ان کی صحبت میں میری بھوک پیاس ختم ہو گئی۔ پھر میں جوان سے مخاطب ہوا اور کچھ نصیحت کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا۔ ’’ہم لوگ خود پریشانی میں ہیں۔ ہمارے پاس نصیحت کے قابل زبان نہیں‘‘۔ میں تین شبانہ روز اسی طرح ان کے ساتھ قیام کیا۔ اس وقفہ میں ان لوگوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ تیسرے روز میں نے اپنے دل میں ان سے سوال کرنے کا ارادہ کیا۔ شاید یہ لوگ مجھے کچھ مفید نصیحت سے نوازیں۔ اتنے میں نوجوان نے مراقبہ سے سر اٹھا کر کہا۔ ’’جس کو دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے‘ جس کی زبان عمل سے (زبان قول سے نہیں) تمہیں نصیحت ہو اس کی صحبت لازم پکڑو‘‘ اس کے بعد میں نے ان لوگوں کو وہاں نہیں پایا۔ رضی اللہ عنہما

حقیقی انسان

سید الطائفہ امام جنید بغدادی کو ایک بار خواب میں شیطان ننگ نظر آیا۔ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) انہوں نے فرمایا تجھے انسانوں سے شرم نہیں آتی۔ شیطان نے جواب دیا۔ کیا یہ لوگ آپ کے نزدیک انسان ہیں؟ انہوں نے فرمایے بیشک! ابلیس لعین بولا۔ ’’اگر انسان ہوتے تو میں ان سے اس طرح بازی نہ کرتا جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں‘‘۔ انسان تو حقیقتاً وہ لوگ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں معتکف ہیں‘ جن کی عبادت و ریاضت سے میرا بدن نحیف و کمزور ہو رہا ہے۔ میں جب انہیں ورغلانے بہکانے کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ ربّ تعالیٰ کا اشارہ کرتے ہیں اور میں جلنے لگتا ہوں۔ خواب سے بیدار ہو کر امام الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد شونیزیہ میں گئے۔ وہاں انہوں نے تین شخصوں کو دیکھا جو اپنی گدڑی میں سر چھپائے بیٹھے ہیں۔ جب آنے کی آہٹ ہوئی تو ان میں سے ایک نے سر اپنی گدڑی سے باہر نکالا اور کہا۔ ’’اے ابوالقاسم! شیطان لعین کی بات سے دھوکا نہ کھایئے گا‘‘ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ظن کی شکستگی

امام الطائفہ ابوالقاسم حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار مسجد شونیزہ میں بیٹھے کسی جنازے میں شرکت کا انتظار کر رہے تھے۔ اور بھی بہت سے باشندگان بغداد وہاں موجود تھے۔ آپ نے وہاں ایک فقیر کو دیکھا جس کے چہرے بشرے سے عبادت و ریاضت کے آثار ہویدا تھے۔ وہ لوگوں سے

سوال کر رہا تھا۔ امام جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں اس کے سوال کو ناپسند کیا اور سوچا کہ اس کی بجائے اگر یہ کوئی ایسا کام کرتا جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جاتی تو بہتر تھا۔ اسی شب کی بات ہے عشاء کے بعد شیخ جنید نے اپنے معمولات شب میں سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا کسی کام میں جی نہیں لگتا تھا۔ آنکھوں پر نیند کا غلبہ تھا۔ فرماتے ہیں جب آنکھ لگی تو خواب میں اسی فقیر کو لایا گیا' اور ایک دستر خوان بچھا ہے اور مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ تو اس کا گوشت کھا' تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ اسی خواب میں مجھ پر ہوا کہ میں نے جو اس کے سلسلہ میں ایسا سوچا اس پر تنبیہ کی جا رہی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اس کی غیبت نہ کی۔ ہاں! اس کے متعلق اپنے دل میں کچھ ایسا سوچا تھا۔ فرمایا گیا۔ ''تم ان لوگوں میں سے نہیں جن سے اس قدر بھی ہم گوارا کریں جا اور اس بندے سے معافی مانگ''۔ شیخ فرماتے ہیں صبح میں اس کی تلاش میں نکلا۔ دریا کے کنارے سبزیاں دھونے والے جو پتے چھوڑ جاتے ہیں وہ انہیں چن رہا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ اس نے جواب دیا اور فوراً کہا۔ ''اے ابوالقاسم! کیا پھر ایسا کرو گے؟'' میں نے کہا۔ نہیں۔ کہا جاؤ اللہ ہمیں اور تمہیں معاف فرمائے۔

خدا سے تعلق والے

شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمہ کا گزر لکام پہاڑ پر ہوا۔ وہاں انار کے درخت دیکھ کر انہیں انار کھانے کی خواہش ہوئی۔ انہوں نے ایک انار توڑ کر کھایا تو بہت ترش تھا۔ وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دوری پر انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے جسم پر بہت سی بھڑیں لپٹی ہوئی تھیں۔ انہوں نے سلام کیا۔ جواب ملا۔ ''وعلیکم السلام یا ابراہیم!''۔ آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ جواب دیا۔ ''جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس پر کچھ چھپا نہیں رہتا''۔ میرے خیال میں آپ کو اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق ہے۔ اگر آپ اس تعلق سے اپنے حق میں دعا کریں تو شاید وہ ان بھڑوں سے نجات دے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں آپ کو بھی اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہے۔ اگر آپ اس کے وسیلے سے دعا کرتے تو وہ آپ کو انار کی خواہش سے محفوظ رکھتا۔ کیونکہ لذت انار کی سزا تو آخرت میں بھگتنی ہوگی اور ان بھڑوں کی تکلیف تو بس یہیں تک ہے پھر ختم ہو جائے گی۔

نگاہِ صدیق

فقراء کی ایک جماعت کے مرکز پر حضرت شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہوشیار' چالاک اور خوبصورت نوجوان کو دیکھا۔ حضرت شیخ نے حاضرین سے فرمایا: ''یہ تو مجھے یہودی لگتا ہے۔'' فقراء

نے شیخ کی بات ناگواری سے سنی۔ شیخ جب وہاں سے چلے تو وہ نوجوان بھی ان کے ساتھ مجلس سے باہر نکلا مگر معاً پھر واپس جا کر لوگوں سے دریافت کرنے لگا کہ شیخ ابراہیم میرے بارے میں کیا کہہ رہے تھے لوگوں نے بتانے سے احتراز کیا مگر جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو بات بتادی وہ نوجوان اسی وقت دوڑتا ہوا شیخ ابراہیم کی خدمت میں پہنچا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور کہا: ''ہماری کتابوں میں ملتا ہے کہ صدیق کی فراست غلط نہیں ہوتی میں نے سوچا کہ مسلمانوں میں شامل ہو کر اس کی آزمائش کروں۔ فقراء کا یہ گروہ مجھے نظر پڑا تو میں نے سوچا کہ اگر صدیق کوئی ہوگا تو ان ہی میں ہوگا کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو ماسوی اللہ کو ترک کرتے ہیں چنانچہ جب میں شیخ ابراہیم کے روبرو ہوا تو انہوں نے مجھے پہچان لیا اور میں نے بھی انہیں جان لیا کہ وہ مرتبہ صدیقیت پر فائز ہیں۔'' وہ نوجوان آگے چل کر صوفیہ کبار میں سے ہوا۔

ایسا ہی واقعہ شیخ ابوالعباس مسروق علیہ الرحمہ کا بھی ہے ان کے پاس ایک بوڑھا شخص آیا کرتا تھا اور نہایت میٹھی زبان میں اچھی باتیں کرتا رہتا تھا اور کہتا تھا دل میں آپ لوگ جیسا خیال رکھتے ہیں بلا تکلف کہہ دیں ایک روز شیخ نے اپنے احباب کی مجلس میں اظہار خیال کیا کہ یہ بوڑھا مجھے یہودی لگتا ہے تو ان کے دوست جریدی پر یہ بات بہت گراں گزری۔ شیخ ابوالعباس نے ایک روز خود اسی سے کہا تمہارے کہنے کے مطابق تمہارے بارے میں اپنے خیال کا اظہار کرتا ہوں کہ تم یہودی ہو۔ یہ سن کر اس نے کچھ دیر سر جھکا کر رکھا پھر سر اٹھا کر کہا آپ نے سچ فرمایا اور اب میں آپ کے سامنے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرتا ہوں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اس نے کہا ''میں نے تمام مذاہب کی چھان بین کی ہے میرے دل میں یہ بات تھی کہ اگر سچائی ہو گی تو تمہارے ہی مذہب میں ہو گی میں اس بات کا امتحان کر رہا تھا اور آج تم نے میرے گمان کو یقین میں بدل دیا۔''

ینظر بنور اللہ

امام الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''شیخ سری سقطی (میرے شیخ) مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگوں میں وعظ کیا کرو اور میں لوگوں کے سامنے تقریر کرنے سے ہچکچاتا تھا اور خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتا تھا ایک جمعہ کی شب میں سویا تھا کہ مجھے خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم لوگوں کو نصیحت کرو'' میں بیدار ہوا اور صبح کا انتظار کئے بغیر حضرت شیخ سری سقطی کے دروازے پر جا کر دستک دی انہوں نے کہا ''جب تک تم سے خود نہ فرمایا گیا تم نے میرے کہنے کا اعتبار نہیں کیا۔''

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی صبح سے جامع مسجد میں اپنا وعظ شروع کر دیا لوگوں میں یہ بات فوراً پھیل گئی کہ آج سے جنید بغدادی وعظ فرمائیں گے۔ وعظ کے دوران بھیس بدل کر ایک نصرانی جوان مجلس میں آیا اور کھڑے ہو کر سوال کیا "اے شیخ! بتایئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک اتقوا فراسة المؤمن فانهٔ ينظر بنور الله (تبارك وتعالىٰ) کا کیا مطلب ہے؟" ترجمہ: مومن کی فراست سے ڈرو کہ اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھا کرتا ہے۔ شیخ جنید نے اس کا سوال سنا تو چند لمحے سر کو جھکا لیا پھر سر اٹھا کر فرمایا "تو نصرانی ہے اور اب تیرے ایمان لانے کا وقت آن پہنچا ہے' اسلام لے آ" وہ جوان اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

احسان کے بدلے احسان عظیم

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے چالیس مریدوں کے ہمراہ شہر سے باہر تشریف لے گئے ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے فرمایا: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق کا کفیل ہے چنانچہ اس کا ارشاد کتنا پیارا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق: ۳/۶۵) (ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے وہ اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دے گا اور اس کو روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان (بھی) نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اسے کافی ہے)

یہ وعظ فرمانے کے بعد شیخ نے مریدوں کو وہیں چھوڑا اور خود وہاں سے تشریف لے گئے وہ تمام مریدین تین روز تک وہاں رہے مگر ان پر کچھ واشگاف نہ ہوا۔ چوتھے دن شیخ واپس آئے اور کہا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے سبب تلاش کرنا مباح فرمایا ہے اور اس کی اجازت دی ہے۔ ارشاد فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ (الملک ۱۵/۶۷) اور وہی (اللہ) ہے جس نے زمین تمہارے تابع کر دی تو اسی کے راستہ پر چلو اور اللہ کے رزق میں سے کھاؤ۔

اس لئے تم اپنے میں سے کسی اچھے کو بھیج دو۔ امید ہے کہ وہ کچھ کھانا لے کر آئے گا۔ مریدوں نے ایک غریب شخص کو بغداد شہر میں بھیجا وہ غریب گلی گلی پھرتا رہا مگر روزی ملنے کی کوئی راہ پیدا نہ ہوئی' تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ رہا۔ جہاں وہ بیٹھا تھا وہ ایک نصرانی طبیب کا مطب تھا۔ مریض اس کے پاس آ جا رہے تھے اس طبیب کا طریقہ یہ تھا کہ مریض کا حال خود بتا دیتا تھا' سب چلے گئے تو اس نے اس درویش کو بھی مریض سمجھ کر بلایا اور پوچھا تمہیں کیا مرض ہے اس نے کچھ کہے بغیر ہاتھ اس کی

طرف بڑھا دیا تا کہ وہ نبض دیکھے۔ طبیب نے نبض دیکھ کر کہا "میں تمہاری بیماری اور اس کے علاج دونوں سے باخبر ہو چکا ہوں" اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ بازار جا کر بہت سی روٹیاں اور اسی لحاظ سے بھنا ہوا قیمہ اور اسی قدر حلوہ لائے۔ غلام نے تھوڑی دیر میں تمام چیزیں حاضر کر دیں۔ نصرانی طبیب نے فقیر کو وہ چیزیں دیں اور کہا تمہارے مرض کی یہی دوائیں ہیں۔ فقیر نے طبیب سے کہا اگر تم اپنے طریقہ علاج میں صادق ہو تو سنو اسی مرض میں مبتلا چالیس اور اشخاص بھی ہیں۔ طبیب نے سنا اور غلاموں کے ذریعہ چالیس آدمیوں کے لئے ایسا ہی کھانا منگوا کر فقیر کے ہمراہ بھجوا دیا اور ان کے کچھ دیر بعد خود بھی ان سے چھپ کر چلا' کھانا جب شیخ کے روبرو رکھا گیا تو انہوں نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا اور فرمایا فقیرو! اس کھانے میں تو عجیب راز مضمر ہے' کھانا لانے والے فقیر نے سارا قصہ سنایا۔ شیخ نے فرمایا: "ایک نصرانی نے ہمارے ساتھ جو یہ حسن سلوک کیا ہے کیا ہم لوگوں کے لئے روا ہے کہ ہم اسے اس کا کوئی بدلہ دیئے بغیر کھانا کھالیں۔" مرید فقراء نے عرض کیا: "حضور عالی! ہم تو غریب و نادار فقراء ہیں ہم کیا دے سکتے ہیں۔" شیخ شبلی نے فرمایا: "کھانے سے پہلے اس کے حق میں دعا کرو۔" چنانچہ دعا کی گئی۔

نصرانی طبیب یہ ساری باتیں چھپ کر سن رہا تھا اس کا دل اس طرح بدلا کہ اس نے فوراً ان کے روبرو حاضری دی' زنار توڑ کر پھینکی اور شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور شیخ کے مریدوں میں شامل ہو کر بلند درجہ پایا۔

طبیب روحانی

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئے۔ لوگ بسلسلہ علاج آپ کو شفا خانے لے گئے۔ شفا خانے میں بغداد کے وزیر علی بن عیسیٰ تھے انہوں نے بادشاہ سے رابطہ قائم کیا کہ کوئی تجربہ کار معالج بھیجئے۔ بادشاہ نے ایک طبیب حاذق کو بھیجا وہ اپنے فن کا بہت ماہر تھا اس کا مذہب نصرانیت تھا اس نے بہتیرا علاج کیا مگر شفا نہ ہوئی اس نے ایک روز کہا اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ کی دوا میرے پارہ گوشت میں ہے تو اپنے بدن کا گوشت کاٹ کر دینا بھی مجھ پر کچھ گراں نہ ہوتا۔ شیخ نے فرمایا: "میرا علاج اس سے کم میں ہو سکتا ہے۔" طبیب نے عرض کیا وہ کیا؟ فرمایا زنار توڑ دے اور مسلمان ہو جا یہ سن کر اس نے مسیحیت سے توبہ کر لی' مسلمان ہو گیا فوراً ہی شیخ بھی صحت مند ہو گئے بادشاہ نے یہ واقعہ سنا تو اشکبار ہو گیا' کہا "ہم نے تو اپنی دانست میں طبیب کو مریض کے پاس بھیجا تھا مگر ثابت یہ ہوا کہ مریض کو طبیب کے پاس بھیجا گیا تھا۔"

صدق توکل

حضرت شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سفر کا ارادہ کرتے تو کسی کو نہ بتاتے' بس ایک لوٹا تھا جسے ہمراہ رکھتے جب سفر کرنا ہوتا لوٹا اٹھاتے اور چل پڑتے۔ شیخ ایک بار ایک مسجد سے آمادہ سفر ہوئے۔ حامد اسود نامی ایک نیک مرد بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا۔ قادسیہ پہنچ کر شیخ نے پوچھا حامد کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: ''حضور جہاں جائیں۔'' فرمایا میں مکہ مکرمہ کا قصد رکھتا ہوں انہوں نے عرض کیا'' پھر میں بھی کفش بردار رہوں گا۔''

وہاں سے تین روز سفر کرنے کے بعد ایک تیسرا نوجوان شخص ان لوگوں کے ہمراہ چلنے لگا ایک روز گزرا تو حامد اسود نے شیخ سے عرض کیا یہ نوجوان ہمارے ساتھ سفر کر رہا ہے نماز بالکل نہیں پڑھتا' شیخ نے نوجوان سے سبب دریافت کیا۔

نوجوان: اے بزرگ مجھ پر نماز ضروری نہیں کیونکہ میں مسلمان نہیں عیسائی ہوں۔ اس نے مزید کہا عیسائیت میں رہ کر میں توکل پر کاربند ہوں اور اسے کامل حد تک پورا کرنا چاہتا ہوں اسی لئے ویرانے جنگل میں نکل پڑا ہوں کیونکہ یہاں خدا کے سوا مدد کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور میں اپنے نفس کے دعویٰ توکل کا بہتر امتحان کر سکوں گا۔ شیخ ابراہیم نے اس کی باتیں سنیں تو حامد اسود سے فرمایا: ''اسے درگزر کر واب یہ ہمارے ساتھ ساتھ رہے گا۔''

وہاں سے ہم تینوں ہمراہ چل کر ''بطن مر'' پہنچے۔ شیخ نے وہاں اپنے کپڑے اتار کر دھوئے اور نصرانی سے مخاطب ہوئے۔

شیخ: تمہارا نام کیا ہے؟ نصرانی: میرا نام عبدالمسیح ہے۔ شیخ: اے عبدالمسیح! یہ مقام دہلیز حرم ہے۔ اللہ تعالیٰ تم جیسے لوگوں کو اس کے اندر جانا حرام قرار دیتا ہے اس لئے تم حدود حرم میں نہ جانا۔

شیخ ابراہیم خواص اور حامد اسود اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھے۔ مکہ شریف پھر عرفات گئے۔ حامد اسود کہتے ہیں ہم نے اسے عرفات میں احرام پوش حالت میں لوگوں کا منہ تکتے دیکھا ہمیں دیکھا تو آکر شیخ ابراہیم کے قدموں میں گر پڑا۔

شیخ ابراہیم: عبدالمسیح! ہم سے الگ ہونے کے بعد تم پر کیا گزری' وہ بتاؤ۔

عبدالمسیح: شیخ! اب مجھے عبدالمسیح نہ کہیں اب تو میں اسی کا بندہ ہوں خود مسیح جس کے بندے تھے آپ لوگوں کے آنے کے بعد میں اسی جگہ تھا کہ حاجیوں کا ایک قافلہ آیا میں نے مسلمانوں کا بھیس بنایا' احرام کا لباس پہنا اور قافلہ حجاج میں شامل ہو گیا میں نے اس وقت خود کو ایک مجرم محسوس کیا۔

جب خانہ کعبہ پر میری نظر پڑی تو دین اسلام کے علاوہ سب ادیان مجھے بے اصل لگنے لگے اسی وقت میں نے غسل کیا' مسلمان ہوا اور احرام باندھ لیا اور آج تو میں آپ ہی لوگوں کو ڈھونڈ رہا تھا۔ شیخ ابراہیم خواص نے حامد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''نصرانیت میں رہ کر بھی صدق کی یہ برکت ہے دیکھو اسے اسلام کی نعمت مل گئی۔'' اس کے بعد وہ فقراء کے گروہ میں شامل ہو گیا اور انہی کے ساتھ زندگی کے دن پورے کر کے وصال پایا۔

حضرات ابدال

ایک بزرگ اس شوق میں شرق و غرب کا سفر اختیار کرتے تھے کہ کہیں حضرات ابدال کی زیارت سے آنکھوں کو منور کریں' بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن عشاء کے وقت میں بصرہ کے ساحل پر پہنچا راستے میں دائیں جانب پانی کے قریب اتر گیا میں نے دیکھا کہ دس نورانی اشخاص اپنے اپنے مصلے پر تشریف فرما ہیں۔ (اس دور میں صوفی حضرات اپنے ہمراہ لوٹا رکھا کرتے تھے مگر) ان میں سے کسی کے پاس لوٹا نہیں تھا وہ تمام میرے استقبال کو کھڑے ہو گئے مجھ سے سب نے معانقہ کیا پھر سب سر جھکا کر بیٹھ گئے کوئی ایک دوسرے کی طرف نظر نہ اٹھاتا یہاں تک کہ سورج بھی غروب ہو گیا تھوڑی دیر بعد ان میں سے ایک اٹھا اور دریا میں گیارہ بھنی ہوئی مچھلیاں نکال لایا حالانکہ وہاں آگ اور پکانے کا کوئی سامان نہ تھا ان میں سے ایک دوسرا اٹھا اور اس نے ہر ایک کے سامنے ایک ایک مچھلی رکھ دی اور خود ایک بڑی مچھلی لے کر سب سے دور جا بیٹھا۔ کچھ دیر بعد سب کے سب پھر اپنے اپنے شغل میں لگ گئے' کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ صبح کی سپیدی نمودار ہوئی تو مؤذن نے اذان دی۔ جماعت سے نماز پڑھی گئی اور سب اپنے اپنے مصلے لے کر دریا پر پاؤں رکھ کر جانے لگے' سب سے پیچھے بڑی مچھلی لے کر الگ بیٹھنے والا بھی چلا گیا مگر وہ دریا میں غوطے کھانے لگا انہوں نے اس سے کہا: ''خیانت کرنے والا ہماری جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔''

مردان بے نفس

آبادان کی جامع مسجد میں ایک بزرگ (شیخ عبداللہ بن عبید عبادانی رحمۃ اللہ علیہ) نے نماز عشاء کے اندر تین نورانی صورت لوگوں کو دیکھا انہوں نے صف اوّل میں باجماعت نماز ادا کی اور پھر مسجد سے نکل کر دریا کی طرف روانہ ہوئے۔ بزرگ نے بھی ان کی متابعت کی اور دریا کی جانب ان کے پیچھے پیچھے چلے ان تینوں نے سطح آب پر قدم رکھ کر چلنا شروع کیا تو ایسا لگا دریا کے اندر سے چاندی کے

تاروں سے بنی ہوئی جالی جیسی شئے ان کے لئے نکل کر سطح آب پر پھیل گئی ان بزرگ نے سوچا کہ میں بھی ان نقرئی جالیوں پر پاؤں رکھ کر گزر جاؤں مگر وہ جالی زیرآب چلی گئی اور وہ وہیں دریا کے کنارے غم سے رونے لگے۔

نماز صبح میں پھر وہ تینوں حضرات صف اوّل میں نظر آئے اور اس وقت سے وہ مسجد ہی میں رہے اور نماز عشاء بعد دریا سے گزر گئے۔ وہ بزرگ پھر ناکام لوٹے۔ تیسرے دن وہ تینوں حضرات پھر نظر آئے اور سطح آب سے گزر نہ سکنے والے بزرگ نے انہیں دیکھ کر اپنے جی میں سوچا ''یقیناً مجھ میں کوئی خرابی یا کمی ہے اسی لئے تو یہ حضرات پار اتر جاتے ہیں اور میں رہ جاتا ہوں۔'' انہوں نے تیسرے روز بھی ان حضرات کے پیچھے پیچھے چل کر دریا پار کرنا چاہا تو وہ چاندی کی جالیاں ان کے لئے بھی بچھی رہیں اور ان تینوں میں سے ایک نے انہیں سہارا بھی دیا وہ فرماتے ہیں ''ہم لوگ اس پار پہنچے تو سب مل کر سات آدمی تھے آٹھواں میں تھا' تھوڑی دیر بعد آسمان سے ایک خوان اترا جس میں آٹھ بھنی ہوئی مچھلیاں تھیں میں بھی ان کے ہمراہ کھانے کے لئے بیٹھا اتفاقاً آٹھویں نو وارد بزرگ نے ان میں سے ایک سے کہا کہ ہمارے پاس اگر نمک ہوتا تو کیا بات تھی؟ اس پر انہوں نے ایک سرد آہ کھینچی اور فرمایا ''تم ایسے لوگوں میں ہو؟'' اس کے بعد ان میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دیر بعد میں نے خود کو ایک پن گھٹ پر پایا اور پھر میں نے ان میں سے کسی کو کبھی نہیں دیکھا۔

خدا رسیدہ غلام

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام خریدا۔ رات کا اندھیرا چھایا اور شیخ نے غلام کو تلاش کیا تو پورے گھر میں کہیں نہ پایا' دروازوں کو دیکھا تو سب بند ہیں کوئی دروازہ بھی کھلا ہوا نہیں وہ سخت حیرت میں پڑے کہ آخر وہ کیسے غائب ہوا۔ صبح ہوئی تو حاضر ہو گیا اور شیخ کی خدمت میں ایک درہم پیش کیا جس پر سورہ اخلاص کندہ تھی عرض کیا اگر آپ مجھے رات کی خدمت سے آزاد رکھیں تو ایسا ہی درہم میں روزانہ حاضر کیا کروں۔ شیخ نے اسے اس کی مہلت دے دی کچھ عرصہ بعد شیخ کے چند پڑوسیوں نے آ کر ان سے شکایت کی کہ آپ کا غلام کفن چور ہے' اسے بیچ ڈالئے۔ شیخ نے ان لوگوں کو تو رخصت کیا اور خود اس بات کی تحقیق کا ارادہ کیا۔ شیخ نے دیکھا کہ عشاء کے بعد جب اس کے جانے کا وقت ہوا اس نے بند دروازے کو اشارہ کیا جو خود بخود کھل گیا اسی طرح مکان کے تمام دروازوں سے گزر کر وہ ایک چٹیل میدان میں پہنچا جو لباس اس کے بدن پر تھا اتار کر صوف کا موٹا کپڑا پہنا اور صبح تک مصروف نماز رہا۔ صبح کے آثار نمودار ہوئے تو اس نے دعا کی اے میرے

آقائے حقیقی! میرے مجازی آقا کی اجرت عطا کر آسمان سے ایک درہم اس کے ہاتھ میں گرا جسے اس نے رکھ لیا۔ شیخ یہ سارے واقعات کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے حق میں اپنی بدظنی سے استغفار کیا اور اس کو آزاد کرنے کا عہد کیا اس سے فارغ ہو کر انہوں نے غلام کو تلاش کیا تو وہاں اسے نہیں پایا اور وہ میدان و بیابان بھی شیخ کے لئے اجنبی تھا اسی وقت وہاں ایک اسپ سوار نمودار ہوا اور خود ہی پوچھا عبدالواحد آپ آج یہاں کیسے؟ شیخ نے سارا قصہ ذکر فرمایا۔

اسپ سوار: کیا آپ کو معلوم ہے یہ بیابان آپ کے شہر سے کتنی دور ہے۔ فرمایا نہیں؟ اس نے کہا اگر تیز سواری سے سفر ہو تو دو برس میں آپ اپنے شہر پہنچ سکیں گے۔ آپ یہیں ٹھہریں اور اس غلام کے آنے کا انتظار کریں، رات ہوئی تو غلام وہاں جا پہنچا اس کے ہاتھ میں دسترخوان تھا جس سے انواع واقسام کے کھانے تھے۔ اس نے عرض کیا اے میرے آقا لیجئے تناول فرمایئے اور آئندہ ایسا نہ کیجئے گا۔ شیخ نے کھانا کھایا اور غلام پھر اپنی نماز میں مشغول ہو گیا' نماز سے فارغ ہو کر اس نے کوئی اسم اعظم پڑھا اور پھر چند قدم اٹھانے کے بعد ہم لوگ اپنے گھر جا پہنچے۔

غلام: اے میرے آقا! کیا آپ نے مجھے آزاد کرنے کا عہد نہیں کر لیا ہے؟

شیخ: میں اپنے عہد پر اب بھی قائم ہوں۔

غلام: میں آپ کا شکر گزار ہوں مجھے آزاد رکھئے اور میری قیمت لے لیجئے یہ کہہ کر اس نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا جو اٹھاتے ہی خالص سونا بن گیا وہ شیخ کو دیا اور چلا گیا۔ شیخ اس عارف حق غلام کو جاتے ہوئے بھیگی ہوئی پلکوں سے دیکھتے رہے بعد میں جب ہمسایوں نے شیخ سے دریافت کیا کہ اس غلام کا آپ نے کیا کیا اور شیخ نے انہیں حقیقت حال سے باخبر فرمایا اور اس کی کرامات سنائیں تو سب نے اپنی بدظنی پر توبہ کی اور تاسف کے اشک بہائے۔

عبد عارف کی آزادی اور جہنم سے رہائی

شیخ ابراہیم خواص علیہ الرحمہ بازار بصرہ سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص غلام فروخت کر رہا ہے اور کہتا ہے اس کے ساتھ تین عیوب لگے ہوئے ہیں۔ شیخ نے پوچھا اس میں کیا خرابیاں ہیں؟ کہا ز شب میں سوتا نہیں ژ دن کو کھاتا نہیں ژ کوئی غیر ضروری بات کرتا نہیں۔ شیخ نے غلام سے کہا مجھے تم عارف لگ رہے ہو۔

غلام: عارف ہوتا تو غیر خدا میں مشغول ہوتا؟

اس کی یہ بات سن کر شیخ کو اس کے ولی اللہ ہونے کا یقین واثق ہو گیا اور انہوں نے اسے خرید لیا۔ غلام کے آقا کو اس کی قیمت چکاتے ہوئے شیخ نے اپنے دل میں نیت کی کہ اسے اللہ کے لئے آزاد کروں گا۔ اسی لمحے غلام نے شیخ کی جانب دیکھا اور کہا: ''آپ نے اگر مجھے دنیا میں غلامی سے آزادی دی تو ربّ کائنات نے آپ کو آخرت میں دوزخ سے آزادی بخشی۔'' فرماتے ہیں کہ یہ کہہ کر غلام چلا گیا اور پھر کبھی نظر نہیں آیا۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق کا سبق

اہل اللہ میں سے کسی نے ایک غلام خریدا۔ فرماتے ہیں' میں نے اس سے جو سوالات کئے اس نے اس کے جواب اس طرح دیئے۔

تمہارا نام کیا ہے؟ میرا نام وہی ہے جو آپ رکھ دیں' اور کام؟ آپ جو حکم دیں' اس پر عمل کرنا میرا کام' اور تمہارا کھانا؟ آپ جو کھلائیں وہی میرا کھانا ہے۔ تمہارے دل کی اپنی کوئی خواہش؟ آقا کے ہوتے ہوئے غلام کی خواہش کیا؟ آپ کی مرضی ہی میری خواہش ہے۔ اس کی یہ تین باتیں سن کر مجھے رونا آ گیا اور مجھے اپنے مالک حقیقی سے اپنا تعلق یاد آ گیا۔ میں نے غلام سے کہا: ''عزیز من! تو نے مجھے ربّ کائنات سے ادب کا سبق سکھا دیا۔''

بے غبار دل والے

ایک اللہ والے کو ایک دعوت میں کئی بار ایک دروازے سے بلایا گیا مگر جب وہ پہنچتے۔ بلانے والا واپس کر دیتا۔ انہوں نے اپنے دل پر اس کا کوئی غبار نہیں لیا اور بلا رنج لوٹ آئے اس دعوت دینے والے شخص نے جب دیکھا کہ ان پر ہماری بد خلقی کا کوئی اثر نہیں ہوا تو کہا یہ تو بہت بڑی بات ہے۔ اللہ والے بزرگ نے سنا تو فرمایا: ''یہ تو نہایت چھوٹی بات ہے جو کتے میں بھی پائی جاتی ہے اسے جب بلاؤ آ جاتا ہے اور راندو تو چلا جاتا ہے۔''

حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کتے میں دس عادتیں ایسی ہیں جو ہر مومن میں ہونی چاہئیں۔

۱۔ کتا بھوکا رہتا ہے جو صالحین کی خصلت ہے۔

۲۔ کتے کا کوئی خاص مکان نہیں ہوتا جو اہل توکل کی علامت ہے۔

۳۔ کتا رات میں بہت کم سوتا ہے جو اہل محبت کی عادت ہے۔

۴- کتا مرتا ہے تو کوئی وراثت نہیں چھوڑتا جو زاہدوں کی علامت ہے۔

۵- کتا اپنے مالک کو خواہ وہ جفا کرے نہیں چھوڑتا جو مریدان صادق کا طریقہ ہے۔

۶- کتا تھوڑی سی جگہ پر قناعت کرتا ہے جو اہل تواضع کی نشانی ہے۔

۷- کتے کی جگہ پر کوئی قبضہ کر لیتا ہے تو وہ وہاں سے کہیں اور چلا جاتا ہے' جو اہل رضا کا شیوہ ہے۔

۸- کتا اپنے مارنے اور ستانے والے کے تھوڑے ٹکڑے پر پھر لوٹ آتا ہے پچھلی بات بھول جاتا ہے جو خاشعین کی صفت ہے۔

۹- کھانا رکھا ہو تو کتا دور بیٹھا دیکھا کرتا ہے جو مساکین کا طریقہ ہے۔

۱۰- جس جگہ سے کوچ کرتا ہے پھر پلٹ کر ادھر نہیں دیکھتا جو غمزدوں کی نشانی ہے۔

کتوں سے سبق آموزی

ایک پہاڑ کے غار میں بہت سے کتے رہتے تھے۔ ہفتہ بھر وہ غار سے باہر نہیں جاتے تھے۔ ہفتہ میں صرف ایک دن غار سے نکل کر شہر کے ان مقامات پر جاتے جہاں انہیں کچھ کھانے کو مل جاتا پھر لوٹ کر اسی غار میں آ جاتے ایک شخص نے کتوں کے ان معمولات کو اپنے لئے رہنما بنایا اور ہفتہ بھر انہیں کے ساتھ غار میں رہنے لگا اور صرف ایک بار شہر جا کر وہاں کچھ کھا لیتا۔ گویا اس نے ان کتوں ہی سے ریاضت اور آداب سیکھے۔

سید التابعین خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ کوڑا کرکٹ جمع ہونے کی جگہ سے پرانے کپڑے چن چن کر پاک کر لیا کرتے اور انہی سے گدڑی سی لیتے سبزی فروشوں کے نکالے ہوئے پتے اور پھل وغیرہ کو کھانے کے لئے اٹھا لیتے۔ ایک روز مزبلہ کے پاس ایک کتا آپ پر بھونکنے لگا' آپ نے جواباً فرمایا: ''جو تیرے قریب ہے اس سے تو کھا' جو میرے قریب ہے اس سے میں کھا رہا ہوں تو مجھ پر بھونکتا کیوں ہے؟ اگر پل صراط سے میں سلامت گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں ورنہ تو مجھ سے بہتر ہے۔''

آپ کا یہ حال تھا کہ گھر والے آپ کو مجنوں خیال کرتے تھے اور اہل رشتہ حقارت سے دیکھتے' تمسخر کرتے اور بچے پاگل سمجھ کر آپ کو کنکریاں مارتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا اللہ تعالیٰ خلقت میں ان

لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو متقی و مخلص ہوں۔ پاک وصاف اور پوشیدہ زندگی گزارنے والے ہوں' ان کے بال بکھرے ہوئے' چہرہ غبار آلود اور شکم پیٹھ سے لگے ہوئے ہوں۔ وہ اگر مالداروں کی مجلس میں جانا چاہیں تو اجازت نہ پائیں' خوشحال عورتوں سے نکاح کرنا چاہیں تو رشتے نہ ملیں اگر وہ کہیں چلے جائیں تو کوئی ان کا متلاشی نہ ہو اور جب کہیں سے آئیں تو دیکھ کر خوش ہونے والا نہ ہو' بیمار ہوں تو کوئی عیادت کو نہ آئے' مرجائیں تو کوئی جنازہ پر نہ پہنچے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ان میں سے کسی شخص سے کیسے ملاقات کر سکتے ہیں؟

فرمایا: اویس قرنی ایسے ہی لوگوں میں سے ہوں گے۔

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی نشانی کیا ہوگی؟

فرمایا: آنکھیں نیلگوں' بال سرخی آمیز' سینہ چوڑا' میانہ قد' سخت گندمی رنگ' اپنی ٹھوڑی سینے کی طرف مائل اور نگاہ ہمیشہ جائے سجدہ اور اپنی نگاہ کی جانب جھکی رکھیں گے۔ اکثر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر روتے ہوں گے' دو کمبل ساتھ رکھیں گے ایک تہبند' دوسرا چادر کی جگہ استعمال کریں گے۔ اہل زمین میں گمنام ہوں گے مگر اہل آسمان میں ان کی شہرت ہوگی وہ اگر اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ضرور پوری کردے ان کے بائیں مونڈھے تلے تھوڑا سا سفید داغ ہوگا۔

لوگو! یاد رکھو' روز حشر سب نیک بندوں سے تو جنت میں جانے کے لئے کہا جائے گا مگر اویس کو حکم ہوگا کہ تم ٹھہرو لوگوں کی شفاعت کرو۔ پھر ربّ تعالیٰ ربیعہ ومضر قبیلوں کی تعداد برابر لوگوں کے بارے میں ان کی سفارش قبول فرمائے گا۔

اے عمر اور اے علی! جب تم لوگ ان سے ملاقات کرنا تو ان سے اپنے حق میں دعا واستغفار کرانا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔

اس کے بعد دس سال تک حضرت سیدنا عمر اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما خواجہ اویس قرنی کی جستجو میں رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی بالآخر جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی حیات کے آخری سال حج میں تھے تو آپ بوقبیس کی پہاڑی پر چڑھے اور بآواز بلند اہل یمن کو پکارا اور پوچھا کہ کیا تم میں اویس نام کا کوئی آدمی ہے؟ اس وقت ایک بوڑھا شخص جس کی ریش دراز تھی وہ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا ہمیں تو اویس کے بارے میں معلوم نہیں ہے مگر اس نام کا میرا ایک بھتیجا ضرور ہے جو نہایت گمنام' کم مال' بے وقعت ہے وہ اس لائق نہیں کہ آپ کی خدمت میں لایا جائے۔ شتربانی کرتا ہے اور ہم لوگوں میں

بہت معمولی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت عمر: وہ کہاں ہے؟ کیا وہ نزدیک ہی ہے؟

ضعیف مرد: جی ہاں' میدان عرفات میں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جلدی سے عرفات پہنچے تو انہیں ایک درخت کے پاس کھڑے نماز پڑھتے پایا اور ان کے گرد اونٹ چرنے میں مصروف تھے' تھوڑی دور پر اپنی سواری روک کر یہ دونوں حضرات قریب پہنچے اور سلام کیا۔ خواجہ اویس نے نماز پوری کر کے ان کے سلام کا جواب دیا ان لوگوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ ایک شتربان اور لوگوں کا ملازم' آپ کی شتربانی اور اجرت کاری سے متعلق ہمارا سوال نہیں' اپنا نام بتایئے؟

عبداللہ (اللہ کا بندہ)

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں' تمام اہل زمین و آسمان اللہ کے بندے ہیں۔ آپ ہمیں اپنا وہ نام بتائیں جو آپ کی والدہ نے رکھا۔ آپ حضرات کو آخر مجھ سے کیا غرض ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو اویس قرانی کی صفت اور ان کا حلیہ بتایا تھا جس میں سے بالوں کی سرخی' آنکھوں کا نیلا پن تو ہم نے دیکھ لیا مگر سرکار نے ارشاد فرمایا تھا کہ اویس کے بائیں مونڈھے تلے قدرے سپیدی ہوگی کیا آپ ہمیں دکھانے کی زحمت کریں گے؟

یہ سن کر خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مونڈھا دکھایا تو وہ سپیدی موجود تھی۔ ان حضرات نے اس سپیدی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ''ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ بیشک اویس قرنی آپ ہی ہیں آپ ہمارے حق میں دعائے مغفرت کریں۔''

خواجہ اویس: میں تو استغفار میں کسی فرزند آدم کی تخصیص نہیں کرتا (سب کی بخشش مانگتا ہوں) مگر بحر و بر کے مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات میں مستجاب الدعوات کون ہے؟ خواجہ اویس: آپ لوگوں پر خدا نے میرا حال ظاہر کر دیا ہے' بتائیں آپ کون لوگ ہیں؟ سیدنا علی المرتضیٰ: یہ ہیں امیر المؤمنین عمر بن خطاب اور میں ہوں علی بن ابی طالب۔ خواجہ اویس یہ سن کر ادباً کھڑے ہو گئے اور کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ و برکاتہ' و یا ابن ابی طالب اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اس امت کی جانب سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ آپ کے لئے میں مکہ شریف جا کر کچھ خرچ اور کچھ کپڑے لانا چاہتا ہوں اس وقت تک آپ یہیں ٹھہرے رہیں۔

خواجہ اویس: امیر المؤمنین ایسا کوئی وعدہ نہ لیں اور نہ ہم آج کے بعد دوبارہ ملیں گے اور بھلا

اس پیسے اور کپڑے کو میں کیا کروں گا؟ آپ تو دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس اون کی چادر اور لنگی موجود ہے میں انہیں اتنی جلد تو نہ پھاڑ ڈالوں گا اس کے علاوہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس مضبوط سلا ہوا جوتوں کا جوڑا بھی ہے' یہ ابھی کہاں ٹوٹتے ہیں؟ اور آپ کو تو خبر نہیں میں اونٹ چرانے کی اجرت چار درہم لیتا ہوں آپ جانتے ہیں کہ میں انہیں کب تک کھاؤں گا؟ امیر المؤمنین! ہمارے آپ کے مابین ایک نہایت سخت گھاٹی آنے والی ہے اس پر سے وہی پار اترے گا جو ہلکا اور دبلا ہوگا لہٰذا آپ بھی ہلکے ہی رہیں۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے خواجہ اویس کی یہ بات سنی تو اپنے کوڑے کو زمین پر مارا اور بہ آواز بلند پکارا۔ اے کاش عمر! تجھے تیری ماں پیدا نہ کرتی تو بہتر تھا۔ کاش وہ عقیم ہوتی' تیرے حمل کی مصیبت نہ اٹھاتی اس کے بعد امیر المؤمنین اور سیدنا علی مکہ کی طرف تشریف لے گئے اور خواجہ اویس قرنی نے اپنے اونٹوں کو ہنکایا اور سب اونٹ ان کے مالکوں کے حوالے کئے اور شتربانی چھوڑ کر صرف عبادت میں لگ گئے یہاں تک کہ وصال فرما گئے۔

صحیح مسلم میں فاروق اعظم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس اویس بن عامر بن مراد قرن کے یمنی لوگوں کے ساتھ آئے گا اسے برص تھا جس سے اس کو شفا مل گئی ہے صرف درہم کے برابر سفیدی رہ گئی وہ اپنی ماں کا فرمانبردار ہے اگر کوئی قسم کھا لے تو خدا پورے کر دے اگر تم اپنے لئے اس سے دعائے مغفرت کرا سکو تو ضرور کراؤ' پھر باقی حدیث حسب بالا بیان کی یہاں تک اپنی اور حضرت علی کی ملاقات کا ذکر کیا اور یہ کہ ان سے دعائے مغفرت کو کہا تو انہوں نے دعائے مغفرت کی پھر حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے بتایا کوفہ کا' فرمایا کیا آپ کے لئے میں کوفہ کے گورنر کو لکھ دوں؟ کہا مجھے نادار و گمنام رہنا زیادہ پسند ہے۔

مسلم کی ایک روایت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جسے لوگ اویس کہتے ہیں۔ (اہل خانہ میں) اس کی محض ماں ہے اس کے جسم پر ذرا سفیدی ہے تم لوگ ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرانا۔

امام یافعی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اویس خیر التابعین ہیں اس بارے میں صریح ہے کہ وہ تمام تابعین سے مطلقاً بہتر ہیں۔ اس ارشاد سے یہ دلیل بھی ملتی ہے کہ نفع لازم' نفع متعدی سے بعض اوقات افضل بھی ہوتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا شناس علمائے باطن احکام شناس

علمائے ظاہر سے افضل ہیں۔

حضرت علقمہ بن مرثد کا فرمان ہے، زہد تابعین میں آٹھ آدمیوں پر ختم ہے۔ انہی میں سے ایک اویس قرنی بھی ہیں۔ ان کے گھر والوں نے انہیں مجنوں خیال کر کے باہر ان کے واسطے حجرہ بنا دیا تھا اور وہ لوگ سالہا سال تک ان کو دیکھنے بھی نہ جاتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو موسم حج میں انہوں نے آواز دی۔ اے لوگو! سب کھڑے ہو جاؤ سب لوگ سن کر کھڑے ہو گئے انہوں نے پھر فرمایا یمن والوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔ (چنانچہ یمن کے لوگ کھڑے ہو گئے اور تمام لوگ بیٹھ گئے) اس طرح پھر اہل یمن میں سے صرف قبیلہ مراد کے باشندوں کو، اس کے بعد مقام قرن کے باشندوں کو کھڑے رہنے کا حکم دیا اس طرح سب لوگ بیٹھ گئے محض ایک آدمی کھڑا رہ گیا جو حضرت اویس قرنی کا چچا تھا۔

حضرت عمر: کیا تم خاص قرن کے باشندے ہو؟ ضعیف مرد: ہاں امیر المومنین! حضرت عمر کیا تم اویس کو جانتے ہو؟ ضعیف ہو؟ مرد: امیر المومنین! آپ اویس کا کیا پوچھتے ہیں۔ اس سے زیادہ بیوقوف مجنون، اور محتاج ہم میں کوئی نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بوڑھے کی یہ بات سن کر رو پڑے اور فرمایا یہ عیوب جو تو گنا رہا ہے تجھ میں ہیں اس میں نہیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اویس کی شفاعت سے قبیلہ ربیع و مضر جتنے آدمی بہشت میں داخل ہوں گے۔

عمار بن یوسف قاضی کا بیان ہے کسی نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ صبح و شام کس طرح گزارتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا صبح کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں رہتا ہوں، اور شام کو اس کی حمد وستائش میں، ویسے تم ایک ایسے انسان کا حال دریافت کرتے ہو جو صبح کو شام تک کی زندگی کا یقین نہیں رکھتا اور شام کو صبح تک کی زندگی کا، کیوں کہ موت اور اس کی یاد نے مومن کے لئے کوئی خوشی باقی نہ رکھی اور مال میں اللہ تعالیٰ کے حق نے مسلمان کے لئے چاندی سونے کی گنجائش باقی نہ رکھی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نے مسلمان کا کوئی دوست نہ رہنے دیا جب ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں تو وہ ہمیں برا جانتے ہیں۔ ہماری بے حرمتی کرتے ہیں اور ہمارے مقابلہ میں اہل فسق کو اپنا ہم نوا پا لیتے ہیں۔ بخدا نوبت بایں جا رسید کہ مجھ پر بڑے بڑے بہتان باندھ دیئے۔ اتنا کہہ کر اویس نے اپنا راستہ لیا اور مجھے تنہا چھوڑ گئے۔

ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں اویس قرنی کے احوال سن کر کوفے پہنچا۔ ان سے ملاقات کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ دوپہر کے وقت میں نے انہیں دریائے فرات کے کنارے وضو

کرتے ہوئے دیکھا۔ ان کا جو حلیہ اور اوصاف میں نے سن رکھے تھے ان سے انہیں فوراً پہچان گیا۔ گندم گوں، غمگین صورت، سر کے بال منڈے ہوئے، باہیبت آدمی تھے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور میری جانب دیکھا میں نے مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا مگر انہوں نے مصافحہ نہیں کیا۔

ہرم بن حیان: اللہ آپ کو رحمت و مغفرت سے نوازے۔ آپ کس حال میں ہیں (یہ کہتے کہتے میں اپنے دل میں چھپی ان کی محبت کے سبب رونے لگا۔ اویس بھی مجھے دیکھ کر رو پڑے)

اویس قرنی: اے ہرم بن حیان! اللہ تعالیٰ تمہیں خوش و خرم رکھے تم کس طرح ہو؟ اور تم کو میرا کہاں سے پتہ چل گیا؟ ہرم: اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی۔ اویس: بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمارا پروردگار، پاک اور منزہ ہے اس کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ ہرم: آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیسے جانا۔ آج سے قبل تو ہم لوگوں نے کبھی باہم ملاقات نہیں کی۔ اویس: نبانی العلیم الخبیر (علیم و خبیر ربّ نے بتا دیا) ہرم: مجھے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنائیں۔

اویس: مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت و صحبت نصیب نہ ہوئی۔ البتہ میں نے ان لوگوں کی زیارت کی ہے جنہوں نے حضور ﷺ کی زیارت کی تھی مگر میں محدث، قاضی یا مفتی ہونا پسند نہیں کرتا اور میری طبیعت لوگوں سے اکتاتی ہے۔ ہرم: قرآن مجید کی کچھ آیات ہی سنا دیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ سے کچھ سنوں اور مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جسے میں یاد رکھوں۔

یہ سن کر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا۔ یہ پڑھا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور فرمایا کہ بے شک سب سے سچی بات میرے پروردگار کی ہے اور سب سے صادق قول اللہ ہی کا ہے۔

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ○ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّا تَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِیْنَ (الانبیاء ۲۱/۱۶،۱۷)

اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیلتے ہوئے (بے مقصد) پیدا نہیں کیا۔ اگر ہم کھیل تماشا بنانا چاہتے تو اپنے پاس سے اسے بنا لیتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔

یہاں سے آخر سورۃ تک تلاوت کیا اور ایک سرد آہ کھینچی جسے سن کر میں نے سوچا کہ اب بیہوش ہوئے۔ پھر فرمایا۔ ''اے ابن حیان! تمہارے والد تو مر ہی چکے ہیں۔ عنقریب تم بھی مر جاؤ گے معلوم نہیں اس کے بعد تم جنت میں جاؤ گے یا جہنم میں، اس کے علاوہ یہ دیکھو کہ بابا آدم اور ماں حوا بھی انتقال کر چکے۔ حضرت نوح نجی اللہ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ، داؤد خلیفہ اللہ، محمد

رسول اللہ (صلوت اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین) اور حضور کے خلیفہ ابوبکر صدیق' اور میرے بھائی اور میرے دوست عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سب کے سب وفات پا چکے۔

ہرم: ابھی امیر المومنین عمر بن خطاب تو حیات ہیں۔ میں نے یہی سنا ہے' اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی یہ معلوم ہوا ہے' اور میرا دل بھی یہی کہتا ہے اور ہم تم بھی مرنے والوں ہی میں ہیں اس کے بعد درود اور دعا پڑھی اور فرمایا: ''میری تمہیں بس اتنی ہی وصیت ہے کہ موت کو یاد رکھنا اور زندگی میں پلک جھپکنے کے مقدار بھی اس ذکر کو دل سے الگ نہ کرنا اور جب اپنے اہل وعیال میں پہنچنا تو انہیں خود خدا کی تاکید کرنا اور ساری امت کو سمجھانا۔ جماعت سے علیحدہ نہ رہنا ورنہ دین سے جدا ہو کر دوزخ میں پہنچ جاؤ گے اور تم میرے لئے اور اپنے لئے دعا کرو۔'' پھر دیر تک میرے لئے دعا کرتے رہے اور فرمایا: ''آج کے بعد اب تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے کیونکہ میں شہرت کو ناپسند کرتا ہوں اور تنہائی کو عزیز رکھتا ہوں اب نہ کسی سے میرے بارے میں سوال کرنا اور نہ مجھے ڈھونڈنا بس یاد کرتے رہنا' میں بھی تمہارے حق میں دعا کرتا رہوں گا اب تم چلے جاؤ' میں بھی چل رہا ہوں۔

مجھے ان کے ہمراہ کچھ دیر چلنے کی خواہش تھی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا اور میں روتا ہوا ان سے جدا ہوا وہ بھی روتے رہے' میں انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ ایک گلی میں داخل ہو گئے اس کے بعد میں نے انہیں بہت تلاش کیا اور لوگوں سے دریافت کیا مگر ان کا سراغ بتانے والا نہیں ملا اور مجھ پر کوئی ہفتہ ایسا نہ گزرتا تھا جس میں ایک دو بار انہیں خواب میں نہ دیکھوں۔

حضرت اصبغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ جب شام ہوتی تو کہتے یہ رکوع کرنے کی رات ہے اور پھر پوری رات رکوع ہی میں گزار دیتے' کبھی فرماتے یہ رات سجدے کی رات ہے اور رات سجدہ ہی میں بسر ہو جاتی بعض اوقات شام کو کچھ کھانا بچ رہتا تو شام ہی کو خیرات کر دیتے پھر دعا کرتے ''بار الہا! اگر کوئی بھوکا مر جائے تو مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا اور کوئی ننگا ہو بھی مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا۔''

حضرت عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ''دور فاروقی میں آذربائیجان میں جہاد ہوا تھا جس میں ہم لوگ شریک ہوئے تھے اس میں خواجہ اویس قرنی بھی ہمارے ہمراہ تھے جب ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو اویس بیمار ہوئے ہم نے انہیں اٹھانا چاہا مگر ان کی طبیعت سنبھل نہ سکی اور وہیں انتقال فرما گئے' وہاں کفن' خوشبو اور قبر تیار تھی ہم لوگوں نے غسل وکفن دے کے نماز جنازہ ادا کی اور انہیں دفن کر کے چلے آئے ہم میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم ان کی قبر جان لیتے تو اچھا ہوتا

مگرلوٹ کر دیکھا تو نہ قبر نظر آئی نہ نشان قبر۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں "جنگ صفین میں کسی منادی نے آواز دی کیا ان لوگوں میں اویس قرنی ہیں تو اس جگہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں شہید پائے گئے۔" رضی اللہ عنہ۔

نگاہ کشف

حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ میمونہ سوداء جنت میں آپ کی بیوی ہو گی۔ صبح ہوئی تو انہوں نے میمونہ کا حال دریافت کیا لوگوں نے بتایا کہ وہ بکریاں چراتی ہے۔ حضرت ربیع نے سوچا اس کے قریب رہ کر اس کے عمل کا جائزہ لینا چاہئے' فرماتے ہیں: "میں نے دیکھا کہ اس نے دن میں فرض نمازوں سے زیادہ کچھ نہ پڑھا۔ شام ہوئی تو ایک بکری کا دودھ دوہا اور خود پیا پھر اسی کا دودھ دوہا اور مجھے پلایا۔ دوسرے دن بھی یہی معمول رہا۔ تیسرے دن میں نے کہا مجھے اور کسی بکری کا دودھ کیوں نہیں پلاتی بکریاں تو بہت ہیں اس نے کہا میں ان کی مالک نہیں میں نے کہا پھر اس بکری کا دودھ کیسے پلاتی ہو؟ کہا یہ مجھے اس لئے دی گئی ہے کہ اس کا دودھ خود پیوں اور جس کو چاہوں پلاؤں۔"

حضرت ربیع: تمہارے پاس اس سے زیادہ عمل نہیں جو میرے مشاہدے میں آیا۔

میمونہ: نہیں' مگر میں نے جس حال پر بھی صبح شام کی تقدیر الٰہی پر رضا مند رہی اور جس حال میں اس نے رکھا اس کے علاوہ کسی حال کی میں نے تمنا نہیں کی۔

حضرت ربیع: خواب میں مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بہشت میں میری بیوی ہو گی۔

میمونہ: تو تم ربیع بن خیثم ہو۔ رضی اللہ عنہما

شان درویش

شیخ ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "شہباز میرے دروازہ پر آیا لیکن میں اسے دام میں نہ لا سکا اس انتظار میں ہوں کہ وہ یا اس جیسا کوئی دوسرا شہباز میسر آئے مگر اب تک نامراد ہوں۔"

لوگوں نے شیخ سے اس بات کی توضیح چاہی تو فرمایا: "میرے مہمان خانے میں ایک بار عصر کی نماز کے بعد ایک جوان شخص آیا۔ اس کا رنگ زرد' بال بکھرے ہوئے' ننگے سر' پاؤں برہنہ تھے۔ وضو کر کے نماز ادا کی اور مغرب کے وقت تک گریبان میں سر ڈالے بیٹھا رہا۔ اس روز خلیفہ کے دربار میں ہم لوگوں کی دعوت تھی وہاں سے ایک بلانے والا آ گیا میں نے اس جوان سے کہا کہ جماعت کے ہمراہ

تم بھی خلیفہ کی دعوت پر چلو۔ اس نے گریبان سے سر نکال کر جواب دیا۔ میرے پاس خلیفہ کے دربار تک جانے کا دل نہیں اور اپنی اشتہا کا اظہار کیا۔ البتہ میرا گرم حلوہ کھانے کو جی چاہتا ہے اس نے چونکہ جماعت کی معیت سے انکار کیا۔ اس لئے میں نے بھی اس کی بات پر توجہ نہیں دی اور خیال کیا کہ ابھی راہ سلوک میں یہ جلدی داخل ہوا ہے ادب نہیں جانتا۔ پھر میں دعوت میں چلا گیا' رات کے پچھلے پہر وہاں سے واپسی ہوئی۔ مہمان خانہ میں میں نے اس نوجوان کو اسی حالت میں سر بہ گریبان دیکھا میں نے بھی کچھ دیر مصلے پر ذکر فکر کیا۔ پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا خواب میں میں نے دیکھا کہ بہت سے حضرات کا اجتماع ہے۔ ایک شخص مجھے بتا رہا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور جملہ انبیاء علیہم السلام' میں نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا مگر آپ نے مجھ سے روئے انور پھیر لیا۔ میں نے پھر دوسری جانب سے جا کر سلام کیا مگر آپ نے توجہ نہیں فرمائی اور نہ سلام کا جواب دیا میں نہایت پریشان ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ حضور روئے انور پھیر لیتے ہیں۔'' فرمایا:'' ہماری امت کے ایک درویش نے تم سے اپنی ایک خواہش کا اظہار فرمایا اور تم نے اس کی تکمیل میں لاپرواہی کی۔'' یہ سن کر میری غنودگی ختم ہوگئی (میں بیدار ہو گیا) مجھ پر ہیبت طاری تھی فوراً اس فقیر کے پاس گیا مگر وہاں وہ نہیں ملا میں نے دروازہ کھلنے کی آہٹ سنی اس کی تلاش میں باہر پہنچا تو اسے نکل کر جاتے دیکھا۔ میں نے آواز دی' اے نوجوان! میری بات سنو' جو کچھ تم طلب کرتے تھے میں ابھی حاضر کرتا ہوں۔ اس نے مڑ کر جواب دیا۔ ''فقیر نے تم سے ایک شئے طلب کی تو تم نے نہیں دی۔ اب ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی سفارش ہوئی تو تم اس کے لئے تیار ہوئے ہو۔ مجھے اب حاجت نہیں۔'' یہ کہا اور مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ رضی اللہ عنہما

ترک ماسوا اللہ

سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دن شہر بغداد کی جامع مسجد میں وعظ ہو رہا تھا۔ ایک خوش حال' خوش پوشاک جوان اپنے دوستوں کے ساتھ آیا اور وعظ سننے لگا۔ دوران وعظ حضرت سقطی نے فرمایا: ''حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔'' یہ سننا تھا کہ جوان کا رنگ فق ہو گیا اور وہ چلا گیا۔ دوسرے دن جب سری سقطی اسی مقام پر تشریف فرما ہوئے جوان پھر آیا' سلام کیا' دو رکعت نماز پڑھی اور عرض کیا کل میں نے آپ سے یہ جملہ سنا۔ ''حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔'' ذرا اس کا مطلب مجھے بتائیں۔ فرمایا'' مولا سے زیادہ قوی کوئی نہیں اور بندے سے کمزور کوئی نہیں پھر بھی بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے۔'' یہ سن کر وہ چلا گیا۔

دوسرے دن پھر حاضر ہوا۔اب اس کے جسم پر صرف دو سفید کپڑے تھے اور اس کے ساتھ اس کا کوئی دوست نہ تھا' عرض کیا ''خدا رسی کی راہ سے مجھے باخبر فرمائیں۔'' فرمایا: ''اگر عبادت کرنا چاہتے ہو تو دن کو روزہ رکھو' رات کو نوافل میں مشغول رہو اور اگر اللہ عزوجل کے طالب ہو تو ہر ماسوا کو ترک کر دو اسے پا لو گے اور رہنے کے لئے مسجدوں' ویرانوں اور قبرستانوں کو اختیار کرو۔'' یہ سن کر اس نے کہا ''خدا کی قسم! میں تو وہی راہ اختیار کروں گا' جو سب سے مشکل اور دشوار ہے۔'' یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

شیخ سری فرماتے ہیں کچھ روز بعد میرے پاس کچھ لڑکے آئے اور انہوں نے پوچھا ''احمد یزید کاتب کا کیا پتہ ہے؟'' شیخ: میں تو اس نام کے آدمی کو نہیں جانتا البتہ ایسی ایسی عادت وصورت کا ایک آدمی یہاں آیا تھا اور اس نے مجھ سے یہ یہ باتیں دریافت کیں۔ پھر چلا گیا۔ مجھے معلوم نہیں اب وہ کہاں ہے؟

انہوں نے شیخ کو قسم دی کہ جب وہ شخص آپ کے پاس آئے تو ہمیں خبر کرا دیں۔ پھر اس نوجوان کا سال بھر تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ شیخ ایک روز عشاء کی نماز کے بعد اپنے حجرے میں تھے کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ شیخ نے اندر آنے کی اجازت دی تو وہی نوجوان اندر آیا۔ اس نے شیخ کی پیشانی چوم کر کہا: ''یا شیخ! آپ نے جس طرح مجھے دنیا کی غلامی سے آزاد فرمایا ہے اسی طرح اللہ آپ کو آتش دوزخ سے آزاد کرے۔''

شیخ نے نوجوان کے آنے پر ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ اس کے گھر جا کر خبر کر دے۔ تھوڑی دیر بعد ایک عورت بچوں کو لئے ہوئے آن پہنچی اس کا ایک بچہ زیوروں اور کپڑوں سے آراستہ تھا۔ اسے عورت نے شوہر کی گود میں ڈال دیا اور کہا آپ نے تو اپنے جیتے جی مجھے بیوہ بنا دیا اور بچوں کو داغ یتیمی دے دیا۔ نوجوان نے شیخ سری کی طرف مخاطب ہو کر کہا آپ نے یہ کیا کیا؟ (کہ انہیں خبر کر دی)

پھر بیوی بچوں سے کہا ''بخدا تم لوگ مجھے دل سے محبوب اور پیارے ہو۔ میری اولاد مجھے مخلوقات میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ مگر کیا کروں انہوں (شیخ سری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہو تو ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرو۔'' پھر بچہ کے زیور۔ اتار دیا اور بیوی سے کہا۔ یہ غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دو اور میرے کمبل کا ایک ٹکڑا اِس کو پہنا دو۔ بیوی نے کہا ''واللہ! میں اپنے بچے کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی'' اور بچے کو چھین لیا۔ بیوی کو کشیدہ دیکھ کر نوجوان کھڑا ہو گیا

اور بولا ''آج شب تو نے مجھے اپنے رب کی یاد سے بھی غافل کر دیا اور وہاں سے چلا گیا۔'' اس کے جاتے ہی اس کے گھر والے سب لوگ رونے لگے۔ اس کی بیوی نے جاتے جاتے پھر شیخ سری سے عرض کی اب اگر وہ پھر آئے تو مجھے ضرور خبر فرمائیں۔ شیخ نے انشاء اللہ فرمایا۔ بعدازاں ایک عرصہ گزر گیا مگر اس نوجوان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

ایک روز ایک بوڑھی خاتون شیخ سری کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پیغام دیا کہ مقام شوینزیہ میں ایک لڑکا آپ کو یاد کر رہا تھا۔ شیخ شوینزیہ گئے تو وہی احمد یزید کاتب زمین پر پڑا تھا۔ زیر سر ایک اینٹ رکھی تھی۔ شیخ کا سلام سن کر آنکھیں کھولیں اور بولا۔ شیخ! کیا خیال ہے کہ رب تعالیٰ کے حضور میں غلطیاں معاف ہو جائیں گی؟ شیخ سری: اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے وہ معاف فرمائے گا۔ نوجوان: میں تو گناہوں میں غرق ہوں؟ شیخ سری: وہ غرق ہونے والوں اور ڈوبتوں کو بچالیتا ہے۔ نوجوان: میں نے بہت ظلم کیا اور مجھ پر لوگوں کا بہت حق ہے۔ شیخ سری: حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس نے توبہ کر لی بروز حشر اسے اور اس کے حقداروں کو بلایا جائے گا اور انہیں یہ حکم ہوگا کہ تم انہیں معاف کر دو اور اس کی جانب سے اللہ تعالیٰ اجر عطا کرے گا۔ نوجوان: میرے پاس گٹھلیوں کی فروخت کے چند درہم ہیں۔ میں مر جاؤں تو اسی سے کفن اور ضرورت کی چیزیں خریدیئے گا۔ میرے اہل خانہ کو نہ بتایئے گا۔ ورنہ وہ حرام کمائی کے کفن سے میرا یہ کفن تبدیل کر دیں گے۔

شیخ سری فرماتے ہیں۔ میں تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا۔ اس کی آنکھیں کھلی رہیں۔ اس کے بعد اس نے پڑھا۔ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ عمل کرنے والوں کے ایسے ہی اجر کے لئے عمل کرنا چاہئے اور انتقال کر گیا۔ میں نے کفن خریدنے کے لئے بازار کا رخ کیا۔ واپس ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ لوگ بے تحاشا اسی جانب چلے آرہے ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا۔ ایک ولی اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم اس کی نماز جنازہ کے لئے دوڑے جا رہے ہیں۔ اس طرح ہم لوگوں نے نماز جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔

کچھ دنوں کے بعد اس کے اہل خانہ اس کی خبر گیری کرنے آئے تو میں نے انہیں بتایا کہ احمد یزید کا انتقال ہو چکا ہے۔ بیوی نے جب سنا تو رونے پیٹنے لگی۔ اس کی قبر کا پتہ دریافت کیا۔ عورت نے دو گواہوں کی موجودگی میں سب باندیوں کو آزاد کر دیا' ساری زمینیں' جائیدادیں اللہ کے نام پر وقف کر دی۔ مال و دولت خیرات کر دی اور عمر بھر کے لئے شوہر کی قبر کے پاس بیٹھ رہی۔ بالآخر وہیں اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم اور ترک بادشاہی

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ مال ودولت، حکومت وریاست چھوڑ کر راہ فقر پر کس طرح لگ گئے۔ اس کے بارے میں ایک روایت ہے۔

آپ ایک بار شکار کے لئے گئے ایک لومڑی یا خرگوش کا پیچھا کر رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی تم اس لئے پیدا کئے گئے ہو، یا اسی کا تمہیں حکم دیا گیا ہے؟ پھر ان کے گھوڑے کی زین سے جواب آیا۔ نہیں، ہم نہ اس کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور نہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ یہ سن کر اپنی سواری سے اتر گئے اپنے باپ کے گلہ بان کو راہ میں پا گئے۔ اس سے اون کا کمبل لے کر پہن لیا۔ اپنا گھوڑا اور جو کچھ ساتھ تھا اسے دے دیا اور جنگل کی راہ لی۔ رضی اللہ عنہ۔

دنیا بندگان حق کی باندی

فرماں روائے کرمان شیخ ابوالفوارس بن شجاع رضی اللہ عنہ ایک بار شکار کے ارادے سے نکلے۔ جنگل میں شکار کی تلاش کرتے کرتے تنہا دور نکل گئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان خونخوار درندہ کی پشت پر سوار ہے اس کے اردگرد بہت سے درندے اور بھی ہیں۔ بادشاہ کو دیکھ کر درندے ان پر جھپٹے۔ مگر نوجوان نے انہیں روک دیا۔

نوجوان: السلام علیکم، اے بادشاہ تم ربّ تعالیٰ سے کتنے غافل ہو؟ دنیا کے لئے آخرت کو بھولے ہوئے ہو۔ لذت وخواہشات کی پیروی میں اپنے مالک سے روگردان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولت اس لئے دی کہ اس کے ذریعہ اس کی اطاعت میں سعی کرو۔ تم نے تو اسے عیش وعشرت کا ذریعہ بنالیا۔

نوجوان ابھی یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ ایک بڑھیا ہاتھ میں پانی کا پیالہ لئے ہوئے آئی اور نوجوان کو دیا۔ نوجوان نے اس میں سے پہلے خود پیا۔ پھر شاہ کو پینے کے لئے دیا۔ پھر بڑھیا وہاں سے غائب ہوگئی۔

شاہ: میں نے تو آج تک اتنی لذیذ اور مزیدار شے عمر میں نہیں پی۔ نوجوان: وہ بڑھیا جسے تم نے دیکھا وہ دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میری خدمت کے لئے متعین فرمایا ہے۔ جب بھی مجھے کسی چیز کی حاجت ہوتی ہے، دل میں خیال کرتے ہی حاضر کرتی ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

جب دنیا کو تخلیق فرمایا تھا تو اسے حکم دیا تھا کہ جو میری خدمت کرے تم اس کی خدمت کرنا اور جو تمھاری خدمت کرے اس سے مزید اپنی خدمت لینا۔ شاہ کرمان نے جب یہ سنا تو دنیا داری سے توبہ کی۔ پھر ان کا حال و مقام کچھ اور ہی ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت مالک بن دینار کی توبہ کا سبب

ایک شخص نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے دنیا سے تائب ہو کر راہ مولیٰ کیسے اختیار کی اس کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں ایک شرابی انسان تھا۔ ہر وقت شراب میں دھت رہتا۔ اسی زمانے میں میں نے ایک حسین و جمیل کنیز خریدی۔ اس کنیز کے بطن سے ایک بچی پیدا ہوئی اس سے مجھے بیحد محبت ہو گئی۔ وہ بیٹی ذرا بڑی ہو کر جب گھسٹنے لگی تو میرے دل میں اس کی محبت نے اور جڑ پکڑ لیا۔ پھر ایسا ہوتا کہ جب شراب لے کر بیٹھتا' تو وہ میرے پاس آ جاتی۔ اور شراب کا پیالہ مجھ سے چھینتے ہوئے میرے کپڑوں پر گرا دیتی۔ وہ میری بیٹی جب دو سال کی ہوئی تو اچانک اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی موت کے غم نے مجھے بدحال کر دیا۔ شب برات (پندرہویں شعبان) آئی۔ جمعہ کی رات بھی تھی۔ میں نے اس شب بھی شراب پی اور شراب کے نشے میں سو گیا' عشاء کی نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت کا میدان ہے مردے قبروں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ انہی میں میں بھی ہوں' مجھے اپنے پیچھے کسی چیز کی آہٹ ہوئی' مڑ کر جو دیکھا تو ایک بہت کالا سانپ منہ کھولے میری ہی طرف دوڑا آ رہا ہے۔ مجھ پر خوف طاری اور میں نے بھاگنا شروع کیا۔ ایک راہ پر مجھے ایک سفید پوش بزرگ شخص ملا۔ میں نے اس سے منت سماجت کی کہ مجھے اس مہلک سانپ سے بچالو۔ مگر اس نے معذرت کی اور کہا میں کمزور ہوں اور سانپ بہت زبردست ہے اس لئے میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا مگر آگے جاؤ شاید مولا تعالیٰ تمھاری نجات کا کوئی راستہ ظاہر فرما دے۔ میں وہاں سے آگے چلا اور ایک بلند ٹیلے پر جا چڑھا۔ جہاں سے جہنم کی آگ' اس کے طبقات اور بھڑکتے شعلے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ پیچھے آتے ہوئے سانپ کے اندیشے سے مجھے ڈر لگا کہ کہیں میں غار جہنم میں نہ گر پڑوں۔ اتنے میں میں نے غیب سے ایک آواز سنی۔ پیچھے ہٹ جا تو دوزخی نہیں ہے۔ یہ سن کر مجھے قدرے اطمنان ہوا' میں وہاں پلٹا تو سانپ بھی میرے ساتھ آیا۔ ایک آواز سن کر ضعیف مرد کے پاس آیا اور کہا آپ نے اس سانپ سے بچانے میں میری مدد نہیں کی۔ ضعیف مرد میری بات سن کر رونے لگے۔ میں تو ضعیف و ناتواں ہوں۔ مگر تم اس ٹیلے پر چلے جاؤ جہاں اہل ایمان کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں۔ اگر تمہاری بھی کوئی امانت ہو گی تو اس سے تمہیں

ضرور مدد ملے گی' میں ادھر بھاگا وہ ایک گول پہاڑی تھی اس کے اندر بہت سے دروازے تھے۔ دروازوں پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ ہر دروازہ پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے سونے کے پٹ لگے ہوئے تھے۔ میں پہاڑی پر دوڑا تو سانپ بھی میرے تعاقب میں آیا۔ میں دروازے کے نزدیک پہنچا تو ایک فرشتے نے پکارا۔ پردے اٹھا دو' دروازے کھول دو۔ شاید اس بدحال کی یہاں کوئی امانت ہو جو اس کے دشمن سے اسے بچا سکے۔ دروازہ کھلتے ہی بہت سے چاند جیسے خوبصورت بچے میرے پاس آ گئے۔ اتنے میں سانپ بھی میرے قریب آ گیا۔ بچوں میں سے ایک نے چیخ مار کر کہا۔ سب کے سب جلدی پہنچو' سانپ تو اس کے قریب آ گیا۔ اسی اثناء میں میری بیٹی بھی وہاں آ گئی اور مجھے دیکھ کر رو پڑی اور بولی بخدا یہ تو میرے باپ ہیں۔ یہ کہہ کر بجلی کی سرعت کے ساتھ ایک نورانی جھولے میں میرے پاس آ پہنچی۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ میری داہنی جانب بڑھایا جسے میں نے پکڑ لیا۔ پھر اس نے اپنا دایاں ہاتھ سانپ کی طرف بڑھایا تو وہ پیچھے بھاگ نکلا۔ پھر اس نے مجھے بٹھایا اور خود میری گود میں آ بیٹھی اور میری ریش پر ہاتھ پھیرا اور بولی۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ

(الحدید ۱۶)

کیا وہ وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لئے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو نازل ہوا۔

میں یہ سن کر آبدیدہ ہو گیا۔ میں نے پوچھا اے بیٹی! کیا تم یہاں قرآن مجید بھی جانتی ہو؟ بیٹی: ہم لوگوں کو آپ سے زیادہ علم ہے۔ باپ: تو بتاؤ یہ سانپ جو مجھے ڈرا رہا تھا یہ کیا مصیبت تھی؟ بیٹی: یہ آپ کا برا عمل تھا۔ آپ نے اسے مضبوط بنایا تو وہ توانا اور مضبوط ہو گیا اور آپ کو جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔ باپ: یہ بزرگ مرد کون تھے؟ بیٹی: یہ آپ کا نیک عمل تھا' جسے آپ نے اتنا کمزور دیا کہ آپ کے عمل بد سے ٹکرانے کی اس میں قوت نہ رہی۔ باپ: بیٹی! اس پہاڑی میں تم لوگ کیا کرتی ہو؟ بیٹی: ہم سب مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ ہم قیامت تک یہیں رہیں گے۔ ہم لوگوں کو آپ لوگوں کا انتظار ہے تاکہ ہم شفاعت کریں۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں۔ ''میری آنکھ کھلی تو میں حیران و پریشان تھا' مجھ پر خوف طاری تھا۔ صبح ہوئی تو جو سرمایہ پاس تھا لوگوں کو دے دیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ کی۔ یہی واقعہ میری توبہ کا سبب ہوا''۔

حضرت علامہ یافعی یمنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ "حدیث میں آیا ہے' انسان قبر میں دفن ہوتا ہے تو اس کے اعمال اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ اگر وہ اچھے ہیں تو اس کا اعزاز و اکرام کرتے ہیں اور برے ہیں تو اسے تکلیف دیتے ہیں۔ یعنی اگر اعمال صالحہ ہیں تو اس سے انس کرتے ہیں اور اسے خوش رکھتے ہیں اور قبر کو پرنور اور کشادہ کر دیتے ہیں اور اسے تکالیف سے بچاتے ہیں اور برے اعمال ہیں تو اسے پریشان اور خوفزدہ کرتے ہیں اور ستاتے ہیں اور قبر کو تاریک کر کے اسے تنگ کر دیتے ہیں اور اس پر عذاب لاتے ہیں"۔

میں نے بعض صالحین سے سنا ہے کہ ملک یمن میں لوگ ایک میت کو دفن کر کے لوٹنے لگے تو قبر میں زور سے مار پیٹ اور بھگانے کی آواز آئی۔ میں نے دیکھا کہ اس کی قبر سے ایک سیاہ کتا نکل کر بھاگا۔ مرد صالح نے کتے کو مخاطب کیا اور کہا' تو کیا بلا ہے؟ اس نے جواب دیا میں اس مردے کا گناہ ہوں۔ انہوں نے پوچھا یہ مار پیٹ کس پر ہوئی' تجھ پر یا مردے پر؟ جواب دیا یہ حملہ مجھ پر ہوا۔ اس مردہ کے پاس سورہ یٰس وغیرہ آ گئیں جن کا یہ ورد کیا کرتا تھا اور مجھے وہاں سے مار کر نکال دیا گیا۔

میں کہتا ہوں کہ اس کے نیک اعمال قوی اور مضبوط تھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم سے اس کی برائیوں پر غالب آ گئے۔ اگر برائیاں مضبوط ہوتیں تو وہ غالب آتیں اور اسے قسم قسم کی تکلیفیں دیتیں۔ (اعوذ باللہ من عذاب القبر)

بندہ مومن خدا کا خوف کر	نیک بن اور کر برائی سے حذر
آج جو بھیجے گا کل وہ پائے گا	زندگی کی فرصتیں ہیں مختصر' بدر

بدعملی قبر کا سانپ

ایک بدکردار انسان مر گیا۔ جب اس کے لئے قبر کھودی گئی تو اس میں بہت بڑا سانپ نکلا۔ لوگوں نے اس قبر کو بند کر دیا اور دوسری قبر کھودی۔ مگر اس میں بھی وہی سانپ نکلا۔ اسی طرح اس شخص کے لئے تیس قبریں کھودی گئیں مگر سب میں وہی سانپ نکلا۔ لوگوں نے جب سمجھ لیا کہ ربّ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بھاگ نہیں سکتا تو مجبوراً ایک قبر میں اسے دفن کر دیا گیا اور یہ سانپ دراصل اس کا برا عمل تھا۔

قبلہ سے منحرف موحدین

شیخ ابو اسحاق فزاری علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک آدمی آیا کرتا تھا جو اپنا نصف چہرہ ہر دم چھپا

کر رکھتا۔ شیخ نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے رازداری کا عہد لینے کے بعد بتایا۔
میں ایک کفن چور تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت کی قبر پر کفن چرانے گیا۔ رات کا وقت تھا قبر کی اینٹیں نکالنے کے بعد میں نے پہلے اس کی چادر کھینچ لی۔ پھر کفن کھینچنے لگا۔ ادھر سے مردہ عورت کھینچنے لگی۔ میں نے کہا تو مجھ سے طاقتور نہیں۔ بالآخر میں اپنے دونوں گھٹنوں سے زمین پر زور دے کر زور سے کھینچنے لگا۔ اتنے میں قبر سے عورت نے میرے گال پر ایک زناٹے دار تھپڑ مارا۔ جس سے میرے رخسار پر اس کی پانچوں انگلیوں کے نشان بن گئے۔ شیخ نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی انگلیوں کے نشان ظاہر تھے۔ شیخ ابواسحاق: اس کے بعد پھر کیا ہوا؟
اس کے بعد میں نے اس کا کفن واپس کیا۔ قبر کی اینٹیں درست کیں۔ مٹی برابر کر دی اور دل میں یہ پختہ عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کبھی پھر یہ غلط کام نہیں کروں گا۔ شیخ ابواسحاق فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو میں نے من وعن شیخ اوزاعی علیہ الرحمہ کی خدمت میں لکھ کر بھیجا تو انہوں نے تحریر فرمایا۔ ''ذرا اس سے یہ تو پوچھو کہ تم اہل توحید مردوں کے کفن چرانے جاتے تھے تو ان سب کا رخ قبلہ ہی کی جانب ہوتا تھا؟'' اس نے جواباً کہا: بہتیروں کے منہ قبلہ سے منحرف ہوتے تھے۔
شیخ ابواسحاق نے شیخ اوزاعی کو جب اس کا یہ جواب لکھا تو شیخ نے جواب میں تین بار یہ لکھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یاد رکھو جس کا منہ قبلہ سے پھر گیا یہ وہ ہوگا جسے غیر سنت پر موت آئی۔
امام یافعی فرماتے ہیں۔ اس سے مراد دین حق کی مخالفت ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ کبائر کا ارتکاب انسانوں کو کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ اسی کو قرآن نے فرمایا ہے۔
برائی کرنے والوں کا انجام یہ ہوا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ اور ان کا مذاق اڑایا۔

برتن میں جو ہو وہ ٹپکے

ایک شخص عالم نزع میں تھا۔ لوگ اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کر رہے تھے مگر وہ بار بار یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

یا ربّ قائلة یوما وقد تعبت ، ابن الطریق الی حمام منجاب

اصل واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک عورت حمام جاتی ہوئی راستہ بھول گئی۔ یہ شخص اپنے دروازے پر کھڑا تھا عورت نے اس سے حمام کا پتہ پوچھا۔ اس نے اسے اپنے گھر کا راستہ دکھا دیا کہ حمام یہی ہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوگئی تو اس نے اندر مکان کا دروازہ بند کر لیا۔ عورت ہوشیار تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ اس نے مجھے اپنے فریب میں لے لیا ہے تو اس نے مسرت وشادمانی کے انداز میں

اس سے کہا۔ اگر تم مجھ کو چاہتے ہو تو ذرا کچھ خوشبو وغیرہ تو لاؤ تا کہ میں اپنے جسم پر لگالوں۔ مرد فوراً خوشبو لینے بازار چلا گیا۔ اور دروازہ کچھ کھلا چھوڑ دیا۔ عورت دروازہ کھلا پا کر بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئی۔ جب یہ بازار سے فسق وفجور کی نیت لئے گھر لوٹا تو گھر خالی دیکھ کر بدحواس ہوگیا اور مذکورہ شعر زور زور سے پڑھنے لگا۔ اس حمام کا نام "حمام منجاب" تھا۔ اب جب اس کا آخری وقت آن پہنچا موت کی سختی کے وقت بھی اس کی زبان پر کلمہ طیبہ کے بجائے وہی شعر تھا۔

جیسا جینا ویسا مرنا

ایک گھاس بیچنے والے کے بارے میں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عالم نزع میں اسے کلمہ شریف پڑھایا جاتا تو وہ کہتا ایک پیسے میں ایک گٹھر' ایک دوسرے مرد صالح کو تلاوت کا بے حد شوق تھا۔ وقت اخیر لوگوں نے کہا کہو لا الہ الا اللّٰہ تو اس نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ تا آیت مبارک اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى پھر لوگ کلمہ شریف کی تلقین کرتے تو پھر اس کو پڑھنے لگتے۔ اسی حال میں انتقال کر گئے۔

شیخ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان جس حالت میں زندگی بسر کرتا ہے اسی لحاظ سے وفات پاتا ہے اور اسی حالت میں اس کا حشر ہوگا۔ ربّ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ رحیم وکریم پروردگار سب کو اسلام اور اہل سنت وجماعت پر خاتمہ بالخیر کی سعادت بخشے۔ آمین"

ایصال ثواب کا فائدہ

باہیہ نامی ایک صالح خاتون کا واقعہ ہے کہ جب اس کے انتقال کا وقت آیا' تو اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا کی۔ "میرے پروردگار! میرا ذخیرہ اور توشہ سب کچھ تو ہی ہے۔ موت اور زندگی ہر حال میں میں نے صرف تجھ ہی پر بھروسہ کیا۔ اب جب کہ میرا وقت اخیر آیا تو مجھے رسوا نہ کرنا اور وحشت قبر سے بچانا"۔

اس کا انتقال ہو جانے کے بعد اس کے بیٹے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ہر جمعرات وجمعہ کو ماں کی قبر پر جاتا اور کچھ قرآن شریف تلاوت کر کے اپنی ماں اور قبرستان کے تمام مدفونین کی ارواح کو ثواب پہنچاتا۔ ان کے حق میں دعا واستغفار کرتا۔ اس نے بیان کیا کہ "ایک بار میں نے اپنی ماں کو خواب

میں دیکھا۔ سلام کرنے کے بعد میں نے دریافت کیا۔ پیاری ماں! آپ کس طرح ہیں؟ جواب دیا۔ ''موت کی تکالیف اور سختیاں تو بہت ہیں لیکن میں رب تعالیٰ کے فضل واحسان سے آرام میں ہوں۔ عالم برزخ میں میرے لئے فرش بچھا ہوا ہے اور سندس واستبرق کے گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں''۔ میں نے پوچھا آپ کو کسی شے کی ضرورت ہو تو بتائیں۔ انہوں نے کہا۔ ''نور چشم! تم جو میری زیارت کو آیا کرتے ہو اور قرآن مجید پڑھ کر دعا کر جاتے ہو اسے ترک نہ کرنا۔ اے میرے بیٹے! جمعرات وجمعہ کو ہمیں تمہارے آنے سے بہت خوشی ہوتی ہے۔ جب تم میرے پاس آتے ہو تو تمام مردے میرے قریب اکٹھے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بابیہ! تمہارے بیٹے کے آنے سے ہم سب مسرور ہوتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے اس معمول پر اور زیادہ پابندی سے عمل کیا اور اپنی والدہ نیز تمام مردوں کے لئے دعا کرتا رہا'' پھر ایک بار اور میں نے خواب دیکھا میرے پاس بہت سے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کون لوگ ہیں اور میرے پاس کیوں آئے ہیں؟ تو جواب ملا ہم اس قبرستان کے رہنے والے ہیں اور تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں اور تم سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنا وہ عمل خیر نہ چھوڑنا۔

اولاد صالح ذریعہ ثواب

ایک صاحب نظر اہل علم نے خواب دیکھا کہ قبروں کے مردے باہر نکل کر زمین سے کچھ چن رہے ہیں جیسے لوگ پھل وغیرہ چنتے ہیں انہی مردوں میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو ایک طرف مطمئن بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھ کر وہ متعجب ہوئے اور اس شخص سے پوچھا۔ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟

اس نے جواب دیا مسلمان جو کچھ تلاوت' دعا' صدقہ وغیرہ ایصال ثواب کرتے ہیں یہ لوگ اسی کو لے رہے ہیں مگر تم ان سے الگ تھلگ بے نیاز کیوں بیٹھے ہو؟ اس نے جواب دیا ''میرا بیٹا مجھے ایک ختم قرآن مجید کا ثواب خود پہنچا دیتا ہے وہ فلاں بازار میں رہتا ہے۔''

صبح ہوئی تو عالم اس بازار میں گئے اور اس شخص کے بیٹے کو دیکھا کہ ایک طرف وہ تجارت کرتا تھا اور دوسری طرف اس کے لب ہل رہے تھے۔ عالم صاحب نے پوچھا تمہارے لب کیوں ہل رہے ہیں اس نے کہا میں روزانہ ایک قرآن شریف پڑھ کر اپنے مرحوم باپ کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔

اس عالم ربانی نے عرصہ دراز کے بعد وہی خواب پھر دیکھا اور اس نوجوان کے باپ کو بھی تمام مردوں کے ہمراہ کچھ چنتے ہوئے دیکھا۔ اس کی صبح جب انہوں نے بازار میں جا کر تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان تاجر کا انتقال ہو چکا ہے۔

ایصال ثواب

ایک خاتون نے اپنی فوت شدہ سہیلی کو خواب میں دیکھا۔ وہ ایک تخت پر بیٹھی ہے اور اس کے نیچے ایک نورانی برتن ڈھکا ہوا رکھا ہے۔ اس نے پوچھا اس میں کیا ہے؟ اس کی سہیلی نے جواب دیا اس میں وہ تحفہ رکھا ہے جو کل رات میرے شوہر نے میرے لئے بھیجا ہے۔ بیداری کے بعد عورت نے اپنی سہیلی کے خاوند سے دریافت کیا کہ تو نے اپنی بیوی کو شب گزشتہ کیا ہدیہ روانہ کیا تھا؟ اس نے کہا میں نے قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا تھا۔ عورت نے اپنے خواب کا واقعہ اسے بتا دیا۔

شیخ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ملک شام میں ایک شخص نے اپنے دوست کو جس کا انتقال ہو چکا تھا' خواب میں دیکھا۔ اس نے کہا۔ ''ذرا میرے فلاں دوست کو میرا اسلام کہہ کر شکریہ ادا کر دیجئے گا کہ مولا کریم انہیں بہترین جزا سے نوازے۔ انہوں نے میرے لئے قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب بخشا ہے''۔

بعض علماء نے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ امام عزالدین بن عبدالسلام کو لوگوں نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو سوال کیا کہ آپ تو قرآن مجید کے ایصال ثواب کو نہیں مانتے تھے اب اس بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا۔ ''میں یہاں (عالم برزخ) میں اپنے گمان کے خلاف دیکھا''۔

موت کے بعد بھی اپنوں سے تعلق مت کاٹ
جس قدر ہو سکے کر ان کو بھی ایصال ثواب

آج تو ان پہ احسان کرے گا اے دوست
کل تری قبر کو اللہ کرے گا شاداب

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''جمعہ کی شب میں جامع مسجد کے ارادے سے نکلا کہ نماز فجر وہاں ادا کروں۔ راستے میں میرا گزر ایک قبرستان سے ہوا۔ میں تھوڑی دیر کے لئے ایک قبر کے نزدیک بیٹھا رہا۔ اتفاقاً مجھے وہیں نیند آ گئی۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ تمام مردے قبروں سے نکل نکل کر حلقہ وار بیٹھے ہیں اور باہم گفتگو کر رہے ہیں۔ ان میں ایک نوجوان شخص بھی ہے جس کے کپڑے صاف ستھرے نہیں ہیں' اور ایک جانب الگ تھلگ اداس بیٹھا ہے۔ اتنے میں کچھ نورانی طبق لئے ہوئے فرشتے آئے اور جن جن کے لئے تھا انہیں دے دیا اور وہ سب مردے طبق لے کر اپنی اپنی قبروں میں واپس چلے گئے۔ صرف وہ ایک نوجوان عالم مایوسی میں خالی ہاتھ اپنی قبر میں

واپسی کے لئے اٹھاتو میں نے پوچھا تم غمگین کیوں ہو؟ اور یہ جو میں دیکھ رہا ہوں اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس نے کہا۔" جو نورانی طبق تم نے دیکھے وہ زندوں کی طرف سے مردوں کو بھیجے جانے والے ثواب (تلاوت' دعا' ذکر' صدقات) ہیں۔ ان کے پاس ہر شب جمعہ اور جمعہ کو پہنچتے ہیں۔ اس کے بعد نوجوان نے طویل گفتگو کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میری ایک ماں ہی ہے مگر وہ بھی دنیادار ہو کر مجھے بھول گئی ہے' اس نے نکاح کر لیا اور مجھ سے غافل ہو گئی۔ اب مجھے یاد کرنے والا کوئی نہیں۔ میں نے اس سے اس کی ماں کا پتہ دریافت کیا۔ صبح کو میں اس کی ماں کے گھر گیا۔ پردہ کی آڑ سے اس نے بیٹے کا سب حال سنا' اور خوب روئی۔ پھر بولی اے صالح! وہ میرا بیٹا میرا لخت جگر ہے۔ میں نے جس کے لئے اپنے شکم کو مکان' اپنی چھاتیوں کو مشک اور اپنی آغوش کو بازی گاہ بنایا' میں اسے کیوں کر بھول سکتی ہوں۔ اب میں اس کے لئے دعا و صدقہ کرتی رہوں گی اور یہ لو ایک ہزار درہم' اس کے لئے میری طرف سے خیرات کر دو۔ میں نے اس کی طرف سے درہم خیرات کر دیئے۔ دوسری شب جمعہ کو پھر میں جامع مسجد کے ارادے سے نکلا اور اسی قبرستان میں آلیٹا اور خواب میں پھر وہی منظر دیکھا کہ اہل قبور اپنی قبروں سے نکل رہے ہیں۔ انہیں میں وہ نوجوان بھی تھا مگر اب اس کے جسم پر سفید لباس تھا۔ اور وہ بھی اوروں کی طرح خوش تھا۔ میرے قریب آیا اور کہا۔" اے صالح! اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے جزائے خیر دے۔ میرے پاس بھی ماں کا ہدیہ پہنچ گیا۔ میں نے پوچھا کیا اہل قبور بھی جمعہ کو جانتے ہیں؟ اس نے کہا بیشک ہوا کے پرندے تک اس دن کو جانتے ہیں اور السلام السلام لیوم صالح کہتے ہیں"۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک دن کی برکتیں ہم پر بار بار لائے"۔

ایمان بھرا دل

قبرستان بصرہ کے قریب حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک جنازہ کو محض چار اشخاص لئے جا رہے ہیں۔ ان کو پانچواں سہارا دینے والا کوئی نہیں ہے۔ حضرت مالک بن دینار جا پہنچے۔ بھئی! کیا بات ہے صرف آپ ہی لوگ' پانچواں کوئی نہیں؟ جواب: یہ شخص نہایت بدکار اور گنہگار تھا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں کے ساتھ مل کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا اور تدفین کے بعد قریب ہی ایک درخت کے سائے میں جا بیٹھے۔ غنودگی چھائی اور اس کی قبر کا سارا ماجرا ملاحظہ فرمایا۔

"دو فرشتے قبر شق کر کے اندر داخل ہوئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا" اہل جہنم میں لکھو۔

اس کا کوئی عضو بدن گناہوں سے بری نہیں ہے۔'' دوسرے نے کہا۔'' ذرا اس کی آنکھوں پر غور کر
کیا دیکھوں' اس کی آنکھیں عمل حرام اور بدنظری سے لبریز ہیں اور کان؟ کان منکرات اور حرام سنے
ارتکاب سے بھرے ہوئے ہیں۔ ذرا زبان پر بھی توجہ دو۔ زبان بھی حرام خوری کی تلویث سے پر
اور اس کے ہاتھوں کا کیا حال ہے؟ بدکاری کی ظلمت ہاتھوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ آخری حصہ بد
پاؤں بھی دیکھ ڈالو؟ اس کے تو پاؤں بھی ناپاک رخ پر جانے کے عیب سے وزنی ہیں۔ اب پوچھ
والا فرشتہ خود مُردے کے قریب آ کر اس کے دل پر غور کرنے لگا اور اس سے کہا۔'' مگر اس کا دل
ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ اس کو مرحوم اور نیک لکھنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کی مصیبتوں
اور غلطیوں کو محو فرما دے گا''۔ اس مضمون پر یہ دو شعر کہے گئے ہیں۔

لما راوہ مبعدا عن طاعتی   حکموا باني لا اجود برحمتی

حلمي اجل ولن يضيق علي الوری   من ذا یحد اوامری ومشیتی

جب لوگوں نے بندے کو میری اطاعت سے دور دیکھا تو حکم لگا دیا کہ میں اپنی رحمت سے
اسے نہیں بخشوں گا۔ میرا حکم بہت عظیم ہے اور مخلوق پر حکم کا دروازہ تنگ نہیں ہے۔ امر و مشیت کی حد
بندی کون کرسکتا ہے؟

علامہ یافعی یمنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔'' اس شخص کو یہ سب اللہ تعالیٰ کی سابقہ عنایت سے
حاصل ہوا۔ اس سے فریب خوردہ ہونا مناسب نہیں۔ کیونکہ ہر شخص کو یہ مقام حاصل نہیں۔ گنہگار اس
خطرہ سے محفوظ بالکل نہیں ہیں بلکہ اطاعت گزاروں کو پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے کیا درپیش
ہو۔ ہم ربّ تعالیٰ سے دارین کی عافیت و مغفرت اور مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ اور دین کی سلامتی
کی دعا کرتے ہیں۔ مولا کریم قبول فرمائے۔ آمین''۔

مقامات قبر

مقبولان بارگاہ حق میں سے بعض نے حضور صمدیت میں دعا کی کہ مولا! موت کے بعد کے
مقامات مجھے دکھا دے۔ چنانچہ ایک شب انہوں نے خواب میں یہ مناظر ملاحظہ کئے۔'' قیامت قائم
ہے۔ قبریں شق ہیں۔ ان قبروں میں کوئی فرش سندس پر' کوئی حریر پر' کوئی فرش دیباج پر' کوئی شاندار
تخت پر' کوئی پھولوں کی سیج پر آرام کر رہا ہے کسی کا حال یہ ہے کہ رو رہا ہے اور کوئی خوشی سے ہنس رہا
ہے۔ صاحب خواب بزرگ نے عرض کیا۔ مولا! اگر تو چاہتا تو سب کو یکساں اعزاز و اکرام سے نواز
تا۔ اسی وقت اہل قبر میں سے ایک نے چیخ کر کہا اے فلاں! یہ جو تو دیکھ رہا ہے' اعمال کے درجات

ہیں۔ اچھے اخلاق والے اور نیک حضرات فرش سندس پر ہیں۔ حریر و دیبا پر جنہیں دیکھ رہے ہو وہ شہیدان ملت ہیں۔ پھولوں کی سیج پر آرام فرما روزہ دار حضرات ہیں اور تم جنہیں ہنستے ہوئے دیکھ رہے ہو یہ سچی توبہ والے ہیں اور یہ جو رو رہے ہیں یہ گنہگار ہیں اور بلند درجات میں وہ حضرات ہیں جو خدا ہی کے لئے باہم محبت رکھنے والے ہیں"۔

حضرت علامہ یافعی علیہ الرحمہ نے اس واقعہ کی توضیح میں طویل اور علمی تقریر فرمائی ہے۔ اسی میں ہے کہ ترمذی کی حدیث میں ربّ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

المتحا بون فی اللہ لھم منا بر من نور بغبطھم النبیون والشھداء

خدا واسطے محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر رکھے جائیں گے' جس پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔

اور موطا میں ارشاد رب العالمین ہے۔"وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی"۔ جو لوگ میرے لئے محبت کرتے ہیں' میرے لئے مل کر بیٹھتے ہیں' میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میرے لئے خرچ کرتے ہیں' ان پر میری محبت واجب ہے۔

ان دونوں احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ اصحاب مراتب سے مراد تخت نشین حضرات ہیں۔ یہ عظیم درجہ ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ خوشی عیشی اور رب تعالیٰ کا قرب اور جمال ربانی کی رویت بھی ہے۔ (جو یقیناً تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے) اللہ تعالیٰ ان کی نعمتیں فزوں تر کرے۔ آمین اور یہ سوال کہ یہاں "متحابین" کا تخت پر ہونا اور حدیث میں منبر نور پر ہونا مذکور ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ منبر قیامت میں ہوں گے اور تخت قبر میں' ان شاء اللہ العزیز۔

قبر میں تخت اور نہر جاری

پرہیز گار اور صاحب نظر حضرات میں سے ایک نے بیان کیا کہ میں نے ایک قبر کھودی تو دیکھا کہ بغل میں قبر کے اندر ایک شخص تخت پر بیٹھا تلاوت قرآن کر رہا ہے اور جس تخت پر وہ بیٹھا ہے اس کے نیچے ایک نہر جاری ہے۔ اس منظر کو میں دیکھ کر بے ہوش ہو گیا۔ مجھے کئی روز بعد ہوش آیا تو میں نے لوگوں کو سارا ماجرا سنایا ایک شخص نے کہا مجھے اس قبر تک لے چلو۔ مگر جب میں اس کے بعد شب میں سویا تو صاحب قبر نے خواب میں آ کر ڈانٹا کہ خبردار! جو کسی کو میری قبر کا پتہ بتایا۔ میں نے اپنے ارادے سے توبہ کی اور کسی کو اس قبر کے بارے میں نہیں بتایا۔

شہید تیغ قرآں

حضرت منصور بن عمار علیہ الرحمہ نے ایک جواں سال کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ خوف سے لرز رہا تھا اور اس کی نماز کا طریقہ اہل خشوع جیسا تھا۔ حضرت منصور نے سوچا یقیناً یہ کوئی ولی اللہ ہے۔ جب وہ نماز ختم کر چکا تو انہوں نے سلام کیا اور کہا۔ "تمہیں معلوم ہے جہنم میں ایک وادی "لظی" ہے جو کھال کھینچ لے گی۔ وہ اس شخص کو پکڑ لے گی جس نے روگشی کی ہوگی' بے رخی سے پیش آیا ہوگا اور مال جمع کر کے اٹھا رکھا ہوگا"۔ یہ باتیں سنیں تو نوجوان غش کھا کر گر پڑا۔ پھر کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا اور اس نے کہا کچھ اور بھی سناؤ۔ منصور بن عمار نے یہ آیات تلاوت کیں۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَـٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

"اے ایمان والو! خود کو اور اپنے اہل کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت مزاج قوی فرشتے متعین ہیں۔ وہ اللہ کا کوئی حکم نہیں ٹالتے اور جو حکم ہوتا ہے بجالاتے ہیں"۔

یہ آیات سن کر وہ شخص گر پڑا اور انتقال کر گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے سینے پر قلم قدرت سے تحریر ہے۔

فَهُوَ فِى عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِى جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ

تو وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا' عالی شان جنت میں جس کے (پھلوں کے) گچھے جھکے ہوئے ہیں۔

انتقال کی تیسری شب منصور بن عمار نے اس نوجوان کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مرصع تخت پر بیٹھا ہے اور سر پر تاج چمک رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ "اللہ تعالٰی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟" جواب دیا کریم ربّ نے مجھے بخش دیا اور اہل بدر کا ثواب عطا کیا۔ بلکہ اور زیادہ۔ اس لئے کہ حضرات اہل بدر تو شمشیر کفار سے شہید ہوئے تھے اور میں کلام ربانی سے شہید ہوا۔ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رحمۃ واسعۃ

امام یافعی کی والدہ ماجدہ

شیخ ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی فرماتے ہیں۔ ''میں نے خواب میں ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی جو اندر سے نہایت کشادہ تھی اور اس میں صرف تخت کے چاروں پائے نظر آ رہے تھے جس پر کوئی موجود نہیں تھا۔ میں نے کہا اہل دنیا کیسے عجیب ہیں! مردوں کے لئے قبر میں تخت بچھاتے ہیں اور اپنے آرام و آسائش کو موت کے بعد نہیں چھوڑتے۔ میری یہ بات سن کر سریر آرائے تخت نے اوپر آنے کو کہا۔ میں زینہ جیسی ایک چیز کے ذریعہ اوپر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تخت پر میری والدہ آرام فرما ہیں۔ انہوں نے بڑی ہی شفقت اور مہر و محبت سے مجھے سلام کیا۔ میرا ایک بھائی زندہ تھا۔ اس کے حالت پوچھے اور جو بھائی والدہ کی وفات کے وقت زندہ تھے مگر اس خواب سے قبل وفات پا چکے تھے۔ ماں نے ان کے بارے میں نہیں پوچھا۔ پھر مجھے رخصت کیا۔ شیخ فرماتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرنیوالوں کا حال مردوں کو معلوم ہوتا ہے اور جو لوگ دنیا سے مر کے وہاں جاتے ہیں مردے ان سے یہاں والوں کے احوال دریافت کرتے ہیں۔ اپنی ماں کے اس خواب کا اثر میرے دل پر سالہا سال تک رہا''۔

اہل قبر کے لئے سفارش

اولیاء اللہ بزرگان دین میں سے بعض کشف و کرامت کے ذریعہ اہل قبر کے احوال پر مطلع ہوتے ہیں اور کچھ ایسے بلند مرتبہ بھی ہوتے ہیں جو مردوں کو زندوں کے مانند دیکھتے ہیں اور ان سے باتیں کرتے ہیں اور ان کی حاجت روائی بھی فرماتے ہیں۔ جیسے شیخ عارف باللہ' صاحب مقامات' ابو الذبیح اسماعیل بن محمد یمنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے۔

حضرت شیخ حضری رحمۃ اللہ علیہ ملک یمن میں ایک مقبرہ سے گزرے۔ آپ پر گریہ طاری ہوا اور سخت رنج و کلفت سے روئے۔ پھر کچھ دیر خوب ہنسے اور مسرت و فرحت ظاہر ہوئی۔ حاضرین نے حضرت کے یہ حالات دیکھ کر تعجب کیا اور وجہ دریافت کی۔ فرمایا۔ اس قبرستان کے لوگوں کی خستہ حالی مجھ پر ظاہر ہوئی۔ میں نے انہیں عذاب میں مبتلا دیکھا تو غمناک ہو کر رویا۔ رب تعالیٰ کے حضور ان کے لئے گریہ زاری کی۔ ارحم الراحمین کا حکم ہوا کہ ان کے حق میں تیری سفارش قبول ہوئی۔ یہ سن کر اس فلاں قبر کے مردے نے کہا۔ میں بھی انہی میں سے ہوں' میں فلاں گانے والی عورت ہوں۔ اس پر مجھے ہنسی آ گئی اور میں نے کہا تو بھی ان کے ساتھ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ شیخ نے گورکن سے

پوچھا۔فلاں نئی قبر کس کی ہے؟اس نے بھی بتایا کہ فلاں مغنیہ کی قبر ہے''۔

شیخ ابو محمد عبداللہ اسعد یافعی یمنی فرماتے ہیں۔''مردوں کو اچھی یا خراب حالت میں دیکھنا زندوں کے لئے ایک طرح کا کشف ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ کوئی خوشخبری' کوئی نصیحت' کوئی اچھائی' ایصال خیر' ادائے قرض یا اور کوئی مصلحت وابستہ ہوتی ہے۔ یہ کشف کبھی خواب کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی بیداری میں' ایسا اکثر خواب ہی میں ہوتا ہے۔ اس بارے میں حکایت بہت ہیں''۔

قبر سے نکل کر بیعت لی

شیخ اسعد تافعی یمنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن ابو بکر حکمی اور حضرت ابوالغیث بن جمیل قدست اسرار ہما اپنے دور میں سرزمین یمن کے ممتاز عارفین کاملین میں ہوئے ہیں۔ان کا وصال ہو جانے کے بعد ایک درویش ان کی خدمت میں حصول فیض کا ارادہ لے کر آئے۔ چنانچہ حضرت محمد بن ابو بکر حکمی رحمتہ اللہ علیہ اپنی قبر سے باہر تشریف لائے اور درویش سے بیعت لی اور بہت کچھ عہد و شرط لیا جس کا ذکر طویل ہے۔اسی طرح حضرت ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قبر سے ہاتھ باہر نکال کر بیعت فرمایا۔مولا کریم ہمیں ان کی برکتوں سے نوازے۔آمین۔

اہل قبر سے بات چیت

فقیہ محبّ الدین طبری سے عارف وقت شیخ اسماعیل بن محمد حضرمی نے ایک بار دریافت کیا۔ ''کیا تمہارا کالم موتی (مردوں کا بات کرنا) پر ایمان ہے؟'' انہوں نے جواب دیا۔''جی! بے شک''۔فرمایا۔''یہ قبر والا مجھ سے کہتا ہے کہ میں جنت کے ادنیٰ لوگوں میں سے ہوں''۔

بیٹا باپ کی قبر پر

شیخ یافعی یمنی علیہ الرحمہ نے اپنے والد کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔وہ غصہ میں تھے کیونکہ وقت انتقال میں دور دراز مقام پر تھا۔ میں نے عرض کیا۔''ابا جان! سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کیلئے کتنا صبر فرمایا''۔ جواباً انہوں نے کہا۔''ہمیں انبیائے کرام سے مشابہت دے رہے ہو''۔یا کہا۔''ہمارا صبر بھلا انبیاء کے ہم پلہ ہوسکتا ہے؟''اس کے بعد ایک بار ماہ رجب شب جمعہ ان کی قبر پر میں تلاوت کر کے لیٹ گیا تو انہیں خواب میں دیکھا۔ مجھے دیکھ کر خوش تھے۔

فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے تجھ پر تین احسان کیے ہیں۔ ایک تمہاری ملاقات' اس سے قبل کہ کچھ اور کہیں میں بیدار ہو گیا''۔

درویش مر کے زندہ

شیخ علی رود باری ﷫ کی خانقاہ میں درویشوں کی ایک جماعت آ کر قیام پذیر ہوئی۔ ان میں سے ایک درویش بیمار ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کی تیمارداری کر کر کے تھک گئے۔ ان کی علالت لمبی ہوتی گئی۔ درویش کے ساتھیوں نے ایک دن شیخ سے اس کے طویل مرض کی شکایت کی۔ شیخ نے اس کی خدمت اپنے ذمہ لی۔ اگرچہ نفس بیچ میں حائل ہونا چاہتا تھا مگر آپ نے اس کی مخالفت کی اور اس کی تیمارداری کیلئے قسم کھالی۔ درویش کچھ دنوں بعد انتقال کر گیا۔ غسل و کفن اور نماز جنازہ کے بعد شیخ نے قبر میں اتار کر جب اس کے کفن کا سر بند کھول تو درویش نے آنکھیں کھول دیں اور کہا۔ ''بخدا میں اپنی وجاہت سے روز قیامت آپ کی مدد کروں گا۔ جیسے اپنے نفس کی مخالفت میں آپ نے میری مدد کی۔

اولیاء مرتے نہیں' زندہ ہیں

حضرت شیخ ابو سید خراز ﷫ مکہ مکرمہ میں باب بنی شیبہ سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا راستے میں ایک لاش رکھی ہوئی ہے۔ شیخ نے لاش کا چہرہ دیکھا۔ وہ ایک نوجوان تھا۔ شیخ کو دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔ ''ابوسعید! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محب مر کر بھی زندہ ہوتے ہیں۔ وہ تو صرف ایک عالم سے دوسرے میں منتقل ہوتے ہیں''۔

اسی طرح شیخ ابو یعقوب سنوسی علیہ الرحمہ کے پاس مکہ مکرمہ میں ایک مرید آیا اور عرض کیا۔ ''میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ یہ دینار حاضر خدمت ہے۔ آدھے سے کفن کا اور آدھے سے دفن کا انتظام کیجئے گا''۔ دوسرے روز ٹھیک وہ ظہر کے وقت حرم شریف میں آیا' طواف کعبہ کیا' پھر ذرا دور ہٹا اور انتقال کر گیا۔ شیخ سنوسی فرماتے ہیں۔ ''میں نے غسل وغیرہ دے کر اسے کفن پہنایا۔ جب قبر میں اتارا تو اس نے آنکھ کھول دی۔ میں نے کہا ''موت کے بعد بھی زندگی؟'' اس نے کہا۔ شیخ! میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر محب زندہ ہوتا ہے'' علیہ لرحمہ

ایک بزرگ ایک میت کو نہلا رہے تھے۔ اس نے بزرگ کا انگوٹھا پکڑ لیا۔ نہوں نے فرمایا۔ ''بیٹے! انگوٹھا چھوڑ و۔ مجھے معلوم ہے تو مردہ نہیں ہے۔ یہ تو ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف انتقال ہے''۔ اس نے چھوڑ دیا۔

ایک غسالہ عورت نے میت کو غسل دیتے وقت ناخن تراشے' ایک ناخن کاٹنے میں کچھ اندیشہ محسوس کیا۔ تو میت نے اپنی انگلی کھینچ لی اور مسکرانے لگی۔ غسالہ اور مرنے والی دونوں نیک خواتین تھیں۔

حضرت شیخ ابن جلاء رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ ''میرے والد صاحب علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا اور غسل کے لئے انہیں تختہ پر رکھا گیا تو ہنسنے لگے۔ کسی کو انہیں غسل دینے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ کہتے یہ تو زندہ ہیں۔ بالآخر ان کے ہم رتبہ بزرگوں میں سے ایک بزرگ آئے تو انہیں غسل دیا''۔

سمندری مقبرہ

ایک بزرگ بحری سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں ایک بیمار شخص کا جہاز میں انتقال ہو گیا ہے۔ ہم لوگ نماز جنازہ پڑھ کر اس کی لاش سمندر میں ڈالنے کا ارادہ کر رہے تھے اتنے میں سمندر کا پانی پھٹا اور ایک خشک زمین پر آمد ہوئی۔ ہم نے اس کی لاش کو ہاں قبر کھود کر دفن کیا۔ پھر جہاز پر آئے تو دونوں طرف سے پانی آ کر مل گیا اور زمین غائب ہو گئی۔

غیبی روشنی

ایک درویش کا انتقال ان کے تاریک مکان میں ہوا۔ غسل دینے کے وقت لوگ چراغ تلاش کرنے لگے اتنے میں یک بیک کھڑکی سے ایک نور ظاہر ہوا جس نے سارے مکان کو روشن کر دیا اور لوگوں نے نہایت اطمینان سے انہیں غسل دیا۔ جب سب کام پورا ہو گیا تو روشنی رخصت ہو گئی۔

قائم بحق

ایک بزرگ نے بیان کیا۔ ''میں حضرت ابوتراب نخشی عیہ الرحمہ کے جسم کو جنگل میں قبلہ رو کھڑا دیکھا۔ ان کی روح نکل چکی تھی اور انہوں نے کسی شے کا سہارا بھی نہیں لیا تھا۔ اس کے باوجود جسم کھڑا تھا میں نے چاہا کہ اٹھا کر لے جاؤں اور دفن کر دوں مگر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ البتہ ایک غیبی آواز میرے کانوں میں آئی۔ اللہ کے دوست کو اللہ کے ساتھ چھوڑ دو''۔

حضرت شیخ علی رود باری علیہ الرحمہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے آنکھیں کھولیں اور کہنے لگے دیکھو یہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ طبقات بہشت سجا دیئے گئے ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ اے ابوعلی! ہم نے تمہیں اعلیٰ مقام پر پہنچایا باوجود یہ کہ تم اس کے طالب نہ تھے اور

اشعار پڑھے۔

وحقك لا نظرت الی سوا کا	بعین مودة حتی اراکا
ولا استحسنت فی نظری جمالًا	ولا احببت حبا غیر ذا کا
ولا استلذذت فی الدنیا لذیذا	ولا لی بغیته الا رضا کا
فمن بنظرة فضلا ومناً	و بل غنا المنی حتی ارا کا

"تیرے حق کی قسم! محبت کی آنکھ سے میں نے تیرے غیر کو نہیں دیکھا تا آنکہ تجھے دیکھوں۔ میری نگاہ میں کوئی حسن و جمال پسند آیا نہ اس حسن کے سوا کسی اور کی محبت میرے دل سمائی اور نہ دنیا میں کسی لذت کا مزا چکھا۔ اور نہ تیری رضا کے سوا میرا کوئی اور مطلوب ہے۔ لہٰذا اپنے فضل و کرم سے ایک نگاہ لطف فرما' مجھے ساحل مراد تک پہنچا اور دیدار کی شرفیابی بخش"۔

چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

حضرت ابن جلاء رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے وقت وفات دیکھا تو وہ تبسم ریز تھے۔ اہل طب و حکمت حیران ہوئے۔ ان کے طبیب نے کہا وہ زندہ ہیں اس کے بعد نبض پر ہاتھ رکھا تو کہا نہیں' یہ تو مر گئے پھر چہرے کو دیکھا تو کہنے لگا" پتہ نہیں زندہ ہیں یا انتقال کر گئے"۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت اپنی آنکھ کھولی اور پڑھا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ۔ (یعنی ایسے وقت کے لئے عمل کرنے والے عمل کرتے ہیں)

سید الطائفہ امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت اخیر شیخ ابو محمد حریری موجود تھے وہ جمعہ کا دن تھا۔ نزع کے وقت تلاوت فرمانے لگے حتی کہ پوری کر لی۔ شیخ حریری نے پوچھا اس وقت ایسی کیفیت میں بھی؟ جواب ملا" مجھ سے زیادہ اس عمل کا حق دار کون ہوگا جب کہ اس وقت میرا اعمال نامہ سمیٹا جا رہا ہے"

حضرت امام احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے عالم نزع کا حال حضرت محمد بن حامد علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔ "میں ان کے قریب بیٹھا تھا وہ حالت نزع میں تھے اس وقت حضرت کی عمر ۹۵ برس تھی اس وقت ان کے مصاحبین میں سے کسی نے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ حضرت کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے فرمایا: اے فرزند! میں ۹۵ سال سے ایک دروازہ کھلوا رہا تھا اب کھلنے کا وقت آ گیا ہے معلوم نہیں سعادت و شقاوت میں سے کیا لئے ہوئے کھلے گا۔ ان کے ذمہ سات دینار قرض تھے اور قرض خواہ سرہالیں موجود تھے۔ حضرت نے کہا تو نے رہن کو قرض کا وثیقہ بنایا اور تو ان کا وثیقہ لیتا

چاہتا ہے۔ (یعنی میری جان'' مولا! تو نے ہی فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ '' دعا کرو میں قبول کروں گا۔ میرا قرض ادا فرمادے اور میرے قرض خواہوں کو مجھ سے راضی کر دے تو ہر شئے پر قادر ہے اسی لمحے کسی نے دروازہ کھلوایا اور آواز دی احمد کے قرض خواہ کہاں ہیں پھر ان کا سارا قرض فوراً ادا کر دیا اور حضرت کی روح پرواز کر گئی۔'' رضی اللہ عنھم ونفعنا بھم آمین۔

مشتاق روح

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے پوچھا' حضور آپ ذکر میں اللہ اللہ کہتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے شیخ نے جواب دیا میں اس کا کوئی بدل نہیں چاہتا۔

سائل: ''حضور مجھے اس سے بلند جواب سے نوازیں۔'' شیخ: ''مجھے خوف ہے کہ میں وحشت حجاب میں نہ رہ جاؤں۔'' سائل: ''اس سے بھی اعلیٰ جواب سے سرفراز کریں۔'' شیخ: ''فرمایا' ارشاد ربّ العالمین ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ '' ''تم کہو اللہ پھر انہیں اپنی بحث میں پڑے کھیلتے رہنے دو۔''

حضرت کا یہ جواب سن کر سائل نے ایک چیخ ماری اور گر کر جاں بحق ہو گیا۔ اس کے اہل خانہ اور خاندان والوں کو پتہ چلا تو انہوں نے حضرت شیخ کے خلاف دربار خلافت میں استغاثہ کیا اور خون بہا طلب کیا۔

خلیفہ کے قاصد نے شیخ کی خدمت میں ان لوگوں کے استغاثہ کا حال بیان کیا تو شیخ شبلی نے اسے جواب دیا۔ ''ایک روح اللہ کے شوق میں رونے لگی جب اسے طلب کیا گیا تو صدائے محبوب پر لبیک کہا اور چلی گئی اس میں میری کیا خطا ہے؟'' خلیفہ تک جواب پہنچا تو اس نے بھی ایک سرد آہ کھینچی اور کہا ''واقعی ان کا کوئی قصور نہیں۔''

اہل قرب

ایک عارف ربّانی کا وقت اخیر آیا۔ شیخ ابوالحسن مزنی علیہ الرحمہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کلمہ شریف کی تلقین کی اور کہا لا الٰہ الا اللہ پڑھیے' بزرگ مسکرانے لگے اور بولے: ''مجھے تعلیم دے رہے ہو؟ اس ذات کی قسم جسے موت نہیں' میرے اور اس کے مابین حجاب عزت کے علاوہ اور کوئی پردہ نہیں'' اور فوراً وفات پا گئے۔ شیخ مزنی علیہ الرحمہ اپنی ریش پکڑ کر کہا کرتے تھے نہایت شرم کی بات ہے کہ مجھ جیسا فرومایہ اولیاء اللہ کو کلمہ توحید سکھائے اور بہت روتے تھے۔ رضی اللہ عنہما

کسی نے امام الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے کہا۔ حضرت ابوسعید خراز علیہ الرحمہ کو موت کے وقت وجد آ رہا تھا انہوں نے فرمایا: ''ان کی روح اگر فرط شوق میں مائل پرواز نظر آئی تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟''

شیخ ابومحمد رویم بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوسعید خراز علیہ الرحمہ وفات سے قبل اشعار پڑھ رہے تھے جن کا مفہوم یہ ہے۔ ''عارفوں کے دل ذکر حبیب کے مشتاق ہوتے ہیں اور وقت مناجات وہ راز کی باتیں کرتے ہیں۔ ان پر موت کے ساغروں کا دور چلایا گیا تو وہ دنیا سے یوں غافل ہوئے جیسے نشہ والا غافل ہوتا ہے ان کے افکار کا گشت ایسے لشکر میں ہوتا ہے جس میں اللہ سے محبت والے نجوم تاباں کے مانند ہیں۔ ان کے جسم زمین پر عشق حبیب میں شہید ہیں اور روحیں پردے میں بلندی کی سیر کرتی ہیں۔ وہ لوگ حبیب کے سوا کہیں نزول نہیں کرتے اور تکلیف و مشقت سے نہیں پھرتے۔''

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

حضرت ابوعلی بن مغیرہ علیہ الرحمہ سے خلف بن سالم نے پوچھا۔ آپ کا مسکن کہاں ہے؟ جواب دیا میرا ٹھکانہ وہاں ہے جہاں عزت دار اور ذلیل دونوں برابر ہوتے ہیں۔

خلف: ''وہ جہاں کہاں ہے؟'' ابوعلی: ''وہ مقام قبرستان ہے۔'' خلف: ''تاریک رات میں آپ کو وہاں خوف نہیں لگتا؟'' ابوعلی: ''ڈر لگتا ہے تو میں قبر کی سیاہی اور وحشت کو یاد کر لیتا ہوں اس وقت تاریکی میرے لئے آسان ہو جاتی ہے۔'' خلف: ''کیا آپ نے وہاں کبھی کوئی خوفناک شئے دیکھی؟'' ابوعلی: ''دیکھی ہو گی مگر خوف آخرت کے سامنے ہر خوف بے وزن ہو جاتا ہے۔''

قابل رشک زندگی

حجۃ الاسلام ابوحامد غزالی علیہ الرحمہ اپنے دادا استاد شیخ ابوبکر امام بن فورک علیہ الرحمہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ''دور طالب علمی میں حضرت کے ایک ساتھی تھے جو ابھی ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ نہایت متقی، پرہیزگار اور پڑھنے میں محنتی تھے مگر انہیں حاصل بہت کم ہوتا تھا وہ اچانک بیمار ہوئے مگر علاج کے لئے کسی طبیب کے پاس نہیں گئے بلکہ خانقاہ ہی میں رہے۔ حضرت بھی ان کے قریب ہی رہتے تھے علالت کی حالت میں ایک روز انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور شیخ ابوبکر سے مخاطب ہو کر کہا اے ابن فورک! لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ اور فوراً ان کا انتقال ہو گیا۔

تول میں کمی کا وبال

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی گئی کہ آپ کا ہمسایہ نزع کی حالت میں ہے آپ تشریف لے گئے تو اس نے کہا ''حضرت! میرے سامنے دو آگ کے پہاڑ ہیں اور مجھے ان پر چڑھایا جا رہا ہے۔ حضرت نے اس کے گھر والوں سے پوچھا یہ کون سا کام کرتا ہے۔'' انہوں نے کہا: ''اس نے دو پیمانے رکھ لئے تھے' خریدتے وقت بڑا اور بیچتے وقت چھوٹا پیمانہ استعمال کرتا تھا۔ حضرت نے دونوں پیمانوں کو منگوایا اور توڑ ڈالا مگر اس کی تکلیف میں افاقہ نہیں ہوا۔ اس نے کہا: ''تکلیف کی شدت میں اور اضافہ ہو رہا ہے۔''

اسی طرح ایک ناپ تول کرنے والے کا آخری وقت آیا۔ ایک بزرگ موجود تھے۔ کلمہ شریف کی تلقین کی مگر وہ زبان سے کلمہ شریف نہ بول سکا اور کہا ترازو کا کانٹا زبان میں پیوست ہے جو کلمہ شریف سے روک رہا ہے۔ بزرگ نے پوچھا ''کیا پورا نہیں تولتے ہو؟'' بولا: ''میں پورا تولتا تھا مگر کبھی ترازو کے پلے پر مٹی بیٹھ جاتی تو اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔''

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عالم برزخ میں

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وفات ان کے اصحاب میں سے بعض نے خواب میں دیکھا کہ وہ اکڑ کر شان و طمطراق سے خرام فرما رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا یہ چلنے کا کون سا انداز ہے؟ فرمایا ''یہ دار السلام کے لوگوں کا طریقہ ہے۔'' پوچھا ''اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟''

جواب دیا ''مجھے بخش دیا' سونے کے جوتے پہنائے اور ارشاد ہوا تم نے جو کہا تھا کہ قرآن کلام اللہ غیر حادث ہے' یہ اس کی جزا ہے اور مجھے اجازت دی کہ جہاں چاہو جاؤ۔ پھر میں جنت میں داخل ہوا وہاں میں نے سفیان ثوری کو دیکھا۔ ان کے دو سبز پر ہیں۔ جن کے ذریعہ ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھر رہے ہیں اور یہ آیت تلاوت کر رہے ہیں۔''

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○

''اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنایا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب عمل کرنے والوں

کا ہے۔"

مصاحب نے دریافت کیا حضرت عبدالواحد وراق کی کیا خبر ہے؟ فرمایا: "میں نے دریائے نور کے اندر کشتی نور پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کی زیارت کرتے ہوئے دیکھا اور اسی حال میں چھوڑ کر آیا ہوں" اور بشر بن حارث کس عالم میں ہیں؟ فرمایا: "سبحان اللہ! ان کی طرح کون ہو سکتا ہے؟ میں نے انہیں حق تعالیٰ کی جانب دیکھا۔ ربّ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہو کر فرما رہا ہے تجھے پتہ نہیں تیرا مقام کیا ہے؟ اے نہ پینے والے اب سیراب ہو کر پی اور اے نہ کھانے والے اب آسودہ ہو کر کھا۔

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگوں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا۔ وہ زیر عرش ہیں۔ ربّ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے یہ کون شخص ہے؟ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں۔ اے مالک و مولا تو خوب جانتا ہے کہ یہ کون ہے؟ فرماتا ہے یہ معروف کرخی ہیں، جو میری محبت کے نشے میں بے ہوش ہیں انہیں میرے دیدار کے سواء کسی چیز سے ہوش نہیں آئے گا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ربیع بن سلیمان علیہ الرحمہ نے خواب میں دیکھا پوچھا اے ابو عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا: جواب دیا۔ اللہ ربّ العزت نے مجھے نور کی کرسی پر بٹھا کر مجھ پر چمکدار تازہ موتی نچھاور فرمائے، شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد انہیں ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا۔ سپید لباس زیب تن کئے، سر پر تاج مرصع سجائے ہوئے ہیں۔ پوچھا یہ سفید لباس کیا ہے؟ فرمایا یہ عبادت کی عظمت ہے پھر پوچھا یہ تاج؟ فرمایا یہ علم کا وقار ہے۔

حضور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیخ عارف ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا، سرکار نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے روبرو، ابو حامد امام غزالی کے بارے میں مباہات فرماتا ہے کہ کیا تم لوگوں کی امت میں بھی کوئی ایسا اہل علم ہے؟ وہ فرماتے ہیں نہیں۔ رضی اللہ تعالی عنہ وعن جمیع الاولیاء والعلماء۔

ماں کی خدمت کا صلہ

بلال خواص رحمۃ اللہ علیہ میدان تیہ سے گزر رہے تھے انہوں نے محسوس کیا کہ میرے ہمراہ کوئی اور بھی چل رہا ہے پھر وہ شخص ساتھ چلنے لگا۔ بلال خواص کو تعجب ہوا اور ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ حضرت

خضر ہوں گے۔

بلال خواص: ربّ تعالیٰ کی قسم! سچ بتائیں آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں خضر ہوں۔ بلال خواص: میں آپ سے امام شافعی کی نسبت دریافت کرنا چاہتا ہوں؟ فرمایا: وہ اوتاد میں سے ہیں۔ بلال خواص: اور احمد بن حنبل کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: وہ صدیق ہیں۔ بلال خواص: اور بشر بن حارث کا کیا مقام ہے؟ فرمایا: ان کے بعد ویسا انسان پیدا نہیں ہوا۔ بلال خواص: آج یہ جو میں آپ کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہوں، یہ کس کی برکت ہے؟ فرمایا: ماں کی خدمت کے طفیل۔

عظمت بشر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بشر بن حارث کو بعد وفات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا، دریافت کیا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور آدھی جنت میرے لئے مباح کر دی اور فرمایا تو دنیا میں کھانا پینا ترک کئے ہوئے تھا اب سیر ہو کر کھا پی اور فرمایا اے بشر! میں نے تیری اتنی عزت لوگوں کے دلوں میں بٹھا دی ہے کہ اس کے شکر میں اگر تو انگاروں پر بھی سجدہ کرے تو حق سے عہدہ برآ نہ ہوگا۔ (ایک دوسری روایت کے بموجب) نیز فرمایا جس وقت میں نے تیری روح قبض کی اس وقت پوری روئے زمین پر کوئی شخص میرے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب نہ تھا۔

مرتبہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

پارسا بزرگوں میں سے ایک کا بیٹا شہید ہو گیا انہوں نے اسے کبھی خواب میں نہیں دیکھا جس رات سیدنا عمر بن عبد العزیز کا وصال ہوا۔ انہوں نے بیٹے کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا: اے نور چشم! کیا تم مرے نہیں ہو؟ ابو جان! میں مرا نہیں ہوں بلکہ شہید ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور زندہ ہوں مجھے رزق ملتا ہے۔ پارسا: آج یہاں کیسے آئے ہو؟ شہید: اہل فلک میں یہ اعلان ہوا کہ تمام انبیاء، صدیقین اور شہداء عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے جنازے میں جائیں چنانچہ میں بھی اسی میں شرکت کیلئے آیا تھا۔ اسی طرح سے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے چلا آیا۔

شانِ سفیان رحمۃ اللہ علیہ

مرد صالح میں سے ایک نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا۔

حال دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! کیسے ہیں؟ انہوں نے یہ سن کر چہرہ پھیر لیا اور کہا یہ کنیت کے ساتھ پکارنے کا زمانہ نہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا اے سفیان! بتایئے کیا حال ہے؟ تو جواب میں انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

نظرت الی ربی عیانا فقال لی ۔۔۔ هنیئا رضائی عنك یا ابن سعید

لقد کنت قواما اذا ظلم الدجی ۔۔۔ بعبرة مشتاق وقلب عمید

فدونك اختر ای قصر اردته ۔۔۔ وزرنی فانی عنك غیر بعید

''حق تعالیٰ کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا' فرمایا اے ابن سعید تمہیں ہماری رضا مبارک ہو جب ظلمتیں پھیلتی تھیں تو تم قیام لیل کرتے تھے اور تمہارے قلب میں ہماری محبت تھی اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوتے' تمہارے لئے اجازت ہے بہشت کے جس محل میں چاہو رہو اور میری زیارت کرو کہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔

جنازہ پر نزولِ ملائکہ

جب حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو حصول برکت لئے لوگ جنازہ پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ ایک ہنگامہ کا عالم تھا شور سن کر ایک یہودی اپنے مکان سے نکلا جس کی عمر ستر سے زیادہ تھی۔ جنازے کی طرف دیکھ کر لوگوں سے کہا: ''جو میں دیکھ رہا ہوں کیا آپ لوگ بھی دیکھ رہے ہیں؟'' لوگوں نے پوچھا: ''تم کیا دیکھ رہے ہو؟'' اس نے کہا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت سہل کے جنازے پر آسمانی مخلوق گروہ در گروہ اتر رہی ہے اور برکت حاصل کر رہی ہے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور اسلام کا فیضان اس پر خوب ظاہر ہوا۔ رضی اللہ عنہ

سیّدہ رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا

سیّدہ رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ان کی خادمہ نے بیان کیا: ''رابعہ تمام رات طلوع فجر تک نماز پڑھتی رہتی تھیں۔ پھر کچھ وقفہ کے لئے مصلے پر لیٹ جاتیں۔ اچانک گھبرا کر بیدار ہوتیں اور کہتیں ''اے نفس! کب تک سوتا رہے گا اور عبادت کے لئے نہیں اٹھے گا؟ وہ وقت قریب ہے جب ایسی نیند سونا ہے کہ پھر صور قیامت ہی سے بیداری ہو گی۔ ان کی یہی حالت اخیر دم تک رہی۔ وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے بلا کر اون کا ایک جبہ دکھایا اور کہا'' انتقال کے بعد مجھے اسی کا کفن دینا اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ دینا'' وہ جبہ وہی تھا جسے وہ تہجد کے وقت پہنا کرتی تھیں۔ چنانچہ انہیں میں نے

اسی جبہ اور ایک اونی چادر کا کفن دیا اسی شب وہ مجھے خواب میں نظر آئیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ سبز استبرق کا جبہ اور سبز ریشمی اوڑھنی زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا ''وہ جبہ اور اوڑھنی کیا ہوئی؟'' فرمایا ''میرا وہ جبہ اور اوڑھنی سربمہر اعلیٰ علیین میں رکھا گیا ہے تاکہ روز حشر مجھے اس کا ثواب عطا ہو اور ربّ کائنات نے اس کے بدلے مجھے یہ لباس عنایت فرمایا ہے۔ خادمہ نے پوچھا ''کیا آپ دنیا میں اسی لئے نیک اعمال کرتی تھیں؟'' فرمایا: ''ربّ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ ان کے بالمقابل اس کی کوئی حیثیت نہیں۔'' خادمہ نے عرض کیا ''مجھے کوئی ایسی نصیحت کیجئے جس سے اللہ تعالیٰ کا تقریب نصیب ہو۔'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو، عنقریب تمہیں قبر میں اس پر فرحت و شادمانی حاصل ہوگی۔'' رضی اللہ عنہا

سیّدہ رابعہ شامیہ رحمۃ اللہ علیہا

حضرت احمد بن ابوالحواری رحمۃ اللہ علیہ اپنی زوجہ رابعہ شامیہ کے متعلق فرماتے ہیں: ''ان کے متعدد حالات تھے کبھی حب کا غلبہ ہوتا، کبھی موانست کا اور کبھی خوف کا غلبہ محبت کے عالم میں میں نے انہیں یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا۔

حبیب لیس یعدلہ حبیب ۔۔۔ وما لسواہ فی قلبی نصیب

حبیب غاب عن بصری وشخصی ۔۔۔ ولکن عن فوادی ما یغیب

مرے حبیب سا جگ میں کوئی حبیب نہیں
جز اس کے کوئی مرے درد کا طبیب نہیں

مری نگاہ سے وہ خواہ دور ہو لیکن
غلط ہے یہ کہ وہ دل سے مرے قریب نہیں

اور جب کبھی ان پر انس غالب ہوتا تو اس حالت میں یہ پڑھتیں۔

ولقد جعلت فی الفواد محدثی ۔۔۔ وابحت جسمی منار اد جلوسی

فالجسم منی للجلیس موانس ۔۔۔ وحبیب قلبی فی الفواد انیسی

میں نے دل میں تجھے اپنا ہم کلام بنایا اور جسم کو ہم نشین کا حق ادا کرنے کے لئے رکھا۔ میرا جسم جلیس کے ساتھ موانست رکھتا ہے اور دل میں دل کا حبیب میرا مونس ہے۔

اور حالت خوف کا غلبہ ہوتا تو اس وقت انہیں یہ اشعار پڑھتے سنتا۔

وزادی قلیل ما اراہ مبلغی   للزاد ابکی ام لطول مسافتی

اتحرقنی بالنار یا غایۃ المنی   فابن رجائی فیك ابن مخافتی

میرے پاس توشہ کم ہے امید نہیں کہ اس سے منزل تک رسائی ہو۔ زادِ راہ کم ہونے پر روؤں یا مسافت زیادہ ہونے پر روؤں۔ میرے معبودِ حقیقی! کیا تو مجھے آگ میں جلائے گا۔ اس وقت میری امید اور میرا خوف کہاں جائے گا۔

حضرت شیخ احمد فرماتے ہیں: میں نے ان سے کہا ساری رات نماز پڑھتے تمہارے سوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا سبحان اللہ! آپ جیسا شخص ایسی بات کہہ رہا ہے۔ حالانکہ میرا حال یہ ہے کہ مجھے جب آواز دی جاتی ہے اس وقت میں قیام لیل کے لئے اٹھتی ہوں، ایک روز میں ان کی عبادت کے وقت کھانا کھانے بیٹھا تو مجھ سے ذکر آخرت شروع کر دیا اس پر میں نے کہا مجھے اچھی طرح کھا لینے دو۔ اس پر بولیں ہم تم ایسے تو نہیں کہ آخرت کی یاد کرنے سے ہمارا کھانا بدمزا ہو میں تم سے خاوندوں اور شوہروں جیسی نہیں بلکہ بھائیوں جیسی محبت کرتی ہوں اور جب کوئی کھانا تیار کرتیں تو کہتیں: اے میرے سردار! اسے کھاؤ یہ تسبیح سے تیار شدہ کھانا ہے۔ ایک دفعہ مجھ سے کہا نکاح کرو میں نے تین نکاح کئے۔ مجھے کھانے میں گوشت دیتی تھیں اور کہتی تھیں اپنی طاقت وقوت اپنی بیویوں پر صرف کرو۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ مجھے اکثر جن اور حوریں دکھائی دیتی ہیں۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا۔

شیخ ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی یمنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ظاہراً یہ پتہ چلتا ہے کہ جن اور حور کا دیکھنا اس میں مذکور ہے اس سے مراد بیداری میں دیکھنا ہے کیونکہ خواب میں تو اولیاء اللہ کے علاوہ عام لوگ بھی دیکھ لیتے ہیں۔

سیّدہ شعوانہ رضی اللہ عنہا

مشہور ولیہ سیّدہ شعوانہ رضی اللہ عنہا جب بہت ضعیف ہو گئیں اور عبادت ونماز وغیرہ میں حرج پڑنے لگا تو ان دنوں انہوں نے کسی کو یہ اشعار پڑھتے سنا۔

اذری دموعك اذ ما کنت شاجیۃ   ان النیاحتہ لا تشفی الحزینینا

جدی وقومی وصومی الدھر دائبۃ   فانما الدآب من فعل المطیعینا

آنسو بہاؤ جب تک ہمارا غم ہے کیونکہ آہ وبکا سے غمگینوں کو بھی شفا نہیں ہوتی۔ نماز روزہ میں کوشش کرتے رہو اہل طاعت کی عادت اور حالت یہی ہے۔

یہ سن کر انہوں نے گریہ وزاری اور عبادت میں انہماک شروع کر دیا اور ان کا یہ عالم تھا کہ خود

بھی روتی تھیں اور حاضرات مجلس کو بھی رلاتی تھیں۔ اسوقت یہ شعر پڑھتیں۔

لقد امن المغرور دار مقامه　　و یوشك یوما ان یخاف کما امن

مغرور اپنے ٹھکانے سے بے خوف ہو گیا ہے۔ ایک دن وہ انتہائی خوفزدہ ہو گا' جتنا آج بے خوف ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ان کے پاس تشریف لائے اور اپنے حق میں دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے جواب دیا: ''اے فضیل! کیا ربّ تعالیٰ اور آپ کے مابین یہ رازدارانہ عہد نہیں ہے کہ آپ اگر دعا کریں گے تو وہ قبول فرمائے گا؟'' یہ بات سننے کے بعد حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔

سیّدہ عمرہ رضی اللہ عنہا

حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ''عمرہ'' کا یہ معمول تھا کہ رات کے وقت اپنے شوہر کو بیدار کرتی تھیں اور کہتیں ''اٹھ جایئے رات گزر گئی' راستہ طویل ہے اور ہمارے پاس زادِ سفر بہت کم ہے' نیک بندوں کے قافلے ہم لوگوں سے بہت آگے جا چکے ہیں اب پیچھے صرف ہم لوگ رہ گئے ہیں۔''

ایک مردِ حق فرماتے ہیں ''میں نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اس کا طریقہ یہ تھا کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر اچھے کپڑے پہنتی' عطر وغیرہ لگاتی اور مجھ سے پوچھتی کیا آپ کو کوئی کام ہے؟ اگر میں اثبات میں جواب دیتا تو میرے پاس رہتی ورنہ وہ کپڑے اتار دیتی اور عبادت کا لباس پہن کر صبح تک نماز میں قیام کرتی۔''

سیّدہ جوہرہ رضی اللہ عنہا

ایک بادشاہ کے پاس جوہرہ نامی ایک کنیز تھے' جسے اس نے آزاد کر دیا جوہرہ آزادی پا کر چلی تو اس زمانے کے مشہور بزرگ ابوعبداللہ ترابی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے اس کا گزر ہوا انہیں دیکھا کہ اپنی جھونپڑی میں مصروف عبادت رہتے ہیں۔ جوہرہ نے ان سے نکاح کر لیا ان کے ہمراہ مصروف عبادت ہو گئی' ایک شب اسے خواب نظر آیا کہ بہت سے خیمے قطار در قطار نصب ہیں پوچھا: ''یہ خیمے کس کے ہیں؟'' اسے بتایا گیا کہ یہ تہجد کی نماز پڑھنے والوں کے واسطے ہیں اس کے بعد اس نے رات میں سونا چھوڑ دیا خود اپنے شوہر کو بیدار کرتی اور کہتی ''اے ابوعبداللہ! قافلہ آگے نکل گیا'' اور

اشعار پڑھتی جس کا مفہوم یہ ہے۔

ہنوز منزل مقصود دور ہے میری! ابھی میں باغ کی دیوار تک نہیں پہنچا
ہیں قالمین کے خیمے ادھر ادھر اک میں نہ چھوڑی نیند تو دربار تک نہیں پہنچا

فقیر خصلت شہزادی

حضرت شیخ شاہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی صاجزادی کے لئے بادشاہ کرمان نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ شیخ نے کہلا بھیجا کہ مجھے جواب کے لئے تین روز کی مہلت دیں اس دوران وہ مسجد مسجد گھوم کر کسی صالح انسان کو تلاش کرنے لگے۔ ایک لڑکے پر ان کی نگاہ پڑی جس نے اچھی طرح نماز ادا کی اور دعا مانگی۔ شیخ نے اس سے پوچھا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا' پھر پوچھا: ''کیا نکاح کرنا چاہتے ہو؟ لڑکی قرآن مجید پڑھتی ہے' نماز روزہ کی پابند ہے' خوبصورت' پاکباز اور نیک ہے۔'' اس نے کہا: ''بھلا میرے ساتھ کون رشتہ کرے گا۔'' شیخ نے فرمایا ''میں کرتا ہوں' لو یہ درہم' ایک درہم کی روٹی' ایک درہم کا سالن اور ایک درہم کی خوشبو' خرید لاؤ۔'' اس طرح شاہ کرمانی نے اپنی دختر کا نکاح اس سے پڑھا دیا۔ لڑکی جب شوہر کے گھر آئی تو اس نے دیکھا پانی کی صراحی پر ایک روٹی رکھی ہوئی ہے اس نے پوچھا ''یہ روٹی کیسی ہے؟'' شوہر: ''یہ کل کی باسی روٹی ہے میں نے افطار کے لئے رکھی ہے۔'' یہ سن کر وہ واپس ہونے لگی۔ شوہر: ''مجھے معلوم تھا کہ شیخ شاہ کرمانی کی دختر مجھ غریب انسان کے گھر نہیں رک سکتی۔'' لڑکی: ''میں تیری مفلسی کے باعث نہیں لوٹ رہی ہوں بلکہ اس لئے کہ خدا پر تمہارا یقین بہت کمزور نظر آ رہا ہے۔ بلکہ مجھے تو اپنے باپ پر حیرت ہے کہ انہوں نے تجھے پاکیزہ خصلت' عفیف اور صالح کیسے کہا جب کہ اللہ تعالیٰ پر تمہارے اعتماد کا یہ حال ہے کہ روٹی بچا کر رکھتے ہو۔''

نوجوان نے اس کی بات سنی تو کہا: ''اس کمزوری سے بہت معذرت خواہ ہوں۔'' لڑکی: ''اپنا عذر تم جانو! البتہ ایسے گھر میں میں تو نہیں رک سکتی' جہاں ایک وقت کی خوراک جمع رکھی ہو۔ اب یا میں رہوں گی یا روٹی۔'' نوجوان نے فوراً جا کر روٹی خیرات کر دی اور ایسی درویش خصلت شہزادی کا شوہر بننے پر خدا کا شکر ادا کیا۔

حضرت علامہ یافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایسی عورتوں کی مدح میں کسی نے بہت عمدہ بات کہی ہے۔

لو کان النساء کما ذکرنا لفضلت النساء علی الرجال

فلا التانیث لاسم الشمس عیب ولا التذکیر فخر للھلال

اگر عورتیں ایسی ہی ہوتیں جیسی ہم نے بیان کیا تو ضرور عورتیں مردوں سے افضل قرار پاتیں کیونکہ شمس کے نام کا مونث ہونا اس کے لئے نہ باعث عیب ہے اور نہ ہی ہلال کا مذکر ہونا اس کے لئے باعث فخر ہے۔

شکم سیری کا وبال

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پیغمبر کے پاس ابلیس آیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا آپ پر وحی آئی کہ اے پیغمبر! اس سے کچھ پوچھئے آپ سے یہ سچ بولے گا۔ آپ نے اس سے چند باتیں پوچھیں ان میں یہ بھی تھی حضرت یحییٰ علیہ السلام: ''اے ابلیس! تو کبھی مجھ پر بھی قادر ہوا۔'' ابلیس: ''ایک رات ایسا موقع ملا جب آپ کھانے سے شکم سیر ہوئے جس کے نتیجے میں اپنا وظیفہ پڑھے بغیر سو گئے۔'' حضرت یحییٰ علیہ السلام: ''تو اب میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔'' ابلیس: ''نعوذ باللہ منہ'' اب میں کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔''

آپ ہی کے بارے میں منقول ہے کہ ایک شب آپ نے جو کی روٹی شکم بھر تناول کی اور اوراد و وظائف پڑھے بغیر سو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر وحی آئی۔ ''اے یحییٰ! کیا تو نے میرے دربار سے بہتر کوئی دربار دیکھا ہے اور میرے قرب سے بہتر کوئی قرب جانتے ہو؟ میری عزت وجلال کی قسم! اگر فردوس پر تمہاری نظر پڑ جائے تو (عبادت سے) تمہارا جسم گل جائے اور جنت کے شوق میں جان نکل جائے اور اگر دوزخ کو دیکھ لو تو تمہاری آنکھوں سے آنسو کے بعد پیپ نکلے اور تم صوف کی جگہ لوہے کا لباس پہننے لگو۔''

ابدال

سید الطائفہ ابو القاسم امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک شخص ان کے پاس آیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر مسجد کے کونے میں جا لیٹا اور حضرت شیخ کو بلا کر کہا: ''اے ابو القاسم! اللہ تعالیٰ سے اور دوستوں سے ملاقات کا وقت آن پہنچا۔ جب میں گزر جاؤں تو آپ کے پاس ایک قوال آئے گا۔ میری یہ گدڑی، چھڑی اور لوٹا اسے دے دیجئے گا۔'' شیخ جنید: ''آپ کے یہ تبرکات اور قوال کو یہ کیوں؟'' جواب دیا: ''اس لئے کہ وہ میری نیابت کا اہل ہو چکا ہے۔''

حضرت شیخ جنید فرماتے ہیں ''جب اس کا انتقال ہو گیا اور ہم لوگ اس کے کفن دفن سے فارغ

ہوئے تو میرے پاس مصر کا رہنے والا ایک نوجوان آیا' سلام کرنے کے بعد بولا۔ میری جو امانتیں آپ کے پاس ہیں مجھے عنایت کریں۔ شیخ جنید: ان امانتوں کے حقدار تم کیسے ہوئے' ذرا تفصیل تو بتاؤ؟ نوجوان: ''میں فلاں مقام کے ساحل پر تھا کہ میں نے غیبی پکارنے والے کی آواز سنی۔ جاؤ اور شیخ جنید کے پاس جو کچھ ہے اسے حاصل کرلو وہ چیزیں یہ یہ ہیں اور تو فلاں ابدال کا جانشین مقرر کیا گیا۔''

حضرت شیخ جنید نے فوراً وہ اشیاء مصری نوجوان کے حوالے کیں اس نے غسل کر کے گدڑی پہن لی اور عصا لوٹا لے کر اسی وقت شام کی جانب روانہ ہو گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

جسے اللہ عزت دے

ایک نوجوان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتا اور برائیوں سے روکتا تھا اس نے اپنی تقریر میں خلیفہ ہارون رشید کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا اور سخت باتیں کہیں۔ خلیفہ نے اسے پکڑ کر ایک ایسے مکان میں بند کروایا جہاں سانس لینے کیلئے بھی کوئی سوراخ نہیں تھا تاکہ ہلاک ہو جائے۔

پانچ روز بعد ایک شخص نے خلیفہ کو خبر دی کہ آپ نے جسے محبوس کیا تھا وہ شخص تو فلاں باغ میں ٹہل رہا ہے۔ بادشاہ نے اسے بلوا کر پوچھا۔

ہارون الرشید: ''تمہیں اس قید خانہ سے کس نے نکالا۔'' نوجوان واعظ: مجھے اسی نے نکالا جس نے باغ میں پہنچایا۔ ہارون الرشید: تجھے باغ میں کس نے پہنچایا۔ نوجوان واعظ: باغ میں اسی نے پہنچایا جس نے قید خانہ سے نکالا۔ ہارون الرشید: عجیب حیرت ناک بات ہے؟ نوجوان واعظ: تیرے ربّ کا کون سا کام حیرت ناک نہیں ہے؟

یہ سن کر خلیفہ رونے لگا اور اسے عزت و احترام سے رکھا اور حکم دیا کہ اس شخص کو شاہی گھوڑے پر سوار کر کے شہر میں جلوس نکالو اور ندا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو عزت بخشی اور ہارون الرشید نے اس کو ذلیل کرنا چاہا مگر کامیاب نہیں ہوا۔ بالآخر ہارون رشید کو بھی اس کی عزت کرنی پڑی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا به آمین ۔

کھارا پانی شیریں ہو گیا

باشندگان آبادان میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ ساٹھ سال سے زیادہ زمانہ گزرا جب

سے میں جانتا ہوں کہ آبادان کی نہر کا پانی کھارا ہے۔ ساحل کے ایک بزرگ آبادان میں رہتے تھے۔ رمضان کا مہینہ' سخت گرمی کا موسم تھا۔ افطار کے وقت ذخیرہ آب (سقایہ) میں پانی ختم ہو گیا تو میں نہر کے پاس گیا تا کہ وضو کروں۔ وہاں میں نے انہیں دیکھا۔ نہر کے اندر کھڑے مناجات کر رہے ہیں "اے میرے پروردگار! تو اگر میرے عمل سے راضی ہے اور میری طاعت سے خوش ہے تو میں تیرے حضور سوال دراز کروں۔ مولا! ترے نافرمان کے لئے تو حمام کا غسالہ کافی ہے۔ مجھے اگر تیرے غضب کا خوف نہ ہوتا تو میں پانی کو ہرگز نہ چکھتا۔"

بزرگ نے یہ کہہ کر نہر سے ایک چلو پانی پیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا کہ اتنا کھارا پانی انہوں نے کیسے پی لیا۔ پھر جب وہ وہاں سے چلے گئے تو میں نے بھی اسی مقام سے جا کر پانی پیا بخدا وہ شکر کی طرح شیریں تھا میں نے پی کر آسودگی حاصل کر لی۔ بزرگ نے ایک روز راوی سے کہا میں نے خواب میں یہ آواز سنی ہے کہ مبارک ہو ہم نے تیرا گھر تیار کر دیا ہے۔ اسے دیکھ کر تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ ایک ہفتہ میں اسے خوشبوؤں سے بسا دیا جائے گا۔ اس کا نام "دارالسرور ہے۔" راوی نے کہا ٹھیک ساتویں روز جمعہ تھا وہ وضو کے لئے نہر پر گئے اندر داخل ہونا چاہا' اتنے میں پاؤں پھسلا اور وہ ڈوب کر انتقال کر گئے۔ نماز جمعہ کے بعد اِن کی تدفین عمل میں آئی تین روز بعد میں نے خواب میں انہیں لباس سبز پہنے دیکھا۔ حال دریافت کیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے "دارالسرور" میں اتارا۔ وہ مکان میرے لئے تیار کرایا تھا۔ راوی نے پوچھا: "وہ کیسا مکان ہے؟" فرمایا: "اس کی توصیف ممکن ہی نہیں' کاش میرے اہل وعیال کو خبر ہو کہ اسی کے نزدیک ان سب کے لئے بھی مکانات بنائے گئے ہیں۔ ان مکانات میں ہر نعمت موجود ہے اور ہاں سن! وہاں تیرے لئے بھی مکان ہے۔" دعا ہے کہ ربّ کریم اپنے ان نیک بندوں کے طفیل ہمیں بھی جنت عطا فرمائے۔ آمین۔

بی بی ریحانہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

الهی لا تعذبنی فانی	او مل ان افوز بخیر دار
وانت مجاور الابرار فیها	فیا طوبی لهم فی ذاالجوار

الٰہی! تو مجھے عذاب میں نہ ڈال کیونکہ میں جنت میں پہنچنے کی امیدوار ہوں۔ جنت میں تو خود نیکوں کا ہمسایہ ہے' جن کو ایسا ہمسایہ ملے وہ بہت خوش بخت ہیں۔

وضو کے لئے غیب سے پانی

سیدنا سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔
میں نے عجائب و کرامات میں سب سے پہلے جو دیکھا وہ یہ کہ ایک ویران مقام کی طرف آ نکلا وہاں میرے قلب کو قرب الٰہی کی لذت سے شادکامی حاصل ہوئی۔ وہ جگہ مجھے نہایت بھلی معلوم ہوئی' نماز کا وقت آ پہنچا اور میری عادت تھی کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کیا کرتا تھا۔ اس وقت پانی نہ ہونے پر میں غمگین ہوا۔ اتنے میں ناگہاں مجھے ایک آدمی دور سے چل کر آتا ہوا نظر پڑا۔ قریب ہوا تو دیکھا کہ وہ ایک ریچھ ہے جو دونوں ہاتھوں میں پانی کا مٹکا اٹھائے ہوئے ہے۔ نزدیک آ کر سلام کیا۔ مجھے یہ چیز عجیب لگی میں نے پوچھا یہ پانی اور مٹکا کہاں سے آیا؟ ریچھ نے جواب دیا ہم لوگ وحوش ہیں ہم نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور اسی پر توکل کر کے تعلقات دنیوی کو چھوڑ رکھا ہے۔ ابھی ہم آپس میں ایک مسئلہ پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یہ آواز آئی۔ سہل اس وقت تازہ وضو کرنے کے لئے پانی تلاش کر رہے ہیں یہ سن کر میں نے یہ پانی کا مٹکا اٹھایا۔ ناگاہ دو فرشتے آ گئے میں ان کے نزدیک ہوا ان فرشتوں نے فضا سے اس مٹکے میں پانی ڈالا۔ اس میں پانی گرنے کی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی ریچھ کی اتنی بات سنتے سنتے مجھ پر غشی آ گئی افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ پانی کا مٹکا رکھا ہوا ہے اور ریچھ کا کہیں پتہ نہیں۔ میں افسوس کرنے لگا کہ میں نے کچھ اور باتیں کیوں نہ پوچھ لیں۔ اس پانی سے میں نے وضو کیا اور کچھ پینا چاہتا تھا کہ آواز آئی۔ اے سہل! ابھی تمہارے لئے اس پانی کے پینے کا وقت نہیں آیا۔ پانی کا وہ مٹکا جنبش کرنے لگا اور پھر نگاہوں سے اوجھل ہو کر معلوم نہیں کہاں گیا۔

قصر اولیاء

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اس وقت پہنچے جب مسجد بھر چکی تھی اور امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر جا رہے تھے۔ یہ صفوں کو چیرتے ہوئے آگے پہنچے اور پہلی صف میں جا بیٹھے۔ ان کے دائیں جانب ایک نوجوان معطر اونی چادر اوڑھے بیٹھا تھا۔ اس نے حضرت سہل کو دیکھا تو پوچھا سہل! کیا حال ہے؟ حضرت سہل: میں اچھا ہوں۔ اصلحک اللہ

حضرت سہل نے اس نوجوان کو بات کا جواب دے دیا مگر وہ ادھیڑ بن میں رہے کہ یہ ہے کون

شخص، جس نے مجھے پہچان لیا اور میں اسے نہ پہچان سکا؟ اسی دوران حضرت سہل کو پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی مگر وہ سوچنے لگے اس وقت اگر یہاں سے نکلوں تو پھر لوگوں کو تکلیف دوں گا۔ لا محالہ پھلانگ کر ہی جانا ہوگا اور اگر نہیں جاتا تو نماز خراب ہوتی ہے، وہی نوجوان اتنے میں پوچھتا ہے۔

آپ کو پیشاب کی حاجت ہے؟ حضرت سہل: بات تو ایسی ہی ہے۔ نوجوان نے اپنے کندھے سے چادر اتار دی اور حضرت سہل کو اڑھا دی اور کہا جلد فارغ ہو کر نماز میں شامل ہو جاؤ۔

حضرت سہل فرماتے ہیں "میری آنکھ لگ گئی اور جب کھلی تو میں نے خود کو ایک بڑے دروازے پر پایا ایک شخص دروازے پر کھڑا کہتا ہے اندر چلے آؤ اندر ایک عالیشان محل تھا اور ایک جانب ایک درخت تھا جس کے پاس ایک لوٹے میں پانی رکھا ہوا تھا وہیں پر استنجا خانہ بھی تھا اور ایک طرف مسواک اور رومال موجود تھے میں نے استنجا اور غسل کیا۔ اب وضو کر رہا تھا اتنے میں اس شخص کی آواز آئی جب اپنا کام پورا کر چکے ہو تو ہاں کہو تو میں نے کہا ہاں! پھر جب اس نے میرے اوپر سے چادر اتاری تو میں مسجد میں اسی جگہ موجود تھا اور میرے اس واقعہ کا کسی کو علم نہیں ہوا اور میرا یہ حال کہ میں فکر میں ڈوبا ہوا تھا کہ قصہ کیا ہوا؟ میں کبھی اس واقعہ کی تصدیق کرتا اور کبھی تکذیب کرتا اتنے میں جماعت کھڑی ہوئی لوگوں کے ساتھ میں نے بھی نماز پڑھی مجھے اس نوجوان کا برابر خیال رہا نماز ختم ہونے کے بعد میں اسی کے پیچھے چلا وہ ایک مکان میں داخل ہوا اور میری جانب دیکھ کر کہنے لگا کیا آپ کو اپنے دیکھے ہوئے پر اعتبار نہیں آیا؟ میں اندر گیا تو دیکھا کہ یہ تو وہی قصر ہے اندر درخت لوٹا، بھیگا ہوا رومال سب کچھ بعینہٖ موجود تھا میں نے کہا۔ امنت باللہ

نوجوان: اے سہل! جو انسان اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے ہر چیز اسکی فرمانبرداری کرتی ہے۔ آپ بھی اس کے طالب ہوں تو اسے پالیں گے۔

یہ سن کر میری آنکھیں اشکوں سے تر ہو گئیں۔ اس نوجوان نے میرے آنسو پونچھ دیئے اس کے بعد جب میں نے آنکھ کھولی تو نہ نوجوان وہاں موجود تھا نہ وہ محل، میں اس مرد حق آگاہ کے جانے سے اور اس کی صحبت کی محرومی سے افسوس کرنے لگا پھر کار عبادت میں لگ گیا۔ رضی اللہ عنہما

بیک وقت دو جگہ موجود

حضرت سہل عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک حاجی نے عرفات کے اندر حج میں دیکھا حالانکہ اس سال انہوں نے حج نہیں کیا تھا۔ وہ لوٹ کر آیا، تو اس نے یہ بات قسم کھا کر اپنے بھائی سے کہی اور کہا اگر

میں جھوٹا ہوں تو میری بیوی کو طلاق' اور اس کا بھائی خود حضرت کی مجلس کا حاضر باش تھا۔ اس نے کہا ۹ ذی الحجہ کو تم نے انہیں عرفات میں دیکھا اور ۸ تاریخ کو مکان حضرت بشر حافی کے بالمقام حضرت سہل کی خانقاہ میں میں ان کے پاس موجود تھا۔ دونوں بھائی واقعہ کی تحقیق کے لئے اور قسم کے بارے میں حکم شرع معلوم کرنے حضرت سہل کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت نے فرمایا۔ تم لوگوں کا اس بات سے تعلق نہیں۔ جاؤ اور اللہ کی عبادت کرو اور حاجی سے فرمایا۔ تم اپنی بیوی کے ساتھ حسب سابق رہوں اور میری اس بات کا چرچا نہ کرو۔ مگر اس واقعہ کے بعد حضرت سہل رضی اللہ عنہ اپنی اس خانقاہ میں بہت کم قیام کرتے تھے۔ آبادان اور بصرہ کے درمیان ایک جزیرہ تھا آپ نے خود کو لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے بچانے کیلئے اس جزیرہ کا انتخاب کرلیا تھا۔ وہیں چلے جاتے اور سکون وطمانیت سے ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ آپ کے ایک صاحب فرماتے ہیں۔

میں نے تیس برس ان کی خدمت کی۔ اس دوران کبھی انہیں بستر پر پہلو ٹکیتے نہیں دیکھا۔ نہ دن کو نہ رات کو' عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے تھے۔

واعظِ حق نما

ایک مردحق وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار ایک یہودی ان کی بزم تقریر سے گزرا تو رک کر تقریر سننے لگا۔ اس وقت وہ مرد حق لوگوں کو عذاب نار یاد دلا رہے تھے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝

اور تم میں سے ہر ایک دوزخ پر وارد ہوگا آپ کے ربّ پر یہ بات قطعی فیصلہ کی ہوئی ہے۔

یہودی نے یہ سنا تو کہا اگر یہ کلام سچا ہے تو ہم تم برابر ہیں۔ مرد حق واعظ نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں' ہم تم برابر نہیں۔ کیوں کہ ہم تو وارد ہو کر نکل آئیں گے اور تم لوگ اسی میں رہو گے۔ ہمارے وہاں نکلنے کی بنیاد ہمارا تقویٰ ہوگا اور تمہارے وہاں رہ جانے کی وجہ تمہارا ظلم' سنو! اسی ربّ العالمین کا ارشاد ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝

پھر ہم متقیوں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔ یہودی نے کہا۔ یہ کیسے ثابت ہوگا کہ متقی تم لوگ نہیں بلکہ ہم ہیں۔ ارشاد خداوندی اس کا معیار ہے۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ (اعراف)

اور میری رحمت ہر شے کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور میں اسے لکھوں گا ان لوگوں کے واسطے جو متقی ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری نشانیوں (آیات) پر ایمان لاتے ہیں اور نبی امی رسول کا اتباع کرتے ہیں۔

یہودی نے کہا۔ اس کے علاوہ بھی اس کی کوئی دلیل دیجئے کہ ہم (یہود اور غیر مسلمین) جہنم میں جلیں گے اور آپ (مسلمان) نہیں جلیں گے۔ بزرگ نے کہا۔ دیکھنا چاہو تو ابھی دیکھ سکتے ہو۔ تم اپنے کپڑے اتارو' میں اپنے کپڑے اتارتا ہوں دونوں کو آگ میں ڈالتے ہیں جس کے کپڑے کو آگ جلا دے سمجھ جاؤ وہی ناری ہے۔ چنانچہ یہودی کا کپڑا شیخ کے کپڑے کے ساتھ آگ میں ڈال کیا گیا۔ کچھ دیر بعد بھڑکتے ہوئے شعلوں میں شیخ خود داخل ہوئے اور اپنا کرتا اٹھا لائے۔ یہودی کا کپڑا اگرچہ شیخ کے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا مگر وہ جل کر راکھ ہو گیا اور شیخ کا کرتا آگ میں صاف ستھرا ہو گیا۔ مگر جلا نہیں۔ یہودی یہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

حسرت وشوق

ایک بزرگ نے بیان کیا۔ میں شیخ ابو محمد حریری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں مقام انس میں تھا۔ اچانک مجھ پر باب بسط وا ہوا۔ اس میں میں ایک ایسی لغزش کا شکار ہوا جس سے میرا مقام مجھ سے چھپ گیا۔ اب میں اسے دوبارہ پالینے کے لئے کیا کروں؟ شیخ حریری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سنا تو بہت روئے' اور چند اشعار پڑھے جس میں اس بزرگ کی مشکلات کا حل تھا۔

قف بالدیار فھذہ اثارھم وابلك الا حبتہ حسرۃ وتشویقا

کم قد وقفت بر بعھا مستخبرا عن اھلھا متحیرا ومشفقا

فاجابنی داعی الھوی فی رسمھا فارقت من تھوی وعز الملتقی

دیار محبوب میں کھڑا رہ کہ یہی ان کے آثار ہیں۔ اور دوستوں کے نہ ہونے پر حسرت وشوق سے آنسو بہا' اس کے مقام میں بسا اوقات میں دریافت خبر کیلئے کھڑا رہا کہ اس کے باشندے کہاں رہیں اور مجھ پر حیرت واندیشہ کا غلبہ تھا۔ تو داعی عشق نے جواب دیا کہ تیرا محبوب جدا ہو گیا۔ اب ملنا دشوار ہے۔

نالہ عشق

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا۔ کسی قوال نے یہ شعر پڑھا۔

منازل کنت تھواھا وتالفھا ایام انت علی الایام منصور

یہ منزلیں ہیں جن سے تجھے پیار تھا۔ ان دنوں جب تو دنیا میں کامیاب وکامراں تھا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر کو سنا تو بہت روئے اور فرمایا محبت وانس کا مقام کتنا پیارا ہوتا ہے اور منزل مخالفت ووحشت کتنی اذیت ناک، مجھے ہمیشہ ابتدائی ارادت، شوق، سخت مجاہدہ اور پرخطرہ احوال کا اشتیاق رہتا ہے اور یہ اشعار پڑھے۔

خلیلی ھل بالشام عین حزینتہ تبکی علی نجد فانی اعینھا

واسلمھا الواشون الاحمامة مطوقه ورثـ[illegible] بان قرینھا

اے دوست! کیا شام میں کوئی رونے والی بھی ہے جو نجد کی جدائی پر غم کرے؟ تاکہ میں اس کا ساتھ دوں اسے چغلی کرنے والوں نے چھوڑ دیا ہے مگر ایک کبوتر جس کے گلے میں پٹہ ہے جس کا ساتھی اس سے جدا ہو گیا۔

غذائے روح

ایک صالح مرد نے سفر کے دوران ایک کم عمر بدوی لڑکی کو دیکھا انہوں نے پوچھا تم رہتی کہاں ہو؟ لڑکی: جنگل میں۔ مرد صالح: تم کو تنہا جنگل میں وحشت نہیں ہوتی۔ لڑکی: اے نادان! کیا اللہ سے انس رکھنے والے اس کے ساتھ رہ کر وحشت زدہ ہوں گے۔ مرد صالح: تم کھاتی کہاں سے ہو؟ لڑکی: یہ بات اللہ ہی کے علم میں ہے کہ وہ اپنے بندوں کو کہاں سے رزق دیتا ہے؟ جب وہ اپنے منکروں کو کھلاتا ہے تو اہل ایمان کو کیوں نہیں کھلائے گا جو قلوب اللہ تعالیٰ کی معرفت میں فنا ہیں ان کا رزق اللہ کی محبت اور اس کا عشق اور اس کے جمال وکمال کا مشاہدہ ہے وہ اہل اللہ ہیں۔ روحانی قوت والے ہیں۔ وہ شب وروز تسبیح کر کے بھی تھکتے نہیں ہیں۔

اصل کام

سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دی گئی کہ ایک شخص ہے جو لوگوں سے الگ ایک ستون کے پیچھے

تنہا بیٹھا رہتا ہے یہ سن کر آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت کیا۔

حضرت حسن: تم تنہائی پسند لگتے ہو؟ کیا بات ہے کہ لوگوں سے نہیں ملتے ہو؟ جواب: ایک کام میں لگا ہوا ہوں جس کی وجہ سے لوگوں سے ملنے جلنے کی فرصت نہیں۔ حضرت حسن: یہاں جو آدمی حسن بصری نام کا رہتا ہے اس کے پاس تو جا سکتے ہو؟ جواب: جس مشغولیت کی وجہ سے اوروں سے نہیں مل پاتا' حسن بصری سے بھی نہیں مل سکتا۔ حضرت حسن: اللہ تم پر اپنا رحم فرمائے آخر وہ ایسا کون سا کام ہے؟ جواب: میرے ساتھ ایک طرف خدا کی نعمت ہے اور دوسری طرف میرا گناہ تو میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ اپنے کو نعمت کے شکر اور گناہ سے استغفار میں مصروف رکھوں۔ حضرت حسن: بندہ خدا تم خود حسن سے بڑے فقیہ ہو' بس اپنے کام میں لگے رہو۔ رضی اللہ عنہما

دعائے منصور کا اثر

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک فقیر نے آ کر چار درہم کا سوال کیا آپ نے فرمایا جو شخص تجھے چار درہم دے گا میں اس کے حق میں چار دعائیں کروں گا اس وقت ایک غلام وہاں سے گزر رہا تھا اس نے حضرت منصور کی یہ بات سن لی اس کے پاس چار درہم تھے اور مجلس شراب نوشی میں بیٹھے ہوئے اس کے آقا نے غلام کو یہ درہم اس لئے دیئے تھے کہ وہ بازار سے جا کر میوے خرید لائے اور مجلس شراب کے ہمنشینوں کو کھلائے۔ حضرت منصور کی بات سن کر غلام کے قدم تھم گئے اس نے مجلس شیخ میں حاضر ہو کر فقیر کو درہم دے دیئے۔

حضرت منصور: بتاؤ! کیا دعا کرانا چاہتے ہو؟ غلام: پہلی دعا فرمائیں کہ مجھے غلامی سے آزادی مل جائے۔ حضرت منصور: (دعا فرماتے ہیں) اور کیا چاہتے ہو؟ غلام: اللہ تعالیٰ مجھے ان درہموں کا بدلہ عنایت فرمائے۔ حضور منصور: (پھر دست بدعا ہوتے ہیں) تیسری کیا خواہش ہے جس کے لئے دعا کروں؟ غلام: دعا فرمائیں کہ مولا کریم مجھے اور میرے آقا کو توبہ نصیب فرمائے۔ حضرت منصور: (دعا کے لئے پھر ہاتھ اٹھا کر ربّ سے التجا کرتے ہیں) اب تمہارے لئے چوتھی دعا کیا ہونی چاہئے؟ غلام: حضور! اب یہ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے' میرے آقا' آپ کو اور ان تمام حاضرین مجلس کو بخش دے۔

حضرت منصور علیہ الرحمہ نے بارگاہ ربّ العزت میں پھر ہاتھ اٹھائے اور غلام کی خواہش کے مطابق دعا فرما دی۔

اس کے بعد غلام اپنے آقا کے پاس پہنچا تو اس نے تاخیر کا سبب پوچھا۔ غلام نے سارا واقعہ

ذکر کر دیا آقا نے دریافت کیا بتاؤ! تم نے شیخ سے کیا چار دعائیں کرائیں؟ غلام: میرے آقا! میں نے ایک دعا تو یہ کرائی کہ میں غلامی سے آزاد ہو جاؤں' آقا: چلو میں نے تمہیں اپنی غلامی سے آزاد کیا۔ غلام: دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان درہموں کا بدل عطا فرمائے۔ آقا: میں نے تمہیں چار درہموں کے بجائے چار ہزار درہم دیئے۔ غلام: تیسری یہ کہ ربّ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توبہ عطا فرمائے۔ آقا: میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی توبہ کرتا ہوں۔ غلام: چوتھی دعا میں نے یہ کرائی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو' شیخ منصور اور ساری قوم کو بخش دے۔ آقا: یہ چیز تو میرے اختیار میں نہیں ہے اسی شب کی بات ہے آقا خواب میں دیکھتا ہے کہ کسی کہنے والے نے کہا "جو تمہارے اختیار میں تھا جب تم نے وہ سب کر لیا تو کیا میں وہ نہیں کروں گا جو میرے قبضہ قدرت میں ہے۔ میں ارحم الراحمین ہوں میں نے تمہیں' تمہارے غلام کو اور منصور کو نیز سارے حاضرین مجلس کو بخش دیا۔"

عظمت ذکر

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ آپ اپنے تخت پر تشریف لے جا رہے تھے آپ کے اوپر پرندے سایہ کر کے اڑ رہے تھے اور انسان' جن' وحشی جانور اور چوپائے دائیں بائیں تھے۔ آپ قوم بنی اسرائیل کے ایک عابد کے پاس سے ہو کر گزرے۔ عابد نے کہا بخدا! اے ابن داؤد (علیہما وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام) اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت عظیم ملک عطا فرمایا ہے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا صحیفہ مومن کے اندر ایک تسبیح ملک سلیمان سے بہت افضل ہے کیونکہ یہ ملک فنا ہو جائے گا اور تسبیح باقی رہے گی۔

اسی نادر مضمون کو راقم الحروف بدر القادری نے یوں شعری جامہ پہنچایا ہے۔

ذکر کرتے ہوئے جس شب کو سحر ہوتی ہے ظلمت قبر میں وہ نور نظر ہوتی ہے
وہ بھلا ملک سلیمان کے خریدار ہوں کیوں؟ جن کی شب کوچہ عرفاں میں بسر ہوتی ہے

موت ناصح ہے

ایک بادشاہ عبادت گزار تھا' مگر بعد میں دنیا کے شوق میں مبتلا ہو گیا۔ ایک عالی شان محل تعمیر کرایا اس میں قیمتی فرش فروش بچھوائے اور اسے ہر طرح آراستہ پیراستہ کر کے دعوت کا اہتمام کیا جو بھی آتا انواع و اقسام کے کھانے کھاتا اور محل کی خوبصورتی' نوادرات و عجائبات دیکھتا اور تعریف کرتا ہوا جاتا۔ یہ سلسلہ کئی روز تک چلتا رہا۔ بادشاہ نے ایک روز اپنے مصاحبین سے کہا کہ اس مکان کی

خوبصورتی تم لوگوں نے دیکھ لی میں چاہتا ہوں کہ ایسے ہی مکانات اپنے لڑکوں کے لئے تعمیر کرواؤں تم لوگ مجھے اس کے بارے میں مشورہ دو ایک روز سب اسی کی باتیں کر رہے تھے کہ مکان کے ایک خالی گوشے سے کسی نے موت کی یاد دلانے والے اشعار پڑھے، جن میں ایک یہ ہے۔

یـا ایـهـا البـانـی الـنـاسـی منیة　　لا تـامـنـن فـان الموت مکتوب

اے موت کو بھول کر مکان کی تعمیر کرانے والے بے خوف نہ ہو کیونکہ موت تو قسمت میں لکھی ہوئی ہے۔

یہ سن کر بادشاہ اور حاضرین پر خوف طاری ہو گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تم لوگوں نے بھی کچھ سنا ہے؟ سب نے کہا ہاں! ہم نے بھی سنا' بادشاہ نے کہا' اس آواز نے میرے دل کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے لگتا ہے یہ موت کی آہٹ ہے مصاحبین نے تسلی دی مگر بادشاہ کی کیفیت بدل چکی تھی اس نے شراب گروادی' مزامیر تڑوا دیئے اور فوراً صدق دل سے توبہ کی اور الموت الموت اس کی زبان پر جاری تھا۔ اسی حالت میں اس کی روح نکل گئی۔

ہر ایک زندگی کا انجام موت ہے　　حسن عمل کا پہلا انعام موت ہے
روز شباب غافل کچھ ہوش سے گزار　　ہر آنے والی صبح کی اک شام موت ہے
اس سے کوئی پرند نہ آزاد ہو سکا'　　فطرت کا وہ بچھایا ہوا دام موت ہے

غیبی ناصح

ملک کندہ کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عیش و عشرت کا دلدادہ اور لہو و لعب کا شوقین تھا' شکار کھیلنے یا کسی اور ارادہ سے ایک روز محل سے نکلا اور ویرانہ و بیابان میں ساتھیوں سے جدا ہو کر تنہا رہ گیا۔ اس نے ایک جوان شخص کو دیکھا جو بوسیدہ انسانی ہڈیوں کی الٹ پلٹ کر رہا ہے۔ اس کا جسم کمزور' چہرہ اداس اور رنگ پھیکا ہے۔ بادشاہ نے اسے اس حال میں دیکھا تو پوچھا۔

بادشاہ: بھئی! کیا حال ہے؟ اور اس سنسان بیابان میں اکیلے کیا کر رہے ہو؟

جوان: میرا یہ خراب حال اس وجہ سے ہے کہ مجھے ایک طویل سفر درپیش ہے دو موکل مجھ پر لگے ہوئے ہیں جو مجھے خوفزدہ کر کے آگے دوڑا رہے ہیں' سامنے تنگ و تاریک تکلیفوں بھرا مکان ہے مجھے زیر زمین سڑنے گلنے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا۔ وہاں تنگی اور پریشانی کے باوجود مجھے کیڑوں کی خوراک بننا ہو گا اور میری ہڈیاں بوسیدہ اور الگ الگ ہو جائیں گی اتنے ہی پر بس نہیں اس کے بعد

صدائے حشر کی جانب جانا ہو گا۔ اور وہ نہایت کٹھن مرحلہ اور سنگین مقام ہو گا معلوم نہیں بعد ازاں مجھے کس گھر میں جانا ہو گا تم ہی بتاؤ! جس کا انجام کار یہ ہو وہ کیسے خوشی منائے؟

یہ باتیں سن کر بادشاہ فکر سے نڈھال ہو کر گھوڑے سے نیچے آ رہا اور بولا' بادشاہ: اے بندہ خدا تیری باتوں نے میرا چین وسکون چھین لیا اور دل کو اپنی گرفت میں لے لیا' ذرا ان باتوں کو وضاحت کے ساتھ پھر کہہ'

جوان: میرے سامنے جو ہڈیاں جمع ہیں انہیں دیکھ رہے ہو؟ یہ ایسے بادشاہوں کی ہڈیاں ہیں جنہیں دنیا نے اپنی زینت میں الجھا کر فریب دیا اور ان کے دلوں پر حکمرانی کی۔ آخرت سے غافل رہے یہاں تک کہ انہیں اچانک موت آ گئی اس وقت آرزوئیں ناتمام رہ گئیں۔ نعمتیں سلب کر لی گئیں۔ عنقریب ان کی ہڈیوں کو پھر زندگی ملے گی اور یہ مکمل جسم ہو جائیں گی۔ پھر ان کے کاموں کا بدلہ انہیں ملے گا۔ پھر نعمتوں والے گھر بہشت میں جائیں گے یا عذاب والے گھر دوزخ میں'

اتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان بادشاہ کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا' معلوم نہیں کہاں چلا گیا اور ادھر بادشاہ کے خدم وحشم اس کے پاس پہنچے تو اس کا چہرہ اداس اور آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ رات آئی تو بادشاہ نے لباس شاہی کو خیرباد کیا۔ اور دو چادریں جسم پر ڈال کر راہ فقر میں نکل گیا پھر اس کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا' کسی نے خوب کہا ؎

افنی الملوك التی کانت منعمة	کر اللیالی اقبالا وادبارا
یا راقد اللیل مسرورا باوله	ان الحوادث قد یطرقن اسحارا
لا تامنن بلیل طاب اوله	قرب اخر لیل احج النارا

زمانہ کی گردش اقبال وادبار نے نعمت والے بادشاہوں کو فنا کر ڈالا۔ اے ابتدائے شب میں خوشی کے ساتھ سونے والے اکثر رات کے آخری حصوں میں حادثوں کا نزول ہوتا ہے۔ اوّل شب کی خوشی اور آرام پر نہ پھول کیونکہ اکثر اخیر شب میں آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

لا الہ الا اللہ کی برکت

دور قدیم کے ایک ظالم بادشاہ کی حکایت ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نہایت سرکش تھا اور اپنی بادشاہت کے زعم میں اپنے پیدا کرنے والے خالق حقیقی سے بھی سرکشی کرتا تھا۔ خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ مسلمانوں نے اس سے جہاد کیا اور زندہ گرفتار کر لائے چونکہ بادشاہ کے ظلم وستم کے خلاف ہر سینے میں نفرت کی آگ سلگ رہی تھی اس لئے بادشاہ کو کھولتے ہوئے پانی میں سزا دینے کا فیصلہ ہوا

اسے پانی میں رکھ کر جب آگ جلائی گئی۔ تو اس نے اپنے تمام معبودوں کو باری باری پکارا' ہلاکت سے اپنی رہائی کے لئے ان سے مدد مانگی مگر کسی سے کوئی مدد نہیں ملی اس وقت آسمان کی جانب سر اٹھا کر صدق دل اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور دعا کی اللہ کا ایسا کرم ہوا کہ فوراً بارش ہوئی جس نے آگ بجھا دی اور جس دیگ میں اسے رکھا گیا تھا اسے ہوا اڑا لے چلی اور وہ برابر لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتا رہا آسمان پر گشت کراتے کراتے ہوا نے اسے لے جا کر ایک بے دین قوم میں گرا دیا وہاں کے لوگوں نے اس سے احوال پوچھے تو اس نے اپنی تمام سرگزشت بیان کر دی۔ اور اپنے باطل معبودوں کی حقیقت ذکر کی اس کی یہ بات سن کر اس پوری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔

شہر لافانی

ایک بادشاہ نے ایک نئے شہر کی بنیاد رکھی اور اسے اپنے دور کے لحاظ سے تمام ساز و سامان سے سجایا۔ آرائش و زیبائش میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا تکمیل کے بعد اس کی نمائش کا اہتمام کیا اور لوگوں کو دعوت دی۔ شہر کے دروازے پر دو آدمیوں کو مقرر کیا تا کہ وہ واپس ہونے والوں سے ان کے خیالات معلوم کریں جو بھی آتا شہر دیکھتا اور کھانا کھا کر تعریف کرتا ہوا جاتا اور دونوں پوچھنے والے جب پوچھتے کہ تمہیں اس شہر میں کوئی عیب نظر آیا تو کہتے نہیں آخر میں کچھ کمبل پوش فقیر آئے ان سے عیب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کے اندر دو خرابیاں نظر آتی ہیں' سپاہیوں نے ان کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔

بادشاہ: آپ لوگوں نے میرے اس شہر میں کون سے دو عیب نکالے ہیں؟ کمبل پوش: ایک عیب تو یہ کہ یہ اجڑ جائے گا اور دوسرا یہ کہ اس کا مالک مر جائے گا۔ بادشاہ: کیا کوئی مکان ایسا ہے جو ویران نہ ہو اور جس کا مکین ہمیشہ زندہ رہے۔

بادشاہ کے اس سوال کے جواب میں کمبل پوش درویشوں نے جنت اور اس کی نعمتوں کا نام لیا اور موثر تقریر کی کہ اس میں جنت کا شوق بیدار ہو گیا۔ اور وہ کاروبار سلطنت سے کنارہ کش ہو کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

ناصح فاتح

زمانہ قدیم کی بات ہے ملک یمن کے بادشاہوں میں جنگ ہوئی ایک نے دوسرے پر غلبہ پایا اور اسے قتل کر دیا۔ جشن فتح منانے کے لئے انتظام کیا گیا اور فاتح بادشاہ کا دربار آراستہ پیراستہ ہوا

لوگ مبارک سلامت کے لئے آنے لگے۔ بادشاہ بھی اپنی سواری پر سج دھج سے دربار کے لئے نکلا۔ راستہ میں ایک شخص نے جسے لوگ دیوانہ سمجھتے تھے یہ اشعار پڑھے:

تمتع من الایام ان کنت حازما ۔۔۔ فانک فیھا بین ناہ و امر

فکم ملک قدر کم الترب فوقہ ۔۔۔ و عھدی بہ بالامس فوق المنابر

اذا کنت فی الدنیا بصیرا فانما ۔۔۔ بلاغک منھا مثل زاد المسافر

اذا ابقت الدنیا علی المرء دینہ ۔۔۔ فھما فاتہ منھا فلیس بضائر

اگر تو عقل مند ہے تو اپنے ایام زندگی کو کام میں لگا کر فائدہ اٹھا لے کیونکہ اس میں حکم دینے والے بھی ہیں اور روکنے والے بھی' بہت سے بادشاہوں کے اور مٹی کے ڈھیر لگ چکے ہیں جب کہ ابھی کل ہم نے انہیں منبر کے اوپر دیکھا تھا اگر تو دنیا میں اہل بصیرت اور سمجھ دار ہے۔ تو تجھے مسافر کی ضرورت کے مطابق زادِ سفر لینا چاہئے۔ اگر دنیا آدمی کے دین کو باقی رکھے تو پھر جو کچھ بھی فوت ہو جائے اس سے اس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔

بادشاہ نے یہ اشعار سنے تو رک کر بولا یہ سچ ہے اور گھوڑے سے اتر کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور مصاحبین کو قسم دے کر منع کر دیا کہ کوئی میرے پیچھے نہ آئے اس طرح اس نے تا عمر راہ فقر نہ چھوڑی اور کئی دنوں تک اس کا ملک بادشاہ سے خالی تھا بعد میں لوگوں نے دوسرا بادشاہ منتخب کیا۔

تین صالح بھائی

ایک بزرگ کا گزر ایک گاؤں میں ہوا وہاں انہوں نے ایک ہی طرح کی تین قبریں برابر برابر بنی ہوئی دیکھیں ان پر اشعار لکھے ہوئے تھے۔ پہلی قبر پر تھا۔

و کیف یلذ العیش من ھو عالم ۔۔۔ بان الہ الخلق لابد سائلہ

فیاخذ منہ ظلمہ لعبادہ ۔۔۔ ویجزیہ الخیر الذی ھو فاعلہ

"وہ شخص زندگی کا عیش کیونکر حاصل کر سکتا ہے جو اس بات کو جانتا ہے کہ خالق دو جہاں ضرور سوال کرے گا اگر اس نے مخلوق پر ظلم کیا ہو تو اس سے بدلہ لے گا اور اگر نیکی کی ہو تو جزا دے گا۔"

دوسری قبر پر یہ اشعار تھے:

و کیف یلذ العیش من کان موقنا ۔۔۔ بان المنایا بغتہ ستعاجلہ

فتسلبہ ملکا عظیما وبھجتہ ۔۔۔ وتسکنہ القبر الذی ھو اھلہ

"وہ شخص زندگی کی لذت کیونکر پا سکتا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ اسے اچانک موت آئے گی۔

اس کا وسیع ملک اور رونق سلب کر لی جائے گی اسے قبر میں ٹھکانا ملے گا جہاں اسے رہنا ہے۔''

اور تیسری قبر پر یہ اشعار تھے:

و کیف یلذ العیش من کان صائرا الی جدث یبلی الشباب منازله

و یذهب ماء الوجه بعد بهائه سریعا و یبلی جسمه و مفاصله

''وہ شخص زندگی میں لذت عیش کیسے حاصل کر سکتا ہے جو ایسی قبر کی طرف جانے والا ہے جو جوانی کو بوسیدہ کرنے والا مقام ہے۔ بہت جلد چہرے کی آب و تاب زائل کر دینے والا' اور جسم اور جوڑوں کو بوسیدہ کرنے والا ٹھکانا ہے۔

انہوں نے گاؤں کے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ میں نے آپ کے یہاں یہ عجیب چیز دیکھی اور تینوں قبروں کے سلسلہ میں بات کی۔ انہوں نے جواب دیا۔ ان قبروں سے زیادہ حیرت ناک قبر والوں کے حالات ہیں اور واقعہ سنایا۔ ''یہ لوگ تین بھائی تھے۔ ایک امیر' دوسرا تاجر اور تیسرا زاہد۔ زاہد کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کے دونوں بھائی آئے اور صدقہ کرنے کے لئے اپنی قیمتی دولت دینے لگے مگر برادر زاہد نے انکار کیا اور کہا اس کی مجھے حاجت نہیں' مگر میں ایک وعدہ کرانا چاہتا ہوں' جس کے خلاف ورزی نہ کرنا۔ دونوں بھائیوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ زاہد نے کہا' میرے مرنے کے بعد مجھے غسل دو' کفن پہناؤ اور نماز جنازہ پڑھ کر کسی بلند مقام پر میری قبر بناؤ اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دو۔ (وہی جو تمہیں پہلی قبر پر نظر آئے) اس کام سے فارغ ہو کر میری قبر پر برابر آتے رہنا۔ شاید اس سے تمہیں نصیحت ہو۔ اس بھائی کے انتقال کر جانے کے بعد بقیہ دونوں بھائیوں نے وصیت کے مطابق ہر کام سرانجام دیا اور وہ بھائی جو مسند امارت پر تھا روزانہ بھائی کے مزار پر جاتا اور لوح مزار پڑھ کر روتا۔ ایک روز وہاں سے واپس جا رہا تھا اتنے میں اس نے قبر کے اندر کسی بھاری چیز کے گرنے کی آواز سنی' جس سے اس کا دہل گیا۔ مگر کیا کر سکتا تھا' سہاڈرا ہوا گھر لوٹ گیا۔ شب میں بھائی کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ کل تمہاری قبر سے کیا چیز گرنے کی آواز آئی تھی۔ اس نے جواب دیا۔ ''وہ لوہے کا کوڑا گرنے کی آواز تھی۔ اس وقت مجھ سے پوچھا جا رہا تھا کہ فلاں مظلوم کی تم نے دیکھتے سنتے مدد کیوں نہیں کی''؟ اس بات کا امیر بھائی کے دل پر یہ اثر ہوا کہ صبح ہوتے ہی اس نے تیسرے تاجر بھائی کو طلب کیا اور کہا۔ ''مرحوم بھائی نے اپنی قبر پر جو اشعار لکھوائے تھے وہ میرے ہی لئے تھے۔ میں تم کو اور تمام حاضرین کو گواہ بنا کر عہد کرتا ہوں کہا اب میں امارت سے سبکدوش ہو کر صرف عبادت میں وقت گزار دوں گا۔ چنانچہ درویشی اختیار کی لی۔ جنگلوں ویرانوں کو اپنا لیا یہاں

تک کہ اس کی موت کا وقت بھی قریب آ پہنچا۔ اس لمحے وہ ایک چرواہے کے پاس تھا جس نے اس کے بھائی کو اطلاع دی۔ وہ آیا' اور گزارش کی بھائی کوئی وصیت کرو۔ اس نے کہا میرے پاس مال و دولت تو ہے نہیں' جس کے لئے وصیت کروں لیکن میں تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں مر جاؤں تو مجھے بھائی کے پہلو میں دفن کرنا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا اور وہ اشعار بتائے (جو تم نے دوسری قبر پر دیکھے) اور یہ کر لینے کے بعد تین روز تک برابر میری قبر پر آ کر دعا کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے''۔ اسی طرح تیسرے بھائی نے وصیت کے مطابق ہر کام کیا اور روزانہ قبر پر جاتا۔ تیسرے دن پھر حسب معمول قبر پر گیا' خوب رویا اور دعا کی۔ لوٹنے کے وقت اس نے قبر کے اندر ایک دھماکہ کی آواز سنی۔ حیران و پریشان گھر لوٹا۔ رات کو خواب میں بھائی سے ملا' بہت خوش ہوا اور پوچھا تم میری ملاقات کے لیے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا: حیف صد حیف! اب کہاں کی ملاقات اور کیسا ملنا؟ اب تو مجھے میرے ہی گھر میں قرار مل چکا ہے۔ اس نے پوچھا حال بتاؤ؟ کہنے لگا اللہ کے فضل سے اچھا ہوں۔ توبہ سے بہت سی نیکیاں جمع ہو جاتی ہیں اور ہمارا زاہد بھائی کہاں' کس حال میں ہے؟ وہ تو ائمہ ابرار کے ساتھ ہے۔ بتاؤ! مجھے کس کام کا حکم دیتے ہو؟

پیارے بھائی! جو انسان پہلے سے کچھ نیکیاں بھیجتا ہے وہ اسے پاتا ہے۔ زندگی کو موت سے قبل غنیمت شمار کر۔ صبح اس تیسرے بھائی نے بھی ترک دنیا کا ارادہ کر لیا۔ دنیا کی نجاستوں سے دست کش ہو گیا۔ جائیداد حق داروں اور غریبوں میں بانٹ دی اور اللہ کی عبادت میں لگ گیا۔ اس کا ایک حسین و جمیل بیٹا تھا اس نے باپ کی جگہ تجارت سنبھال لی۔ جب اس تیسرے بھائی کا وقت اخیر آیا تو اس کے بیٹے نے وصیت کرنے کی درخواست کی۔ باپ نے کہا۔'' بیٹے! تیرے باپ کے پاس کچھ مال و دولت تو ہے نہیں پھر وصیت کس چیز کے لئے کرے۔ مگر ہوں! ایک اقرار کرو کہ میرے مرنے کے بعد مجھے میرے دونوں بھائیوں کے بغل میں دفن کرنا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا' (جو تم نے تیسری قبر پر دیکھے) اور جب ان کاموں سے فارغ ہونا تو تین روز تک متواتر میری قبر پر آ کر دعا کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے حال پر رحم فرمائے''۔ باپ کی موت کے بعد لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز باپ کی قبر سے اس نے بھی دردناک آواز سنی' جس سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور چہرہ متغیر ہو گیا۔ قبرستان سے بخار زدہ لوٹا۔ رات کو باپ سے خواب میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا۔'' بیٹے! بہت جلد عالم آخرت میں تم مجھ سے ملنے والے ہو' سفر آخرت کے لئے زاد راہ کی حاجت ہے۔ اور موت اس سے بھی پہلے ہے' سفر کی تیاری کرو۔ عارضی ڈیرے سے حقیقی اقامت گاہ

کی جانب اسباب روانہ کرو۔ دنیا کی زندگی پر فریفتہ نہ ہو، جس طرح تجھ سے قبل بہت سے لوگوں نے فریب کھایا، لمبی لمبی تمنائیں کیں اور آخرت کے واسطے تیاری نہیں کی۔ موت کے وقت سخت شرمندہ ہوئے اور زندگی رائیگاں جانے پر تاسف کیا۔ موت کے وقت ندامت و افسوس نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور نہ ان کی مصیبتوں کی سختی شرمندگی سے کم ہوگی تو اے میرے فرزند! جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر''۔ صبح ہوئی تو نوجوان نے کہا۔ ''مجھے لگتا ہے کہ وقت موعود آن پہنچا''۔ قرض خواہوں کا قرض چکایا، حقداروں کو ان کا حق دیا اور سارا بقیہ مال و دولت صدقہ و خیرات کر دیا۔ تیسرے دن تمام اہل و عیال کو بلا کر الوداع کہا۔ سلام کر کے قبلہ رو متوجہ ہوا اور کلمہ طیبہ کی تلاوت کرتے ہوئے وفات پائی۔

اب حال یہ ہے کہ لوگ ان قبروں کی زیارت کرتے ہیں۔ اپنی ضرورتوں میں ان کے توسط سے دعائیں کرتے ہیں تو رب تعالیٰ ان حاجت مندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ فكان الناس يزورون قبورهم ويتوسلون بهم الى الله تعالٰى فى قضاء حوائجهم فتقضى ۔

دنیا کی حقیقت

امام الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ ''میں ایک بار کوفہ گیا۔ وہاں ایک رئیس کا مکان دیکھا، جس سے عیش و تنعم خوب جھلک رہا تھا۔ دروازہ پر دست بستہ غلام کھڑے تھے۔ اور ایک دریچہ میں ایک خوش گلو کنیز کھڑی یہ نغمہ الاپ رہی تھی''۔

الا یا دار لا یدخلك حزن ولا یعبث بساكنك الزمان
فنعم الدار انت لكل ضيف اذا ما الضيف اعوزه المكان

اے مکان تجھ میں کبھی غم نہ داخل ہو، نہ تیرے بسنے والوں کو زمانہ پامال کرے۔ تو ہر مہمان کے واسطے کیا عمدہ ٹھکانہ ہے جب اسے اور کوئی مکان میسر نہ آئے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد میرا پھر وہاں جانا ہوا اور میں نے اس مکان کو دیکھا تو اس کے دروازے پر سیاہی چھا رہی تھی، اس میں رہنے والے اجڑ چکے تھے۔ ذلت اور پراگندگی نے سب کو ملیا میٹ کر دیا تھا۔ گویا اب وہ زبان حال سے کہہ رہا تھا۔

ذهبت محاسنها وبان شجونها والدهر لا يبقى مكانا سالما
فاستبدلت من انسها بتوحش ومن السرور بها عزاء راغما

اس کی زیبائش جاتی رہی، اور غم ظاہر ہو گیا۔ زمانہ کسی کو صحیح و سلامت نہیں چھوڑتا۔ اس کا انس وحشت سے تبدیل ہو گیا اور غم و ذلت نے اس کی خوشیوں کی جگہ اختیار کر لی۔

حضرت شیخ نے اس کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ مالک مکان مر گیا ہے اور پھر اس کی حالت بدل گئی۔ اس اجڑے ویران مکان میں حضرت شیخ کو ایک نحیف آواز والی باندی ملی' جس نے اس ویران خانے کی المناک داستان سنائی اور کہا۔ ''وہ لوغ یہاں کے عارضی باشندے تھے۔ ان کی تقریر انہیں دارالقرار کی جانب لے گئی۔ اس دنیا میں جو بھی آتا ہے ایک روز چلا ہی جاتا ہے۔ جو اس سے باوفا بن کر رہتا ہے۔ دنیا اس سے بے وفائی ضرور کرتی ہے''۔

حضرت شیخ نے پوچھا۔ ''پہلے اس مکان کے دریچے میں ایک باندی یہ نغمہ سنجی کرتی تھی۔ الا یا دار لا ید خلك حزن ۔

باندی: وہ بدنصیب میں ہی ہوں۔ میرے سوا اب کوئی بھی باقی نہ رہا۔ دنیا پر اترانے والے لائق افسوس ہیں۔ حضرت شیخ: تجھے اس ویران خانے میں کیا ملتا ہے' جو یہاں پڑی ہے؟ باندی: آپ نے تو نہایت سخت بات فرمائی۔ کیا یہ محبوبوں کے رہنے کی جگہ نہیں؟ پھر چند اشعار کہنے جن کا مفہوم یہ ہے۔

''لوگ کہتے ہیں کہ تو محبوب کے مکان میں رہ کر اس سے مانوس ہو گیا حالانکہ تجھ جیسا آدمی ایسے ویران خانے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے دل کی پسلیوں سے ہم آواز ہو کر جواب دیا۔ اس حال میں کہ جان نکل رہی تھی اور شوق روح کو ضائع کر رہا تھا کہ محبت کا مقام میرے قلب میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اگرچہ وہ اب نعمت وصال سے محروم ہے۔ میں اسے چھوڑوں کیسے کہ دل اس میں لگا ہوا ہے اس محبوب کے باعث جو کبھی اس میں رہتا تھا''

حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''میں وہاں سے روانہ ہوا مگر اس کے اشعار میرے دل میں گھر کر گئے اور دل میں عشق کی فراوانی ہو گئی''۔

علامہ یافعی یمنی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ''حضرت کو اس کے اشعار اس لئے پسند آئے کہ اس میں محبت' محبوب اور وصل کی صفات کا ذکر تھا اور وہ اپنی محبت میں صادق تھی اور ویران ہو جانے کے باوجود صبر کے ساتھ اپنے محبوب کے مکان میں پڑی ہوئی تھی۔

حصولِ مقصد کی دھن

ایک چور کو سزا کے طور پر باندھ کر لٹکا دیا گیا تھا۔ کیوں کہ اس کا یہ جرم پہلا جرم نہیں تھا بلکہ اس سے قبل ایک بار چوری کے سلسلہ میں اس کا ایک ہاتھ جا چکا تھا۔ دوبارہ چوری کی تو اس کا بایاں پاؤں قطع کر دیا گیا۔ تیسری بار پھر اسی حرکت میں گرفتار ہوا تو بایاں ہاتھ اور چوتھی بار جرم میں دائیں پیر بھی

گنوا چکا تھا۔ (جیسا کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مذہب میں ہے) اسے لٹکا ہوا دیکھ کر ایک بزرگ نے فرمایا۔ ''میں اس کا غلام ہوں''۔ مریدوں نے عرض کیا حضرت کیا فرما رہے ہیں؟ جواب دیا۔ ''اس نے اپنے محبوب کی طلب میں سب کچھ گنوا دیا اور کسی سزا اور اذیت نے اسے اس کی مقصد سے باز نہیں رکھا''۔

گوشہ نشین عابد

جبل لکام کی سیر کے دوران حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ ایک ایسے خطہ میں پہنچے جہاں سر سبز درختوں کی قطار اور رنگ برنگ پھول کھلے ہوئے تھے۔ اس دلکش نظارہ کو حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اتنے میں ان کے کانوں سے ایک ایسی آواز ٹکرائی جس نے آنکھوں کو اشکبار اور دل کو غم سے زیر بار کر دیا۔ آواز کا تعاقب کرتے ہوئے وہ چل پڑے۔ کچھ دور چل کر انہیں پتہ چلا کہ یہ آواز دامن کوہ کے غار سے آ رہی ہے جہاں ایک خستہ جاں عبادت گزار اللہ کا بندہ بیٹھا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے۔ ''پاک ہے وہ ذات جس نے اہل شوق کی تفریح کیلئے طاعت کے باغ سجائے۔ پاک ہے وہ جس نے اہل بصیرت عقلمندوں کو یہ سمجھا دیا کہ وہ ماسوا اللہ پر اعتماد نہ کریں۔ پاک ہے وہ جس نے اہل محبت کے نفوس کو دریائے محبت تک پہنچا دیا۔ وہ اسی جانب مائل ہوتے ہیں''۔

اتنا کہنے کے بعد وہ خاموش ہوا تو شیخ ذوالنون نے مخاطب کیا اور کہا۔ ''السلام علیکم اے غم کے یار اور رنج کے رفیق''۔ عابد: وعلیک السلام' آخر تم ایک ایسے شخص کے پاس کیسے پہنچ آئے جو سوال رب العالمین کے مقام سے خوفزدہ ہو کر تنہا رہتا ہے اور اپنے محاسبہ نفس میں منہمک ہے اور لوگوں کی باتوں پر غور وفکر کرنا ترک کر چکا ہے۔ شیخ ذوالنون: مجھے عبرت ونصیحت کی طلب' اور قلوب صالحین کی عنایات کے شوق نے آپ تک پہنچایا ہے۔ عابد: اے جوان! اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ ان کے قلوب میں محبت کے چقماق نے عشق کی چنگاری بھڑکا دی ہے۔ وہ لوگ وفور اشتیاق کے باعث ریاض حکومت کی سیر کرتے پھرتے ہیں اور جو کچھ ان کے لئے پردہ جبروت میں پوشیدہ ہے' اسے ملاحظہ کرتے رہتے ہیں۔ شیخ ذوالنون: ان حضرات کا کچھ وصف بیان فرمائیں۔ عابد: وہ حضرات رحمت خداوندی کے غار میں پناہ گزین ہیں اور بادہ الست کے جام پیتے ہیں (پھر دعا کی) اے میرے مالک ومولا! مجھے بھی ان حضرات میں ملا' اور ان حضرات جیسے اعمال کی توفیق عطا فرما۔
شیخ ذوالنون: مجھے کچھ پند نصیحت فرمائیں۔ عابد! اللہ سے محبت اس کے شوق لقا میں کرو۔ کیو

نکہ وہ ایک روز اپنے اولیاء کو اپنے جمال کی تجلی دکھائے گا۔

قد كان لي دمع فافنيته   قد كان لي جفن فاد ميته

میرے بھی کبھی آنسو تھے تو نے انہیں فنا کر دیا۔ میری بھی پلکیں تھیں تو نے انہیں خوں ناب کر دیا۔

وكان لي جسم فا بليته   وكان لي قلب فا ضنيته

میرا بھی جسم تھا تو نے اسے بوسیدہ کر دیا۔ میرا بھی دل تھا تو نے اسے ضعیف کر دیا۔

وكان لي يا سيدى ناظر   ارىٰ بـه الخلق فا عميته

اے میرے مالک! میری آنکھیں بھی تھیں جس سے میں مخلوق کو دیکھتا تھا۔ پس تو نے اندھی کر دیں۔

عبدك اضحى سيدى مو ثقا   لوشئت قبل اليوم اويته

اب تیرا بندہ محبوس ومقید ہو کر رہ گیا۔ اگر تو چاہتا تو آج سے پہلے ہی اسے اپنے پاس بلا لینا۔

رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ وبجمیع الصالحین ۔ آمین

کام کا وقت

آدھی رات کے وقت حضرت ذوالنون مصری کوہ لبنان پر تھے۔ وہاں انہوں نے بلوط کے پتوں کی جھونپڑی سے ایک چاند سا چہرہ برآمد ہوتے ہوئے دیکھا۔ سر نکال کر وہ بندہ خدا یوں مناجات کرنے لگا۔ ''واردات کے دوران میرے دل نے گواہی دی ہے کہ تو تمام صفات کمالات سے موصوف ہے اور قلوب تیری کنہ ذات تک رسائی میں متحیر ہیں اور میرا دل بھلا یہ گواہی کیوں نہ دے کہ وہ تیرے غیر کی محبت کا مادہ ہی نہیں رکھتا۔ حیف صد حیف! کہ تیری محبت میں کوتاہی کرنے والے رسوا اور ذلیل ہو گئے''۔ اس نے یہ کہہ کر اپنا سر بلوط کے پتوں سے بنائی ہوئی اوٹ کے پیچھے چھپالیا۔ شیخ ذوالنون ان کی روپوشی سے افسوس میں پڑ گئے اور وہیں کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ فجر کے وقت مردحق نے پھر اپنا چاند سا چہرہ باہر نکالا اور چاند کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''اے اللہ! زمین و آسمان تیرے ہی نور سے روشن ہیں۔ اور تیرے ہی نور سے تاریکیوں میں اجالا ہوتا ہے۔ تیرا جلال آنکھوں سے محجوب ہے اور آشنا دلوں کا رشتہ اس سے مربوط ہے''۔ پھر اس کے بعد کہا۔ ''میں اپنے اس درد وغم میں تجھی سے التجا کرتا ہوں۔ تو مجھ پر ایسی نظر کرم فرما' جو پکار پر حاضر ہو جانے والوں پر کی جاتی ہے''۔

حضرت ذوالنون نے آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ حضرت ذوالنون: میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ یرحمك الله ۔ بندہ خدا۔ حضرت ذوالنون: آخر کیوں؟ بندہ خدا: میرے دل سے اب تک تیرا خوف زائل نہیں ہوا۔ حضرت ذوالنون: حبیبی! کس بات نے آپ کو مجھ سے خوفزدہ کیا؟ بندہ خدا: اے ذوالنون! آپ کام کے وقت فضول پھر رہے ہیں' معاد کا توشہ لینے سے غافل ہیں' گمان پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

ان کی یہ باتیں سن کر حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔ جب دوپہر کی دھوپ اور گرمی ان کے جسم پر لگی اور ہوش میں آئے تو فرماتے ہیں کہ نہ وہ بندہ خدا وہاں موجود تھا اور نہ ہی ان کی جھونپڑی' اور میں اپنے دل میں حسرت وافسوس لئے ہوئے وہاں سے روانہ ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نفعنابہ آمین ۔

نشان عارف

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ عارف کی نشانی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ "ایک روز میں اپنے شیخ و مرشد ابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کوہ طور پر تھا ہمارے ساتھ اور تقریباً ستر آدمی تھے۔ ہم لوگوں کے پاس ایک نوجوان آیا۔ اس پر خشوع کا اثر تھا۔ جب ہم لوگ نماز پڑھتے تو وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتا اور علمی مذاکرہ کرتے تو وہ ایک گوشہ میں بیٹھ کر سنا کرتا' موسم بہار تھا۔ ہر طرف ہریالی تھی۔ ایک روز ہم لوگ سبزہ زار میں بیٹھے تھے اور حضرت شیخ معرفت کا بیان فرما رہے تھے"۔ شیخ کا بیان سن کر اس نوجوان نے ایک آہ کھینچی جس کی گرمی سے اس کے سامنے کی ہریالی جل اٹھی۔ پھر وہ غائب ہو گیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا" هٰذا هو العارف وهٰذا وصفه" یہ ہے عارف اور یہ ہے عارف کی نشانی۔ رضی اللہ عنہ۔

دیکھنا اور لحاظ رکھنا

ایک بزرگ کوہ لکام میں عابدوں زاہدوں کی تلاش میں گھوم رہے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہاں میں نے ایک دلق پوش کو پتھر پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس کی نگاہیں زمین پر گڑی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا۔ "اے شیخ! یہاں کیا کر رہے ہو؟" جواب دیا۔ "دیکھ رہا ہوں اور نگہداشت کر رہا ہوں"۔ میں نے کہا۔ "تمہارے سامنے تو پتھر کے سوا کچھ ہے نہیں' بھلا کسے دیکھ رہے ہو اور کس چیز کی نگہداشت کر رہے ہو؟" یہ سن کر اس کا چہرہ بدل گیا۔ اور خشمگیں نگاہوں سے مجھے دیکھ کر فرمایا۔" انظر خواطر

قلبي وادعي اوامر ربي "اپنے قلبی خیالات کو دیکھ رہا ہوں اور رب تعالیٰ کے اوامر کی نگہداشت کر رہا ہوں۔ قسم ہے اس خالق و مالک کی جس نے تجھے مجھ پر ظاہر فرمایا۔ یہاں سے چلا جا۔ میں نے کہا" مجھے کچھ مفید نصیحت کرو، تو میں جاؤں" فرمایا: "جو چوکھٹ تھام لے وہ خدمت گزار لکھ دیا جاتا ہے۔ جو گناہوں کو یاد کرے وہ نادم ہوتا ہے، جو اللہ کے بھروسے پر بے نیاز ہو، ناداری اور غربت سے محفوظ ہو جاتا ہے"۔ اتنا کہا اور روپوش ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ۔

تو ہی میرے دل کا حبیب ہے، تو ہی میرے غم کا طبیب ہے

بیت المقدس سے ایک بزرگ کو ایک ضرورت کے لئے کسی نواحی بستی میں جانا پڑا۔ فرماتے ہیں۔ راہ میں میں نے ایک ضعیفہ کو دیکھا کہ وہ ایک کمبل کا جبہ اور چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ میں نے سلام کیا اس نے جواب دیا۔

ضعیفہ: اے نوجوان! کہاں جا رہے ہو؟ میں: ایک ضرورت کے پیش نظر فلاں قریہ میں جا رہا ہوں۔ ضعیفہ: تیرا مکان یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے؟ میں: اٹھارہ میل کے فاصلے پر، ضعیفہ: ایک ضرورت کی جستجو میں اٹھارہ میل سے آئے ہو، کوئی اہم ضرورت ہوگی؟ میں: جی ہاں! ضعیفہ: صاحب قریہ سے کیوں نہ سوال کیا کہ تمہاری ضرورت کی چیز تمہارے پاس بھیج دیتا اور تمہیں مشقت نہ اٹھانی پڑتی۔ میں نے ضعیفہ کی اس بات کا مطلب نہیں سمجھا اور کہا، صاحب قریہ سے میری آشنائی نہیں ہے۔ ضعیفہ: تیرے اور اس کے درمیان کس نے نا آشنائی کرادی اور کس نے تیرے اور اس کے تعلق کو منقطع کر دیا۔ ضعیفہ کی اس بات کا مطلب میں سمجھ گیا اور رونے لگا۔ ضعیفہ: تو اللہ سے محبت کرتا ہے؟ میں: ہاں! ضعیفہ: سچ بتا؟ میں: واللہ میں اسے دوست رکھتا ہوں، ضعیفہ: اس نے جب تجھے محبت کے درجہ پر فائز کیا تو کس حکمت سے نوازا؟ اس کا جواب میرے پاس نہیں تھا۔ ضعیفہ: شاید تو محبت کو پوشیدہ رکھنے والے لوگوں میں ہے؟ میں اس بات کا جواب بھی نہیں دے سکا۔ ضعیفہ: اللہ تعالیٰ اپنی حکمت و معرفت اور پوشیدہ محبت کو نااہلوں کی آلودگی سے بچاتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، اللہ تعالے سے دعا کرو کہ وہ میرے دل کو بھی محبت میں مشغول کرے۔ اس کے جواب میں اس نے میرے سامنے ہاتھ جھاڑا۔ میں نے اپنی وہی بات پھر دہرائی۔ ضعیفہ: اپنے کام کے لئے جا! (اس کے بعد پھر کہا) اور سلب کا اندیشہ نہ ہوتا تو ایک عجیب راز کا انکشاف کرتی اور ایک آہ سرد کھینچ کر کہا۔ "افسوس کہ اس اشتیاق کا بغیر تیرے علاج نہیں، اور اس غم کی تیرے سوا کوئی دوا نہیں"۔ رضي الله عنها ونفعنا بها. آمین۔

لکڑیاں سونا بن گئیں

ملک شام میں دو نوجوان عبادتِ الٰہیہ میں مشغول رہتے تھے' جس عبادت کے باعث ایک کا نام صبیح اور دوسرے کا نام ملیح پڑ گیا تھا اتفاقاً ان لوگوں نے کئی روز تک کچھ نہیں کھایا' بھوکے رہے۔ باہم مشورہ کیا کہ آؤ' ویرانے میں چل کر کسی کو دین کی تعلیم دیں۔ ممکن ہے اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں نفع پہنچائے' انہوں نے بیان کیا کہ جنگل میں ہمیں ایک حبشی ملا جو سر پر لکڑیوں کا بوجھ اٹھائے آ رہا تھا۔

صبیح و ملیح: اے شخص تیرا ربّ کون ہے؟ ہماری یہ بات سن کر اس نے لکڑی کا گٹھر زمین پر رکھا اور اس پر بیٹھ گیا۔

حبشی: یہ نہ پوچھو کہ تمہارا ربّ کون ہے؟ بلکہ یہ پوچھو کہ تمہارے دل میں ایمان کا مقام کیا ہے؟ ہم دونوں یہ سن کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ پھر اس نے کہا پوچھو' پوچھو۔ مرید کو اپنا سوال نہیں روکنا چاہئے۔ اس نے جب دیکھا کہ ہم کوئی جواب نہیں دے رہے ہیں تو کہنے لگا۔

اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ تیرے بعض بندے تجھ سے جو طلب کرتے ہیں تو انہیں دیتا ہے تو میرا یہ بوجھ سونے کا کر دے۔ آناً فاناً لکڑیوں کا پورا گٹھا سونے کا بن گیا اور چمکنے لگا۔ پھر کہا۔ ''اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ تیرے بندے گمنامی کو پسند کرتے ہیں اور شہرت سے بچتے ہیں تو اسے پھر لکڑی کر دے''۔ وہ گٹھر لکڑی کا ہو گیا' جسے اس نے اپنے سر پر اٹھایا اور چل پڑا اور پھر ہمیں اس کے پیچھے جانے کی جرات نہ ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔

اللہ کے خاص بندے

ایک بزرگ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کا حال بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے پیچھے نماز عصر پڑھی۔ جب انہوں نے ''اللہ'' کہا تو جلال الٰہی کے باعث ہیبت زدہ ہو گئے۔ گویا ان کے جسم میں جان ہی نہ ہو اور جب ''اکبر'' کہا تو مجھے ایسا لگا کہ ہیبت تکبیر سے میرا دل پاش پاش ہو گیا۔

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''میں نے ساحل شام کے علاقہ میں ایک عابد کو کہتے سنا۔ ''اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں' جنہوں نے اسے تحقیق و یقین کے ساتھ پہچانا اور اس کی معرفت حاصل کی ہے۔ انہوں نے رضائے الٰہی کو ہی اپنا مقصد داخلی قرار دے لیا ہے۔ اس راہ

میں مصائب برداشت کرتے ہیں اس امید پر کہ اس کے حضور کامیاب ہوں۔ وہ دنیا میں غم کے ساتھی ہیں اور رنج وتعب میں زندگی گزارتے ہیں۔ وہ دنیا کی طرف رغبت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور اس سے مسافر کے زادسفر سے زیادہ نہیں لیتے۔ راستے میں راہزنی نہ ہو جائے اس خوف سے جلد چل پڑتے ہیں اور نجات کی امید پر محکم ارادہ کرتے ہیں اور اپنی روح کو قربان کرتے ہیں۔ رضا برحق کے لئے آخرت کو پیش نظر رکھتے ہیں اور دل کے کانوں سے آخرت کی خبر سماعت کرتے ہیں تو اگر انہیں دیکھے تو ایسے نظر آئیں کہ ان کے ہونٹ پژمردہ' ان کا شکم دبلا' ان کے دل رنجیدہ' اور جسم نحیف ونزار' اور آنکھیں گریہ کناں ہوں گی۔ وہ نہ کسی کی وجہ ڈھونڈیں گے اور نہ کسی امر کے ادا کرنے میں دیر کریں گے' دنیا کی قلیل شے پر قانع' لباس فاخرہ کے بجائے پرانی چادروں پر اکتفا کرنے والے ہوں گے اور شہروں کے بجائے ویران جگہوں پر زندگی گزارتے ہوں گے۔ وطن سے دور بھاگتے ہوں گے۔ دوستوں کے بجائے تنہائی سے الفت پیدا کر لی ہے تو اگر انہیں دیکھے تو ایک ایسی قوم نظر آئے گی جنہیں راتوں نے بیداری کے خنجر سے ذبح کر ڈالا ہے اور تکلیف کی چھری سے ان کے اعضاء الگ الگ کر دیئے ہیں۔ سیر شب کے باعث ان کے شکم دبلے پتلے ہوتے ہیں۔ بے خوابی کے سبب سے بال پراگندہ رہے ہیں' جو تکان پر تکان اٹھاتے ہیں اور کوچ کیلئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ رضی اللہ عنہم ونفعنا بھم۔

اللہ کی دعوت

حجاج بن یوسف ثقفی کے بارے میں سعید بن ابی عروبہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک بار حج کرنے آیا اور اس نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک تالاب پر اپنا خیمہ نصب کرایا۔ صبح کے کھانے کے وقت اس نے اپنے دربان سے کہا۔ ''کسی شخص کو تلاش کر کے لاؤ جو میرے ساتھ کھانا کھائے اور میں اس سے کچھ یہاں کے حالات بھی دریافت کرسکوں''۔ دربان پہاڑی کی طرف گیا' وہاں اس نے ایک بدوی کو دیکھا جو ایک چادر بچھائے اور دوسری چادر اوڑھے سو رہا ہے' دربان نے اسے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا ''امیر تجھے بلا رہے ہیں''۔ وہ آیا۔ حجاج: ہاتھ دھو لے اور میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ بدوی: جو تجھ سے بہتر ہے اس نے مجھے دعوت دی ہے اور میں اس کی دعوت قبول کر چکا ہوں۔ حجاج: وہ کون ہے؟ بدوی: اللہ تعالیٰ نے مجھے روزہ کی دعوت دی اور میں روزہ دار ہوں۔ حجاج: اس شدید گرمی میں۔ بدوی: بے شک! اس سے بھی سخت گرمی کے دن کی تیاری میں

روزہ رکھا ہے۔ حجاج: اچھا آج افطار کر لے' کل روزہ رکھ لینا۔ بدوی: تو اگر کل کی زندگی کا ذمہ لے تو میں افطار کر لیتا ہوں۔ حجاج: یہ تو میرے اختیار میں نہیں۔ بدوی: پھر مجھ سے کیوں کہتا ہے کہ آج کی نعمت کو اس کل کی امید پر چھوڑ دے جس پر تجھے قدرت بھی نہیں۔ حجاج: یہ بہت عمدہ کھانا ہے۔ بدوی: اس کھانے کو تو نے یا تیرے باورچی نے اچھا نہیں بنایا۔ بلکہ اچھا تو اس وقت ہے جب عافیت ہو۔ یہ تو خدا کا ہی کام ہے۔

حق گوئی و بے باکی

زمانہ حج میں ایک شخص کو لوگوں نے دیکھا' بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے بلند آواز سے لبیک پکار رہا تھا۔ اس سال حجاج بن یوسف بھی حج کے لئے آیا ہوا تھا اور وہ اس وقت مکہ شریف میں موجود تھا۔ اس نے سنا تو اپنے پاس بلوایا۔

حجاج: تم کن لوگوں میں سے ہو؟ حاجی: مسلمانوں میں سے! حجاج: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس ملک کے باشندے ہو؟ حاجی: یمن کا! حجاج: محمد بن یوسف (حجاج کا بھائی) کے بارے میں بتاؤ وہ کیسا ہے؟ حاجی: وہ لمبا' چوڑا' موٹا' خوش پوش' اسپ سوار' شہر کے اندر باہر دوڑ دھوپ کرنے والا انسان ہے۔ حجاج: میں تم سے اس کے اخلاق کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ حاجی: نہایت ہی ظالم و جابر' مخلوق کا فرماں برادر اور خالق کا نافرمان ہے۔ حجاج: تو نے اتنی سخت بات کیوں کہی۔ حالانکہ اس بات سے واقف ہے کہ میرا اس سے کیا رشتہ ہے؟ حاجی: تیرا اس کے ساتھ ایک رشتہ ہے اور میرا میرے خدا کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ تجھ سے رشتہ کی بنیاد پر وہ اس سے زیادہ معزز ہو جائے گا جو میرا اپنے پروردگار کے ساتھ ہے اور جب کہ اس وقت میں خانہ خدا میں آیا ہوں۔ اس کے پیارے نبی ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں (یا یمنی حاجی نے یوں کہا کہ) میں اس وقت اس کے گھر کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ اس کا فرض ادا کر رہا ہوں۔ اس کے دین کی پیروی میں لگا ہوں۔

اس مستانہ توحید کی یہ باتیں سن کر حجاج کو چپ لگ گئی اور وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ وہ یمنی حاجی اس سے اجازت لئے بغیر وہاں سے چلا گیا اور غلاف کعبہ پکڑ کر رب تعالیٰ سے یوں مناجات کرنے لگا۔

اللھم بك اعوذ وبك الوذ اللھم فرجك القريب ومعروفك القديم وعادتك الحسنه

''اے اللہ! تجھی سے میں پناہ مانگتا ہوں' تیری ہی پناہ لیتا ہوں' تیری ہی کشائش قریب'

تیرا احسان قدیم اور عادت بہتر ہے"۔

گدڑی میں لعل

شیخ طاہر مقدسی علیہ الرحمہ کا بیان ہے۔"میں مردان ابدال کی جستجو میں عسقلان سے نکلا اور غزہ جا رہا تھا۔ ناگہاں ایک شخص مجھ ساحل پر نظر آیا۔ بوسیدہ چادریں اس کے بدن سے لپٹی ہوئی تھیں، میں اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا، وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا"۔

لا تنب عني بان ترى خلقي   فا نما الدر داخل الصدف
عملي جديد وملبسي خلق   ومنتهى اللبس منتهى الصلف

دیکھ کر حال زبوں میرا، نگاہیں مت پھیر   لعل، بے دام صدف ہی میں دبا ہوتا ہے
جو ہے خوش پوش ہو خوش خلق ضروری تو نہیں   حق کا عرفان تو سینے میں چھپا ہوتا ہے

درویش کا کشف

شیخ عبداللہ دنیوری علیہ الرحمہ کے پاس ایک فقیر آیا۔ اس میں ریاضت ومجاہدہ اور اللہ کی راہ میں تکلیف برداشت کرنے کی نشانیاں ظاہر تھیں۔ شیخ دنیوری کے دل میں آیا کہ اس کی کچھ خدمت کروں اور اپنی جانب سے اس کے لئے کچھ خرید کر لاؤں۔ نقد پیسے موجود نہیں تھے۔ انہوں نے سوچا، اپنے جوتے گروی رکھ دیتا ہوں۔

نفس: (نے رکاوٹ ڈالی اور وجہ پیش کی) ننگے پاؤں رہو گے تو پاؤں نجاست اور کیچڑ سے کیسے بچاؤ گے؟ ٹھیک ہے جوتے نہیں تو لوٹا سہی! نفس: لوٹا اگر گروی رکھ دو گے تو وضو کیسے کرو گے؟ جوتے اور لوٹا اگر اس قدر ضروری ہیں تو رومال بیچ دینے میں تو کوئی حرج نہیں؟ نفس: رومال نہیں رہے گا تو پھر ننگے سر پھرا کرو گے۔ اس میں کیا حرج ہے؟

شیخ بعد اللہ دنیوری بھی ارادہ نفس کے مناظرہ میں یہیں تک پہنچے تھے کہ وہ درویش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عصا سنبھال کر بولا۔"اے پست ہمت! تو اپنا رومال سنبھال کر رکھ، میں جا رہا ہوں"۔

شیخ عبداللہ دنیوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ جب تک اس فقیر سے ملاقات نہ کروں گا، روٹی نہیں کھاؤں گا۔ منقول ہے کہ اس کے بعد آپ تیس سال تک زندہ رہے اور روٹی تناول نہیں فرمائی۔ رضی اللہ عنہما۔

اہل جنت کی آنکھ

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک خاتون کا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ ''جب وہ تہجد پڑھنے اٹھتی تو دعا کرتی۔ اے اللہ! ابلیس بھی تیری ایک مخلوق ہے اس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ وہ مجھے دیکھتا اور میں اسے دیکھنے سے قاصر ہوں اور تو اسے دیکھتا ہے جب کہ وہ تجھے نہیں دیکھ سکتا اور تو اس کے بعد تمام کاموں پر قادر ہے۔ اور وہ تیرے کسی کام پر قدرت نہیں رکھتا۔ اے اللہ! اگر وہ میری بدخواہی کرے تو اسے روک دے اور اگر وہ مجھ سے مکر کرے تو اس کے مکر کا اسے بدلہ دے۔ میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں اور تیری مدد سے اس کو دھتکارتی ہوں''۔

وہ خاتون یہ دعا کر کے رویا کرتی تھیں۔ کچھ دنوں بعد ان کی ایک آنکھ کی روشنی جاتی رہی۔ لوگوں نے کہا۔ ''کہیں دوسری آنکھ بھی نہ جاتی رہے''۔ انہوں نے کہا۔ ''اگر میری یہ آنکھ جنت والوں میں سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا عوض مجھے ضرور عطا فرمائے گا۔ جو بالیقین اس سے اچھی ہوگی اور اگر یہ اہل جہنم میں سے ہے تو بہتر ہے کہ اسے خداوند قدوس مجھ سے دور کر دے۔'' رضی اللہ عنہا ونفعنا بها۔ آمین۔

ذکر اللہ سے غافل مچھلیاں

بصرہ میں ساحل دریا پر شیخ ابوالعباس بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو مچھلی کا شکار کرتے دیکھا۔ اس کے ساتھ اس کی ایک چھوٹی سی بچی بھی تھی۔ جب کوئی مچھلی کانٹے میں پھنستی تو وہ اسے نکال کر ٹوکری میں ڈال دیتا۔ ٹوکری لڑکی کے پاس تھی۔ وہ اس مچھلی کو نکال کر پھر پانی میں ڈال دیتی۔ ایک بار اس نے خیال کیا تو ٹوکری مچھلیوں سے خالی تھی۔

شکاری: بیٹی! مچھلیاں کیا ہوئیں؟ بچی: ابو جان! آپ ہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا تھا کہ جو مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہوتی ہے وہی کانٹے میں پھنستی ہے اور جو مچھلی ذکر اللہ سے غافل ہو اس کی برکت نکل جاتی ہے۔ اس لئے میں نے ان غافل مچھلیوں کو پھر سے دریا میں ڈال دیا تا کہ ایسی مچھلیوں کو کھا کر ہم لوگ نقصان میں نہ پڑیں۔ شکاری کمسن بچی کی یہ بات سن کر رونے لگا اور بنسی کا نٹا پھینک کر وہاں سے چلا گیا۔ رضی اللہ عنہما

ظاہری اور باطنی اطاعت

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں حسبِ عادت ایک شب پاسبانی کے لئے مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گشت فرما رہے تھے۔ تھک گئے تو ایک دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ رہے۔ آپ نے سنا کہ ایک عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے اس دودھ میں پانی ملا دے۔ لڑکی نے جواب دیا۔ ''امی جان! کیا آپ نے امیر المومنین کا اعلان نہیں سنا جوان کا منادی کہہ رہا تھا کہ کوئی شخص دودھ میں پانی کی ملاوٹ نہ کرے''۔ ماں: ''یہاں حضرت عمر فاروق اور ان کا منادی دیکھ تو نہیں رہے ہیں؟'' لڑکی: ''بخدا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گی کہ سامنے تو امیر المؤمنین کی اطاعت کروں اور پیچھے نافرمانی''۔

علامہ یافعی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس لڑکی کی بات پسند آئی اور انہوں نے اپنی اولاد میں سے ایک کا اس کے ساتھ عقد کرایا اور اسی لڑکی کی نسل سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

کمسن اولیاء اللہ

حضرت شیخ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی دہلیز پر ایک امیر اترا اس کے ساتھ اس کے مصاحبین بھی تھے انہوں نے وہاں پانی مانگ کر پیا اور سب نے وہاں کچھ نقد پھینکا اور پھینک کر چلے گئے گھر کے لوگ نقد پا کر خوش ہوئے، مگر شیخ کی چھوٹی لڑکی خوش نہیں ہوئی بلکہ رونے لگی۔ لوگوں نے اس کے رونے کی وجہ پوچھی تو جواب دیا: ''ایک مخلوق نے ہمیں محبت کی نظر سے دیکھا تو ہم غنی ہو گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں نگاہِ رحمت سے دیکھے تو کیا حال ہوگا۔'' (رضی اللہ عنہ)

شیخ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بچی تھی۔ ایک روز اس نے اپنے والد سے کھانے کی کوئی چیز مانگی۔ شیخ نے فرمایا: ''بیٹی اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔'' اس نے جواب دیا ''ابو جان! بخدا میں اللہ تعالیٰ سے کھانے کی چیز مانگتے ہوئے شرماتی ہوں۔''

شیخ ابوعبداللہ جلاء رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے ایک روز اپنے شوہر سے مچھلی لانے کی فرمائش کی۔ شیخ کے والد بازار گئے اور اپنے فرزند (ابوعبداللہ جلاء) کو بھی ہمراہ لے گئے۔ بازار سے مچھلی خریدی اور ایک مزدور تلاش کرنے لگے تاکہ وہ مچھلی گھر تک پہنچا دے۔ ایک لڑکا ملا اور اس نے مچھلی سر پر اٹھا لی اور ساتھ چلا۔ راستے میں موذن کی آواز سنائی دی اس مزدور لڑکے نے کہا ''نماز کے لئے مجھے طہارت کی حاجت ہے اور اذان ہو رہی ہے۔ اگر آپ راضی ہوں تو میرا انتظار کریں ورنہ اپنی مچھلی

لے کر جائیں۔'' شیخ کے والد نے کہا اس لڑکے کا اللہ تعالیٰ پر توکل ہے ہمیں بدرجہ اولیٰ توکل کرنا چاہئے۔ چنانچہ مچھلی وہیں چھوڑ کر ہم لوگ نماز پڑھنے چلے گئے۔ ہم لوگ نماز پڑھ کر نکلے تو مچھلی اپنی جگہ تھی۔ لڑکے نے اٹھالی اور ہم لوگ گھر پہنچے۔ شیخ کے والد نے یہ واقعہ اپنی اہلیہ کو بتایا۔ شیخ کی ماں نے سن کر کہا: ''اس سے کہیے تھوڑی دیر رک کر ہم لوگوں کے ساتھ مچھلی کھانے میں شریک ہو' لڑکے نے کہا میں روزے سے ہوں۔ شیخ کے والد نے کہا: ''اگر ایسی بات ہے تو شام کو آ کر یہیں کھانا کھا لو۔'' لڑکا: ''میرا طریقہ یہ ہے کہ جب ایک بوجھ اٹھا لیتا ہوں تو دوبارہ نہیں اٹھاتا کسی قریب کی مسجد میں جاکر رہوں گا میں شام کو آجاؤں گا۔''

شام ہوئی تو وہ آیا اور سب نے مل کر کھانا کھایا اور وہ وضو کر کے ایک گوشہ میں جا بیٹھا۔ شیخ جلاء اور ان کے والد نے جب دیکھا تو اسے تنہائی پسند ہے تو اسے چھوڑ کر ہٹ گئے شیخ جلاء کے گھر میں ایک اپاہج عورت تھی رات کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ از خود چل رہی ہے لوگوں کو سخت تعجب ہوا اس نے کہا: ''میں نے دعا کی کہ مولا! اس مہمان کی برکت سے مجھے اچھا کر دے۔'' رب تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی۔ شیخ جلاء اور ان کے گھر والے نے اس کمرے کو دیکھا جہاں لڑکا گوشہ نشین تھا تو کمرہ کو خالی پایا اور دروازہ بند تھا۔

شیخ یافعی یمنی علیہ الرحمہ راقم طراز ہیں۔ ''اولیاء اللہ بچے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی' غلام بھی اور آزاد بھی' عورتیں بھی اور مرد بھی' دیوانے بھی اور عقلمند بھی۔''

ملک یمن میں ایک شیخ کا ایک کمسن لڑکا تھا بچوں کے ہمراہ کھیلتا اور جو شخص اس سے کسی شئے کی فرمائش کرتا ہاتھ اٹھا کر حاضر کر دیتا تھا۔ ایک روز اس کے والد نے اس سے کہا ''بیٹھے! مجھے فلاں چیز کھلاؤ۔'' اس نے فوراً حاضر کر دی۔ شیخ اپنے اس بیٹے سے بہت خوش ہوئے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی پھر اس سے کچھ طلب کیا مگر اب بچے نے ہاتھ اٹھایا تو وہ شئے نہیں آئی گویا شیخ کی توجہ سے وہ دروازہ بند کر دیا گیا اور شیخ نے اس کے لئے اسی میں بہتری جانی تاکہ بچہ شہرت اور عجب و خود بینی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ رضی اللہ عنہما ونفعنا بھما۔

اے مرے دل کے دوست

وادی کنعان میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو رات میں سر راہ کسی کے پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ ''وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحسبون'' اور ظاہر ہوا اللہ کی طرف سے ان پر جو ان کے گمان میں بھی نہ تھا۔

قریب آنے پر معلوم ہوا کہ وہ اونی جبہ اور نقاب پہنے ایک خاتون ہے جس کے ہاتھ میں ایک لوٹا اور ایک عصا بھی ہے۔

عورت: اے شخص تم کون ہو؟ حضرت ذوالنون: میں ایک مسافر ہوں۔ عورت: کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی کوئی مسافر ہوتا ہے جبکہ وہ غریب الدیار کا مونس اور کمزور کا معاون ہے۔ عورت کی یہ بات سن کر حضرت ذوالنون پر گریہ طاری ہو گیا۔ عورت: روتے کیوں ہو؟ حضرت ذوالنون: زخم پر مرہم لگ گیا۔ عورت: اگر تمہاری یہ بات سچ ہے تو پھر رونا کیسا؟ حضرت ذوالنون: کیا سچے کبھی نہیں روتے؟ عورت: نہیں! حضرت ذوالنون: آخر اس کی وجہ؟ عورت: رونا دراصل دل کی تشفی کے لئے ہوتا ہے اور یہ ایک سہارا ہوتا ہے جس کی پناہ لی جاتی ہے حالانکہ گریہ وزاری سے زیادہ پوشیدہ رکھنے کی کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے نزدیک رونا ضعف کی نشانی ہے۔

یہ باتیں سن کر حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کو حیرت ہوئی۔ عورت: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ حضرت ذوالنون: مجھے تمہاری باتوں پر تعجب ہو رہا ہے۔ عورت: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے' کیا اپنی بیماری بھول گئے۔ حضرت ذوالنون: ربّ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اگر مناسب سمجھو تو کچھ بتاؤ جس سے مجھے فائدہ ہو۔ عورت: طبیب تجھے جتنا بھی بتائے گا اور مانگنے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ حضرت ذوالنون: یہ بات سچ ہے کہ میں اولیاء اللہ سے مزید طلب کرنے سے مستغنی نہیں۔ عورت: اے مسکین! تو نے سچ کہا اپنے مولا سے محبت کر اور اس کا شوق دل میں پیدا کر کیونکہ ایک روز وہ اپنے اولیاء اصفیاء اور اہل محبت کے اظہار شان کے واسطے اپنے جمال کامل کے ساتھ تجلی فرمائے گا اور اپنے بادہ جمال اور پیمانہ وصال سے ان سب کو سیراب فرمائے گا جس کے بعد وہ کبھی پیاسے نہیں ہوں گے۔

اتنا کہنے کے بعد اس پر وجد کا غلبہ ہوا اور کہنے لگی ''یا حبیب قلبی الی کم تخلفنی بدار لا اجد فیها صدیقا صادقا'' اے میرے دل کے حبیب! تو مجھے کب تک اس دنیا میں چھوڑے گا جہاں میں اپنا کوئی سچا دوست نہیں پاتی۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''پھر مجھے چھوڑ کر وہ جنگل کی طرف چلی گئی اور یہ کہتی تھی'' تیری جانب نہ کہ نار کی جانب' تیری جانب نہ کہ نار کی جانب' تا آنکہ آواز مجھ تک آنی بند ہو گئی۔'' رضی اللہ تعالیٰ عنهما و نفعنا بها آمین۔

ایک شرابی پر اللہ تعالیٰ کا کرم

دریائے نیل کے کنارے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بچھو نظر آیا انہوں نے سوچا اس

موذی جانور کو ماردوں ابھی وہ ہاتھ میں پتھر اٹھا ہی رہے تھے کہ وہ بھاگ کر پانی کے قریب پہنچ گیا اور اسی وقت کہیں سے ایک مینڈک نکلا' بچھو اس کی پشت پر سوار ہو گیا۔ مینڈک پانی میں تیرتا ہوا دوسرے کنارے جانے لگا۔ حضرت ذوالنون کو بھی جستجو ہوئی اور وہ بھی اس طرف جا پہنچے بچھو مینڈک کی پشت سے اتر کر خشکی میں رینگتا ہوا ایک طرف چلا جہاں ایک بدمست شرابی کے سر پر اژدہا اسے ڈسنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ بچھو نے بڑھ کر اژدہا کو ڈنک مارا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت ذوالنون مصری نے شرابی کو جگایا'' وہ جب بیدار ہوا تو اپنے پاس اژدہا دیکھ کر ڈر سے بھاگنے لگا۔'' شیخ نے کہا: ''اب اس سے کیا بھاگتا ہے اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور بچھو کے ذریعہ تمہاری جان بچالی'' اور پھر پورا قصہ سنایا۔

شرابی نے سن کر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا'' خدا ایک نافرمان پر تیرا یہ احسان ہے تو فرمانبرداروں پر تیرا کرم کتنا عظیم ہو گا تیری عزت وجلال کی قسم! میں اب کبھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔'' اور رو رو کر یہ اشعار پڑھتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

یا راقدا والجلیل یحرسہ   من کل سوء یدب فی الظلم

اے سونے والے! اللہ تعالیٰ تیری نگہبانی فرماتا ہر بری شئے سے جو اندھیرے میں چلتی ہے۔

کیف تنام العیون عن ملک   تاتیک منہ کرائم النعم

کس طرح سوتی ہیں آنکھیں ایسے بادشاہ سے جس کی جانب سے تیرے پاس عمدہ نعمتیں پہنچتی ہیں۔

ولی اللہ کے صدقے

ایک شخص شراب کے نشہ میں دھت سر راہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا۔ اتفاقاً اس طرف سے حضرت ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ حضرت نے اس کو دیکھا تو رک گئے اور پانی سے اس کا منہ دھویا اور زبان صاف کر دی۔ فرمایا۔ کون ایسی زبان ہو گی جسے یہ آفت لگی۔ ایک وقت یقیناً اسی زبان سے وہ اللہ عزوجل کا ذکر کر چکا ہے۔ وہ شخص جب ہوش میں آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ حضرت ابراہیم بن ادہم نے تمہارا منہ دھلایا۔ اس شخص نے سنا تو بہت نادم ہوا اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم نے خواب میں دیکھا کہ کوئی پکارنے والا پکار کر کہہ رہا ہے اے ابراہیم!

تو نے ہمارے لئے اس کی زبان پاک کی۔ ہم نے تیری وجہ سے اس کا دل پاک کر دیا۔ رضی اللہ عنہ۔

توقیر بسم اللہ کی برکت

حضرت بشر بن حارث رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور! آپ کا نام تو اہل ایمان میں ایسا روشن ہے کہ جیسے انبیاء کا ہوتا ہے۔ آپ فرمائیں کہ آپ کی ابتدائی حالت کیا تھی؟ فرمایا۔ یہ جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ میں ایک ہوشیار' چالاک تعصب اور فخر کا رسیا انسان تھا۔ میں نے راہ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا پایا۔ جس پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا تھا۔ میں نے اس کو صاف کر کے جیب میں رکھ لیا۔ اس وقت میرے قبضہ میں صرف دو درہم تھے اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ میں نے ان درہموں سے عطر خریدا اور اس کاغذ کو معطر کیا۔ رات میں جب سویا تو ایک کہنے والے کو کہتے سنا۔ اے بشر! تو نے میرے نام کو خوشبو سے بسایا۔ ہم بھی تیرے نام کی خوشبو دنیا و آخرت میں پھیلائیں گے۔ رضی اللہ عنہ

دروازۂ حکمت

حضرت منصور بن عمار رضی اللہ عنہ کو راہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شریف لکھا ہوا کاغذ ملا۔ انہوں نے وہ کاغذ رکھنے کو کوئی مناسب جگہ نہیں پائی تو اسے کھا لیا رات میں خواب دیکھا۔ قائل کہہ رہا ہے۔ اس کاغذ کے احترام اور توقیر میں اللہ تعالیٰ نے تجھ پر' حکمت کے دروازے کھول دیئے۔ یہی بات حضرت کے رجوع الی اللہ کا ذریعہ بنی۔ رضی اللہ عنہ

حضرت بشر حافی کی توبہ

حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ توبہ سے قبل ایک روز اپنے مصاحبوں کے ہمراہ گھر میں شراب و کباب' اور نغمہ و سرود کی مجلس جائے ہوئے تھے۔ ایک بزرگ نے دروازے پر دستک دی۔ باندی نے دروازہ کھولا۔ بزرگ نے پوچھا۔ اس مکان کا مکین غلام ہے یا آزاد؟ باندی نے کہا' آزاد' فرمایا' سچ کہا آزاد ہے اسی لئے تو عیش و عشرت میں مگن ہے۔ اگر غلام ہوتا تو غلام جیسے کام کرتا اور آداب بندگی بجالاتا۔ بشر حافی کے کانوں میں ان کی بات پڑی۔ وہ اس وقت ننگے سر ننگے پاؤں (حافی) تھے۔ اسی حالت میں دوڑ کر دروازہ پر پہنچے۔ مگر بزرگ وہاں سے جا چکے تھے۔ باندی سے ان کی ساری باتیں دریافت کیں اور اسی حالت میں گھر سے نکل کر انہیں تلاش کیا اور جب مل گئے تو عرض کیا کہ آپ نے جو کچھ باندی سے فرمایا تھا' پھر ارشاد فرمائیے۔ بزرگ نے اپنی بات پھر دہرائی تو بشر حافی زمین پر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ اپنے رخساروں کو مٹی میں ملتے اور فرماتے جاتے

آزادنہیں غلام ہے غلام غلام غلام' اس کے بعد ان کا یہ حال ہوا کہ ننگے سر اور ننگے پاؤں گھومتے رہتے۔ اسی لئے لوگوں نے انہیں حافی کہنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا آپ ننگے پاؤں کیوں رہتے ہیں' جوتے کیوں نہیں پہنتے۔ فرمایا۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ سے مصالحت کی تھی اس وقت اسی طرح ننگے پاؤں تھا۔ تو میں مرتے دم تک اس حالت کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔

ایک بار حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ سے ایک چھوٹی بچی نے کہا۔ اگر آپ دو دانگ کی جوتی خرید لیں تو آپ کا نام حافی نہ رہے۔ رضی اللہ عنہ

توقیر اطاعت

الاستاذ ابوعلی دقاق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں۔

ایک بار حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس سے ہو کر تشریف لے گئے تو وہ لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ یہ انسان تمام رات جاگ کر عبادت کرتا ہے اور تین دن کے بعد افطار کرتا ہے۔ حضرت بشر رضی اللہ عنہ نے سنا تو رونے لگے اور فرمایا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی تمام شب بیدار رہا ہوں اور اگر کبھی روزہ رکھتا ہوں تو اسی شام کو افطار کرتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندہ کے کام سے زیادہ لوگوں کے قلوب میں عزت ڈال دیتا ہے۔

احترام ولی کا ثمرہ

حضرت ابوعلی رود باری رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فاطمہ بنت احمد فرماتی ہیں:

شہر بغداد میں دس جوان تھے۔ ان کے ساتھ دس نوخیز لڑکے بھی تھے۔ انہوں نے لڑکوں میں سے ایک کو کسی ضرورت سے بھیجا۔ اس نے لوٹنے میں تاخیر کر دی۔ یہ لوگ غضب ناک ہونے لگے۔ اتنے میں وہ ایک خربوزہ لئے ہنستا ہوا آ پہنچا۔ جوانوں نے دریافت کیا ایک تو تو دیر سے آ رہا ہے اس پر ہنستا بھی ہے۔ لڑکے نے کہا۔ میں آپ لوگوں کے لئے ایک عجوبہ لایا ہوں۔ سب نے پوچھا۔ وہ کیا؟ لڑکے نے اپنے ہاتھ کو خربوزہ انہیں پیش کیا اور کہا۔ اس خربوزہ پر حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ رکھ دیا تھا۔ اس لئے میں نے اسے بیس درہم میں خرید لیا۔ لڑکے کی بات سن کر سب نے خربوزہ کو چوما اور اپنی اپنی آنکھوں سے لگایا۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ حضرت بشر کو کس چیز نے اس مقام پر پہنچایا۔ کسی نے کہا۔ تقویٰ نے' سائل نے کہا۔ میں تمہیں گواہ بنا کر اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد سب نے اسی کی طرح توبہ کی۔ کہتے ہیں۔ وہ سب طرطوس گئے اور وہیں شہادت پالی۔ رضی اللہ عنہم

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

ایک صاحب علم وفضل بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک سوداگر تھا۔ میں اس سے ہمہ وقت صوفیائے کرام کی شان میں بدکلامی سنتا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے اسی کو صوفیائے کرام کی صحبت میں دیکھا اور سنا کہ اس نے اپنی ساری دولت انہیں پر لٹادی ہے۔ انہوں نے وجہ دریافت کی تو سوداگر نے کہا۔ میں اس وقت جو سوچ رہا تھا وہ بات نہیں تھی۔ مجھے اس کا علم اس طرح ہوا۔

ایک جمعہ کی نماز کے بعد میں نے حضرت بشر کو دیکھا کہ بہت جلدی میں مسجد سے نکل کر جا رہے ہیں۔ میں نے سوچا اس شخص کو دیکھو جو بہت بڑا صوفی کہلاتا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں رکتا بھی نہیں۔ انہوں نے بازار جا کر نان بائی کے پاس سے نرم نرم روٹیاں خریدیں۔ میں نے سوچا صوفی صاحب کو دیکھئے نرم نرم روٹیاں لے رہے ہیں۔ اس کے بعد کباب والے کے پاس سے ایک درہم کا فالودہ خریدا۔ میں نے سوچا۔ ٹھیک ہے خریدنے دو۔ جب یہ کھانے بیٹھیں گے اس وقت میں ان کا مزہ کرکرا کروں گا۔ یہ سب لے کر انہوں نے جنگل کی راہ لی۔ میں نے سوچا انہیں بیٹھ کر کھانے کے لئے شاید کسی سبزہ زار کی تلاش ہے۔ میں بھی پیچھے ہی لگا رہا' عصر کے وقت بشر ایک قریہ میں داخل ہو کر وہاں کی مسجد میں گئے جہاں ایک بیمار آدمی تھا۔ اس کے بالیں پر بیٹھ کر اسے کھانا کھلانے لگے۔ میں تھوڑی دیر اس گاؤں کی سیر کے لئے وہاں سے ٹل گیا۔ پھر جب واپس لوٹا تو بشر کو وہاں نہیں پایا۔ اس بیمار شخص سے بشر کے بارے میں پوچھا۔ یہاں سے بغداد کتنی دوری پر ہے۔ اس نے کہا چالیس فرسخ' یعنی پانچ منزل' (۱۲۰ میل) میری زبان سے نکلا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ' میں نے خود پر یہ کون سی مصیبت ڈال لی۔ میرے پلے نہ پیسے ہیں کہ سواری پر جاؤں' اور نہ جسم میں اتنی قوت کہ پیدل چل کر پہنچوں۔ بیمار شخص نے کہا۔ بشر کے آنے تک یہیں رہو۔ چنانچہ میں دوسرے جمعہ تک وہیں رہا۔ اور بشر اپنے سابقہ وقت پر وہاں پہنچے۔ ان کے ہمراہ وہی مریض کا کھانا تھا۔ اسے جب وہ کھلا چکے تو اس نے کہا اے ابونصر! یہ شخص گزشتہ جمعہ تمہارے ہمراہ یہاں آیا تھا۔ اور ہفتہ بھر یہیں پڑا رہا۔ اب اسے پہنچا دو۔ حضرت بشر نے مجھے جلال سے دیکھا اور پوچھا میرے ساتھ کیوں آئے تھے؟ میں نے کہا غلطی ہوئی فرمایا۔ چل اٹھ۔ میں ان کے پیچھے مغرب تک چلا۔ جب شہر کے نزدیک پہنچے تو پوچھا۔ تیرا محلّہ کون سا ہے؟ میں نے بتایا اور انہوں نے فرمایا۔ بہتر ہے جا' دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ اسی وقت میں نے بارگاہ حق میں ان حضرات کی بدگوئی سے توبہ کر لی اور ان

کی صحبت اختیار کی' اور اب اسی پر قائم رہوں گا' ان شاء اللہ۔

ریاضت میں تدریج کا لحاظ

ایک بزرگ نے ریاضت ومجاہدہ کے ابتدائی دور میں خلوت اختیار کی اور اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ چالیس روز تک کچھ نہیں کھاؤں گا۔ فرماتے ہیں جب بیس دن سے کچھ زیادہ ہوئے تو فاقہ کی سختی نے زور پکڑا' اور خواہش بڑھ گئی اور میں خلوت سے نکل کر چل پڑا۔ مجھے یہ بھی ہوش نہیں کہ جا کہاں رہا ہوں۔ اچانک بازار میں مجھے ایک فقیر نظر آیا' جو کہہ رہا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک رطل میدے کی روٹی' ایک رطل کباب' اور ایک رطل حلوے کا سوال کیا ہے۔ اس فقیر کا سوال مجھے وزنی لگا۔ اور وہ اپنی وہی صدا لگاتے ہوئے بار بار میرے قریب سے گزرتا اور مجھ سے کچھ نہیں کہتا تھا۔ میں دل ہی دل میں کہتا کہ یہ عجیب آدمی ہے۔ مزے مزے کی چیزیں مانگ رہا ہے۔ ایک میں ہوں کہ صرف روٹی کے سوکھے ٹکڑے چاہتا ہوں' وہ بھی نہیں ملتے۔ کچھ دیر بعد اس کو اس کی مطلوبہ چیزیں مل گئیں تو وہ لے کر میرے پاس آیا اور مجھے دے کر میرے کان گرم کیے پھر کہا۔

بتا کس کا کام زیادہ وزنی ہے' اس کا جو وعدہ توڑ کر خلوت سے خواہش نفس کیلئے نکل آئے' یا اس شخص کا جو بھوکے انسان کے لئے عمدہ غذائیں مہیا کر کے لائے تا کہ اس کی قوت اور حواس بحال ہوں۔ اس کے بعد فرمایا۔ ''جو شخص چلہ پورا کرنا چاہتا ہے اسے تدریجا طے کرنا چاہیے۔ یکبارگی نہ طے کرے ورنہ بھوک کا کتا بھڑک کر حملہ آور ہو جائے گا'' اور کہا آئندہ ایسا نہ کرنا اور مجھے چھوڑ کر چل دیا۔ رضی اللہ عنہم

پایالمحوں میں منصب ابدال

یمن کے ایک شیخ کا واقعہ ہے کہ وہ مقام زبید سے ساحل کی طرف مقام اہواب کے رخ پر چلے۔ ان کا ایک شاگرد بھی ہمراہ تھا۔ راستے میں بید کا ایک جنگل ملا۔ شیخ نے تلمیذ سے کہا۔ یہاں سے ایک بید لے لو۔ شاگرد نے شیخ کے حکم کی تابعداری کی' ایک بید لے لیا۔ مگر سوچتا رہا کہ حضرت اسے کیا کریں گے؟ پھر قوم سناکم نامی غلاموں کی بستی میں پہنچے' اس قوم کا یہ حال تھا کہ یہ مردار خور اور نشہ باز تھے اور نماز روزہ جانتے ہی نہ تھے۔ وہاں اس وقت شراب نوشی کی مجلس جمی تھی اور سب ناچ گانے میں لگے ہوئے تھے۔ شیخ نے شاگرد سے فرمایا۔ اس طویل القامت بوڑھے شخص کو جو طبلہ پیٹ رہا

ہے بلا کر لاؤ۔ شاگرد نے جا کر اس سے کہا تو وہ گردن سے طبلہ پھینک کر آ گیا۔ پھر شاگرد کو حکم دیا کہ اسے بید کی ضرب لگاؤ۔ شاگرد نے بوڑھے شخص کو شراب کی حد شرعی لگائی اور اسے اپنے آگے آگے سمندر کے کنارے تک لائے اور فرمایا غسل کرو' کپڑے پاک کرو اور خود ہی اسے غسل وطہارت اور وضو کا طریقہ بتایا' نماز سکھائی۔ اس کے بعد تینوں آدمیوں نے مل کر نماز پڑھی۔ امامت شیخ نے فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے مصلے کو سطح سمندر پر بچھا دیا اور اس بوڑھے شخص سے کہا۔ آگے بڑھو۔ اس نے آ کر مصلے پر قدم رکھا اور پھر پانی پر چلتے چلتے نظروں سے غائب ہو گیا۔ شاگرد نے شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ افسوس کہ مجھے آپ کی خدمت کرتے اتنے سال ہو گئے اور اب تک اس درجہ سے محروم ہوں اور اس شخص نے چند لمحوں میں اتنا کچھ پا لیا اور اس سے اتنی شاندار کرامت کا ظہور ہوا۔

شیخ نے روتے ہوتے جواب دیا۔ فرزند عزیز! میں کیا' میری حقیقت کیا؟ یہ جو کچھ ہوا سب اللہ تعالیٰ نے کیا مجھے تو حکم دیا گیا کہ فلاں مقام کے ابدال کا انتقال ہو چکا ہے اس کی جگہ فلاں شخص کو مقرر کرو۔ میں نے خادموں کی طرح صرف ارشاد کی تعمیل کی۔ خود میری آرزو تھی کہ یہ مقام مجھے مل جاتا۔ یہ تھے حضرت علی بن مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو حضرت شیخ کبیر محمد بن ابوالباطل کے اصحاب میں ہیں ان کی قبر عدن میں ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ آمین

خود خدا جس کا باطن سنوارے

سرزمین عدن میں مدفون حضرت شیخ کبیر جوہر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ غلام تھے۔ آزاد ہوئے پھر بازار میں خرید و فرخت کیا کرتے تھے فقراء کی صحبت سے انس رکھتے تھے۔ عقیدت سے حاضری دیتے تھے۔ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ سرزمین عدن کے عظیم بزرگ حضرت سعد حداد رحمۃ اللہ علیہ کا وقت وصال قریب آیا تو لوگوں نے دریافت کیا۔ آپ کا جانشین کون ہوگا؟ فرمایا۔ میری موت کے تیسرے روز تمام فقراء کی موجودگی میں کس کے سر پر سبز پرندہ گرے وہی میرا جانشین ہوگا۔ تیسرے روز تمام مشائخ اور فقراء قرات اور ذکر سے فارغ ہو کر انتظار میں بیٹھے تھے اور جلیل القدر مشائخ اس عظیم نعمت کو پانے کے مشتاق تھے کہ پرندہ ہم پر گرے۔ مگر پرندہ شیخ جوہر کے سر پر گرا۔ حالانکہ انہیں اس کا گمان بھی نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر تمام بزرگ ان کی جانب دوڑ پڑے تاکہ ان کی دستار بندی ہو اور انہیں سجادہ مشیخت پر بٹھایا جائے اور خود ان کا یہ حال کہ وہ زار و قطار روتے تھے اور کہتے

تھے کہ میں اس کے قابل نہیں ہوں۔ میں ایک بے پڑھا لکھا بازاری انسان ہوں۔ آداب مشیخت اور طریقہ فقراء سے ناواقف ہوں اور بازار کے لوگوں کے مجھ پر تقاضے ہیں۔ میں اس ذمہ داری کو کیسے نبھا سکتا ہوں۔

تمام مشائخ و فقراء نے بیک زبان عرض کیا۔ یہ آسمانی فیصلہ ہے' جو اس طرح ظاہر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تعلیم و تربیت خود فرمائے گا۔ وہی حقیقی والی ہے۔

شیخ جوہر نے ان لوگوں سے کہا مجھے کچھ مہلت دیں تا کہ لوگوں کے حقوق سے سبکدوش ہو آؤں' مہلت ملی۔ گھر جا کر تمام حقداروں کو ان کا حق پہنچایا۔ دوکان ختم کر دی۔ بازار ترک کر دیا اور واپس آ کر گوشہ تنہائی اختیار کیا۔ پھر ان کے پاس فقراء جمع ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے نام کی طرح حقیقی جوہر بن گئے۔ ان کے فضائل اور کرامات بہت ہیں۔ فسبحان المنان الکریم' ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔

عارفین فرماتے ہیں' اور یہ کتنی پیاری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی نگاہ کرم جس کی سرپرستی کرے وہ اس سے بڑھ کر ہے جسے تدبیر علمی باادب بنائے۔

نیز یہ کہ: ''سالک سلوک میں چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے۔ ایک علم کا' جو اس کی پاسبانی کرے۔ دوسرے ذکر کا۔ جو انس پیدا کرے' تیسرے پرہیزگاری کا' جو اس کی صیانت کرے۔ جو تھے یقین کا' جو اسے اعلیٰ مرتبہ تک لے جائے''۔

علامہ یافعی یمنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ''رعایت حق جسے حاصل ہو جائے وہ ان چار چیزوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی رعایت حق کے ذریعہ صاحب علم' صاحب انس' محفوظ اور مقام بلند تک پہنچا دیا جائے گا''۔

پہلے خود کو نصیحت

حضرت محمد ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار تقریر فرمائی۔ خود انہیں اپنا یہ وعظ بہت اچھا لگا۔ اس کے بعد سوئے تو خواب میں کسی نے اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے۔ ''اے دوسروں کو تعلیم دینے والے خود کو یہ تعلیم کیوں نہیں دیتے۔ تو کمزوروں اور بیماروں کو نسخہ بتاتا ہے۔ حالانکہ کمزوری اور بیماری خود تجھے لاحق ہے۔ تو اپنے بیان کے ذریعہ ہماری عقل کو بھر دیتا ہے۔ حالانکہ خود اس ہدایت سے عاری ہے۔ اس کام کی ابتداء اپنے نفس اور اپنی ذات سے کر اور اسے غلطیوں سے باز رکھ' اگر ایسا ہو

گیا تو یقیناً تو حکیم حاذق ہے۔ تیرا قول اس وقت مقبول' اور تقریر قابل عمل ہوگی اور تیری تعلیم سے لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ لوگوں کو ایسے کام سے نہ روک جسے تو خود کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو بڑی شرم کی بات ہے''۔

خواب سے بیدار ہوئے تو قسم کھالی کہ ایک ماہ تک تقریر نہیں کروں گا۔ ایک بار حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت محمد ابن سماک باہم ملے تو حضرت فضیل نے فرمایا۔ ''عالم دین کا معالج ہوتا ہے' اور مال دین کی بیماری ہے۔ اگر علاج کرنے والا ہی بیماری کو پاس بلائے تو دوسروں کا علاج کیا کرے گا''۔

لوگوں کی تباہی کا ذمہ دار

حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسئلہ میں فتویٰ صادر کیا۔ ایک شخص نے ان سے کہا اور فقہاء کا اس باب میں آپ کے خلاف فتویٰ ہے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا۔ ''تیرا برا ہو تو نے فقیہ دیکھے کہاں؟ فقیہ تو دنیا سے اجتناب کرنے والے کو کہتے ہیں''۔ نیز فرمایا'' دنیا میں پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ ۱۔ علما وہ تو انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ ۲۔ زاہد جو رہبر ہیں۔ ۳۔ غازی جو سیف اللہ ہیں۔ ۴۔ تاجر جو اللہ کے امین ہیں۔ ۵۔ بادشاہ جو خلقت کے نگران ہیں۔ عالم' اگر لالچی اور دولت کا حریص ہو جائے تو بھلا کس کی اقتدا کی جائے؟ زاہد' خود ار دنیا کی طرف راغب ہو جائے تو راستہ کس سے پوچھا جائے اور ہدایت کس سے ملے؟ غازی' اگر ریا کار ہو' (اور ریا کار کا کوئی عمل مقبول نہیں) تو دشمن پر فتح کس طرح حاصل ہو؟ تاجر' اگر خیانت کرنے لگے تو امانت داری کہاں تلاش کی جائے؟ اور بادشاہ' اگر خود بھیڑیا بن جائے تو بکریوں کی حفاظت کون کرے؟ واللہ! لوگوں کو برباد کرنے والے لوگ یہ ہیں۔ دین میں مداہنت کرنے والے علما' دنیا کی رغبت کرنے والے زاہد' ریا کار نمازی' خیانت کرنے والے تاجر' اور ظالم بادشاہ۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

حضرت شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

اذا مــا مــات ذو عــلـم و تقویٰ	فــو د ثــلـمــت من الاسـلام ثلمه
وموت العابد المر ضی انقص	فـفـی مــراه لـلاسـرار نسمـه
ومـوت الـعادل الملك المولی	بـحـكـم ا لحق منقصته و قصـمه
ومـوت الـفـارس الضرغام هدم	فـكـم شهـدت له بالنصر عزمه

وموت فتى كثير الجود محل ـــــ فان بقاءه خصب و نعمه
فحسبك خسته يبكى عليهم ـــــ وموت الغير تخفيف و رحمته

حضرت شیخ کے کلام کی ترجمانی کرتے ہوئے فقیر بدر القادری نے عرض کیا۔

عالم متقی کی مرگ کے ساتھ ـــــ کشتی دین میں پڑا ہے شگاف
رقص کرتا ہے ہو کے خوش ابلیس ـــــ پھٹتا ہے شرع مصطفیٰ کا غلاف
مرگ عابد سے صحن عالم میں ـــــ ہاؤ ہو کی صدا میں آئی کمی
ایک شب زندہ دار جب نہ رہا ـــــ کون دے گا زمین دل کو نمی
موت اک حکمران عادل کی ـــــ پوری ملت کا اک خسارہ ہے
کیونکہ دنیا میں شاہ عدل پسند ـــــ قوم کا اک بڑا سہارا ہے
موت مرد شجاع ' غازی کی ـــــ گویا جھکنا ہے دین کا پرچم
کیونکہ تاریخ عظمت اسلام ـــــ ہوتی ہے اس کی تیغ ہی سے رقم
کیونکہ مرد سخی ' دلاور کی ـــــ قوم کے حق میں خشک سالی ہے
ایسے لوگوں کی موت پر رونا ـــــ چشم تر تیرا حق ہے' تو رو لے
ماسوا ان کے بدر فکر نہ کر ـــــ کس کے لینے کو قبر منہ کھولے
کیونکہ اس کے غنائے باطن سے ـــــ گل بکف مسکنت کی ڈالی ہے

خدارس درویش

حضرت شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مریدین نے جنگل میں ایک قبر پر حاضری کے دوران کافی دیر تک روتے ہوئے دیکھا تو متعجب ہوئے اور سبب دریافت کیا تو انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ ''ایک شہر میں مجھے ایک شخص سے کچھ کام تھا جس کے لئے میں سفر کر رہا تھا۔ راستے میں ایک جگہ مغرب کی نماز کے لئے مسجد میں گیا۔ وہاں ایک فقیر نماز پڑھا رہے تھے۔ میں بھی جماعت میں شامل ہو گیا۔ قراءت میں ان سے کچھ غلطی ہوئی جسے سن کر میں نماز ہی میں سوچنے لگا کہ جس کام کے لئے جا رہا ہوں اس سے رک جاؤں' اور انھیں کچھ قراءت کی تعلیم دے دوں' یا پہلے جا کر اپنا کام کو لوں؟ اس حیص بیص میں رہا اور نماز ختم ہو گئی۔ سلام پھیرنے کے بعد' امامت کرنے والے درویش مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ ''شیخ عبدالعزیز آپ اپنے کام کے لئے تشریف لے جائیں۔ میرے

قرات کی یہ غلطی ضرر رساں نہیں ہے اور آپ جس کے پاس جارہے ہیں وہ شخص پابہ رکاب ہے۔ مجھے تعلیم دینے کی فکر نہ کریں''۔

فقیر کی یہ باتیں سن کر میں ان کے کشف پر حیران رہ گیا اور ان کے کہنے کے بموجب اپنے کام کے لئے جلد چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو واقعی وہ شخص سفر کے لئے سواری پر بیٹھ چکا تھا۔ مجھے دیکھ کر ٹھہر گیا اور میرا کام کر دیا۔ اگر میں مزید تھوڑی دیر کرتا تو مقصد فوت ہو جاتا۔ اس بات نے مجھے مزید حیرت میں ڈالا اور ان درویش کی محبت میرے قلب میں ترقی کر گئی۔ میں نے ارادہ کیا کہ حاضر ہو کر ان کی خدمت کروں، اور کچھ برکت سمیٹوں۔ میں چند روز ہی ان کی خدمت کا شرف پایا تھا کہ وہ واصل بحق ہو گئے اور یہ قبر انہی مرد درویش کی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ آمین

محرمانِ اسرار

ایک صاحب کا بیان ہے کہ میں شہر مصیصہ میں تھا۔ وہاں دو شخص ملے جو خدائے تعالیٰ کے ساتھ خلوت کے بارے میں کلام کر رہے تھے۔ وہ لوگ وہاں سے رخصت ہونے لگے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہمیں اپنے اس علم کا کوئی ثمرہ اور نتیجہ مرتب کرنا چاہئے تاکہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہو اور ہمارے خلاف حجت نہ بنے تو باہم گفتگو کر کے یہ بات طے کی کہ مخلوق کی تیار کی ہوئی چیزیں نہیں کھائیں گے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ رہنے کا ارادہ کیا اور ان کے ہمراہ چلا تو ان لوگوں نے فرمایا۔ تم بھی اسی شرط پر ہمارے ساتھ چل سکتے ہو۔ چنانچہ میں نے قبول کر لیا اور چلا۔ کوہ لکام پر پہنچ کر اِن دونوں حضرات نے مجھے ایک غار میں بیٹھ کر عبادت کرنے کے لیے کہا۔ اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ان لوگوں کی طرف سے میرے مقدر کی روزی مجھے ملتی رہی۔ میں ایک زمانہ تک وہاں رہا۔ پھر سوچا یہاں اس طرح کب تک پڑا رہوں۔ اب چل کر شہر طرطوس میں مال حلال کماؤں۔ قرآن مجید اور علم دین سکھاؤں۔ چنانچہ اس غار سے نکل کر میں طرطوس آ گیا۔ ایک سال گزر جانے کے بعد ایک روز میں نے ان دونوں میں سے ایک بزرگ کو اپنے پاس کھڑا دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ ''تو نے وعدہ میں خیانت اور عہد شکنی کی۔ اگر ہماری طرح صبر کرتا تو جو کچھ ہمیں عطا کیا گیا تو بھی پاتا۔ میں نے پوچھا آپ لوگوں کو کیا ملا؟ فرمایا'' ایک تو یہ کہ ایک قدم میں مشرق سے مغرب کا فاصلہ طے کرتے ہیں۔ دوسرے پانی پر قدم رکھ کر چلتے ہیں۔ تیسرے جب چاہتے ہیں لوگوں کی نظر سے غائب ہو جاتے ہیں''۔ یہ کہہ کر غائب ہو گئے۔ میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو یہ کمال

بخشا' مجھ پر ظاہر ہو جائیے۔ میرا دل بے چین ہے۔ وہ پھر ظاہر ہوئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا' کیا میں اپنے حال پر لوٹ سکتا ہوں۔ فرمایا۔ "کوئی بھی اپنی امانت خیانت کرنے والے کو نہیں سونپتا" اور یہ اشعار پڑھے:

من سارروہ فابدی السر مشتہرا لم یامنوہ علی الا سرار ما عاشا

جب کسی سے اسرار بیان کئے گئے اور اس نے انہیں مشہور کر دیا۔ پھر زندگی بھر اسے اسرار کا امین نہیں بناتے۔

وابعدوہ ولم یسعد بقر بھم وابدلوہ مکان الانس ایحاشا

اور اسے اپنے سے دور کر دیتے ہیں اور قرب کی سعادت نہیں بخشتے اور اس کے انس کو وحشت سے بدل دیتے ہیں۔

ومن اتاھم بھم لم یحجبوہ بہ حاشا و دادھم من ذلک حاشا

اور جو ان کے پاس ان ہی کے وسیلے سے حاضر ہو تو اس سے محجوب نہیں رکھتے اور ان لوگوں کی محبت اس جفا سے پاک ہے پاک۔

فکن بھم ولھم فی کل نائبتہ الیھم مابقیت الدھر ھشاشا

ہر مصیبت و حادثہ کی حالت میں انہی کا ہورہ' اور ان سے زندگی بھر خوشی منا تا رہ۔

صلاحیت بھی تو پیدا کر اے دل ناداں

یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں۔" مجھے کسی طرح یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو اسم اعظم کا علم ہے۔ چنانچہ میں نے مکہ مکرمہ سے مصر کا سفر کیا اور مجھے حضرت سے وہاں کے ایک لنگر خانے میں شرف ملاقات ملا۔ اس وقت میرے چہرے پر لمبی داڑھی تھی۔ ایک لنگی باندھے' ایک اوڑھے' تسمہ دار جوتا پہنے اور ہاتھ میں بڑا سا لوٹا اٹھائے ہوئے تھا۔ اس حال میں مجھے دیکھ کر شاید انہیں کراہت ہوئی۔ میں نے جب سلام کیا تو انہوں نے مجھے تحقیر سے دیکھا۔ خندہ پیشانی کے ساتھ نہیں پیش آئے۔ میں نے دل میں سوچا میں کہاں آ گیا۔ میں ان کے قریب بیٹھ گیا اور ساتھ رہنے لگا۔ چند روز بعد ان کے پاس ایک شخص آیا جس نے ان سے مناظرہ کیا اور بات میں ان پر غالب آ گیا۔ مجھے یہ دیکھ کر دکھ ہوا' چنانچہ میں نے اس سے بات شروع کی اور مناظرہ میں اسے خاموش کر دیا۔ اس کے بعد میں نے اس مناظر سے مزید دقیق علمی کلام کیا' جو اس

کے پلے بھی نہیں پڑا۔ حضرت ذوالنون یہ دیکھا کر متحیر ہوئے اور اپنی جگہ سے میرے پاس آئے‘ حالانکہ وہ مجھ سے بڑے تھے اور فرمایا میں نے تمہارا علمی مقام نہیں جانا‘ اور عذر خواہی کی اور مزید فرمایا۔ ’’اب تم میرے نزدیک سب سے زیادہ معزز ہو‘‘۔ اس کے بعد یہ حال ہوا کہ اپنے مریدوں میں سب سے زیادہ مجھے نوازتے تھے۔ اسی طرح میں پورا ایک برس اس کی صحبت میں رہا۔ ایک روز میں نے عرض کیا۔ ’’استاد محترم! میں ایک مسافر آپ کی خدمت میں ایک سال سے ہوں۔ اب اہل و عیال سے ملنے کو جی چاہتا ہے۔ اب آپ پر میرا کچھ حق بھی ہے اور آپ نے میرے حالات کا بھی جائزہ لے لیا ہے اور مجھے اچھی طرح سے جان گئے ہیں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے پاس اسم اعظم کا علم ہے۔ اگر ایسا ہے تو مجھے تعلیم فرمائیں۔ میری بات سن کر حضرت خاموش رہے۔ کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے یہ گمان ہوا کہ آئندہ کبھی سکھا دیں گے۔ اس طرح پھر چھ ماہ گزر رے۔ ایک روز فرمایا۔ ’’اے ابو یعقوب! میرے فلاں دوست جو فلاں جگہ خیمہ میں رہتے ہیں۔ تم انہیں جانتے ہو؟‘‘ میں نے عرض کیا جی ہاں! اس کے بعد میرے پاس ایک سینی لے کر آئے جس پر خوان پوش پڑا تھا اور ڈھکن سے بند تھا۔ فرمایا یہ ان کے پاس خیمہ میں پہنچا دو۔ میں نے طباق جب ہاتھ میں اٹھایا تو بہت ہلکا تھا جیسے اس میں کوئی چیز نہ ہو۔ میں جب لنگر خانہ اور خیمہ کے درمیان پل پر پہنچا تو سوچا کہ حضرت ذوالنون ایک شخص کے پاس سینی میں ہدیہ بھیج رہے ہیں حالانکہ اس میں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ میں تو پہلے کھول کر دیکھوں گا کہ ہے کیا؟ جب میں نے خوان ہٹا کر ڈھکن کھولا فوراً اس میں سے ایک چوہا نکلا اور بھاگ گیا۔ یہ دیکھ کر مجھے غصہ آیا اور میں نے سوچا۔ انہوں نے مجھ سے مذاق کیا اور میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ ان کا مقصد کیا تھا‘ میں اسی عالم غضب میں لوٹا۔ وہ بات سمجھ گئے۔ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے اور فرمایا‘‘۔ **یا مجنون ائتمنتك علی فارة فخنتني فكيف ائتمنك علی اسم الله الاعظم قم عني فار تحل ولا اراك بعد هذا** ’’اے بے عقل! میں نے تیرے پاس ایک چوہا امانت رکھا۔ تو نے اس میں خیانت کی۔ تو بھلا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم تیری امانت میں کیسے دوں۔ نکل یہاں سے‘ اور اب سے میں تجھے نہ دیکھوں‘‘۔ اس کے بعد میں وہاں سے لوٹ آیا۔

ایک راہب

حضرت بنائی علیہ الرحمہ نے ایک راہب کو قبرستان میں دیکھا‘ جس کے دونوں ہاتھوں میں کنکریاں تھیں۔ داہنے ہاتھ میں سفید اور بائیں ہاتھ میں سیاہ‘ انہوں نے پوچھا یہاں کیا کرتے ہو؟

اس نے کہا۔ میں جب اپنے دل میں کیفیت نہیں پاتا ہوں تو یہاں آجاتا ہوں اور یہاں آکر عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہوں۔ پوچھا یہ کنکریاں کیسی ہیں؟ اس نے جواب دیا "جب کوئی نیکی کرتا ہوں تو سفید کنکری کالی میں ڈال دیتا ہوں اور جب گناہ صادر ہوتا ہے تو سیاہ کنکری سفید میں ڈالتا ہوں۔ شام کو اگر نیکیوں کی تعداد زیادہ دیکھتا ہوں تو افطار کرتا ہوں اور اپنا وظیفہ پڑھتا ہوں اور اگر گناہ کی زیادتی ہوتی ہے تو نہ کچھ کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں"۔

عشق نے خاک کر دیا عقل کی کائنات کو

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت شیبان مجنون رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور اپنے حق میں دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے قرب کا انس مرحمت فرمائے اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ دو روز بعد انہیں ہوش آیا۔ اس وقت انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

ان ذکر الحبیب ہیج شوقی   ثم حب الحبیب اذھل عقلی

ذکر حبیب نے میرے شوق کو بھڑکا دیا۔ پھر اس کی محبت نے میری عقل گم کر دی۔

انہیں کے یہ اشعار بھی ہیں۔

تری لمحبین صرعی فی دبارھم   کفتیته الکھف لا یدرون کم لبثوا

عاشقوں کو محبوب کے دیار میں گرے پڑے دیکھو گے جیسے اصحاب کہف جنہیں پتہ نہیں غار میں کتنا عرصہ ٹھہرے؟

واللہ لو حلف العشاق انھم   قتلی من الحب یوم البین ما حنثوا

بخدا! اگر عشاق قسم کھائیں کہ وہ فراق کے روز محبت کے مقتول ہیں تو وہ حانث نہیں ہوں گے۔

گریۂ اشتیاق

ایک شخص حضرت علاء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا مجھے خواب میں نظر آیا کہ ایک آنے والے نے کہا۔ علاء سے مل کر کہو کہ کب تک روتے رہو گے؟ جب کہ تمہاری مغفرت کی جا چکی ہے۔ یہ سن کر آپ اور رونے لگے اور فرمایا۔ "اب مجھ پر حق ہے کہ آرام سے نہ بیٹھوں"۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ رو رہے

ہیں۔ پوچھا حضور! کیوں رو رہے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت کر کے پھر جنت میں بلانے کا وعدہ نہیں فرمالیا؟ سیدنا آدم علیہ السلام نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر انہیں ایک رقعہ عنایت فرمایا اور وہ جب بیدار ہوئے تو رقعہ ان کے ہاتھ میں تھا' اس پر مرقوم تھا۔

اتحرقنی بالنار نار من النوی   ونار النوی نارا احر من النار

کیا تو مجھے آتش فراق میں جلاتا ہے۔ حالانکہ جدائی کی آگ اس آگ سے زیادہ تیز ہے۔

شغفت بجار لا بدار سکنتها   علی الجار ابکی لا علی سکنۃ الدار

میں صاحب خانہ کا عاشق ہوں' اس مکان کا نہیں' جس میں سکونت پذیر تھا۔ تو اس گھر والے کی وجہ سے روتا ہوں' گھر کی سکونت کے باعث نہیں۔

ولولم بعد نی بالرجوع الی المنی   هلکت ولکن نلت بالوعد او طاری

اور اگر اس تمنا کی جانب دوبارہ لوٹانے کا مجھ سے وعدہ نہ فرماتے تو میں کب کا ہلاک ہو جاتا۔ مگر میں نے وعدہ کے ذریعہ بہت مقاصد حاصل کر لئے۔

انداز اطاعت

حضرت سالم الحداد رحمۃ اللہ علیہ ابدال میں تھے۔ شیخ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کی آمد و رفت ہوتی تھی۔ ان کا یہ حال تھا کہ جب اذان سنتے تو چہرے کی حالت بدل جاتی۔ رنگ پیلا پڑ جاتا' بے چین ہو جاتے اور دوکان کھلی چھوڑ کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور اشعار پڑھتے جن کا مفہوم یہ ہے۔ ''تیرا منادی جب آواز دیتا ہے تو سب سے بڑے مولا کی پکار قبول کرتے ہوئے میں فوراً کھڑا ہو جاتا ہوں' جس مالک و مولا کا کوئی مثل نہیں۔ وہ جب بلاتا ہے تو قبولیت کے کان سے سنتا ہوں اور فرمان برداری کو پہنچ جاتا ہوں۔ حالت یہ ہوتی ہے گویا ایک نشہ طاری ہوتا ہے اور اے مہربان! لبیک کہتا ہوں' خوف و ہیبت کی وجہ سے میرا رنگ زرد پڑ جاتا ہے اور ہر کام چھوٹ جاتا ہے اور اس مالک و مولا کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ قسم ہے تمہارے حق کی' تمہارے ذکر کے سوا مجھے کوئی شے لطف نہیں دیتی اور تمہارے غیر کی بات میرے منہ میں کبھی مزہ نہیں دیتی۔ زمانہ ہمارے تمہارے مابین کب اجتماع کرے گا اور یہ مشتاق تو وصال ہی سے خوشی پائے گا' جس کی آنکھوں نے تمہارے جمال کا مشاہدہ کیا۔ وہ تمہارے ہی شوق میں مرے گا' جز تیرے ہرگز اطمینان نہیں پائے گا''۔

محبوب نے پکارا ناداں اٹھ کھڑا ہو   ناز و انداز الفت کا کچھ تو حق ادا ہو

محبوب کا منادی آواز دے رہا ہے آجائے مجھ سے ملنے جو صاحب وفا ہو
وہ دل جو پالے ذکر محبوب کی حلاوت دنیا کی لذتوں سے سیری پھر اس کو کیا ہو؟

گناہوں سے پاک اعمال نامہ

حضرت شیخ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے ایک مصاحب کی روایت ہے کہ میں ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رو رہے تھے اور آنکھوں سے زرد رنگ کے آنسو بہہ رہے تھے۔

عرض: یا سیدی! خدا کا واسطہ کیا آپ خون کے آنسو رو رہے تھے؟ حضرت فتح: واللہ اگر تم قسم نہ دلاتے تو میں نہیں بتاتا۔ میں آنسو بھی رویا' اور خون بھی رویا۔ عرض: حضرت آنسو رونے کا سبب؟ حضرت فتح: وہ رونا خدائے تعالیٰ کے حق سے کوتاہی کے باعث تھا۔ عرض: اور خون کے آنسو رونے کی وجہ؟ حضرت فتح: وہ اس لئے کہ شاید میرے آنسو نامقبول ہوں۔

راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت کا انتقال ہو گیا تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ پوچھا۔ ''اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟'' حضرت فتح: مجھے بخش دیا اور فرمایا۔ ''اے فتح تم کیوں روئے''۔ تو میں نے عرض کیا تیرے حق سے کوتاہی اور دوری کے باعث۔ پھر پوچھا۔ ''اور خون کے آنسو کیوں روئے؟'' میں نے عرض کیا۔ ''مالک و مولا اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ میری گریہ وزاری نامقبول ہو۔ فرمایا اے فتح ان سب سے تیرا کیا مقصد تھا؟ میری عزت و جلال کی قسم! تیرے محافظ فرشتے چالیس برس تک تیرا اعمال نامہ میرے پاس لاتے رہے اور اس میں ایک بھی گناہ نہ ہوتا''۔

خلوت نشیں

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو جبال بیت المقدس کی سیر کے دوران ایک بزرگ ملے جو خوف و امید کے مظہر تھے۔ سلام کے بعد انہوں نے پوچھا کہاں سے آمد ہو رہی ہے؟ فرمایا'' دیار انس سے'' اور کہاں جا رہے ہیں فرمایا'' طمانیت نفس کی جانب''۔ اس کے بعد اشعار پڑھے جن میں سے ایک یہ ہے۔

ومن هجر الخلق کلهم و تخلی فهو بالله طیب الخلوات

جو خلقت کو چھوڑ کر خلوت نشین ہوا' وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھی خلوت کا حامل ہے۔

کانٹوں کے پیڑ میں کھجور

جنگل میں ایک شخص نے ایک بزرگ کو دیکھا جو ایک خاردار درخت کے گرد گھوم گھوم کر کھجوریں توڑ کر کھا رہے تھے۔ اس نے سلام کیا اور بزرگ نے جواب دے کر فرمایا۔ ''آؤ کھاؤ''۔ وہ سواری سے اتر کر درخت کے پاس آیا۔ اس نے بھی چند کھجوریں توڑیں۔ مگر وہ اس کے ہاتھ میں پہنچتے ہی کانٹا بن جاتی تھیں۔ بزرگ یہ دیکھ کر مسکرائے اور کہا۔ ''افسوس! اگر تو خلوت میں اس کی اطاعت کرتا تو وہ جنگل میں ضرور تجھے کھجور کھلاتا'' رضی اللہ عنہ

ببول کے درخت سے کھجور

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مصاحبین کے ہمراہ جنگل میں ایک ببول کے درخت تلے تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب نے کہا کیا اچھا ہوتا اگر اس پیڑ میں کھجوریں ہوتیں؟ حضرت ذوالنون نے فرمایا، کھجوریں کھانے کو جی چاہتا ہے تو لو کھاؤ۔ یہ کہہ کر درخت کو ہلایا اور فرمایا۔ ''اے درخت تجھے تیرے خالق کی قسم! لذیذ کھجوریں گرا''۔ چنانچہ ببول کے اس پیڑ سے عمدہ قسم کی کھجوریں جھڑنے لگیں اور لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور سو رہے۔ وہی صاحب کہتے ہیں کہ بیدار ہونے کے بعد ہم نے ہلایا تو کانٹے گرے۔

رمانۃ العابدین

حضرت محمد بن مبارک صوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ میں حضرت ابراہیم بن ادھم کے ہمراہ بیت المقدس کے راستے میں ایک انار کے پیڑ تلے قیلولہ کے وقت مصروف نماز تھا۔ پیڑ کی جڑ سے آواز آئی۔ اے ابو اسحاق! ہم سے کچھ تناول کیجئے اور ہماری قدر افزائی فرمایئے۔ یہ آواز تین مرتبہ آئی۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر سر جھکا لیا۔ درخت سے پھر آواز نکلی۔ ''اے محمد! آپ سفارش کر دیں کہ ہم سے کچھ کھا لیں''۔ حضرت محمد: حضور! آپ نے کچھ سنا؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ '' ہاں! اور اس درخت سے دو انار توڑے، ایک خود تناول فرمایا۔ دوسرا مجھے دیا۔ میں نے کھایا تو انار ترش تھا۔ ابھی وہ پیڑ بھی چھوٹا ہی تھا۔ بیت المقدس کی زیارت سے واپسی پر ہم نے دیکھا کہ وہ درخت بہت بڑا ہو گیا ہے۔ اس کے پھل بھی میٹھے ہو گئے ہیں۔ اس میں دو انار پھلتے تھے۔ بعد میں اس درخت تلے عابدین ٹھہرا کرتے تھے اور اس کا نام رمانۃ العابدین پڑ گیا۔

مخالفت نفس کا ثمرہ

ایک بزرگ سمندری سفر کر رہے تھے ان کی بیوی ہمراہ تھیں۔ سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی۔ بزرگ اوران کی اہلیہ لکڑی کے ایک تختہ پر زندہ رہ گئے اسی عالم میں ان کی بیوی سے بچی پیدا ہوئی۔ بیوی نے کہا۔ "پیاس سے میری جان نکل رہی ہے"۔ بزرگ نے کہا وہ ہمارا حال دیکھ رہا ہے اتنے میں دیکھا کہ فضا میں ایک شخص پرواز کرتے ہوئے آیا اس کے ہاتھ میں سونے کی زنجیر تھی، جس میں سرخ یاقوتی پیالہ لٹک رہا تھا جس میں پانی تھا۔ انہوں نے کہا لو پیؤ میں نے پیالہ لے لیا اور دونوں میاں بیوی نے سیراب ہو کر پیا۔ پیالہ کا پانی برف سے ٹھنڈا، شہد سے میٹھا اور مشک سے خوشبودار تھا۔

بزرگ: (اے پانی لانے والے) اللہ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ میں تمہارے مالک کا بندہ ہوں۔ بزرگ: اس مقام رفیع تک کیوں کر پہنچے۔ "رضائے حق کے لئے میں نے خواہشات نفس کو ترک کر دیا تو اس نے مجھے ہوا پر نشست عطا فرمائی"۔ یہ کہہ کر وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور پھر نظر نہیں آیا۔

ریت کا ستو

ایک بزرگ عسقلان میں تھے۔ ان کے پاس ایک نوجوان آتا جاتا، اور باتیں کرتا تھا اور باتوں سے فارغ ہو کر نماز میں مشغول ہو جاتا۔ ایک روز وہ بزرگ کے پاس آیا اور کہنے لگا "اجازت دیجئے میں اسکندریہ کا قصد کر رہا ہوں"۔ بزرگ کچھ دور اسے پہنچانے کے لئے گئے اور اسے چند درہم دینے لگے۔ مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ بزرگ نے جب بہت اصرار کیا تو اس نے اپنے لوٹے میں زمین سے ریت ڈال کر پانی میں ملائی اور اس پر کچھ پڑھا تو وہ گھلا ہو شکر آمیز ستو بن گیا۔ اس کے بعد کہا جس شخص کا یہ حال ہوا سے تمہارے درہموں کی کیا حاجت؟ اور یہ شعر پڑھا۔

بحق الهوى يا اهل ودى تفهموا   لسان وجود بالوجود غريب

حرام على قلب تعرض للهوى   يكون لغير الحق فيه نصيب

محبت کی قسم! اے میرے دوستو سمجھ لو زبانی وجود، حقیقی کے ساتھ نادر ہے جو عشق کے درپے ہے اس پر حرام ہے کہ اس کے قلب میں غیر حق کا کچھ بھی حصہ ہو۔

پانی کا چشمہ اور شیشے کا پیالہ

شیخ ابوتراب نخشی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ان کے مریدین مکہ مکرمہ جا رہے تھے۔ شیخ عام راستے سے ہٹ کر ایک کنارے تشریف لے گئے تو ایک مرید نے عرض کیا۔ ''حضور! میں بہت پیاسا ہوں''۔ شیخ نے زمین پر ایڑی کی ضرب لگائی۔ فوراً میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ مرید نے عرض کیا حضور میں پیالہ میں پینا چاہتا ہوں۔ شیخ نے زمین پر ہاتھ مارا اور نہایت خوبصورت شیشہ کا پیالہ نکل آیا۔ راوی کہتے ہیں' اس نے خود پیا اور ہمیں بھی پلایا اور وہ پیالہ ہمارے ساتھ مکہ مکرمہ تک رہا۔

کنکریاں ہیرا بن گئیں

امیر یعقوب بن لیث کو ایک ایسی بیماری لاحق ہوئی جس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے۔ لوگوں نے اسے بتایا کہ تمہارے ملک میں فلاں جگہ سہل بن عبداللہ نام کا ایک صالح انسان رہتا ہے۔ شاید اس کی دعا سے شفا ہو۔ انہیں بلوایا گیا اور یعقوب بن لیث نے ان سے دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا'' تمہارے حق میں کسی کی دعا کیسے قبول ہو جب کہ تیری قید میں کتنے مظلوم گرفتار ہیں''۔ یعقوب نے حکم دیا فوراً تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ قیدیوں کی آزادی کے بعد شیخ یوں دعا گو ہوئے۔'' اے اللہ! جس طرح تو نے اسے گناہوں کی ذلت دکھائی' اب اسی طرح اطاعت کی عزت دکھا اور اس کی بیماری دفع فرما''۔

اس کے بعد یعقوب اچھا ہو گیا۔ اس نے خوشی میں شیخ کو بہت سا مال اور دولت دینا چاہا مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ کچھ لوگوں نے کہا۔'' اگر آپ وہ لے کر فقراء کو دے دیتے تو بہتر ہوتا۔ اس وقت آپ جنگل میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے زمین کی کنکریوں پر ایک نظر جو ڈالی تو سب جواہر بن گئیں۔ پھر فرمایا جس کو اتنی دولت حاصل ہے کیا وہ یعقوب بن لیث کے مال کا محتاج ہے؟''

کنکریاں سونا بن گئیں

سعید بن یحییٰ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا وہ ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ عرض کیا۔'' اگر آپ اپنے لئے وسعت کی دعا فرماتے تو امید ہے قبول ہوتی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی بھلائی بہتر جانتا ہے اس کے بعد زمین سے مٹھی بھر کنکری اٹھائی اور کہا۔'' اے اللہ! اگر تو چاہے تو اسے سونا بنا دے اور فرمایا'' لو انہیں

اپنی ضرورت میں خرچ کرو۔ جو کچھ آخرت کے لئے ہو دنیا میں اس کے علاوہ کوئی خیر نہیں''۔

جواہرات کا جنگل

شیخ ابوعلی سندھی رحمۃ اللہ علیہ ابویزید کے مکان پر تشریف لائے۔ ان کے پاس ایک توشہ دان تھا۔ اسے کھولا تو اس میں سے ہیرے جواہر نکلے۔ انہوں نے کہا آپ یہ کہاں سے لے آئے؟ فرمایا۔'' میں ایک جنگل میں گیا تو وہاں یہ چراغ کی طرح چمک رہے تھے''۔ میں نے ان میں سے اتنے لے لئے۔

غیرت فقر

شیخ ابوابکر کتانی علیہ الرحمہ مکہ مکرمہ کے راستے میں تھک کر چور تھے۔ ناگہاں ان کی نظر ایک تھیلی پر پڑی جس میں درہم چمک رہے تھے۔ انہوں نے سوچا اٹھالوں اور لے چل کر مکہ شریف کے فقیروں پر خرچ کردوں۔ غیب سے آواز آئی۔'' اگر تو نے اسے لیا تو ہم تجھ سے تمہاری ولایت چھین لیں گے''۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی مزدوری

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ ابتدا نہایت بدخلق تھیں۔ ایک دن کہنے لگیں تم'' نے اتنی عبادت کی مگر خدا نے کچھ کشائش نہ فرمائی' جاکر محنت مزدوری کرو اور کسی کی خدمت کر کے کچھ کماؤ''۔ حضرت گھر سے نکل کر جنگل میں گئے اور دن بھر عبادت میں مشغول رہے۔ شام کو لوٹے تو دل میں بیوی سے شرمسار اور متفکر تھے۔

بیوی: مزدوری کہاں ہے؟ حضرت حبیب: میں نے جس کی مزدوی کی ہے وہ بہت کریم ہے اس لئے جلد مزدوری طلب کرنے میں مجھے شرم آئی۔

اس طرح کئی روز گزر گئے۔ ہر روز جنگل میں جا کر عبادت کرتے اور شام کو گھر آجاتے اور بیوی سے کہتے مجھے اجرت مانگتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ آخر تنگ آکر۔ بیوی: آج یا تو اس کام کی مزدوری لے کر آنا' یا وہ کام چھوڑ کر کسی دوسرے کی مزدوری کرنا۔ حضرت حبیب: تم فکر نہ کرو' میں آج مزدوری طلب کر کے آؤں گا۔

بیوی کو اس طرح تسلی دے کر حضرت نے پھر جنگل کی راہ لی اور حسب معمول دن بھر عبادت میں مشغول رہے۔ شام کو گھر لوٹتے ہوئے پھر قدم رکنے لگے اور بیوی کے سوالات کا خیال آیا اور اس کی بدمزاجی سے خائف تھے۔ مگر گھر کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا کہ چولہے کا دھواں اٹھ رہا ہے اور دستر خوان آراستہ ہے اور بیوی بہت خوش ہے۔ آپ کو دیکھا تو کہا "واقعی اس نے کریموں جیسی مزدوری بھیجی ہے" اور اس کے قاصد نے مجھ سے کہا۔ "حبیب سے کہہ دو کام میں مزید محنت کرے اور یہ جان لو کہ ہم مزدوری میں تاخیر مال نہ ہونے یا کنجوسی کے باعث نہیں کرتے۔ اپنی آنکھیں ٹھنڈی اور اپنا دل خوش رکھو"۔ اس کے بعد بیوی نے دیناروں سے بھری ہوئی کئی تھیلیاں دکھائیں جنہیں دیکھ کر حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ بہت روئے اور فرمایا۔ "اے میری شریک زندگی! یہ مزدوری اس کریم نے بھیجی ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کے تمام خزانے ہیں"۔ بیوی نے حضرت کی بات سنی تو توبہ کی اور قسم کھائی کہ پھر کبھی انہیں ایسی اذیت نہ دے گی۔

خدا روزی رساں ہے

شہر بصرہ میں ایک عابد رہتا تھا۔ ایک روز وہ لکڑیوں کا گٹھر خریدنے کے ارادے سے چلے۔ راستے میں ایک مسجد سے اقامت کی آواز آئی۔ فوراً مسجد کی جانب مڑ گئے۔ اس وقت انہیں ایک تھیلی پڑی نظر آئی۔ اس پر لکھا تھا۔ اس میں سو دینار ہیں۔ انہوں نے اسے نظر انداز کیا اور نماز پڑھ کر لکڑی کا گٹھا خریدا اور گھر لائے۔ گٹھا کھولا تو سو دیناروں والی تھیلی بھی اس گٹھے سے نکلی۔ اسی وقت آسمان کی طرف رخ کر کے کہنے لگے۔ "خداوندا! جس طرح تو بندوں کا رزق فراموش نہیں کرتا۔ اسی طرح بندے کو توفیق دے کہ تیرے ذکر کے وقت وہ ذکر کو نہ بھولے"۔

پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا۔ "اگر تو اس کی عبادت میں مشغول ہوتا اور نافرمانی سے خود کو بچاتا تو اس کی عظیم مہربانیوں کے جلوے دیکھتا"۔

حیرت انگیز سیب

ایک شخص کو حضرت شیخ ابوالخیر علیہ الرحمہ نے دو سیب دیئے۔ اس شخص نے سوچا میں انہیں نہیں کھاؤں گا، تبرک بنا کر رکھوں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ کئی کئی فاقے کرنے کے باوجود اس نے سیب کو جیب میں رہنے دیا اور کھایا نہیں۔ مگر ایک مرتبہ بھوک نے بہت شدت اختیار کر لی تو ایک سیب

نکال کر کھالیا۔ دوسرا سیب نکالنے کے لئے جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب میں ایک کے بجائے دو سیب موجود تھے۔ پھر اس شخص کا یہ معمول بن گیا کہ جیب سے نکالتا رہا' کھاتا رہا اور جیب میں دو کے دو سیب موجود ہوتے۔ وہ ایک بار شہر موصل گیا' وہاں اس کا گزر ایک ویران مقام پر ہوا' جہاں اس نے کسی مریض کے کراہنے کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا مجھے سیب کھانے کی خواہش ہے حالانکہ وہ سیبوں کا موسم نہیں تھا۔ اس نے جیب سے نکال کر مریض کو کھلائے' جس کے فوراً بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت یہ عقدہ کھلا کہ شیخ ابوالخیر نے سیب اس مریض کے لئے عطا لئے تھے۔

اہل رضا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں ایک خراسانی جوان ایک ہفتہ رہا۔ حضرت اس کے لئے روز کھانا حاضر کرتے' مگر وہ کھانا لوٹاتا رہا۔ ایک روز ایک سائل آیا' اس سے خراسانی جوان نے کہا۔ ''؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا تو وہ تجھے مخلوق سے بے نیاز رکھتا''۔ سائل بولا۔ ''میرا یہ منصب کہاں؟'' جوان نے کہا اچھا یہ بتاؤ! تم کیا چاہتے ہو؟ مجھے تو بس جان بچانے کے لئے غذا اور جسم ڈھانپنے کے لئے کپڑا چاہیے۔ خراسانی جوان نے محراب کے پاس کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد ایک نیا جوڑا میووں سے لبریز ایک طباق سائل کو لا کر دیا۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا۔ ''اے بندہ خدا! اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیرا یہ مقام ہے اور تو نے ہفتہ بھر سے کچھ تناول نہیں کیا؟'' جوان: (دوزانو بیٹھ کر) اے ابوالفیض! جن کے قلوب رضا کے نور سے لبریز ہوں' ان کی زبان سوال کے لئے کھل سکتی ہے؟ حضرت ذوالنون: کیا اہل رضا سوال نہیں کرتے؟ جوان: کوئی ناز و ادا کی وجہ سے طلب کرتا ہے' کوئی توجہ کے لئے' کوئی دوسروں پر لطف و کرم کے لئے مانگتا ہے اتنے میں نماز کی اقامت ہو گئی اور اس نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی اور لوٹا لے کر باہر چلا میں نے خیال کیا کہ رفع حاجت کے لئے جا رہا ہے مگر اس کے بعد وہ دوبارہ نظر نہیں آیا۔

اونٹ کا گوشت

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بزرگوں کی ایک جماعت سمندر کے ساحل پر تھی قریب ہی جنگل بھی تھا جہاں خشک لکڑیاں تھیں درویشوں نے کہا۔ ''اگر ہم رات کو یہاں رہیں تو ان سوکھی لکڑیوں کو جلا سکتے ہیں''۔ حضرت نے فرمایا۔ ''اگر تم چاہتے ہو تو یہیں رک جاتے ہیں۔ چنانچہ لوگوں

نے آگ روشن کی اور جو روٹیاں پاس تھیں انہیں آگ پر سینک کر کھانے لگے۔ ان میں سے کسی نے کہا یہ آگ تو گوشت بھوننے کے لائق بہت اچھی ہے"۔ حضرت نے سنا تو فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ تمہیں کھلانے پر قدرت رکھتا ہے"۔

اتنے میں لوگوں نے دیکھا کہ ایک شیر ایک اونٹ کو دوڑائے لئے آرہا ہے اور ان لوگوں کے قریب ہی آکر اونٹ گر گیا۔ اس کی گردن ٹوٹنے لگی۔ حضرت نے فرمایا' اسے ذبح کرو یہ خدائے تعالیٰ نے تمہیں کھانے کیلئے بھیجا ہے۔ ہم نے ذبح کیا اور اونٹ کا گوشت بھون کر کھایا اور شیر کھڑا دیکھتا رہا۔

یاقوت کا پیالہ اور چاندی کی مسواک

حضرت ابراہیم خراسانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "کسی ویران مقام پر مجھے وضو کی ضرورت ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک پانی سے لبریز یاقوت کا پیالہ' اور ایک چاندی کی مسواک جو ریشم سے نرم تھی' رکھی ہوئی ہے۔ میں نے مسواک کی اور وضو کر کے وہاں سے روانہ ہوا"۔

آپ ہی نے فرمایا کہ ایک سفر کے دوران کئی روز تک مجھے کوئی جاندار نظر نہیں آیا' یہاں تک کہ میں نے کسی پرندے کو بھی نہیں دیکھا۔ ناگہاں ایک آدمی آیا اور مجھ سے کہا۔ اس درخت سے کہو کہ اس میں دینار پھلیں۔ میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی' مگر دینار نہیں پھلے۔ پھر اس نے خود کہا۔ "اے درخت دیناروں سے بھر جا"۔ اچانک اس کے تمام پھل دینار بن کر لٹکنے لگے۔ میں اس شخص کو دیکھنے کے لئے مڑا تو وہ غائب تھا اور پھر درخت کو دیکھا تو اس پر دینار بھی نہیں تھے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ۔

ترک توکل کا وبال

ایک بزرگ اپنے ساتھی کے ہمراہ ایک پہاڑ پر عبادت میں مشغول تھے۔ ساتھی گھاس اور پتوں پر گزر کرتا تھا اور بزرگ کے پاس روزانہ ایک ہرنی آتی اور انہیں اپنا دودھ پلا جاتی۔ بزرگ اور وہ ساتھی کچھ دوری پر گوشہ گیر تھے۔ ایک روز وہ ساتھی بزرگ کے پاس آیا اور کہا۔ قریب میں کچھ دہقانی لوگ خیمہ زن ہیں۔ آیئے ان کے پاس چلیں۔ شاید ان سے ہمیں کچھ دودھ وغیرہ مل جائے۔ بزرگ نے منع کیا مگر ساتھی نہیں مانے۔ بالآخر دونوں بدویوں کے پاس گئے۔ ان لوگوں نے کھانا کھلایا۔ پھر

دونوں اپنے اپنے مقام پر لوٹ گئے مگر اس روز کے بعد سے ہرنی جو روانہ بزرگ کو دودھ پلانے آتی پھر کبھی نہیں آئی۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ میری اس خطا کے باعث ہوا کہ میں ہرنی کے دودھ سے غذا حاصل ہونے کے باوجود اس پر قانع نہ رہا۔

حضرت علامہ یافعی فرماتے ہیں۔ یہاں گناہ کے تین اسباب ہیں:

☆ توکل سے خروج، جس میں وہ داخل ہو چکے تھے۔

☆ طمع اور ترک قناعت۔

☆ غیر طیب غذا کا کھانا۔

انہی وجوہات کی بناء پر اس خاص رزق حلال سے محرومی ہوئی، جس رزق کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی بخشش وعطا سے جاری کیا تھا تاکہ کرامت اولیاء کا اظہار فرمائے۔ اس پاک غذا کے لئے شکم بھی پاک ہی ہونا چاہئے تھا اور انہوں نے اس ظرف کو ایسی گندگی سے آلودہ کیا، جس کی صفائی استغفار کے غسل خانے میں نیت صادق کے صابون، اور توبہ کے پانی سے دھو کر اوپر سے آب توکل بہانے کے بغیر نہیں ہوسکتی، جو غسل خانہ کہ شب آخر کے کنارے واقع ہو۔ پھر آنکھوں کے پانی سے صاف کیا جائے جس میں وفا کے گلاب کا چھڑکاؤ ہو جس پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پڑھی جائیں اور دل کے کان اور قلب کے یقین سے سماعت ہو، پھر کہیں جا کر وہ نجاست دور ہوسکتی ہے۔ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ اور جو اللہ پر توکل کرے تو وہی اس کے لئے کافی ہے۔

لو توکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا اگر تم اللہ پر توکل کرتے جو توکل کا حق ہے تو تمہیں وہ رزق پہنچاتا، جس طرح پرندوں کو روزی پہنچاتا ہے کہ خالی پیٹ صبح کو گھونسلے سے نکلتے ہیں اور پیٹ بھر کر واپس ہوتے ہیں۔

ہر آنکھ خدا کے لئے نم ہوتی نہیں ہے — ہر اک کے لئے اشک بہانا نہیں ہوتا
ہر قلب تجلی کہ محبوب کہاں ہے؟ — ہر دل میں توکل کا ٹھکانا نہیں ہوتا
حرص دنیا کی نجاست کو بہارا جائے — صدق اور توبہ سے پھر دل کو نکھارا جائے
رنگ سنت کا رہے عشق و وفا کی خوشبو — قلب یوں حق کے لئے اپنا سنوارا جائے

اندھی چڑیا سے عبرت

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک گاؤں کی جانب جارہے تھے۔ راستے میں ایک مقام پر سو

رہے۔ جب بیدار ہوئے تو انہوں نے ایک اندھی چڑیا درخت سے گرتی دیکھی۔ اسی وقت زمین شق ہوئی اور اس میں سے دو طشتریاں برآمد ہوئیں۔ ایک سونے کی، دوسری چاندی کی' ایک طشتری میں تل رکھے ہوئے تھے۔ اور دوسری میں گلاب یا خالص پانی تھا۔ چڑیا نے تل کھا کھا کر پانی سے پیاس بجھائی۔ شیخ فرماتے ہیں۔ "یہ دیکھ کر مجھے عبرت و نصیحت ہوئی' اور میں نے اپنے مولا کے در کو مضبوطی سے پکڑ لیا حتیٰ کہ اس نے مجھے قبول فرما لیا"۔

درس توکل

فصلوں کی کٹائی کا زمانہ تھا' کسان کھیتوں میں مشغول تھے۔ ایک نیک بخت شخص اس زمانے میں رزق کی تلاش میں اپنے گوشہ سے نکلا۔ راستہ میں بارش ہونے لگی تو وہ ایک جگہ رک گیا۔ جہاں سے ایک غار نظر آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے اندر ایک اندھا عقاب پڑا ہوا ہے۔ نیک مرد نے سوچا عقاب کہاں سے کھاتا پیتا ہوگا؟ اتنے میں اس نے دیکھا کہ ایک کبوتری بارش سے بھاگ کر اس غار میں چھپنے کیلئے داخل ہوئی اور اتفاقاً عقاب پر گر پڑی۔ عقاب نے اسے اپنے پنجہ میں لے لیا اور کھا گیا۔ نیک مرد یہ واقعہ دیکھ کر وہیں سے توکل کے ساتھ اپنے گوشہ میں لوٹ گیا۔

ڈاکو نیک بن گئے

کردستان میں ڈاکوؤں کا ایک سردار تھا۔ اس نے بیان کیا کہ ایک روز ہم لوگ لوٹ مار کی نیت سے ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس جگہ تین کھجور کے درخت تھے مگر صرف ایک پر پھل لگے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک چڑیا پھل دار پیڑ سے کھجور منہ میں لے کر دوسرے پیڑ پر جاتی ہے۔ اس چیڑیا نے اس طرح دس بار چکر لگایا۔ میرے دل میں جستجو ہوئی کہ دیکھو یہ چڑیا کھجوریں لے جا کر کسے کھلاتی ہے۔ درخت پر چڑھ کر جب دیکھا تو ایک اندھا سانپ منہ کھولے بیٹھا تھا اور چڑیا کھجور لا لا کر اس کے منہ میں ڈالتی تھی۔ یہ دیکھ کر مجھے رونا آ گیا اور میں نے کہا۔ "یارب العالمین! یہ وہ موذی جانور ہے جس کے قتل کا حکم تیرے محبوب رسول سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے۔ جب وہ اندھا ہو گیا تو اس نے اس کی روزی پہنچانے کیلئے چڑیا کو متعین فرما دیا اور میں تیرا بندہ تیری وحدانیت کا معترف ہو کر لوٹ مار میں پھنسا ہوں"۔

اسی لمحہ میرے دل میں یہ بات اتری کہ اے شخص توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے' میں نے تلوار توڑ

ڈالی اور توبہ توبہ چلاتے ہوئے وہاں سے بھاگا۔ اس وقت غیب سے آواز سنائی دی۔ اے بندے میں نے تیری توبہ قبول کی۔ ڈاکوؤں کا سردار اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انھیں سارا واقعہ کہہ سنایا اور کہا میں راندہ درگاہ تھا مگر اب رحمت خداوندی نے مجھے پناہ دے دی ہے اور میں نے اطاعت پر صلح کر لی ہے۔ ساتھیوں نے بھی اپنے سردار کا اتباع کیا اور اپنی اپنی تلواریں توڑ کر رہزنی کے کپڑے اتار پھینکے اور مکہ مکرمہ کا قصد کر کے سب نے احرام باندھا۔ تین شبانہ روز چلنے کے بعد جب وہ لوگ ایک گاؤں میں پہنچے تو وہاں انہوں نے ایک نابینا ضعیفہ کو پایا۔ اس نے پوچھا تم لوگوں میں فلاں نام کر دی ہے؟ (اس نے ان کے سردار کا نام لیا) سردار نے کہا ہاں! وہ میں ہوں۔

ضعیفہ: میرے بیٹے کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ سب اس کے کپڑے رکھے ہیں، میں تین روز سے متواتر حضور سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھتی ہوں۔ سرکار کا حکم ہے کہ یہ تمام کپڑے میں تمہیں دوں۔

اس طرح ڈاکوؤں نے سچی توبہ کر کے حضور انور ﷺ کی بشارت کے ذریعہ صالحیت کے لباس پائے اور انہیں پہن کر حرمین طیبین کی جانب روانہ ہوئے۔

دیناروں کی بارش

حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں قریش کے کچھ شرفاء بیٹھا کرتے تھے۔ ایک روز ان میں سے کسی نے کہا ہم لوگوں کو تنگدستی کی وجہ سے تباہی اور موت کا اندیشہ ہے حضرت نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر دعا کی: اللھم اسئلك با سمك المرتفع الذی تکرم به من شئت من اولیائك وتلھمه من احبابك ان ترزقنا برزق من لدنك الساعته تقطع به علائق الشیطٰن من قلوبنا وقلوب اصحابنا انك انت الحنان المنان القدیم الاحسان، اللھم الساعة الساعة الساعة

”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس اسم رفیع کے وسیلہ سے جس سے تو مخصوص اولیاء میں سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور وہ نام اپنے برگزیدہ بندے کے دل میں الہام فرماتا ہے۔ تو اسی وقت ہمیں ایسا رزق عطا فرما جس سے شیطانی خیالات میرے اور میرے دوستوں سے دور ہو جائیں۔ بے شک تو احسان فرمانے والا قدیم الاحسان ہے۔ اے اللہ ابھی۔۔۔۔ ابھی۔۔۔۔ ابھی“۔

اسی وقت حاضرین نے چھت شق ہونے کی آواز سنی اور دیناروں کی بارش ہونے لگی۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے غیر خدا سے بے نیاز ہو جاؤ'' ۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ یہ سب دینار اٹھالو۔ ان لوگوں نے لے لئے اور حضرت نے خود کچھ نہیں لیا۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ ونفعنا بہ آمین۔

دعائے والدین کی کرامت

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ سمندر کے کنارے جائیں اور قدرت الٰہیہ کا تماشا دیکھیں حضرت اپنے مصاحبین کے ساتھ تشریف لے گئے مگر انہیں کوئی ایسی شے نظر نہیں آئی۔ آپ نے ایک جن کو حکم دیا کہ سمندر میں غوطہ لگا کر اندر کی خبر لاؤ۔ عفریت نے غوطہ لگایا مگر کچھ نہ پایا اور واپس آکر عرض کیا اے اللہ کے نبی! میں نے غوطہ لگایا مگر سمندر کی تہ تک نہیں پہنچ سکا' اور نہ کوئی شے دیکھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے قوی جن کو غوطہ خوری کا حکم فرمایا مگر وہ بھی نامراد واپس آیا۔ فرق یہ ہے کہ اس سے دوگنی مسافت تک اندر گیا اب آپ نے اپنے وزیر آصف بن برخیار رضی اللہ عنہ کو سمندر میں اترنے کا حکم دیا۔ انہوں نے تھوڑی دیر میں ایک سفید کافوری قبہ لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کیا' جس میں چار دروازے تھے۔ ایک دروازہ موتی کا' دوسرا یاقوت کا' تیسرا ہیرے کا اور چوتھا زمرد کا' چاروں دروازے کھلے ہونے کے باوجود اندر سمندر کے پانی کا ایک قطرہ بھی داخل نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ قبہ سمندر کی تہہ میں تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کے اندر ایک خوبصورت جوان صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے نماز میں مشغول ہے۔ آپ قبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسے سلام کر کے دریافت فرمایا اس سمندر کی تہہ میں تم کیسے پہنچ گئے؟ اس نے جواب دیا۔

اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ معذور تھے اور میری ماں نابینا تھیں' میں نے ان دونوں کی ستر سال تک خدمت کی۔ میری ماں کا جب انتقال ہونے لگا تو اس نے دعا کی خداوندا! اپنی طاعت میں میرے فرزند کو عمر دراز عطا فرما۔ اسی طرح جب میرے باپ کا وصال ہونے لگا تو انہوں نے دعا کی۔ پروردگار میرے بیٹے کو ایسی جگہ عبادت میں لگا جہاں شیطان کا دخل نہ ہو سکے۔ میں اپنے والد کو دفن کر کے جب اس ساحل پر آیا مجھے یہ قبہ نظر آیا۔ اس کی خوبصورتی کا مشاہدہ کرنے کے لئے میں اس کے اندر چلا گیا۔ اتنے میں ایک فرشتہ وارد ہوا اور اس نے قبہ کو سمندر کی تہ میں اتار دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس دریافت کیا۔ تم کس زمانے میں یہاں آئے۔ نوجوان نے جواب دیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں' حضرت سلیمان علیہ السلام نے جان لیا کہ اسے دو ہزار سال ہو گئے ہیں مگر وہ اب تک بالکل جوان ہے اور اس کا بال بھی سفید نہیں ہوا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام: تم وہاں کھاتے کیا ہو؟

نوجوان: اے اللہ کے نبی! ایک سبز پرندہ روزانہ اپنی چونچ میں سر برابر کی ایک زرد چیز لے کر آتا ہے میں اسے کھا لیتا ہوں اور اس میں دنیا کی تمام نعمتوں کا لطف ہوتا ہے۔ اس سے میری بھوک بھی مٹ جاتی ہے اور پیاس بھی رفع ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گرمی' سردی' نیند' سستی' غنودگی اور نامانوسی و وحشت یہ تمام چیزیں مجھ سے دور رہتی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام: اب تم ہمارے ساتھ بیٹھنا چاہتے ہو یا تمہیں تمہاری جگہ پہنچا دیا جائے؟

نوجوان: حضور! مجھے میری جگہ بھجوا دیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت آصف رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا اور انہوں نے قبہ اٹھا کر پھر سمندر کی تہہ میں پہنچا دیا۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اللہ تم پر رحم کرے دیکھو والدین کی دعا کتنی مقبول ہے۔ ان کی نافرمانی سے بچو۔

جن کو حق سے قرار ملتا ہے

شیخ ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی۔

اے موسیٰ! اس پرندہ کی طرح زندگی گزارو جو اکیلے رہتا ہے درختوں سے اپنی روزی لیتا ہے۔ اس لئے کہ اسے مجھ سے محبت اور میرے نافرمانوں سے نفرت ہے۔ اے موسیٰ! یہ میری قسم ہے کہ کسی عمل کے دعویدار کا عمل پورا نہیں ہونے دوں گا' اور جو میرے علاوہ کسی سے امید رکھتا ہے۔ اس کی امید کاٹ ڈالوں گا' اور جو غیر اللہ پر اعتماد کرے گا اس کی پشت توڑ دوں گا' اور جو غیر اللہ سے انس رکھے گا اسے طویل وحشت میں گرفتار کر دوں گا' اور جو غیر سے محبت کرے گا اس سے کنارہ کش ہو جاؤں گا۔ اے موسیٰ! میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ وہ اگر مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی طرف توجہ فرماتا ہوں' میری جانب چلتے ہیں تو انہیں اپنے نزدیک کرتا ہوں۔ میرا تقرب تلاش کرتے ہیں تو

جام وصال پلاتا ہوں' اور کفایت کرتا ہوں مجھے سرپرست بناتے ہیں تو سرپرستی قبول کرتا ہوں اگر مجھ سے مخلصانہ محبت کرتے ہیں تو میں بھی اسی طرح پیار کرتا ہوں۔ عمل کرتے ہیں تو بدلہ دیتا ہوں۔ ان کے معاملات کی میں ہی تدبیر فرماتا ہوں۔ ان کے دلوں کی نگہداشت کرتا ہوں ان کے حالات کی سرپرستی کرتا ہوں۔ میں نے ان کے قلوب کی تسلی صرف اپنے ذکر سے فرمادی ہے۔ ذکر ہی ان کے امراض کا علاج ہے۔ ذکر ہی سے ان کے قلوب میں روشنی ہے۔ میرے علاوہ وہ کسی سے انس اختیار نہیں کرتے اور اپنے قلوب کی منزل میرے پاس بناتے ہیں اور انہیں میرے سوا قرار بھی نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بندگان خاص سے ملحق فرمائے آمین۔

انقطاع و یکسوئی

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے ایک شخص آپ کے پاس آیا سلام کر کے بیٹھا' آپ نے دریافت فرمایا' کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا اے ابوعلی! آپ سے انس کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا: یہ انس تو ہوا نہیں یہ تو نری وحشت ہوئی۔ خیر اب تو بتا تو یہاں سے جاتا ہے یا میں خود چلا جاؤں' وہ چلا گیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تو اگر خود کو ہمہ وقت توبہ کے آئینے میں دیکھتا ہے تو معصیت کی قباحت تجھ پر عیاں ہو جائے گی انہی کا ارشاد ہے ''لوگوں سے پہچان کم کرو' جن لوگوں سے جان پہچان نہیں ہے ان سے پہچان نہ پیدا کرو اور جن سے ہے ان سے بھی کنارہ کشی کرو اور جس طرح خونخوار درندے سے دور رہتے ہو اسی طرح لوگوں سے بھاگو جمعہ اور جماعت سے کبھی پیچھے نہ رہو۔''

ایک بزرگ نے فرمایا: ''تم انجان لوگوں سے پہچان پیدا کرنا چاہتے ہو اور ہم پہچان والوں سے انجان بنتے ہیں۔''

میں نے سوچا اچھا سا کوئی دوست ملے ۔۔۔ مخلص و معتمد اور راز چھپانے والا
وادی سنگ نظر آئی مجھے ہر بستی ۔۔۔ جو ملا دل کو نیا زخم لگانے والا

حضرت علامہ یافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو کچھ حضرت ابراہیم ادہم وغیرہ نے فرمایا یہ سلف صالحین کے دو مذہب فکر میں سے ایک ہے وہ حضرت تنہائی کو سلامتی کا ذریعہ خیال فرماتے ہیں تاکہ عبادت کے لئے فراغت رہے اور میل و جول کے بعد جو لوگوں کے حقوق ہو جاتے ہیں' ان سے

نجات رہے۔

اور بعض صوفیہ کرام نے ملنے جلنے کو روا رکھا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث میں صالحین کی صحبت میں بیٹھنے کی ترغیب ہے اور نیک لوگوں سے ملنے جلنے کو آخرت کے لئے سودمند بتایا گیا ہے۔ خود فرمان ربّ العالمین ہے۔

اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ○

اس روز دوست باہم دشمن ہوں گے، مگر متقی حضرات کہ وہ دوست ہی رہیں گے۔

حضرت احمد بن حواری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ نجات کا راستہ کیا ہے؟ تو فرمایا حیف! ہمارے اور اس راستے کے درمیان بے شمار گھاٹیاں ہیں، جو محض اس طرح سر ہوسکتی ہیں کہ بڑی سرعت سے سفر ہو۔ اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ درست کیا جائے اور مشغول کرنے والے تعلقات کو ختم کیا جائے۔ رضی اللّٰہ عنھم و نفعنا بھم، آمین۔

شیر نے بات مان لی

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کچھ لوگ پریشان حال مجلس میں آئے اور کہنے لگے۔ "حضور والا! ایک شیر ہمارے راستے میں آ گیا ہے۔" حضرت وہاں تشریف لے گئے اور شیر سے فرمایا: "ابوالحارث! اگر تجھے ہمارے بارے میں کوئی حکم ہوا ہے تو اس پر عمل کر اور اگر ایسا نہیں ہے تو راستے سے ہٹ جا۔"

حضرت کی بات سن کر شیر وہاں سے چلا گیا۔ جاتے ہوئے دل گرفتہ چلا تا جا رہا تھا۔ پھر آپ نے لوگوں کو یہ دعا تلقین فرمائی کہ نیند سے اٹھنے کے بعد اسے پڑھ لیا کرو۔ اللھم احرسنا بعینك التی لا تنام واحفظنا برکنك الذی لا یرام وارحمنا بقدر تك علینا فلا نهلك و انت ثقتنا ورجاء نا۔ "اے اللہ! تو اپنی چشم عنایت سے جسے کبھی نیند نہیں، ہماری نگہبانی فرما، اور اپنی اس پناہ سے جس کا قصد کوئی کر ہی نہیں سکتا، ہماری حفاظت فرما اور اپنی قدرت سے ہم پر رحم کر کیونکہ تجھ پر بھروسہ اور امید کرنے کے بعد ہم ہلاک نہیں ہوں گے۔"

شیر کی روٹیاں

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ دوپہر کو کسی جنگل سے گزر رہے تھے۔ اچانک ایک بڑا شیر نظر آیا۔

حضرت نے رضائے الٰہی کے تابع رہنے کو قصد کرلیا۔ تھوڑی دیر میں شیران کے قریب پہنچ گیا مگر وہ لنگڑا کر چل رہا تھا۔ ایک آواز نکالتے ہوئے قریب پہنچ کر بیٹھ گیا اور زخمی پاؤں حضرت کی گود میں رکھ دیا۔ حضرت نے دیکھا کہ پیر سوجا ہوا ہے اور زخم کے اندر مواد پیپ ہے انہوں نے ایک نوک دار لکڑی سے زخم صاف کرکے اس پر کپڑے کی ایک پٹی باندھ دی اور شیر چلا گیا۔

حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ساعت دیکھا کہ شیر آرہا ہے اور اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی دم ہلاتے چلے آرہے ہیں اور ان کے ساتھ دو روٹیاں ہیں' جو انہوں نے مجھے لاکر دیں۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک ویران مقام پر تھے۔ ناگہاں انہیں ایک بہت بڑ درندہ نظر آیا جسے دیکھ کر حضرت ابراہیم خوفزدہ ہوگئے۔ فرماتے ہیں اسی وقت ہاتف نے آواز دی۔ ''خاطر جمع رکھو تمہارے گرد ستر ہزار فرشتے حفاظت پر مقرر ہیں''۔

شیر کی گوشمالی

حضرت سفیان ثوری اور شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہما حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں اچانک ہمارے راستے میں ایک شیر آگیا۔ حضرت سفیان: (شیبان راعی سے مخاطب ہوکر) اس کتے کو آپ دیکھ رہے ہیں جو سامنے آرہا ہے''۔ حضرت شیبان: ڈرو نہیں! اور حضرت شیبان کی آواز سن کر شیر کتے کی طرح دم ہلانے لگا اور ان کو خوش کرنے لگا اور حضرت شیبان نے اس کا کان گرم کیا۔

حضرت سفیان: شیبان! آخر یہ سب کیا ہے؟ حضرت شیبان: کچھ بھی نہیں سفیان' اگر مجھے شہرت کا اندیشہ نہ ہوتا تو اپنا زاد سفر اس کی پشت پر لاد کر مکہ مکرمہ تک لے جاتا۔ ایک بزرگ کے بارے میں روایت ہے کہ وہ پہاڑ پر رہتے تھے جب بارش ہوتی یا انہیں سردی لگتی تو کئی شیر جمع ہوکر انہیں لپٹا لیتے اور ان کے جسم کو گرمی فراہم کرتے۔

شیر پہچانتا ہے عارف کو

ایک صالح مرد اپنے نفس پر ناراض ہوئے اور فرمایا آج میں تجھے ہلاکت میں ڈالوں گا۔ ان کا قیام شیروں کے جنگلوں سے قریب تھا۔ وہ اٹھے اور شیر کے دو بچوں کے درمیان جا کر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد شیر منہ میں گوشت لئے ہوئے آیا مگر جب بزرگ کو دیکھا تو گوشت منہ سے رکھ کر الگ

جا بیٹھا۔ اس کے بعد شیرنی بھی منہ میں گوشت کا لوتھڑا لئے آئی اور انہیں دیکھا تو گوشت رکھ کر غراتی ہوئی جھپٹی مگر شیر نے اسے روک دیا اور وہ بھی ایک جانب جا بیٹھی اور دونوں نے انہیں کوئی اذیت نہیں دی۔ البتہ کچھ دیر بعد شیر نے اپنے بچوں کو ایک ایک کر کے بزرگ کے پاس سے آہستہ آہستہ اٹھایا اور شیرنی کی طرف یکے بعد دیگرے پھینک دیا۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے دوستوں پر خاص کرم نوازی اور مہربانی ہے۔ رضی اللہ عنھم و نفعنا بھم، آمین۔

اصلاح باطن

فقہاء کی ایک جماعت کسی بزرگ کی زیارت کو گئی، ان کے پیچھے نماز پڑھی تو ان کی قراءت میں غلطی پا کر فقہاء کی عقیدت زائل ہو گئی۔ رات کو سوئے تو سب کو احتلام ہوا۔ صبح اندھیرے منہ تالاب کے کنارے کپڑے اتار کر سب فقہاء ٹھنڈے پانی سے غسل کیلئے داخل ہوئے۔ اتنے میں ایک شیر آ کر کپڑوں پر بیٹھ گیا۔ اب ان کا حال یہ ہوا کہ شیر کے خوف سے ٹھنڈے پانی میں کھڑے رہے۔

ناگہانی بزرگ وہاں آ پہنچے اور انہوں نے شیر کا کان پکڑ کر فرمایا۔ ''میں نے تجھ سے کہا تھا کہ میرے مہمانوں کو تکلیف نہ دینا''۔ پھر فقہاء کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''آپ حضرات ظاہر کی اصلاح میں ہیں تو شیر سے ڈرتے ہیں۔ ہم اصلاح باطن میں ہیں تو شیر ہم سے ڈرتا ہے''۔

حضرت علامہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''میں نے جنگلوں میں قیام فرمانے والے ایک بزرگ سے دریافت فرمایا کہ آپ شیروں میں کس طرح رہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ مجھے ہیبت ربانی کا لباس پہنا دیا گیا تھا تو میں خود شیروں سے بڑا شیر تھا۔ شیر مجھے دیکھ کر بھاگتے''۔

نفس و شیطان کو زیر کرتے ہیں — سچ کہو تو دلیر ہیں یہ لوگ
شیر کتے ہیں ان کی چوکھٹ کے — حق تعالیٰ کے شیر ہیں یہ لوگ

پرندے اور حق آگاہی

ایک بزرگ نے حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے محبت کا کلام فرماتے ہوئے سنا۔ ایک چھوٹی سی چڑیا آئی، قریب ہوئی اور قریب سے قریب آتی گئی۔ یہاں تک کہ آ کر ان کے ہاتھ پر بیٹھ گئی۔ پھر اتر کر زمین پر چونچ مارنے لگی اور زمین سے خون نکلا اور وہ فوراً مر گئی۔

اسی طرح آپ ایک روز مسجد ہی میں محبت کا کلام کر رہے تھے۔ ناگہاں مسجد کی ساری قندیلیں

ٹوٹ کر گر گئیں۔

شیخ ابوالربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''میں تنہا سفر میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ہمراہ ایک پرندہ متعین فرمادیا تھا جورات کو مجھ سے باتیں کرتا اور یا قدوس یا قدوس کا ذکر کرتا اور صبح ہوتی تو پروں کو پھڑ پھڑاتا اور کہتا۔ ''سبحان الرزاق''۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ایک رات میں ملک شام کے ایک قریہ میں رکا۔ اچانک میں نے ایک آواز سنی کہ میں نے گناہ کیا اب پھر نہیں کروں گا۔ صبح کو میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ ایک چڑیا ہے' جسے فاقد الفه (وہ جس کا دوست بچھڑ گیا) کہتے ہیں۔

حضرت شیخ سری سقطی فرماتے ہیں' اس وقت میں نے ایک نامعلوم شخص کی آواز سنی جو یہ اشعار پڑھتا تھا۔

طیر نحیل بارض الشام اقلقه ذکر الحبیب له' نطق با ضمار

سرزمین شام میں ایک نازک پرندہ ہے جسے محبوب کے ذکر نے بے چین کیا ہے وہ دل سے کلام کرتا ہے۔

بقول اخطات حتی الصبح بسعده صوت شجی و یبکی وقت اسحار

صبح تک کہتا رہتا ہے کہ میں نے خطا کی۔ اس کی موافقت اس کی دردناک آواز کرتی ہے اور سحر کے وقت روتا ہے۔

پرندے کی بشارت

حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ روم کے ایک جہاد میں مسلمانوں کے ہمراہ تھے۔ سردار لشکر نے فوج کا ایک دستہ ایک جانب روانہ کیا اور اس کی واپسی کے لئے تاریخ اور وقت مقرر کر دیا۔ مگر ہوا یہ کہ متعینہ تاریخ پر وہ فوجی دستہ واپس نہیں پہنچا جس سے مسلمان مجاہدین اور سردار لشکر سبھی کو نہایت تشویش ہوئی۔ حضرت ابومسلم خولانی اپنے نیزہ کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک پرندہ آکر نیزے پر بیٹھا اور بولا کہ مسلمانوں کا فوجی دستہ سلامتی کے ساتھ مال غنیمت لئے ہوئے آرہا ہے۔ فلاں روز اتنے وقت پہنچ جائے گا۔ حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا۔ ''تم پر اللہ رحم فرمائے۔ بتاؤ تم کون ہو؟'' پرندے نے کہا۔ ''میں مسلمانوں کے قلوب سے غم دور کرنے والا

ہوں۔ اس نے جس وقت لشکر پہنچنے کی خوشخبری دی تھی وہ اسی وقت پہنچا''۔

وجد و کیف

حضرت خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ ''ہم لوگ مسجد میں تھے اتنے میں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ان پر وجد طاری تھا۔ ہم لوگوں کو دیکھا مگر کچھ فرمایا نہیں۔ پھر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں جا گھسے۔ حضرت جنید کے پاس ان کی بیوی تھیں۔ انہوں نے چاہا کہ حجاب کریں مگر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہیں تو ہوش نہیں ہے' تمہیں تو یہ جانتے بھی نہیں۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر تالی بجائی اور یہ اشعار پڑھے:

عودونی الوصال والوصل عذب ورمونی بالصد والصد صعب

مجھے وصال کا عادی بنا دیا ہے اور وہ نہایت شیریں ہے اور مجھے مبتلائے ہجر کیا ہے اور نہایت سخت ہے۔

زعموا حین عاتبوا ان جرمی فرط جبی لھم وما ذاك ذنب

عتاب میں کہتے ہیں فرط محبت ہی میرا جرم ہے۔ مگر یہ تو کوئی جرم نہیں ہے۔

لاوحسن الخضوع عند التلاقی ما جزا من یحب الا یحب

قسم ہے وقت ملاقات کے عمدہ برتاؤ کی کہ محبت کی جزا سوا محبت کے اور کچھ نہیں۔

یہ اشعار سن کر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ جھومنے لگے اور فرمایا ھو ذاك وہ تو وہی ہے۔ حضرت شبلی نے ان کی بات سنی تو غش کھا کر گر پڑے اور کچھ دیر کے بعد رونا شروع کیا۔ اس وقت حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا۔ ''اب پردہ کر لو کیونکہ انہیں ہوش آ گیا ہے''۔

ایک بزرگ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں نے دیکھا کہ موچنے سے اپنے بھوؤں کا گوشت نوچ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس سے تو آپ ہی کو تکلیف پہنچے گی۔ فرمایا۔ ''مجھ پر حقیقت کا انکشاف ہوا اور مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ اس لئے درد کا یہ سامان کر رہا ہوں تا کہ جی کا میلان اس درد کی جانب ہو' اس طرح حقیقت روپوش ہو جائے مگر نہ درد ہوتا ہے نہ حقیقت روپوش ہوتی ہے اور نہ ہی مجھ میں ضبط کا یارا ہے''۔

سید الطائفہ ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ بندہ پر کبھی ایسا حال طاری ہوتا ہے کہ اس وقت اگر اسے تلوار ماریں تو بھی اسے احساس نہ ہو۔ اس بات

میں میں کچھ مشتبہ تھا مگر پھر واضح ہو گیا کہ درست ہے۔

حضرت علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' اللہ تعالیٰ کا فرمان'' فلما رئینہ اکبر نہ و قطعن ایدیھن' 'پس زنان مصر نے حضرت یوسف کو دیکھا تو انہیں نے عظیم جانا اور اپنے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اس کی تائید فرماتا ہے۔ تفسیر میں ہے کہ ان عورتوں کو اپنی انگلیاں کٹنے کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ جب مخلوق کی محبت کا یہ حال ہے تو بھلا خالق کی محبت کا کیا حال ہوگا اور اس کا انکار وہی کرتا ہے جس نے اس کی لذت نہ چکھی ہو اور جو اس قوم (اولیاء اللہ) کے حال سے ناواقف ہو۔ اسی طرح اس کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ ایک بزرگ کے پاؤں میں ناسور ہو گیا۔ اطباء نے فیصلہ کیا کہ اگر پاؤں نہ کاٹا گیا تو یہ مرجائیں گے۔ ان کی ماں نے طبیبوں سے کہا جب یہ نماز میں کھڑے ہوں اس وقت پاؤں کاٹنا کیونکہ اس وقت انہیں کسی شے کی خبر نہیں ہوتی' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انہیں احساس نہیں ہوا۔ رضی اللہ عنہم

شیخ ابوحفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ لوہاری کا کام کرتے تھے۔ قاری کو تلاوت کرتے سنا تو ان پر حال طاری ہو گیا۔ اس حالت میں آپ نے اپنا دست مبارک بھٹی میں ڈال کر آگ سے سرخ لوہا نکال لیا اور آپ کو کچھ نہیں ہوا۔ ان کا ایک تلمیذ وہاں موجود تھا۔ یہ دیکھ کر چیخ پڑا کہ حضور! یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس کے بعد آپ نے دوکان چھوڑ دی اور وہ پیشہ ترک کر دیا۔

تاب ضبط

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں ایک صالح جوان رہتا تھا۔ اس کا یہ حال تھا کہ جب کوئی ذکر سنتا تو چیخ پڑتا۔ ایک روز حضرت شیخ نے فرمایا۔ آئندہ ایسا کیا تو میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اس کے بعد اس کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب ذکر سنتا تو ضبط کرتا اور چہرہ متغیر ہو جاتا اور اس کے رونگٹے رونگٹے سے خون جاری ہو جاتا۔ ایک روز اسی حالت میں زوردار چیخ اس کے منہ سے نکلی اور وہ انتقال کر گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ ایک محل کے پاس سے گزرے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا زمین پر بے حس و حرکت پڑا ہے۔ لوگوں کی بھیڑ جمع ہے۔ شیخ نے ماجرا دریافت کیا تو بتایا گیا کہ محل کے اندر ایک باندی یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

کبرت ھمتہ عین طمعت فی ان تراك .

''وہ آنکھ بڑا حوصلہ رکھتی ہے جسے تجھے دیکھنے کی طمع ہے۔''

او ما حسب لعین ان تری من قد راکا ۔

''کیا آنکھ کو یہ کافی نہیں کہ اسے دیکھ لے جس نے تجھے دیکھا۔''

محل کے باہر اس جوان رعنا نے باندی کے یہ اشعار سنے اور چیخ مار کر گر پڑا ہم لوگوں نے جا کر دیکھا تو روح پرواز کر چکی تھی۔

سماع

حضرت عمرو بن عثمان مکی اصفہان تشریف لے گئے۔ ان کے ہمراہ ان کا کوئی ہم رشتہ نوجوان بھی تھا جسے اس کے باپ صحبت صوفیہ سے روکتے تھے۔ وہ جوان اصفہان میں بیمار ہو گیا۔ شیخ عمرو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ تو ساتھ ایک قوال بھی تھا۔ نوجوان نے شیخ سے فرمائش کی کہ قوال سے کچھ سنوائیں۔ اس نے سنایا۔

مالی مرضت فلم یعدنی عائد   منکم و یمرض عبد کم فاعود

مجھ میں کیا ہے کہ میں بیمار ہوا تو تمہارا کوئی آدمی بیمار پرسی کو نہیں آیا اور تمہارا کوئی غلام بھی بیمار ہوتا تو میں عیادت کو آتا ہوں۔

شعر سن کر نوجوان اٹھ کر بیٹھ گیا اور مزید کچھ سنانے کے لئے کہا۔ قوال نے پڑھا۔

واشد من مرضی علی صدود کم   وصدود عبد کم علی شدید

اور مجھ پر میرے مرض سے زیادہ شدید تمہاری بے رخی ہے اور مجھ پر تو تمہارے غلام کا اعراض بھی سخت ہوتا ہے۔

اشعار سننے کے بعد اس پر یہ اثر ہوا کہ اس کے جسم میں سردی کا احساس بڑھ گیا اور وہ لوگوں کے ہمراہ نکل کر باہر چلا۔ لوگوں نے شیخ عمرو بن عثمان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ ''جب سماع سے پہلے اشارہ ہوتا ہے تو مریض کو شفا ملتی ہے اور وہ اوپر سے ہوتا ہے اور اگر سماع کے بعد اشارہ ملتا ہے تو یہ نیچے سے ہوتا ہے اور اس سے مریض کی ہلاکت ممکن ہے''۔

یعنی اگر حق تعالیٰ کی صحبت کا اشارہ پہلے ہو پھر سماع سنیں تو شفا ہوتی ہے اور سماع کے بعد اشعارہ صحبت پیدا ہو تو قوت برداشت نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ مریض ادنیٰ اشارہ سے دوبارہ بیمار پڑ جاتا ہے اور یہ بیماری سخت ہوتی ہے کیونکہ مریض میں قوت کم ہوتی ہے

اورا کثر ایسی حالت میں ہلاکت ہوتی ہے۔

ہوا میں رقص

ایک بزرگ پانچ فقرء کے ہمراہ ایک دیہات میں گئے ان لوگوں کے ساتھ ایک قوال بھی تھا۔ فقیروں میں سے ایک ''صاحب وجد'' تھا۔ ہر وقت قوال سے کچھ سنانے کی فرمائش کرتا اور قوال جب کوئی کلام سناتا تو اسے حال آجاتا۔ بزرگ نے اس فقیر کو سرزنش کی کہ آخر یہ کیسا وجد ہے؟ فقیر یہ سن کر چپ رہا۔ بزرگ فرماتے ہیں۔'' کچھ دیر بعد میں نے مڑ کر دیکھا تو وہی فقیر ہوا میں رقص کر رہا تھا۔ میں اس کی طرف دوڑ کر گیا کہ اس سے معافی مانگوں مگر وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور اس کے نہ ملنے کا اب تک مجھے افسوس ہے''۔

وجد و سر مستی الست

ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے وجد و حال کے بارے میں سوالات کئے گئے۔ سوال: حضور! کیا بات ہے کہ آدمی نہایت اطمینان و سکون سے ہوتا ہے پھر جب سماع سنتا ہے تو بے قرار ہو جاتا ہے؟

جواب: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارواح کو مخاطب کر کے'' الست بربکم '' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ارشاد فرمایا تھا جس کے جواب میں روحوں نے'' بلٰی '' کیوں نہیں، بیشک تو ہمارا رب ہے۔ کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول الست کی حلاوت ارواح میں رچ بس گئی۔ اب جب سماع سنتے ہیں تو وہی حلاوت تازہ ہو کر بے چین و بے قرار کر دیتی ہے۔

اسی طرح حضرت شیخ ابواسحاق ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا۔ سوال: اس کی کیا وجہ ہے کہ لوگوں کو قرآن مجید سن کر وجد نہیں آتا، اور قرآن کے علاوہ کلام سن کر آجاتا ہے؟ جواب: قرآن عظیم غلبہ اور ہیبت کا کلام ہے جس کی وجہ سے حرکت نہیں ہوتی اور دوسرے کلام میں نشاط و لذت موجود ہے اور غلبہ و ہیبت نہیں ہے۔ یہی شے وجد و حال کا سبب ہے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سماع کی نسبت فرماتے ہیں۔ سچا وجد دل کو ہلا دیتا ہے۔ سماع اگر کوئی حق کے لئے سنے تو صاحب حقیقت ہو جاتا ہے اور اگر بوجہ فسق سنے تو زندیق ہو جاتا ہے۔ حضرت شیخ ابولقاسم نصرآبادی سماع کے بارے

میں ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ قلب کی طاقت، صفائے باطن، اور رب تعالیٰ کی جانب سے عجائب قربت و غیبت کے کشف و مشاہدہ کے لحاظ سے اثر انداز ہوتا ہے۔ سید الطائفہ امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی قول ہے۔ فقراء پر تین وقت نزول رحمت ہوتا ہے۔ ایک سماع کے وقت کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے لئے سنتے ہیں اور وجد میں کھڑے ہوتے ہیں۔ دوسرے کھاتے وقت کیونکہ وہ بغیر فاقہ کے تناول نہیں فرماتے اور تیسرے علمی بات چیت کے وقت کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں ہی باتیں کرتے ہیں۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا وجد

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سماع میں تشریف فرماتھے۔ زور کی چیخ ماری لوگوں نے جب وجہ پوچھی تو یہ شعر پڑھا۔

لو یسمعون کما سمعت کلامها   خروا العزه رکعا وسجودا

اگر لوگ میرے مانند اس کی باتیں سنتے تو عزت کے لئے رکوع وسجود میں گر پڑتے۔

اللہ کا ایک بندہ اس شعر کو پڑھ رہا تھا۔

اسئل عن سلمی فهل من مخبر   تکون له علم بها ابن تنزل

میں سلمی کے بارے میں دریافت کرتا ہوں تو کیا مجھے کوئی ایسا بتانے والا ہے۔ جسے پتہ ہو کہ وہ کہاں مقام کئے ہوئے ہے۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو چیخ ماری اور فرمایا دونوں عالم میں اس سے متعلق بتانے والا کوئی نہیں ہے۔

شیخ نوری رحمۃ اللہ علیہ کا حال

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

مازلت انزل من ودارك منزلا   تتحیر الالباب دون نزوله

تیری محبت میں ایسی منزل پر پہنچتا رہتا ہوں جہاں پہنچنے کے لئے عقلیں حیرت زدہ رہ جاتی ہیں۔

شعر سنتے ہی ان پر حال طاری ہوا اور وہ جنگل میں کٹے ہوئے بانسوں کی نوکدار جڑوں پر رقص کرتے ہوئے اسی شعر کو دہراتے رہے۔ پاؤں لہولہان ہو گئے۔ صبح تک یہی عالم رہا اس کے بعد بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ زخمی ہو کر پاؤں سوج گئے اور اسی حال میں وصال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ و نفعنا آمین۔

وجد وحال امت مسلمہ کے خواص اولیاء کا حصہ ہے

یہ واقعہ حضرت ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔
حضرت صوفیہ کی جماعت کے ساتھ کوہ طور پر تھے۔نصرانیوں کے گرجا سے متصل ایک چشمہ پر اترے ہمراہ قوال تھا۔اس نے سماع شروع کیا۔صوفیہ پر وجد وحال طاری ہوا اور وہ کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے۔گرجا کا راہب اوپر سے یہ منظر دیکھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم اور دین حنیف کی قسم دے دے کر انہیں اپنے پاس بلا رہا تھا۔مگر کسی کو اس پر توجہ کی فرصت نہ تھی۔جب وجد وحال ختم ہوا اور سب لوگ سکون واطمینان سے ہوئے تو راہب آیا اور پوچھا آپ لوگوں کا استاد ومرشد کون ہے؟ تمام لوگوں نے امام الطائفہ جنید کی طرف اشارہ کیا۔راہب نے شیخ سے پوچھا۔یہ صرف تمہارے دین میں خاص لوگوں کی چیز ہے یا عام شے ہے؟ شیخ نے فرمایا۔یہ خاص چیز ہے جس کے لئے ترک دنیا اور تقویٰ بھی شرط ہے۔راہب نے شیخ کی باتیں سن کر اسی وقت کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔راہب نے مزید کہا۔میں نے انجیل میں دیکھا ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کے مخصوص حضرات ترک دنیا کی شرط کے ساتھ سماع میں حرکت کریں گے اور ان کا لباس رنگین یا اون کا ہوگا اور دنیا سے بقدر حاجت حاصل کریں گے۔

نا اہل مجلس بدر

شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات مریدوں کے ساتھ ایک دعوت میں تشریف لے گئے آپ نے مجلس میں ایک اجنبی شخص کو دیکھا تو اسے بلا کر اپنی چادر دی اور فرمایا اسے رہن رکھ کر دو سیر شکر فقیروں کیلئے خرید لاؤ وہ شخص جب چادر لے کر باہر گیا تو آپ نے اندر سے دروازہ بند کر کے با آواز بلند فرمایا: ''اے شخص چادر لے کر جا اور یہاں لوٹ کر نہ آنا لوگوں نے پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا' فرمایا اپنی چادر بیچ کر آج کی شب تمہارے لئے میں نے وقت کی طہارت خریدی ہے اور تم میں سے ایک ایسے شخص کو الگ کر دیا جو تم میں کا نہیں تھا۔آپ نے فرمایا سماع کے لئے تین چیزوں کی حاجت ہے۔(زمان' مکان' اخوان یعنی) وقت اور مقام مناسب ہو اور شرکائے مجلس اہلیت رکھتے ہوں۔ایک بزرگ فرماتے ہیں میں ایک رات صلحائے احباب کے ساتھ تھا۔وہ لوگ سماع کے لئے جمع ہوئے تھے۔قوال جب کوئی شعر پڑھتا تو ان پر وجد طاری ہوتا اور وہ کھڑے ہو کر رقص کرتے۔میں نے یہ دیکھ کر دل ہی دل میں انکار کیا۔اسی شب کی بات ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت

قائم ہے اور صوفیہ پل صراط سے رقص کرتے ہوئے گزر رہے ہیں اور لوگ ان سے پیچھے رہ گئے ہیں' یہ دیکھ کر جب میں بیدار ہوا تو عہد کیا کہ ان لوگوں پر کبھی انکار نہیں کروں گا۔

آسماں با صوفیاں ہم محورقص

شیخ کبیر ابوالغیث ابن جمیل یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابتداء وہ بھی سماع کے منکر تھے اور سننے والوں سے معارض ہوتے تھے مگر آخر میں آپ نے یہ طریقہ چھوڑ دیا اس کی وجہ یہ ہوئی ایک شیخ فقراء کی ایک جماعت کے ہمراہ تشریف لائے اور سماع کرتے ہوئے گاؤں میں داخل ہوئے۔ آپ نے گاؤں والوں سے فرمایا کہ انہیں ایسا کرنے سے روکو چنانچہ لوگ لاٹھیاں لے کر شیخ ابن جمیل کے ساتھ مزاحمت کیلئے نکلے اتنے میں وہ لوگ سماع کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ شیخ ابن جمیل پر بھی وجد طاری ہو گیا اور آپ رقص کرنے لگے ساتھیوں کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی آپ نے فرمایا قسم ہے عزت و جلال والی ذات کی' عزت صرف اسی کے لئے ہے میں نے جب دیکھا کہ آسمان بھی محورقص ہے تو میں نے رقص کیا۔

شیخ کبیر محمد بن ابوبکر حکمی یمنی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے قائل تھے۔ فقہاء میں سے بعض حضرات آپ پر اعتراض کرتے تھے ایک روز آپ نے انکار کرنے والے فقیہ سے عین حالت سماع میں فرمایا: ''اے فقیہ! اوپر دیکھ'' انہوں نے سر اٹھایا تو ہوا میں فرشتے رقصاں نظر آئے۔

امام عارف فقیہ امام احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ جن کی شان اولیاء میں ایسی ہے جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام انبیاء علیہم السلام میں' آپ سے صوفیہ کرام کے سماع کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں اسے مباح کہوں تو خود اس کا اہل نہیں اور اگر انکار کروں تو مجھ سے بہتر لوگوں نے اسے سنا ہے۔''

شیخ ابوالحسن بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اہل سماع پر کچھ نکیر کرتے ہیں فرمایا: ''میں کیسے انکار کروں جبکہ مجھ سے اچھے اور بہتر لوگوں نے سنا ہے جن میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سری سقطی' حضرت ذوالنون مصری' حضرت ابوالحسین نوری' حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی' حضرت شبلی رضی اللہ عنہم جیسے لوگ ہیں۔'' بعض مشائخ فرماتے ہیں ''اگر ہم سماع کا انکار کریں تو ستر اولیاء کرام کا انکار کریں گے۔''

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ناقوس کی آواز سنی تو لوگوں سے دریافت فرمایا

''جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟'' عرض کیا گیا نہیں' فرمایا یہ کہتا ہے سبحان حقا حقا ان المولی صمد یبقی۔ سماع کے منکر ایک فقیہ صاحب کے پاس ایک صوفی صاحب تشریف لے گئے۔ دیکھا تو فقیہ صاحب کے گھر کے اندر گردش کرنے جا رہے ہیں۔

صوفی صاحب: آخر کس بات پر یہ گردش ہے؟ فقیہ صاحب: ایک مسئلہ عرصہ سے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا' ابھی حل ہوا ہے اسی خوشی میں جھوم رہا ہوں۔ صوفی صاحب: آپ ایک مسئلہ پر اس قدر جھوم رہے ہیں پھر بھلا اللہ پر وجد کرنے والوں کا انکار کیوں کرتے ہیں؟

حضرت علامہ یافعی توضیح فرماتے ہیں ان دونوں خوشیوں میں فرق ہے۔ ایک خوشی وہ ہے جو اللہ کے حکم کو سمجھنے پر حاصل ہوئی۔ اور ایک وہ ہے کہ جب قلب اللہ تعالیٰ کی محبت اور شوق دید سے پر ہو جاتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی تجلی جمال اور صفت کمال پر' اللہ تعالیٰ کے شیریں ذکر اور ورد و حال اور مراتب کی بلندی سے نشاط پیدا ہوتا ہے اور بادہ محبت کا نشہ حاصل ہوتا ہے۔

شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی' عرض کیا: ''یا رسول اللہ! یہ سماع جن میں ہم راتوں کو حاضر ہوئے ہیں اور کبھی اس میں حرکتیں بھی پیدا ہوتی ہیں اس کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟'' فرمایا: ''میں ہر شب تمہارے ساتھ ہوتا ہوں مگر اسے قرآن شریف سے شروع کر کے قرآن شریف پر ہی ختم کیا کرو۔''

حضرت علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''شیوخ کے سماع کا ذکر سن کر کوئی جاہل دھوکا نہ کھائے اور یہ نہ خیال کرے کہ سماع ہر ایک کے لئے جائز ہے نہیں نہیں' یہ تو محض ان حضرات کے لئے ہے جن کو حق سبحانہ وتعالیٰ کا شوق غالب ہو اور جن سے خواہشات نفسانی اور صفات بہیمیہ صاف ہو چکی ہوں اور جو اہل حال کے ان صفات سے متصف ہوں۔''

ولما حضرنا بالسرور بمجلس اضاء ت لنا من عالم الغیب انوار

اور ہم جس وقت سرور کے ساتھ بزم میں حاضر ہوئے تو ہم پر عالم غیب کے انوار روشن ہوئے۔

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میرے نزدیک سماع انہی شرطوں کے ساتھ جائز ہے جو مشائخ نے اپنی تصانیف میں بیان کی ہیں ان کے اندر ترتیب و تہذیب اور تحقیق کے لحاظ سے شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب ''عوارف المعارف'' بہت عمدہ ہے اور عثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ کا قول کیسا پیارا

ہے۔فرمایا: ''سماع تین قسم کا ہے ایک ابتدائی مریدوں کا جو احوال شریفہ خود میں پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے سماع میں فتنہ کا خطرہ ہے' دوسرا صادقین کا جو اپنے احوال میں ترقی چاہتے ہیں اور اوقات کی مناسبت سے سنتے ہیں' تیسرا اہل استقامت کا سماع ہے جو عارف حضرات ہیں ہر حال میں ان کا تعلق اللہ سے ہے اور وہ ہر حال میں اللہ ہی کے اختیار پر قائم ہیں اس کی رضا کے بغیر ملتے بھی نہیں یہی تیسرا گروہ ہے جس کے بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سماع صرف ان کے لئے جائز ہے جنہوں نے ریاضت سے نفس کا علاج کر لیا ہے اور اسے صفات ذمیمہ سے پاک کر کے ممنوعات سے محفوظ کر لیا ہے نیز خیالات اور دل کو زہریلی آفتوں سے طاہر بنا لیا ہے اور اسے اسماء وصفات کا عرفان میسر آ چکا ہے ایسے انسان کو سماع جائز ہے۔'' رضی اللہ عنہم

شیخ ذوالنون مصری اور وجد وحال

حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں احمد بن مقاتل مکی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جب بغداد شریف پہنچے تو مشائخ صوفیہ آپ کے پاس آئے ان لوگوں کے ساتھ قوال بھی تھا۔ آپ سے سماع کی اجازت لے کر قوال نے یہ اشعار پڑھے۔

صغیر ہواك عذبنی فکیف به اذا احتنکا

تیری تھوڑی محبت نے مجھے عذاب میں ڈال رکھا ہے اس وقت کیا حال ہوگا جب وہ خوب پختہ ہو جائے گا۔

وانت جمعت لی قلبی ہوی قد کان مشترکا

اور تو نے میرے دل میں اس محبت کو جمع کر دیا جو مشترک تھی۔

اما ترثی لمکتئب اذا ضحك الخلی بکی

کیا ایسے غمزدہ پر رحم نہ کرو گے کہ جب فارغ البال ہنستا ہے تو وہ روتا ہے۔

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ یہ اشعار سنکر کھڑے ہوئے اور پھر منہ کے بل گر پڑے اور ان کا خون جاری تھا مگر وہ زمین پر نہیں پڑتا تھا آپ کے بعد ان لوگوں میں سے ایک آدمی اور اٹھا اور وجد کرنے لگا۔ حضرت ذوالنون نے اس سے فرمایا: ''وہ تجھے قیام اور حال کرتے دیکھ رہا ہے۔'' وہ حضرت کی بات سن کر اپنی جگہ جا بیٹھا۔

حضرت الاستاذ شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ واقعہ کی توضیح میں فرماتے ہیں۔'' حضرت ذوالنون پر اس

وقت اس شخص کا حال منکشف ہوا اور حضرت نے اسے تنبیہ فرمائی کہ یہ تیرا منصب نہیں اور وہ شخص بھی انصاف پسند تھا کہ حضرت کی بات مان کر بیٹھ گیا۔"

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا گیا کہ آپ نے ایک لڑکی کو یہ شعر پڑھتے سنا۔

خلیلی ما بال المطایا کانھا　　تراھا علی الاعقاب بالقوم تنکص

اے دوست! ان سواریوں کو کیا ہو گیا ہے۔ لگتا ہے قوم کو الٹے پاؤں لوٹا رہی ہیں۔

احمد بن علی ہمراہ تھے۔ آپ نے پوچھا یہ شعر سن کر تمہیں کچھ کیف آیا۔ انہوں نے عرض کیا کچھ بھی تو نہیں۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم تو بے حس ہو۔ ایک اور بزرگ یہ شعر سن کر وجد میں آ گئے۔

بـالله ردوا فـواد متـکـب　　لیـس لـه مـن حبیبـه خـلف

خدا کے واسطے اس غمزدہ کا دل پھیر دو جسے اپنے حبیب کا ثانی نہیں ملتا۔

اسی کیف و مستی میں رات بھر کھڑے رہے کبھی کبھی گر پڑتے پھر سنبھل کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ کے ساتھ مصاحبین بھی کھڑے روتے اور اشک بہاتے رہے۔

جلالت کیف

ایک بزرگ کی بیوی کو زچگی میں دشواری ہوئی وہ دعا کرنے کی نیت سے حضرت شیخ ابوالحسن دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شیشے کا گلاس لے گئے تاکہ کچھ لکھیں۔ انہوں نے جب گلاس پر بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تحریر فرمایا تو گلاس ٹوٹ پھوٹ گیا اور شیخ پر غشی چھا گئی۔ اس کے بعد وہ بزرگ دوسرا، تیسرا اور کئی گلاس لاتے رہے اور ہر گلاس ٹوٹتا رہا۔ شیخ نے آخر میں فرمایا۔" جا کسی اور سے لکھوا لے میرے پاس جتنے گلاس لائے گا سب ٹوٹ جائیں گے۔ میں اپنے مولا کو جب بھی یاد کرتا ہوں ہیبت و حضور کی کیفیت کے ساتھ یاد کرتا ہوں"۔

انکشاف راز

حضرت ابوتراب نخشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مرید پر بہت کرم فرماتے تھے، اس کی ضرورتیں خود پوری کرتے اور وہ عبادت کرتا رہتا۔ آپ نے ایک روز اس مرید سے فرمایا۔" اگر تم حضرت ابویزید کی

خدمت میں حاضر ہوتے تو اچھا ہوتا"۔ مرید: میں ان سے مستغنی ہوں۔ شیخ ابوا تراب: نہیں تمہیں حاضری دینی چاہیے۔ (شیخ نے بار بار کہا تو مرید کا وجد بھڑک اٹھا۔ اور کہنے لگا) مرید: میں ابویزید سے مل کر کیا کروں گا میں نے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا ہے (شیخ فرماتے ہیں۔ اس پر میری طبیعت بھڑک اٹھی اور میں بے قابو ہو کر کہنے لگا) شیخ ابوتراب: (عالم جلال میں) اللہ تعالیٰ کے دیدار پر غرور کرتا ہے۔ تیرا ایک بار ابویزید کو دیکھنا تیرے ستر بار اللہ کو دیکھنے سے بہتر ہوتا۔ یہ سن کر مرید حیران رہ گیا اور کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ شیخ ابوتراب تو اللہ کو اپنے پاس دیکھتا ہے تو تیرے درجہ کے مطابق تجھ پر اس کی تجلی ہوتی ہے جب خدا کو ابویزید کے ساتھ دیکھے گا تو ان کے درجہ کے مطابق اس کی تجلی تجھے نظر آئے گی۔ یعنی تجھ پر ربّ تعالیٰ کی صفات جلال و جمال کا اظہار ابویزید کے حال کے لحاظ سے ہوگا۔ مرید نے عرض کیا مجھے ابویزید رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلیں۔ چنانچہ شیخ ابوتراب اپنے اس مرید کے ہمراہ ایک پہاڑی پر جا کر انتظام کرنے لگے۔ کیوں کہ حضرت ابویزید خاص شیروں کے جنگل میں عبادت فرماتے تھے۔ شیخ ابوتراب فرماتے ہیں وہ الٹی پوستین پیٹھ پر رکھے ہوئے ہمارے قریب سے گزرے میں نے دیکھتے ہیں مرید سے کہا یہ ہیں حضرت ابویزید' مرید نے انہیں دیکھا' اور دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ انہوں نے اسے ہلایا تو وہ مردہ تھا۔ شیخ ابوتراب: حضرت کیا آپ نے میرے مرید کو ہلاک کر دیا۔ آپ کو ایک نظر دیکھتے ہی وہ مر گیا۔ شیخ ابویزید: وہ سچا تھا' اس کے قلب پر ایک سر کا انکشاف نہیں ہو پا رہا تھا مجھے دیکھتے ہی وہ منکشف ہوا۔ مگر وہ اسے برداشت نہیں کر سکا اور مر گیا۔

رضی اللہ عنہم ونفعنا بہ آمین

عالی مرتبت ابویزید

عارف باللہ شیخ ابویزید رضی اللہ عنہ کے بارے میں یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے انہیں عشاء کی نماز کے بعد صبح تک مراقبہ میں اس طرح دیکھا کہ پاؤں کی ایڑیاں اور پنجے اٹھائے ہوئے محض انگلیوں پر کھڑے' ٹھوڑی سینہ پر ٹکائے اور آنکھیں کھولے ہوئے ہیں۔ صبح کے وقت سجدہ ریز ہوئے اور بہت لمبا سجدہ کیا۔ پھر قعدے میں بیٹھ کر دعا کی۔

اے اللہ! ایک قوم نے تجھ سے تجھی کو مانگا' تو تو نے انہیں پانی پر چلنا' ہوا پر پرواز کرنا' زمین کا طے کرنا' اشیاء کی ماہیت بدل دینا (اور اسی قسم کی بیسیوں کرامات کا ذکر فرمایا) انہیں عطا فرمایا اور وہ اس پر راضی ہو گئے اور میں ان باتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں اس کے بعد میری

طرف توجہ دی اور فرمایا یحییٰ ہے؟ حضرت یحییٰ: جی حضور! شیخ ابو یزید: یہاں کب سے کھڑے ہو؟ حضرت یحییٰ: کافی دیر سے کھڑا ہوں۔ (کچھ احوال مجھے بھی افادہ کریں۔ شیخ ابو یزید: تم سے تمہارے مناسب حال کچھ ذکر کرتا ہوں۔ اللہ ربّ العزت نے مجھے فلک زیریں میں داخل فرمایا اور ملکوت سفلی کی سیر کرائی۔ زمین میں تحت الثریٰ تک دکھایا۔ اس کے بعد مجھے فلک علوی تک رسائی بخشی اور تمام افلاک عرش اور جنتوں کی سیر سے نوازا۔ پھر اپنے حضور کھڑا کر کے فرمایا۔ تجھے ان میں سے کیا پسند آیا تا کہ وہ تجھے بخش دوں۔ میں نے عرض کیا مجھے ان میں سے کوئی شے پسند نہیں آئی' جو میں طلب کروں۔ ارشاد ہوا۔ انت عبدی حقا تعبدنی لا جلی صدقا لا فعلن لا فعلن تو میرا سچا بندہ ہے اور میری عبادت صرف میرے لئے کرتا ہے۔ میں تیرے لئے یہ کروں گا (اور بہت سی نعمتوں کا ذکر فرمایا) حضرت یحییٰ یہ باتیں سن کر تعجب سے گھبرا اٹھے اور پوچھ بیٹھے ایسے وقت میں حضرت نے معرفت کا سوال کیوں نہ کیا جبکہ مالک الملک نے آپ سے فرمادیا تھا کہ جو چاہو مانگ لو۔ شیخ ابو یزید: نادان خاموش! تجھے کیا خبر اس پر مجھے خود اپنی ذات سے غیرت معلوم ہوئی اور میں نہیں چاہتا کہ اس کو اس کے سوا کوئی اور پہچانے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

لا تذکر الی العامریته اننی   اغار علیها من فم المتکلم

میرے روبرو عامریہ کا ذکر نہ کر' کیوں کہ جب اس کا ذکر غیر کے منہ سے سنتا ہوں تو مجھے غیرت آتی ہے۔

قوت کشف

ایک بزرگ نے حضرت عبدالرحمٰن بن یحییٰ سے توکل کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا۔ توکل یہ ہے کہ اگر تو اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈال دے اور اژدہا تیرے ہاتھ کو پہنچوں تک نگل لے اس وقت بھی تجھے غیر خدا سے کوئی اندیشہ نہ ہو۔ حضرت ابن یحییٰ سے جواب حاصل کرنے کے بعد سائل اسی بات کو دریافت کرنے کی نیت سے شیخ ابو یزید کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور دروازہ پر دستک دی۔ شیخ نے دروازہ کھولے بغیر اندر ہی سے فرمایا۔ کیا تجھے عبدالرحمٰن کا جواب کافی نہیں؟ سائل: حضور! پہلے دروازہ کو کھولیں۔ فرمایا: تم میری زیارت کا ارادہ لے کر تو آئے نہیں' اور جواب تمہیں دروازہ کے باہر ہی سے مل چکا ہے۔ سائل کا بیان ہے کہ اس کے ایک برس بعد میرے دل میں ان سے ملنے کی خواہش ہوئی حاضر ہوا تو دروازہ کھول کر خندہ پیشانی سے میرا استقبال کیا اور فرمایا۔ اب تم

زیارت کی نیت سے آئے ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں ایک مہینہ رہا۔ جب کوئی بات میرے دل میں آتی حضرت فوراً اس کا جواب عنایت کرتے۔

بحرآشام

حضرت شیخ ابویزید رضی اللہ عنہ کو حضرت یحییٰ بن معاذ رازی نے تحریر کیا کہ میں رب تعالیٰ کی شراب محبت کی زیادتی کے باعث مدہوش ہوگیا۔ شیخ نے جواب دیا: وغیرك شرب بحور السمٰوٰت والارض وما روی بعد ولسانه خارج وهو یقول هل من مزید اور کسی کا تو یہ حال ہے کہ آسمان وزمین کے سمندر پی کر بھی سیراب نہیں ہوا اور تشنگی کے سبب اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے۔ اور هل من مزید کی صدا بلند کر رہا ہے۔ اسی مضمون میں کسی نے فرمایا ہے۔ مجھے اس شخص سے تعجب ہے جو کہتا ہے میں نے اللہ کا ذکر کیا۔ کیا میں کبھی اسے فراموش بھی کرتا ہوں جو یاد کروں۔ میں نے شراب محبت کے جام پر جام پئے۔ لیکن نہ شراب ختم ہوئی نہ میں سیراب ہوا۔

بے ادبی کا وبال

ایک مرتبہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوتراب نخشی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا گیا تو وہاں ایک نوجوان کھڑا تھا۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ نے اسے کھانے پر بلایا۔ حضرت شقیق: اے نوجوان آ ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہو جا۔ جوان: میں روزہ سے ہوں۔ حضرت شقیق: ہمارے ہمراہ کھالے اور تیرے لئے ایک ماہ کے روزوں کا ثواب' جوان: انکار' حضرت ابویزید: آجا کھالے اور تیرے لئے ایک ماہ کے روزوں کا ثواب' جوان نے پھر انکار کیا۔ تو حضرت ابویزید نے فرمایا۔ جو اللہ کی نظر سے گر گیا اسے چھوڑو۔ وہ نوجوان ایک سال کے بعد چور بن گیا۔ اسی جرم میں گرفتار ہوا اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اولیاء کی بے ادبی سے بچائے اور غضب سے مامون فرمائے۔ آمین)

بدظنی کی سزا

شیخ ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خادمہ تھی جس کا نام زیتونہ تھا۔ اس نے اپنا واقعہ خود بیان کیا کہ ٹھٹھرتی ہوئی سردی کے زمانے میں میں نے حضرت شیخ نوری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کچھ کھانے

کے لئے لاؤں؟ حضرت نے دودھ اور روٹی لانے کو فرمایا۔ میں دودھ اور روٹی لے کر حاضر ہوئی۔ آپ کے پاس کوئلہ رکھا ہوا تھا جسے آپ ہاتھ سے الٹ پلٹ کر رہے تھے۔ کوئلے کی سیاہی ہاتھ میں لگی ہوئی تھی۔ آپ نے کھانا شروع کیا اور اسی ہاتھ سے کوئلے کو پلٹا یا اور کوئلہ میں آگ بھڑک اٹھی۔ دودھ آپ کے ہاتھ پر بہنے لگا۔ میں نے جی میں خیال کیا۔ اے اللہ! تجھے پاکی ہے تیرے اولیاء کیسے ہیں' ان میں صفائی نہیں؟

خادمہ بیان کرتی ہے کہ میں جب حضرت کے گھر سے نکلی اتنے میں ایک عورت آ کر مجھ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی تو نے میرے کپڑوں کی گٹھری چرائی ہے اور مجھے کوتوال کے پاس گھسیٹ لے گئی۔ حضرت شیخ نوری کو اطلاع ہوئی تو کوتوالی میں تشریف لے آئے اور فرمایا۔ زیتونہ کو چھوڑ دو۔ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ کوتوال: مگر میں کیسے چھوڑ دوں کہ اس پر چوری کا الزام ہے اور عورت نے اسی پر دعویٰ کیا ہے۔ اتنے میں ایک کنیز کپڑوں کی پوٹلی لے کر آئی اور حضرت نے کپڑے اس کی مالکہ کے حوالے کر کے زیتونہ سے کہا۔ ''پھر کہوگی اولیاء اللہ کیسے ناصاف ہوتے ہیں''۔ زیتونہ نے کہا۔ ''میں توبہ کرتی ہوں''۔

دانت جڑ گئے

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی قیامگاہ کے پاس ایک فوجی کا عام شہری سے جھگڑا ہو گیا۔ بات ہاتھا پائی تک پہنچی۔ شہری نے فوجی کے دانت توڑ دیئے۔ فوجی نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے بادشاہ کے پاس لے چلوں گا۔ لوگوں نے کہا یہاں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں ان کے پاس چلے جاؤ۔ دونوں حضرت کی خدمت میں آئے اور ماجرا سنایا۔ آپ نے فوجی کے دانت میں اپنا لعاب دہن شریف لگا کر انہیں ان کے مقام پر چپکا دیا۔ فوجی نے جب دانتوں پر زبان پھیری تو وہ دانت بالکل مضبوط جمے ہوئے تھے اور ذرا بھی ناہمواری نہ تھی۔

غدود غائب

ایک یمنی شخص کے ہاتھ میں غدود تھا' جسے دفع کرنے کے لئے اس نے بہت دوا دعا سے کام لیا مگر ختم نہیں ہوا۔ وہ شخص حضرت ابن عجیل علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچا اور کہنے لگا۔ ''اگر آپ نے بھی میرا یہ مرض ختم نہیں کیا تو فقراء کے اوپر سے میرا حسن ظن ختم ہو جائے گا''۔ آپ نے اس کی بات

سن کر لاحول پڑھا اور اس کے غدود کو اپنے ہاتھ سے چھو کر اس پر کپڑے کی پٹی باندھ دی اور فرمایا اس پٹی کو گھر پہنچ کر کھولنا۔ وہ شخص اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وہاں سے چل کر ایک قریہ میں پہنچے اور وہاں روٹی اور دودھ سے بنا ہوا کھانا (ثراقہ) کھایا۔ کھانا کھانے کے لئے اس نے بے خیالی میں پٹی کھول دی تو ہاتھ میں غدود نہ تھا۔ نہ اس کی کوئی علامت تھی بلکہ اسے یہ اندازہ لگانا مشکل ہو گیا کہ غدود ہاتھ کے کس حصہ میں تھا؟

گم شدہ بیل

ایک شخص کا بیل گم ہو گیا۔ وہ عارف فقیہ محمد بن حسین بجلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا اگر اپنا بیل واپس چاہتے ہو تو فلاں جگہ چلے جاؤ ہمارے شیخ ہل جوت رہے ہوں گے ان سے اپنا بیل واپس لئے بغیر نہ آنا۔ چنانچہ وہ شیخ محمد بن ابوبکر حکمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر ان سے لپٹ گیا اور کہا میرا بیل مجھے لوٹاؤ۔ وہ شیخ کو جانتا نہ تھا بلکہ وہ تو یہ سمجھ رہا تھا کہ انہوں نے ہی میرا بیل چرالیا ہے۔ حضرت شیخ نے دریافت کیا میرے پاس کس نے بھیجا ہے؟ بیل کے مالک نے شیخ محمد بن حسین کا نام بتایا اور کہنے لگا یہ باتیں چھوڑیئے مجھے میرا بیل چاہئے۔ آپ نے اس سادہ مزاج کسان کی حالت پر رحم کھا کر تبسم فرمایا اور کہا جا فلاں جگہ تیرا بیل ایک پیڑ سے بندھا ہوا ہے جا کر کھول لے۔ وہاں گیا تو واقعی بیل موجود ہے۔ اس نے اپنا بیل کھولا اور فرحاں وشاداں لے کر واپس آ گیا۔ اب چور جس نے وہاں بیل لے جا کر باندھا وہ پہنچا تو بیل نہ پایا اور رنجیدہ وغمزدہ لوٹا بلکہ آثم وگنہگار اور خائب وخاسر ہوا اور حضرت شیخ اس کی باریابی کرا کے اجر وثواب کے مستحق ہوئے۔

گم شدہ دستاویز مل گئی

ایک شخص کے سو دینار کسی پر قرض تھے۔ وصول یابی کی تاریخ آئی تو پتہ چلا کہ دستاویز جو قرض کا ثبوت تھی گم ہے۔ وہ دوڑتا ہوا حضرت بنان الحمال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور دعا کرنے کو کہا۔ انہوں نے فرمایا میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اور میں حلوہ پسند کرتا ہوں۔ جا کر بازار سے ایک رطل حلوہ بندھا ہوا لاؤ تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں وہ بازار سے حلوہ لایا آپ نے فرمایا۔ جس کاغذ میں حلوہ رکھا ہے وہ کھول کر میرے سامنے رکھو۔ اس نے کاغذ جو کھولا تو دیکھا وہی اس کی دستاویز ہے۔ حضرت نے فرمایا اپنی دستاویز لے جا اور حلوا لے جا کر اپنے بچوں کو کھلا دے۔ وہ شخص لے کر خوشی خوشی چل دیا اور

آپ نے حلوے سے نہ کچھ لیا نہ چکھا۔

آپ نے فرمایا۔ ''ایک بار میں اکیلے صحرا میں گیا' وہاں مجھے وحشت محسوس ہوئی۔ ہاتف غیبی کی آواز آئی' کیا عہد شکنی کرتے ہو؟ وحشت کیوں ہو رہی ہے۔ کیا دوست تمہارے ہمراہ نہیں ہے؟''

حضرت شبلی اور غسال

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید (حضرت بکیر) حضرت کے مرض الموت کا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ ''جمعہ کے روز حضرت کو مرض سے کچھ افاقہ ہوا اور حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر جامع مسجد تشریف لے گئے۔ ہم لوگ جب صرافوں کے بازار سے گزرے تو ایک آدمی رصافہ کی جانب سے آیا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ ''کل اس شخص سے میرا سابقہ پڑے گا''۔ اسی شب حضرت کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ سقوں کے محلّہ میں ایک غسال ہے جا کر اسے لے آؤ اور مجھے پتہ بتایا۔ میں نے وہاں جا کر آہستگی سے دروازہ پر دستک دی اور السلام علیکم کہا انہوں نے اندر سے کہا کیا شبلی کا انتقال ہو گیا؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! جب دروازہ کھول کر برآمد ہوا تو میں نے دیکھا کہ یہ تو وہی شخص ہے جس کے متعلق حضرت شیخ نے فرمایا کہ کل اس کے ساتھ میرا معاملہ ہوگا۔ میں نے تعجب سے کہا۔ لا الہ الا اللہ اس نے کہا لا الہ الا اللہ کس بات پر متعجب ہو؟ میں نے کہا۔ ''جب آپ سے ملاقات ہوئی تھی تو حضرت شبلی نے فرمایا تھا کہ کل اس سے میرا معاملہ ہوگا۔ بخدا! سچ بتایئے کہ آپ کو کس طرح پتہ چلا کہ شیخ شبلی کا وصال ہو چکا ہے۔ فرمایا نادان! کل شیخ شبلی کو کیسے علم ہوا کہ آج ان کا معاملہ میرا ساتھ ہوگا؟''

جب حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا۔ ''مجھ پر ایک درہم کا ظلم ہے جس کے بدلے میں نے ہزاروں درہم صدقہ کئے مگر ہنوز اس سے زیادہ میرے دل پر کوئی چیز گراں نہیں''۔

بترس از آہ مظلوماں

ایک اسرائیلی مومنہ کا واقعہ ہے کہ اس کا مکان شاہی محل کے سامنے تھا جس کی وجہ سے محل کی خوشنمائی داغدار ہو رہی تھی۔ بادشاہ نے بار بار کہا کہ یہ مکان میرے ہاتھ فروخت کر دو مگر وہ راضی نہیں ہوئی اور انکار کر دیا۔ ایک بار جب وہ سفر میں گئی اس وقت بادشاہ نے اس کا مکان منہدم کرا دیا۔ جب

وہ واپس آئی اور یہ حال دیکھا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا۔ ''الٰہی! میں سفر میں تھی مگر تو تو حاضر تھا، کمزوروں اور مظلوموں کا تو ہی مددگار ہے'' ۔ یہ کہہ کر وہیں زمین پر بیٹھ رہی۔ بادشاہ جب سواری پر ادھر نکلا تو پوچھا یہاں کیوں بیٹھی ہے اور کس چیز کا انتظار کرتی ہے۔ اس نے کہا تیرے محل کے ویران ہونے کا انتظار ہے۔ یہ سن کر بادشاہ ہنسا اور اس مظلومہ کا مذاق اڑایا مگر ہوا یہ کہ اسی رات بادشاہ کا محل زمین بوس ہو گیا اور بادشاہ مع اہل خانہ اس میں دفن ہو گیا اور ایک دیوار پر کچھ اشعار لکھے ہوئے نظر آئے جن کا مفہوم یہ ہے۔ ''کیا دعا کو حقیر جان کر اس کا مذاق اڑاتا ہے کہ اسے معلوم نہیں کہ دعا نے کیا کر ڈالا'' رات کے تیر کبھی خطا نہیں کرتے، لیکن اس کے لئے ایک وقفہ ہوتا ہے اور مدت کا اختتام کبھی تو ہے۔ اللہ نے وہی کیا جو تو نے دیکھا اور تمہاری مملکت کو دوام ہرگز نہیں۔

حضرت رجاء بن کثیر علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ ہم کوفہ میں اپنے شیخ کی خدمت میں بیٹھے حدیث لکھ رہے تھے۔ وہاں سے ایک عورت گزری، جو اونی کرتا اور چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس نے ہمیں السلام علیکم کہا اور محل شاہی کی جانب اشارہ کر کے بولی۔ یہ لوگ محلوں پر شاداں، اور اس کی آرائش پر نازاں ہیں اور جو کچھ انہوں نے آخرت کی جانب بھیجا اس پر قبروں میں نادم ہیں۔ اس وقت غرور میں نہ پڑو، ہم لوگ بوڑھے ہیں۔ موت ہماری کشت زندگی کی کٹائی کا وقت ہے قبر ہمارا کھلیان ہے، اور قیامت ہمارے لوٹنے کا مقام ہے۔ لہٰذا جو انسان نیکی کا بیج بوئے گا آسائش کی کھیتی کاٹے گا اور جو برائی بوئے گا وہ پشیمانی کاٹے گا۔ تھوڑے صبر میں غنیمت زیادہ ہے۔ کچھ روز کی تکلیف ہوتی ہے پھر راحت دوام ملتی ہے۔

مظلوم صیاد کی بددعا

ساحل پر ایک شخص پکار پکار کر کہہ رہا تھا جو مجھے دیکھے وہ کسی پر ظلم نہ کرے۔ حضرت عمرو بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اسرائیلی نے پکارنے والے سے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ اس نے بتایا۔ میں ایک سپاہی تھا۔ اسی ساحل پر میں نے ایک شخص کو مچھلی کا شکار کرتے دیکھا۔ میں نے اس سے وہ مچھلی مانگی مگر اس نے نہیں دی۔ میں نے کہا خیر مفت میں نہیں دیتے تو فروخت کرو میں خرید لیتا ہوں۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے اس کو کوڑا رسید کیا اور مچھلی زبردستی لے لی۔ مچھلی کو میں لے جا رہا تھا اتنے میں اس مچھلی نے میرا انگوٹھا اپنے منہ میں پکڑ لیا۔ میں نے لاکھ چھڑانا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ گھر جا کر گھر والوں کو دکھایا تو انہوں نے بہت دشواری سے میرا انگوٹھا چھڑایا۔ اس کے بعد میرا

انگوٹھا سوج گیا' اور سڑنے لگا۔ اور اس میں جہاں جہاں مچھلی کے دانت لگے تھے وہاں وہاں سوراخ ہو گئے۔ میں نے ایک دوست طبیب کو دکھایا۔ اس نے کہا یہ آکلہ ہے۔ اگر تم اپنا انگوٹھا نہیں کٹواؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں نے انگوٹھا کٹوایا۔ مگر زخم ہتھیلی میں ہو گیا پھر میں طبیب کے پاس گیا اور اس نے کہا۔ اگر ہتھیلی نہیں کٹواؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے میں نے پھر کلائی سے ہاتھ کٹوا دیا مگر زخم بڑھ کر بازوؤں میں ہو گیا یہ دیکھ کر میں بدحال ہو گیا اور اہل و عیال کو چھوڑ کر چیختا چلاتا بھاگ نکلا۔ ایک دن ویرانے میں روتا پھر رہا تھا۔ وہاں ایک درخت کے سائے میں جا بیٹھا' سو گیا تو خواب دیکھا ایک شخص کہہ رہا تھا یوں کب تک ایک ایک کر کے اپنے اعضا کٹوائے گا؟ حق' حقدار کو واپس کر نجات پا جائے گا۔ یہ خواب دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ میں ساحل پر پہنچا تو صیاد کو جال پھینکتے پایا۔ وہ بیٹھا شکار کر رہا تھا جب اس نے جال کھینچا تو اس میں بہت سی مچھلیاں تھیں۔ میں نے قریب جا کر عرض کیا۔ اے اللہ کے بندے میں تمہارا غلام ہوں۔ اس نے کیا جیسے تو کون ہے؟ میں نے کہا میں وہی سپاہی ہوں جس نے کوڑا مار کر تم سے مچھلی چھینی تھی اور پھر اسے اپنے ہاتھ دکھایا۔ میرا ہاتھ دیکھ کر اس نے کہا۔ نعوذ باللہ من البلاء ۔ بلاؤں سے خدا کی پناہ' اور مجھ سے کہا میں نے تجھے درگزر کیا۔ اس کی طرف سے معافی ملتے ہی میرے زخم کے کیڑے جھڑ گئے۔ میں جب اس کے پاس سے آنے لگا تو اس نے مجھے روکا اور کہا مجھ سے یہ ناانصافی ہوئی کہ ایک مچھلی کی وجہ سے میں نے تمہیں بددعا دی۔ حالانکہ مچھلی کی کیا حیثیت؟ اور وہ بھی قبول ہوئی۔ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا اور اپنے فرزند کو بلوا کر مکان کے ایک کونے کی زمین کھدوائی اور وہاں سے تین ہزار دینار سے بھرا برتن نکالا اور فرزند سے گنوا کر دس ہزار درہم مجھے دلوائے۔ اور مجھ سے کہا اسے اپنے خرچ میں لاؤ۔ اور اس سے اپنی خستہ حالی کا تدارک کرو۔ اس کے علاوہ مزید دس ہزار دلوا کر کہا اسے اپنے پڑوس اور رشتے کے غرباء و مساکین میں تقسیم کر دو۔ میں نے آتے وقت پوچھا۔ تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ یہ تو بتاؤ۔ بددعا کیسے کی تھی؟ صیاد نے کہا۔ جب تم نے کوڑا مارا اور مچھلی چھین لی تو میں آسمان کی طرف منہ کر کے رویا۔ اور التجاء کی اے رب! اس کو اور مجھ کو تو نے ہی پیدا فرمایا اور تو نے ہی اس کو مجھ سے زیادہ قوت دی' اور مجھے کمزور بنایا اور اس کے بعد مجھ پر اسے مسلط کر دیا اور نہ تو نے مجھے بچایا اور نہ ہی مجھے اتنی قوت دی کہ اس کے ظلم سے خود کو بچاتا میں تجھ سے تیری اسی قدرت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے اسے قوی اور مجھے کمزور بنایا اس انسان کو لوگوں کیلئے سامان عبرت بنا دے۔

عالمِ اسباب

یہ واقعہ حضرت علی بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ میں اور کچھ نوجوان دریائے موصل کے کنارے ایک کشتی پر بیٹھے۔ کشتی جب درمیان میں پہنچی تو ایک مچھلی دریا سے کود کر کشتی میں آ گئی' سب نے جب مچھلی کو دیکھا تو سوچا کسی جگہ کشتی روک کر اسے بھونا جائے۔ چنانچہ جب ناؤ ایک کنارے پر لگائی گئی اور آگ جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کی جانے لگیں اسی دوران ہم نے ایک ویرانہ دیکھا جہاں پرانے کھنڈرات اور قدیم مکانوں کے آثار تھے اور دیکھا کہ ایک شخص پڑا ہوا ہے جس کے ہاتھوں کو کسی نے اس کے شانوں کے پیچھے اچھی طرح باندھ دیا ہے اور وہیں ایک دوسرا شخص ذبح ہو کر مرا پڑا ہے اور نزدیک ہی سامان سے لدا ہوا ایک خچر کھڑا ہے ہم لوگوں نے بندھے ہوئے شخص سے ماجرا دریافت کیا' اس نے کہا

میں نے اس شخص کا خچر کرایہ پر لیا تھا یہ مجھے راستے سے یہاں بھٹکا لایا اور میری مشکیں کس دیں اور کہا کہ میں تجھے قتل کروں گا میں نے اس کو خدا کا واسطہ دیا کہ ظلم نہ کر اور میرے قتل کا گناہ اپنی گردن پر نہ لے اور میں نے یہ بھی کہا کہ یہ سارا سامان تو لے لے میں نے تیرے لئے حلال کیا اور میں اس کی کسی سے شکایت بھی نہ کروں گا میں نے اسے قسم بھی دی مگر وہ اپنے ارادے پر اڑ رہا اور مجھے مارنے کے لئے اس نے اپنی کمر میں سختی سے ٹھونسا ہوا چھرا کھینچا تو وہ آسانی سے نہیں نکلا۔ مگر جب اس نے چھرا زور سے جھٹکا دے کر نکالا تو وہ ایک دم اس کی حلق پر آ لگا اور وہ خود بخود ذبح ہو گیا جیسا کہ آپ لوگ دیکھ رہے ہیں ہم نے اس کی مشکیں کھول دیں اور وہ شخص خچر اور اپنا سامان لے کر اپنے گھر گیا پھر ہم لوگ کشتی میں سوار ہوئے کہ مچھلی نکالیں تو وہ کود کر دریا میں جا چکی تھی یقیناً یہ واقعہ نہایت حیرت انگیز ہے۔ فسبحان اللطیف الخبیر۔

سمندر کے طوفان سے جس نے بچایا

ایک عورت خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی یا کریم یا کریم عهدك القديم اس عورت کی پشت پر ایک بچہ بھی بندھا ہوا تھا ایک بزرگ نے عورت سے دریافت کیا کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کیا عہد ہے؟ جواباً عورت نے اپنا واقعہ بزرگ کو سنایا کہ تاجروں کے

ایک گروہ کے ہمراہ میں ایک کشتی پر سوار تھی۔ سمندر میں زور کا طوفان آیا اور سب ڈوب گئے میں اپنے بچے کے ہمراہ ایک تختہ پر زندہ بچ رہی اور دوسرے تختہ پر ایک حبشی سلامت رہا۔ صبح ہوئی تو حبشی پانی طے کرتا ہوا میرے قریب آیا۔ میرے تختہ پر سوار ہو گیا اور مجھے اپنی خواہش کے لئے راضی کرنے لگا میں نے اس سے کہا تجھے ذرا بھی اللہ کا خوف نہیں، ہم تو خود گرفتار بلا ہیں اس مصیبت سے نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ضرورت ہے اور تو نافرمانی سوچ رہا ہے؟

اس نے کہا یہ باتیں چھوڑ، میں نے جو کہا وہ ضروری ہے اور یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا اسے میں نے چٹکی بھر کر جگا دیا اور وہ رونے لگا میں نے کہا میں ذرا اس بچے کو سلا تو لوں، حبشی نے بچہ کو ہاتھ میں اٹھا کر پانی میں ڈال دیا اس وقت میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: اے اللہ! تو آدمی اور اس کے دلی ارادے کے درمیان حائل ہونے والا ہے اپنی طاقت وقدرت کے ذریعہ میرے اور اس کے درمیان جدائی کر دے۔ یقیناً تو سب چیزوں پر قادر ہے۔ یا من یحول بین المرء و قلبه حل بینی و بین هذا الا سود بحولك و قوتك انك علی کل شئی قدیر بخدا میں ابھی اپنے کلمات پورے بھی نہ کر سکی تھی کہ سمندر سے ایک جانور منہ پھاڑے ہوئے نکلا اور اس نے اس حبشی کو ایک لقمہ بنا لیا اور غوطہ مار کر تہہ میں چلا گیا اس طرح سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قوت وقدرت سے مجھے بچا لیا وہ ہر شئے پر قادر ہے۔

پھر موجوں نے مجھے تھپیڑے دیئے اور میں ایک جزیرہ پر پہنچ گئی میں نے سوچا جب تک میرے لئے کوئی صورت ظاہر نہ ہو اسی جزیرہ کے سبزے اور پانی پر بسر کروں گی اس طرح میں نے وہاں چار روز گزارے پانچویں روز مجھے دور سے ایک کشتی گزرتی دکھائی پڑی میں نے ایک پہاڑی ٹیلے پر چڑھ کر ان کی جانب کپڑے سے اشارہ کیا۔ ان میں سے تین شخص ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ میں ان کے ساتھ اس بڑی کشتی میں پہنچی تو وہاں میں نے اپنے بچے کو دیکھا جسے حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا میں بے قابو ہو گئی اور خود کو بچہ پر گرا کر اسے چومنے لگی ان لوگوں نے کہا تو شاید پاگل ہو گئی ہے میں نے کہا نہیں، بلکہ مجھ پر ایسا ایسا واقعہ گزرا۔ ان لوگوں نے عورت کی بات سن کر اس سے کہا: اب ہم سے سن! ہماری کشتی موافق ہوا کے رخ پر چل رہی تھی اتنے میں ایک سمندری جانور ہماری راہ میں حائل ہو گیا اور یہ بچہ اس جانور کی پشت پر تھا اس وقت ایک غیبی آواز آئی کہ اگر اس بچہ کو نہیں بچاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ ہم میں سے ایک شخص نے جانور کی پشت

پر سے بچے کو جا کر اٹھایا اور وہ جانور فوراً غوطہ مار کر غائب ہو گیا بچہ کا قصہ اور تیرا واقعہ نہایت تعجب ناک ہے۔ ہم سب لوگ اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آج کے بعد ہمیں گناہ میں نہ دیکھے اور میں نے بھی عہد کیا۔ فسبحان الله اللطيف الخبير' جميل العوائد' سبحان مدرك الملهوف عند الشدائد۔

غیبی مدد

علامہ یافعی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے کہ دور نبوی میں ایک تاجر مدینہ سے شام اور شام سے مدینے مال لاتا اور لے جاتا تھا اور قافلہ کے ساتھ سفر نہیں کرتا تھا بلکہ اللہ عزوجل پر اپنے قوی توکل کے باعث تنہا سفر کرتا تھا ایک بار ناگہاں ایک ڈاکو گھوڑے پر سوار ان کی راہ میں حائل ہوا اور للکار کر تاجر پر جھپٹا۔ تاجر نے کہا اگر تو مال کے لئے ایسا کر رہا ہے تو مال لے لے اور مجھے چھوڑ اس نے کہا مال تو میں لوں گا ہی' اس کے ساتھ تیری جان بھی لوں گا تاجر نے دوبارہ اس سے وہی کہا مگر وہ بضد رہا تاجر نے بالآخر اس سے اتنی مہلت مانگی کہ وضو کر کے نماز پڑھے اور کچھ دعا کرے۔ ڈاکو راضی ہو گیا تاجر نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔

يا ودود يا ودود يا ودودٌ' يا ذا العرش المجيد' يا مبدی ی معيد يافعال يريدا سئلك بنور وجهك الذی ملا اركان عرشك واسئلك بقدرتك التی قدرت بها علی جميع خلقك و برحمتك التی وسعت كل شی لا اله الا انت يا مغيث اغثنی (تین بار یہ دعا کی)

دعا سے فارغ ہو کر کیا دیکھا کہ ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار' سبز کپڑوں سے ملبوس ہاتھ میں نورانی تلوار لئے ہوئے موجود ہے۔ اب ڈاکو اس سوار کی طرف روانہ ہوا مگر قریب پہنچتے ہی اس کا ایک نیزہ کھا کر زمین پر آ رہا۔ اسپ سوار پھر تاجر کے پاس آیا اور کہا تو اسے قتل کر' تاجر نے کہا تم کون ہو؟ میں نے اب تک کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ اسے قتل کرنا میرے دل کو گوارا ہوگا۔ اسپ سوار نے پلٹ کر ڈاکو کو مار ڈالا اور تاجر کو بتایا کہ میں تیسرے آسمان پر رہنے والا ایک فرشتہ ہوں۔ جب تم نے پہلی بار دعا کی تو ہم نے آسمانی دروازوں کی کھٹ پٹ سنی جس سے ہم نے جان لیا کہ کوئی واقعہ ہوا ہے اور جب تم نے دوبارہ دعا کی آسمان کے دروازے اس زور سے کھلے کہ ان سے چنگاریاں نکلنے لگیں تمہاری سہ بارہ دعا سنکر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے آواز دی کون ہے جو

ہاتھ سے نہیں بچ سکے۔

اس نے جلدی سے تکبیر کہہ کر نماز شروع کی اور سورہ فاتحہ تلاوت کرنے کے بعد اس کی زبان رکنے لگی۔ فیصلہ نہ کر سکا کہ آگے کیا پڑھوں۔ اجنبی ڈاکو نے ڈانٹا کہ جلدی فرصت کر' بالہام غیبی اس کی زبان پر آیت کریمہ مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ ۔الایۃ جاری ہوگئی اور وہ رو رو کر بلند آواز سے اس کی تلاوت کرنے لگا۔ اچانک جنگل کے اندر سے ایک شہ سوار ہاتھوں میں نیزہ لئے ہوئے نمودار ہوا' اس کے سر پر خود تھا۔ آناً فاناً اس نے ڈاکو کو آلیا اور ایسا نیزہ مارا کہ وہ زمین پر ڈھیر ہوگیا۔ وہ زمین پر جہاں گرا وہاں سے آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ قلی نے یہ دیکھ کر سر سجدے میں رکھا اور پھر اٹھ کر شہ سوار سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ جواب ملا۔ میں آیت مَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ کا خادم ہوں' تم اب جہاں چاہو جاؤ' تمہیں کوئی خوف و خطر نہیں۔

قیمت عفت

قوم بنی اسرائیل میں ایک نہایت شکیل و رعنا جوان تھا جو کچھ چیزیں گھوم پھر کر فروخت کرتا اور وہی اس کا ذریعہ معاش تھا۔ ایک بار شاہی محل کے پاس سے گزرا۔ شہزادی کی کسی سہیلی نے اسے دیکھا اور محل میں جا کر اسے خبر دی کہ میں نے آج ایسا خوبصورت نوجوان دیکھا ہے جیسا خوبصورت کبھی میری نگاہ سے نہیں گزرا۔ شہزادی نے کہا اسے اندر بلاؤ اور کہو کہ ہم اس کا سامان خریدیں گے۔ جب نوجوان محل میں داخل ہوا تو اسے اندر لے جا کر دروازے بند کروا دیئے اور اپنی بری نیت لئے اس کے سامنے آئی۔ نوجوان نے کہا تم اپنی ضرورت کی شے خرید لو میں جاؤں۔ شہزادی نے کہا مجھے تجھ سے اپنی ضرورت پوری کرنی ہے۔ نوجوان: خدا سے خوف کر اور اس ارادہ بد سے توبہ کر۔ شہزادی: اگر تو میری بات نہیں مانے گا تو میں بادشاہ سے کہوں گی کہ یہ برے ارادے سے محل میں آیا تھا۔ نوجوان: پہلے مجھے وضو کرنے کے لئے پانی چاہئے۔ شہزادی: مجھ سے بہانہ سازی نہ کر' شہزادی نے باندی سے کہا۔ اس کے لئے چھت پر وضو کا انتظام کرو تا کہ وہاں سے فرار نہ ہو سکے۔ محل کی چھت چالیس گز اونچی تھی۔ نوجوان جب چھت پر پہنچا تو التجا کی۔ ''بار الٰہا! مجھے بدکاری پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ مگر میں خود کو چھت سے گرا دینا گناہ میں مبتلا ہونے سے بہتر سمجھتا ہوں''۔ اور بسم اللہ پڑھ کر خود کو محل کے باہر گرا دیا مگر اللہ کی ایسی مرضی کہ اسے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ رب تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا تھا' جس نے اسے بازو پکڑ کو زمین پر لا کھڑا کیا۔

نوجوان نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ پروردگار! اگر چاہے تو مجھے اس تجارت کے بغیر بھی روزی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور اس کے لئے سونے کی تھیلی بھیج دی اس میں سے نوجوان نے اپنے دامن بھر اٹھالیا اور عرض کیا۔ ''الٰہی! اگر یہ میرے ثواب کے بدلے میں ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں''۔ جواب ملا۔ ''چھت سے گرتے وقت جو صبر تو نے اختیار کیا تھا یہ اس کے ثواب کے ۲۵ حصوں کا ایک حصہ ہے''۔ عرض گزار ہوا۔ ''اے ربّ! میری آخرت کی نیکی کو کم کرنے والی کوئی شے مجھے نہیں چاہئے''۔ چنانچہ وہ تمام سونا اٹھالیا گیا۔

اس نوجوان کے بارے میں شیطان سے پوچھا گیا کہ تو نے اسے چھت پر بہکایا کیوں نہیں؟ وہ بولا' میں ایسے جاں باز مرد کو بھلا کیا بہکا سکتا ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان ہی داؤ پر لگا دی۔ رضی اللہ عنہ و عفعنا بہ آمین

موتی کے چار ٹکڑے

ایک نیک بخت پارسا انسان کے پاس بادشاہ نے اپنا بیش قیمت موتی امانت رکھا۔ اس نیک انسان نے بادشاہ کی امانت کو جتن کے ساتھ محفوظ جگہ لا رکھا۔ اتفاق سے اس کا ایک لڑکا تھا۔ کسی طرح وہ موتی لڑکے نے پالیا اور اسے پتھر مار کر پھوڑ ڈالا اور موتی کے چار ٹکڑے ہو گئے۔ پارسا شخص اس واقعہ سے نہایت فکر مند ہوا اور خیال کیا کہ شہر چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ مگر اس کے ایک دوست نے اسے شہر بدری کے ارادے سے باز رکھا اور اسے اشعار سکھائے کہ اسے پڑھتا رہ ان شاء اللہ العزیز مشکل آسان ہو جائے گی۔

وکم للہ من لطف خفی — یدق خفاہ عن فہم الذکی

اللہ تعالیٰ کی بہت سی پوشیدہ مہربانیاں ہیں کہ پوشیدگی کی وجہ سے انہیں ہوشیار انسان بھی جان نہیں پاتا۔

وکم یسر اتی من بعد عسر — وفرج کربتہ القلب الشجی

اور بہت سی راحتیں تکلیف کے بعد آئیں جن سے مغموم دل کا اضطراب ختم ہو گیا۔

وکم امر تساء بہ صباحا — وتاتیک المسرۃ بالعشی

اور بہت سے حادثے جو صبح کو باعث قلق تھے انہیں سے شام کو مسرت پیدا ہوتی۔

اذا ضاقت بک الاحوال یوما — فثق بالواحد الفرد العلی

جب کسی دن تجھے اپنے احوال پریشان کریں تو اللہ واحد یکتا بزرگ پر اعتماد کر۔

وہ پارسا نیک مرد ایک روز انہی کو پڑھ رہا تھا اتنے میں بادشاہ کا قاصد آیا اور اس نے بتایا کہ بادشاہ کے فلاں خاص آدمی کو طبیعت نہایت ناساز ہے' اور طبیبوں نے یہ علاج تجویز کیا ہے کہ ہیرے کے چار ٹکڑے کر کے پانی میں ڈالا جائے اور وہی پانی اسے پلایا جائے۔ اب بادشاہ کا حکم ہے کہ ان کی جو امانت تمہارے پاس ہے کسی ماہر جوہری سے اس کے چار ٹکڑے کرالاؤ اور خیال رکھنا کہ ٹکڑے کم وبیش نہ ہوں۔ پارسا نے ہیرے کا ٹکڑے بادشاہ کو پیش کئے جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس کا احسان مند ہو کر اسے انعام بھی دیا۔ وہ خوشی خوشی گھر واپس آیا۔

بیشک اللہ تعالیٰ نہایت لطف و کرم والا ہے جو بے قرار دلوں کو خود چین عطا فرماتا ہے۔ تبارك الله ربّ العالمین۔

ہر قید سے نجات کا ذریعہ

ایک بادشاہ ایک درویش پر بہت ناراض ہوا اور قلعہ کے بلند برج پر اسے نظر بند کروا دیا اور برج کی ساری کھڑکیاں تک بند کرا دیں تا کہ اس تک ہوا بھی نہ پہنچے' کھانا پانی کجا۔ تین روز بعد لوگوں نے بادشاہ کو خبر دی کہ وہ درویش تو فلاں جگہ خوش وخرم ٹہل رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ۔ درویش پھر حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ میرے اس برج سے جس ذات نے تجھے نکالا' میں اس کی قسم دیتا ہوں۔ بتا تو کیسے وہاں نے نکا؟ درویش نے کہا۔ میں نے ایک دعا کی تھی۔ اسی کی برکت سے نکل آیا۔ وہ دعا یہ ہے: اللھم یالطیف یا لطیف یالطیف یا من وسع لطفه اھل السموت والارضین اسئلك اللھم ان تلطف بی من خفی خفی خفی لطفك الخفی الخفی الخفی الذی اذا لطفت به لا حد من عبادك کفی فانك قلت و وقولك الحق لمبین اللہ لطیف بعباده یرزق من یشاء وھو القوی العزیز۔

کس تمرد میں ہے تو غرق اے اہل نخوت | تجھ کو کس چیز نے فرعون بنا رکھا ہے
تیرے پل پل پہ نظر رکھتا ہے قدرت والا | ظلم کا تو نے جو طوفان مچا رکھا ہے
سارے نمرودوں کو دیتا ہے وہ مہلت کچھ دن | آسماں کس لئے یوں سر پر اٹھا رکھا ہے
رگ جاں جب وہ دبا دے تری تو مردہ ہے | پھر ترے واسطے اس خاک میں کیا رکھا ہے
پھونک مارے تو مہ وخور کے دیئے بجھ جائیں | آزمائش کو جہاں اس نے سجا رکھا ہے

دعائے ملائکہ

حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ ''میرے پڑوس میں قرآن مجید کا ایک حافظ متقی شخص رہتا تھا' جو نہایت غریب اور مفلس تھا۔ ایک مرتبہ اس پر فاقہ اور تکلیف کا سخت وقت آیا تو اس نے اپنے دل کا حال ایک کاغذ پر لکھ کر بارگاہ خداوندی میں پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے رقعہ لکھا اور رات آئی تو لکھا ہوا رقعہ لے کر محراب مسجد میں پہنچا' نماز پڑھی اور دعا کرتے ہوئے رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ یہی عمل وہ کافی دیر تک کرتا رہا۔ بالآخر اس پر شب بیداری سے تکان لاحق ہوئی اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا۔ جب رات کا مختصر حصہ باقی رہ گیا تو اسے نیند آ گئی۔ دیکھا کہ ایک حسین وجمیل شخص اس سے مخاطب ہے''۔

مرد شکیل: اے ابوبشر! تجھ پر کیسی غفلت طاری ہے کہ رب تعالیٰ کے حضور روشنائی سے لکھا ہوا رقعہ پیش کر رہا ہے؟ ابوبشر: پھر کیا کروں؟ مرد شکیل: سن! جب اس بارگاہ میں کوئی درخواست کا ارادہ کرے' تو دست شکر کو دریائے ذکر سے دھو کر اپنے قلب پر قلم صبر کے ذریعہ بیاض فکر سے تحریر کر۔

ابوبشر: کیا تحریر کروں؟ مرد شکیل: یہ دعا'

يا من افضاله افضل افضال المفضلين وانعامه انعم انعام المنعمين يامن عجز عن شكره شكر الشا كرين قدجربت غيرك من لما مولين بغيرى من السا ئلين فاذا كل قاصد الى غير ك مردو دو كل طريق الى سواك مسد ودو كل خير عند ك موجود وعند سواك معدوم مفقود۔

''اے وہ ذات جس کے افضال سارے فضل کرنے والوں سے افضل ہیں اور تیرے انعام تمام انعام کرنے والوں سے بہتر ہیں۔ تیرے شکر سے تمام شکر کرنے والے عاجز ہیں۔ میں نے دوسرے مانگنے والوں کے ذریعہ ان سب کو آزما لیا جن سے کوئی امید وابستہ کی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ تیرے غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانے والا مردود ہے اور غیروں کا ہر راستہ بند ہے۔ ہر خیر تیرے پاس موجود ہے اور تیرے غیر کے پاس نہیں''۔

ابوبشر: یا سیدی! یہ تو بہت خوب ہے۔ مرد شکیل: اگر بیاض بصیرت باقی رہے اور تو اپنے ارادے کی تصریح کی مزید ضرورت سمجھے تو' تو یہ تحریر کرو۔ يا من اليه تو سلت و عليه فى السرا

ء والضراء عولت حاجاتی مصر و فته الیك واماٰلی موقوفته لدیك کل ماو ففتنی له من خیرا اعمله و اطیقه فانت دلیلی علیه و طریقه ۔ ''اے وہ ذات کہ میں نے تیرے لئے تجھی کو وسیلہ بنایا اور راحت وہ تکلیف میں تجھی پر اعتماد کیا ہے۔ میری حاجتیں تیری ہی طرف مصروف ہیں اور امیدیں تیرے ہی سامنے قائم ہیں جس کام کی تو نے مجھے توفیق دی' تو ہی اس کا رہنما' اور تو ہی اس کا ذریعہ ہے''۔

ابو بشر: سیدی! یہ تو اس سے بھی بہتر ہے۔ مرد شکیل: اور اگر بیاض بصیرت میں اس سے زیادہ تصریح کی ضرورت ہو تو' مزید یہ لکھ دے۔'' یا قدیرا لا تنوده المطالب و یا ملکا یرغب الیه کل راغب مازلت مصحویا منك یالنعم جاریا علی عادات الا حسان والکرم یا من بکیر مه یبلغ الکرم و من حمده یزید النعم ''۔ ''اے قدیر طلب مجھے عاجز نہیں کرتی' اور اے بادشاہ ہر رغبت والا تیری طرف جھکتا ہے۔ میں ہر وقت تیری نعمتوں سے مالا مال ہوں جو مجھ پر صرف تیرے فضل و کرم سے اترتی ہیں اور اے وہ ذات کہ تیرے کرم سے ہر شخص کرم کا مستحق ہوتا ہے اور تیری تعریف سے نعمت بڑھتی ہے''۔

ابو بشر سیدی! یہ اس سے بھی خوب تر ہے۔ مرد شکیل: بیاض بصیرت اگر اور باقی رہے اور تو مزید حاجت تصریح رکھے تو یہ رقم کر۔'' یامن جعل الصبر عونا علی بلا ئه و جعل الشکر مادا النعما ئه محنتك عن صبری و جلت تعمتك عن شکری فتفضل علی اقراری بعفو انت اوسع له و اقدر علیه فان لم یکن لذنبی عذر تقبله فا جعله ذنبا یغفر'۔'' اے وہ ذات جس نے صبر کو بلا پر بندہ کے لئے معاون بنایا اور شکر کو نعمت بڑھانے والا بنایا' میں تجھ سے سختی میں صبر کی اور نعمت پر شکر کی توفیق مانگتا ہوں۔ تیری آزمائش میرے صبر سے زیادہ ہے' اور تیری نعمت میرے شکر سے زیادہ ہے۔ تو میرے اقرار پر عفو کی چادر ڈال تو قادر و توانا ہے اور اگر میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں تو تو اپنی جانب سے اسے معاف فرما''۔

مرد شکیل: اے ابو بشر! مقام تجلی میں مغفرت اور بخشش کی جگہ کھڑا ہو اور انکساری اور عاجزی کے ساتھ فضل کا امیدوار رہ' اور توسل کی زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہ۔ ابو بشر: یہ اور اچھی بات ہے۔ مرد شکیل: یہ خاص ملائکہ کی دعائیں ہیں جو تجھے تعلیم کی گئیں۔ ابو بشر: اس میں کوئی شک نہیں ان شاء اللہ۔

اس کے بعد اس حسین وخوبصورت مرد غیب نے ابوبشر کے سینہ اور شکم پر اپنا ہاتھ پھیرا جس سے وہ جاگ اٹھے اور ساری باتیں انہیں یاد تھیں۔ اس طرح کہ ایک حرف بھی بھولے نہیں تھے۔
حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد انہوں نے یہ تمام باتیں اور دعائیں ہمیں بتائیں۔ ہم نے اس کو پسند کر لیا اور تحریر کر لیا۔ رضی اللہ عنہم

حاجت روا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر مجاہد عراق کے مشہور قاری تھے جہاں لوگ ذوق وشوق سے قراءت وتجوید کی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ انہی کی درسگاہ کے ایک متعلم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میرے استاد محترم نے ان سے ان کے بال بچوں کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا شب گزشتہ میری بیوی کے تیسری لڑکی پیدا ہوئی۔ بیوی نے مجھ سے ایک دانگ مانگا، جس سے گھی اور شہد منگا کر بچی کے منہ میں رکھے۔ مگر میرے پاس کچھ نہیں تھا۔ اسی فکر میں رات بھر پریشان رہا۔ نیند آئی تو خواب میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شادکام ہوا۔ سرکار نے ارشاد فرمایا۔ ''فکر نہ کرو صبح کو علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا کر میرا اسلام کہنا اور اسے یاد دلانا کہ میرے مزار پر حاضر ہو کر تم نے چار ہزار بار درود شریف پڑھا تھا۔ وہ تمہیں ایک سو دینار دے گا''۔ قاری ابوبکر بن مجاہد نے ضعیف مرد کی بات سن کر کہا کہ یقیناً اس میں کوئی بڑا فائدہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے سبق پڑھانا بند کر دیا اور اس مرد ضعیف کے ہمراہ فوراً وزیر کے پاس گئے۔ وزیر نے قاری ابوبکر کے ہمراہ ایک نئے شخص کو دیکھا تو پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ قاری ابوبکر: آپ خود نزدیک بلا کر ان سے دریافت کر لیں۔ علی بن عیسیٰ وزیر: فرمایئے شیخ آپ کون ہیں؟ اور کیا بات ہے؟ ضعیف مرد: میری دو لڑکیاں پہلے سے تھیں۔ شب گزشتہ ایک تیسری بچی پیدا ہوئی ہے۔ میری بیوی نے گھی اور شہد کے لئے مجھ سے ایک دانگ مانگا، مگر میرا ہاتھ خالی تھا۔ شب بھر اسی فکر میں تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شادکام ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ اس علامت کے ساتھ کہ علی بن عیسیٰ نے میری قبر پر چار ہزار درود پڑھا ہے۔ یہ حال اس سے بیان کر و اس سے تم کو سو دینار ملیں گے۔

وزیر: (یہ سن کر آنکھوں سے آنسو برساتے ہوئے) اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ میرا یہ عمل اللہ اور رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا، یقیناً تو نیک انسان ہے اور غلام سے دینار و درہم کی تھیلی لانے کو کہا۔ غلام نے تھیلی لا کر وزیر کے سامنے رکھی اور اس نے اس میں سے تین سو دینار نکلوا کر مرد

ضعیف کو دیئے اور کہا۔ ''ایک سو حضور اقدس ﷺ کے حکم کی تعمیل کے ہیں اور ایک سو بشارت کے صلہ میں ہیں اور بقیہ ایک سو میری جانب سے ہدیہ ہیں''۔

علامہ شیخ یافعی فرماتے ہیں۔ ''اس مرد ضعیف کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضور ﷺ کی برکت سے بھلائی حاصل ہوئی' اسی طرح وزیر کو بھی فیض پہنچا اور وہ وزارت ترک کر کے مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کا مجاور بن گیا۔ حضور اقدس ﷺ نے اس وزیر کا ذکر اسی لئے فرمایا کہ سرکار کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی سعادت مندی کا علم ہو چکا تھا' اور اس کے انجام کار کی خبر تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک روز وزیر بہت بڑا جلوس لے کر نکلا۔ پردیسی لوگ پوچھنے لگے یہ کون ہے' یہ کون ہے؟ ایک عورت بولی کب تک پوچھتے رہو گے۔ یہ کون ہے۔ یہ کون ہے؟ یہ ایک ایسا بندہ ہے جو خدا کی نظر سے گر گیا تو اس بلا میں گرفتار ہوا۔ وزیر نے یہ سنا تو اسی دن وزارت ترک کر دی اور مکہ مکرمہ جا کر مجاورت اختیار کی''۔ رضی اللہ عنہم

شیخ شاذلی کی پانچ خلعتیں

حضرت الشیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے شب قدر حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ یہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب اور جمعہ کی رات تھی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''اے علی! اپنے لباس پاک کر' تجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہر لحہ حصہ ملتا رہے گا''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی علیک وسلم کون سے لباس؟ فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے تجھے پانچ لباس عطا فرمائے ہیں۔ لباس محبت' لباس معرفت' لباس توحید' لباس ایمان اور لباس اسلام''۔

اللہ سے محبت رکھنے والوں کی نظر میں تمام چیزیں حقیر ہو جاتی ہیں۔ اللہ کی معرفت رکھنے والوں کی نگاہ میں تمام چیزیں چھوٹی معلوم ہوتی ہیں۔ اللہ کی توحید رکھنے والے کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ اللہ پر جو ایمان رکھتا ہے وہ ہر شے سے مامون اور بے خوف ہو جاتا ہے اور جو شخص اسلام لاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا اور اگر کبھی گناہ ہو جائے تو فوراً معذرت کرتا ہے اور جب معذرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی معذرت قبول فرماتا ہے۔

حضرت شیخ شاذلی فرماتے ہیں۔ اس وقت مجھے آیت **وثیابک فطہر** کی تفسیر کا علم ہوا۔

(علامہ یافعی علیہ الرحمہ نے ان فرمودات کی عارفانہ بسیط تشریح واقعہ کے ذیل میں فرمائی ہے جسے یہاں بخوف طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے)

تو میرا ہو جا

حضرت الشیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابتدائی زمانے میں مجھے تردد تھا کہ آبادی اور شہروں میں قیام کروں یا کسی جنگل میں جا ٹھہروں۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ فلاں پہاڑ کی بلندی پر ایک عارف گوشہ گیر ہے۔ میں ان سے ملنے چل پڑا۔ پہنچ کر شام ہوگئی۔ دل میں سوچا شب میں ان کے پاس جاؤں گا تو انہیں اذیت ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ صبح کو جا کر زیارت کروں۔ چنانچہ غار کے دہانہ ہی پر رات بھر پڑا رہا۔ رات میں عارف کو یہ دعا کرتے سنا۔ ''اے اللہ تجھ سے لوگ تسخیر کی دعا کرتے ہیں اور تو نے ان کیلئے لوگوں کو مسخر فرما دیا اور وہ لوگ اس پر خوش ہو گئے اور میں چاہتا ہوں کہ تو لوگوں کو مجھ سے دور رکھ تا کہ تیرے سوا مجھے کوئی پناہ گاہ نہ ملے''۔

میں نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا۔ ''دیکھ بھلا یہ شیخ کس دریا سے چلو بھر رہے ہیں''۔ صبح ہوئی تو میں نے ان کے پاس جا کر سلام عرض کیا مگر میرے دل پر ہیبت چھا گئی۔ میں نے ان کا حال دریافت کیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ سے تسلیم و رضا کی سردی کا شاکی ہوں جیسے تم تدبیر و اختیار کی گرمی کی شکایت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا تدبیر و اختیار تو میں جانتا ہوں مگر یہ تسلیم و رضا کی سردی کیا ہے؟ اور آپ اس سے شاکی کیوں ہیں؟ فرمایا۔ ''مجھے خوف ہے کہ تسلیم و رضا کی سردی مجھے کہیں اس سے غافل نہ کر دے''۔ پھر میں نے ان سے رات والی دعا کے متعلق پوچھا تو مسکرا کر فرمایا۔ ''اے فرزند! تم سخرلی (میرے لئے مسخر کر دے) کے بجائے کن لی (تو میرا ہو جا) دعا کرو۔ تم خود بتاؤ کہ جب اللہ تمہارا ہو جائے گا تو تمہیں اوروں کی کیا ضرورت؟ تو تم پھر ایسی غلطی کیوں کرو؟''

علامہ یافعی فرماتے ہیں۔ ''میں نے علم و تقویٰ کے مجمع البحرین مشائخ کے بارے میں سنا ہے کہ جب ان سے کوئی دعا کی درخواست کرتا تو کان اللہ لک (اللہ تیرا ہو جائے) فرماتے۔

توفیق ذکر اللہ کی یاد فرمائی کا ثمرہ ہے

ایک بزرگ فرماتے ہیں' میں اور شیخ نصر خراطی ایک مقام پر شب میں یکجا تھے' آپس میں علمی باتیں ہو رہی تھیں۔ شیخ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ذاکر کو پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اسے یاد فرما رہا ہے لہٰذا اسی کی برکت سے ذاکر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگتا ہے۔'' میں نے مخالفت کی تو انہوں نے فرمایا: ''اس وقت اگر حضرت خضر علیہ السلام ہوتے تو میری تصدیق

کرتے۔" اسی وقت ایک شخص فضا میں ہمیں نظر آئے ہمیں سلام کیا پھر فرمایا: "سچ کہا کہ اللہ کا ذاکر اللہ تعالیٰ کے یاد فرمانے کی برکت سے اس کا ذکر کرتا ہے۔" اس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ رضی اللہ عنھم ونفعنا بھم

اونٹ نے کلام کیا

شیخ احمد بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک بار مکہ مکرمہ جا رہا تھا راستے میں میں نے کئی بار بردار اونٹ دیکھے جن پر سامان لدے ہوئے تھے اور گردنیں بلند کئے رواں دواں تھے میں نے کہا پاک ہے اللہ جس نے ان اونٹوں کے ذریعہ بار برداری آسان فرمادی اور انہیں اس کام کے لائق بنایا اسی وقت ایک اونٹ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا "کہو جل اللہ" (اللہ بزرگ و برتر ہے) میں نے کہا: "جل اللہ۔" رضی اللہ عنھم ونفعنا بھم

درخت نے بات کی

حضرت شیخ شبلی فرماتے ہیں، میں نے ایک مرتبہ عہد کیا کہ حلال کے علاوہ نہیں کھاؤں گا، میں صحرا میں گھوم رہا تھا وہاں مجھے ایک انجیر کا درخت نظر آیا میں نے اس کی طرف ہاتھ لپکایا تاکہ اس سے پھل توڑ کر کھاؤں اتنے میں درخت سے آواز آئی اپنے عہد پر قائم رہو اور مجھ سے پھل نہ کھاؤ کیونکہ میں ایک یہودی کی ملکیت ہوں۔

تریاق مجرب

ایک بزرگ کا بیٹا غائب ہو گیا، وہ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور عرض کیا میرا بیٹا محمد غائب ہو گیا ہے اس کی ماں بہت پریشان ہے۔ شیخ نے پوچھا کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے فرزند کو مجھ تک پہنچا دے آپ نے دعا فرمائی۔

اللھم ان السماء سمائك والارض ارضك و ما بينهما لك انت بحمد۔

"اے اللہ آسمان تیرا ہی آسمان ہے اور زمین تیری ہی زمین ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب تیرا ہی ہے، محمد کو لا دے۔"

راوی بزرگ کہتے ہیں میں وہاں سے اٹھ کر باب الشام کی طرف گیا تو محمد وہاں کھڑا تھا میں نے اسے اے محمد کہہ کر بلایا اس نے جواب دیا ابا حضور! اور اس نے کہا میں ابھی ابھی انبار میں موجود تھا۔

شیخ یافعی فرماتے ہیں حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اجابت دعا کے سلسلہ میں مشہور تھے اور اب بھی یہ بات مشہور ہے کہ ان کی قبر پر دعا قبول ہوتی ہے اور اہل بغداد ان کی قبر کو تریاق مجرب کہتے ہیں۔

بیڑیاں لٹ گئیں

رومی نصرانیوں کی قید میں کئی مسلمانوں کے ہمراہ ایک نوجوان بھی تھا۔ زندان کے سپاہی ان قیدیوں کو زنجیروں اور بیڑیوں کے ساتھ ہر روز جنگل میں لے جا کر کام لیتے اور اسی حالت میں واپس لاتے نہ ان کی بیڑیاں کھولی جاتیں' نہ ہی زنجیروں سے آزاد کیا جاتا۔

نوجوان اپنی ماں کا اکلوتا فرزند تھا اس کے علاوہ بوڑھی ماں کا کوئی اور دنیاوی سہارا نہیں تھا وہ اپنی دکھ بھری کہانی لے کر ایک شیخ عارف کے پاس حاضر ہوئی اور کہا میرے بیٹے کو رومیوں نے گرفتار کر لیا ہے میرے پاس میری مختصر جھونپڑی کے علاوہ کوئی اثاثہ نہیں ہے بیچ کر بیٹے کا فدیہ ادا کروں آپ ہی کوئی تدبیر فرمائیں' بڑھیا کے جانے کے بعد شیخ نے زمین پر نظر جمائی اور کچھ پڑھا۔

کچھ روز بعد بڑھیا اپنے فرزند کو لئے خدمت شیخ میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنا واقعہ خود ذکر کیا کہ میں زنجیروں اور بیڑیوں میں گرفتار جنگل میں کام کر رہا تھا کہ یک بیک میری زنجیریں اور بیڑیاں خود بخود گر گئیں۔ سپاہیوں نے پھر اور مضبوط زنجیریں اور بیڑیاں ڈلوا دیں مگر پھر ویسا ہی ہوا۔

نصرانیوں نے اپنے راہب کو بلایا اس نے آ کر پوچھا کیا تیری ماں ہے؟ نوجوان نے کہا: ''ہاں'' راہب نے کہا یہ اسی کی دعا کا اثر ہے اور کہا تجھے اللہ نے آزاد کر دیا ہے' ہم تجھے قید نہیں کر سکتا اس طرح ان لوگوں نے مجھے اپنے آدمی کے ہمراہ مسلمانوں کی سرحد میں بھجوا دیا۔ نوجوان نے اپنی زنجیریں اور بیڑیاں کٹ کر گرنے کا جو وقت اور تاریخ بتائی وہ وہی سب کچھ تھا جس دن شیخ نے اس کی ماں کی خواہش پر دعا فرمائی تھی۔

ظالم سے نجات

طبرستان میں ایک ظالم بادشاہ تھا' شہر کی دوشیزہ لڑکیوں کی آبروریزی کرتا تھا ایک مرتبہ ایک بڑھیا حضرت شیخ ابوسعید قصاب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گریہ وزاری کرتی ہوئی آئی اور فریاد کی کہ حضور! میری دستگیری فرمائیں۔ بادشاہ نے مجھے کہلوایا ہے کہ آج وہ میری بیٹی کی عزت لوٹنے والا ہے یہ منحوس خبر سن کر آپ کی خدمت میں بھاگ آئی ہوں کہ شاید آپ کی دعا سے اس بلا کو ٹالا جا سکے۔

شیخ ابوسعید قصاب رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیفہ کی بات سن کر چند ثانیہ کے لئے سر جھکائے رکھا۔ اس کے بعد سر بلند کر کے فرمایا: ''بوڑھی ماں! زندوں کے اندر تو ایسا کوئی مستجاب الدعوات نہیں رہا تو فلاں قبرستان جا' وہاں تجھے ایسا ایسا شخص ملے گا وہ تیری حاجت پوری کرے گا۔'' ضعیفہ قبرستان میں پہنچی تو وہاں ایک شکیل و رعنا' خوش پوش نوجوان سے اس کی ملاقات ہوئی جس کے لباس سے خوشبوؤں کے فوارے ابل رہے تھے ضعیفہ نے سلام کیا اور جواب دینے کے بعد نوجوان نے ضعیفہ کے احوال پوچھے' اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

نوجوان نے ضعیفہ کی پوری بات غور سے سننے کے بعد اس سے کہا: ''تو پھر شیخ ابوسعید کی خدمت میں جا اور ان سے دعا کے لئے کہہ' ان کی دعا قبول ہوگی۔'' ضعیفہ نے جھنجلا کر کہا: ''عجیب بات ہے زندہ مجھے مردوں کے پاس بھیجتا ہے اور مردہ مجھے پھر زندہ کے پاس لوٹاتا ہے اور میری حاجت روائی کوئی نہیں کرتا بھلا اب میں کہاں جاؤں؟'' نوجوان نے پھر ضعیفہ سے کہا: ''تو شیخ ابوسعید کی خدمت میں جا' ان کی دعا سے تیرا مقصد پورا ہوگا۔'' ضعیفہ پھر شیخ ابوسعید کے پاس آئی اور سارا واقعہ عرض کیا۔

شیخ ابوسعید نے فکر میں سر جھکایا اور ان کا پورا جسم پسینہ سے شرابور ہو گیا پھر ایک چیخ ماری اور منہ کے بل گر پڑے۔ اسی لمحہ شہر میں شور و ہنگامہ کی آواز بلند ہوئی' لوگ کہہ رہے تھے بادشاہ فلاں ضعیفہ کی بیٹی کی آبروریزی کی نیت سے جا رہا تھا راستہ میں اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گرا تو اس کی گردن ٹوٹ گئی اور فوراً مر گیا اس طرح شیخ کی دعا سے اہل شہر سے یہ بلا ٹل گئی۔

بعد میں لوگوں نے شیخ سے دریافت کیا کہ آپ نے ضعیفہ کو قبرستان کیوں بھیجا؟ اور پہلے ہی آپ نے دعا کیوں نہ فرما دی۔ شیخ نے کہا میں اس چیز کو ناپسند کرتا تھا کہ میری دعا سے وہ ہلاک ہو اس لئے میں نے بڑھیا کو خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا انہوں نے اسے پھر میرے پاس بھیجا کہ ایسے پلید

نسان کے لئے بددعا کرنا جائز ہے۔

بدنصیبی ہے کار ظلم و ستم ہر گنہ گار بحر ظلم میں ہے
پیش رب ہوں گے ظالم و مظلوم حشر کا روز جس کے حکم میں ہے

دعائے باراں

علامہ شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ایک بزرگ کے علاقہ میں قحط پڑا لوگ پریشان ہوئے ایک شخص پانی خریدنے گیا تو اسے گراں قیمت پر خریدنا پڑا۔ اسے راہ میں ایک انجان فقیر ملا اس نے فقیر سے کہا آپ ہماری پریشانی نہیں دیکھ رہے ہیں؟ دعا فرمائیے، فقیر نے پوچھا کس چیز کے لئے؟ اس نے کہا: ''بارش کیلئے۔'' اس کے بعد اس فقیر کا رنگ سرخ ہو گیا ایک ساعت خاموش رہ کر فقیر نے چیخ ماری اور وہاں سے چل دیا۔

وہ شیخ خریدا ہوا پانی لے کر گھر پہنچنے نہیں پایا تھا کہ زور کی بارش ہوئی اور سیلاب آ گیا۔

علامہ یافعی فرماتے ہیں ''میں اس بات کو پہلے ہی محقق کر چکا ہوں کہ اولیاء امت کی کرامت معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور تتمہ معجزات ہیں اور یہ کرامت بحر نبوت کے سرچشمے ہیں جو تمام اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت وشان سے دعائے باراں کرنے میں آپ کے چچا ابو طالب کا یہ شعر ہے۔''

وابیض یستقی الغمام بوجهه ثمال الیتمی عصمة للارامل

وہ گورے چہرے والے جن کے روئے زیبا کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کے سرپرست اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔

خاص راستہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم شیخ ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دریائے صیدی کے کنارے جا رہے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک شخص دور سے آ رہا ہے آپ نے ہمراہیوں کو روکا یہ شخص کوئی ولی اللہ لگتا ہے وہ شخص ایک حسین وجمیل نوجوان تھا جس کے ہاتھ میں لوٹا اور دوات تھی اور کاندھے پر گلیم لٹکی ہوئی تھی۔ شیخ ابوسعید نے اس کے ہاتھ میں دوات دیکھی تو اپنے پہلے خیال کو غلط کرنے لگے اور نوجوان سے سوال کیا: ''اے نوجوان! راہ مولا کس طرح ملتی ہے؟'' اس نے جواب دیا ''اے

ابوسعید! اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دو راستے ہیں، ایک خاص راستہ اور ایک عام راستہ، عام راستہ وہ ہے جس پر تم اور تمہارے راہی چل رہے ہیں اور خاص راستہ یہ ہے۔ اتنا کہہ کر وہ پانی پر چل کر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔'' شیخ ابوسعید یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ اس نوجوان کو رب تعالیٰ نے کیسی کرامت عطا فرمائی ہے۔ رضی اللہ عنہم

تازہ مچھلی

ایک بزرگ نے فرمایا: ''ایک روز میں دریائے فرات کے کنارے جا رہا تھا کہ مجھے تازہ مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی اسی وقت دریا نے میرے سامنے ایک مچھلی پھینکی اور اسی وقت ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور اس نے کہا: ''میں آپ کے لئے یہ مچھلی بریاں کر دیتا ہوں۔'' اس نے مچھلی کو بھونا اور میں نے وہیں بیٹھ کر اسے کھایا۔

ستون سونے چاندی کا

شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں شونیزیہ کی مسجد میں آیا وہاں کچھ درویش بیٹھے کرامات کے سلسلہ میں باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک درویش نے کہا: ''میں اس شخص کو جانتا ہوں کہ وہ اگر مسجد کے اس ستون سے کہہ دے کہ تو آدھا سونے کا اور آدھا چاندی کا ہو جا تو ستون ویسا ہی ہو جائے۔'' شیخ فرماتے ہیں میں نے مسجد کے ستون پر نظر دوڑائی تو وہ آدھا سونے کا اور آدھا چاندی کا ہو چکا تھا۔

تخت کی گردش

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے وہاں اس بات کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ تمام چیزیں اولیاء اللہ کی اطاعت کرتی ہیں۔ حضرت ذوالنون نے فرمایا: ''ایک اطاعت یہ بھی ہے اگر اس تخت کو حکم دیا جائے کہ مکان کے چاروں حصوں میں گشت کر کے پھر اپنی جگہ آ جائے تو تخت ایسا ہی کرے۔'' اسی وقت تخت اپنی جگہ سے از خود چل کر چاروں طرف گھوما اور پھر اپنے مقام پر آ کر رک گیا اس وقت وہاں مجلس میں ایک نوجوان بھی تھا اس حالت کو دیکھ کر اس پر گریہ طاری ہوا اور وہ شدت گریہ سے وہیں جاں بحق ہو گیا۔ رضی اللہ عنہم

جبل منیٰ ہلنے لگا

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ منیٰ کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے' ارشاد فرمایا: ''اللہ کا کوئی ولی اگر اس پہاڑ کو یہ کہے کہ تو حرکت کر تو پہاڑ حرکت کرنے لگے۔ جبل منیٰ فوراً حرکت میں آ گیا۔ آپ نے پہاڑی سے کہا: ''رک جا۔ میں نے یہ تھوڑا ہی کہا تھا میں تو مثال دے رہا تھا۔'' یہ سن کر وہ ٹھہر گئی۔ رضی اللہ عنہ

مہر نافذ

حضرت ابوعمرو زجاجی علیہ الرحمہ نے سفر حج کا ارادہ کیا اور شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرماتے ہیں مجھے حضرت نے ایک صحیح سالم درہم عنایت فرمایا۔ میں نے لے کر کمر میں باندھ لیا' دوران سفر میں جہاں بھی پہنچا میرے لئے ہر جگہ اتنا عمدہ انتظام ہوتا گیا کہ واپسی تک مجھے وہ درہم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ میں جب آپ کی خدمت میں واپس پہنچا تو آپ نے ہاتھ بڑھا کر فرمایا: ''لاؤ میرا درہم'' میں نے کمر سے نکال کر دے دیا فرمایا: ''اس کی مہر کیسی رہی۔'' میں نے عرض کیا ''مہر نافذ تھی۔''

بیت السباع

شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم شہر تستر میں حضرت سہل بن عبداللہ کے دولت کدے پر گئے تو وہاں ایک کوٹھری دیکھی جسے بیت السباع (درندوں کا گھر) کہا جاتا تھا ہم نے اس نام کی وجہ پوچھی تو لوگوں نے بتایا کہ حضرت سہل کے پاس خونخوار جنگلی درندے آتے تھے تو آپ انہیں اسی کمرے میں رکھتے تھے اور گوشت وغیرہ سے ان کی ضیافت کرتے تھے۔ تستر کے تمام باشندے اس بات کو بیان کرتے تھے' کسی نے انکار نہیں کیا۔

شیر سوار

رحبہ ایک شہر تھا جہاں کے لوگ کرامات اولیاء کے منکر تھے۔ ایک روز کی بات ہے اسی شہر کے ولی اللہ حضرت شیخ جابر رحبی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر سوار ہو کر شہر میں تشریف لائے اور فرمایا: ''بلاؤ ان لوگوں کو جو کرامات اولیاء کا انکار کرتے ہیں'' لوگوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو اپنی زبان بند کر لی۔

شیر کی پشت پر لکڑیاں

علامہ شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''شیخ ابوالغیث یمنی ابتدائی دور میں لکڑی کاٹنے جنگل میں تشریف لے گئے ان کے ساتھ ان کا گدھا تھا جسے شیر نے پھاڑ ڈالا آپ نے فرمایا: ''جب تو نے میرے گدھے کو پھاڑ ڈالا ہے تو لکڑیاں کس پر لے جاؤں گا۔ واللہ میں تو تیری پیٹھ پر لکڑیاں لاد دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنی لکڑیوں کا گٹھڑ شیر کی پشت پر لاد کر اسے شہر کے دروازے تک لائے اور وہاں اتار کر اس سے کہا کہ اب تو واپس چلا جا۔'' شیر وہیں سے لوٹ گیا۔

نذر فقراء

شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں فقراء اور فقہا (علمائے ظاہر) بھی حاضر رہتے تھے۔ ایک روز خانقاہ کے حاضر باش درویشوں نے حضرت سے گوشت کھانے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت شیخ نے فرمایا: ''فلاں روز تک صبر کر لو۔'' حضرت نے جو دن متعین کیا تھا وہ بازار لگنے کا دن تھا جس دن ضروری اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی تھی وہ دن آیا تو پتہ چلا کہ آج ڈاکوؤں اور لٹیروں نے ایک قافلہ کو لوٹ لیا ہے کچھ رہزن ایک بیل اور کچھ اناج لے کر خانقاہ میں آئے اور فقراء کو نذر کیا۔ حضرت شیخ نے اجازت دی یہ سب آپ لوگ استعمال کریں' کھانے کا وقت ہوا تو فقہا (علمائے ظاہر) نے کھانے میں شرکت نہیں کی اور الگ ہو گئے۔ شیخ نے فقراء اور درویشوں سے فرمایا: ''آپ لوگ کھائیں۔ یہ لوگ حرام نہیں کھاتے۔'' سب لوگ جب کھا پی کر فارغ ہوئے تو ایک شخص کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ درویشوں کی خدمت میں اتنا غلہ پیش کروں گا میں وہ لے کر آ رہا تھا کہ قافلہ ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھوڑی دیر بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں فقراء کے لئے ایک بیل لے کر آ رہا تھا رہزنوں نے چھین لیا۔ حضرت شیخ نے دونوں کے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''تمہارے نذرانے جن کے لئے تھے انہیں پہنچ چکے۔'' یہ دیکھ کر فقہا نادم ہوئے۔

حضرت علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' حضرت شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ دلوں کی قلعی فرمانے والے صباغ تھے لوگوں کے قلوب کو صفات ذمیمہ اور بری خصلتوں سے پاک وصاف کر کے اچھی عادت کے رنگ میں رنگین کر دیتے تھے۔''

روحانی رنگریز

ایک بار حضرت شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو ایک مغنیہ آ گئی حضرت کی نظر اس پر پڑی تو وہ بیہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی تو فوراً توبہ کر کے راہ فقر اختیار کی اسے آرائش وزیبائش کا بہت شوق تھا۔ حضرت نے اس سے فرمایا: ''ہم تجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں' کیا تو برداشت کر سکے گی؟'' اس نے اثبات میں جواب دیا آپ نے فرمایا فقیروں کو پانی پلایا کر' اس کے بعد مغنیہ چھ ماہ تک پشت پر لاد کر پانی لاتی اور درویشوں کو پلاتی۔

اس کی کایا پلٹ گئی اس نے عرض کیا: ''حضور! اب مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: تو پنجشنبہ کو اللہ تعالیٰ سے ملے گی۔'' چنانچہ اسی روز اس کا انتقال ہوگیا۔ رضی اللہ عنہم

شراب خالص گھی میں تبدیل ہوگئی

عارف ربانی شیخ کبیر حضرت عیسیٰ ہتان یمنی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز ایک طائفہ کے پاس سے گزرے اس سے فرمایا: ''آج شب میں تیرے پاس آؤں گا'' طائفہ خوب زیب وزینت کے ساتھ شیخ کا انتظار کرنے لگی کچھ اور لوگوں نے بھی یہ بات سن لی تھی سب نہایت متعجب ہوئے۔ عشاء کے بعد آپ وعدہ کے مطابق طائفہ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر فوراً واپس ہو گئے۔ طائفہ نے عرض کیا: ''آپ اتنی جلدی تشریف لے جا رہے ہیں؟'' فرمایا: ''جس کام کے لئے آیا تھا وہ ہوگیا۔'' طائفہ کی حالت میں اسی وقت انقلاب پیدا ہوا اس نے شیخ کے سامنے توبہ کی' شیخ نے ایک فقیر کے ساتھ اس کا نکاح پڑھا دیا اور فقیر کو حکم دیا کہ ولیمہ کا انتظام کر دو اور صرف روٹیاں پکانا' سالن کی ضرورت نہیں ہوگی۔ دعوت ولیمہ کا وقت آیا تو فقیر اور اسکی بیوی نے صرف روٹیاں پکا کر حضرت کے سامنے حاضر کر دیں۔

شہر کا ایک امیر آدمی اس عورت کا پرانا آشنا تھا اس سے ایک شخص نے جا کر کہا کہ طائفہ نے اپنے کام سے توبہ کر لی ہے اور اس کا ایک فقیر سے نکاح بھی ہو چکا ہے۔ ولیمہ میں صرف روٹیاں پک رہی ہیں' سالن نہیں وہ یہ سن کر بہت جز بز ہوا امیر نے جل بھن کر یہ حرکت کی کہ اس آدمی کے ذریعہ شراب کی دو بوتلیں حضرت شیخ کے پاس بھیجیں اور لے جانے والے سے سلام کہلایا اور یہ بھی کہلایا میں نے سنا کہ ولیمہ میں سالن کا بندوبست نہیں ہے۔ اس لئے سالن بھیج رہا ہوں وہ چاہتا تھا کہ اس

طرح حضرت کو شرمندہ کرے اور فقراء کو رنج پہنچائے۔

قاصد اس امیر انسان کا پیغام اور شراب کی بوتلیں لے کر حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچا تو حضرت انتظار ہی کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''آنے میں تم نے کافی تاخیر کر دی۔ پھر اس کے ہاتھ سے بوتلیں لے کر انہیں خوب ہلایا اور برتن میں انڈیل دیا اور اس لانے والے سے فرمایا: ''تو بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لے۔'' وہ شراب نہیں تھی بلکہ خالص اور خوشبودار گھی تھا۔ قاصد کہتا ہے کہ میں نے اتنا عمدہ گھی کبھی نہیں کھایا اس نے امیر کو جا کر ساری بات بتائی اس نے آ کر یہاں جو کچھ دیکھا اس پر سخت حیران رہ گیا اور حضرت شیخ کی خدمت میں آ کر معافی مانگی اور تائب ہو گیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

موت وقت تہنیت

حضرت الشیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا وقت اخیر آیا تو حضرت عبداللہ بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے۔ سکرات کی کیفیت دیکھ کر رو پڑے۔ شیخ سری: ابو محمد رو کیوں رہے ہو؟ عبداللہ بن فضیل: حضور آپ کا یہ حال دیکھ کر رو رہا ہوں۔ شیخ سری: نہ رو میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حساب ہے۔ بیس سال سے میں اس کا طالب رہا جب اسے پایا تو بیس سال حق تعالیٰ نے مجھ سے خدمت لی۔ اس کے بعد بیس سال تک مجھے رلایا۔ پھر بیس سال مبتلائے شوق رکھا۔ اس کے بعد بیس سال مجھے مقام فنا میں چھوڑا۔ اب اس وقت یہ امید ہے کہ مجھے خدا کا دیدار نصیب ہوگا' تو اس کے لئے اس کی مدد سے اور اس کے ساتھ مجھے بقا حاصل ہوگی۔ ابو محمد! یہ رونے کا وقت نہیں بلکہ مبارکباد دینے کا وقت ہے۔ رضی اللہ عنہم۔

سیدنا عیسیٰ السلام کا مستقر

ایک بزرگ نے فرمایا۔ ''حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ ملک شام میں سفر فرما رہے تھے اچانک کڑک چمک کے ساتھ بارش ہونے لگی آپ نے بارش سے بچنے کی جگہ تلاش کی تو دور ایک خیمہ نظر آیا وہاں پہنچے تو دیکھا' اس میں ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے دور ہی سے پلٹ آئے اور ایک پہاڑ کے غار کی جانب چلے۔ وہاں پہنچے تو اس میں ایک شیر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے شیر پر اپنا دست مبارک رکھا دیا اور فرمایا۔ ''بارالٰہا! ہر ایک کے لئے تو نے پناہ گاہ بنائی ہے کیا میرے لئے بھی کوئی جائے پناہ ہے؟'' جواب ملا۔ ''تیری جگہ میری رحمت کا مستقر ہے۔ قیامت میں سو حوروں کے ساتھ میں تیرا

نکاح کروں گا جن حوروں کو میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور تیری دعوت ولیمہ چار ہزار برس تک جاری رہے گی‘ جس کا ہر دن دنیا کی تمام عمروں کے برابر ہو گا اور ندا کرنے والے کو حکم دوں گا کہ پکارے۔ ”دنیا سے پرہیز کرنے والے لوگ کہاں ہیں‘ عیسیٰ بن مریم کی شادی میں شریک ہوں“۔

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”میں ایک راہب کے صومعہ پر گزرا۔ اپنے ساتھیوں کو الگ ٹھہرا کر میں نے راہب سے بات کی اور پوچھا علم الیقین کیا ہے؟ راہب نے پردہ ہٹا کر جواب دیا۔ اے عبدالواحد! اگر علم الیقین پانا چاہتے ہو تو اپنے اور دنیاوی شہوت کے درمیان لوہے کی دیوار کھڑی کرو“۔ یہ کہہ کر پردہ گرا دیا۔

حُبِ دنیا

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ملک چین کے اندر میں ایک راہب کے حجرہ کے قریب گیا‘ اور اسے آواز دی۔ ”اے راہب! دوبار اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری بار پکارنے پر اس نے مجھے جھانک کر دیکھا اور کہا۔ ”اے شخص! میں راہب نہیں ہوں۔ راہب وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اس کی کبریائی کی عزت کرے‘ اس کی بلاؤں پر صابر ہو۔ اس کی تقدیر پر راضی ہو‘ اس کی عطا پر حمد بجالائے‘ اور اس کی نعمتوں پر شکر کرے‘ اس کی قدرت کو مانے‘ اس کے جلال کے آگے سرنگوں ہو‘ اس کے حساب و عذاب میں تفکر کرے‘ دن روزہ میں‘ رات قیام میں بسر کرے‘ اسے جہنم اور سوال و جواب کے ذکر نے جگا رکھا ہو اور میں تو محض ایک کاٹ کھانے والا کتا ہوں۔ جس نے خود کو اس صومعہ میں بند کر رکھا ہے تا کہ کسی کو اپنی زبان سے نہ کاٹ کھائے۔ شیخ عبدالواحد: یہ بتاؤ کس چیز نے لوگوں کو معرفت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل رکھا ہے۔ راہب: اے برادر! اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بعد اس سے غفلت نہیں ہوتی۔ ہاں! جس شے نے لوگوں کو اس سے بہکایا ہے‘ وہ دنیا کی محبت‘ اور اس کی زینت ہے۔ اس لئے کہ یہی معصیت اور نافرمانی کی بنیاد ہے۔ دانشمند وہ ہے جو اسے دل سے نکال دے اور اپنے گناہوں سے اللہ کے دربار میں توبہ کرے اور اس سے قریب کرنے والی چیزوں کی جانب توجہ کرے۔

دنیا کی حقیقت

ایک شخص نے سید عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ ساتھ چلے اور ایک نہر کے کنارے پہنچ کر ناشتہ کرنے بیٹھے۔ حضرت کے پاس تین روٹیاں تھیں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تناول فرمائی' دوسری روٹی اس شخص نے کھائی اور تیسری روٹی وہیں رکھی رہی حضرت نہر کے پاس پانی لانے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو وہ روٹی غائب تھی اس شخص سے دریافت فرمایا۔ ''روٹی کس نے لی؟'' اس نے کہا۔ ''مجھے معلوم نہیں۔'' آپ وہاں سے روانہ ہوئے وہ شخص بھی چلا راستے میں ایک جگہ ہرنی اپنے دو بچوں کے ساتھ نظر آئی۔ آپ نے ایک بچہ کو بلایا' وہ آ گیا تو اس کو ذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کر تناول فرمایا اور اس آدمی کو بھی کھلایا۔ اس کے بعد ہرنی کے مذبوح بچے کو فرمایا۔ قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو) وہ زندہ ہو گیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا۔ ''اس خدا کا واسطہ جس نے تجھے یہ معجزہ دکھایا۔ بتا' روٹی کس نے لی؟'' اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ حضرت وہاں سے روانہ ہو کر ایک ریگستان میں پہنچے وہاں آپ نے بہت ریت یکجا فرمائی اور کہا' اللہ کے حکم سے سونا بن جا۔ ریت فوراً سونا بن گئی۔ آپ نے سونے کے تین حصے کئے اور فرمایا۔ ''ایک حصہ میرا' ایک حصہ تیرا' اور ایک حصہ اس شخص کو جس نے روٹی لی۔'' وہ شخص بولا' روٹی میں نے ہی لی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ''یہ تمام سونا تیرا ہی ہے''۔ اور اسے چھوڑ کر آگے تشریف لے گئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد اس شخص کو یہ فکر ہوئی کہ اتنا سونا کس ترکیب سے لے جاؤں؟ اتنے میں دو آدمی اور ادھر ہی آتے نظر پڑے ان دونوں نے اس شخص کے پاس اتنا سونا دیکھا تو ارادہ کیا کہ اسے مار ڈالیں اور سونے پر قابض ہو جائیں مگر سونا والا سمجھ گیا اور بول پڑا کہ یہ سونا ہم تینوں میں برابر تقسیم کر لیں۔ تینوں پر بھوک کا غلبہ تھا۔ اس لئے مشورہ کر کے ایک کو شہر سے کھانا خریدنے کے لئے بھیجا۔ اس نے سوچا میں کھانے میں زہر ملا کر ان دونوں کو راستے سے ہٹا دوں اور تنہا سارا سونا لے لوں۔ ادھر ان دونوں نے پروگرام بنایا کہ کھانا لے کر آتے ہی ہم دونوں مل کر اسے قتل کر دیں اور آدھا آدھا سونا باہم تقسیم کر لیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور کھانا لے کر آتے ہی اسے مار ڈالا اور پھر اطمینان سے کھانا کھانے بیٹھے۔ کھانا چونکہ زہر آلود تھا۔ اس لئے وہ دونوں بھی کھا کر مر گئے۔ تینوں لاشیں اور سونا اسی طرح ریگستان میں پڑا رہا۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اسی راہ سے گزرے تو اپنے مصاحبین سے فرمایا۔ ''یہ ہے دنیا' اس سے ہوشیار ہو''۔ آپ ہی کے بارے میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ دنیا آپ کے سامنے زیب و زینت میں لپٹی ہوئی بڑھیا کی شکل میں آئی۔ آپ نے پوچھا۔ ''تو نے کتنے نکاح کیے؟'' بڑھیا: اس کا کوئی حساب و شمار نہیں ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام: تجھ سے نکاح کرنے والے سب تیرے سامنے ہی مر گئے یا انہوں نے تجھے طلاق دے دی؟ بڑھیا: ایسا نہیں ہوا' بلکہ میں نے ہی سب کو قتل کر ڈالا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام: تیرے بقیہ شوہروں پر تف ہے کہ وہ ان مردوں سے نصیحت نہیں لیتے کہ تو کس طرح ایک ایک کر کے انہیں قتل کرتی ہے اس کے باوجود وہ نہیں ڈرتے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں۔ ایک شخص کی روح خواب میں بلند ہوئی۔ اس نے راستے میں ایک عورت دیکھی جو ہر طرح کے زیورات اور خوبصورت لباس سے آراستہ پیراستہ تھی۔ مگر جو اس کے پاس سے ہو کر جاتا تھا اسی پر حملہ آور ہوتی تھی اور اسے زخمی کر دیتی تھی۔ وہ عورت جب سامنے آتی تھی تو نہایت کریہہ المنظر لگتی تھی۔ مگر جب منہ پھیر کر جاتی تھی تو پیچھے سے حسین و جمیل لگتی تھی۔ وہ بڑھیا تھی جس کی آنکھیں نیلگوں چندھی ہوئی' بال سفید۔ اس خواب دیکھنے والے شخص نے کہا۔ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں' وہ مجھے تجھ سے محفوظ رکھے۔ اس بڑھیا نے کہا۔ ''اللہ تجھے مجھ سے نہیں بچائے گا۔ جب تک تو درہم اور مال و دولت سے بغض نہ رکھے''۔ اس نے کہا تو آخر ہے کون؟ جواب دیا: میں دنیا ہوں۔ نعوذ باللہ منھا۔

غیب سے روزی

حضرت ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر میں تھا۔ ہمارے پاس افطار کے لئے کچھ نہیں تھا اور نہ ہی کوئی شکل نظر آ رہی تھی۔ مجھے اس کے لئے فکرمند دیکھ کر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''اے ابراہیم بن بشار! رب تعالیٰ نے فقراء اور درویشوں پر کتنی نعمتیں اور راحتیں اتاری ہیں کہ دنیا و آخرت میں ہر جگہ انہیں چین ہی چین ہے قیامت کے روز نہ ان سے زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا جائے گا اور نہ حج' صدقہ' صلہ رحمی اور مواساۃ وغیرہ کا سوال ہوگا اور ان مسکینوں (یعنی دولت والوں) سے سبھی کچھ پوچھا جائے گا۔ دنیا کے یہ مالدار لوگ آخرت میں مسکین ہوں گے یہاں کے عزت والے وہاں ذلیل و خوار ہوں گے۔ فکرمند نہ ہو اللہ تعالیٰ روزی کا ضامن ہے وہ بہت جلد تمہارے لئے روزی بھیجے گا۔ ہم ان دنیاوی امیروں کے

بھی امیر ہیں۔ دنیا و آخرت میں کامل مسرت ہمیں حاصل ہے' نہ رنج و غم ہے اور نہ اس کی پرواہ' کہ ہماری صبح کیسے ہوئی اور شام کیسے؟ شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری میں کوتاہی نہ کریں''۔ اتنا فرمانے کے بعد وہ نماز پڑھنے لگے اور میں نے بھی نماز شروع کر دی تھوڑی ہی دیر بعد ایک شخص ہمارے پاس آٹھ روٹیاں اور بہت سی کھجوریں لے کر آیا اور ہمارے پاس رکھ کر یہ کہتا ہو واپس چلا گیا کہ کھاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ حضرت نے سلام پھیر کر فرمایا۔ ''اے غمزدہ لے اب کھالے۔''

اتنے میں ایک سائل پہنچا اور اس نے آواز دی خدا کے لئے مجھے کچھ کھلا دو۔ آپ نے تین روٹیاں اور کچھ کھجوریں اسے دیں' تین روٹیاں اور کچھ کھجوریں مجھے عنایت فرمائیں اور دو روٹیاں خود تناول کیں اور فرمایا: ''مواساۃ اہل ایمان کا حصہ ہے۔'' پھر یہ اشعار پڑھے۔

اخی نحن و اللہ الملوک حقیقۃ　　لنا الملک فی الدارین العزو الغنا

واللہ! اے بھائی درحقیقت ہم لوگ بادشاہ ہیں ہمارے لئے ہی دنیا و آخرت میں ملک اور عزت و غناء ہے۔

نولی و نعزل الملوک جمیعھم　　لنا خدم والذل یجزون العنا

ہم جسے چاہتے ہیں ولی بناتے ہیں اور معزول کرتے ہیں اور تمام بادشاہ ہمارے خادم ہیں جنہیں ذلت و تکلیف کی جزا ملتی ہے۔

ایک صدقہ کی برکت

حضرت شیخ شبلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک روز دیہات کی جانب جا رہا تھا راستے میں ایک طرف ایک نوجوان پر نظر پڑی جو بہت کمزور نحیف و نزار تھا اس کا جسم گرد میں اٹا ہوا' بال الجھے ہوئے' لباس شکستہ تھے۔ دو قبروں کے درمیان بیٹھا مٹی اٹھا اٹھا کر اپنے چہرے پر ملتا اور بار بار آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتا تھا۔ لب ہل رہے تھے' آنسو چہرے پر بہہ رہا تھا اور متواتر ذکر و استغفار اور دعا کئے جا رہا تھا میں نے دیکھا تو میرا دل اس کی طرف راغب ہوا اور مجھے ملاقات کرنے کی خواہش ہوئی چنانچہ گزرگاہ چھوڑ کر میں اس کی طرف چلا۔ مگر اس نے مجھے آتے دیکھا تو اٹھ کر بھاگ کھڑا ہوا میں نے بھی سبقت کی کہ شاید اسے پالوں۔ شیخ شبلی: اے اللہ کے دوست! مجھ پر مہربانی کرو۔ نوجوان: واللہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ شیخ شبلی: تمہیں اللہ کا واسطہ ٹھہر جاؤ۔ نوجوان: انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے میں

نہیں رکھوں گا اور کہا: ''اللہ'' شیخ شبلی: اگر تم اس کے بارے میں سچے ہو تو اپنی صداقت ظاہر کرو یہ سن کر نوجوان نے بآواز درد اللہ' اللہ کہا اور گر کر بے ہوش ہو گیا یہ دیکھ کر فکر مند بھی ہوا اور اس کے حال اور صداقت پر حیرت زدہ بھی اور دل میں کہا: یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت سے خاص کرے۔

بعد ازاں لاحول پڑھتے ہوئے اس کی تجہیز و تکفین کے خیال سے ایک قریبی عرب قبیلہ میں گیا' واپس آیا تو نوجوان کی لاش وہاں نہیں ملی اور نہ ہی کوئی سراغ ہاتھ آیا اتنے میں کسی کی آواز آئی۔ اے شبلی! تو اس نوجوان کی فکر نہ کر ملائکہ نے اس کا کام پورا کر دیا' تم اپنے پروردگار کی عبادت پر توجہ دو اور زیادہ سے زیادہ صدقہ کرو یہ نوجوان ایک صدقہ کے ذریعہ ہی اس مقام پر پہنچا ہے جو صدقہ اس نے تمام زندگی میں ایک ہی مرتبہ کیا تھا۔ حضرت شیخ شبلی: بخدا بتاؤ کہ اس نے کیا صدقہ کیا تھا؟ ہاتف: شبلی! یہ شخص ابتدائی عمر میں نافرمان' فاسق اور زانی تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ایک خواب دکھایا گیا جسے دیکھ کر وہ گھبرا گیا اور پریشان ہو گیا' خواب یہ تھا کہ اس کا عضو تناسل اژدھا بن گیا جو اس کے پورے جسم کو گھیر کر منہ کے سامنے منہ کر کے بیٹھ گیا۔ پھر اژدھے کے منہ سے آگ کے شعلے نکل کر نوجوان کے چہرے کو جھلسانے لگے اور وہ جل کر کوئلہ ہو گیا' یہ خواب دیکھ کر نوجوان ڈر گیا اور دنیا سے رشتہ منقطع کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گیا۔ بارہ سال اسی طرح گریہ وزاری اور آہ و نالہ میں گزارے کل اس سے مانگنے والے نے ایک دن کی غذا مانگی۔ نوجوان نے اسے اپنے کپڑے اتار کر دیئے سائل بہت خوش ہوا اور اس نے نوجوان کے حق میں بخشش کی دعا مانگی۔ رب تعالیٰ نے فقیر کی دعا قبول فرمائی اسی صدقہ کی برکت سے جس فقیر کا دل اس نے خوش کر دیا تھا۔ حدیث شریف میں ہے اس وقت سائل کی دعا کو بہت غنیمت جانو جب صدقہ سے اس کا دل خوش ہو گیا ہو۔ رضی اللہ عنهما و نفعنا بهما۔

ایک کے عوض دس

اپنے دور کے ابدال' حضرت ابو جعفر بن خطاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے دروازے پر ایک سائل نے صدا لگائی میں نے بیوی سے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ جواب ملا چار انڈے ہیں' میں نے کہا منگتا کو دیدو' اس نے تعمیل کی جب سائل انڈے پا کر چلا گیا میرے پاس ایک دوست نے انڈوں سے بھری ہوئی ایک ٹوکری بھیجی میں نے بیوی سے پوچھا' اس میں کل کتنے انڈے ہیں؟ اس

نے کہا تیس انڈے تم نے تو فقیر کو چار انڈے دیئے تھے یہ کس حساب سے آیا' بیوی نے کہا تیس انڈے سالم ہیں اور دس ٹوٹے ہوئے ہیں۔

بعض حضرات اس حکایت سے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ سائل کو جو انڈے دیئے گئے تھے ان میں تین سالم تھے اور ایک پھوٹا ہوا تھا۔ رب تعالیٰ نے ہر ایک کے بدلے دس دس عطا فرمائے۔ سالم کے عوض سالم اور شکستہ کے بدلے شکستہ۔

صدقہ نے بیٹے کی حفاظت کی

ایک عورت نے ایک روٹی سائل کو صدقہ کی اور اپنے شوہر کا کھانا لے کر کھیت پر جا رہی تھی۔ اس کے ہمراہ ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا۔ ایک باغ سے گزرتے وقت اس کے بچے کو ایک درندے نے لقمہ بنالیا۔ عورت بہت پریشان ہوگئی۔ ناگہاں ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس نے بھیڑیئے کے منہ پر زور کا طمانچہ رسید کیا' اور اس نے اپنے منہ سے بچے کو چھوڑ دیا۔ غیب سے آواز آئی۔ ''اپنے بچے کو لے جا ہم نے تجھ لقمے کے بدلے میں لقمہ عطا کیا (وہ روٹی کا لقمہ تھا' اور یہ بھیڑیئے کا لقمہ)۔

سعی اور محاسبہ کا بدلہ

امام الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ایک جہاد میں نکلا۔ امیر لشکر نے میرے پاس خرچ کے لئے کچھ مال بھیجا۔ میں نے لینا پسند نہیں کیا اور حاجت مند غازیوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک روز نماز ظہر کے بعد میں اس مال کو قبول کرنے اور لوگوں میں تقسیم کرنے پر نادم و فکر مند بیٹھا ہوا تھا کہ میری آنکھیں لگ گئیں۔ خواب میں میں نے سجے سجائے محل دیکھے جو بے شمار نعمتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ شیخ جنید بغدادی: یہ محل کس کے لئے ہے؟ ہاتف: یہ ان لوگوں کے محل ہیں' جن کا مال آپ نے قبول کر کے غریبوں میں تقسیم کیا ہے۔ شیخ جنید: کیا اس کے ساتھ میرا کوئی حصہ نہیں ہے؟ ہاتف: ہاں! آپ کا بھی حصہ ہے۔ ملاحظہ کیجئے آپ کا حصہ وہ محل ہے' اس طرح ہاتف نے اس عظیم الشان محل کی طرف اشارہ کیا۔ شیخ: مجھے ان سے زیادہ کیوں عطا کیا گیا؟ ہاتف: ان لوگوں نے ثواب کے لئے مال خرچ کئے' جس کے وہ امیدوار ہیں اور آپ نے ایسی حالت میں تقسیم کیا ہے کہ اس کے قبول کرنے سے خائف بھی تھے۔ نفس کا محاسبہ بھی تھا اور شرمندگی بھی' اس لئے اللہ نے آپکا ثواب زیادہ فرمایا۔

صدقہ عاشورا

ملک رے میں ایک مالدار قاضی رہتا تھا۔ عاشورا کے روز اس کے پاس ایک فقیر آیا۔ اور کہا، میں ایک مسکین، عیال دار انسان ہوں۔ آپ کو آج کے مقدس دن کے واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔ میرے لئے دس سیر روٹی، پانچ سیر گوشت، اور دس درہم کا انتظام کردیں۔ اللہ تعالٰی آپ کی عزت واقبال میں اضافہ فرمائے۔ قاضی صاحب نے کہا جاؤ، ظہر بعد آنا، فقیر ظہر بعد آیا تو کہا، عصر بعد آنا، وہ عصر بعد پہنچا تو کچھ نہیں دیا، اور خالی ہاتھ لوٹا دیا۔

فقیر شکستہ خاطر ہو کر واپس جا رہا تھا۔ راستے میں ایک نصرانی کا مکان ملا، اور نصرانی اپنے دروازہ ہی پر بیٹھا تھا۔ فقیر نے اس سے کہا۔ ''آج کے دن کی برکت سے مجھے کچھ صدقہ کر''۔ نصرانی نے پوچھا۔ ''آخر آج کون سا دن ہے؟'' فقیر نے نصرانی کو عاشورا کے کچھ فضائل بتائے۔ اس نے سن کر کہا۔ ''تم نے تو بہت عظیم دن کا واسطہ دیا۔ بتا! تیری کیا ضرورت ہے؟'' فقیر نے اس کے سامنے روٹی، گوشت اور درہم کا سوال کیا۔ نصرانی کے لئے دس بورا گیہوں اور سو سیر گوشت اور بیس درہم مہیا کر دیئے، اور کہا۔ یہ تیرے اور تیرے اہل وعیال کے لئے تیری زندگی بھر اس دن کی فضیلت وحرمت کے صدقہ ہر مہینے مقرر ہے۔ رات کو قاضی صاحب نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے نگاہ بلند کر، دیکھا تو ایک عالیشان محل چاندی اور سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا نظر آیا اور ایک محل خالص سرخ یاقوت کا تھا۔ ایسا صاف اور خوبصورت کہ اندر سے باہر کی چیزیں اور باہر سے اندر کی چیزیں نظر آتی تھیں۔ قاضی نے اس محل کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا۔ یہ دونوں محل تمہارے لئے تھے اگر تم فقیر کی ضرورت پوری کر دیتے مگر چونکہ تم نے اس رد کر دیا۔ اس لئے اب یہ دونوں محل فلاں نصرانی کے لئے ہیں۔ قاضی صاحب بیدار ہوئے تو بہت پریشان تھے۔ صبح ہوئی تو نصرانی کے پاس گئے اور اس سے دریافت کیا کہ کل تم نے کون سی نیکی کی ہے؟ اس نے پوچھا آپ کو کیسے علم ہوا؟ قاضی صاحب نے اپنے خواب کا حال بتایا اور پیشکش کی کہ مجھ سے ایک لاکھ درہم لے لو اور کل کی نیکی مجھے فروخت کر دو۔ نصرانی نے کہا۔ میں روئے زمین کی ساری دولت لے کر بھی اسے فروخت نہیں کروں گا۔ اس کرم کرنے والے پروردگار کے ساتھ معاملہ بہت خوب ہے یقیناً ان ہی کا دین حق ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

حبیب عجمی اور ان کی شان تصدق

حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے چار بار' بعوض چالیس ہزار درہم خود کو خریدا۔ اس طور پر کہ دس ہزار صدقہ کیے اور عرض کیا' بارالہا! میں نے ان درہموں کے بدلے اپنے کو تجھ سے خریدا' اس کے بعد دس ہزار درہم نکالے اور عرض کیا۔ ''اے رب العالمین! اگر تو نے وہ بیع قبول فرمالی ہے تو یہ اس کا شکرانہ ہے۔'' پھر سہ بارہ دس ہزار درہم صدقہ کیے اور کہا۔ ''مالک و مولیٰ! اگر تو نے پہلے اور دوسرے درہم نہیں قبول کیے تو اب یہ قبول فرما۔'' اس کے بعد چوتھی بار دس ہزار نکال کر عرض گزار ہوئے۔ یا اللہ اگر تو نے تیسرے کو قبول فرمالیا ہے تو یہ اس کا شکرانہ ہے۔

ایام قحط میں حضرت شیخ حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے اناج بطور قرض خریدا اور غرباء و مساکین میں تقسیم فرما دیا۔ پھر سلی ہوئی تھیلیاں سر کے نیچے رکھ کر دعا فرمائی اور سو رہے۔ غلوں کے تاجر مطالبہ کرنے آئے تو آپ نے اِن تھیلیوں کو اٹھایا۔ وہ اب درہموں سے بھری ہوئی تھیں اور وہ اتنی ہی تھیں جتنی قرض خواہوں کا مطالبہ تھا۔ سب انہیں دے دیں۔

ایک سائل نے آپ کے دروازے پر صدا لگائی۔ آپ کی بیوی صاحبہ گندھا ہوا آٹا رکھ کر پڑوس سے آگ لینے گئی تھیں تاکہ روٹی پکائیں۔ آپ نے خمیر اٹھا کر سائل کر دے دیا۔ وہ آگ لے کر آئیں تو آٹا ندارد۔ آپ نے فرمایا۔ ''اسے روٹی پکانے کے لئے لے گئے ہیں۔'' بہت پوچھا تو آپ نے اصل واقعہ بتایا۔ بیوی صاحبہ بولیں۔ سبحان اللہ یہ تو اچھی بات ہے مگر ہمیں بھی تو کچھ کھانے کیلئے درکار ہے۔ اتنے میں ایک شخص ایک بڑی لگن میں بھر کر گوشت اور روٹی لے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ ''دیکھو تمہیں کس قدر جلد لوٹا دیا گیا' روٹی بھی پکا دی اور گوشت کا سالن مزید بھیج دیا۔''

شان رزاقی

حضرت شیخ علامہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ہم کئی لوگ اتفاقاً سفر میں ساتھ ہو گئے تھے۔ ایک روز ایک گاؤں میں پہنچے۔ ایک شخص گاؤں والوں سے مانگ کر ایک دیگچی لایا' اور اس میں حلوہ پکا کر سب نے کھایا۔ ہم میں سے ایک آدمی کہیں چلا گیا تھا اس لئے وہ نہ کھا سکا۔ اس کے پاس تھوڑا سا آٹا تھا' مگر اسے پکانے والا کوئی نہیں ملا۔ آٹا لے کر وہ پورے گاؤں میں پھرا۔ اسی دوران راستے

میں اسے ایک نابینا ضعیف ملا۔ اس نے آٹا اسے دے دیا۔ (اس حالت کو لطف خفی پر محمول کرنا چاہیے اور گویا حکمت الٰہی نے اسے زبان حال سے مخاطب کیا کہ یہ آٹا اس مرد ضعیف کا رزق ہے اور تیرا رزق ہم دیں گے) اور ساتھیوں میں آکر بیٹھ رہا۔ اگرچہ وہ غیب کے حال سے بے خبر تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے ایک شخص کو متعین فرما دیا تھا۔ چنانچہ ایک شخص آیا اور اس نے تمام ساتھیوں میں سے اسی شخص کو بلایا اور اپنے گھر لے جا کر ثرید سے اس کی دعوت کی اور لذیذ گوشت کھلایا۔ جس کے بعد اس میں قوت آگئی اور تیزی سے چلنے لگا۔"

بے شک اللہ تعالیٰ لطیف، خبیر اور کریم و خبردار ہے۔ اے بے صبر نفس! اے ضعیف الیقین! کیا اس کے واضح اور سچے وعدے کی تو تصدیق نہیں کرتا۔ تجھ پر افسوس ہے کہ تجھے ایسے معتبر ضامن کی ضمانت پر اعتماد نہیں، اس اصدق الصادقین کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا بیشک اللہ ہی رازق اور مضبوط طاقت والا ہے۔ جتنے جاندار زمین پر ہیں سب کا رزق اللہ ہی کے ذمہ ہے۔

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا فرماتا ہے اور سب سے اچھا رازق ہے اور آسمان میں ہے تمہارا رزق اور وہ جس کا تمہیں وعدہ کیا گیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی قسم ارشاد فرمائی ہے۔ حالانکہ اس کا فرمان حق اور اس کا وعدہ سچا ہے جس کو قسم کی ضرورت نہیں فرماتا ہے۔ "فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ "پس قسم ہے آسمان و زمین کے پروردگار کی یہ سچ ہے جیسا کہ تم بات چیت کرتے ہو۔

اے نفس! تجھے نہیں معلوم کہ اس کا لطف خفی بندوں کے اوپر شامیانہ کرم بن کر دراز ہے اور اس کے خزانہ رحمت سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اے انسان! اس کی قدرت نے لطف و عنایت کی مہمیز سے تجھے کھینچا تو عدم سے وجود میں آگیا۔ پھر عالم وجود میں اس کی نوازش سے تغیر پذیر ہوتے ہوئے اہل تقرب کے درجات تک پہنچا اور مقام برکت میں قیام کیا۔ اس نے تیرے لئے اپنی مہربانی سے توفیق کے تحائف ارسال فرمائے۔ پھر اس توفیق سے جو عبادتیں ہوئیں، قدرت کے منتظمین نے انہیں بارگاہ رب العالمین میں پہنچایا اور اسی وجہ سے تو عظیم درجات اور معارف عالیہ کا مظہر بنا اور ان

نعمتوں سے رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے وہی سرفراز ہوتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

بہشت کی ضمانت

ایک مرد صالح روایت کرتے ہیں میں ایک مسجد میں نماز ادا کرنے گیا۔ وہاں ایک عابد اور ایک تاجر پہلے سے موجود تھے۔ عابد دعا کر رہا تھا ''بارالٰہا! آج میں ایسا ایسا کھانا اور اس قسم کا حلوہ کھانا چاہتا ہوں۔'' تاجر نے سنا تو کہا: ''اگر یہ مجھ سے کہتا تو میں اسے ضرور کھلاتا۔ مگر یہ تو بہانہ سازی کر رہا ہے۔ مجھے سنا کر اللہ سے دعا کر رہا ہے تاکہ میں سن کر اسے کھلاؤں' بخدا میں تو اسے نہیں کھلاؤں گا۔'' عابد دعا سے فارغ ہو کر مسجد کے ایک گوشہ میں سو رہے۔ کچھ دیر بعد ایک شخص ہاتھ میں سرپوش سے ڈھکا ہوا ایک خوان لئے آیا' چاروں طرف نگاہ دوڑا کر عابد کے پاس گیا اور اسے جگایا۔ اور دسترخوان عابد کے روبرو رکھ کر دور ہٹ گیا۔ تاجر نے دیکھا تو اس میں وہ تمام کھانے موجود تھے عابد جن کے لئے دعا کر چکے تھے۔ عابد صاحب نے خواہش کے مطابق تناول فرمایا اور بقیہ واپس کر دیا۔ تاجر نے کھانا لانے والے شخص سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کیا تم انہیں پہلے سے جانتے ہو۔

جواب: ''بخدا ہرگز نہیں میں ایک مزدور ہوں میری بیوی اور بیٹی سال بھر سے ان کھانوں کی خواہش رکھتی تھیں مگر مہیا نہیں ہو پاتے تھے آج میں نے ایک شخص کی مزدوری کی تو اس نے مجھے ایک مثقال سونا دیا' میں نے اس سے گوشت وغیرہ خریدا اور میری بیوی کھانا پکانے لگی اتنے میں میری آنکھ جو لگی تو میں نے حضور سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا فرمایا آج تمہارے علاقہ میں اللہ کا ایک ولی آیا ہوا ہے اس کا قیام مسجد میں ہے جو کھانے تم نے اپنے بال بچوں کے لئے تیار کرائے ہیں ان کھانوں کا اسے بھی شوق ہے اس کے پاس لا جا۔ وہ اپنی اشتہا کے مطابق کھا کر واپس کر دے گا۔ بقیہ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا اور میں تیرے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں' خواب سے اٹھ کر میں نے حکم کی تعمیل کی۔''

تاجر: میں نے اس شخص کو اللہ تعالیٰ سے انہی کھانوں کے لئے دعا کرتے سنا تھا تو نے ان کھانوں پر کتنا پیسہ لگایا؟ مزدور: ''مثقال بھر سونا'' تاجر: ''کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تو مجھ سے دس مثقال سونا قبول کر کے اپنے اس عمل خیر میں سے مجھے ایک قیراط کا حصہ دار بنا لے۔'' مزدور: یہ ناممکن ہے۔
تاجر: اچھا میں اتنے کے لئے تجھے بیس مثقال سونا دیتا ہوں۔

مزدور نے پھر بھی انکار کیا' تاجر نے سونے کی مقدار بیس سے بڑھا کر پچاس اور سو مثقال تک پہنچائی تو مزدور نے اس سے کہا "واللہ جس شئے کی ضمانت رسول اکرم ﷺ نے دی ہے اگر تو اس کے بدلے ساری دنیا کی دولت دے دے پھر بھی میں اسے فروخت نہیں کروں گا۔" تاجر اپنی اس غفلت پر نہایت نادم ہو کر حیران و پریشان مسجد سے نکل گیا۔ گویا اس نے اپنی کوئی متاع گراں بہا گم کر دی ہو۔

روٹی اور کباب

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک فقیر کو میں نے مسجد میں دیکھا۔ وہ تین دن تک ٹھہرا رہا کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہی حرکت کی' میں اس پر نظر لگائے ہوئے تھا اسی کی تاک میں اپنے تمام معمولات چھوڑ کر لگا رہا۔ بالآخر میں نے اس سے پوچھا کیا کھاؤ گے؟ اس نے کہا گرم روٹی اور کباب' میں کباب اور روٹی کی تلاش میں دن بھر سرگرداں رہا مگر مجھے نہ مل سکا تھک بار کر مسجد میں آ بیٹھا اور مسجد کا دروازہ بند کر لیا کچھ رات گئے کسی نے مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا ایک شخص کباب اور گرم روٹی لئے کھڑا ہے' میں نے اس شخص سے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: "میرے بچوں نے مجھ سے ان روٹیوں اور کباب کے لئے جھگڑا کیا تو ہم نے قسم کھا لی کہ ہم لوگوں میں سے کوئی اس کھانے کو نہیں کھائے گا بلکہ مسجد کے لوگ اسے کھائیں گے۔" میں نے کہا: "بارالہا! تو جب فقیر کو بھی کھلانے کا فیصلہ فرما چکا تھا تو مجھے دن بھر سرگرداں کیوں کیا؟"

توکل علی اللہ

ایک عابد نے مسجد میں اعتکاف کیا مگر ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ امام مسجد نے کہا تم اگر جا کر روزی کماتے تو اچھا ہوتا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ امام مسجد نے اپنی بات تین بار دہرائی' چوتھی بار امام کو جواب دیتے ہوئے عابد نے کہا مسجد کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا ہے جس نے میرے لئے روزانہ دو روٹیاں دینے کا ذمہ لیا ہے امام نے کہا "اگر وہ ذمہ لینے میں سچا ہے تو مسجد میں تمہارا بیٹھ رہنا اچھا ہے۔" عابد نے امام سے کہا "اگر تو توحید میں ناقص ہونے کے باوجود امام نہ بنتا تو بہتر تھا تجھے اللہ کے آگے لوگوں کا مقتداء بننا تیرے لائق نہیں کیونکہ تو ایک یہودی کی ضمانت کو اللہ کی ضمانت پر فوقیت دیتا ہے اس سلسلہ میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اشعار ہیں۔"

الطلب رزق الله من عند غيره و تصبح من خوف العواقب امنا

کیا تو اللہ کے رزق کو غیر سے مانگتا ہے اور غیر کے بھروسے پر انجام اور عواقب سے بے خوف رہتا ہے۔

و ترضی بصراف وان کان مشرکا ضمینا ولا ترضی بربك ضامنا

تو مشرک صراف کی ضمانت پر راضی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر رضامند نہیں ہوتا۔

عبادالرحمٰن

اولیاء اللہ میں سے ایک کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو ہر ایک کے لئے کام اور پیشہ بھی ظاہر فرمایا چنانچہ سب نے کسی نہ کسی صنعت کو پسند کیا پھر جب وہ دنیا میں آئے تو ان کی زبان پر وہی جاری ہو گیا جو انہوں نے پسند کیا تھا البتہ ایک گروہ ان سے جدا ہو گیا جس نے کوئی پیشہ پسند نہیں کیا جب انہیں کچھ پسند کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے عرض کیا: ''ہمیں ان چیزوں میں سے کچھ پسند نہیں۔'' اس کے بعد انہیں عبادت کے مقامات دکھائے گئے۔ انہوں نے عرض کیا: ''اے رب العالمین! ہم نے تیری خدمت پسند کی۔'' ارشاد ہوا: ''میری عزت و جلال کی قسم ان تمام کو تمہارا تابعدار بناؤں گا اور میری عزت وجلال کی قسم روز قیامت تم لوگوں کو تمہارے اہل محبت وعقیدت اور خدمت گاروں کا شفیع بناؤں گا۔''

درس توکل

منقول ہے کہ ایک گروہ سید الطائفہ امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور روزی طلب کرنے کی اجازت مانگی' فرمایا: ''اگر پتہ ہو کہ تم لوگوں کی روزی کہاں ہے تو ضرور طلب کرو۔'' عرض: ''پھر ہم رب تعالیٰ سے مانگیں؟'' فرمایا: ''اگر تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فراموش کر دے گا تو ضرور یاد دلاؤ۔'' عرض: ''اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے گھروں کے اندر بیٹھ کر اس پر توکل کرنا چاہئے۔'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے معاملہ کا تجربہ کرنا اس کی قدرت میں شک کرنے کے مترادف ہے۔'' عرض: ''پھر کیا ذریعہ کریں۔'' فرمایا: ''ذریعہ یہی ہے کہ ذریعہ کو ترک کر دیا جائے۔'' رضی اللہ عنہ

تحریر توکل

اہل ارادت میں سے ایک شخص کا قصہ ہے کہ طلب رزق کیلئے چلے اور تھک ہار کر ایک ویران علاقہ میں آرام کرنے کی نیت سے جا بیٹھے وہاں شکستہ دیواروں میں انہیں ایک سبز سنگ مرمر کی تختی نظر آئی جس پر سفید خط میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

لما رائیتك جالسا مستقبلا　ایقنت انك للهموم قرین

جب میں نے تجھ کو اپنی طرف متوجہ بیٹھا ہوا دیکھا تو یقین ہو گیا کہ تو رنج و غم کا ہمدم ہے۔

مالا یکون فلا یکون بحیلته　ابدا وما هو کائن سیکون

جو کچھ نہیں ہونے والا ہے وہ کسی ترکیب سے کبھی نہیں ہوگا اور جو ہونے والا ہے وہ عنقریب ہو جائے گا۔

سیکون ما هو کائن فی وقته　واخو الجهالة متعب محزون

جو چیز ہونے والی ہے اپنے وقت پر ہو جائے گی اور نادان بلا وجہ تھکتا اور غم کھاتا ہے۔

فلعل ما تخشاه لیس بکائن　ولعل ماترجوه سوف یکون

ہو سکتا ہے جس سے تو ڈرتا ہے وہ کبھی نہ ہو اور ممکن ہے جس کی تجھے امید ہے وہی ہو جائے۔

یسعی الحریص فلا ینال بحرصه　حظا و یحظی عاجز و مهین

لالچی کوشش کرتا ہے اور اسے حرص سے کچھ نہیں ملتا اور عاجز و کمزور حصہ پا لیتا ہے۔

فارفض لها و تعر من اثوابها　ان کان عندك للقضاء یقین

فکرمندی چھوڑ اور اس کے لباس سے عاری ہو جا اگر تجھے تقدیر کا یقین ہے۔

هون علیك و کن بربك واثقا　فاخو التوکل شانه التهوین

بے فکر بن اور اپنے رب پر اعتماد کامل رکھ کیونکہ متوکل کی شان بے فکر رہنا ہے۔

طرح الاذی عن نفسه فی رزقه　لما تیقن انه مضمون

توکل والا روزی کی مشقت ترک کر دیتا ہے کیونکہ اسے یقین ہے کہ رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

اس تختی کو پڑھ کر وہ اپنے گھر لوٹ آئے اور پھر روزی کی فکر میں سرگردانی ختم کر دی۔

نماز دہرالی

حضرت شیخ ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے' نماز پوری ہونے کے بعد امام مسجد نے پوچھا: ''اے ابو یزید! کھاتے کہاں سے ہو؟'' فرمایا: ''ذرا رکو! پہلے اس نماز کو دہرالوں جو تمہارے پیچھے پڑی ہے' تجھے جب مخلوق کو روزی دینے والے ہی کے بارے میں شک ہے تو تیرے پیچھے نماز کہاں جائز ہے؟'' رضی اللہ عنہ

مقام سری رحمۃ اللہ علیہ

سید الطائفہ امام ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ایک شب میں حضرت الشیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سویا کچھ رات گزری تو آپ نے فرمایا جنید! کیا سو گئے؟ میں نے عرض کیا نہیں' فرمایا: اللہ جل شانہ نے اس وقت مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا پھر ارشاد فرمایا میں نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو سب میری محبت کے دعویدار ہوئے پھر جب میں نے دنیا پیدا کی تو ہر دس ہزار میں سے نو ہزار دنیا میں گرفتار ہو گئے اور میری محبت چھوڑ بیٹھے' اب صرف ہزار باقی رہے پھر میں نے بہشت کو پیدا کیا تو نو سو اس کی محبت کے اسیر ہو گئے میری الفت ترک کر دی' باقی ایک سو رہ گئے ان لوگوں پر میں نے بلاؤ مصیبت ڈالی تو سو میں سے نوے مجھے چھوڑ کر بلاء میں مشغول ہو گئے' صرف دس باقی رہے میں نے ان لوگوں سے کہا تم نے نہ دنیا لی نہ آخرت اور نہ ہی بلا سے گریز کیا' بتاؤ کیا چاہتے ہو؟

عرض کیا۔ ربّ العالمین ہم جو کچھ چاہتے ہیں تو جانتا ہے۔ ارشاد فرمایا' میں تم پر تمہاری طاقت سے زیادہ مصیبت نازل کروں گا' ایسی مصیبت جسے مضبوط پہاڑ بھی نہ برداشت کر سکے۔ کیا اس پر ثابت قدم رہ جاؤ گے؟ عرض کیا' الٰہی! جب تو خود ہمیں مصیبت میں ڈالے گا تو تیری رضا میں تیری ہی مدد سے' تیرے لئے ہم ساری مصیبتیں اور آفات برداشت کر لیں گے' جن مصائب کے برداشت کی تاب پہاڑوں کو بھی نہیں۔ ارشاد ہوا' تم ہی میرے سچے بندے ہو۔ (رضی اللہ عنہم و نفعنا آمین)

امام الطائفہ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک روز حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے دیکھا تو ان کا جسم مبارک بیماروں کی طرح کمزور اور نحیف تھا۔ آپ نے فرمایا' اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ میری یہ حالت اس کی محبت کے باعث ہے۔ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد فوراً آپ کا زرد

چہرہ چاند کی طرح روشن ومنور ہو گیا۔ اس کے بعد جب آپ دوبارہ علیل ہوئے تو میں بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوا اور دریافت کیا۔ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔

کیف اشکو الی طبیبی مابی والذی بی اصابنی من طبیبی

میں اپنی مصیبت کا شکوہ طبیب سے کیا کروں کہ جو مصیبت مجھے پہنچی ہے وہ طبیب ہی کی بد ولت ہے۔

میں نے حضرت کو پنکھا جھلنا شروع کیا۔ تو فرمانے لگے' اس انسان کو پنکھے کی ہوا کیسی لگے گی جس کا دل اندر سے جل رہا ہو اور یہ اشعار پڑھے۔

القلب محترق والدمع مستبق والکرب مجتمع والصبر مفترق

دل جل رہا ہے اور اشک تیزی سے رواں ہے' اور رنج اکھٹے ہیں اور صبر دور ہے۔

کیف القرار علی من لا قرار له مما جناه الھوی والشوق والقلق

جسے قرار ہی نہیں اس پر کیسے قرار ہو کیونکہ محبت شوق اور بے چینی نے اس پر مصیبت ڈال رکھی ہے۔

یا ربّ ان کان لی شیئی به فرج فامنن علی به مادام بی رمق

اے ربّ اگر مجھے کسی چیز میں قرار ہو تو جب تک مجھ میں رمق باقی ہے وہ چیز عطا فرما۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ایک شخص نے انھیں خواب میں دیکھا' پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: مجھے بخش دیا' اور جنہوں نے میرے جنازہ میں شرکت کی' اور جنہوں نے نماز جنازہ پڑھی سب کی مغفرت فرمادی۔ سائل: آپ کی نماز جنازہ میں میں بھی حاضر تھا۔ آپ نے لپٹا ہوا ایک کاغذ نکال کر دیکھا' اس میں میرا نام نہیں تھا۔ سائل: میں واقعی آپ کے جنازہ میں حاضر تھا اور میں نے نماز بھی پڑھی تھی' آپ نے اس کاغذ کو دوبارہ دیکھا تو ایک گوشہ میں میرا نام بھی تحریر تھا۔

راضی برضا عابد

سیدنا یونس علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا روئے زمین کے سب سے بڑے عابد کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام انہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جس کے ہاتھ پاؤں جذام کی وجہ سے کٹ کر جدا ہو چکے تھے اور وہ شخص زبان سے کہہ رہا تھا۔ تو نے جب تک چاہا ان اعضاء سے مجھے فائدہ بخشا' اور جب چاہا لے لیا اور میری امید صرف اپنی ذات میں

باقی رکھی۔ اے میرے پیدا کرنے والے میرا مقصود تو تو ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا اے جبرئیل میں نے آپ سے صوم وصلوٰۃ والے شخص کو دیکھنے کا سوال کیا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ اسلام نے جواب دیا اس مصیبت میں مبتلا ہونے سے قبل یہ ایسا ہی تھا' اب مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اشارہ کیا اور اس کی آنکھیں بھی نکل پڑیں۔ مگر عابد نے زبان سے وہی بات کہی: جب تک تو نے چاہا ان آنکھوں سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا انھیں چھین لیا اور اے خالق! میری امید گاہ صرف اپنی ذات کو رکھا' میرا مقصود تو تو ہی ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عابد سے کہا آؤ ہم تم باہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تم کو پھر تمہاری آنکھیں اور تمہارے ہاتھ پاؤں لوٹا دے اور تم پہلے ہی کی طرح عبادت کرنے لگو۔ عابد: ہرگز نہیں۔ حضرت جبرئیل کیوں نہیں؟ عابد اس کی رضا جب اس میں ہے تو مجھے اس کی رضا زیادہ محبوب ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: واقعی میں نے کسی کو اس سے بڑھ کر عابد نہیں دیکھا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ راستہ ہے کہ رضائے الٰہی تک رسائی کے لئے اس سے بہتر کوئی راہ نہیں۔

پانچ نعمتیں

حضرت شقیق بلخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے طلب کیا تو پانچ چیز کو پانچ چیزوں میں پایا۔

☆ .... برکت رزق چاشت میں ملی۔

☆ ....قبر کا اجالا نماز تہجد میں ملا۔

☆ .... نکیرین کے سوالات کو جواب قِراءت قرآن میں پایا۔

☆ .... پل صراط سے گزرنے کی سہولت روزہ اور صدقہ میں ملی۔

☆ .... (قیامت کے دن) عرش کا سایہ خلوت نشینی میں نظر آیا۔

اخلاقِ دعا

ایک عالم ربانی فرماتے ہیں' مجلس وعظ کے اختتام پر لوگوں کے سامنے میں نے یہ دعا مانگی۔ الٰہ العالمین! ہم لوگوں میں جس کا دل سب سے زیادہ سخت ہو' جس کی آنکھیں سب سے زیادہ خشک

ہوں (اللہ کی یاد میں رونے سے غافل) اور جو معصیت سے سب سے قریبی تعلق والا ہوا سے بخش دے۔ ہمارے قریب ایک ہجڑا بیٹھا ہوا تھا وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یہ دعا پھر مانگئے کیونکہ آپ لوگوں میں، میں ہی ایک ایسا ہوں جس کا دل سب سے سخت ہے، جس کی آنکھیں سب سے خشک اور جو گناہوں سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ میرے حق میں دعا کیجئے کہ ربّ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے۔

عالم ربانی فرماتے ہیں دوسری رات مجھے خواب میں ربّ کائنات کے حضور کھڑا کیا گیا۔ ارشاد عالی ہوا، مجھے یہ بات پسند آئی کہ تو نے میرے اور میرے بندے کے درمیان صلح کرادی۔ جا میں نے تجھے اسے اور تمام حاضرین مجلس کو بخش دیا۔

عیب پوشِ خلق

ایک بزرگ کو کسی نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، پوچھا کہ ربّ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا، اور پڑھنے کو فرمایا، مجھے اس میں اپنی ایک برائی نظر آئی۔ میں جسے پڑھنے سے شرم میں پڑ گیا اور عرض کیا مالک و مولیٰ مجھے رسوائی سے بچا۔ فرمایا جب یہ گناہ تو نے کیا تھا اور اس وقت شرم نہیں آئی تھی۔ اس وقت میں نے تجھے رسوا نہیں کیا تو آج میں تجھے کیوں رسوا کروں گا۔ جب کہ تو مجھ سے نادم ہے۔ جا میں نے تیری غلطی معاف کی اور تجھے داخل جنت کیا۔ سبحان اللہ الحلیم الکریم۔

کمسن صوفیہ

حضرت عبداللہ بن شجاع صوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، زمانہ سیاحت میں، میں مصر گیا اور وہاں کچھ دنوں رہا، مجھے وہاں نکاح کی حاجت ہوئی، دوستوں نے ایک صوفیہ خاتون کی بیٹی سے میرا نکاح کرا دیا۔ میں جب اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ کھڑی ہو کر نماز پڑھ رہی تھی۔ مجھے بڑی شرم محسوس ہوئی کہ ایسی کم عمر لڑکی تو نماز پڑھے اور میں نہ پڑھوں۔ میں نے بھی نماز شروع کی اور جس قدر پڑھ سکا پڑھ کر مصلے پر سو گیا اور وہ بھی نماز پڑھ کر اپنے مصلے پر لیٹ گئی اسی طرح دوسرے روز بھی ہوا۔ کئی روز جب اسی طور پر گزر گئے تو میں نے اس سے کہا، کہ ہمارے اجتماع کا کوئی اور مقصد بھی ہے۔ اس نے کہا میں اپنے مالک و مولیٰ کی خدمت میں ہوں، لیکن مجھ پر جس کا حق ہے میں اسے منع بھی نہیں

کرتی۔ حضرت عبداللہ صوفی فرماتے ہیں اس کی بات سن کر مجھے شرم محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں نے اسی طرح ایک ماہ گزار دیا۔ پھر میں نے سفر کا ارادہ کیا' تو اس کو آواز دی وہ لبیک کہہ کر حاضر ہوئی میں نے کہا میں سفر میں جا رہا ہوں۔ اس نے کہا تم خیر و عافیت کے ساتھ رہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں ناپسندیدہ امور سے بچائے اور مقصود عطا فرمائے۔ میں جب روانگی کے لئے دروازہ تک پہنچا تو وہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی' اے میرے سردار ہم لوگوں کے مابین دنیا میں ایک عہد قرار پایا جو پورا نہیں ہوا انشاء اللہ بہشت میں اس کی تکمیل ہو گی۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتی ہوں وہ سب سے اچھا امانت دار ہے اور میں الوداع کہہ کر چلا گیا۔

دو سال بعد میں نے اس کے حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے کہیں زیادہ ریاضت و مجاہدہ میں منہمک ہے۔ رضی اللہ عنہا

مجاہدہ خاتون

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لبنان کے پہاڑوں میں مجھے ایک عابدہ خاتون ملی' اس کا جسم سوکھ کر پرانی مشک کی طرح ہو گیا تھا۔ لگتا تھا قبر سے نکل کر آ رہی ہے' بہت عبادت گزار' اور مجاہدہ کیش تھی' میں نے اس طرح کی کوئی دوسری عورت نہیں دیکھی' میں نے اس سے پوچھا: آپ کا وطن؟

خاتون: جہنم کے علاوہ میرا کوئی وطن نہیں ہے الا یہ کہ عزیز و غفار رب بخش دے۔

حضرت ذوالنون: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے مجھے کچھ نصیحت کریں!

خاتون: اللہ تعالیٰ کی کتاب کو نعمتوں کا دسترخوان سمجھو' اور اس کے وعدے اور وعید کی مصاحبت اختیار کرو! نیک ارادوں کی بجا آوری کیلئے دامن سمیٹ کر تیار ہو جاؤ اور فضول لوگوں کی فاسد امیدوں کو ترک کر دو جن کی کوئی حقیقت نہیں' اور وہ تو اس سے بھی انجان ہیں کہ اس کا انجام کیا ہو گا بخدا اس منزل پر وہی پہنچتے ہیں جو میدان مقابلہ میں دوڑنے کا سامان کرتے ہیں اور ان میں سبقت وہی پاتے ہیں جو بھرپور کوشش کرتے ہیں' برادر! اپنے نفس کیلئے جو لینا ہے لے لو یہ سمجھو کہ مطالبہ تم ہی سے ہو کسی اور سے نہیں۔ دانشمند بنو۔

حضرت ذوالنون: اے سیدہ! میرے حق میں دعا فرمائیں۔

اس کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا کی جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایسا درود پڑھا جس سے میرے کان نا آشنا تھے' پھر دعا فرمائی۔

اہلِ عشق و وفا

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہے' ساحل شام کے علاقے میں' میں ایک خاتون کو دیکھا۔ میں نے پوچھا' کہاں سے آرہی ہو؟

خاتون: ان لوگوں کے پاس سے آرہی ہوں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں۔

خاتون: ان لوگوں کے پاس جارہی ہوں جنہیں کوئی بیع و تجارت' اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔

حضرت ذوالنون: ان حضرات کی کچھ نشانی اور وصف بیان کرو!

اس کے جواب میں اس نے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے۔

وہ ایسے لوگ ہیں جن کی ہمتیں ربّ تعالیٰ ہی سے وابستہ یں۔ ان کی کوئی خواہش کسی اور کے پاس نہیں پہنچتی اس قوم کا مقصود محض مالک و مولیٰ ہے' اللہ داحد وصمد ان کا مطلوب محبوب ہے اور وہ کتنا اچھا محبوب ہے ان سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا' نہ دنیا میں نہ آخرت میں میں نے شرافت میں نہ کھانے پینے میں نہ لباس واولاد اور اعلیٰ ترین کپڑوں میں انھیں کسی شہر میں سکونت سے راحت نہیں ہوتی ہے وہ چشموں کے پاس اور جنگلوں اور ویران میں رہتے ہیں' اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جماعت سے ملاقات کرتے ہیں۔

سرشارِ محبت

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان کو ساحل سمندر کے پاس ایک لڑکی ملی' جو سر برہنہ' زرد رو چلی آرہی تھی۔ میں نے کہا: اے لڑکی اوڑھنی سر اور منہ پر ڈال!

لڑکی: جس منہ پر دست برستی ہے اس پر اوڑھنی ڈالوں؟ اے بے ادب سامنے سے ہٹ جا کل رات میں نے محبت کا جام پیا ہے جس سے پوری شب سرشاری میں بسر ہوئی' اور اسی عالم مستی میں نے صبح کی۔

حضرت ذوالنون: اے لڑکی مجھے کچھ نصیحت کر' لڑکی: اے ذوالنون چپ گوشہ گیر رہ اور قوت لا یموت پر قناعت اختیار کرتا آنکہ موت آجائے (رضی اللہ عنہما و نفعنا بھا آمین)

موت سے قبل مار لے خود کو — قبر تک خود قدم سے چل کر جا
بد گر چاہتا ہے قرب حق — قوت، اور گنج عافیت اپنا

احساسِ بندگی

ایک بزرگ فرماتے ہیں، دامن کوہ میں مجھے ایک جوان نظر آیا۔ حیرانی و پریشانی کے آثار اس پر نمایاں تھے، اور آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں، میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ جوان: میں اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا ایک مملوک ہوں۔ بزرگ: مالک کے پاس واپس لوٹ جا اور معافی مانگ لے! جوان: معافی مانگنے کے لئے بھی حجت درکار ہے، اور جو قصوروار ہو وہ عذر کیا پیش کر سکتا ہے۔؟ بزرگ اگر ایسا ہے تو کسی سے سفارش کرا۔ جوان سفارش کرنے والے بھی اس سے ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں۔ بزرگ: بھلا ایسا کون شخص ہے؟ جوان: میرا مالک وہ ہے جس نے مجھے بچپن میں پالا، اور بڑے ہو کر میں نے اس کی نافرمانی کی، میں بے حد شرمندہ ہوں کہ اس نے میرے ساتھ کیسا حسن سلوک کیا اور میں نے اس کے ساتھ کتنا خراب برتاؤ کیا جوان یہ کہتے کہتے گرا اور انتقال کر گیا تھوڑی دیر بعد وہاں ایک ضعیفہ آئی اور پوچھنے لگی، اور غمزدہ حیران کے قتل میں کس مدد دی۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ بزرگ: میں رک جاتا ہوں اور اس کے کفن دفن میں تیرا ساتھ دوں گا۔ ضعیفہ: نہیں اسے قاتل کے روبرو ذلیل وخوار پڑا رہنے دو۔ ممکن ہے بے یارومددگار دیکھ کر ترس کھائے اور اسے قبول کر کے اپنے انعام سے نوازے۔ رضی اللہ عنہم۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ اور سلیمان بن عبد الملک

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے کہا۔ کیا بات ہے کہ ہم لوگ موت کو برا سمجھتے ہیں؟ حضرت ابو حازم: اس لئے کہ تم نے اپنی دنیا آباد کی اور آخرت ویران کر ڈالی، اس لئے آبادی سے ویرانے میں کوچ کرنا برا جانتے ہو۔ سلیمان: واقعی آپ نے سچ فرمایا۔ اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کل میرا اللہ کے یہاں کیا حال ہوگا۔ حضرت ابو حازم: اپنے حالات کو کتاب اللہ پر منطبق کرو۔ تمہیں اپنا انجام معلوم ہو جائے گا۔ سلیمان: قرآن مجید میں یہ کہاں ملے گا؟ حضرت ابو حازم: آیت کریمہ اِنَّ الْاَبْـرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے۔ فاجر جہنم میں) کے اندر۔ سلیمان: پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کہاں ہے؟ حضرت ابو حازم: اِنَّ

رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ' اللہ کی رحمت نیکی کرنیوالوں کے قریب ہے۔ سلیمان: کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ربّ تعالیٰ کے حضور کس طرح میری پیشی ہوگی۔ حضرت ابوحازم: نیک اور پرہیزگار اس طرح پیش ہوں گے جیسے مسافر خوشی خوشی اپنے گھر لوٹتا ہے اور بدکار اس طرح جیسے بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے پاس خوفزدہ پکڑ کرلایا جاتا ہے۔ یہ سن کر سلیمان بن عبدالملک رونے لگا۔

حضرت ابوحازم کی نماز

حضرت ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی نماز کے بارے میں سوال کیا گیا۔ کہ کس طرح پڑھتے ہیں۔

فرمایا:

جب نماز کا وقت آتا ہے تو فرائض اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ کامل وضو کرتا ہوں۔ اس کے بعد قبلہ کی جانب متوجہ ہوتا ہوں اس طرح کہ خانہ کعبہ کو روبرو' جنت کو داہنے' اور جہنم کو بائیں' پل صراط کو پاؤں تلے۔ اللہ جل شانہ کو آگاہ وخبردار جانتے ہوئے نماز ادا کرتا ہوں اور یہ سوچتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے پھر اس کے بعد نماز پڑھنا نصیب نہیں ہوگا۔ پھر عظمت وجلال کے احساس کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں۔ تفکر کے ساتھ قراءت کرتا ہوں۔ عاجزی کے ساتھ رکوع اور انکساری کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور آخر میں سلام پھیرتا ہوں۔ اس کے بعد اس ڈر کے ساتھ اٹھتا ہوں کہ معلوم نہیں نماز قبول ہوتی ہے یا رد کر دی جاتی ہے۔

سائل: آپ ایسی نماز کب سے ادا کرتے ہیں؟ فرمایا: چالیس سال سے' اس نے کہا کاش میں زندگی بھر میں ایک نماز اسطرح ادا کرلیتا تو کامیاب وکامراں ہوجاتا۔ رضی اللہ عنہ

حق آگاہ ضعیفہ

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میں نے محراب داؤد (علیہ السلام) میں ایک نابینا ضعیفہ کو دیکھا جو اون کا کرتا پہنے نماز پڑھ رہی تھی ایک طرف نماز ادا کرتی جا رہی تھی دوسری طرف گریہ وزاری کرتی جاتی تھی میں اپنی نماز چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ نماز کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ اشعار پڑھے۔

انت سئولی و عصمتی فی حیاتی　　انت ذخری و عمدتی فی مماتی

تو ہی زندگی میں میرا مقصود اور میری حفاظت کرنے والا ہے' تو ہی میرا ذخیرہ اور سہارا

دینے والا ہے' موت کے بعد

یا علیما بما کن و اخفی ۔۔۔ وبما فی بواطن الخطرات.

اے مخفی اور پوشیدہ علم رکھنے والے اور باطن کے خطرات کو جاننے والے

لیس لی مالك سواك فارجو ۔۔۔ لدفع العظائم الموبقات

تیرے سوا میرا کوئی مالک نہیں ہے کہ میں اس سے بڑی بڑی ہلاکت خیز چیزوں کے دفع کرنے کی امید رکھوں'

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیفہ سے پوچھا: تمہاری آنکھیں کس طرح جاتی رہیں۔

ضعیفہ: اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی سے نادم ہو کر اور اس کے ذکر اور یاد سے غفلت کے احساس میں جو میں نے آنسو بہائے اس سبب سے میری آنکھیں ختم ہو گئیں اگر مجھے بخش دیا گیا تو آخرت میں انشاء اللہ اس سے اچھی آنکھیں مل جائیں گی اور اگر معاف نہیں کی گئی تو جہنم میں جلنے والی آنکھیں لے کر میں کیا کروں گی؟

حضرت صالح ضعیفہ کی بات سن کر رو پڑے' ضعیفہ نے پھر کہا: اے صالح مجھے اپنے مولا کا کلام سنانے سے تمہیں انکار تو نہیں ہوگا؟ اس کی عزت و وقار کی قسم مجھے اس کا بہت روز سے شوق ہے۔

حضرت صالح نے آیت مبارکہ وَمَا قَدَرُوا اللہَ حَقَّ قَدْرِہٖ الایہ تلاوت کی۔

ضعیفہ: اے صالح اس کی خدمت کا حق بھلا کون ادا کر سکتا ہے؟ اس کے بعد ضعیفہ نے ایسی چیخ ماری کہ سننے والوں کے جگر پاش پاش ہو جائیں اور زمین پر گر پڑی۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ انتقال کر چکی تھی۔ اس کے بعد میں نے اسے ایک روز خواب میں دیکھا بہت اچھی حالت میں تھی میں نے اس سے خیریت دریافت کی' اس نے کہا: ''مرنے کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا جسے کوتاہی خدمت کی ندامت نے مار ڈالا اس کی آمد مبارک' پھر اشعار پڑھتی ہوئی لوٹ گئی۔

جس کا مفہوم یہ ہے میرے ساتھ وہی احسان کیا گیا جس کی امید تھی اور جو مجھے پسند تھا عنایت کیا گیا میں اس کے پاس نعمتوں' لذتوں اور مسرتوں میں ہوں۔''

شراب محبت اور نور معرفت

حضرت علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' مجھ سے شیخ علی تکروری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا (جن کی قبر قرافہ میں ہے) کہ حضرت ایک بار محفل سماع میں حاضر ہوئے ان پر وجد طاری ہوا اور انہوں نے

ملاحظہ کیا (عالم بیداری میں) کہ ان کے سامنے شراب کی نہریں جاری ہیں اور حضرت کو ان میں سے پلایا جاتا ہے اور سیرابی نہیں ہوتی اور وہ شراب دنیا کی شراب نہیں ہے اس کے بعد ایک نور نظر آیا۔ حضرت کو جب وہ شراب پلائی جاتی تو ان میں اتنی طاقت وقوت آ جاتی کہ سات آدمی انہیں نہیں روک سکتے تھے اس کے بعد جب نور دیکھا تو ان پر کمزوری طاری ہوگئی۔ حضرت نے یہ واقعہ بیان کر کے مجھ سے پوچھا کہ ان دونوں حالتوں میں سے کون سی حالت بہتر ہے میں نے عرض کیا یہ ایسی بات ہے جہاں میرا وہم بھی نہیں پہنچا بھلا میں اِس بارے میں کیا کلام کرسکتا ہوں جو مجھے معلوم نہیں۔

بزرگوں میں سے کسی نے فرمایا:

سقونی و قالوا لا تغن ولو سقوا　　جبال حنین ما سقونی لغنت

(مجھے بادہ عشق پلا کر کہا کہ مستی میں گانا مت حالانکہ جبل حنین کو بھی اگر وہ پلائی جاتی جو مجھے پلائی گئی تو وہ مستی میں گانے لگتا)

میرا خیال ہے نور کا دیکھنا معرفت کی نشانی ہے اور شراب' محبت کی علامت ہے اور اکثر عرفاء کے نزدیک درجہ معرفت مقام محبت سے بلند ہے۔

حضرت میمون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' محب محبت میں افضل ہیں اور فرمایا کہ عشاق' دنیا اور آخرت کی ساری سعادتوں کو سمیٹ لے گئے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المرء مع من احب آدمی اس کے ہمراہ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے بعض عرفاء کا فرمان ہے کہ حقیقت محبت یہ ہے کہ لذت میں ہلاک ہو جائے اور حقیقت معرفت یہ ہے کہ حیرت کے ساتھ مشاہدہ اور ہیبت میں فنا ہو۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''محب اگر خاموش رہے تو ہلاک ہو جائے اور عارف خاموش نہ رہے تو ہلاکت میں پڑ جائے۔''

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عارف اڑنے والا ہے اور زاہد چلنے والا۔ حضرت شیخ ابو عبداللہ قرشی کا ارشاد ہے: ''حقیقت محبت خود کو محبوب کے سپرد کرنا ہے اسی طرح کہ تیرا اپنے نفس پر کوئی حق نہ رہے۔''

لطافتِ قرآن

شیخ ابوالربیع مالقی کا بیان ہے ایک رات میں نے حضرت شیخ ابومحمد سید بن الفخار رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا میرا یہ طریقہ تھا کہ ادب واحترام کے خیال سے جب تک حضرت تہجد کے لئے نہیں اٹھتے تھے میں کوئی وظیفہ وغیرہ نہیں پڑھتا تھا۔ اس شب میں اپنے بستر پر بیداری کی حالت میں لیٹا ہوا تھا حضرت اٹھے اور وضو کیا اور قبلہ رو ہو کر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم پڑھ کر تلاوت قرآن کرنے لگے میں نے دیکھا کہ ایک دیوار اٹھی' اس میں سے ایک شخص برآمد ہوا جس کے ہاتھ میں سفید شیشی تھی اور شیشی میں سفید شہد تھا۔ تلاوت قرآن کے دوران حضرت جب منہ کھولتے تھے تو وہ شخص شہد آپ کے دہن مبارک میں رکھتا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بے حد تعجب ہوا۔ صبح ہوئی تو میں نے اس کی حقیقت دریافت کی۔ حضرت سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا۔ ابوسلیمان وہ قرآن مجید کی لطافت ہے (رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ آمین)

حکمتِ الٰہیہ

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ ایک شہر میں تشریف لے گئے اور جا کر مسجد میں رکے۔ عشاء کی نماز ہو چکی تھی تو امام مسجد نے کہا' مسجد سے نکلو میں دروازہ بند کروں گا اور اتفاق ایسا کہ موسم بھی سخت سردی کا تھا۔

حضرت ابراہیم: میں مسافر ہوں رات کو یہیں رہوں گا۔ امام مسجد: مسافروں کا تو یہ حال ہے کہ مسجد کی قندیلیں اور فرش چوری کر لے جاتے ہیں' میں تو کسی کو مسجد میں ٹھہرنے نہیں دوں گا چاہے ابراہیم بن ادہم ہی کیوں نے آ جائیں۔ حضرت ابراہیم: میں ابراہیم بن ادہم ہی ہوں۔ امام مسجد: تمہارے لئے اس جاڑے کی شدت ہی بہت ہے اس پر جھوٹ کا اضافہ نہ کرو۔ بہت باتیں بنا چکے۔ اس کے بعد امام مسجد حضرت ابراہیم کی ٹانگیں پکڑ کر کھینچتے ہوئے مسجد سے باہر حمام کے تنور تک لایا اور وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ حضرت ابراہیم فرماتے ہیں میں نے دیکھا وہاں حمام آگ جلانے والا ایک شخص موجود تھا۔ سوچا چل کر اسی کے پاس شب گزاری کرنی چاہئے۔ میں اس کے پاس پہنچا اور سلام کیا۔ وہ شخص موٹا بوریئے کا کرتا پہنے ہوئے تھا۔ اشارہ سے مجھے بٹھایا اور ڈرتی نگاہوں سے داہنے بائیں دیکھتا رہا جب اپنے کام سے فارغ ہوا تو کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' حضرت

ابراہیم: میں نے سلام کیا تھا اور جواب اب دے رہے ہو۔ ملازم حمام: میں کسی کا نوکر ہوں، مجھے خوف ہوا کہ تمہارے خواب میں مشغول ہو کر میں خیانت کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔ حضرت ابراہیم: دائیں بائیں کیوں دیکھ رہے تھے کیا کسی سے ڈرتے ہو؟ ملازم حمام: موت سے ڈرتا ہوں، معلوم نہیں ادھر سے آ جائے یا اُدھر سے۔ حضرت ابراہیم: روزانہ کتنے کی مزدوری کر لیتے ہو؟ ملازم حمام: ایک درہم اور ایک دانگ کی۔ حضرت ابراہیم: یہ پیسے کیا کرتے ہو؟ ملازم حمام: دانگ سے میری اور میرے اہل وعیال کی خوارک فراہم ہوتی ہے اور ایک درہم اپنے ایک مرحوم بھائی کی اولاد پر خرچ کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم: کیا وہ تمہارا حقیقی بھائی تھا؟ ملازم حمام: میں نے اس سے خدا کیلئے دوستی کی تھی، اب وہ انتقال کر گیا تو اس کی اولاد کی پرورش کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم: اچھا یہ بتاؤ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کسی شئ کی دعا مانگی ہے جو قبول ہوئی ہو۔ ملازم حمام: بیس سال سے ایک بات کی دعا کرتا ہوں جو اب تک پوری نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ سنا ہے عرب میں ایک شخص ہے جو عابدوں زاہدوں میں بلند مرتبہ ہے اسے ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں۔ میں نے یہ دعا کی ہے کہ میں اس کی زیارت کروں اور اسی ولی اللہ کے سامنے مجھے موت آئے۔ حضرت ابراہیم: اے میرے بھائی تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول کی اور ابراہیم ادہم کو منہ کے بل گھسیٹوا کر تیرے پاس بھیج دیا۔

یہ سن کر ملازم حمام خوشی سے اچھل پڑا اور حضرت سے معانقہ کیا۔ اس وقت اس نے دعا کی، یا اللہ! تو نے میری تمنا پوری فرمائی میری دعا کو قبولیت سے نوازا۔ اب میری روح کو بھی قبض فرما چنانچہ وہ فوراً انتقال کر گیا۔ (رضی اللہ عنہم)

صاحبِ کشف نوجوان

حضرت شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ مجھے بعض آثار کے سننے سے پتہ چلا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ ستر ہزار بار پڑھ لے تو دوزخ سے نجات ہو جائے گی۔ میں نے اس وعدے کی خوشخبری پیش نظر یہ عمل اپنے لوگوں کے لئے بھی کیا اور اپنے واسطے بھی چند نصاب مکمل کئے جنہیں میں آخرت کا توشہ خیال کرتا تھا۔ اس زمانے میں ایک گھر میں ہمارا اور ایک جوان کا ساتھ ہو گیا لوگ کہتے تھے کہ اس جوان کو جنت اور دوزخ کا کشف ہوتا ہے اور کم عمر ہونے کے باوجود سب لوگ اس کی تکریم کرتے تھے۔ مگر مجھے اس بارے میں شبہ تھا ایک روز کچھ لوگوں نے ہماری دعوت کی اور اپنے گھر لے گئے۔ کھانے کے دوران وہ نوجوان اچانک خوفناک آواز سے چیخنے لگا۔ اس کا سانس

پھولنے لگا۔ وہ اتنی زور سے چیخ رہا تھا کہ ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ یہ بات بلا وجہ نہیں ہو سکتی۔ انھوں نے کہا۔ ''اے چچا میری ماں دوزخ میں ہے''۔

اس کی پریشانی دیکھ کر میں نے سوچا آج اس کی صداقت کی جانچ کروں دل میں یہ بات آئی کہ ستر ہزار کلمہ شریف کا ایک نصاب جو میں نے پڑھ رکھا ہے۔ جسے میرے اور میرے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا' اس کی ماں کے لئے ایصال ثواب کروں اور اس بات کو بھی جانوں کہ کیا اس حدیث کے رواۃ صادق ہیں؟

چنانچہ میں نے ستر ہزار لا الہ الا اللہ نوجوان کی ماں کے لئے بخش دیئے۔ ابھی میں نے اپنے خیال سے فراغت بھی نہیں پائی تھی کہ نوجوان کہنے لگے۔ چچا جان میری ماں کو جہنم سے نکال لیا گیا''۔

الحمد للہ کہ مجھے اس سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو حدیث مذکور کے راویوں کی صحت پر یقین ہوا۔ دوسرے اس نوجوان کے کشف کی سچائی معلوم ہوئی اور اس کی تکذیب سے سلامت رہا (رضی اللہ عنہما و نفعنا عنہما)

رابطہ روحانی

ایک شب حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو نیند نہیں آئی۔ فرماتے ہیں اپنے معمولات کیلئے اٹھا تو ان میں بھی لذت محسوس نہیں ہوئی۔ دوبارہ پھر سونے کا ارادہ کیا تو ناکام رہا' پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر بیدار ہو کر بھی قرار نہیں ملا۔ گھر کا دروازہ کھول کر باہر دیکھا تو راستے میں کوئی لمبائی میں لیٹا ہوا پڑا نظر آیا۔ میرے آہٹ سنی تو سر اٹھا کر بولے' ابوالقاسم تھوڑی دیر کے لئے میری پاس آجائیں۔

حضرت جنید: کم از کم اطلاع کر دیتے۔ اجنبی بزرگ: ٹھیک ہے' میں نے قلوب کو حرکت دینے والے ربّ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ آپ کو میری طرف متوجہ فرما دے۔ حضرت جنید: وہ تو ربّ العزت نے کر دیا' اب آپ اپنی ضرورت بتائیں۔ اجنبی بزرگ: یہ بتائیں کہ نفس کا مرض کس وقت خود علاج بن جاتا ہے۔ حضرت جنید: جب نفس خود اپنی خواہشات کی مخالفت کرنے لگے' اس وقت اس کی بیماری ہی علاج بن جاتی ہے۔

اجنبی بزرگ نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا۔ ''سن لیا۔ میں نے تجھے یہی جواب سات مرتبہ سنایا۔ مگر تو نہیں مانا اور بضد رہا کہ حضرت جنید سے سنیں گے۔ اِن سے بھی تو سن لیا نا''۔ یہ کہا اور

چلے گئے۔ امام الطائفہ فرماتے ہیں میں ان سے نہ پہلے واقف تھا اور نہ اس وقت پہچانا۔ (رضی اللہ عنہما ونفعنا عنہما آمین)

روحانی دستک

حضرت الشیخ خیر النساج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''میں اپنے گھر میں تھا' یکا یک دِل میں خیال گزرا کہ حضرت جنید دروازہ پر ہیں۔ مگر میں نے توجہ نہیں دی۔ مگر دوبارہ پھر یہی خیال آیا۔ بالآخر دروازہ کھول کر باہر نکلا تو آپ واقعی موجود تھے۔ فرمایا: پہلے خیال ہی کیوں نہ نکل آئے......؟''

آخرت کی تیاری

حضرت کرز جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ عبادت میں بہت محنت فرماتے تھے۔ لوگوں نے اس بارے میں ان سے عرض کیا (کہ کچھ آرام کا بھی خیال فرمایا کریں) انہوں نے جواباً فرمایا:

قیامت کے دن کی مقدار تمہیں کیا معلوم ہے؟۔ لوگوں نے عرض کیا۔ پچاس ہزار برس۔ پھر پوچھا: اور دنیا کی عمر۔ لوگوں نے عرض کیا: سات ہزار سال (تقریباً)۔ فرمایا: ''اس عظیم دن حفاظت کے لئے' کیا کوئی سات دن عمل کرنے سے بھی عاجز ہے''۔ حضرت علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ تو حضرت والا نے دنیا کی عمر کا لحاظ کر کے فرمایا۔ اگر کسی کی عمر مثال کے طور پر سو سال اور اس کی مناسبت روز قیامت سے دیکھیں۔ تو پانچ سو حصوں میں سے ایک حصہ ہوگا۔

اولیاء اللہ کی شان

شیخ احمد بن ابوالحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت الشیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ بیٹھے رو رہے تھے۔ میں نے وجہ پوچھی۔ فرمایا۔ ''اے ابواحمد! کیوں نہ روؤں؟ جب شب ہوتی ہے اور آنکھیں نیند میں مشغول ہوتی ہے اور حبیب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت گزیں ہوتے ہیں اور محبت والے اپنے پیروں کو سیدھا کھڑا کرتے ہیں' ان کے آنسو عارض پر ڈھلکتے اور مصلے پر ٹپکتے ہیں' اس وقت اللہ تعالیٰ جل مجدہ' ان پر نگاہ رحمت فرماتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام سے

ارشاد فرماتا ہے۔ ''میرے کلام سے لطف اندوز ہونے والے میرے سامنے ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے: کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے جو دوستوں کو عذاب دیتا ہو۔ تو پھر یہ میری شان کب ہے کہ میں ان کو عذاب دوں۔ جو رات ہوتے ہی میری رضامندی کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قسم ہے میری عزت و توقیر کی' وہ حضرات جب قیامت میں آئیں گے تو انہیں اپنے دیدار سے نوازوں گا۔ تاکہ میں انہیں دیکھوں اور وہ میرا دیدار کریں۔ (رضی اللہ عنھم ونفعنا بھم آمین)

اخفائے کرامت

ایک عارف حق رب تعالیٰ کے حضور دعا فرماتے تھے کہ ان کو عزت و کرامت بخشے' اور لوگوں سے پوشیدہ رکھے۔ ایک رات جب کہ وہ نماز میں گریہ زاری فرما رہے تھے۔ لوگوں نے دیکھا کہ ان کے سر پر نورانی قندیل روشن تھی۔ لوگوں نے صبح کو اس کا ذکر کیا۔ اس پر انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

یا صاحب السر ان السرقد ظھرا   ولا ارید حیاۃ بعد ما اشتھرا

''اے میرے راز دار' میرا راز فاش ہو چکا ہے اب اس شہرت کے بعد میں زندہ نہیں رہنا چاہتا''۔ اور سجدے میں سر رکھا۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ اسی عالم میں انتقال فرما چکے تھے۔

حضرت ابوعبداللہ صیاد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیم بن شیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم لوگ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد نشست کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک شخص محض ایک کپڑا اوڑھے ہوئے ہماری مجلس میں آیا۔ اس نے ہمارے سامنے ایک سوال رکھا۔ مجلس برخواست ہونے تک ہم لوگ دینی فقہی مسائل پر گفتگو کرتے رہے۔ پھر وہ دوسرے جمعہ کو بھی آیا۔ مسئلہ دریافت کیا اور ہم لوگوں نے اس کا پتہ ٹھکانہ پوچھا۔ اس نے اپنی کنیت ابوعبداللہ بتائی اور اپنی حالت اور اپنے گاؤں کا نام بتایا۔ ہم لوگ اس سے بہت خوش تھے اور ہمارے پاس اس کی آمد و رفت کا سلسلہ بہت روز تک قائم رہا۔ پھر یک بیک اس نے آنا بند کر دیا۔ تو ہم لوگ اس کی ملاقات کے لئے خود گاؤں پہنچے اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ابوعبداللہ صیاد ہیں۔ وہ شکار کو گئے ہوئے ہیں' لوٹتے ہی ہوں گے۔ ہم لوگ

انتظار کرتے رہے۔ وہ آئے اور حالت یہ تھی کہ انہوں نے کپڑے کے ایک ٹکڑے کی لنگی اور ایک ٹکڑے کی چادر بنائی ہوئی تھی۔ ان کے ہاتھ میں کئی پرندے ذبح کئے ہوئے اور چند ایک زندہ تھے۔ ہم لوگوں کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ ہم نے عرض کیا۔ "آپ ہماری مجلس میں تشریف لایا کرتے تھے اب کیوں نہیں آتے"۔ فرمایا۔ سچ بات یہ ہے کہ میرا ایک پڑوسی تھا میں اس کے کپڑے عاریتاً پہن کر شہر آتا تھا۔ وہ اس وقت سفر پر گیا ہے"۔ پھر فرمایا۔ "آپ لوگ میرے غریب خانہ پر چلیں، اللہ کا دیا رزق تناول کریں"۔ چنانچہ ہم لوگ ان کے گھر گئے۔ ہمیں بٹھا کر انہوں نے ذبح کئے ہوئے پرندے اپنی اہلیہ کے سپرد کئے تاکہ وہ انہیں پکائیں اور زندہ پرندوں کو بازار میں جا کر بیچا اور روٹیاں خرید کر لائے۔ ان کے آتے آتے ان کی اہلیہ نے گوشت پکا دیا تھا۔ ہم لوگوں نے کھانا کھایا اور واپس چلے تو آپس میں ان کی مدد کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور پانچ ہزار درہم جمع کر کے انہیں دینے کے لئے پھر گاؤں کی طرف آنے لگے۔ ہم جب مقام مرید پر پہنچے تو ہمیں بصرہ کے امیر محمد بن سلیمان نے اپنے محل کے جھروکے سے دیکھ لیا اور غلام کے ذریعہ مجھے بلوا بھیجا۔ میں نے انہیں ابوعبداللہ صیاد کا حال بتایا تو انہوں نے کہا ان کی مدد کا حق تم سے زیادہ مجھ پر ہے چنانچہ انہوں نے بھی دس ہزار درہم غلام کے ذریعہ ہمارے ہمراہ کر دیا۔

ہم لوگ یہ سب لے کر ان کے گھر پہنچے تو دیکھتے ہی ان کا حال متغیر ہو گیا۔ فرمایا۔ "کیا تم مجھے فتنہ میں ڈالنا چاہتے ہو؟" جاؤ میرا تم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے انہیں بہت سمجھایا کہ دیکھئے آپ کو معلوم ہے کہ امیر کتنا ظالم آدمی ہے۔ خدا کے لئے آپ یہ قبول کر لیجئے مگر ان کا غصہ مزید تیز ہو گیا اور انہوں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ میں وہاں سے امیر کے پاس آیا اور ناچار صحیح بات بتا دی۔ امیر سخت برہم ہوا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ تلوار لا اور وہ شخص خارجی لگتا ہے اس کی گردن اڑا دے۔ میں نے امیر کو بہتیرا سمجھایا کہ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں وہ خارجی نہیں ہیں۔ میں انہیں آپ کے پاس لاتا ہوں، غلام کو نہ بھیجیں۔ میں یہ چاہتا تھا کہ اس طرح میں امیر کے غیض سے انہیں بچا لوں گا۔ چنانچہ میں پھر ان کے گھر گیا اور سلام کیا تو ان کی اہلیہ کو روتی پایا۔ انہوں نے کہا تمہیں پتہ بھی ہے ابوعبداللہ کا کیا حال ہوا؟ گھر سے آ کر ان کے پاس جو کچھ تھا انہوں نے رکھا، وضو کر کے نماز پڑھی، پھر میں نے انہیں یہ دعا مانگتے سنا۔ "اے اللہ اب مجھے اپنے حضور طلب کر لے اور فتنہ سے محفوظ رکھ"۔ اس کے بعد لیٹ گئے۔ میں نے قریب پہنچ کر جو دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ یہ

ہے ان کی لاش۔ میں نے کہا۔ ''اے خاتون! ہمارے ان کے درمیان ایک عظیم واقعہ ہوا ہے۔ انہیں کچھ نہ کہو''۔ اس کے بعد امیر بصرہ پاس آیا اور ساری کیفیت بیان کی۔ امیر نے کہا اس ''انسان کے جنازے کی نماز میں خود پڑھاؤں گا۔ شہر میں خبر پھیل گئی۔ تمام روساء امراء اور معززین شہر نے حضرت ابوعبداللہ صیاد کے جنازے میں حاضری دی۔ (رضی اللہ تعالٰی عنہ ونفعنا بہ آمین)

شہر کوفہ کے اندر حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں ایک بوڑھا شخص رہتا تھا جس کا ایک بیٹا تھا جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا تھا۔ رات تو یہ اشعار پڑھتا۔

لما رایت اللیل اقبل خاشعا بادرت نحو مونسی بنحیبی

جب میں رات کو آتے دیکھتا ہوں تو خشوع کے ساتھ اپنے مونس کی جانب روتا ہوا دوڑتا ہوں۔

ابکی فتقلقنی الیہ صبابتی فابیت مسرورا بقرب حبیبی

روتا ہوں اور محبت مجھے اس کے لئے مضطرب کرتی ہے پھر میں قرب حبیب سے مسرور ہو کر رات گزارتا ہوں۔

اور جب شب کا آخری حصہ ہوتا تو زار و قطار روتے ہوئے یہ اشعار پڑھتا۔

قدرت فی اللیل اذلاحت معالمہ ما کان انسی بہ فید لمو لا یا

جب رات کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں اس وقت میں اندازہ کرتا ہوں کہ مجھے اپنے مولا سے کتنا انس ہوتا ہے۔

ضمنت فی القلب حبا قد کلفت بہ واللہ یعلم ما مکنون احشابا

میرے دل میں اسی کی محبت پوشیدہ کر رکھی ہے جس پر میں خود فریفتہ ہوں۔ اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ میرے سینہ میں چھپا ہوا ہے۔

حضرت شیخ محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک روز اس نوجوان کا بوڑھا باپ آیا اور عرض کیا کہ آپ ہی اسے کچھ سمجھائیں' کہ خود پر کچھ ترس کھائے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ ''ایک روز میں اپنے دروازہ پر کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' اتنے میں وہ لڑکا وہاں سے گزرا' میں نے اسے بلایا وہ پرانی مشک کی طرح سکڑا ہوا' لاغر اور کمزور تھا کہ ہوا چلے تو گر جائے۔ سلام کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے اس کے کہا۔ ''پیارے! اللہ نے تم پر باپ کی اطاعت بھی فرض کی ہے اور اس کی نافرمانی سے روکا ہے جس طرح اپنی نافرمانی سے منع فرمایا ہے''۔ تمہارے والد نے ہم سے ایک بات کہی ہے تم کہو تو'

میں بیان کروں۔اس نے کہا۔''چچا جان! آپ شاید مجھے عمل میں تخفیف اور اپنے معمولات چھوڑ نے کی رائے دیں گے؟''میں نے کہا' بیٹے! تمہارا مقصود اس محنت شاقہ کے بغیر بھی حاصل ہو جائے گا۔ اس نے کہا۔ چچا جان! میں نے اپنے محلّہ کے کچھ نوجوانوں سے اسی حال میں رہنے پر معاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سبقت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ میرے ان احباب نے کوشش اور محنت کی اور رب تعالیٰ کی طرف بلائے گئے۔ تو بخوشی چلے گئے۔ان میں سے اب میرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا۔ میرا عمل ان کے سامنے دو بار پیش ہوتا ہے۔ وہ لوگ عہد شکنی کر۔تے دیکھیں گے تو مجھے کیا کہیں گے؟ چچا جان! میں نے اس معاملہ میں ایسے نوجوانوں سے عہد باندھا ہے جنہوں نے رات کو اپنی سواری قرار دیا۔ اس پر بڑے بڑے جنگل سر کئے' اونچے اونچے پہاڑوں پر گئے۔ صبح کو میں نے جب انہیں دیکھا تو انہیں شب بیداری کی چھری نے ذبح کر ڈالا تھا اور ان کے اعضاء الگ الگ کر دیئے تھے۔ سیر شب کے باعث ان کے شکم پتلے ہو چکے تھے' نہ انہیں چین ملتا تھا اور نہ شریر لوگوں سے انہیں تعلق تھا۔ انہیں جب بلایا گیا بخوشی چلے گئے۔

حضرت شیخ سماک فرماتے ہیں واللہ مجھے اس نے حیرت میں ڈال دیا اور چلا گیا۔ اس کے محض تین روز بعد خبر ملی کی اس کا انتقال ہو گیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ آمین)

ایک نظر میں دل زندہ

ایک مرد صالح کا بیان ہے۔'' کچھ ناعاقبت اندیش لوگوں نے' ایک حسین و جمیل عورت کو ایک ہزار درہم دے کر اس بات پر راضی کیا کہ حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جانب مائل کر کے بدنام کرے (العیاذ باللہ) وہ عورت اچھے' اچھے لباس اور زیورات پہن کر گئی۔ آپ نے عورت کو اس حال میں دیکھا تو جھجکے' فرمایا۔'' اس وقت تیرا کیا حال ہو گا' جب تجھے بخار آئے گا' تیرا رنگ بدل جائے گا' تیرے حسن کی رونق ختم ہو جائے گی یا ملک الموت تیری رگ جان کاٹ ڈالیں گے یا منکر نکیر تجھ سے سوال کریں گے''۔

عورت نے حضرت کی یہ باتیں سنتے ہی ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔ راوی فرماتے ہیں۔'' واللہ! اس عورت کو جب ہوش آیا تو اس کی زندگی ایسی بدلی کہ عبادت میں ڈوب گئی' اور جس روز اس کا انتقال ہوا ہے اس کی حالت یہ تھی کہ جلے ہوئے تنے کی طرح سیاہ ہو چکی تھی اور سوکھ کر بالکل کانٹا بن گئی تھی''۔

خوفِ خدا کا نشتر

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے بنی اسرائیل میں ایک عزت فروش ملکہ نامی عورت تھی جس کے حصہ میں حسن کا تہائی حصہ آیا تھا۔ اپنے پاس آنے کے لئے لوگوں سے کم از کم سو دینار وصول کرتی تھی ایک عابد نے اس کو دیکھا اور اس پر فریفتہ ہو گیا چنانچہ کسی طرح محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کئے اور اس کے پاس آ گیا۔ اس عورت کے پاس سونے کا ایک تخت تھا جس پر وہ بیٹھتی تھی، عابد نے کہا مجھے تیرا حسن پسند آ گیا تھا اس لئے میں نے بڑی محنت سے سو دینار اکٹھا کئے اور یہاں آیا ہوں۔ فاحشہ عورت نے عابد کو اپنے ساتھ تخت زرّیں پر بٹھایا۔ عابد کو اس وقت اچانک قیامت میں اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا یاد آ گیا اور اس کا بدن تھر تھر کانپنے لگا اور بولا۔ ''مجھے جانے دو۔ لو یہ دینار تم ہی لے لو''۔

عورت: ''آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم تو یہ کہتے تھے میرا حسن تمہیں پسند آ گیا ہے اور اب بھاگ رہے ہو؟'' عابد: ''میں قیامت کے دن اللہ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا۔ تو اب میرے لئے بدترین اور ناپسندیدہ ترین شے ہے''۔ عورت: ''اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو میں اب تمہارے سوا کسی کو شوہر بھی نہیں بناؤں گی''۔ عابد: ''خدا کیلئے اب مجھے یہاں سے جانے دو''۔ عورت: ٹھیک ہے جاؤ مگر مجھ سے نکاح کا وعدہ کرتے جاؤ۔ عابد: ''اللہ چاہے گا تو وہ ہو گا (اور پھر سر پر چادر اوڑھ کر وہاں سے روانہ ہو گیا)۔ عورت نے بھی اپنی بدکرداری اور عزت فروشی سے توبہ کی اور اس کی تلاش میں چل نکلی۔ عابد کے شہر پہنچ کر اسے تلاش کیا اور کسی طرح اسے خبر بھجوائی کہ ملکہ تم سے ملنے آئی ہے۔ عابد نے جب یہ سنا تو چیخ مار کر گرے اور جان دے دی۔ عابد کی موت کے بعد ملکہ بہت مایوس ہوئی۔ پوچھا۔ ''اس کا کوئی قرابت دار ہے''۔ لوگوں نے بتایا کہ اس عابد کا ایک بھائی ہے وہ بھی فقیر ہے۔ ملکہ نے عابد کی محبت میں اس کے بھائی سے نکاح کیا۔ جس سے اس کے سات بیٹے پیدا ہوئے اور سب کے سب نیک اور صالح پرہیزگار ہوئے۔

پاکیزہ محبت

حضرت رجاء بن عمرو نخعی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں ''شہر کوفہ میں ایک نہایت شکیل و رعنا نوجوان تھا جو عبادت و مجاہدہ میں بھی طاق تھا' وہ قبیلہ نخع کے پڑوس میں آیا اور وہاں کی ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا

اور لڑکی بھی اس پر فریفتہ ہوگئی۔'' نوجوان نے لڑکی کے باپ کو نکاح کا پیغام بھجوایا مگر اس نے جواب دیا کہ میری بیٹی کا رشتہ اس کے چچازاد بھائی سے طے ہو چکا ہے مگر ان دونوں کو محبت کی تپش نے جھلسانا شروع کیا چنانچہ لڑکی نے نوجوان کو کہلوایا کہ اگر تم چاہو تو میں کسی طرح تمہارے پاس آ جاؤں؟ یا تمہارے آنے کے لئے کوئی راستہ نکالوں؟ نوجوان نے جواب دیا: ''مجھے ان دونوں میں سے کوئی بات پسند نہیں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اگر اس کی نافرمانی کروں گا تو عذاب عظیم میں مبتلا ہوں گا اور ایسی آگ میں ڈالے جانے کا اندیشہ ہے جس کے شعلے کبھی مدہم نہیں ہوتے۔''

لڑکی نے جب یہ جواب پایا تو اس نے کہا: ''بخدا اللہ تعالیٰ کے خوف سے سب بندوں کو یکساں ہونا چاہئے یہ نہیں کہ کوئی رب تعالیٰ سے کم ڈرے اور کوئی زیادہ۔'' چنانچہ لڑکی نے اسی وقت ترک دنیا کا پختہ ارادہ کر لیا اور ٹاٹ کا لباس پہن کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگئی مگر اس نوجوان کی محبت کا شعلہ بھی اسے اندر ہی اندر سے جھلساتا رہا یہاں تک کہ اسی عالم میں انتقال کر گئی۔ وہ نوجوان اس کی قبر پر جایا کرتا تھا ایک بار اس نے خواب میں دیکھا' وہ بہت اچھی حالت میں تھی' پوچھا کیا حال ہے تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

نعم المحبتہ یا حبی محبنا حبا یعود الی خیر و احسان

اے دوست ہماری محبت بڑی اچھی محبت تھی' ایسی محبت جو بھلائی اور احسان کی جانب لے جاتی ہے۔

لڑکے نے پوچھا تجھے کہاں ٹھکانہ ملا ہے؟ لڑکی نے جواب دیا۔

الی نعیم و عیش لازوال لہ فی جنتہ الخلد لیس بالفانی

ایسی نعمت اور عیش و آرام میں جسے زوال نہیں جنت خلد میں جو ایسی جگہ ہے جسے فنا نہیں۔

لڑکے نے مزید کہا تم وہاں مجھے یاد رکھنا۔ میں تمہیں یہاں نہیں بھولتا لڑکی نے جواب دیا: بخدا میں بھی تمہیں نہیں بھولتی اور میں نے رب تعالیٰ سے دعا کی ہے تو میری مدد کر۔ لڑکا: اس کے بعد پھر کب ملاقات ہوگی؟ لڑکی: تم بہت جلد میرے پاس آنے والے ہو۔

راوی بیان فرماتے ہیں کہ اس خواب کے بعد وہ نوجوان صرف سات روز زندہ رہا۔

نہر سے آواز آئی

کعب احبار فرماتے ہیں۔ ''بنی اسرائیل کا ایک شخص ایک فاحشہ عورت کے پاس گیا اور وہاں

سے ہو کر غسل کے ارادے سے نہر کے کنارے پہنچا' پانی میں داخل ہوا تو آواز آئی۔ "تجھے شرم نہیں آئی؟ کیا تو نے توبہ نہیں کی تھی کہ میں ایسا کبھی نہ کروں گا؟"

وہ شخص وہاں سے گھبرا کر یہ چلاتا ہوا بھاگا کہ اب میں معصیت میں نہیں رہ سکتا اب میں کبھی خدا کی نافرمانی نہ کروں گا اور ایک پہاڑ پر جا پہنچا جہاں بارہ اشخاص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے اس نے بھی ان لوگوں کی مصاحبت اختیار کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گیا۔ اس علاقہ میں قحط پڑا تو وہ زاہدین سبزی اور چارہ کی تلاش میں شہر میں آئے اتفاق سے ان کا گزر اسی نہر پر ہوا جب بارہ زاہدین نہر پر جانے لگے تو اس شخص نے کہا "میں وہاں نہیں جاؤں گا کیونکہ وہاں میرے گناہوں کا جاننے والا موجود ہے اور مجھے اس سے شرم محسوس ہوتی ہے۔" بارہ زاہدین جب نہر پر پہنچے تو آواز آئی "اے عابدو! تمہارا رفیق کہاں ہے؟" ان لوگوں نے کہا: "وہ کہتا ہے کہ وہاں میرے گناہ کا جاننے والا ہے جس سے مجھے شرم آتی ہے کہ کہیں مجھے دیکھ نہ لے۔" آواز: سبحان اللہ! تم میں سے کوئی اگر اپنے کسی عزیز پر ناراض ہوتا ہے پھر وہ اپنے قصور سے باز آجائے اور توبہ کرے تو کیا پھر اس سے پیار نہیں کرنے لگتا تمہارے ساتھی نے بھی توبہ کر لی اور میرے پسندیدہ کام کیے اب میں بھی اسے دوست رکھتا ہوں' اسے یہ بتادو اور یہاں لاؤ اور یہاں نہر کے کنارے عبادت کرو۔

ان لوگوں نے اپنے رفیق کو یہ خوشخبری دی اور پھر وہ لوگ عرصہ دراز تک نہر کے کنارے مشغول عبادت رہے حتی کہ اس کا انتقال ہو گیا نہر سے آواز آئی اے بندگان خدا! اسے میرے پانی سے غسل دو میرے ہی کنارے دفناؤ تاکہ روز قیامت اس سے اٹھایا جائے ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور رات کو اس کی قبر کے پاس عبادت کرتے ہوئے سو گئے صبح کو وہاں سے کوچ کا ارادہ تھا۔ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ قبر کے اردگرد سرو کے درخت کھڑے ہیں ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ درخت اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا فرمائے ہیں کہ ہم عبادت کے ساتھ ان ہی کے سائے میں قیام کریں اور کہیں نہ جائیں چنانچہ ان لوگوں نے وہیں قیام کیا جب ان میں کسی کا انتقال ہوتا تو وہیں پہلو میں دفن کیا جاتا یہاں تک کہ سب انتقال کر گئے۔ بنی اسرائیل ان لوگوں کی زیارت کیلئے آیا کرتے تھے۔

توبہ کی راہ

کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' بنی اسرائیل کے دو فرد مسجد کیلئے چلے' ایک مسجد میں چلا گیا اور دوسرا باہر ہی رہ گیا' کہنے لگا: "میں مسجد میں جانے کے لائق نہیں ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کی بہت

نافرمانی کی ہے۔اس کے اس فعل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام صدیقوں میں تحریر فرمایا۔''

اس قوم کے ایک شخص سے ایک گناہ ہو گیا جس کا اسے بے حد ملال تھا یہاں وہاں جاتا تھا کہ کسی طرح اپنے اس گناہ کی تلافی کرا لوں اور اللہ ربّ العزت کو راضی کروں اس کی وجہ سے وہ صدیقوں میں لکھا گیا۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں شام جانے والے ایک قافلہ میں تھا۔ اسے بدوؤں نے گھیر لیا اور لوٹ کر اپنے سردار کے سامنے سارا مال واسباب لے گئے۔ اسباب میں ایک تھیلی کے اندر بادام اور شکر رکھی ہوئی تھی سب لٹیروں نے نکال کر کھانا شروع کر دیا مگر ان کے سردار نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا۔ شیخ نے پوچھا: ''سب کھا رہے ہیں تم نہیں کھا رہے ہو؟'' لٹیروں کے سردار نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ شیخ شبلی: رہزنی کر کے لوگوں کا مال لوٹتے ہو اور روزہ بھی رکھتے ہو؟ سردار: اللہ تعالیٰ سے مصالحت کے لئے کوئی راہ تو باقی رکھنی چاہئے۔

حضرت شیخ شبلی فرماتے ہیں کچھ زمانہ بعد لٹیروں کے اس سردار کو میں نے احرام باندھے ہوئے طواف کعبہ میں دیکھا' عبادت ومجاہدہ نے اسے کمزور نحیف کر ڈالا تھا' پوچھا: ''کیا تم وہی شخص ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''بے شک میں وہی ہوں اور سنئے کہ اسی روزے نے اللہ تعالیٰ سے میری مصالحت کرائی ہے۔''

کلامِ ربانی کی تاثیر

حضرت شیخ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں ایک روزہ بصرہ کی جامع مسجد سے آ رہا تھا ایک گلی میں ایک بدو سے ملاقات ہوئی جو دبلا پتلا' اونٹنی پر سوار تھا اس کے گلے میں تلوار تھی اور ہاتھ میں کمان۔ اس نے مجھے سلام کیا اور پوچھا کون ہو؟ شیخ اصمعی: میں قبیلہ اصمع کا فرد ہوں۔ بدوی: کیا شیخ اصمعی آپ ہی ہیں؟ شیخ اصمعی: ہاں میں ہی ہوں۔ بدوی: کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ شیخ اصمعی: ایسی جگہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا جا رہا ہے۔ بدوی: کیا اللہ رحمٰن کا کوئی کلام بھی ہے جسے انسان پڑھتے ہیں؟ اگر ہے تو مجھے سنائیے۔ شیخ اصمعی: پہلے اونٹ سے نیچے اترو۔

جب وہ اونٹ سے اتر گیا تو میں نے سورہ ''الذاریات'' سنانی شروع کی اور ''و فی السماء رزقکم وما توعدون'' تک پہنچا۔ بدوی: اے شیخ یہ اللہ عزوجل کا کلام ہے؟ شیخ اصمعی: بخدا یہ اسی کا کلام ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا یہ کلام اسی ربّ کا ہے جو اس نے اپنے نبی پر

نازل فرمایا ہے۔

بدوی نے مجھ سے کہا: ''بس کیجئے'' اور فوراً اپنے ہاتھوں سے اپنا اونٹ ذبح کیا اور کھال سمیت اسے ٹکڑوں میں کاٹا اور کہا اسے تقسیم کرنے میں میرا تعاون کریں ہم نے آنے جانے والوں کو گوشت بانٹ دیئے پھر اس نے اپنی تلوار اور کمان کو توڑ کر ریت میں دبا دی اور جنگل کی طرف یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ و فی السماء رزقکم و ما توعدون اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ جاتا ہے۔

شیخ اصمعی فرماتے ہیں۔ ''میں نے اپنے اوپر تف کی کہ جس مبارک کلام سے وہ بیدار ہو گیا تم خود کیوں نہیں بیدار ہوتے اس کے بعد جب میں ہارون رشید کے ہمراہ حج کے لئے گیا تو طواف کے دوران کسی نے مجھے ہلکی آواز سے پکارا' میں نے پلٹ کر جو دیکھا تو وہی بدوی تھا جو بالکل کمزور اور پیلا ہو گیا تھا میرا ہاتھ پکڑ کر مقام ابراہیم کے پیچھے بیٹھایا اور کہا: '' کچھ اللہ کا کلام پڑھ کر سنا دیجئے۔'' پھر میں نے وہی سورت والذاریات شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچا و فی السماء رزقکم وما توعدون تو اس نے ایک چیخ ماری اور کہا ہم نے رب تعالیٰ کے وعدے کو سچا پایا پھر کہا: ''کیا اور بھی کچھ ہے؟'' میں نے اس کے آگے تلاوت کی۔'' فورب السماء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون '' تو آسمان وزمین کے ربّ کی قسم! بیشک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو یہ سن کر پھر چیخ ماری اور کہا ربّ تعالیٰ کو کس نے غیظ دلایا کہ اس نے قسم ارشاد فرمائی کیا لوگوں نے اس کی تصدیق نہیں کی' حتی کہ اس نے قسم ارشاد فرمائی اسی بات کو تین بار دہرایا اور جاں بحق ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ۔

صحرا کے نمازی

حضرت عطاء ارزق رحمۃ اللہ علیہ رات کو جنگل میں چلے جاتے تھے اور وہیں نماز پڑھا کرتے تھے' ایک شب گھر سے نکلے تو راستہ میں انہیں ایک چور نے گھیر لیا۔ آپ نے ربّ تعالیٰ سے دعا کی۔'' مالک ومولیٰ تو مجھے اس سے بچا''۔ فوراً ہی چور کے ہاتھ پاؤں خشک ہو گئے۔ اس نے اپنی یہ حالت دیکھی تو رونے گڑ گڑانے لگا اور کہا بخدا اب میں آیندہ کبھی ایسا کام نہیں کروں گا۔ وہ پھر ٹھیک ہو گیا چور نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا عطاء صبح ہوئی تو چور لوگوں سے دریافت کرنے لگا کیا تم لوگ عطا نامی کسی ایسے بندہ خدا نیک مرد کو جانتے ہو جو رات میں صحرا کے اندر جا کر نماز پڑھتا ہو' لوگوں نے اسے

بتایا کہ وہ حضرت عطاء سلمی ہیں چنانچہ چور ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ ''میں اپنے فلاں فلاں برے کاموں سے تائب ہو کر آپ کی خدمت میں آیا ہوں آپ میرے حق میں ربّ تعالیٰ سے دعا فرمائیں''۔ شیخ نے اس کے حق میں دعا کی۔ ''آپ کی آنکھوں سے اشک بہ رہے تھے۔ نیز فرمایا۔'' ارے نیک بخت! وہ رات میں تم سے ملنے والا میں نہیں تھا۔ وہ تو حضرت عطاء ارزق تھے'' (رضی اللہ عنھما و نفعنا بھم. آمین)

اپاہج چور صحت یاب ہو گیا

حضرت شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ لب دریا کپڑے رکھ کر پانی میں غسل کرنے کے لئے گئے۔ اتنے میں ایک چور آپ کے کپڑے لے کر نو دو گیارہ ہو گیا۔ جب آپ غسل کر کے واپس آئے تو ادھر سے چور بھی حضرت کے کپڑے لئے واپس آ گیا' اس کے ہاتھ معذور ہو گئے تھے۔ آپ نے اپنے کپڑے پہن لئے تو دعا فرمائی۔ ''مالک و مولا! اس نے میرے کپڑے واپس کر دیئے تو اس کی تندرستی اور صحت اسے واپس کر دے''۔ وہ فوراً صحت یاب ہو گیا۔

بے گناہ برخ

کعب احبار سے مروی ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بار قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت سے دعائے باراں کے لئے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا میرے ساتھ پہاڑ پر چلو۔ سب لوگ پہاڑ پر ساتھ ساتھ جانے لگے۔ آپ نے فرمایا کوئی ایسا شخص میرے ہمراہ نہ آئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔ حضرت کی بات سن کر لوگ واپس ہو گئے صرف ایک آدمی چلتا رہا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ کیا تم نے میری بات نہیں سنی؟ اس نے عرض کیا میں نے حضور کا ارشاد سنا۔ فرمایا تو کیا تم بالکل بے گناہ ہو؟

عرض: میں اپنے کسی گناہ کو نہیں جانتا البتہ ایک بات کا ذکر کرتا ہوں اگر وہ گناہ ہے تو میں بھی چلا جاتا ہوں۔ ارشاد: وہ کیا؟ عرض: ایک دن میں کسی راستہ سے گزر رہا تھا' ایک مکان کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے اس میں ایک آدمی کو دیکھا' مجھے یہ علم نہیں کہ وہ مرد تھا یا عورت میں نے اپنی اس ایک آنکھ کو نکال لیا جس نے میرے اعضا بدنی میں سے سب سے پہلے گناہ کی طرف قدم بڑھایا تھا اور کہا کہ تو میری مصاحبت کے لائق نہیں ہے (اسی لئے میرے پاس اب محض ایک ہی آنکھ ہے) یہ فعل اگر

گناہ ہے تو میں بھی لوگوں کے ساتھ واپس ہو جاتا ہوں۔ ارشاد: یہ گناہ نہیں ہے۔ اے برخ! اب اللہ تعالیٰ سے دعائے باراں کرو۔ انہوں نے دعا کی۔

قدوس قدوس ما عندك لا ينفد وخزائنك لا تفنى وانت با لبخل لا ترمى فما هذا الذى لا تعرف به اسقنا الغيث الساعة۔

اے قدوس! اے قدوس! تیرے پاس جو کچھ ہے ختم نہیں ہوتا اور تیرا خزانہ کبھی خالی (فنا) نہیں ہوتا اور بخل تیری صفت نہیں' پھر یہ کیا ہے' جس سے تیرا موصوف ہونا قطعاً معروف نہیں۔ اپنے فضل سے ہم پر ابھی پانی برسا دے۔

راوی کا بیان ہے کہ ربّ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل و کرم لے کر' دونوں حضرات کیچڑ پانی میں واپس لائے۔

سچی توبہ کی برکت

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بار اور قحط پڑا۔ بنی اسرئیل کے لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی اپنے پروردگار سے بارش کی دعا مانگیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کو ساتھ لے کر آبادی سے باہر ویرانے میں نکلے۔ وہ لوگ ستر ہزار سے زیادہ تھے۔ آپ نے دعا فرمائی۔

اللهم اسقنا غيثك وانشر علينا وارحمنا با لا طفال الرضع البهائم الرتع' والشيوخ الركع۔

الٰہی ہم پر بارش برسا! اور اپنی رحمت ہم پر پھیلا اور ہم پر رحم فرما' شیر خوار بچوں کے صدقہ' چرنے چگنے والے جانوروں کے طفیل' اور نمازی بوڑھوں کے واسطے۔

مگر آسمان پہلے سے زیادہ صاف ہو گیا اور سورج کی گرمی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا' اے میرے پروردگار! تیرے حضور اگر میرا رتبہ کم ہو گیا ہے تو میں نبی آخر الزماں' حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں۔ ہم پر باران رحمت نازل فرما!

وحی آئی۔ کہ اے موسیٰ میرے نزدیک آپ کا مرتبہ کم نہیں ہوا ہے اور نہ آپ کی وجاہت میں کمی آئی ہے مگر ان لوگوں میں ایک ایسا شخص ہے جو چالیس سال سے گناہ کے ذریعہ مجھ سے برسرپیکار ہے آپ اعلان کر دیں کہ وہ شخص آپ کے صحابہ میں سے نکل جائے میں نے اسی کی وجہ سے بارش

روک دی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا مالک ومولا میری کمزور آواز ان تمام لوگوں تک کیسے پہنچے گی۔ جب کہ یہ لوگ کم وبیش ستر ہزار ہیں۔ ارشاد عالی ہوا۔ آواز دینا تمہارا کام ہے اور پہنچانا ہمارا کام ہے۔ آپ نے اعلان کیا: ''اے چالیس سال سے گناہوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے والے انسان، ہمارے اندر سے نکل جا، تیری بداعمالی ہی کے سبب بارش رکی ہوئی ہے۔ اس اعلان کو سن کر وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی کہ شاید اور کوئی نکلے۔ مگر ہمیں کوئی اٹھ کر جاتا نظر نہیں آیا۔ لہٰذا وہ سمجھ گیا کہ یہ حکم مجھے دیا جا رہا ہے۔ اس نے فوراً چادر میں منہ چھپا کر سچے دل سے توبہ کی اور عرض کیا:''

اے غفور رحیم ربّ! میں نے چالیس برس تک تیری نافرمانی کی تو تو نے مجھے آزادی دی۔ اب میں تائب ہو کر تیرے حضور آیا ہوں مجھے قبول فرما۔ اس کی مناجات ہنوز پوری نہیں تھی کہ آسمان پر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس زور کی بارش ہوئی جیسے مشک کے منہ کھول دیئے گئے ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا: یارب ابھی تو کوئی نکل کر گیا بھی نہیں، پھر یہ بارش کیسے نازل ہوگئی؟ ارشاد عالی ہوا! پیارے کلیم! جس کے گناہوں کی وجہ سے بارش روکی گئی تھی اسی کی توبہ کے باعث میرا موسلا دھار کرم برس رہا ہے۔ عرض: مالک بے نیاز مجھے اس شخص کو دکھا دے، ارشاد عالی: اے موسیٰ! میں نے اسے اس کی نافرمانی کے زمانے میں رسوا نہیں ہونے دیا اب وہ فرمانبردار ہوگیا ہے تو اسے کیا رسوا کروں میں چغلی کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہوں اور خود ہی ایسا کروں۔؟

تین دعا کرنے والے

حضرت داود علیہ السلام کے زمانے میں تین مسلمان بارش کی دعا کے لئے نکلے۔ ایک نے دعا کی: الٰہی! تو نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے تو ہم اس کے جرم کو معاف کر دیں۔ لہٰذا ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کرلیا ہے۔ اب تو ہمیں معاف فرما دے۔ آمین۔ دوسرے نے کہا: ''الٰہی تو نے ہمیں ان غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم فرمایا ہے جو خدمت کرتے کرتے بوڑھے ہو جائیں، مالک ومولا! اب ہم تیری فرماں برداری میں بوڑھے ہو چکے ہیں ہمیں آزادی کی دولت سے نواز۔ آمین۔ تیسرے نے عرض کیا: مالک بے نیاز! تو نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ اپنے دروازوں سے مساکین کو نہ لوٹائیں۔ اب ہم مساکین تیرے در پہ حاضر ہیں تو اپنے فضل وکرم سے ہم پر احسان فرما۔

صالح حکمراں کی برکت

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مسند خلافت پر جلوہ فرما ہوئے تو پہاڑوں کے دامن میں رہنے والے چرواہوں نے پوچھا' مسلمانوں پر یہ کون صالح' پاکیزہ خصلت خلیفہ مقرر ہوا ہے۔؟ راوی نے پوچھا۔ یہ بات تم لوگوں کو کیسے معلوم ہوئی۔؟ چرواہوں نے کہا جب کوئی نیک اور صالح خلیفہ مسند نشین ہوتا ہے تو شیر اور بھیڑیے ہمارے جانوروں کو نقصان نہیں پہنچاتے۔

شیخ عمری اور ہارون رشید

دوران حج ہارون رشید سعی کرتے ہوئے جب کوہ صفا پر چڑھا تو حضرت العمری رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی' ہارون رشید! ہارون رشید: لبیک چچا جان۔ حضرت العمری: نیچے ذرا دیکھو' کیا انہیں شمار کرنا آسان ہے۔ بھلا یہ کتنے ہونگے؟ ہارون رشید: بھلا انہیں کون گن سکتا ہے؟ حضرت العمری: کتنی ایسی مخلوق بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہارون! دیکھ ان میں سے ہر ایک صرف ان کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اکیلا تو ہے جس سے سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اب خود سوچ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا؟ ہارون رشید یہ سن کر رونے لگا۔ حضرت العمری: ایک بات اور سن کہ انسان جب اپنے مال میں فضول خرچی کرتا ہے تو اس کے لئے رکاوٹ ڈال دی جاتی ہے اور اس پر حجر کا حکم نافذ کر دیا جاتا ہے۔ تو اگر کوئی شخص مسلمانوں کے مال میں اسراف کرے تو اس کا کیا حال ہوگا۔؟ ہارون رشید روتا رہا اور آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا ہے: جو شخص لوگوں کے ڈر سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دے اس سے الٰہی ہیبت چھن جاتی ہے" اب وہ شخص اگر اپنی اولاد اور غلاموں کو کوئی حکم دیتا ہے' تو وہ اس کی اطاعت نہیں کرتے۔ نیز فرمایا: یہ بھی خود فراموشی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے اعراض کرے' بایں طور کہ تو اس کی ناراضی کی بات دیکھے اور درگزر کر جائے۔ نہ نیکی کا حکم دے نہ برائی سے روکے محض ایسے شخص کی وجہ سے جو نہ تجھے فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔

دولتِ دنیا

ایک شیخ کامل کے پاس دولت دنیا بھی بہت تھی' جسے وہ نیک کاموں میں صرف کیا کرتے

تھے۔ایک روز کچھ مریدوں نے عرض کیا، حضور! اس دولت دنیا کو اپنے پاس سے نکال ڈالئے اور خود کو اس سے خالی کر ڈالئے جس طرح اور بہت سے بزرگوں نے کیا ہے۔شیخ نے فرمایا۔میری جتنی دولت ہے۔سب خرچ کر ڈالو اور کچھ باقی نہ رکھو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایک ہی روز میں سب مال خرچ کر دیا۔مگر جب دوسرا روز آیا تو ہر طرف سے پھر فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور پہلے سے زیادہ مال اکٹھا ہو گیا۔حضرت شیخ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بات کا فیصلہ فرماتا ہے تو ہم اسے روک نہیں سکتے۔بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ قلب کے اندر اگر حب آخرت موجود ہوتی ہے تو دنیا اس سے ٹکراتی ہے اور جب دل میں دنیا کی محبت ہوتی ہے تو آخرت اس سے مزاحمت نہیں کرتی۔ کیونکہ حب آخرت شریف ہے اور دنیا ذلیل وخوار۔

حضرت سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔''دنیا ذلیل ہے اور اس کا میلان رذیل کی طرف ہے اور رذیل وہ انسان ہے جو اسے بغیر حق کے لیتا ہے، اور بیجا خرچ کرتا ہے اور بے جگہ مانگتا ہے اور فرمایا کہ کوئی شریف اور عالم، اور صاحب فضل ایسا نہیں ہے جس میں کوئی نقص نہ ہو۔مگر بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کے عیوب کا ذکر مناسب نہیں۔جس کی خوبی اس کی خرابی سے زیادہ ہو، تو خوبی کے باعث اس کی خرابی سے درگزر کرتے ہیں۔

پرہیزگاری کا عملی درس

حضرت لقمان کے بارے میں مروی ہے کہ آپ سیاہ فام غلام تھے۔آپ کا مالک آپ کو بیچنے کی نیت سے بازار لے گیا۔جب کوئی خریدار آتا تو آپ پوچھتے، تم مجھے لیجا کر کیا کام لو گے؟ وہ جب ضرورت بیان کرتا تو آپ فرماتے بہتر یہ ہے کہ اس کام کے لئے مجھے نہ خریدو۔ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں تم سے دربانی کا کام لوں گا۔آپ نے فرمایا۔ٹھیک ہے مجھے خرید لو۔اس شخص کی تین بدکار لڑکیاں تھیں جو گھوم گھوم کر عزت فرشی کرتی تھیں۔ مالک کو اپنی زمین کے کام سے باہر جانا تھا۔اس نے کھانے پینے اور ضرورت کی چیزیں گھر میں مہیا کر دیں اور حضرت لقمان سے کہا جب میں چلا جاؤں تو دروازہ بند کر کے باہر نگرانی کرنا اور جب تک میں واپس نہ آؤں دروازہ نہ کھولنا۔باپ کے جانے کے بعد لڑکیوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو حضرت لقمان نے انکار کیا۔بالآخر لڑکیوں نے مل کر انہیں مارا اور زخمی کر دیا اور جہاں جانا تھا وہاں سے ہو آئیں۔آپ نے اپنے زخم دھوئے اور پاسبانی کے لئے دروازے پر بیٹھے رہے۔مالک جب واپس آیا تو آپ نے اسے اس واقعہ کی اطلاع

نہیں دی۔ دوبارہ جب مالک گیا اس وقت بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا۔ آپ نے ان لڑکیوں کے مظالم سہتے' مگران کے باپ کو کچھ نہ بتاتے اور اپنی عبادت میں مشغول رہتے۔ اس کا اثر سب سے پہلے بڑی لڑکی پر ہوا۔ اس نے سوچا یہ حبشی غلام کتنا اچھا ہے۔ غلام ہونے کے باوجود ہم لوگوں سے زیادہ عبادت کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی غلط کاریوں سے توبہ کی۔ اس کے بعد چھوٹی لڑکی نے بھی یہی بات سوچی اور تائب ہو گئی۔ ان دونوں کے بعد تیسری اور منجھلی لڑکی بھی اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر ان سے کنارہ کش ہوئی۔ آبادی کے اوباشوں نے جب یہ بات سنی تو انہیں احساس ہوا کہ حبشی غلام اور لڑکیاں صاف اور پاکیزہ زندگی میں داخل ہو گئیں۔ ہمیں بھی اپنی عادت بد ترک کرنی چاہئے۔ اس طرح ان تمام نے بھی اللہ تعالیٰ سے توبہ کر کے صالحیت اختیار کر لی۔ اس طرح یہ سب اس گاؤں میں سب سے بڑے بڑے عبادت گزار افراد ہو گئے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

مناجاتِ شبلی

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح مناجات کیا کرتے تھے۔ اے علام الغیوب! کاش مجھے یہ پتہ ہوتا کہ تیری بارگاہ میں میرا کیا مقام ہے اور تو میرے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا؟ اے گناہوں کو بخشنے والے! اور اے قلوب کو بدلنے والے! میرا عمل کس شے پر ختم ہوگا۔ پھر اشعار پڑھتے جن کا مفہوم یہ ہے۔ "کاش مجھے معلوم ہو کہ اس کے حضور' جو تمام رازوں سے واقف ہے' میرا ذکر کس طرح ہوتا ہے' خوبی سے یا خرابی سے؟ کاش میں جانتا کہ میری موت کیسے آئے گی؟ ایمان کے ساتھ یا بے ایمانی کی حالت میں؟ کیا تو سوچتا ہے کہ وہ میری بات مان لے گا یا تیرا سینہ کشادہ کرے گا۔ کاش مجھے علم ہوتا کہ میں کہاں جاؤں گا' جنت میں یا دوزخ میں؟ اے لوگو! میری تعریف کرنا چھوڑ دو' میں اپنی عزت خوب جانتا ہوں"۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ "میں نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ وہ وجد کے عالم میں تھے اور ان کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور اشعار پڑھ رہے تھے جن کا مفہوم یہ ہے۔" میں نے تیرے لئے گریباں چاک کیا ہے اور اس گریباں کا تجھ پر کوئی حق نہیں ہے۔ تو نے میرا دل پھیر دیا تو گریباں بچتا دیکھ کر میرے ہاتھوں نے موافقت کی۔ اگر میرے گریبان کی جگہ میرا دل ہوتا تو وہ بھی چاک کئے جانے کے لائق تھا"۔

موت کی وادیاں

سرکار حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''جو ہم میں داخل ہونا چاہے' اسے چاہئے کہ اپنے اوپر چار موتیں لازم کرلے ○ سفید موت یعنی بھوک ○ سیاہ موت یعنی مخلوق کی اذیت و تکلیف ○ سرخ موت یعنی خواہشات نفس کی مخالفت ○ سبز موت یعنی پیوند لگا کر گدڑی پہننا''۔

حضرت عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''میں نے ایک راہب کو سیاہ بال کا کرتا پہنے ہوئے دیکھا۔ پوچھا۔ ''یہ سیاہ پوشی کی کیا وجہ ہے؟'' اس نے کہا' یہ غمزدوں کا لباس ہے' اور میں سب سے زیادہ غمزدہ ہوں' اس لئے کہ مجھے اپنے نفس کی موت کا صدمہ پہنچا ہے کیونکہ گناہوں کے معرکہ میں اس کو میں نے قتل کر ڈالا ہے''۔ راہب یہ کہہ کر رونے لگا۔ میں نے پوچھا روتے کیوں ہو؟ وہ بولا۔ اپنی زندگی کا ایک ایسا دن یاد کر کے رو رہا ہوں جو عمل خیر کے بغیر گزر گیا۔ یہ رونا دھونا محض اس وجہ سے ہے کہ توشہ کم ہے' راستہ دور ہے اور بلند و بالا گھاٹیاں ہیں جن سے گزرنا لازم ہے اور یہ بھی معلوم نہیں منزل کہاں ہوگی' جنت میں یا جہنم میں۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

یا راکبا بطوی مسافة عمره　　　باللہ ھل تدری مکان نزولکا

اپنی عمر کی مسافت طے کرنے والے سوار تجھے خدا کی قسم' کیا تجھے اپنے اترنے کی جگہ کا بھی علم ہے۔

شمر وقم من قبل حطك فی الثری　　　فی حفرۃ تبلی بطول حلولکا

کمر بستہ و تیار ہو اس سے قبل کہ تو اس گڑھے میں پہنچے جو زمانہ دراز تک تیری اقامت گاہ کے سبب بوسیدہ ہو جائے گا۔

فقیر صابر

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک روز مجھ سے محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ ''میں ایک ولی اللہ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں' اگر چاہیں تو آپ بھی چلیں''۔ میں نے حامی بھر لی۔ وہ اپنے گھر میں گئے اور روٹی کا ایک ٹکڑا لے آئے اور ہم لوگ بصرہ شہر سے کافی دور ان ولی اللہ کے دروازے پر پہنچے۔ ہم نے سنا کہ ان کی لڑکیاں ان سے ضروریات کے لئے جھگڑ رہی تھیں۔ اس وقت انہوں نے کہا' جس نے تم لوگوں کو پیدا کیا' اور تمہارے منہ کھولے ہیں اور تمہارے لئے دانت

اور شکم بنائے ہیں، وہ تم پر تم سے زیادہ رحیم ہے۔ ہم لوگوں نے دستک دی تو پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ ہم نے بتایا: محمد اور سفیان۔ باہر نکلے اور پھر دریافت کیا کس لئے آنا ہوا؟ حضرت محمد بن واسع نے جواب دیا۔ لڑکیوں کے لئے روٹی کا ٹکڑا لایا ہوں۔ فرمایا: لاؤ بہت بروقت لائے پھر ہم لوگ ان کے گھر میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ کسی اور نے آ کر دستک دی۔ معلوم ہوا کہ مالک بن دینار ہیں انہوں نے کہا لڑکیوں کے لئے دو درہم لایا ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ ''آج محمد بن واسع نے ان کی ضرورت پوری کر دی ہے''۔ حضرت مالک بن دینار: ''یہ درہم رکھ لیں کل لڑکیوں کے کام آ جائیں گے''۔ ولی اللہ: ''مالک! تم مجھے مفلسی سے ڈراتے ہو، بخدا میرے پاس نہ آنا''۔ حضرت محمد بن واسع: (سفیان ثوری سے مخاطب ہو کر) اس مفلسی کے باوجود اس شخص کا مرتبہ دیکھ رہے ہو؟ حضرت سفیان: ''یہ شخص فاضل ہے''۔ حضرت محمد: ''بیشک''۔ حضرت سفیان: ''زاہد ہے، عابد ہے۔ فقراء و صابرین میں سے ہے''۔

حضرت سفیان مقامات فقر میں سے ایک ایک کا ذکر کرتے رہے اور حضرت محمد بن واسع ہر ایک پر تائید فرماتے جاتے تھے (رضی اللہ عنهم ونفعنا بهم)

سارے بینگن سونے کے بن گئے

ایک مرد صالح کہتے ہیں۔ فقیروں کی ایک جماعت، ایک حبشی ولی اللہ کی زیارت کو گئی، جو پاسبانی کا کام کرتے تھے۔ ان کا نام مقبل تھا، میں بھی ان فقیروں کے ساتھ ہو گیا تھا۔ ہمارا گزر ایک بینگن کے کھیت سے ہوا۔ وہ اسی جگہ نماز ادا کر رہے تھے۔ ہم لوگ ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے تھیلی میں سے خشک روٹی کے ٹکڑے اور نمک نکال کر کھانے کے لئے فقراء کو پیش کیا لوگ کھانے لگے اور کچھ لوگوں نے آپس میں کرامات اولیاء کے متعلق باتیں شروع کر دیں ان میں سے ایک نے کہا۔ ''اے مقبل! ہم لوگ آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں اور آپ تو کچھ بات ہی نہیں کرتے''۔ ولی اللہ: ''میں کیا کہوں اور میرے پاس کیا ہے: جس کی اطلاع دوں مگر ہاں میں ایسے انسان کی ضرور جانتا ہوں جو اگر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ ان بینگنوں کو سونا بنا دے تو رب تعالیٰ اس کا سوال پورا کر دے''۔

تمام فقراء نے دیکھا کہ ان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی تمام بینگن سونے میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

ایک فقیر: اے مقبل! کیا ان میں سے اگر کوئی چاہے تو ایک پودا لے سکتا ہے؟ ولی اللہ: تم چاہو تو لے لو! چنانچہ اس نے ایک پیڑ زمین سے اکھاڑ لیا جو جڑ اور پتیوں کے ساتھ پورا کا پورا سونے کا تھا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس پیڑ میں سے ایک چھوٹا بینگن اور چند پتے گر گئے تو انہیں میں نے اٹھا لیا۔ جنہیں اس وقت سے خرچ کر رہا ہوں اور بقیہ ابھی تک میرے پاس محفوظ ہیں۔ اس کے بعد حضرت مقبل نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی اور سارا کھیت پھر اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور فقیر نے جہاں سے پیڑ اکھاڑا تھا وہاں دوسرا پیڑ ابھی اگ آیا۔

(رضی اللہ عنھم ونفعنا بھم آمین)

سیدنا عمر بن عبد العزیز اور ترکِ دنیا

سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے مرض الموت میں لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنی اولاد کو تنگدستی میں چھوڑا ہے کہ ان کے پاس کچھ نہیں انہوں نے فرمایا وہ اگر متقی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے خود راہ پیدا کر دے گا۔ وہ نیک انسانوں کا حقیقی سرپرست ہے اور خدانخواستہ اگر برے ہیں تو میں برائی میں اس کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔

خلافت سے پہلے آپ کی یہ حالت تھی کہ ہزار درہم کا کپڑا ان کے لئے لایا جاتا تو کہتے بہت اچھا تھا۔ اگر اس میں یہ ذرا سا کھردرا پن نہ ہوتا اور زمامِ خلافت سنبھالنے کے بعد یہ حال ہوا کہ چار چھ درہم کا لباس لایا جاتا تو فرماتے۔ بہت اچھا اگر اس میں یہ نازکی و گدازی نہ ہوتی۔ لوگوں نے آپ سے اس بارے میں استفسار کیا تو فرمایا۔ ''میرا نفس شوقین اور لذت پسند ہے' کسی شے کو پا کر اس کا مزا لے لیتا ہے تو مزید کا طالب ہوتا ہے' اسی طور پر لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔ اب اس نے خلافت کا مزا بھی چکھ لیا۔ پھر اس سے بہتر شے کی طلب ہوئی' تو کوئی چیز ملی ہی نہیں' سوائے اس شے کے جو اللہ تعالیٰ کے پاس آخرت ہی ہے۔ اب یہ اس کا شائق ہوا ہے اور اس کا حصول ترکِ دنیا پر منحصر ہے۔ اسی لئے میرا یہ حال ہے''۔

چار کام

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا۔ ''آپ نے اپنی زندگی کس کام میں لگائی''۔ فرمایا: ''

چار چیزوں میں"۔

☆ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے کوئی چھپ نہیں سکتا' تو میں نے شرم محسوس کی کہ اس کی نافرمانی کروں۔

☆ مجھے معلوم ہو گیا کہ میرا رزق مجھے ضرور ملے گا اور اس کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اور روزی کی طلب چھوڑ دی۔

☆ میں نے اس بات کو جان لیا کہ مجھ پر کچھ فرائض ہیں جنہیں میرے سوا کوئی اور ادا نہیں کر سکتا' تو میں ان کی ادائیگی میں لگ گیا۔

☆ میں نے جان لیا کہ میری موت کا وقت متعین ہے جو تیزی سے میری جانب آ رہا ہے۔ تو میں از خود اس کی طرف دوڑنے لگا اور آخرت کی تیاری میں لگ گیا۔

اب میں اس فکر میں ہوں جو شے (ثواب یا عذاب) مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونے والی ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض کی خلوت

جناب ابراہیم بن اشعث بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ رات کے وقت سورہ محمد کی تلاوت فرما رہے تھے اور ان پر گریہ وزاری کا غلبہ تھا اور جب وہ اس آیت پر پہنچے تو اسے بار بار پڑھا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَ اَخْبَارَكُمْ "اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے یہاں تک کہ تم میں جو مجاہد اور صابر ہیں ہم انہیں جانچ لیں اور تمہارے حالات کا امتحان کر لیں۔" اور بار بار کہنے لگے "تو اگر ہمارے حالات کی آزمائش فرمائے گا تو ہمارے حالات کا امتحان لے گا تو ہمیں رسوا کرے گا اور ہمارا پردہ چاک کرے گا اگر تو ہمارا امتحان فرمائے گا تو ہمیں ہلاک کرے گا اور عذاب دے گا۔"

راوی کا بیان ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ "اے فضیل! تم نے اپنے کو لوگوں کی خاطر آراستہ کیا اور ان کے لئے تصنع اور بناوٹ اختیار کی' ہمیشہ ریا اور نمائش کرتا رہا یہاں تک کہ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ تو نیک آدمی ہے۔ لوگوں نے تیری ضرورتیں پوری کیں اور اپنی محفلوں میں تیرے لئے امتیازی جگہ بنائی' تیری تعظیم کی اگر تیرے کام یہی ہیں تو افسوس! تیرا حال کتنا برا ہے۔"

نیز فرماتے تھے۔ ''اگر یہ ممکن ہو کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تو ایسا ہی کر! اگر تجھے جاننے والے نہ ہوں اور تیری تعریف وتوصیف نہ کی جائے تو کیا حرج اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حضور اچھا ہے تو لوگوں کی نگاہ میں برا ہونا تجھے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ معلوم نہیں تجھے کل کیا ملے' شرمندگی یا مسرت' اپنے کاموں کو کیوں یاد نہیں کرتا' اپنی امیدیں کیوں کم نہیں کرتا اپنی مشغولیات اور وزن کو کیوں نہیں گھٹاتا۔ تجھے خبر نہیں تیرا کیا حال ہونے والا ہے۔ اگر تجھ سے کہا جائے کہ تو نجات پا گیا تو واہ واہ اور اگر کہا جائے کہ تو بد بخت ہو گیا تو رونا ہی رونا ہے۔''

جن کی نیت کا محافظ ہو خدا

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' چالیس سال تک مجھے شوق رہا کہ بھنی ہوئی کلیجی کھاؤں۔ ایک روز خیال آیا کہ جہاد میں شرکت کروں' ممکن ہے غنیمت میں مجھے کوئی بکری مل جائے تو یہ خواہش پوری کرلوں گا چنانچہ میں مجاہدین کے ساتھ مشرکین سے لڑنے گیا۔ ہم نے غنیمت حاصل کی اور میں نے اپنے حصہ میں بکری لی اور ایک دوست سے کہا کہ اسے ذبح کر کے اس کی کلیجی بھون کر میرے لئے لا دے۔ اس دوران میں لیٹ کر سو گیا۔ دیکھا کہ آسمان سے فرشتے نازل ہو رہے ہیں اور تمام جہاد کرنے والوں کے بارے میں لکھ رہے ہیں۔ فلاں اس لئے جہاد میں شریک ہوا کہ بہادر کہلائے' فلاں اس نیت سے آیا کہ مال غنیمت حاصل کرے اور یہ شخص فخر کے لئے شریک جہاد ہوا۔ اور اس (محمد بن واسع) مسکین کی آرزو تو نہایت معمولی تھی یہ اس لئے آیا تھا کہ کلیجی کا کباب کھائے' آپ نے فرمایا: ''للہ یہ نہ لکھو میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں' توبہ کرتا ہوں' توبہ کرتا ہوں' اے اللہ! میں اپنی تمام خواہشات سے توبہ کرتا ہوں۔''

وبالِ نفس

حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میرے نفس نے کبھی کسی شئے کی خواہش نہیں کی۔ ایک بار دوران سفر مجھے انڈا اور روٹی کھانے کی تمنا ہوئی۔ چنانچہ راستہ سے ہٹ کر میں قریب کے گاؤں میں داخل ہوا وہاں اچانک ایک آدمی آ کر مجھ سے چمٹ گیا اور کہنے لگا یہ بھی چوروں کے ساتھ تھا ان لوگوں نے مجھ کو ستر کوڑے لگائے اس کے بعد اس جگہ کے ایک آدمی نے مجھے پہچان لیا

اور کہا یہ تو ابوتراب نخشی ہیں۔'' پھر لوگ مجھ سے عذر خواہی کرنے لگے ایک آدمی اپنے گھر لے گیا اور کھانے کے لئے انڈا روٹی لایا میں نے نفس سے کہا ستر کوڑے کھانے کے بعد تیری خواہش پوری ہوئی ہے' انڈا روٹی سامنے ہے' لے اب اسے کھا اس بارے میں کسی اہل دل شاعر نے کہا ہے۔

ذا طالبتك النفس يوما بشهوة　　وكان عليها الخلاف طريق

نفس تجھ سے جب کسی روز اپنی خواہش مانگے اور تجھے اس کی مخالفت کی استطاعت ہو۔

يخالف هواها ما استطعت فانما　　هواها عدو والخلاف صديق

پس اس خواہش کی حتی الامکان مخالفت کر کیونکہ خواہش نفس دشمن ہے اور اس کی مخالفت دوست۔

محبوبانِ حق اور مخالفتِ نفس

ایک نیک مرد فرماتے ہیں' میرے سامنے دنیا' اپنی آرائش و زیبائش اور سہولتوں کے ساتھ آئی میں نے اس سے رخ پھیر لیا۔ اس کے بعد میرے سامنے آخرت' حور و قصور کے ساتھ پیش کی گئی میں نے اس سے بھی صرف نظر کر لیا۔ اس وقت فرمایا گیا: ''اگر تو دنیا کی طرف متوجہ ہوتا تو ہم تجھے آخرت سے روک دیتے اور اگر آخرت پر راغب ہوتا تو اپنی ذات سے روک دیتے مگر موجودہ صورت میں ہم تیرے لئے ہیں اور دنیا و آخرت سے بھی تجھے حصہ ملے گا۔''

حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں نے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا' پوچھا تجھ تک رسائی کیسے حاصل کروں؟ فرمایا: نفس سے الگ ہو اور آ جا۔''

حضرت احمد بن خضرویہ کا ارشاد ہے۔ ''اللہ ربّ العزت کو میں نے خواب میں دیکھا' ارشاد فرمایا: ''اے احمد! تمام لوگ مجھ سے کچھ طلب کرتے ہیں' سوائے ابو یزید کے کیونکہ وہ محض میرا طلب گار ہے۔''

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں نے جبرائیل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا' ان کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا' میں نے پوچھا: ''یہ کیا ہو گا۔'' فرمایا اس پر اہل محبت کے نام لکھوں گا میں نے عرض کیا' سب سے نیچے محبین اللہ کے عاشق ابراہیم بن ادہم کا نام بھی تحریر کر دیجئے گا۔'' آواز آئی۔ ''اے جبرئیل! ابراہیم بن ادھم کا نام سب سے پہلے لکھو۔''

خواب میں حلۂ ریشمی دے گئے

حضرت علامہ الشیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ایک شہر میں' ایک قبر کی زیارت کے لئے لوگ جایا کرتے تھے' میں بھی زیارت کرنے گیا اور لوگوں سے صاحب قبر کے احوال دریافت کئے لوگوں نے بتایا ایک مسافر فقیر اس شہر میں تشریف لائے اور بیمار ہو کر یہیں وفات پا گئے یہاں کا ایک نوجوان ان کا شناسا تھا اس نے ان کے لئے کفن کا انتظام کیا۔ رات کو نوجوان نے فقیر کو خواب میں دیکھا وہ ایک ریشمی حلہ ہاتھ میں لئے ہوئے قبر سے برآمد ہوئے اور نوجوان کو دے کر فرمایا: ''یہ اس کپڑے کے عوض میں ہے جس کا تو نے مجھے کفن دیا' اسے قبول کر۔'' نوجوان جب بیدار ہوا تو وہ ریشمی حلہ اس کے ہاتھ میں تھا اس شہر کے تمام باشندوں میں یہ واقعہ مشہور ہے۔ رضی اللہ عنہ

امام الطائفہ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں ''محبت الٰہی کے معاملہ میں انسان دو قسم کے ہیں' عام اور خاص۔ عام لوگ اللہ کی محبت' کثرت نعمت اور احسان و اکرام کی وجہ سے کرتے ہیں ان کی محبت کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔ خاص لوگ اللہ کی محبت اس کی صفات اور اسماء حسنٰی کی معرفت کے باعث کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہی ذات محبت کئے جانے کی مستحق ہے' خواہ انہیں کوئی نعمت نہ ملے۔''

اپنا یہ کفن واپس لے

ایک مرد صالح کا دوست جذام اور عدم بصارت کے مرض میں مبتلا ہو گیا انہوں نے اسے اس مرض کے دوسرے مریضوں کے ساتھ رکھ دیا اور کبھی کبھی خبر گیری کر لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے مریض دوست کے پاس کافی دنوں تک نہ جا سکے۔ جب یاد آیا پہنچے اور معذرت کی کہ میں غفلت میں بھول گیا تھا۔ انہوں نے کہا: میرا ایک ایسا سرپرستی فرمانے والا ہے جو کبھی نہیں بھولتا۔ مرد صالح: بخدا مجھے ایک دم دھیان ہی نہیں رہا۔ انہوں نے کہا: میرا ایک ایسا سرپرست ہے جو ہمہ وقت یاد رکھتا ہے۔ اب تو میرے پاس سے چلا جا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روک دیا ہے۔ مرد صالح فرماتے ہیں اس واقعہ کے چند دنوں بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اس کے لئے کفن نکالا' جو کچھ بڑا تھا جتنا حصہ زیادہ تھا میں نے اسے پھاڑ لیا اور بقیہ میں اسے دفن کیا۔ ایک رات میں نے دیکھا وہ میرے پاس کھڑا ہے اس کے چہرے پر ایسا حسن ہے جیسا میں نے دیکھا ہی نہیں مجھ سے

کہنے لگا تم نے مجھے لمبا کفن دینے میں بخیلی کی اپنا یہ کفن واپس لے کیونکہ مجھے سندس واستبرق کا کفن مل گیا ہے۔ میں جب بیدار ہوا تو کفن موجود تھا۔ رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ

شانِ ستاری تری

سلف میں سے ایک عالم ربانی کی مجلس وعظ میں ایک نوجوان شرکت کیا کرتا تھا۔ واعظ جب یا ستار کہتے تو جوان شاخ تر کی طرح حرکت کرنے لگتا لوگوں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ میں عورتوں کا لباس پہن کر شادی کی محافل میں جایا کرتا تھا' اور عورتوں میں گھل مل کر بیٹھتا تھا۔ ایک بار ایک شہزادی کی شادی کے موقع پر بھی میں نے ایسا ہی کیا اس دن بادشاہ کی بیٹی کا ہار گم ہو گیا' چنانچہ منادی کی گئی اور تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں' یکے بعد دیگرے تمام عورتوں کی تلاشی لی جائے گی سب کی تلاشی ہو چکی صرف میں اور ایک دوسری عورت کی تلاشی باقی تھی۔ اس وقت میں نے خلوص قلب کے ساتھ مولائے کریم کی بارگاہ میں توبہ کی اور نیت کی کہ اگر رسوائی سے نکل جاؤں تو آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ مجھ سے پہلے جب اس عورت کی تلاشی لی گئی تو ہار اس کے پاس سے برآمد ہو گیا اور میں تلاشی سے بچ گیا۔ اس روز سے جب بھی میں اسم پاک "ستار" سنتا ہوں تو اپنا جرم اور اس رحیم و کریم پروردگار کی ستاری کا خیال کر کے مجھ پر وہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

اللھم یا ستار العیوب و یا غفار الذنوب و یا مقلب القلوب و یا کاشف الکروب استر عیوبنا واغفر ذنوبنا واصلح قلوبنا واکشف کروبنا و ھمومنا و غمومنا وارزقنا حسن الخاتمۃ یا کریم برحمتك یا ارحم الراحمین۔

اسمِ اعظم

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میں نے ایک عورت کو راہ توکل پر گامزن دیکھا ایک اون کا کرتہ اور چادر کا لباس تھا میں نے اس سے کہا خدا رحم فرمائے۔ سیر و سیاحت عورتوں کو مناسب نہیں ہے۔ عورت: مغرور انسان میری نظر سے دور ہو جا' کیا تو اللہ کی کتاب نہیں پڑھتا۔ حضرت ذوالنون: پڑھتا ہوں۔ عورت: تو پھر تلاوت کر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلَمۡ تَکُنۡ اَرۡضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوۡا فِیۡھَا؟

(کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی، پس تم اس میں چلو) حضرت ذوالنون فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے جان لیا کہ یہ عورت علم سے لبریز ہے۔ میں نے پھر اس سے دریافت کیا: حضرت ذوالنون: تو نے اللہ کو کس شئے سے پہچانا؟ عورت: میں نے اللہ تعالیٰ کو اللہ ہی سے پہچانا اور ماسوا اللہ کو اللہ تعالیٰ کے نور سے پہچانا۔ حضرت ذوالنون: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے؟ عورت: ذات پاک کا اسم اعظم ''اللہ'' ہے جو اس کا سب سے بڑا نام ہے۔ (رضی اللہ عنهما و نفعنا بهما آمین)

خدا شناس کنیز

حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خدمت کے لئے ایک کنیز خریدی۔ وہ زمانہ دراز تک حضرت کی خدمت کرتی رہی' اور اپنی حالت حضرت سے پوشیدہ رکھی' اس کی نماز کے لئے ایک خاص جگہ تھی' حضرت فرماتے ہیں: ایک شب میں نے اسے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات کرتی ہے' وہ کہہ رہی تھی۔ اے اللہ! تیری اس محبت کے وسیلہ سے جو تجھے مجھ سے ہے' میرا یہ کام پورا فرما دے۔'' میں نے یہ سنا تو ڈانٹ کر کہا اے عورت! یوں نہ کہہ بلکہ اس طرح عرض کر'' میری اس محبت کے وسیلہ سے جو مجھے تجھ سے ہے'' کنیز: اے میرے آقا! اگر اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی' تو آپ کو نماز سے روک کر مجھے قیام کی توفیق نہیں دیتا۔ صبح ہوئی تو میں نے اسے بلایا اور کہا تو میری خدمت کے لائق نہیں' بلکہ اس لائق ہے کہ رب کی خدمت میں رہے۔ جا تو اللہ کے واسطے آزاد ہے۔ اسے کچھ چیزیں دے کر میں نے رخصت کر دیا اور اس کی جدائی سے نادم و غمگین ہوا۔ (رضی اللہ عنہما)

دنیا سے دور

حضرت ابو عامر واعظ علیہ الرحمتہ نے بازار میں' ایک کنیز کو نہایت کم قیمت پر فرخت ہوتے دیکھا' لاغروی کی وجہ سے اس کا شکم پشت سے چپکا ہوا' رنگ زرد تھا' اور بال بکھرے ہوئے۔ رمضان شریف کا زمانہ تھا۔ حضرت ابو عامر نے اس پر ترس کھا کر اسے خرید لیا۔ حضرت ابو عامر: میرے ہمراہ بازار چل تاکہ روزہ کے لئے کچھ ضروری سامان خریدیں۔ کنیز: ربّ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے جس نے میرے لئے تمام مہینوں کو ایک جیسا بنا دیا ہے' اور مجھے دنیا کا کوئی ذمہ نہیں دیا۔ ابو عامر کہتے ہیں اس کا حال یہ تھا کہ رات بھر نماز پڑھتی رہتی اور دن کو روزہ رکھتی۔ عید نزدیک آئی تو ایک روز میں نے

اس سے کہا، صبح سویرے ہمارے ساتھ بازار چلنا تاکہ عید کے لئے کچھ خریداری کریں (میری بات سن کر) کنیز: اے میرے آقا! آپ تو دنیا میں بہت زیادہ الجھے ہوئے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی اور نماز پڑھنے لگی۔ نماز میں ایک ایک آیت تلاوت کرتی ہوئی جب اس پر پہنچی: وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ اہل دوزخ کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ تو اسی کی تکرار کرتی رہی یہاں تک کہ ایک چیخ مار کر گر پڑی، اور اس کا انتقال ہو گیا۔ (رضی اللہ عنہما ونفعنا بہا آمین)

خسفِ قلوب

ایک پرہیزگار شخص کے پاس ایک کنیز تھی، جس کا تعلق حبش سے تھا۔ فرماتے ہیں اسے ہمراہ لے کر میں بازار میں اسے ایک جگہ بٹھا کر کہا کہ میری واپسی تک یہیں رہنا۔ میں جب لوٹ کر آیا تو وہ کہیں چلی گئی۔ میں گھر آ گیا کنیز پر مجھے سخت غصہ آ رہا تھا۔ اتنے میں وہ میرے پاس آ گئی اور کہنے لگی۔ ''اے میرے آقا! میرے بارے میں جلد بازی نہ کریں۔ آپ نے مجھے ایسے لوگوں کے پاس بٹھایا تھا جو خدا کی یاد سے غافل تھے۔ میں ڈری کہ وہ کہیں عذاب الٰہی کے باعث زمین میں دھنسا نہ دیئے جائیں اور میں بھی ان کے ساتھ ساتھ دھنس جاؤں''۔

میں نے کہا: ''اس امت سے نبی کریم ﷺ کی برکت سے خسف اٹھایا گیا ہے''۔ کنیز نے کہا: ''بات صحیح ہے کہ زمین کا خسف نہ ہو گا مگر خسف قلوب تو ہنوز باقی ہے۔ اے وہ انسان جس کے دل، اور معرفت کا خسف ہو گیا ہے اور تو ابھی تک غفلت میں ہے، جلد علاج اور پرہیز کی طرف دھیان دے، اور موت سے قبل تدارک کر''۔ پھر کچھ اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے: ''ہمارے ساتھ آ تا کہ تاسف کے اشک بہائیں، گناہ کی مصیبت ہر مصیبت سے بڑی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے کرم سے جمع فرمائے، کیونکہ اس کی قید ہجر میں عرصہ دراز سے غمگین ہوں۔ اے میری جان! لمحہ بھر کے لئے بھی غم کو ترک نہ کر، اور اے میری آنکھ رونے کا یہ موقع ہے رو لے''۔ (رضی اللہ عنہا)

توبہ اور ذکر کی کثرت سے بدر اپنی زباں کو تر رکھو
ہر میلا کپڑا دھونے کو اپنے صابون کی حاجت ہے

صحبت بھی زہر قاتل ہے اللہ سے باغی بندوں کی
جو قلب خدا سے غافل ہے وہ گمراہی کا پربت ہے

روشن ضمیر

حضرت ابوالحسین دیلمی علیہ الرحمتہ کو کسی نے بتایا کہ شہر انطا کیہ میں ایک حبشی نژاد بزرگ ہیں' جو دل کی بات بتا دیتے ہیں' شیخ دیلمی فرماتے ہیں کہ میں ان سے ملنے چلا گیا۔ وہ بازار میں ایک مباح چیز بیچ رہے تھے میں نے اس کا دام پوچھا تو میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ ''بیٹھ جاؤ' میں یہ چیز بیچ لوں تو اس کی قیمت میں سے کچھ تم کو بھی دے دوں گا کیونکہ تم دوروز سے بھوکے ہو'' ۔ شیخ دیلمی واقعی دوروز سے بھوکے تھے۔ شیخ دیلمی فرماتے ہیں میں وہاں سے ان کی نظر بچا کر دوسری طرف چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آ کر پھر ان سے قیمت پوچھی ۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر پھر وہی بات کہی جس کی وجہ سے میرے قلب پر ان کا جلال قائم ہو گیا۔ بالآخر اپنا سامان بیچ کر انہوں نے مجھے بھی کچھ عنایت فرمایا اور چلے گئے ۔ میں بھی ان کے پیچھے لگ گیا تا کہ کچھ فائدہ حاصل کروں۔ انہوں نے مجھے پلٹ کر دیکھا اور فرمایا۔ ''تمہیں اگر کوئی ضرورت آن پڑے تو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرو' مگر ایسی ضرورت نہ ہو جس میں تمہارے نفس کا دخل ہو' کیونکہ ایسی صورت میں تم اللہ سے دور کر دیئے جاؤ گے ۔ جو شخص یہ جان گیا کہ اللہ کافی ہے' اسے مخلوق سے کنارہ کشی میں وحشت نہیں ہوتی اور نہ وہ مخلوق کے جھکاؤ سے مسرور ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ مقدر میں جو ہے وہ ضائع نہیں ہو سکتا' خواہ سب لوگ رکاوٹ ڈالیں اور جو قسمت میں نہیں ہے' وہ حاصل نہیں ہو گا چاہے ساری مخلوق اس کی جانب جھک جائے'' ۔(رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ آمین)

امن کا گھر

ایک بزرگ ایک درویش کے گھر گئے' وہاں انہوں نے دیکھا کہ کوئی سامان نہیں ہے ۔ درویش سے اس کا سبب پوچھا۔ درویش: ''بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے دو مکان ہیں' ایک امن والا' ایک خوف والا' ہمارا جو سامان ہوتا ہے اسے ہم امن کے گھر میں محفوظ کر دیتے ہیں'' ۔ بزرگ: ''مگر اس گھر کے لئے بھی کچھ درکار ہے'' ۔ درویش: ''اس گھر کا مالک ہمیں یہاں نہیں رہنے دے گا'' ۔(رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ آمین)

ایک نظر کا وبال

بصرہ میں ذکوان نامی ایک سردار قوم تھا' جب اس کا انتقال ہوا تو تمام شہر کے باشندے شریک جنازہ ہوئے' تدفین کے بعد ایک بزرگ قبرستان ہی میں ایک طرف لیٹ گئے' خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور آواز دی۔ اے قبر والا! اٹھو اور اپنا اجر حاصل کرو۔ چنانچہ تمام قبریں شق ہوئیں اور مردے ان سے نکل کر کہیں گئے۔ جب واپس لوٹے تو ان میں ذکوان بھی تھے جن کے بدن پر دو سرخ لباس تھے جو ہیرے جواہرات سے مزین تھے۔ چند خدام ہمراہ تھے جو انہیں قبر تک پیشوائی کر رہے تھے اور ایک فرشتہ پکار رہا تھا۔ یہ بندہ متقی تھا اس پر ایک نگاہ کی وجہ سے تکلیف پڑی ہے۔ اس بارے میں حکم الٰہی بجالاؤ۔ اس کے بعد ذکوان کو جہنم کے قریب لایا گیا اور اس میں ایک سانپ نے منہ نکل کر ذکوان کے چہرے پر ڈس لیا اور وہ جگہ سیاہ ہوگئی اور آواز آئی کہ اے ذکوان! تیرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ اس نگاہ کا وبال ہے۔ اگر تم اور زیادہ کرتے تو ہم بھی زیادہ کرتے۔

اسی لمحے ایک شخص نے قبر سے سر باہر نکالا اور چلا کر کہا۔ ''تمہارا کیا ارادہ ہے؟ بخدا مجھے مرے ہوئے نوے سال ہوئے۔ مگر اب تک موت کی کرواہٹ باقی ہے۔ دعا کرو کہ ربّ تعالیٰ مجھے پہلی حالت پر کر دے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان تھا''۔

رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا اور تجار

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے رابعہ عدویہ سے ملنے کا ارادہ کیا تاکہ دیکھوں وہ اپنے دعوے میں کہاں تک سچی ہیں؟ اسی فکر میں تھا کہ میری نگاہوں کے سامنے' چاند جیسے روشن چہروں والے بہت سے درویش آ گئے۔ ان کے جسموں سے مشک کی بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی۔ ہم میں باہم سلام کلام ہوا۔ انہوں نے اپنا واقعہ بتایا۔ ''ہم لوگ دولت مند تاجروں کی اولاد ہیں۔ ہم نے اپنے شہر میں خوشحالی کے دن گزارتے ہوئے رابعہ عدویہ کی خوبصورتی' حسن و جمال اور خوش آوازی کے چرچے سنے' تو ارادہ کیا کہ مصر جا کر ان کا گانا سنیں اور انہیں دیکھیں مگر مصر پہنچ کر ہمیں پتہ چلا کہ انہوں نے توبہ کر لی ہے۔

ہم میں سے ایک نے رائے دی کہ ہم اگرچہ ان کا گانا نہیں سن سکے مگر چل کر دیکھ تو لیں'

مگر اس کے لئے ہم لوگوں کو فقیرانہ وضع بنانی ہوگی۔ چنانچہ ہم لوگوں نے فقیرانہ لباس میں ان کے دروازے پر جا کر دستک دی۔ وہ فوراً نکلیں اور ہمارے پیروں میں گر کر لوٹنے لگیں اور کہا آپ لوگوں نے اپنی زیارت سے مجھے مشرف کیا۔ ہم لوگوں نے کہا بھلا یہ کیسے؟ فرمایا: ہمارے یہاں ایک عورت رہتی ہے جو چالیس سال سے اندھی ہے جب آپ لوگوں نے دستک دی تو اس نے دعا دی اے میرے مالک ومولیٰ! دروازے پر دستک دینے والے فقراء کی حرمت کے طفیل میری آنکھیں مجھے لوٹا دے۔ اسی وقت میری آنکھوں میں روشنی آگئی۔ یہ سن کر ہم ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ہم نے آپس میں کہا۔ خدا کا لطف وکرم تو دیکھو کہ ہمارے باطنی حال فاش کر کے رسوا نہ کیا بلکہ یہ عزت بخشی۔ ہمارے جس ساتھی نے فقیرانہ لباس کی رائے دی تھی سب سے پہلے اس نے کہا: میں تو اب یہ لباس فقر اتار نہیں سکتا اور رابعہ عدویہ کے ہاتھ پر خدا کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس کے بعد ہم تمام لوگوں نے اپنی پچھلی زندگیوں سے تائب ہو کر رب تعالیٰ سے معافی مانگی اور حضرت سیدہ رابعہ عدویہ کے وسیلہ سے راہ فقر اختیار کی"۔ (رضی اللہ عنہم)

وجہِ فوقیت

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ "میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، ارشاد فرماتے تھے، اے بشر! تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے، تمہارے ہم زمانہ لوگوں پر تمہیں کس وجہ سے بلندی عطا فرمائی؟ میں نے عرض کیا، حضور مجھے علم نہیں۔ ارشاد فرمایا۔ "پیروی سنت، نیکوں کی خدمت مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور میرے اصحاب واہل بیت سے غایت درجہ محبت نے تم کو درجہ ابرار پر فائز کیا"۔ رضی اللہ عنہ

خدا دیکھ رہا ہے

شہر بغداد کی ایک گلی میں، ایک قوی مرد نے ایک عورت کو پکڑ لیا اور چھوڑتا نہیں تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی، اگر کوئی اس کے نزدیک جاتا تو وہ اسی سے مارتا تھا۔ اس نے عورت کو دبوچ رکھا تھا اور لوگ چاروں طرف سے اسے گھیرے ہوئے تھے، عورت اس کے چنگل میں پھنسی ہوئی تھی۔ اچانک اس طرف حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا۔ وہ قوی مرد کے نزدیک گئے اور اپنے شانے سے اس کا شانہ رگڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد وہ شخص زمین پر گر پڑا اور عورت آزاد ہو کر

بھاگ گئی۔

کچھ دیر بعد لوگوں نے قریب جا کر دیکھا کہ وہ پسینے سے شرابور ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ بولا' معلوم نہیں' اتنا میں نے دیکھا کہ ایک شیخ نے میرا شانہ مس کیا اور کہا۔ ''اللہ تجھے اور تیرے اس فعل کو دیکھ رہا ہے''۔ یہ سن کر میں بے ہوش پڑ گیا اور میرے اوپر سخت ہیبت طاری ہو گئی۔ لوگوں نے کہا وہ بشر بن حارث تھے۔ اس نے کہا۔ ''صد حیف! آج کے بعد وہ مجھے کس نظر سے دیکھیں گے' اسی روز بخار میں مبتلا ہو کر اس کے ساتویں روز قوی مرد کا انتقال ہو گیا''۔ رحمہ اللہ علیہ

نیکی میں لگ رہو

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قدیم سلف صالحین کے نفوس خوشی کے ساتھ نیکی میں لگے رہتے تھے اور طبیعتیں آسانی سے نیکی پر گامزن نہیں ہوتیں۔ اس کے لئے ہمیں زبردستی کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے نفس کو نیکی پر مجبور کرنا چاہئے۔ ایک بزرگ نے فرمایا۔ ''اے آدم کے بیٹے! اگر تو یہ خیال رکھتا ہے کہ جب دلچسپی اور نشاط ہو گا اسی وقت عبادت کریں گے۔ تو جان لے کہ نفس کا ہلی وسستی اور اکتاہٹ سے زیادہ قریب ہے۔ اس لئے نشاط میسر ہونا دشوار ہے۔ مومن وہ ہے جو نفس پر سختی کرے' اور عہد کی تکمیل کرے' اور شب و روز اللہ تعالیٰ کو پکارے' بخدا مومن ہمیشہ ربنا ربنا کہتے رہتے ہیں' ظاہراً بھی اور باطناً بھی تا آنکہ ان کی دعا مقبول ہو جاتی ہے۔ شیخ ابوالربیع مالقی فرماتے ہیں۔ ''شکستہ پائی اور لنگڑاہٹ کے باوجود خدا کی جانب سفر جاری رکھو کیونکہ صحت کا انتظار وقت کی بربادی ہے''۔

اولیاء اللہ کی موجودگی میں موت

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میں ایک روز ابوجہیر نابینا سے ملاقات کی نیت سے نکلا۔ شہر کے باہر انہوں نے ایک مسجد بنائی تھی جس میں وہ عبادت کرتے تھے' پاس ہی ان کا حجرہ تھا۔ راستہ میں مجھے محمد بن واسع ملے' پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ بھی انہی کے پاس جا رہے ہیں۔ اس طرح یکے بعد دیگرے' حضرت حبیب عجمی' مالک بن دینار' حضرت ثابت بنانی بھی حضرت ابوجہیر ضریر ہی کی ملاقات کیلئے جاتے ہوئے راستے میں ملتے گئے۔ راستے میں ایک خوشنما مقام ملا۔ حضرت ثابت بنانی نے فرمایا: آیئے ہم لوگ یہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں' تاکہ یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے

حضور شاہد رہے نماز پڑھ کر ہم لوگ ایک ساتھ ابوجہیر کی مسجد میں پہنچے۔ ہم نے دستک دینا مناسب نہ سمجھا اور انتظار میں بیٹھ گئے۔ ظہر کی نماز کے وقت وہ گھر سے نکلے' اذان واقامت کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ ہم نے بھی ان کے ہمراہ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد حضرت محمد بن واسع نے کھڑے ہو کر ان سے مصافحہ کیا۔ پوچھا "کون"۔ جواب: "آپ کا بھائی محمد بن واسع"۔ ابوجہیر: اچھا تو آپ ہی ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ بصرہ میں سب سے عمدہ نماز پڑھنے والے ہیں اس کے بعد حضرت ثابت بنانی سے ملاقات کی تو پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے نام بتایا تو فرمایا۔" آپ ہی کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ بصرہ میں سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے ہیں"۔ پھر حضرت مالک بن دینار ملے تو ان سے بھی نام دریافت کرنے کے بعد کہا کہا۔" سبحان اللہ آپ ہی ہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ بصرہ کے سب سے بڑے زاہد ہیں"۔ ان کے بعد حضرت حبیب عجمی سے ملاقات کی تو حسب سابق نام وغیرہ پوچھنے کے بعد کہنے لگے۔" اچھا آپ ہی ہیں جن کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ مستجاب الدعوات ہیں"۔ اس کے بعد میں (صالح مری) سے ملاقات کی مجھ سے بھی نام دریافت کرنے کے بعد فرمایا۔" آپ ہی کے بارے میں مشہور ہے کہ اہل بصرہ میں سب سے زیادہ خوش آواز ہیں میں آپ کی آواز کا مدت سے مشتاق تھا۔ آیئے مجھے کتاب اللہ کی پانچ آیتیں سنا دیجئے"۔ میں نے صرف یہ دو ہی آیات پڑھیں۔" يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ "۔" جس دن وہ (عذاب کے) فرشتوں کو دیکھیں گے۔ (اس دن ان مجرموں کے لئے کوئی خوشخبری نہ ہوگی اور وہ کہیں گے۔ (ہمارے ان کے درمیان) کوئی آڑ کی ہوئی روک ہو جاتی اور (اپنے خیال میں) انہوں نے جو بھی (نیک) کام کئے ہم ان کی طرف قصد فرمائیں گے پھر ہم انہیں بکھرے ہوئے ذرے بنا دیں گے"۔

جنہیں سن کر وہ بے ہوش ہو گئے' ہوش آیا تو فرمایا پھر وہی پڑھو' میں نے وہی آیات پھر تلاوت کیں۔ اس بار ایسی چیخ بلند ہوئی کہ اسی کے ساتھ ان کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی بیوی حجرہ سے نکل کر آئیں اور پوچھا آپ کون لوگ ہیں؟ ہم لوگوں نے اپنے نام بتائے تو کہا کیا ابوجہیر انتقال کر گئے۔ میں نے کہا' ہاں! خدا اس مصیبت پر تمہیں اجر سے نوازے۔ مگر تمہیں کیسے پتہ چلا؟ وہ بولیں میں انہیں اکثر یہ دعا کرتے سنتی تھی کہ اے اللہ! میری موت کے وقت اولیاء اللہ کو

جمع فرمانا۔ آپ تمام حضرات کو یکجا دیکھ کر میں سمجھ گئی کہ اس اجتماع کا سبب ان کی موت ہے (رضی اللہ تعالٰی عنہم و نفعنا بھم آمین)

کم گوئی

ابو سلیمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے لزر بسر کے لئے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کیا کرتے تھے اور نہایت محتاط زندگی گزارتے تھے۔ فرماتے ہیں: ایک شب میں نے خواب میں اولیاء بصرہ کو یکجا دیکھا' جہاں حسن بصری' فرقد سنجی اور حضرت مالک بن دینار بھی تھے۔ میں نے ان حضرات سے پوچھا کہ آپ حضرات مسلمانوں کے امام ہیں مجھے رزق حلال کا ذریعہ بتائیں جس میں اللہ تعالٰی کی طرف سے کوئی گرفت نہ ہو اور نہ ہی لوگوں میں سے کسی کا احسان ہو۔

ان حضرات نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے طرطوس سے باہر لے گئے اور ایک برج میں لے جا کر دکھایا جہاں بہت سے سرخاب موجود تھے اور فرمایا۔ یہ ایسی روزی ہے جس کی نہ اللہ تعالٰی کے ہاں گرفت ہے نہ کسی شخص کا احسان''۔

ابو سلیمان کا بیان ہے کہ میں تین ماہ تک وہی پرندے ذبح کر کے کھاتا رہا اور میرا قیام ایک مسافر خانہ میں تھا۔ اس کے بعد جب مجھ مسافر خانہ کے حالات کا علم ہوا تو میں نے اسے فتنہ قرار دیکر اسے ترک کر دیا۔ مگر پرندوں پر گزر کرتا رہا۔ اللہ تعالٰی نے میرے قلب کو اس طرح پاکیزہ بنا دیا کہ میں کہتا' اللہ جنتیوں کو ایسا قلب عطا کرے تو وہ بہتر رہیں گے۔ لوگوں کی باتوں سے مجھے کوئی رغبت نہیں تھی۔ ایک روز میں ایک راستے پر بیٹھا تھا۔ ایک نوجوان کو دیکھا جو لامش کی طرف سے آکر طرطوس جا رہا تھا' میرے پاس لکڑی فروخت کرنے کے زمانہ میں کچھ نقد بچ گئے تھے۔ دل میں بات آئی کہ میں تو پرندوں پر گزر کرتا ہوں یہ نقد نوجوان درویش کو دیدوں تاکہ طرطوس میں کچھ خرید کر کھالے۔ نوجوان میرے نزدیک آیا تو میں نے اس ارادے سے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ نقد نکالوں۔ اتنے میں نوجوان نے اپنی زبان ہلائی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے چاروں طرف کی ساری زمین سونا بن گئی ہے اور چمک رہی ہے لگتا تھا اس کی چکا چوند سے میری آنکھیں بیکار ہو جائیں گی۔ اس شخص کی ہیبت و جلال مجھ پر طاری تھا۔ میں سلام بھی نہ کر سکا اور وہ چلا گیا۔

ان کے بعد میں نے اس نوجوان صالح کو طرطوس کے باہر ایک برج میں بیٹھے ہوئے دیکھا' سامنے پانی سے بھرا ہوا پیالہ رکھا تھا۔ میں نے سلام کر کے نصیحت چاہی۔ نوجوان نے پاؤں دراز

کر کے پیالہ کو لڑھکا دیا پانی زمین پر گر گیا۔ پھر کہا
زیادہ باتیں نیکیوں کو اسی طرح چوس لیتی ہیں جیسے زمین نے پانی کو چوس لیا' تمہیں اتنی نصیحت
از بس ہے'' (رضی اللہ تعالی عنھما و نفعنا بھما آمین)

آگ کا طوق

بیت المقدس کے پہاڑوں کی سیاحت کرنے والے ایک صاحب کا بیان ہے۔ میں ایک آدمی
کے گھر مہمان ہوا۔ انہوں نے کہا میرے پڑوسی کا بھائی گزر گیا ہے۔ آیئے اس کی تعزیت کر آئیں۔
ہم لوگ گئے تو وہ شخص بہت غمگین اور اداس بیٹھا تھا۔ اسے قرار نہیں آتا تھا۔ ہم نے اسے صبر کی تلقین
کی اور سمجھایا اس نے کہا معلوم نہیں میرے بھائی کے شب و روز کیسے گزرتے ہوں گے اس نے
مزید کہا بھائی کی قبر میں دفن کرنے کے بعد میں مٹی برابر کر رہا تھا کہ قبر سے نہایت دردناک ہائے کی
آواز آئی۔ وہ آواز بھائی کی تھی۔ میں بے چین ہو کر قبر کھودنے لگا مگر مجھے منع کر دیا گیا۔ اسی طرح میں
نے کئی بار بھائی کی ہائے ہائے سنی اور آخری بار جب ہائے کی آواز آئی تو میں نے قسم کھائی کہ قبر کھود کر
ضرور بھائی کی مدد کروں گا۔ چنانچہ قبر کھودی تو دیکھا کہ بھائی کی کمر میں آگ کا ایک طوق پڑا ہوا ہے
جس کی جلن سے پوری قبر آتش دان بنی ہوئی ہے میں نے طوق بھائی کی کمر سے ہٹانے کے لئے اس
پر ہاتھ لگایا تو میری انگلیاں جدا ہو گئیں ہم نے اس کا ہاتھ دیکھا تو اس کی چار انگلیاں نہیں تھیں راوی
کہتے ہیں کہ اس واقعہ کو سن کر میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا کہا اے ابوعمر!
یہودی' نصرانی اور کفار بھی مرتے ہیں' ان میں ایسی نشانیاں نہیں نظر آئیں اور وہ شخص توحید اور اسلام
پر مرا ہے۔ اس کے باوجود یہ عذاب۔؟ فرمایا یہود و نصاری اور کفار و مشرکین بالیقین جہنمی ہیں اس
لئے انکا حال دکھانا ضروری نہیں اور اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو یہ عذاب اہل توحید میں اس لئے دکھاتا ہے
کہ عبرت و نصیحت حاصل کرو اللھم سامحنا و اعف عنا و الطف بنا یا لطیف ۔

ہرنی نے پرورش کی

حضرت ابو جعفر فرغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اپنے ایک صوفی دوست کے یہاں دینور میں تھا
ان کے پاس کچھ کردی لوگ آئے تاکہ ان کا سامان خرید وا دیں۔ کردی ان سے کہنے لگے اگر آپ کو
معلوم ہوتا کہ سامان کس کے لئے خریدا جا رہا ہے تو آپ خریداری میں بڑی جلدی کرتے۔ انہوں

نے کہا بتاؤ کیا معاملہ ہے؟ کردیوں نے مفصل واقعہ اس طرح بیان کیا: ''یہ ہماری قوم کا سردار ہے اس کی بیوی سے کئی لڑکیاں پیدا ہوئی' ایک بار حمل ہوا تو اس نے کہا: اس بار لڑکی ہوئی تو تجھے طلاق' جاڑے کا زمانہ تھا اور ہم لوگ مراغہ کی طرف کوچ کر رہے تھے' راستے میں اس عورت کے دردزہ شروع ہوا وہ راستہ سے الگ ہٹ کر پانی کے قریب چلی گئی لوگوں نے سمجھا کہ وضو کے لئے گئی ہے وہیں اس کو لڑکی پیدا ہوئی وہ لڑکی کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر پہاڑ کی سمت گئی اور ایک غار کے پاس رکھ کر چھوڑ دیا اور شوہر کو سمجھا دیا کہ اس بارے میرے شکم میں حمل نہیں تھا بلکہ یونہی ہوا کی وجہ سے شکم سوجا ہوا تھا' اب ٹھیک ہو گیا' ہم لوگ وہاں سے چلے اور چھ ماہ تک غائب رہے۔ چھ ماہ بعد ہم لوگ پھر اسی جگہ آئے تو عورت پانی کا برتن ہاتھ میں لے کر پہاڑ کے اس غار کی طرف گئی جہاں اس نے اپنی بچی چھوڑی تھی اس نے دیکھا کہ ایک ہرنی اس بچی کو اپنا دودھ پلا رہی ہے۔ عورت کی آہٹ پا کر ہرنی چلی گئی اور بچی رونے لگی تھوڑی دیر بعد ماں اپنی بچی کے پاس سے ہٹ کر کھڑی ہوگئی تو ہرنی آ کر دودھ پلانے لگی اور بچی نے رونا بند کر دیا۔ عورت لوٹ کر قبیلہ میں آئی اور واقعہ بیان کیا تو سب لوگوں نے جا کر بچشم خود وہی کچھ دیکھا جو عورت نے دیکھا تھا ہم لوگوں نے جب بچی کو اٹھایا تو پھر زار وقطار رونے لگی اور ہرنی دور سے کھڑی دیکھتی رہی۔ مگر پھر رفتہ رفتہ بچی آدمیوں سے مانوس ہوگئی اب وہ بڑی ہو چکی ہے۔ اس کے باپ نے ایک نیک آدمی سے اس کا رشتہ طے کیا ہے' ہم لوگ اس کے جہیز کا سامان خریدنے آئے ہیں۔ (سبحان اللطیف الخبیر المنان القدیر)

صدقِ التجا

شیخ ابوبکر اسماعیل فرغانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بہت زمانے تک فاقہ کشی کرتا رہا' کبھی کبھی بے ہوش ہو کر گر بھی جاتا تھا اس وقت میں ناپختہ فہم تھا' بھوک کی وجہ سے ہاتھوں کے ناخن کا رنگ بدل جاتا تھا ایک روز میں نے عرض کیا: یا اللہ! اگر مجھے تیرا اسم اعظم معلوم ہوتا تو فاقہ کے وقت میں تجھ سے اس کے وسیلہ سے دعا کرتا ایک بار دمشق میں باب البرید پر بیٹھا تھا' میں نے مسجد میں دو آدمیوں کو جاتے دیکھا' دل نے کہا یہ دونوں فرشتے ہیں' دونوں پھر آ کر میرے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اسم اعظم سکھا دوں' دوسرے نے کہا ہاں' میں نے غور سے سنا اس نے کہا: اسم اعظم ''یا اللہ'' ہے۔ میں نے سوچا میں نے سیکھ لیا اور جانے کا ارادہ کیا مگر اس فرشتے نے کہا تم جس طرح ''یا اللہ'' کہتے ہو وہ صحیح نہیں ہے بلکہ صدق لجاء کے ساتھ

کہو۔ حضرت شیخ ابوبکر فرماتے ہیں صدق لجاء کا مطلب یہ ہے کہ کہتے ہیں وقت قائل ایسا ہو جس طرح کوئی دریا میں ڈوب رہا ہو اور اس کا بچانے والا کوئی نہ ہو اور اسے یقین ہو کہ خدا کے سوا اس کی پناہ گاہ نہیں۔

اہلیت

ایک فقیر ایک شیخ کی خدمت میں آیا۔ شیخ اسم اعظم جانتے تھے۔ فقیر نے کہا مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے۔ شیخ نے پوچھا کیا تمہارے پاس اسم اعظم کی اہلیت ہے؟ فقیر نے کہا ضرور ہے۔ شیخ نے حکم دیا' شہر کے دروازے پر جا کر بیٹھو اور وہاں جو واقعہ دیکھو آ کر بتاؤ۔ فقیر نے وہاں دیکھا کہ ایک بوڑھا گدھے پر لکڑیاں لاد کر لا رہا تھا۔ ایک سپاہی نے اسے مار کر لکڑیاں چھین لیں اور اسے بھگا دیا۔ شیخ نے پوچھا اس واقعہ کے وقت اگر تجھے اسم اعظم معلوم ہوتا تو تم کیا کرتے؟ فقیر نے کہا سپاہی کی موت کے لئے بددعا کرتا۔ شیخ نے فرمایا: اور مجھ کو اسم اعظم ان لکڑی والے بزرگ ہی نے دیا ہے گویا اسم اعظم سیکھنے والے کو برگزیدہ حضرات کے صفات سے متصف ہونا چاہئے خاص طور سے حلم و بردباری' صبر و توکل رحم و رأفت میں کامل ہونا چاہئے۔ (رضی اللہ عنہم ونفعنا بهم)

مریضِ عشق

حضرت شیخ یوسف بن حمدان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' درویشوں کی ایک جماعت بصرہ ہوتے ہوئے حج کے ارادے سے چلی' میں بھی ہمراہ تھا۔ ان میں ایک نوجوان پر مجھے رشک آتا تھا' جن کی صحبت میں انس تھا وہ ہمہ وقت ذکر و مناجات میں مشغول رہتے' ہم لوگ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو وہ سخت بیمار ہو گئے اور انہوں نے ہم لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ میں ان کا بیمار پرسی کے لئے لوگوں کے ساتھ گیا' ان کی پریشانی اور شدت مرض دیکھ کر کسی نے کہا کیوں نہ ہم لوگ کسی طبیب کو بلائیں' شاید وہ مرض کی تشخیص کر کے کوئی مناسب دوا دے سکے۔

یہ سن کر وہ مسکرائے اور کہا: بزرگو اور دوستو! موافقت کے بعد مخالفت بہت بری شئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کے واسطے ایک حالت کو پسند فرمایا وہ اگر دوسری حالت کی خواہش کرے تو کیا یہ ارادہ خداوندی کی مخالفت نہیں ہے؟ شیخ یوسف فرماتے ہیں ہم لوگوں کو ان کی بات نے شرمندہ کر دیا' انہوں نے پھر فرمایا:

''قتیل عشق کی دوا اگر عشق سے بے بہرہ شخص سے مل سکتی ہے تو لینے میں کوئی حرج نہیں' بیماری اور تکلیف کے اندر نفس کی پاکی اور گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور موت کی یاد دہانی بھی اور مریض کی بیماری' مشاہدہ نفس اور خواہش کی موافقت ہے۔''

یـــد الـلّٰـــه دوائـــی　　　ویـعـلـم الـلّٰـه دائـی

اللہ ہی کے ہاتھ میری دوا ہے اور اس کے علم میں میری بیماری ہے۔

انـمـــا اظـلـم نـفـسـی　　　بـــاتـبـاعـی لـهـوائـی

میں نے تو اپنی ذات پر ظلم ہی کیا اپنی نفس کی پیروی کر کے

کـلـمـــا داویـت دائـی　　　غـلـب الـداء دوائـی

جب اپنی بیماری کا علاج کرتا ہوں تو میرا مرض دوا پر غالب آ جاتا ہے۔

جس کا خدا ہو پاسباں

ایک بزرگ ایک بار پریشان حالی' اور خوف سے گھبرا کر بلا توشہ اور بغیر سواری کے مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔ تین روز سفر کرنے کے بعد چوتھے دن ان پر بھوک پیاس اور گرمی کا اثر ہو گیا' فرماتے ہیں:

''مجھے اپنی موت کا اندیشہ ہوا کوئی درخت بھی نہیں تھا جس کے سائے میں آرام کرتا چنانچہ میں نے اپنا حال رب تعالیٰ کے سپرد کیا اور روبقبلہ بیٹھ گیا' مجھ پر غنودگی چھا گئی' بیٹھے بیٹھے سو گیا' خواب میں ایک شخص آیا جس نے کہا اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں نے ہاتھ اٹھایا تو اس نے مصافحہ کیا اور فرمایا مبارک ہو' تم سلامتی کے ساتھ مکہ شریف پہنچو گے اور حضور انور ﷺ کی زیارت سے بھی شرف یاب ہو گئے میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: میں خضر ہوں (علیہ السلام) میں نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا یہ دعا تین بار پڑھو: **یـا لـطـیـفـا بخلقه یا خبیرا بخلقه یا علیما بخلقه الطف بی یا لـطـیـف یـــا عـلـیـم یـا خـبـیـر** فرمایا: یہ ایسا تحفہ ہے جس سے ہمیشہ کے لئے غنا ہے' تمہیں جب کوئی پریشانی ہو کوئی مصیبت آئے تو اسے پڑھنا' پریشانی و مصائب دفع ہو جائیں گے یہ کہہ کر غائب ہو گئے اتنے میں میں نے سنا کوئی آواز دے رہا ہے اور یا شیخ یا شیخ پکار رہا ہے' آواز سن کر میں بیدار ہوا اس نے پھر کہا ہمارے یہاں سے سات روز قبل ایک نوجوان حج کے لئے گیا ہے آپ کہاں جائیں گے؟ میں نے کہا جہاں رب تعالیٰ لے جائے وہ شخص اونٹ سے اترا توشہ دان سے دو روغنی روٹیاں

درجا۔ مجھے کھانے کو دیا اور پانی پیش کیا۔ میں نے ایک روٹی کھائی اور پانی پیا پھر کہا اب اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ وہ میرے آگے سوار ہوا ہم نے ایک دن اور دو راتیں سواری چلائی اور قافلہ کو جا لیا جس میں اس کا بیٹا مل گیا۔ وہ اسے ڈھونڈ کر میرے پاس لایا اور کہا: اے میرے فرزند! اس شخص کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیری جستجو میرے لئے آسان کر دی اس کے بعد میں نے انہیں رخصت کیا اور ان کے پاس سے روانہ ہو گیا وہ شخص آ کر مجھ سے ملا' میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور لپٹا ہوا ایک کاغذ میرے ہاتھوں میں دے کر چلا گیا میں نے کھولا تو اس میں پانچ درہم تھے ان میں سے کچھ لے کر اونٹ کرایہ کیا اور بقیہ سے زادِ سفر خرید کر حج کیا اور زیارت رسول ﷺ سے مشرف ہو کر حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام کی جانب گیا جب مجھے کوئی ضرورت یا پریشانی درپیش ہوئی' میں نے حضرت خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا پڑھ لی' یقیناً میں ان کے کرم و احسان کا معترف اور رب تعالیٰ کی رحمت کا شکر گزار ہوں۔''

غیبی نعمتیں

ایک درویش فرماتے ہیں کہ ایک بار میں سیاحت اور چلہ کشی کے ارادے سے' ویرانے کی طرف چلا' چوتھے روز میرے دل میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہوا' اور جسم پر بھی لرزہ جیسا ہونے لگا۔ اسی دوران اچانک دو ادھیڑ عمر کے خوش شکل آدمی میرے پاس آئے اور انہوں نے سلام کیا' میں نے جواب دیا' نام پوچھا میں نے بتایا عبداللہ' ان میں سے ایک نے کہا ہم بھی اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کی جانب ہی جا رہے ہیں ہم لوگ آگے چلے' نماز ظہر کا وقت ہوا تو ان میں سے ایک نے دریافت کیا۔ کیا یہی وقت ہے؟ میں نے کہا' ہاں اس نے پوچھا کیا ہمیں نماز پڑھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا یہ ذمہ داری آپ لوگ اٹھائیں' آپ میں سے کوئی پڑھائے۔ ان میں سے ایک نے نماز پڑھائی ہم نے سنت ادا کی۔ امام جب اپنی سنتیں پڑھ کر فارغ ہوئے تو ہمارے پاس ایک طباق لائے جس میں انگور کا ایک خوشہ رکھا تھا اور انجیر تھے' اور کہا بسم اللہ! جو اتنے لذیذ تھے جیسے میں نے زندگی میں کبھی نہ کھائے۔ سب لوگوں نے حسب خواہش کھایا اور آگے روزہ نہ ہو گئے۔

دوسرے دن ظہر کے وقت پھر میری طرف دیکھ کر پوچھا کیا یہی وقت ہے؟ میں نے پھر کہا ہاں! پھر نماز کے لئے کہا' میں نے معذرت کی' ان میں سے دوسرے نے نماز پڑھائی' سنتوں کے بعد وہ خوان لے کر آئے جن میں انگور اور انجیر تھے۔ ہم نے شکم سیر ہو کر کھایا اور بقیہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے

ہوئے۔ تیسرے دن مجھے خیال آیا کہ آج یہ لوگ ضرور مجھ سے نماز پڑھانے کے لئے کہیں گے اور مجھے ان لوگوں کی موافقت بھی کرنی چاہئے اور وہی کام کرنا چاہئے جو ان لوگوں نے کیا (یعنی خوان نعمت لانا) چنانچہ میں نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر عرض کیا:

اللھم انك ولی النعم من غیر استحقاق وانا عبدك ضعیف غیر مستحق للنعم و قدرجعت الیك فیما اقصده انك علی كل شی قدیر اے اللہ تو بلا استحقاق نعمت دینے والا ہے اور میں تیرا بندہ ضعیف ہوں کسی طرح نعمت کا حقدار نہیں مگر اپنی تمنا تیرے حضور لایا ہوں بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

جب ظہر کا وقت ہوا تو ایک نے دریافت کیا کیا یہی وقت ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کیا نماز پڑھاؤ گے؟ میں نے کہا' ان شاء اللہ۔ ایک نے اقامت کہی اور میں نے نماز ظہر پڑھائی اور سلام کے بعد سنت پڑھی' اس کے بعد میں نے دائیں جانب پلٹ کر دیکھا تو خوان نعمت رکھا ہوا تھا' اور اس میں انگور' انجیر اور انار تھے میں نے طباق ان کے سامنے رکھا۔ ہم لوگوں نے مل کر کھایا اور بقیہ چھوڑ کر اٹھ گئے اور میں نے ربّ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ استحقاق کے بغیر مجھے نعمت سے نوازا اس کے بعد ہم لوگ چالیس روز مقیم رہے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے مقصد میں لگا رہتا اور نماز کا وقت ہوتا تو ہم جمع ہوتے ایک ایک دن تینوں نماز پڑھاتے اور طبق لاتے۔ چالیس روز کے بعد انہوں نے مجھے خدا حافظ کہا اور ہم لوگ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور کسی نے کوئی بات نہیں پوچھی۔ اس کے بعد بھی میں اسی حال میں رہا۔ روزانہ اللہ تعالیٰ کی جدید نعمتیں اترتی تھیں' جن کا تعلق ظاہر سے بھی تھا اور باطن سے بھی' اور جب بھی نعمت کا شکر ادا کرتا تو نعمت اور زیادہ ہوتی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنھم)

دو سعید روحیں

شیوخ مکہ میں سے ایک شیخ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ: ''میں غار میں تنہا رہتا تھا بعض اوقات کم وبیش ایک ماہ تک وہاں ارد گرد میں کسی انسان کی صورت نظر نہیں آتی تھی' مباح چیزوں سے اپنا شکم بھرتا تھا' بھوک لگنے پر غار سے باہر نکلتا' اور ضرورت کے مطابق کھا پی کر واپس اپنی جگہ پہنچ جاتا' حسب عادت ایک دن غار سے باہر آیا تو ایک سوار کو اپنی طرف آتے دیکھا' معاً چھپ کر پھر غار میں چلا آیا تا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ مگر تھوڑی دیر بعد وہ شخص غار کے دہانے پر آ پہنچا اور اس نے میرا نام لے کر آواز دی' میں اس کے پاس چلا آیا اس نے مجھے سلام کیا۔ جواب سلام کے بعد شیخ مکہ: کیا

تم آدمی ہو؟ جی ہاں۔ شیخ مکہ: کہاں کے باشندے ہو اور تمہیں میرا نام کس نے بتایا؟ میں شہزادہ ہوں' تین روز قبل شکار کے لئے نکلا تھا' احباب سے الگ ہو کر جنگل میں بھٹک گیا۔ بھوک پیاس سے ہلاکت کے قریب جا پہنچا۔ اس وقت اچانک ایک چادر پوش بزرگ ظاہر ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک کوزہ تھا۔ اس سے مجھے سیراب فرمایا اور ایک مشت گھاس مجھے عنایت فرمائی' میں نے اسے کھالیا' وہ گھاس تمام ترکاریوں سے زیادہ لذیذ تھی۔ جب میں آسودہ ہو چکا تو فرمایا: اے محمد! کیا اس سے قبل تم توبہ کر چکے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں آپ کے دست مبارک پر ابھی توبہ کرتا ہوں۔ چنانچہ ان کی دست بوسی کر کے میں نے توبہ کی' اور اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا۔ حضور! میرے حق میں دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے قبول فرمالے۔ انہوں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دعا فرمائی: یارب محمد بحرمته نبيك محمد صلی الله عليه وسلم اے رب محمد! اپنے نبی ارحم محمد وتب علی محمد واقبل محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل محمد پر رحم فرما! اس کی توبہ قبول کر اور اسے اپنی بارگاہ میں پذیرائی بخش یہ دعا فرماتے وقت ان کی آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ ان کی دعا کی حلاوت میں اپنے قلب میں محسوس کی اور میں نے رب تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ میں جس دنیا سے باہر آ چکا ہوں' مرتے دم تک اس میں واپس نہیں جاؤں گا۔ اس کے بعد بزرگ نے فرمایا: اپنی سواری پر بیٹھو میں نے عرض کیا اب میں سواری استعمال نہیں کروں گا اس پر انہوں نے مجھے قسم دے کر سوار کیا۔ خود میرے آگے آگے چلتے رہے۔ اس کے بعد آپ کا نام اور مسکن بتانے کے بعد فرمایا۔ ان کی مصاحبت اختیار کرو وہ تمہیں نیکی کا سبق دیں گے۔ شیخ مکہ: اب یہ گھوڑا کیا ہوگا؟ شہزادہ محمد: اب مجھے اس کی حاجت نہیں۔ شیخ مکہ: اپنا گھوڑا۔ اس نے جنگل میں چھوڑ دیا اور میرے ہمراہ غار میں آیا۔ میں نے اپنے کھانے کی چیزیں اس کے سامنے پیش کیں۔ کچھ کھایا اور رات ہونے تک ہم بیٹھے رہے۔ پھر میں نے اس سے کہا۔ ''اے بیٹے! عبادت شرکت کے ساتھ ٹھیک نہیں ہوتی' اور قریب کے دوسرے غار کی جانب اشارہ کر کے اس سے کہا کہ تم وہاں بیٹھ کر عبادت کرو۔ وہ چلا گیا میں ہر تین دن بعد جا کر اس سے ملتا تھا اسے بھی جب بھوک لگتی' وہ وہی مباح چیزیں' غار سے نکل کر کھا لیتا تھا اور ہمارے قریب جو چشمہ تھا اس کا پانی پی لیتا تھا۔ گھوڑا بھی دن بھر چرنے کے بعد شام کو وہیں آ بیٹھتا۔ ایک روز وہ نوجوان حیران و پریشان میرے پاس آیا' میں نے خیریت پوچھی' کہنے لگا' میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے والدین میری جستجو میں ایک مقام سے دوسرے مقام کا چکر کاٹ رہے ہیں اور ان کے

ہاتھوں میں دو چراغ جل رہے ہیں۔ والدین جب میرے نزدیک آتے ہیں تو ایک شخص ان سے کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں کو خدا کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اپنے فرزند کو اللہ کی راہ میں چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ اللہ کی جانب چل پڑا ہے۔ ان بزرگ کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا ہیرا ہے وہ میرے والدین سے فرماتے ہیں کہ یہ ہیرا میری طرف سے قبول کرلو' بزرگ کے پیہم اصرار پر میرے ماں باپ نے رضا مندی ظاہر کردی اور بزرگ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ ہیرا تیرے حق میں خوشخبری ہے؟ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا''۔

میں نے شہزادے سے کہا: فرزند! یہ تیری توبہ کا اثر ہے' جو تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھایا گیا ہے۔ میری بات سن کر وہ خوش ہو گیا اور ایک مدت سے ہم لوگ اسی حال میں رہتے تھے۔ ایک شب میں نے رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا' آپ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ ''تم دونوں شہر کے اندر جاؤ تاکہ لوگ تم سے نفع اندوز ہوں اور تمہیں لوگوں سے فائدہ ہو۔ صبح ہوئی تو میں شہزادہ محمد کے پاس گیا اور اسے خواب بتایا''۔

شہزادہ محمد: حضرت میں نے بھی آج شب خواب دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں ایک رسی ہے اور ایک حسین وجمیل انسان میرے دائیں جانب کھڑا اس رسی کی گرہ کھول رہا ہے۔ اور کہتا ہے۔ تمہیں جو حکم دیا جائے اس پر عمل کرنا۔ شیخ مکہ: فرزند ار جمند! یہ تو شکر وحمد کا مقام ہے۔

اس کے بعد ہم لوگ غاروں سے روانہ ہو کر دیار بکر کے ایک شہر میں گئے۔ گھوڑا ابھی ہمارے پیچھے پیچھے چلا' ایک خانقاہ میں وارد ہوئے۔ اس کے شیخ کا دو روز قبل انتقال ہو چکا تھا۔ ان لوگوں نے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگے۔ ''وہ شخص یہی ہے''۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا۔ ''یا شیخ! کیا آپ یہاں قیام فرمائیں گے؟'' اس کے بعد ایک نورانی شکل والے شیخ تشریف لائے اور مجھے سلام کر کے کہا۔ حضرت! خدا واسطے آپ ہمارے یہاں قیام فرمائیں۔ میں نے جواب دیا۔ ''اللہ کو اختیار ہے''۔ اسی دن ہمارے پاس ایک فقیر آیا ہم نے اپنا گھوڑا اسے دے دیا اور گھوڑے کا قصہ بھی بتایا۔ میں اور نوجوان شہزادہ محمد بیس سال تک اسی خانقاہ میں رہے۔ شہزادہ محمد کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوا اور نہ ہی کسی کو یہ خبر ہو سکی کہ وہ کہاں کا باشندہ ہے؟ یہاں تک کہ شہزادہ محمد کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ ۔ ان کے بعد میں حج کے لئے نکلا اور میرا ارادہ تھا کہ بیت اللہ شریف کی مجاورت اختیار کرلوں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ مکہ تین برس تک مکہ مکرمہ میں رہے۔ اس کے

بعد وصال ہوگیا اور وہیں بطحا میں آسودہ خاک ہوئے۔

فقر اور قوتِ تحمل

ایک درویش اپنے ابتدائے ارادت کا ذکر فرماتے ہیں۔ میں ایک شیخ کی خدمت میں گیا' وہ مجھ سے کام لیا کرتے تھے اور میں خدمت سے مسرور ہوتا تھا' ایک روز فقیروں کے لئے گوشت لانے کا حکم دیا' میں قصاب کے پاس گیا' گوشت خریدا اور ایک برتن میں لے کر جوں ہی چلنے کے لئے مڑا ایک شخص سامان سے لدا ہوا گھوڑا ہانک کر لا رہا تھا اس نے مجھے گھونسا مارا اور میں قصاب باڑے کی ایک میخ پر جا گرا۔ سخت چوٹ اور زخم آیا۔ قصاب نے مجھے اٹھا کر میری مرہم پٹی کی' ابھی وہ میرے زخم پر پٹی باندھ کر فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ گھوڑے والا شخص اپنے ساتھ تین آدمیوں کو لئے پھر آن پہنچا اور کہا میرا بٹوہ گم ہوا ہے' جس میں دس دینار تھے۔

وہ لوگ مجھے قصاب کو اور دو آدمیوں کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لے گئے اور کہا کہ انہوں نے ہمارا بٹوہ چرایا ہے اس جرم میں کوتوال نے مجھے اور تینوں آدمیوں کو کوڑے لگوائے۔ اس کوڑے کی ضرب میرے زخم پر ہی لگ رہی تھی۔ اتفاق ایسا کہ جس برتن میں میں نے گوشت لیا تھا' بٹوہ اسی میں ملا اور خود ایک سپاہی نے اسے دیکھ لیا۔ چنانچہ سب نے بیک زبان مجھی کو چور کہا اور کوتوال نے میرا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ کوتوال کے حکم سے تیل گرم کیا گیا اور میرے گرد لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی' کوئی مارتا کوئی برا بھلا کہتا۔ چار آدمیوں نے مجھے اپنے نرغے میں لے رکھا تھا۔ اتنے میں خبر آئی کہ تیل گرم ہو چکا ہے۔ چور کو حاضر کیا جائے میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر چکا تھا جو تمام حکومتوں کا مالک ہے اس وقت ایک آدمی نے مجھے ایک زوردار طمانچہ رسید کیا۔ میں نے اس پر بھی صبر کیا اور ربّ تعالیٰ ہی پر اعتماد کئے رہا۔ پھر اس نے مجھے چور ڈاکو کہتے ہوئے زور کا جھٹکا دیا کہ میں منہ کے بل زمین پر گر پڑا' میں نے اس وقت نبی کریم ﷺ کی زیارت کی' سرکار ﷺ تبسم فرما رہے تھے اور مجھے دیکھ رہے تھے اس حالت میں ابھی میں سیدھا کھڑا بھی نہ ہو پایا تھا کہ میری تمام پریشانیاں کافور ہوگئیں اسی وقت کسی پکارنے والے نے پکار کر کہا تم لوگوں نے جسے پکڑا ہے وہ شیخ کا خادم ہے لوگوں نے مجھے دیکھا اور کہا **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم** اس کے بعد تو سب میرے قدم پر گرنے لگے۔ کوتوال نے قدم بوسی کر کے معافی طلب کی' بٹوے والا گریہ وزاری کرنے لگا۔ میں نے سب کو جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔ یہ ایک امتحان تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ

بٹوے کی رقم اور گھوڑے پہ لدا ہوا سارا مال شیخ ہی کے لئے تھا۔

عین اسی وقت جب مجھ پر گزر رہی تھی۔ حضرت شیخ' اور خانقاہ کے تمام فقراء ایک باہمی معاملے کے باعث استغفار میں مشغول تھے۔ کوئی خانقاہ سے باہر نہیں نکلا۔ میں جب گوشت لے کر خانقاہ میں پہنچا اور سارا قصہ بتایا تو شیخ نے فرمایا۔ ''جس نے صبر کیا اس نے جمال و کمال پایا اور اے فرزند! میں بھی فقراء کے ساتھ تیری حالت دیکھ رہا تھا' کیونکہ اس کا مجھے پہلے سے علم ہو چکا تھا''۔ نیز فرمایا۔ ''اے محمد! یہ واقعہ راہ طریقت میں تیرے کامل ہونے کا ذریعہ بن گیا۔ اب تو جہاں چاہے سفر کر''۔ (رضی اللہ عنہم)

فیضِ روحانی

ایک بزرگ سیر و سیاحت کی نیت سے جنگل میں تشریف لے گئے۔ کئی روز تک بھوکے پیاسے رہے۔ ایک روز شدت کی پیاس لگی' مگر پانی کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ جنگل کے کنارے ایک مکان دیکھ کر وہاں پہنچے۔ تو اس مکان سے درندے وحشی جانور نکل کر بھاگے اور اندر دیکھا تو ایک شخص رو بہ قبلہ لیٹا ہوا تھا۔ پتہ چلا کہ یہ تو صرف لاش ہے اور شاید درندے اسے اپنی خوراک بنانا چاہتے تھے۔ فرماتے ہیں۔ ''اب مجھے ان کی تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی' مگر پیاس کا اتنا غلبہ تھا کہ قبر کھودنے کا یارا نہیں تھا''۔ اسی اثنا میں ایک شخص جنگل سے نکل کر میرے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک چشمہ ہے۔ میں ان کے ہمراہ وہاں گیا تو چشمہ پر ایک مشک اور پانی کا ایک مٹکا بھی تھا۔ میں پانی پی کر سیراب ہو گیا۔ پھر ہم لوگوں نے مشک اور مٹکے میں پانی لا کر انہیں غسل دیا۔ گدڑی کا کفن دیا اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔ اس شخص نے مجھے بتایا کہ یہ اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ مگر خود یہ اپنے مقام سے ناواقف تھے' رب تعالیٰ سے بہت خوف رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا مقام ان سے پوشیدہ رکھا تھا۔ اتنا کہہ کر وہ شخص یک بیک غائب ہو گیا لگتا تھا اسے کسی نے اچک لیا۔ میں نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر قرآن مجید کی کچھ تلاوت کی اور اس کا ثواب انہیں بخشا اور رب تعالیٰ سے ان کے وسیلے سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کی اور مجھے عرصہ دراز تک ان کی برکتیں محسوس ہوتی رہیں۔ (رضی اللہ عنہ و نفعنا بھم)

حیرت پر حیرت

سادات کرام میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں عرصہ دراز تک ایک ساحلی مقام پر تنہا مصروف عبادت رہا۔ عید الفطر کے موقع پر نماز عید کے لئے ایک شہر میں گیا' واپس لوٹا تو اپنی جگہ حجرے میں ایک شخص کو مشغول نماز پایا' حالانکہ حجرے کے دروازے کی ریت پر ان کے قدم کا کوئی نشان نہیں تھا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ وہ حجرے میں کس طرح تشریف لے گئے۔ نماز کے بعد وہ دیر تک روتے رہے۔ میں اس فکر میں تھا کہ عید کا دن ہے ان کی ضیافت کس طرح کروں؟ انہوں نے مجھے دیکھا اور فرمایا۔ ''فکر نہ کرو' غیب میں ایسی ایسی چیزیں پوشیدہ ہیں جو تم نہیں جانتے۔ اگر تمہارے پاس پانی ہو تو وہی لاؤ۔ میں لوٹے میں پانی لانے کے لئے اٹھا تو دیکھا کہ لوٹے کے پاس دو گرم گرم روٹیاں رکھی ہیں اور بہت سے بادام بھی۔ میں نے یہ سب چیزیں ان کے پاس حاضر کیں۔ انہوں نے روٹی کے ٹکڑے کئے اور بادام میرے سامنے کیا' اور فرمایا کھاؤ۔ وہ بادام اٹھا اٹھا کر مجھے دیتے گئے اور میں کھاتا گیا۔ مگر انہوں نے محض ایک دو بار بادام اٹھا کر اپنے منہ میں رکھے اور کچھ نہیں کھایا۔ مجھے حیرت پر حیرت ہوئی''۔ فرمایا۔ ''تعجب نہ کرو اللہ تعالیٰ کے ایسے ایسے بھی بندے ہیں جس جگہ جو شے چاہتے ہیں انہیں مل جاتی ہے''۔ میں مزید استعجاب میں ڈوب گیا اور دل میں سوچا کہ ان کی صحبت اختیار کرنے اور مواخاۃ قائم کرنے کی درخواست کروں۔ فرمایا: مواخاۃ کے لئے جلد بازی نہ کرو۔ ان شاء اللہ میں تمہارے پاس پھر جلد آؤں گا اور یہ کہہ کر غائب ہو گئے اور مجھے معلوم نہیں کہ کہاں گئے' اس بات پر میں اور بھی حیران ہوا۔ ساتویں شوال کی شب کو وہ پھر تشریف لائے اور مجھ سے مواخاۃ قائم کی۔ (رضی اللہ عنہم و نفعنا بهما آمین)

جسم لطیف والے

وہی بزرگ فرماتے ہیں' میں ملک شام میں اپنی خلوت کے اندر بعد نماز بعد نماز عشاء بیدار تھا' دروازہ بند تھا مگر میں نے دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس طرح آئے۔ تھوڑی دیر مجھ سے بات چیت کی' درویشوں کے تذکرے ہوتے رہے۔ انہوں نے ملک شام کے ایک شخص کی مجھ سے تعریف بیان کی اور کہا بہت اچھا آدمی ہے۔ اگر اسے یہ معلوم ہوتا کہ وہ کہاں سے کھاتا ہے۔ پھر انہوں نے میرے ایک شناسا کا نام لے کر' مجھ سے کہا کہ انہیں ہمارا سلام

پہنچائیں۔ میں نے عرض کیا وہ تو حجاز میں ہیں۔ آپ لوگ انہیں کس طرح جانتے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا: وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں شخص محراب کی طرف گئے، میں نے سوچا شاید نماز پڑھیں گے مگر وہ دونوں دیوار سے نکل گئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بھما آمین)

مشرق کے اہلِ روحانی

یہ واقعہ بھی انہی سے مذکور ہے کہ ماہ رجب ۶۴۲ھ ایک روز نماز عصر کے بعد جب کہ وہ سواحل شام میں خلوت گزیں تھے۔ ان کے پاس دو بزرگ آئے، کس طرح اور کہاں سے آئے کچھ پتہ نہیں چلا۔ فرماتے ہیں۔ ''مجھے خوف محسوس ہوا مگر انہوں نے سلام، مصافحہ کیا تو خوف دور ہوا اور موانست پیدا ہوئی۔ میں نے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آ رہے ہیں؟ جواب دیا۔ ''سبحان اللہ آپ جیسا شخص یہ بات پوچھ رہا ہے؟''۔ میں نے ان دونوں حضرات کے سامنے جو کی روٹی کے ٹکڑے حاضر گئے۔ ان لوگوں نے کہا۔ ''ہم اس لئے نہیں آئے ہیں بلکہ آپ کے ذریعہ فلاں شخص تک اپنا سلام کہلوانے اور خوشخبری پہنچوانے کے لئے آئے ہیں''۔ میں نے پوچھا۔ ''آپ لوگ ان سے کبھی ملے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا۔ ''ہم ان سے مل چکے ہیں مگر وہ ہم سے نہیں ملے''۔ پھر میں نے پوچھا۔ ''کیا اس شہادت کا آپ لوگوں کو اذن ملا ہے؟'' انہوں نے کہا۔ ''ہاں''۔ اس کے بعد فرمایا کہ ہم لوگ مشرق سے اپنے روحانی بھائیوں کے پاس آئے ہیں اور غائب ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت خضر علیہ السلام کا سلام

انہی کے متعلق ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ، حطیم کعبہ میں ایک شخص کھڑے ہیں جن کا سر کعبہ کی چھت کے برابر ہیں اور مشائخ سے کہہ رہے ہیں، فلاں کو میرا اسلام پہنچاؤ، اور ان سے کہو کہ ہمارے آنے تک صبر کریں، خواب دیکھنے والے شیخ نے پوچھا۔ ''آپ کون ہیں؟'' فرمایا۔ ''خضر''۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنھم و نفعنا بھم آمین)

مردِ غیب

وہی بزرگ فرماتے ہیں۔ ساحل شام پر ایک جوان کو میں نے اپنے نزدیک دیکھا، ہم دونوں وہاں تین روز رہے، نہ وہ میرے پاس آئے اور نہ ہی میں ان کے پاس گیا۔ اس کے بعد میں نے چاہا کہ ان سے مل کر بات کروں۔ چنانچہ ان کے بالکل قریب جا کر سلام کیا اور دو رکعت نماز کی نیت باندھی اور انہیں اپنی بغل میں دیکھ رہا تھا۔ اثنائے نماز میں اچانک وہ روپوش ہو گئے اور ان کی جانماز اور جوتیوں کے سوا مجھے کچھ دکھائی نہ دیا۔ رضی اللہ عنہ۔

جس صاحب نعمت بزرگ کا تذکرہ ''حیرت پر حیرت'' سے شروع ہو کر یہاں تک ہوا، حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک وضو سے انہوں نے کبھی بارہ روز تک نماز پڑھی ہے۔ وہ امام یافعی کے زمانہ ے موجود تھے اور انہوں نے روض الریاحین کی تالیف کے زمانہ تک کا حال لکھا ہے کہ اب تک انہیں پندرہ سال ہو چکے ہیں کہ زمین پر پہلو نہیں لگایا، اور کئی کئی روز تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔ اگر کھاتے بھی تو بہت مختصر سی، سخت اور خشک چیز کھاتے۔ امام یافعی فرماتے ہیں۔ ''مجھ سے نہایت موافقت کی بنیاد پر، میرے کہنے پر، منیٰ میں گوشت کا ٹکڑا تناول فرمایا''۔

امام یافعی ان کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ۔ ''ایام حج میں وہاں منکرات واقعات کی وجہ سے، حضرت حج کے لئے نہیں جانا چاہتے مگر جب حکم ہوتا ہے تو چار و ناچار تشریف لے جاتے ہیں''۔

(رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ آمین)

ارادت اور دنیا طلبی

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں سیاحت و زیارت کی نیت سے عراق گیا۔ ایک آبادی کے ویران مکان کے پاس لیٹا اور سو گیا۔ خواب میں کسی نے کہا تیرے بغل میں دیوار کے اندر دفینہ ہے، اٹھ کر نکال لے، وہ تیرا ہے۔ بیدار ہوا اور دیوار کو دیکھا، ایک لکڑی سے تھوڑا سا کریدا تو ایک کپڑے کی تھیلی میں پانچ سو دینار ملے۔ میں نے سوچنا شروع کیا کہ میں ان دیناروں کا کیا کروں۔ خیال آیا کہ فقیروں کو دے دوں۔ پھر خیال آیا کہ ایک دوکان خرید کر درویشوں پر وقف کر دوں وغیرہ وغیرہ۔ سویا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، سرکار نے ارشاد فرمایا۔ ''اے فقیر! ارادت اور دنیا

طلبی دونوں یکجا نہیں ہو سکتیں' اور آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگشت مبارک کو ملایا اور حکم دیا کہ یہ دینار جزیرہ خضراء کے باشندے ابوالعباس کے پاس لے جا' جو اس وقت بغداد کی فلاں مسجد میں رہتے ہیں''۔

یہ دیکھ کر میں بیدار ہوا اور وضو کر کے نماز پڑھی۔ پھر فوراً بغداد چل پڑا اور شیخ ابوالعباس سے مل کر سارا واقعہ سنایا اور درہم ان کی خدمت میں پیش کیے۔ انہوں نے پوچھا۔ ''سید عالم ﷺ نے تمہیں اس بات کا حکم کب فرمایا؟'' میں نے کہا۔ ''سات روز ہوئے''۔ انہوں نے فرمایا۔ ''اے بیٹے! ٹھیک اسی دن میں نے بھی حضور ﷺ کی زیارت کی تھی اور آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ فقیر میری بھیجی ہوئی شے لے کر پہنچے تو لے لینا اور اپنے مصرف میں لانا اور اے بیٹے! سات روز گزرے کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ اور ایک آدمی کا ہم پر قرض ہے وہ بھی شدت سے تقاضا کر رہا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے وہ قرض تیرے ہاتھوں ادا کیا۔ میں برائے خدا تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے ساتھ رہ جا اور میں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیتا ہوں''۔ میں نے عرض کیا۔ ''حضرت میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں جب کہ میں خدا کے کام میں لگا ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ نے جو کچھ میرے بارے میں فرمایا وہ بھی بیان کر چکا ہوں''۔ فرمایا۔ ''خیر اگر وہ نہیں کر سکتے تو کم از کم تین روز ہمارے پاس ضرور قیام کر''۔ میں رک گیا اس مدت میں وہ میرے ہمراہ ہی رہتے۔ صرف ضروری کاموں کے لئے چلے جاتے تھے۔ تین روز بعد میں ان سے رخصت ہوا۔

اہلِ توکل

ایک درویش فرماتے ہیں' میں خراسان کے ایک شہر میں گیا۔ بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک خوبصورت جوان ملا' سلام کیا اور میرے پیچھے چلنے لگا۔ جب میں بازار سے باہر آ گیا تو کہنے لگا۔ ''خدا کے لئے میرے مہمان ہو جایئے''۔ میں اس کے ساتھ ایک عالی شان مکان میں داخل ہوا' جہاں نیکی کے آثار ظاہر تھے۔ مجھے اچھے کھانے کھلائے اور غایت درجہ تکریم کے ساتھ تین روز روکا۔ وہیں جوان کے بزرگ باپ سے بھی ملاقات ہوئی۔ چوتھے روز جوان کے بزرگ باپ نے مجھے اپنا مہمان بنایا۔ پانچویں روز جوان مجھے شہر پناہ کے باہر تک الوداع کہنے آیا۔ روٹی اور حلوہ' زادِ سفر کے علاوہ ایک بٹوہ بھی دیا اور منت و سماجت سے کہا یہ قبول فرمالیں۔ میں نے لے لیا۔ پھر دو روز سفر کر کے دوسرے شہر میں آیا تا کہ فقراء کو یہ سب چیزیں دے دوں۔ اتنے میں ایک نورانی صورت بزرگ

ملے۔میں نے سوچا یہ اللہ کے ولی ہیں۔نماز کا وقت ہو چکا تھا اس لئے مسجد میں گیا اور نماز کے بعد بیٹھا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا۔خواب میں کوئی کہہ رہا تھا۔''بٹوہ اس شخص کو دے دو''۔بیدار ہوا تو شیخ کی تلاش میں نکلا۔نہر کے کنارے پہنچا تو وہی شیخ نہر سے لوٹے میں پانی لیے میرے سامنے آ گئے میں نے ان کی دست بوسی کی اور بٹوہ کے اندر جو پانچ درہم تھے ان کے ہاتھ میں دے دیا۔انہوں نے قبول کرلیا اور فرمایا۔''اے فرزند جو غیر اللہ پر نظر رکھتا ہے' اسے اللہ کے پاس سے کچھ نہیں ملتا''۔میں نے دعا کی درخواست کی تو کہا۔'' یحفظ اللہ و یحفظ علیك و یحفظ بك' 'نصیحت کی استدعا کی تو فرمایا۔''اخلاق کو لازم پکڑ' اور تیرے اور اللہ کے درمیان جو عہد ہے' اس کا خیال کر'' پھر چلے گئے۔(رضی اللہ تعالٰی عنہ و نفعنا بہ آمین)

بندہ عباد الرحمٰن

ایک شخص نے خود کو درویشوں کے ہاتھ فروخت کیا' تاکہ ان کا حق ادا کرے۔کسی نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا یہ کام میں نے ایک ایسی بنیاد پر کیا ہے جس کی آگاہی مجھے رب تعالٰی کی جانب سے ہوئی۔

میں نے خواب میں دو فرشتوں کو اپنے سامنے دیکھا۔''ایک نے مجھ سے کہا اللہ تعالٰی کے ارشاد اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ' کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا۔(اللہ جانے''۔اس فرشتے نے پھر کہا۔''خواب دینا ضروری ہے''۔میں: جو شخص اللہ کا بندہ ہوتا ہے اس پر دشمن کا قابو نہیں چلتا۔دوسرا فرشتہ: (عبد) بندہ کے اوصاف کیا ہیں؟ میں: واللہ اعلم۔دوسرا فرشتہ: جواب تو دینا ہوگا۔میں:''بندہ کی صفت یہ ہے کہ آقا کے حکم کی اطاعت کرے اور اس کی منع کی ہوئی تمام چیزوں سے بچے''۔

میرا یہ جواب سن کر وہ دونوں فرشتے چلے گئے۔صبح ہوئی تو میں نے اپنے جواب اور اپنی حالت پر غور کرنا شروع کیا تو خود کو عبودیت کے مقام سے فروتر پایا' اور غور کرنے پر درویشوں کے علاوہ کسی کو ان صفات حسنہ کا جامع نہیں پایا۔تو یہ خیال آیا کہ میں خود کو ان حضرات کے ہاتھ بیچ دوں کہ اگر معبود حقیقی کا عبد نہ بن سکا تو اس کے بندوں کا ہی بندہ بن جاؤں۔اب میں رب تعالٰی کے بندوں کا غلام ہوں۔پھر روتے ہوئے کہا۔''اس کے حق کی قسم! خود کو میں نے نہ اس کی مجالست اور مرقبہ کے لائق پایا اور نہ اس کی خدمت کا اہل''۔

حقیقی توکل

ایک متوکل علی اللہ درویش فرماتے ہیں کہ میں بال بچوں کے نان نفقہ کی فکر میں ایک شب پریشان تھا' قلب اسی میں مشغول رہا۔ پھر میں آرام لینے کے لئے سویا تو خواب میں دیکھا کہ میں سمندر کے درمیان ایک جزیرہ میں ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ یہاں میں رزق کہاں سے پاؤں گا؟ ہاتف کی آواز آئی۔ ''اے شخص! تیری روزی اگر سات سمندر پار بھی ہوگئی تو مجھ تک ضرور پہنچے گی''۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا تو نہایت مطمئن اور خوش تھا اور اہل و عیال کے رزق کی فکر مجھ سے دور تھی۔ کچھ دیر بعد مجھے ایک دور دراز کے ایسے دوست کا ہدیہ ملا جس کے بارے میں میں وہم بھی نہیں کرسکتا تھا۔ میں نے کہا۔ ربّ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے۔ '' وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ '' اور جو اللہ سے ڈرے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دے گا اور اس کو روزی دے گا جہاں سے اس کو گمان (بھی) نہ ہو۔

بندوں پہ انعام و کرم اللہ نے کیا کیا' کیا
خود رزق کا ذمہ لیا جس نے ہمیں پیدا کیا
رزاق سے منہ موڑ کر اور رزق کی جدوجہد
اے بدر! خود انسان نے اپنے کو ہے رسوا کیا

خدا کے سپرد

ایک بزرگ اپنی بیوی کو بہت چاہتے تھے۔ شب میں آرام فرماتے تھے' اسی وقت ان پر ایسی حالت طاری ہوئی جو بیوی کیلئے خوفناک تھی۔ بیوی ان کی تمام حرکتیں دیکھتی رہیں اور باتیں سنتی رہیں۔ جب اس حال سے افاقہ ہوا' تو بیوی صاحبہ نے پوچھا' آپ کو کیا ہو گیا تھا؟ بزرگ نے بیوی کو سمجھا کر مطمئن کرنیکی کوشش کی مگر وہ نہ مانیں اور اپنے میکہ والوں کو بلا لائیں اور کہا یہ شخص مجنون ہیں' میں ان کے ساتھ کیسے رہ سکتی ہوں؟ میکہ والے اور خود بزرگ نے انہیں بہت سمجھایا مگر انہوں نے کہا اگر مجھے علیحدگی نہیں ملی تو میں بے موت مر جاؤں گی اور اس خون ناحق کے ذمہ دار آپ لوگ ہوں گے۔ بزرگ نے اس سے سات دن کی مہلت لی۔

وہ بزرگ اہلیہ کی جدائی کے تصور سے متفکر تھے اور فیصلہ کے لئے درمیان میں صرف ایک شب تھی۔ انہوں نے اپنا معاملہ ربّ تعالیٰ کے سپرد کیا اور صدق دل سے اسی کی جانب راجع ہو کر یہ دعا تین بار پڑھی۔ اللھم یا عالم الخفیات و یا سامع الاصوات ویامن بیدہ ملکوت

الارض والسموات و یا مجیب الدعوات استغثت بک و استجرت یا مجیرا اجرنی ۔

فرماتے ہیں کہ اس دعا کو پڑھنے کے بعد میں مصلے پر رو بہ قبلہ بیٹھا تھا' نصف شب کے وقت بیوی میری کمرے میں آئی اور میرے پیروں پر گر کر کہنے لگی ۔ میں خدا کے لئے تم سے معافی مانگتی ہوں' اور اپنے فعل سے تائب ہو کر تمہاری رضا چاہتی ہوں اور رب تعالیٰ سے بھی توبہ کی درخواست کرتی ہوں ۔

میں نے کہا جب تک میں تمہاری تبدیلی کا سبب نہ جان لوں اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ بیوی نے بیان کیا کہ ابھی میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا ایک ہاتھ میں کوڑا سنبھالے دوسرے میں چھری لئے ہوئے میرے پاس آیا اور کہا اگر تو اپنے ارادہ سے باز نہیں آئے گی تو میں تجھے ذبح کر ڈالوں گا اور مجھے تین کوڑے رسید کئے ۔ میں ڈر سے جاگ گئی اور کوڑوں کی ضرب کا اثر میرے قلب پر موجود تھا ۔ تھوڑی دیر بعد میں پھر سو گئی تو دوبارہ پھر اسی شخص کو اسی حالت میں دیکھا ۔ وہ کہہ رہا تھا میں نے تجھے نصیحت کی تھی یا نہیں؟ میں نے تجھے کسی کام کا حکم دیا تھا یا نہیں اور کوڑا بلند کر کے مارنے والا تھا کہ میں پھر بیدار ہو گئی اور اب بھاگ کر تمہارے پاس آئی ہوں ۔

میں نے دیکھا اس کی پشت پر تین ضرب کے نشانات موجود تھے ۔ میں نے کہا ۔ دنیا و آخرت میں تجھ سے راضی ہوا' اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے راضی ہو ۔ بیوی صاحبہ نے کہا ۔ ''شکریہ! میں اپنا حق مہر تمہارے لئے معاف کرتی ہوں اور زیور اور کپڑے فقراء کیلئے وقف کرتی ہوں'' ۔ صبح ہوئی تو اپنی بات پوری کی اور میں رب تعالیٰ کی عنایت پر اس کا شکر گزار ہوا ۔ اس کے بعد وہ میرے ہمراہ سات سال رہ کر وصال پا گئی ۔ بعد وفات میں نے اسے عمدہ عمدہ لباس و زیورات میں دیکھا ۔ وہ کہہ رہی تھی خدائے تعالیٰ نے مجھے جو نعمتیں بخشی ہیں تم دیکھ ہی رہے ہو اب میں تمہاری ملاقات کا انتظار کر رہی ہوں ۔ جیسے تم مجھ سے خوش ہوئے' اللہ اسی طرح تم سے خوش ہو ۔

خدا شناس کنیز

ایک فقیر کی نہایت فرمانبردار کنیز تھی ۔ فرماتے ہیں میں جو حکم دیتا بجا لاتی ۔ میں نے اس سے ایک دن کہا کوئی شعر پڑھ' اس نے پڑھا

فلولاک یالیلی ولو لا ک یا نعمی   ولو لا ک ما طبنا ولا طابت الدنیا

(اے لیلیٰ! اے میرا سرمایہ اگر تو نہ ہوتی اور اگر تو نہ ہوتی تو نہ ہم خوش رہتے نہ دنیا ہی اچھی لگتی)

یہ شعر سن کر میں بہت خوش ہوا اور میں نے کہا بتا میں تجھے کیا انعام دوں؟ اگر میں تجھے آزاد کر کے کچھ سرمایہ تجھے دے دوں تو کیا تو خوش ہو جائے گی؟ کنیز نے کہا: اے میرے آقا میرا مقصود و مراد تو آپ ہیں' اور اگر آپ نے مجھے آزاد کر دیا پھر تو یہ مجھ پر ایک عظیم احسان ہو گا اور میں نعمت والے کو چھوڑ کر نعمت کی طرف آنکھ اٹھانے والیوں میں نہیں ہوں۔ میں نے کہا تو اللہ کے لئے آزاد ہے' اور اس گھر کے اندر جو بھی ہے سب تیرا ہے۔ اس واقعہ سے میرا دل بھر آیا اور فوراً میں سفر میں روانہ ہو گیا۔ جب بھی مجھے اس کا خیال آتا تو کنیز کی یاد تیر کے مانند دل میں پیوست ہوتی تھی۔ اس زمانے میں میں نے عجیب عجیب حالات دیکھے۔ ایک سال بعد جب میں واپس آیا تو میں نے اس کنیز کو اچھی حالت میں پایا۔ وہ سات سات دن کا روزہ رکھتی تھی اور ماہ میں صرف چار روز کھانا کھاتی تھی۔ پھر میں نے اس سے نکاح کیا' اور ایک برس اس کے ساتھ رہا' وہ میری خدمت کرتی اور میری ضرورتوں کی نگہداشت کیا کرتی تھی' دوسرے سال وہ فوت ہو گئی۔ (رحمۃ اللہ علیہا)

مسلمانوں کی خیر خواہی میں

حضرت ابوالحارث اولاسی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں قیدیوں کی رہائی کے مقام پر حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ جو قیدی رہا ہوتا ہے سلطانی خزانے سے اسے کچھ رقم دی جاتی ہے جسے وہ لے کر جاتا ہے۔ انہی میں ایک شخص بھی لائے گئے اور ان کے لئے بھی درہم پوشاک اور کھانے کی چیزیں لائی گئیں۔ مگر انہوں نے ان سے کوئی چیز قبول نہیں کی۔ حضرت ابوالحارث ان کے پیچھے پیچھے چلے اور ان کے پاس جو کچھ حلال وطیب مال تھا شیخ کے حضور پیش کیا اور کہا اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے روئے زمین کو اولیاء اللہ سے خالی نہیں رکھا''۔ مگر انہوں نے قبول نہیں کیا۔ ابوالحارث کا بیان ہے کہ انہوں نے ساحل کی ریت پر ہاتھ مارا تو ریت سرخ و سبز یاقوت میں تبدیل ہو گئی اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''اپنے مالک و مولا کے ساتھ جس کا یہ معاملہ ہو وہ درہموں کا محتاج نہیں ہوتا''۔ حضرت ابوالحارث: یا حبیبی! اس کے باوجود آپ ملک روم (کفار کی عملداری) میں کیوں کر گئے؟ فرمایا: میں نے ربّ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد میں خطا کی اور ادب ملحوظ نہیں رکھا' اسی جرم کی سزا میں مقید ہوا پھر جب میں نے توبہ کی تو رحمٰن و رحیم پروردگار نے توبہ قبول فرمائی۔ مگر مجھے پھر شرم آئی کہ میں تو روم سے نکل آؤں اور مسلمانوں وہیں قید رہیں۔ اس وجہ سے ان تمام کی رہائی تک میں

وہیں رہا۔

مددگار رسول ﷺ

ایک ولی اللہ کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا' میرے پاس ایک یمنی حاجی تشریف لائے اور فرمایا۔ ''میں تمہارے لئے ایک ہدیہ لایا ہوں''۔ پھر اپنے ایک ہمراہی سے کہا تم اپنا واقعہ بیان کرو۔ اس نے کہا۔ ''میں صنعاء سے حج کے لئے چلا' حجاج کی جماعت ساتھ تھی''۔ ایک شخص نے کہا۔ جب تم رسول اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف پاؤ تو ہمارا بھی صلوٰۃ و سلام بارگاہ مصطفیٰ ﷺ اور خلفائے رسول اللہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے حضور پیش کرنا۔ میں جب مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو اس شخص کا سلام پہنچانا بھول گیا۔ واپسی میں جب ہم ذوالحلیفہ پر پہنچے' اور احرام باندھنے کا ارادہ کرنے لگے اس وقت مجھے اس شخص کی امانت یاد آئی۔ میں نے اس وقت اپنی سواری اپنے ساتھیوں میں سے ایک کے حوالے کی اور ان سے کہا کہ تم اسے سنبھالو میں مدینہ طیبہ ہو کر آتا ہوں۔

میں طیبہ واپس گیا اور رسول اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو اس شخص کا سلام پہنچایا۔ اس وقت تک بہت رات ہو چکی تھی۔ ایک آنے والے نے مجھے بتایا کہ ذوالحلیفہ کا قافلہ روانہ ہو چکا۔ میں مسجد شریف کی طرف لوٹ آیا اور اس فکر میں پڑا کہ کسی دوسرے قافلہ کے ہمراہ چلا جاؤں گا۔ سویا تو رات کے آخری حصہ میں مجھے حضور ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہم کی زیارت ہوئی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ آدمی یہی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ میری جانب متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ ''ابوالوفا!'' میں نے عرض کیا۔ ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! میری کنیت ابوالعباس ہے''۔ فرمایا تم ابوالوفا ہو اور پھر رسول رحمت ﷺ نے اپنے دست مبارک میں میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مسجد بیت الحرام میں پہنچا دیا۔ میں مکہ مکرمہ میں آٹھ روز رہا۔ اس کے بعد میرے ساتھیوں کا قافلہ پہنچا۔ (رضی اللہ عنہ)

عارف باللہ حضرت ابرہیم کرمانی

ایک بزرگ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کوہ لبنان پر عباد و زہاد کی زیارت کے ارادے سے گئے۔ انہیں پاؤں میں چوٹ لگ گئی۔ ایک چٹان پر بیٹھ رہے۔ ساتھیوں نے کہا' ہم اطراف کی سیر کر کے ابھی آ جاتے ہیں۔ مگر وہ لوگ دوسرے روز بھی ان کے پاس نہیں آئے۔ بزرگ فرماتے ہیں۔ ''میں

تنہا رہا' وضو کے لئے پانی تلاش کیا تو نیچے ایک چشمہ ملا' نماز پڑھنے لگا تو کہیں سے قرات کی میٹھی آواز کانوں میں پڑی۔ نماز پڑھ کر آواز کی طرف گیا تو غار کے اندر ایک نابینا شخص کو دیکھا۔ سلام کیا۔ جواب دے کر انہوں نے پوچھا۔ تم جن ہو یا انسان؟ میں نے کہا انسان ہوں۔ فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ''۔ یہاں تیس سال میں میرے پاس آنے والے تم پہلے آدمی ہو۔ پھر فرمایا تم شاید تھکے ہو۔ سو جاؤ۔ میں غار کے اور اندر گیا تو وہاں تین قبریں تھیں' وہیں سو رہا۔ ظہر کا وقت ہوا تو انہوں نے مجھے پکارا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے' نماز کا وقت ہے۔ میں نے نماز کے وقت پر ان سے زیادہ علم رکھنے والا نہیں دیکھا۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' وہ عصر تک پڑھتے رہے عصر بعد کھڑے ہو کر یہ دعا مانگی: '' اللھم اصلح امته محمد اللھم ارحم امته محمد اللھم فرج عن امته محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ''۔ مغرب کی نماز سے فراغت کے بعد میں نے ان سے دریافت کیا یہ دعا آپ کو کہاں سے پہنچی؟ فرمایا: جو شخص دن میں تین بار اس دعا کو پڑھ لے' اللہ تعالیٰ اس کو ابدال میں داخل کرے گا۔ میں نے پھر عرض کیا۔ یہ دعا آپ کو کس نے تعلیم فرمائی؟ فرمایا: تیرا ایمان اس جواب کو برداشت نہیں کر سکے گا۔

عشاء کی نماز کے بعد پوچھا کیا کچھ کھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا غار کے اور اندر چلے جاؤ اور جو کچھ میسر ہو کھا لو۔ وہاں میں نے دیکھا کہ پتھر پر اخروٹ' منقیٰ' انجیر' سیب وغیرہ فروٹ الگ الگ رکھے ہیں۔ میں نے ان میں سے خواہش کے مطابق کھایا۔ وہ بزرگ رات بھر مشغول عبادت رہے۔ سحر کے وقت انہوں نے نماز وتر پڑھی۔ پھر کچھ تناول کیا' اور بیٹھے اور نماز صبح پڑھ کر بیٹھے ہی بیٹھے سو گئے۔ آفتاب طلوع ہونے کے بعد جب دو نیزہ بلند ہو گیا تو وہ بیدار ہو گئے اور وضو کر کے پھر غار میں آ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ میوے یہاں کہاں سے آتے ہیں؟ اتنے لذیذ میوے تو میں نے زندگی میں نہیں کھائے۔ فرمایا تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ یہ کہاں سے کس طرح آئے۔ اس وقفہ میں ایک پرندہ آیا جس کے دونوں بازو سفید' سینہ سرخ اور گردن ہری تھی۔ اس کے منہ میں منقیٰ تھا اور پنجوں میں اخروٹ' اس نے منقیٰ منقوں میں اور اخروٹ اخروٹوں میں رکھ دیا۔ پرندہ کی آہٹ پا کر فرمایا۔ دیکھا تم نے' یہ پرندہ میرے پاس یہ اشیا تیس سال سے ہر روز سات [illegible] لاتا ہے اور اب تم بھی ہو تو روزانہ پندرہ بار لائے گا اور اب اس کہانی کے لئے مجھے معاف رکھو۔ [illegible] پاس کیلے کے پتوں جیسا درخت کی چھال کا تھا۔ جس کے متعلق فرمایا کہ یہی پرندہ

عاشورہ کے دن اس چھال کے دس ٹکڑے لاتا ہے۔ جسے ایک بڑی سوئی کے ذریعہ سی کر لباس بنا لیتے ہے ان کے پاس بڑی سوئی کے علاوہ ایک پتھر تھا جس کی گہرائی میں پانی رکھ کر بالوں پر لگانے سے بال صاف ہو جاتے تھے۔ ایک روز میرے سامنے ہی ان کے پاس سات آدمی آئے جن کی آنکھیں لمبائی کی جانب کھینچی ہوئی، سرخ سرخ تھیں، جسم پر ان کے بالوں ہی کا لباس تھا۔ بزرگ نے مجھ سے فارسی زبان میں فرمایا۔ ''ان سے نہ گھبرانا' یہ مسلمان جن ہیں''۔ ان میں سے ایک نے انہیں سورہ طہٰ' دوسرے نے سورہ فرقان سنائی اور تیسرے نے سورہ رحمٰن کی کچھ آیات سیکھیں اور پھر سب چلے گئے۔

حضرت میں نے سجدہ کے اندر بعض اوقات یہ دعا کرتے سنا۔'' اللھم امنن علی باقبالی علیك واصغائی الیك وانصاتی لك والفھم عنك والبصیرة فی امرك والنفاذ فی خدمتك وحسن الا دب فی معاملتك''۔

یہ دعا باواز بلند پڑھا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ دعا آپ نے کس سے سیکھی؟ فرمایا' یہ دعا مجھے الہام میں بتائی گئی' ایک شب میں اس دعا کو پڑھ رہا تھا کہ ہاتف کی آواز سنائی دی کہ یہ دعا جب مانگو تو اونچی آواز سے مانگنے میں مقبولیت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں چوبیس روز وہاں ان کے پاس رہا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا' اپنا ماجرا بیان کرو کہ یہاں کیسے پہنچے؟ جب میں سرگزشت بتائی تو فرمایا اگر یہ پہلے سے معلوم ہوتا تو تمہیں میں اتنے دنوں روک کر تمہارے ساتھیوں کو زحمت میں نہ ڈالتا۔ مجھے واپسی کا راستہ نہیں معلوم تھا۔ زوال کے وقت مجھ سے کہا کہ اٹھو چلو۔ میں نے عرض کیا' کچھ نصیحت فرمائیں' فرمایا۔ ''ادب سیکھو' اور بھوکا پیاسا رہنے کی عادت ڈالو' مجھے امید ہے کہ تم قوم (اہل اللہ) سے جا ملو گے' اور مجھے ایک ہدیہ بھی دیا۔ وہ یہ کہ فرمایا: ''طواف زیارت کے روز مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان تلاش کرو ایسا ایسا شخص ملے گا' ان سے میرا سلام عرض کرنا' اور اپنے حق میں دعا کی درخواست کرنا''۔

مجھے غار سے ساتھ لے کر نکلے۔ دہانہ پر ایک درندہ منتظر تھا۔ اس سے کچھ فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا اور مجھے حکم دیا کہ اس جانور کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ جہاں جا کر رک جائے وہاں سے دائیں بائیں نگاہ اٹھانا تمہیں راستہ مل جائے گا۔ درندہ جہاں رکا میں نے وہاں سے داہنے دیکھا تو دمشق کی گھاٹی نظر آئی۔ میں جامع دمشق میں گیا' ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے حضرت کا ذکر کیا اور پھر وہ سب اور بہتیرے لوگ میرے ساتھ حضرت کی زیارت کے اشتیاق میں نکلے۔ تین روز تک

متواتر سرگراں رہے مگر پتہ نہیں چلا۔ اس سے سمجھا گیا کہ حضرت کا مسکن صرف میرے لئے ظاہر کیا گیا تھا' اوروں کے لئے مستور ہو گیا۔

اس کے بعد میں ہر سال حج میں جاتا اور زمزم و مقام ابراہیم کے مابین طواف زیارت کے دن تلاش کرتا۔ نویں سال کے حج میں بعد عصر ملاقات نصیب ہوئی۔ میں نے انہوں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر میں نے درخواست دعا کی۔ انہوں نے میرے حق میں دعائیں کیں پھر میں عرض گزار ہوا' ابراہیم کرمانی آپ کو سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے تعجب سے پوچھا تم نے انہوں کہاں دیکھا؟ میں نے عرض کیا کوہ لبنان کے غار میں' پھر فرمایا۔ ''رحمہ اللہ''۔ میں نے پوچھا کیا ان کا انتقال ہو گیا۔ فرمایا ابھی ابھی انہیں ان کی نماز پڑھ کر ان کے بھائیوں کے ساتھ دفن کیا ہے۔ ہم جب انہیں غسل دے رہے تھے تو ان کے لئے میوے لانے والا پرندہ آ کر گرا اور پھڑ پھڑا کر وہ بھی مر گیا۔ ہم نے اسے بھی ان کے پائنتیں دفن کر دیا۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ طواف کرنے چلے گئے۔ اس کے بعد میں ان کی کبھی زیارت نہیں کی۔ (رضی اللہ عنهم ونفعنا بهم آمین)

ایک بزرگ اپنے احباب کے ساتھ کشتی پر سوار تھے۔ کشتی روانہ ہوئی تو ہوا بند ہو گئی۔ ملاحوں نے کشتی پھر لوٹا کر ساحل کے پاس روک دی۔ فرماتے ہیں۔ ''میرے قریب ایک خوبصورت جوان بیٹھا تھا' کشتی سے اتر کر ساحل پر درختوں کے جھنڈ میں داخل ہوا' پھر کچھ دیر بعد واپس آ گیا''۔ غروب آفتاب کے وقت مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''میری موت کا وقت آ گیا ہے آپ لوگوں سے مجھے کچھ کام ہے۔ ہم نے پوچھا کیا کام ہے؟ کہا میں انتقال کر جاؤں تو اس سے میری پوٹلی میں جو کپڑے ہیں' ان کا مجھے کفن دے کر میرے جسم کا لباس اور میرا یہ لوٹا اپنے پاس رکھ لیں۔ آپ حضرات جب شہر صور میں وارد ہوں اور وہاں جو پہلا شخص آپ لوگوں سے مل کر یہ کہے کہ میری امانت لاؤ' اسے حوالے کر دیں''۔

ہم لوگ نماز مغرب سے فارغ ہوئے اور اسے جنبش دی تو اس کا جسم بے جان تھا۔ کنارے لے جا کر غسل دیا' اور پوٹلی کھولی تو اس میں دو سبز کپڑے زریں تحریر سے مزین تھے اور ایک سفید کپڑا تھا اور ایک تھیلی جس میں کچھ رکھا ہوا تھا۔ صورۃ کافور تھا مگر خوشبو مشک کی طرح تھی۔ ہم نے کفن پہنا کر کافور ملا' اور جنازہ کی نماز پڑھ کر اسے دفن کیا۔ ہم لوگ شہر صور پہنچے تو ایک خوبصورت بے ریش نوجوان ہمارے پاس آیا' جس کے کپڑے پسینے سے شرابور تھے۔ سر پر ریشم کا رومال باندھے ہوئے

تھا۔ ہمیں سلام کر کے کہا میری امانت لاؤ۔ ہم نے پوٹلی اسے دے دی۔ ہم نے نوجوان سے کہا برائے مہربانی تھوڑی دیر کے لئے ہمارے ساتھ اس مسجد میں چل کر ہماری ایک مشکل حل کر دو۔ وہ راضی ہو گیا۔ ہم نے پوچھا وہ نوجوان جن کا کشتی میں انتقال ہوا کون تھے؟ اور آپ کون ہیں؟ اور انہیں وہ کفن کس نے دیا تھا جواب دیا: وہ چالیس ابدال میں ایک تھے' میں ان کا جانشین ہوں' اور انہیں وہ کفن حضرت خضر علیہ السلام نے لا کر دیا تھا' اور حضرت خواجہ خضر ہی نے انہیں ان کی موت کے بارے میں بھی بتایا تھا۔

راوی بزرگ فرماتے ہیں کہ نوجوان نے اپنے سابق ابدال کے لباس پہنے' اپنے کپڑے ہمیں دیئے' اور کہا اگر آپ انہیں نہ پہنیں تو فروخت کر کے صدقہ کر دیں۔ ہم نے لے لئے اور ان میں سے پاجامہ ایک بیچنے والے کو دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص ایک جماعت ہمراہ لئے ہمارے پاس آیا اور ہمیں ساتھ لے کر ایک وسیع مکان میں گیا۔ وہاں ایک بہت بڑی جماعت موجود تھی' اور ضعیف مرد بیٹھے رو رہے تھے اندر سے خواتین کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ ہم لوگ جب ضعیف مرد کے پاس گئے تو انہوں نے پاجامہ اور کمربند کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے شروع سے آخر تک سارا واقعہ بتایا' سن کر وہ سجدے میں گر پڑے۔ پھر سر اٹھا کر کہا' شکر ہے اس رب کا جس نے میری پشت سے ایسا جو انمرد پیدا کیا۔ پھر ان کی ماں کو بلایا اور کہا ان سے بھی سارا واقعہ بتاؤ' ہم نے بیان کیا' ضعیف مرد نے پھر کہا اللہ تعالیٰ کا شکر کر جس نے تجھے ایسا فرزند بخشا' راوی کہتے ہیں' اس کے کئی سال بعد میں ایک دن عرفات میں کھڑا تھا اچانک سر پر ریشمی رومال بندھے' ایک نوجوان نے سلام کیا اور پوچھا مجھے پہچانتے ہیں؟ میں نے نفی میں جواب دیا۔ کہنے لگا میں وہی ہوں جسے آپ نے شہر صور میں امانت لا کر پہنچائی تھی' پھر وہاں سے یہ کہتے ہوئے غائب ہو گئے کہ میرے احباب میرے منتظر نہ ہوتے تو میں آپ کے پاس کچھ اور ٹھہرتا۔

نوجوان کے جانے کے بعد میرے پاس ایک مغربی شیخ تشریف لائے۔ میں ان سے واقف تھا' وہ ہر سال حج کے لئے آیا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا یہ چالیس ابدال میں سے ایک ہیں۔ شیخ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ اب تو وہ دس میں سے ایک ہیں' ان ہی کے طفیل لوگوں پر بارش ہوتی ہے اور بندوں کی مشکل حل ہوتی ہے۔

مومن کے سات قلعے

ایک بزرگ اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ کوہ لکام پر کئی روز تک سیر کرتے رہے۔ ایک دن پہاڑ سے اتر کر ایک میدان میں گئے' جہاں شیریں پانی کا ایک تالاب رواں تھا' کنارے سنگ مرمر کی بنی ہوئی ایک مسجد بھی تھی' مسجد میں جا بیٹھے' ظہر کا وقت آیا تو ایک شخص نے آ کر اذان کہی اور مسجد میں داخل ہو کر ہمیں سلام کیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی' اور اقامت کہی۔ اسی وقت ایک شیخ تیس افراد کی جماعت کے ساتھ مسجد میں آئے اور محراب میں جا کھڑے ہوئے' اور نماز پڑھا کر واپس چلے گئے۔ کسی سے کچھ بات نہیں کی۔ عصر کا وقت آیا تو ہم لوگوں نے ہی اذان کہہ کر نماز پڑھی' اور کوئی نہیں آیا۔ مغرب کے وقت پھر اسی مؤذن نے اذان کہی' اور شیخ نے آ کر نماز پڑھائی۔ اس کے بعد شفق سرخ غائب ہونے تک نماز میں مشغول رہے' پھر اذان دی گئی' اور عشاء کی نماز پڑھا کر تشریف لے گئے''۔

تھوڑی دیر بعد انہی لوگوں میں سے ایک شخص کچھ لے کر آیا' اور مسجد کے ایک گوشے میں رکھ کر ہم سے کہا چلئے! اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر رحم فرمائے! ہم لوگ گئے تو دیکھا کہ سفید دستر خوان کے اندر سبز زمرد کے سر پوش سے سرخ یاقوت کا خوانچہ ڈھکا ہوا ہے اور اس میں ثرید جیسا کوئی کھانا آراستہ ہے۔ ہم نے کھایا مگر اس میں کوئی کمی نہیں آئی۔ صبح کو وہی شخص آیا اور خوانچہ لے گیا۔ اس کے بعد اذان و اقامت کہی اور شیخ نے نماز پڑھائی اور محراب میں بیٹھے بیٹھے قرآن مجید ختم کیا۔ اس کے بعد ربّ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کے عمدہ دعا مانگی اور فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دو فریضے عائد کئے ہیں اور لوگ اس سے غافل ہیں''۔ میں نے عرض کیا: ربّ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' وہ فریضے کیا ہیں؟ فرمایا: خدا تمہاری شکستگی دور کرے۔ بیٹے آگے بڑھ آؤ! ہاں سنو! ربّ جلیل جل جلالہ نے فرمایا: اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (بیشک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے) اس کی مذمت کی اور ہمیں اسے دشمن ہی بنائے رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (اسے دشمن ہی بنائے رکھو) میں نے عرض کیا: ہم شیطان کو دشمن کیسے بنائے رکھیں' اور اس سے کس طرح محفوظ رہیں؟ فرمایا: سن (اللہ تجھ پر رحم فرمائے) ربّ تعالیٰ نے ہر مومن کے لئے سات قلعے بنائے ہیں؟ (۱) سونے کا قلعہ۔ وہ معرفت الٰہی ہے۔ (۲) چاندی کا قلعہ۔ وہ ایمان ہے۔ (۳) فولاد کا قلعہ۔ وہ توکل علی اللہ ہے۔ (۴) اس کے گرد پتھر کا قلعہ۔ وہ شکر و رضا ہے۔ (۵) اس کے گرد اینٹوں کا قلعہ۔ وہ امر و نہی کی

بجا آوری ہے۔ (۶) اس کے گرد زمرد کا قلعہ۔ وہ صدق و اخلاص ہے۔ (۷) اس کے گرد آبدار موتیوں کا قلعہ۔ وہ اصلاح نفس اور حسن ادب ہے۔

مومن ان سات قلعوں کے اندر ہے' اور ابلیس ان کے باہر کھڑا کتے کی طرح بھونکتا ہے' اور مومن اس سے بے پرواہ ہے کیونکہ وہ ان مضبوط قلعوں میں محفوظ ہے اس لئے مومن کو چاہئے کہ کسی حال میں اپنے نفس کی اصلاح ترک نہ کرے اور کاہلی نہ برتے' کیونکہ جو نفس کی اصلاح چھوڑ دیتا ہے' اور اس بارے میں سستی کرتا ہے اسے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے' مزید برآں ترک ادب کی وجہ سے شیطان درپئے آزار ہو جاتا ہے اور اسے اپنا نشانہ بناتا ہے۔ تا آنکہ پہلے قلعہ پر قبضہ کر لیتا ہے۔ پھر دوسرے پر اور اسی طرح اس سے یکے بعد دیگرے تمام قلعے چھین لیتا ہے اور ترک ادب کے باعث مومن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خسارہ اور شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ جب وہ ساتوں قلعے چھین لیتا ہے تو اسے کفر میں پھنسا دیتا ہے تاکہ ہمیشہ کے لئے داخل جہنم کرے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ ہم رب تعالیٰ سے توفیق اور حسن ادب کی درخواست کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: کچھ موعظت فرمائیں۔ فرمایا' جبرک اللہ' ہاں اللہ تعالیٰ کی رضا میں کوشش کرو' جتنی کوشش نفس کی رضا کے لئے کرتے ہو' دنیا کا کام اس کی زندگی کے لحاظ سے کرو' اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس قدر کرو' جتنی تمہیں اس کی حاجت ہے اور ابلیس کی پیروی اتنی کرو جتنا وہ تمہارا خیر خواہ ہے اور اس کی خیر خواہی فریب ہے' اور گناہ اتنا ہی کرو جس قدر دوزخ کو برداشت کر سکو اور زبان کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھو جن میں ثواب نہیں ہے' جس طرح تم بے نفع تجارت سے بچتے ہو۔

چار چیزیں چار وقتوں تک کے لئے چھوڑ دو' پھر تم بے نیاز ہو جاؤ گے کہ موت کب آئے گی۔

(۱) خواہشات نفس کی جنت میں پہنچنے تک کے لئے۔ (۲) نیند کو قبر میں پہنچنے تک کے لئے۔ (۳) آرام کو پل صراط سے گزرنے تک کے لئے۔ (۴) اور فخر کو اعمال تولے جانے تک کے لئے۔

اس کے بعد شیخ بزرگ اٹھ کر تشریف لے گئے۔ ہم لوگ اس روز بھی وہیں رہے' رات ہوئی تو وہی شخص وہی کھانا لایا۔ چوتھے روز ہم نے شیخ سے اجازت لی انہوں نے فرمایا۔

اے جوانو! یہاں کا حال پوشیدہ رکھنا۔ اللہ تعالیٰ دارین میں تمہاری عیب پوشی فرمائے۔ ہم وہاں سے رخصت ہو کر پھلوں سے لدے ہوئے درختوں سے ہوتے ہوئے نہر کے کنارے آئے' وہاں آنکھوں سے اندھا ایک پرندہ دیکھا' جسے شہد کی مکھیاں آکر شہد کھلاتی تھیں' پرندے کے منہ سے

کچھ شہد گر گیا تو میں نے اٹھا کر چکھ لیا اور واپس لوٹ آئے (رضی اللہ عنہ وعن جمیع الصالحین و نفعنا بھم)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابلیس کبھی مومن کے بعض قلعوں پر قابض ہو کر اسے فسق میں مبتلا کرتا ہے جس کا نتیجہ جہنم ہے' اگر چہ اس میں ہمیشہ رہنا نہ ہو' کبھی غلبہ کر کے ایمان کو ضعیف کرتا ہے' اس وقت اگر چہ ایمان کامل والوں کے درجے سے گر جاتا ہے۔ خواہ مستحق نار نہ ہو۔ ان قلعوں کے درمیان اسی قسم کا فرق ہے مثال کے طور پر معرفت اور ایمان کے قلعے مسخر کرنا دوسرے قلعوں کے درمیان اسی کے قلعے مسخر کرنا دوسرے قلعوں کی طرح نہیں ہے' بلکہ یہ سخت ہے' یونہی باقی قلعوں میں بھی فرق ہے' مثلاً صدق و اخلاص کے قلعوں پر شیطان کا قابض ہونا' امر و نہی کے قلعہ پر قبضہ جیسا نہیں ہے۔ مگر جب تک ایمان و توکل کا قلعہ باقی رہے' بندہ پر شیطان حاوی نہیں ہو سکتا جیسا کہ فرمان خداوندی ہے: اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ بیشک شیطان کو قدرت نہیں' ایمان والوں پر اور ان لوگوں پر جو ربّ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہیں۔

اور یہی وہ لوگ ہیں جو عبد کامل کہے جاتے ہیں' جیسا کہ ارشاد رب العالمین ہے: اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ "بیشک میرے کامل بندوں پر تجھے قدرت نہیں ہے۔ یہی حضرات سچے مومن بھی میں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝

مومن وہ ہیں کہ جب اس کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو وہ ڈر جائیں تو ان کا ایمان تازہ ہو جائے اور اپنے ربّ ہی پر توکل کریں۔

آخر میں ارشاد فرمایا ہے:

اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وہی لوگ مومن صادق ہیں۔

اور کبھی ایک ہی قلعہ کا لے لینا کفر کا موجب اور خلود فی النار کی وجہ بن جاتا ہے' جیسے ایمان کا قلعہ' لیکن اس ایمان کے قلعہ تک پہنچنے کیلئے اس کے اطراف اگر اور قلعے موجود ہوں تو پہلے ان کا ہاتھ سے جانا ضروری ہے۔ (فنسأل اللہ الکریم التوفیق والھدی والسلامۃ من الزیغ والرد)

سرکار کے زائر کا رضوان نگہبان

حضرت شیخ ابو عمران الواسطی رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینۃ النبی قبر رسول ﷺ کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوا۔ حرم شریف سے باہر پہنچ کر مجھے بہت شدت کی پیاس لگی' ایک ببول تلے بیٹھ گیا اور مجھے اپنی جان سے مایوسی ہونے لگی اچانک ایک شہ سوار سبز گھوڑے پر سوار میرے پاس آیا اس کا لباس' اسلحہ اور گھوڑے کی زین وغیرہ تمام ہی سبز رنگ کی تھی اس نے مجھے ایک سبز رنگ کے مشروب سے بھرا ہوا سبز پیالہ عنایت کیا اور کہا اسے پیو' میں نے تین بار پیا مگر پیالہ میں کوئی کمی نہیں آئی پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

میں نے عرض کیا: مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے دونوں اصحاب کی خدمات میں سلام عرض کرنے جا رہا ہوں۔

فرمایا: **اذا وصلت و سلمت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و علیھما فقل لھم رضوان یقرئکم السلام** جب وہاں پہنچ کر حضور اور ان کے دونوں صحابہ کو سلام عرض کر چکو تو کہنا' کہ رضوان آپ حضرات کی خدمت میں سلام کہتا ہے۔

سلاطینِ روحانی

ایک بندہ روشن ضمیر فرماتے ہیں' جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد' میں بیت المقدس کے اندر' منبر سلیمان علیہ السلام کے نزدیک بیٹھا تھا اتنے میں دو شخص آئے ان میں سے ایک کا قد میری طرح تھا اور دوسرے ہم لوگوں سے بہت دراز قد اور قوی الجثہ تھے ان کی پیشانی ایک ہاتھ سے زیادہ کشادہ تھی اس پر ایک چوٹ کا نشان تھا جو سل دی گئی تھی جو شخص میری طرح تھے وہ سلام کر کے میرے پاس بیٹھ گئے اور دوسرے صاحب دور بیٹھے' میں نے پوچھا: یرحمک اللہ' آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں خضر ہوں اور وہ کون بزرگ ہیں؟ فرمایا وہ میرے بھائی الیاس ہیں مجھے خوف محسوس ہوا انہوں نے فرمایا ذرو مت ہم تم سے محبت رکھتے ہیں' پھر فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد قبلہ رخ بیٹھے اور سورج ڈوبنے تک یا اللہ یا رحمٰن'' پڑھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے اسے دی جائے گی میں نے عرض کیا: آپ نے مجھ سے انس فرمایا رب تعالیٰ آپ کو اپنے ذکر کا انس بخشے کیا روئے زمین پر جتنے اولیاء اللہ ہیں آپ سب کو جانتے ہیں؟ فرمایا: معدودین کو جانتا ہوں۔ عرض: معدودین سے

مراد؟ فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو زمین نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ میں قیامت تک کے لئے انبیاء کے قدم سے محروم ہوگئی اب مجھ پر کوئی نبی نہیں چلے گا اللہ تعالیٰ نے وحی کی بہت جلد اس امت کے اندر میں ایسے لوگوں کو پیدا کروں گا جو انبیاء کرام کی طرح ہوں گے ان کے قلوب، قلوب انبیاء پر ہوں گے۔ عرض: وہ لوگ کتنے ہیں؟ فرمایا: تین سو اولیاء، ستر نجباء، چالیس اوتاد، دس نجبا، سات عرفاء، تین مختار اور ایک غوث ہیں۔ جب غوث کا انتقال ہو جاتا ہے تو تین مختاروں میں سے ایک کو جگہ رکھا جاتا ہے، تین مختاروں میں سے کسی ایک کی جگہ سات عرفاء میں سے ایک کو ملتی ہے اور دس میں سے ایک اس کی جگہ اور چالیس میں سے ایک ان کی جگہ ستر میں سے ایک ان کی جگہ، تین سو میں پھونکے جانے کی جگہ اور اہل دنیا میں سے ایک ان کی جگہ رکھا جاتا ہے اور یہی سلسلہ صور پھونکے جانے تک قائم رہے گا ان میں سے بعض کا قلب حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے مثل ہے اور بعض کا قلب، قلب نوح علیہ السلام کی طرح ہے اور مثل قلب ابراہیم علیہ السلام ہے۔ عرض: قلب ابراہیم علیہ السلام کے مثل (میں نے تعظیماً کہا) فرمایا: ہاں، اور بعض کے قلب حضرت جبرائیل اور حضرت داؤد وحضرت سلیمان علیہم السلام کی طرح ہوتے ہیں کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ہر نبی کا انتقال ہونے سے پہلے اس کی طرح ایک انسان پیدا ہو جاتا ہے جو نبی کے نقش قدم پر چلتا ہے ایسا قیامت تک ہوگا۔ ان چالیس آدمیوں میں سے اگر کوئی ان دس کے قلب پر مطلع ہو تو اس کا قتل وخون حلال جانیں گے اسی طرح ستر میں سے کوئی اگر چالیس میں سے کسی کے قلب پر مطلع ہو تو ان کا قتل حلال سمجھیں گے کیا تم نے میرا اور موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نہیں سنا؟ عرض: آپ کیا تناول فرماتے ہیں؟ فرمایا: کرنس اور کماۃ۔ عرض: اور حضرت الیاس علیہ السلام کیا تناول فرماتے ہیں؟ فرمایا: ان کے لئے روزانہ دو روٹیاں لائی جاتی ہیں۔ عرض: آپ دونوں حضرات کا مقام کہاں ہے؟ فرمایا: سمندر کے جزیروں میں۔ عرض: آپ حضرات آپس میں کب ملتے ہیں؟ فرمایا جب کسی ولی اللہ کا وصال ہوتا ہے تو ہم نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور جب حج کا زمانہ آتا ہے تو حج میں شریک ہوتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے بال حلق کرتے ہیں۔ عرض: جن اولیاء کرام کا آپ نے ذکر فرمایا ہے برائے کرم مجھے ان کے اسماء سے باخبر فرمائیں۔

اس کے جواب میں جیب سے ایک کاغذ نکالا جس پر سب کے نام تحریر تھے اس کے بعد جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی اٹھ کھڑا ہوا پوچھا: ''کہاں جانا چاہتے ہو؟'' عرض: آپ کے ساتھ

فرمایا: میرے ساتھ نہیں جاسکتے۔ عرض: آپ کہاں تشریف لے جائیں گے؟ فرمایا: اس کا مطلب؟ عرض: میں آپ کے ساتھ رہ کر حصول برکت چاہتا ہوں۔ فرمایا: میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا کر کے، حطیم میں رکن شامی کے قریب، طلوع آفتاب تک رہوں گا پھر سات بار طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھوں گا اور نماز مغرب کو طور پر اس کے بعد عشاء کی نماز سد سکندری پر گزار کر صبح تک اس کی اور تمام مذکورہ حضرات کی حفاظت کروں گا۔

شفاعتِ اولیاء

ایک شیخ طریقت کے پاس حضرت ابو بکر محمد بن شفیق رحمۃ اللہ علیہ کا خط آیا۔ خط میں ان امانتوں کا ذکر تھا جو ان کے ذمہ تھیں۔ انہوں نے شیخ سے اس کے متعلق دعا کی درخواست کی تھی تا کہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں انہیں ان امانتوں سے سبکدوش فرمائے۔ شیخ فرماتے ہیں (خط پڑھ کر) میں ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے اپنے گھر سے نکلا تو دروازے پر ایک شخص سبز لباس اور جواہرات کا تاج پہنے کھڑے تھے۔ فرمایا: محمد بن شفیق کے خط کا کیا جواب دینا ہے؟ میں نے عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: لکھ دو کہ آج کے سولہ روز بعد وہ قبر کے اندر ہوں گے میں نے دریافت کیا: یہ آپ کی جانب سے لکھوں یا اپنی طرف سے؟ فرمایا: اپنی طرف سے ہی لکھو وہ تصدیق کریں گے۔

چنانچہ میں نے تین خط لکھے جن کے اندر انہیں موت کی خبر دی۔ خط انہیں ملا تو انہوں نے وصیت نامہ تحریر کرایا اور امانتوں سے سبکدوش ہو کر سولھویں روز وفات پائی۔

میں نے خواب میں انہیں دیکھا اور کہا آپ اچھے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، میرے اور ان کے مابین ایک وعدہ تھا کہ دونوں میں سے جو پہلے جنت میں جائے وہ دوسرے کے لئے شفاعت کرے، میں نے کہا کیا آپ کو معاہدہ یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنے عہد پر ثابت قدم ہوں بلکہ مجھے تو اور بھی بہت سی مخلوق دی گئی ہے جن سے میرا ایسا کوئی معاہدہ نہیں تھا میں نے کہا: ''میں بھی انہیں میں ہوں۔'' فرمایا: بلکہ آپ سب سے خاص اور افضل ہیں۔

غیبی رزق

ایک صاحب وطن فرماتے ہیں ''میں چند رفقاء کے ہمراہ عدن سے چلا، رات کے وقت میرے پاؤں میں کچھ چوٹ لگ گئی جس کی وجہ سے میں پیچھے رہ گیا تنہا ساحل سمندر پر تھا دن بھر کے روزہ

کے بعد میرے پاس کھانے کو کوئی چیز نہیں تھی، اسی حالت میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک مجھے دو روٹیاں ملیں، جن پر ایک بھنی ہوئی چڑیا رکھی تھی میں نے گوشت اٹھا کر ایک طرف رکھا اتنے میں ایک حبشی لوہے کی سلاخ لئے ہوئے آیا اور مجھ سے کہنے لگا "اے ریاکار! اسے کھا۔" میں نے ایک روٹی پرندے کے نصف گوشت سے کھائی اور ایک روٹی اور نصف گوشت کپڑے میں لپیٹ کر سرہانے رکھ کر سو گیا، بیدار ہوا تو کپڑا موجود تھا مگر اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت۔

غوث کی سواری

وہی صاحب باطن فرماتے ہیں کہ میں نے ۳۱۵ھ میں مکہ مکرمہ کے اندر غوث یعنی قطب کی زیارت کی۔ وہ سونے کی گاڑی پر تشریف فرما تھے جنہیں فرشتے سونے کی زنجیروں کے ذریعہ ہوا میں کھینچے لئے جا رہے تھے میں نے عرض کیا "کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟" فرمایا: اپنے ایک بھائی کی ملاقات کے لئے جا رہا ہوں جس کے لئے میں مشتاق تھا میں نے عرض کیا: اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے وہ انہیں آپ تک پہنچا دیتا۔ فرمایا: تو پھر مجھے زیارت کا ثواب کس طرح ملتا؟

ان کا اسم گرامی حضرت احمد بن عبداللہ بلخی تھا۔ (رضی اللہ عنہ)

فرشتوں سے ملاقات

مشائخ عظام میں سے ایک صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ہم صلحاء کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھے ہم لوگوں میں ایک ہاشمی بزرگ بھی تھے ان پر غشی آئی کچھ دیر بعد ہوش میں آئے تو انہوں نے ہم سے پوچھا کیا آپ حضرات نے بھی کچھ دیکھا؟ ہم لوگوں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا: "میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ احرام باندھے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں میں نے پوچھا آپ کون لوگ ہیں؟ کہا ملائکہ، میں نے پوچھا آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسی محبت رکھتے ہیں؟ کہا نحن حبنا جوانیو حبکم برانی" میں نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری محبت داخلی ہے اور آپ لوگوں کی محبت خارجی۔

بیت المعمور کی زیارت کے دن

وہی شیخ ارشاد فرماتے ہیں میں ایک شب، قبلہ بیت المقدس میں کھڑا نماز ادا کر رہا تھا، اچانک

قبلہ دو حصوں میں ہو گیا اور جوں کا توں قائم رہا مجھے آسمان نظر آنے لگا میں نے دیکھا کہ آسمان سے بے شمار مخلوق آ رہی ہے ان کی تعداد خدا ہی کو معلوم اور یہ سب تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ سبحان من هو هو سبحان من ليس الا هو اهيا اشر اهيا۔

جب رات آخری مرحلہ میں داخل ہوئی ان میں ایک جو میرے پاس بیٹھا تھا مجھ سے پوچھتا ہے تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا: میں شب میں اس مقام پر عبادت کا خواہشمند ہوں اور آپ لوگ کون ہیں؟ اس فرشتہ نے کہا: ہم ملائکہ ہیں ہم بیت المعمور میں داخل ہوئے اور اب تا قیامت یہ شرف نہیں پائیں گے کیونکہ اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں تو اسی شب بیت المقدس میں آتے ہیں، صخرہ پر جاتے ہیں اس کے بعد بیت الحرام جاتے ہیں وہاں سات بار طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھتے ہیں، وہاں سے مدینہ منورہ جا کر نبی ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں اس کے بعد واپس اپنی صف میں چلے جاتے ہیں۔ فرشتے جب وہاں سے اوپر بلند ہوئے تو قبلہ شریف کے دونوں حصے پھر باہم مل گئے اور صبح ہو گئی۔

سانپ کی طبابت

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں جبل نور پر تھا، وہاں میرے پیر میں ایک ہڈی چبھ گئی، میں نے نکالنے کی انتھک کوشش کی مگر ناکام رہا۔ مدت تک وہ میرے پیر میں رہی یہاں تک کہ پیر سوج گیا اور اس میں پیپ مواد بھر گیا جس سے پیر کالا ہو کر بھری مشک کی طرح ہو گیا میں ایک درخت تلے پڑا تھا، آنکھ لگ گئی، اس وقت مجھے کچھ محسوس ہوئی آنکھ کھلی تو دیکھا کالا سانپ پاؤں میں ہڈی کی جگہ منہ لگائے ہوئے ہے اور زخم سے پیپ مواد اور خون کھینچ کر اگل رہا ہے یہاں تک کہ ہڈی تک پہنچا اور اسے بھی نکال پھینکا اس کے بعد کوئی نرم شئے میرے پیر پر لگائی۔ معلوم نہیں وہ اس کی زبان تھی یا دم۔ میں اٹھا تو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ میرے کس پیر میں تکلیف تھی، خون پیپ اور ہڈی وہیں پڑی تھی اور درد کافور تھا۔ اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ (سبحان اللطيف الخبير الذى هو على كل شئى قدير)

صحبتِ ابدال

ایک بزرگ کو بتایا گیا کہ دس ابدالوں میں سے تین فلاں جگہ رہتے ہیں، فرماتے ہیں میں ان

کی تلاش میں چلا معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک جامع مسجد کے امام ہیں' ان کا لباس نہایت خوبصورت تھا' بڑا سا پٹکا کمر میں باندھے ہوئے تھے انکا اسم گرامی ابراہیم تھا اور بقیہ دو حضرات کے اسما حسن اور حسین تھے میں مغرب اور عشاء کے درمیان امام ابراہیم کی خدمت میں گیا سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں وہ نہایت خوش مزاجی سے ملے۔ عشاء کی نماز پڑھا چکے تو میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے دولت کدہ پر لے گئے میں نے دیکھا وہ نہایت عالی شان مکان تھا بہت سے خدام کام کر رہے تھے ہمارے لئے وسیع دستر خوان آراستہ کیا گیا اور بہت سا کھانا چنا گیا۔ حضرت حسن اور حضرت حسین ساتھ کھانے کے لئے بیٹھے مگر حضرت ابراہیم شریک طعام نہیں ہوئے میں نے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ وہ محض دودھ نوش فرماتے ہیں۔ ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو ان کے لئے نہایت نفیس اور آرام دہ بستر بچھایا گیا وہ اس پر سوئے میں انہیں دیکھتا رہا کچھ رات گزری تو بستر سے اٹھے اور وضو کئے بغیر دو رکعت نماز پڑھی' پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ اور سلام پھیر کر **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد يحيي و يميت وهو حي لا يموت بيده الخير كله و هو على كل شئى قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا رادلما قضيت ولا ينفع ذا لجد منك الجد** تین بار بلند آواز سے پڑھا اس کے بعد پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ فلق اور دوسری میں سورہ ناس پڑھ کر نماز پوری کی اور پھر وہی دعا تین بار پڑھی پھر تیسری بار نماز کی نیت کی' اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری میں تین بار سورہ اخلاص پڑھی اور سلام پھیر کر وہی ذکر کیا اور اپنے بستر میں جا لیٹے۔

فجر کا وقت ہوا تو اٹھ کر اذان کہی' وضو کئے بغیر فجر کی سنت پڑھی' اور مسجد کے لئے تشریف لے گئے میں نے اس کے پاس کئی ماہ گزرے (اور انہیں اسی معمول پر دیکھا) جب عرفہ کا دن آیا تو مجھ سے فرمایا۔ ''آج تم سورہ انبیاء اور سورہ حج کی تلاوت اس طرح کرو کہ جب کسی نبی کا ذکر آئے تو ان پر اور سیدنا محمد ﷺ پر درود بھیجتے رہو اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں حج بیت اللہ کرنے والے کا ثواب عطا فرمائے گا''۔

اس دن نماز چاشت کے بعد حضرت حسن میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے گھر پہنچے' جہاں تمام لوگ احرام پہنے تیار تھے۔ مجھے بھی دو چادریں عنایت کیں اور فرمایا' احرام کی نیت کر لو

اس کے بعد ہم سب لوگ گھر سے چلے۔ انہوں نے اپنے ہمراہ ایک ڈبہ اٹھایا جس میں درہم بھرے ہوئے تھے۔ مقبرے سے ہو کر ہم نکلے اور سب نے دو رکعت نماز پڑھی حضرت ابراہیم نے مجھ سے کہا' حج کی نیت کرو اور پھر سب نے لبیک پکارا۔ اس کے بعد انہوں نے سجدے میں سر رکھا تو میں نے بھی سجدے میں سر رکھا تھوڑی دیر بعد انہوں نے سر اٹھایا تو میں نے بھی سر اٹھایا۔ مجھے ایسی پہاڑیاں نظر آنے لگیں جنہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور میں نے بہت سے اونٹوں اور آدمیوں کو جاتے دیکھا۔

حضرت ابراہیم نے مجھ سے فرمایا یہ لوگ منیٰ سے عرفات جا رہے ہیں پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم مسجد عرفات جا پہنچے وہاں پانی خرید کر غسل کیا اور روٹی کھجور خرید کر مجھ سے کہا کھاؤ' میں نے کہا میرا روزہ ہے فرمایا اپنے نبی کی مخالفت نہ کرو ایسے روز حضور نے افطار فرمایا ہے۔ سورج غروب ہونے کے وقت درہموں سے بھرا ڈبہ میرے حوالے کیا اور فرمایا۔ اسے اپنی ضرورت میں خرچ کرو اور ملک شام میں رہائش اختیار کرو۔ پھر تشریف لے گئے اور دوبارہ میں نے ان کی کبھی زیارت نہیں کی۔

رسول اکرم ﷺ اور عیادتِ روحانی

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ بیمار ہوا' لوگ میری زندگی سے مایوس ہو گئے اور خود مجھے امید زیست نہ رہی' شدید تکلیف تھی کہ شب جمعہ میں نے خواب دیکھا' ایک نورانی صورت شخص تشریف لائے اور میرے بالیں پر بیٹھے ان کے پیچھے اور بہت سے لوگ مکان میں داخل ہوئے وہ لوگ مکان میں آتے وقت فرشتوں کی طرح تھے اور بیٹھے تو آدمی کی شکل کے تھے وہ لوگ آتے رہے اور میں ان کی آمد کا منظر دیکھتا رہا۔ جب سب لوگ آ چکے تو اولین بزرگ نے سر اٹھا کر فرمایا۔ میں اس شہر میں تین شخصوں کی عیادت کے لئے آیا ہوں۔ ایک تو یہ' میری طرف اشارہ فرمایا۔ دوسرا صالح خلقانی (میں انہیں اس سے قبل نہیں جانتا تھا) تیسری ایک خاتون' جس کا نام نہیں لیا۔ اس کے بعد اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا کر یہ دعا پڑھی۔ ''بسم اللہ ربی اللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ اعتصمت باللہ فوضت امری الی اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ''۔

پھر مجھ سے فرمایا یہ کلمات کثرت سے پڑھا کرو۔ ان میں بیماری سے شفاء ہر تکلیف سے آرام اور ہر دشمن پر فتح مندی ہے سب سے پہلے ان کلمات کو حاملین عرش علیہم السلام نے پڑھا تھا' جب

انہیں عرش اٹھانے کا حکم ہوا اور وہ ان کلمات کو تا قیامت پڑھتے رہیں گے۔

آپ کے دائیں یا بائیں جانب سے کسی نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، اگر کوئی انہیں دشمن سے مقابلہ کے وقت پڑھے ارشاد فرمایا۔ ''بہت خوب اس میں فتح وکامرانی اور ظفر مندی ہے۔ میں نے سوچا شاید یہ پوچھنے والے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ ابوبکر ہیں؟ فرمایا: یہ میرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بعد آپ نے دست مبارک سے اپنے بائیں جانب کے لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ شہداء ہیں۔ پیچھے والوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ صالحین ہے اس کے بعد تشریف لے گئے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ و شھداء صلحابہ واھل مجتہ اجمعین الی یوم الدین)

راوی کہتے ہیں کہ میں بیدار ہوا تو میری بیماری رخصت ہو چکی تھی اور صبح کو میں پہلے سے کہیں زیادہ تندرست ہو گیا۔ والحمدللہ رب العالمین۔

مشکی بزرگ

بزرگوں کا بیان ہے کہ شہر بصرہ میں ایک شخص تھے لوگ جنہیں مشکی کہا کرتے تھے، کیونکہ ان کے جسم سے ہمیشہ مشک کر خوشبو اٹھتی جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تو لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ کون آیا ہے۔ اسی طرح بازار سے گزرتے تو بھی یہی کیفیت رہتی۔ ایک بزرگ ان سے ملنے گئے بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو ان کے پاس رہا۔ میں نے کہا۔ برادر محترم! آپ کو خوشبو پر بہت رقم خرچ کرنی پڑتی ہو گی۔ انہوں نے کہا۔ میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی خوشبو جسم اور کپڑے پر لگائی۔ میں تم سے اپنا واقعہ بیان کرتا ہوں شاید میرے مرنے کے بعد تم میرے حق میں دعائے رحمت کرو۔

''میں بغداد میں پیدا ہوا میرے والد مالدار آدمی تھے، اور جس طرح امرا اپنی اولاد کو تعلیم دلواتے ہیں میری بھی اسی طرح تعلیم ہوئی۔ بچپن میں میں بہت خوبصورت اور حیادار تھا۔ میرے والد سے کسی نے کہا اسے بازار میں بٹھاؤ تاکہ یہ لوگوں سے گھل مل جائے اور حیا کم ہو۔ مجھے ایک کپڑا بیچنے والے کی دکان پر بٹھایا گیا۔ میں صبح وشام دوکان پر جا کر بیٹھتا۔ ایک روز دوکان پر ایک بڑھیا آئی اور اس نے قیمتی کپڑے نکلوائے۔ انہیں دیکھا اور کہا میرے ساتھ کسی کو لگا دو تاکہ جو پسند ہوا سے

لینے کے بعد اس کی قیمت اور بقیہ کپڑے واپس لائے“۔

بزاز نے مجھ سے کہا تم ہی چلے جاؤ۔ تمارا جی بھی بہل جائے گا میں چلا۔ وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی۔ اس میں ایک قبہ تھا' اور گیٹ پر پاسبان بیٹھے تھے۔ دروازہ پر پردے لٹک رہے تھے۔ بڑھیا نے مجھ سے کہا تم قبہ میں چل کر بیٹھو۔ میں وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں ایک تخت کے منقش قالین پر بیٹھی ہے' اور تخت وفرش سب کے سب زریں ہیں اور اس قدر نفیس کہ ویسے آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لڑکی لباس وزیوارت سے آراستہ تھی۔ مجھے دیکھ کر تخت سے اتری' اور میرے پاس آئی اور میرے سینے پر ہاتھ مار کر مجھے اپنے جانب کھینچا۔ میں نے کہا اللہ سے خوف کر۔ اللہ سے خوف کر!

وہ بولی ڈرنے کی بات نہیں تجھے جو چاہئے میں دوں گی۔ میں نے کہا مجھے استنجاء کی ضرورت ہے۔ اس نے آواز دی چاروں طرف سے لونڈیاں آگئیں' اس نے کہا اپنے آقا کو بیت الخلاء میں لے جاؤ۔ میں جب وہاں گیا تو مجھے بھاگنے کو کوئی راہ نظر نہیں آئی۔ میں نے پاخانہ اپنے ہاتھ وغیرہ میں لگایا اور بڑی بڑی آنکھیں کر کے اس کنیز کو ڈرایا جو باہر رومال اور پانی لئے کھڑی تھی۔ میں نے جب اس پہ چلا کر دیوانوں کی طرح جھپٹا تو وہ ڈر کر بھاگی اور شور مچایا کہ یہ دیوانہ' پاگل ہے۔ سب لونڈیوں اکھٹی ہوگئیں اور مجھے ایک ٹاٹ میں لپیٹا اور اٹھا کر ایک باغ میں ڈال دیا۔ میں نے جب یقین کر لیا کہ سب جا چکی ہیں تو اٹھ کر اپنے کپڑے اور بدن دھوئے اور گھر گیا۔ مگر کسی کو یہ بات نہیں بتائی اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: تم کو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام سے کیا ہی مناسبت ہے اور کہتا ہے کہ کیا تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا میں جبرئیل ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے میرے منہ اور جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اسی وقت سے میرے جسم سے یہ خوشبو آنے لگی۔ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دستِ مبارک کی خوشبو ہے۔

برزخی منظر

شہر آبادان میں ایک بزرگ زاد بدوی کے نام سے مشہور تھے۔ میں نے وہاں جا کر ان کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے اور ان کی قبر کھودنے والے گورکن نے بتایا کہ نہیں دفن کرنے لحد درست کرنے میں قبر میں اترا تو بغل کی قبر سے ایک اینٹ سرک گئی۔ میں نے دیکھا قبر میں ایک بزرگ شیخ' صاف شفاف کپڑے پہنے ہوئے۔ صاف اور واضح حرفوں کا

قرآن کریم گود میں لئے ہوئے تلاوت کر رہے ہیں' آہٹ ہوئی تو سر اٹھایا اور پوچھا کیا قیامت قائم ہوگئی؟۔ رحمکم اللہ۔ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اینٹ اس کی جگہ لگا دو' اللہ تمہیں عافیت بخشے' میں نے لگادی۔

روحانی بوٹ

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں بصرہ سے ایلہ کے لئے کشتی پر سوار ہوا۔ تین آدمی مجھے چھوڑنے آئے تھے (وہ بھی کشتی میں آگئے) ملاح نے یکا یک لنگر اٹھا دیا اور آکر بیٹھ گیا۔ میرے ساتھیوں نے ملاح سے کہا' آخر تجھے ہو کیا گیا ہے؟ اس نے اشادہ سے انہیں چپ رہنے کو کہا ایک لحظہ میں ہم ایلہ پہنچ گئے اور ہمارے برابر میں بہت سی کشتیاں تھیں جو عصر کے وقت پہنچیں۔ لوگ ملاح سے پوچھنے لگے کہ ایسا کیسے ہوا؟ اس نے کہا: میں نے ایک سوار کو دیکھا' جو نہایت خوبصورت سواری پر تھے۔ ویسی سواری میری نگاہوں نے کبھی نہیں دیکھی' انہوں نے اپنی سواری سے ایک سونے کی زنجیر میری کشتی میں لٹکائی۔ اس کے بعد وہ آگئے آگئے اور کشتی پیچھے پیچھے ہوا سے باتیں کرتی رواں تھی۔ میں اگر اس وقت تم لوگوں سے باتوں میں مشغول ہوتا تو اندیشہ تھا کہ میری نگاہوں سے روپوش نہ ہو جائیں۔

قدرت کے نظارے

ایک شیخ فرماتے ہیں' میں حضرت ابوعلی بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ویرانے کی طرف نکلا۔ ہمیں شدت کی بھوک لگی۔ اس وقت ہم نے ایک لومڑی کو دیکھا کہ زمین کھود کر کماۃ نکالتی ہے اور ہماری جانب پھینکتی آتی ہے۔ ہم نے حسب ضرورت لے لیا اور آگے روانہ ہوئے۔ اسی سفر میں ہم نے ایک درندے کو زمین پر پڑا دیکھا' نزدیک سے دیکھا تو وہ اندھا تھا۔ اچانک ایک کوا اپنی چونچ میں گوشت کا ٹکڑا لئے آیا اور درندے کے منہ میں رکھ کر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوعلی نے فرمایا: یہ دلیل قدرت ہمارے لئے دکھائی گئی ہے درندے کے لئے نہیں' اس ویران جنگل میں ہم کئی روز چلتے رہے۔ ایک جھونپڑا نظر آیا' جس میں ایک بڑھیا تھی' اور اس کے پاس کوئی شی نہیں تھی' باہر ایک پتھر تھا جس میں ایک گڑھا بنا ہوا تھا۔ ہم سلام کر کے وہاں کچھ رکے' وہ عبادت میں مشغول تھی۔ سورج ڈوب گیا تو وہ اپنے ہاتھ میں دو روٹیاں اور کھجور لئے اندر سے نکلی اور ہم سے کہا جھونپڑی میں جا کر اپنا حصہ

لے لو۔ ہم اندر گئے تو وہاں چار روٹیاں اور ان پر کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ حالانکہ ارد گرد میں نہ کھجوروں کا کوئی درخت تھا نہ کھجوریں۔ ہم نے روٹی اور کھجوریں کھا کر سیری حاصل کی۔ تھوڑی دیر بعد ابر کا ایک ٹکڑا آیا اور اس پتھر پر برس کر چلا گیا۔ اس کا گڑھا بھر گیا اور پانی کا کوئی قطرہ پتھر کے باہر نہیں ٹپکا میں نے بڑھیا سے دریافت کیا کہ یہاں کتنے زمانے سے ہو۔ اس نے کہا ستر سال سے رب تعالیٰ کا میرے ساتھ یہی معاملہ ہے۔ روزانہ اس طرح کھانا آتا ہے اور ابر پانی لاتا ہے۔

بڑھیا نے پوچھا تم لوگ کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟۔ ہم نے بتایا کہ ہم حضرت ابونصر سمرقندی کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ اس نے کہا ابونصر صالح انسان ہیں۔ آیئے ابونصر ان لوگوں سے ملئے۔ ہم نے دیکھا تو حضرت ابونصر ہمارے پاس تھے۔ ہم نے انہیں اور انہوں نے ہمیں سلام کیا۔ بوڑھی عارفہ نے پھر فرمایا: **اذا اطاع العبد مولاہ اطاعہ مولاہ** جب بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ اس کے ارادوں کو پورا فرماتا ہے۔ (رضی اللہ عنہما وجمیع الصالحین و نفعنا بھم آمین)

بیت المقدس کی ولیہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں، میں محمد عابد نامی ایک شخص کے ہمراہ، جمعہ کے روز بیت المقدس سے رملہ کے لئے روانہ ہوا۔ ایک پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تو ہمارے کانوں میں ایک آواز پڑی "انسان کتنا وحشت زدہ ہوتا ہے اگر اس کا انیس نہ ہو، اور اس کا راستہ کس قدر تنگ ہوتا ہے اگر تو اس کا رہبر نہ ہو" ہم نے غار میں جھانکا تو وہ ایک عورت تھی۔ جسم پر صوف کا کرتا، صوف کی چادر، ہاتھ میں ڈنڈا۔ ہم نے سلام کیا، جواب دے کر پوچھنے لگیں۔ کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے بتایا رملہ، رملہ میں کیا کام ہے؟ وہاں ہمارے دوست رہتے ہیں۔ تمہارے قلب کے اندر حبیب اکبر (سب سے بڑا دوست) کہاں ہے؟ وہ تو ہمارا اور تمام ایمان والوں کا حبیب ہے۔ وہ تمہارا اور مومنوں کا زبانی حبیب ہے اور میرا زبانی اور قلبی حبیب ہے۔ آپ اہل حکمت لگتی ہیں مگر آپ میں ایک نقص ہے۔ وہ کیا؟ آپ جوان عورت ہیں، اور محرم کے بغیر اکیلے سفر کرتی پھرتی ہیں اِنَّ وَلِیِّ یَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○ (میرا ولی وہ اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہی نیکوں کا ولی ہے) بزرگ فرماتے ہیں میں نے کمبل سے کچھ درہم نکال کر انہیں دیئے۔ وہ کہنے لگیں یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے؟ مباح طریقے سے کمائے ہیں۔ بے شک مگر یہ کسب ضعیف ہے۔ میرا ضعف کیا ہے؟ اور یقین کی

نشانی کیا ہے؟ تم اس وقت تک یقین کو نہیں پہنچو گے جب تک کہ اس کی رضا کے بغیر پیدا شدہ گوشت قینچی سے نہ کاٹ پھینکو اور اس کی جگہ اس کی رضا مندی کی ساتھ نیا گوشت نہ پیدا کرو۔

ہر چیز کی صداقت کے لئے دلیل ہوتی ہے آپ کی حقانیت کی کیا دلیل ہے؟ یہ سن کر انہوں نے زمین پر ہاتھ مارا اور ایک مٹھی کنکری اٹھائی' اور کہا اے ضعیف الیقین یہ لے۔ محمد عابد نے لیا تو وہ سب دینار تھے اور کہا یہ نہ کبھی ترازو میں تولے گئے نہ ہی ان پر کبھی کسی انسان نے ہاتھ لگایا۔ پھر مجھ سے کہا تمہیں اس لئے نہیں دیا کہ تم اس بچتے ہو۔ پھر کہا تمہیں رملہ جانا تھا۔ تو لو یہی تو ہے رملہ۔ ہم نے غور کیا تو ہم رملہ کی ریواروں تلے کھڑے تھے۔ شہر میں داخل ہوئے تو لوگ نماز جمعہ پڑھ کر نکل رہے تھے۔ محمد عابد نے ان دیناروں سے عسقلان کے اندا یک مسجد بنوائی' جو مسجد مباحی کے نام سے موسوم ہوئی۔ (رضی اللہ تعالٰی عنہم ونفعنا بهم)

غیبی معاون

ایک صالح فرماتے ہیں' میں شب میں تنہا نکلا۔ بیمار تھا' زوردار بخار چڑھا ہوا تھا' شدت کی پیاس اور بھوک لگی تھی۔ تکلیف زیادہ ہوگئی تو راستہ سے ہٹ کر مقل (گوگل) کے ایک پیڑ تلے جا لیٹا۔ میں زندگی سے مایوس ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آئے ان کے ہاتھ چار روٹیاں تھیں۔ دو کے اوپر ایک بھنا ہوا مرغ تھا اور دو پر حلوہ رکھا ہوا تھا اور میرے بالیں پر ایک برتن تھا جسے لے کر دریا سے پانی لائے' پانی شہد سے میٹھا اور برف سے زیادہ سرد تھا' میں کھا پی کر آسودہ ہوا تو میرا بخار ختم تھا۔ وہ تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے لو تمہارے ساتھی آ پہنچے۔ مجھے اور بھی کام ہیں' میں نے منہ پھیر کر راستے کی طرف دیکھا تو بیسیوں اونٹ چلے آ رہے تھے۔ میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور وہ غائب ہو گئے۔

ولی کا ہمشکل فرشتہ

ایک بزرگ کا بیان ہے۔ میں مصر کے اندر فاقہ زدہ تھا۔ ایک مسجد میں گیا۔ وہاں ایک نوجوان نے مجھے ایک بٹوا دیا جس میں کچھ درہم تھے' اور فرمایا: جا کر حجامت بنوالو اور اپنے کپڑے دھو کر صاف کرو۔ حجامت کے بعد میں نے حجام کو اس میں سے دو پیسے دیئے تو اس نے انہیں چوم کر کہا۔ مرحبا! میں تیس سال سے آپ کی تلاش میں تھا' آپ کو یہ پیسے کہاں سے ملے یہ دنیاوی پیسے نہیں ہیں۔ ان

پر قدرت کا بہت نور ہے۔ میں نے ان سے ماجرا بتایا۔ وہ میرا ہاتھ تھامے مسجد میں گیا مگر وہاں نوجوان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ حجام میرا دوست بن گیا۔ ایک روز مجھ سے کہنا لگا۔ میں نے حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ولی کی تین علامتیں ہیں:

(۱) جب کسی مقام پر جانا چاہتے ہیں تو بلا حرکت وہاں پہنچ سکتے ہیں۔

(۲) اگر اپنے کسی بھائی سے ملنا چاہیں تو وہ ان کے پاس پہنچا دیئے جاتے ہیں۔

(۳) وہ اگر عبادت یا کسی اور کام میں مشغول ہوں تو ان کی جگہ ان کی شکل ایک فرشتہ باتیں کرتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم ولی اللہ سے باتیں کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقتاً وہ فرشتہ ہوتا ہے۔

حجام نے مزید کہا: اس کے چند روز بعد حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے عصر بعد بلایا تاکہ میں ان کی حجامت بناؤں اور خون نکالوں۔ میں وقت مقررہ پر گیا حضرت کی حجامت بنائی خون نکالا۔ کچھ دیر بیٹھا رہا۔ کھانا پکایا گیا۔ اتنے میں مغرب کی اذان ہوگئی۔ مجھ سے پھر فرمایا کہ نماز مغرب کے بعد آ کر میرے ساتھ کھانا کھا لینا۔ نماز مغرب سے فارغ ہوا تو مجھے حضرت کا ایک مرید ملا اور کہا آج تم سے بڑی قیمتی چیزیں فوت ہوگئیں۔ آج حضرت سہل نے عصر سے مغرب تک کی نشست میں ایسی ایسی باتیں فرمائیں جو کبھی سننے میں نہیں آئی تھیں۔ میں نے اس شخص سے کہا تم نے جو کچھ سنا ہے اسے یاد رکھنا' وہ حضرت کی باتیں نہیں تھیں بلکہ فرشتہ کی باتیں تھیں۔

مجھے اس وقت علم ہوا کہ حضرت نے اولیاء اللہ کی جو نشانیاں فرمائی تھیں وہ خود حضرت کے مرتبہ وشان کا بیان تھا۔ (رضی اللہ عنہ و نفعنا به آمین)

حاصل ہے "لی مع اللہ" سے ان کو خاص نسبت
عارف کی زندگی بھی ہے اک دلیل قدرت
روشن ہیں روئے گیتی ان کی کرامتوں سے
ہے ذات اولیاء سے ظاہر خدا کی عظمت

حضرت الیاس وخضر علیہما السلام

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک بار میں مکہ شریف میں مشغول طواف تھا' دو شخصوں کو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے دیکھا جو باہم کہہ رہے تھے کہ یا حی یا نور روح سمع اذان قلبی

یا کہاروح بصرعیون قلبی بحق الفحول علیک یا مروح الا رواح۔
میں ان دونوں حضرات کے درمیان جا پڑا اور سلام کر کے کہا میں نے آپ کی دعا سن لی ہے اور اس کے کلمات یاد کر لئے ہیں رحمکما اللہ تعالیٰ آپ کون ہیں؟ ان میں سے ایک صاحب نے فرمایا: میں خضر ہوں اور یہ میرے بھائی الیاس ہیں اور فرمایا جب تم نے ان کلمات کو یاد کر ہی لیا ہے تو تمہیں کسی چیز کے فوت کا اندیشہ نہیں ہونا چاہئے مگر یاد رہے دنیا کی کسی ضرورت میں اسے ہرگز نہ پڑھنا۔ (سلام اللہ علیہما)

مسلم اور نصرانی متوکلین

حضرت ابوجعفر صادق حداد رحمۃ اللہ علیہ بصرہ سے بغداد جانے کے ارادے سے کشتی پر بیٹھے۔ فرمایا میرے ساتھ ایک شخص اور تھا جو نہ کھاتا' نہ پیتا تھا' نہ ہی نماز پڑھتا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نصرانی متوکل ہوں۔ میں نے کہا میں بھی تو متوکل ہوں۔ میں نے کہا ابھی ان لوگوں کا دسترخوان لگے گا' ہمیں بلائیں گے اس لئے بہتر ہے کہ ہم لوگ پیدل چلیں نصرانی نے کہا شرط یہ ہے کہ دوران سفر نہ تم کسی مسجد میں جاؤ گے نہ میں کسی گرجا میں' میں نے کہا منظور ہے وہاں سے چل کر شام کو ہم ایک گاؤں میں پہنچے اور کوڑا کرکٹ والی ایک جگہ پر بیٹھے تھوڑی دیر بعد ایک کالا کتا منہ میں روٹی دبائے ہوئے آیا اور نصرانی کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ نصرانی نے روٹی اٹھا کر کھالی اور نہ مجھے بلایا نہ متوجہ ہوا۔ اسی طرح تین روز ہمارا سفر جاری رہا ہر شب کالا کتا نصرانی کے لئے روٹی لاتا اور وہ اکیلا کھالیتا چوتھے روز ہم ایک گاؤں میں مغرب کے وقت پہنچے' میں نماز مغرب پڑھنے کھڑا ہوا۔ ایک شخص طباق میں روٹی اور لوٹے میں پانی لایا۔ سلام پھیر کر میں نے نصرانی کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے پاس لے جاؤ۔ اور میں پھر نماز پڑھنے لگا۔ نصرانی کھانے کا طباق اٹھائے میرے قریب آیا اور مجھ سے کہا' تم مجھے اپنا دین بتاؤ' کیونکہ وہی دین سچا ہے میں نے پوچھا آخر تم نے یہ کیسے جانا کہنے لگا اللہ تعالیٰ میری روزی میرے ہی جیسے کتے کے ذریعہ بھیجتا تھا اور جو مجھے ملتا تھا اسے میں ہی کھالیتا تھا اور اس نے تمہاری روزی تمہارے جیسے انسان کے ذریعہ روانہ فرمائی ہے۔ تین روز گزرنے کے باوجود تم نے اپنی ذات پر مجھے مقدم رکھا۔ اس چیز نے مجھے یقین دلا دیا کہ تمہارا دین میرے دین سے بہتر ہے اس کے بعد وہ مسلمان ہوگیا۔ الحمد للہ الذی ھدانا للا سلام و جعلنا من امتہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جس کی جوتی اتنی حسین ہے

حضرت ابو عمران سندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں مصر کی فلاں جامع مسجد کے اندر تھا۔ میرے دل میں نکاح کا خیال آیا اور میں نے نکاح کا پختہ ارادہ کر لیا اسی وقت قبلہ کی جانب سے مجھ ایک نور ظاہر ہوا جیسا نور میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس کے اندر سے ایک ہاتھ برآمد ہوا۔ جس کے اندر ایک سرخ یاقوت کی جوتی تھی سبز زمرد کا تسمہ لگا تھا اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ ہاتف کی آواز آئی جب اس کی جوتی ایسی ہے تو وہ خود کیسی ہوگی؟ یہ دیکھ کر میرے دل سے عورت کی خواہش ختم ہوگئی۔

شہید کی لاش کا جواب

شیخ محمد وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''مبارک نام کے ایک حبشی تھے۔ مباح روزی کماتے تھے ہم سے کہا کرتے کہ اے مبارک! کیا تم نکاح نہیں کرو گے؟ وہ جواب دیتے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرضی لگائی ہے کہ میرا نکاح کسی حور سے فرمادے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جہاد میں شریک ہوئے۔ دشمن پر حملہ میں مبارک شہید ہوگئے ہم نے دیکھا کہ ان کا سر جسم سے جدا پڑا ہے وہ پیٹ کے بل تھے اور دونوں ہاتھ سینے کے نیچے دبے تھے۔ ہم نے پوچھا' مبارک! اللہ تعالیٰ نے تمہارا نکاح کتنی حوروں کے ساتھ کیا انہوں نے سینے کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکال کر تین انگلیاں اٹھائیں یعنی بتایا کہ تین حوروں کے ساتھ۔ رضی اللہ عنہ'

آخرت کی نعمت دنیا میں

حضرت ابو احمد حلاسی فرماتے ہیں' میری ماں نہایت نیک صالحہ تھیں ایک روز ہم نہایت فقر و غربت کی حالت میں تھے' مجھ سے کہنے لگیں ہم لوگ اس تکلیف میں کب تک رہیں گے؟ سحر کا وقت ہوا تو میں نے بارگاہ حق میں دعا کی اللھم ان کان لی فی الآخرۃ شیء معجل لی منہ فی الدنیا اے اللہ! اگر ہمارے لئے آخرت میں کچھ ہے تو اس میں سے کچھ دنیا میں عطا کر' اس وقت مجھے گھر کے ایک حصہ میں ایک نور نظر آیا۔ میں قریب گیا تو دیکھا کہ میرے تخت کا ایک پایہ سونے کا ہے جس پر جواہر لگے ہیں۔ میں نے اپنی ماں سے عرض کیا یہ لیجئے اور سوچا کہ کچھ جواہر لے کر بازار

میں جاؤں اور فروخت کروں۔ مگر اس کی طریقہ کیا ہو؟ مسجد سے لوٹ کر میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ نے کہا بیٹے! مجھے معاف کرنا تیرے مسجد جانے کے بعد میں سوگئی خواب میں جنت دیکھی جس میں ایک محل کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ یہ ابو احمد حلاسی کا محل ہے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ کیا یہ میرے فرزند کا محل ہے۔ اس نے بتایا کہ ہاں' میں اس میں داخل ہو کر اس کے کمروں کو دیکھنے لگی۔ ایک جگہ میں نے بہت سے تخت بچھے ہوئے دیکھے۔ انہی کے اندر ایک ٹوٹا ہوا تخت بھی نظر آیا' میں نے کہا یہ ٹوٹا ہوا تخت یہاں کس قدر بے محل معلوم ہوتا ہے۔ اس شخص نے کہا اس تخت کا پایہ تم نے لے لیا ہے۔ میں نے اس سے کہا اگر ایسی بات ہے تو اس کو اس کی جگہ واپس کر دو۔ میں جب بیدار ہوئی تو گھر کے تخت کا پایہ اب سونے کا نہ رہا بلکہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

مشروبِ جنت

ایک بزرگ فرماتے ہیں' ہم لوگ ملک روم میں تھے۔ ہمارے ایک ساتھی کا یہ حال تھا کہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے راوی نے ان سے پوچھا آپ کو میں گیارہ روز سے دیکھ رہا ہوں کہ آپ کچھ کھاتے پیتے نہیں' انہوں نے کہا جب رخصتی کا وقت ہوگا تو بتا دوں گا۔ وہ وقت آیا تو میں نے عرض کیا' اپنا وعدہ وفا کریں' فرمایا۔ ''میں چار سو مجاہدین کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور میرے ساتھی شہید ہوئے مقتولین کے درمیان صرف میں زندہ بچا۔ جب سورج ڈوبنے کا وقت ہوا تو اپنے اوپر فضا کی جانب سے مجھے خوشبو کا احساس ہوا۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ بہت سی خوش لباس لڑکیاں وہاں موجود ہیں۔ ان کی پوشاک ایسی حسین و جمیل تھی جیسی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں پیالے تھے اور وہ کچھ مقتولین کو پلا رہی تھیں میں نے آنکھیں موند لیں۔ لڑکیاں جب میرے پاس آئیں تو ایک نے کہا جلدی سے انہیں پلا کر چلو۔ کہیں آسمان کے دروازے بند نہ ہو جائیں اور ہم زمین ہی پر رہ جائیں۔ دوسری بولی اسے کیسے پلاؤں اس میں کچھ جان باقی ہے۔ تیسری بول پڑی ڈرنے کی بات نہیں' پلا دے اور اس نے مجھے وہ مشروب پلا دیا۔ اے حبیب! جب سے میں نے وہ شربت نوش جاں کیا ہے' مجھے کھانے پینے کی ضرورت نہ رہی''۔

تو پلائے جسے تا حشر وہ تشنہ کیوں ہو؟ جس کو دیدار ملے تیرا وہ بھوکا کیوں ہو؟

رہے خلوت میں کہ صحرا و بیاباں میں پھرے　　جس کا مونس ہے تو وہ شخص اکیلا کیوں ہو؟
غم ہستی کے گریباں کو جو خود چاک کرے　　اس قلندر کو غم و فکر کا شکوہ کیوں ہو؟
بدر! کیا سمجھیں تری گوشہ نشینی کو لوگ　　پوچھتے رہتے ہیں اس گوشہ میں تنہا کیوں ہو؟

کلمہ طیبہ لکھا پھل

ایک شیخ کا بیان کہ میں ملک ہندوستان گیا۔ وہاں میں نے ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کی طرح تھے۔ اس کے دو چھلکے ہوتے تھے' جب ان چھلکوں کو الگ کیا جاتا تو اندر سے ہرے رنگ کا ایک ورق نکلتا جس پر قدرتی قلم سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوتا تھا۔ اہل ہند اس سے حصول برکت کرتے اور جب بارش رک جاتی تو اس کے ذریعہ سے طلب باراں کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ قصہ میں نے حضرت ابو یعقوب صیاد سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں۔ میں جب ایلہ میں تھا تو میں نے ایک مچھلی شکار کی اس کی دائیں کنپٹی پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بائیں پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا۔ میں نے جب یہ دیکھا تو مچھلی کو احتراماً واپس دریا میں ڈال دیا۔

فقیر بدر القادری عرض کرتا ہے کہ اس انداز کی قدرتی نشانیاں دنیا میں بکثرت ظاہر ہو چکی ہیں۔ ابھی سال گزشتہ یورپین اخباروں میں یہ بات مشتہر ہوئی کہ جرمنی کے اندر ایسا جنگل دیکھا گیا ہے جہاں درختوں کی موٹی موٹی ٹہنیاں اس طرح زمین سے اگی ہوئی تھیں جن سے صاف کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے' اخبارات نے ان کی تصاویر بھی شائع کی ہیں۔

اسی طرح ہندوستان میں صوبہ یوپی کے شہر فیض آباد کشمیری محلہ میں ایک بکری کی پشت پر اسم پاک محمد ﷺ صاف لکھا ہوا ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں (یہ تقریباً ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے)

دور مغلیہ کے ہندوستان میں تاج محل کی تعمیر کے وقت سنگ مرمر تراشتے ہوئے اس کے اندر صاف اسم پاک محمد تحریر کیا ہوا نکلا تھا جسے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ یہ عالم کن فکان جو کچھ بھی ہے فداہ امی وابی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کے طفیل تو ہے۔ فقیر بدر القادری کہتا ہے۔

کونین کی جبیں پر لولاک کا ہے جھومر　　ذرے انہیں سے تاباں تاروں میں بھی ضیا ہے
سب میں چھپی ہوئی ہے تنویر مصطفائی　　ہر ایک شاہ دیں کی دہلیز کا گدا ہے

قدرت کی کارگہ کی خاتم ہے اسم ان کا مخلوق کے دلوں پر نام نبی لکھا ہے

لوحِ محفوظ کا لکھا ہوا

ایک بزرگ فرماتے ہیں، میں بحری سفر میں تھا۔ میرے ساتھ کے ایک مسافر کو جہاز ہی پر ہیضہ کی شکایت ہوگئی۔ وہ شخص رات میں میرے ہاتھ کے سہارے اٹھا اور میں نے جہاز کے اس حصہ میں اسے بٹھایا جہاں لوگ رفع حاجت کے لئے جاتے تھے وہ حصہ بالکل لب کشتی تھا۔ اسی دوران ایک زوردار موج آئی اور جہاز کا وہ حصہ اس زور سے اچھلا کہ بے چارہ سمندر میں چلا گیا یہ صرف میں دیکھ رہا تھا، سب لوگ سورہے تھے، ناچار میں لوٹ آیا صبح فجر کی نماز کے وقت میں نے اس شخص کو اپنے پہلو میں پایا میں نے اس سے قصہ پوچھا اس نے بتایا کہ میں سمندر میں گرا تو ابھی اندر تک نہیں پہنچا تھا کہ ایک بڑا پرندہ آیا اور اس نے میری ٹانگوں کے درمیان اپنی گردن ڈال کر مجھے باہر نکالا پھر جہاز کو دیکھا تو یہ دور نکل چکا تھا۔ وہ مجھے لے کر اڑا اور لا کر عرشے پر اتار دیا اور میرے کان کے پاس چونچ لگا کر عربی میں کہا۔ ''كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا یہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا''۔

قبولِ اسلام کا سبب

روم کے ایک نومسلم اپنے قبول اسلام کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ ''مسلمانوں نے ہم پر حملہ کیا اور میں مسلم مجاہدین کی نقل وحرکت کی نگرانی کرتا تھا، اتفاقاً ایک روز فوج کے آخری حصہ کو غافل پاکر، میں نے (اور مسیحی سپاہیوں کی مدد سے) دس مسلمانوں کو گرفتار کرلیا اور قیدی بنا کر خچروں پر سوار کرلیا اور ہر قیدی پر ایک پہرہ دینے والا مقرر کیا ان میں سے ایک شخص کو میں نے ایک روز نماز پڑھتے دیکھا۔ اس کے پہریدار سے میں نے اس کے متعلق جواب طلبی کی۔ اس نے کہا جب نماز کا وقت آتا ہے تو یہ شخص مجھ سے کہتا ہے کہ مجھے نماز پڑھ لینے دو، تمہیں ایک دینار دوں گا۔ اسی طرح یہ نمازیں پڑھتا ہے اور اشرفیاں دیتا ہے''۔ میں نے پوچھا کیا اس کے پاس اشرفیاں ہیں؟ پہریدار نے کہا اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ جب نماز پڑھتا ہے تو زمین پر ہاتھ مارتا ہے اور اس کے ہاتھ میں دینار آجاتا ہے اور مجھے دے دیتا ہے۔

نومسلم بیان کرتے ہیں کہ دوسرے روز میں نے ایک ادنیٰ درجہ کا لباس پہنا اور اس پہریدار کے ہمراہ چلنے لگا تاکہ اس کی صداقت پرکھوں۔ ظہر کا وقت ہوا تو انہوں نے مجھ سے اشارۃً کہا کہ نماز

پڑھنے دو، میں تمہیں ایک دینار دوں گا میں نے بھی اسی طرح اشارہ میں کہا کہ ایک نہیں دو دینار لوں گا۔ انہوں نے رضامندی ظاہر کی اور نماز پڑھنے کے بعد زمین پر ہتھیلی ماری اور دو دینار مجھے دے دیئے۔ عصر کا وقت ہوا تو انہوں نے پھر پہلے کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں پانچ دینار لوں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے اور نماز کے بعد زمین پر ہاتھ مار کر مجھے پانچ دینار دیئے۔ اسی طرح مغرب کے وقت دس دینار میرے حوالے کئے۔ جب وہ منزل پر پہنچے اور صبح ہوئی تو میں نے ان کا حال معلوم کیا اور انہیں دار السلام لوٹنے کی اجازت دی۔ انہوں نے لوٹنا منظور کیا اور میں نے ایک خچر پر بٹھا کر توشہ بھی دیا اور خود اپنی سواری آگے چلائی اس وقت انہوں نے مجھے دعا دی۔ ''اماتك الله تعالٰی علی احب الدیان الیه'' اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ دین پر تمہارا خاتمہ فرمائے۔

میرے دل میں اسی وقت سے اسلام کی محبت پیدا ہوئی ان کے ہمراہ میں نے اپنے قریبی لوگوں میں سے کئی ایک کو روانہ کیا اور ان سے کہہ دیا کہ تمہیں دار الاسلام کو جو پہلا شہر ملے وہاں انہیں پہنچا دو اور ان صاحب کو دوات قلم اور کاغذ دیا کہ اپنی حد میں داخل ہونے کے بعد آپ میرے لئے فلاں علامت لکھ بھیجیں تا کہ میں مطمئن ہو جاؤں کہ ان لوگوں نے آپ کو بحفاظت پہنچا دیا۔ انہیں جہاں جانا تھا وہاں کا فاصلہ چار روز کا تھا۔ میرے ساتھی پانچویں روز واپس لوٹ آئے مجھے اندیشہ ہوا کہ ان لوگوں نے انہیں قتل نہ کر ڈالا ہو۔ میں نے جب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ سے رخصت ہو کر ہم لوگ دار الاسلام لحظہ بھر میں جا پہنچے اور اس کے بعد چار روز ہمیں واپسی میں لگے۔

رضی الله تعالٰی عنه ونفعنا به آمین۔

خدا والے دلوں کی بستیاں آباد کرتے ہیں
اسیر کفر کو اس قید سے آزاد کرتے ہیں

چلا آتا ہے بیت اللہ خود ان کی زیارت کو
صمیم قلب سے یوں وہ خدا کو یاد کرتے ہیں

خدا ان کو تصرف دیتا ہے اپنے خزانوں پر
عطا فرماتے ہیں وہ اور دلوں کو شاد کرتے ہیں

مرغی بازار میں اونٹ کی فروخت

حضرت شعبی عمیلیہ فرماتے ہیں، اہل یمن کی ایک قوم جہاد کے ارادے سے نکلی۔ ان میں سے

ایک شخص گدھے پر سوار تھا' وہ مر گیا اور لوگوں نے ان سے کہا تم ہم لوگوں کے ہمراہ سوار ہو جاؤ' وہ نہیں مانے تازہ وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور کہا۔ ''اے اللہ! میں تیری راہ میں جہاد کرنے چلا اور مقصود صرف تیری رضا ہے' اور میرا ایقان ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور اہل قبور کو پھر زندہ فرمانے والا ہے' میں تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ فرمادے'' اور پھر اٹھ کر گدھے کو ٹھو کر لگائی تو وہ کان جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے اس پر زین کسی اور لگام لگا کر سوار ہوئے اور اپنے مجاہد دوستوں سے جا ملے۔ احباب نے پوچھا کیسے کیا ہوا؟ انہوں نے کہا میں نے رب تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرا گدھا زندہ فرمادے' تو اس نے زندہ فرما دیا۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ مقام کناسہ میں میں نے وہ گدھا فروخت ہوتے دیکھا ایک شخص نے اپنے محلہ میں جا کر لوگوں سے کہا کہ گدھا مر کر پھر زندہ ہوا ہے۔ یہ شخص حضرت شعبی پر الزام لگا رہا ہے اور کہا اگر سچے ہو تو ہمارے ساتھ ان کے پاس چل کر تصدیق کراؤ۔ بیان کرنیوالا حضرت شعبی کے پاس گیا اور عرض کیا۔ حضرت! کیا آپ نے مجھ سے یہ نہیں فرمایا تھا۔ اس وقت حضرت شعبی نے فرمایا یہ کب کی بات ہے؟ یہ سن کر منکرین کہنے لگے ہم جانتے تھے کہ اس نے حضرت ابو عمر شعبی پر بہتان لگایا ہے۔ وہ سب لوگ جا چکے تو بیان کرنے والے نے پھر عرض کیا۔ ابو عمر! کیا آپ نے یہ واقعہ مجھ سے نہیں بیان فرمایا تھا۔ آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔ '' **ویحك هل تباع الا بل فی سوق الد جاج**' ' تم پر افسوس! کیا کہیں مرغی مارکیٹ میں اونٹ فروخت کیے جاتے ہیں۔

شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' حضرت شعبی نے انکار اس لئے کیا کہ بیان کرنے والے شخص نے ایک عظیم کرامت ایسے لوگوں سے بیان کی جن کی عقلیں قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی اور ان کے فہم و فراست کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی تھی۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔'' **لا تعطوا الحکمة غیر اهلها فتظلموها ولا تمنعوها عن اهلها فتظلموهم** '' حکمت نا اہل کے سامنے نہ رکھو کہ یہ علم و حکمت پر ظلم ہے اور جو اس کے اہل ہیں ان سے پوشیدہ نہ رکھو ورنہ ان پر ظلم ہوگا۔

اہلیت لازم ہے حکمت کے لئے	چاہتا ہے علم بھی ظرف و نظر
ہر زمیں سے زعفران اگتا نہیں	بنجروں میں بیج کو ضائع نہ کر
خاص ماحول میں شاہین جنم لیتا ہے	ہر فضا لائق بازیگر شہباز نہیں

علم و حکمت کو بھی درکار ہے عالی ظرفی — سر بازار عیاں کرنے کا یہ راز نہیں

سیرِ عارفاں

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں بیت المقدس کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ بھول گیا اچانک ایک عورت ملی میں نے اس سے پوچھا اے مسافر عورت! کیا تو بھی راستہ بھول گئی ہے؟ جواب: اس کا آشنا' مسافر کیسے ہوسکتا ہے؟ اور اس کی محبت رکھنے والا راستہ کیسے بھول سکتا ہے؟ اچھا آؤ تم میری لکڑی کا سرا تھام کر آگے آگے چلو۔ شیخ فرماتے ہیں کہ اس کے کہنے کے بعد جب میں زیادہ سے زیادہ سات قدم چلا ہوں گا کہ بیت المقدس کی مسجد نظر آ گئی۔ میں نے ہاتھ سے آنکھوں کو ملا کہ شاید مجھے اشتباہ ہو رہا ہے۔ خاتون بولیں: ''اے شخص تیری سیر زاہدوں کی سیر ہے اور میری سیر عارفوں کی' زاہد چلتا ہے' عارف پرواز کرتا ہے اور چلنے والا بھلا اڑنے والے کو کب پا سکتا ہے؟'' یہ کہہ کر غائب ہوگئی' میں نے پھر انہیں نہیں دیکھا۔

پتھر سے چشمہ جاری

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میں ایک بکری چرانے والے کے پاس سے گزرا' اور پوچھا تمہارے پاس کچھ پانی یا دودھ ہے؟ اس نے کہا'' جی ہاں آپ کو دونوں میں سے کیا پسند ہے؟'' میں نے کہا پانی۔ اس نے فوراً پتھر کی سخت چٹان پر اپنا ڈنڈا مارا اور اس سے پانی جاری ہو گیا۔ میں نے جب اس پانی کو پیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں تعجب میں پڑ گیا انہوں نے کہا'' حیرت نہ کرو کرو' جب بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ رضی اللہ عنہم

عصائے موسیٰ کی ضرب ہے' ضرب قلندر میں
نظر کر دے تو منظر سارا آب زر نظر آئے

بوقت مرگ سب روتے ہیں اور وہ مسکراتا ہے
مسافر جس طرح لمبے سفر کے بعد گھر آئے

خدا کے پاک بندے عظمت مولا کے مظہر ہیں
زمانہ بے بصر ہے اس کو کیا جو ہر نظر آئے

حضرت سلمان فارسی کی کرامت

سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن سے ایک مہمان کے ہمراہ روانہ ہوئے آپ نے جنگل میں ہرن اور دیگر جانوروں کو گھومتے پھرتے اور پرندوں کو پرواز کرتے ہوئے دیکھا فرمایا۔ ''تم میں سے ایک تندرست ہرن اور ایک پرندہ میرے پاس آجائے۔ کیونکہ میرے ساتھ ایک مہمان ہے اور میں اس کی عزت وضیافت کرنا چاہتا ہوں''۔ چنانچہ ہرن اور پرندہ دونوں آ گئے مہمان نے یہ منظر دیکھا تو کہا سبحان اللہ! یہ بھی آپ کے فرمانبردار ہیں؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''افتعجب من هذا' هل رايت عبدا اطاع الله فعصاه شیء کیا تم اس پر متعجب ہو' کیا تم نے کسی ایسے بندہ کو دیکھا جو اللہ کا مطیع ہو اور کوئی شے اس کی نافرمان ہو۔

ہے زمین کا چپہ چپہ زیر فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم
خلق پر مضبوط ہے بندش جنود اللہ کی

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت کے اولیاء ہیں عاملین
ہے حکومت کل جہاں پر اولیاء اللہ کی

وہ خدا کے زیر فرماں ان کی طاعت کیش خلق
باوقار پر شکوہ عظمت ہے حزب اللہ کی

حبشی عارف

حضرت شیخ عبدالوحد بن زید اور حضرت ایوب السختیانی رحمۃ اللہ علیہ ملک شام میں سفر فرما رہے تھے۔ انہوں نے ایک حبشی شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا بوجھ سر پر اٹھائے آیا حضرت شیخ عبدالواحد نے اس سے پوچھا: تیرا ربّ کون ہے؟

حبشی: مجھ جیسے شخص سے آپ یہ پوچھ رہے ہیں؟ یہ کہہ کر لکڑی کا بوجھ زمین پر رکھا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا کہا اے پروردگار! اسے سونا بنا دے چنانچہ لکڑیاں کا وہ بوجھ فوراً سونا بن گیا (مزید کہا) کیا آپ اسے دیکھ رہے ہیں؟

شیخ عبدالواحد: میں دیکھ رہا ہوں۔

اے اللہ! اسے پھر لکڑی بنا دے یہ کہتے ہی پورا بوجھ پھر لکڑی بن گیا۔ (پھر کہا) عارفین سے

سوال کرتے رہوان کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ حضرت ایوب فرماتے ہیں: میں اس حبشی کا کمال دیکھا کر حیرت میں ڈوب گیا اور اتنا شرمندہ ہوا جتنا کبھی نہیں ہوا تھا اور میں نے پوچھا۔ کیا آپ کے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے اشارہ کیا' فوراً ہمارے پاس ایک پیالہ آ گیا جس میں شہد تھا جو برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

حبشی: لیجئے تناول کیجئے۔ یہ مکھیوں کے شکم سے نکلا ہوا نہیں ہے ہم نے کھایا تو اس سے میٹھی کوئی شئے ہمیں یاد نہ رہی ہم نے تعجب کا اظہار کیا۔

حبشی: ایسی کرامتوں پر تعجب کرنے والا عارف نہیں ہوتا اور جو متعجب ہو جان لو کہ وہ اللہ سے دور ہے' اور جو شخص کرامتیں دیکھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اللہ سے ناواقف ہے۔ (رضی اللہ تعالٰی عنہ و نفعنا بھم آمین)

خلوتِ باخدا

حضرت شیخ واسطی رحمۃ اللہ علیہ جنگل کی سیر کرتے ہوئے ایک دیہاتی کے پاس پہنچے' جو تنہا تھے فرماتے ہیں: میں نے سلام کیا' انہوں نے جواب دیا۔ پھر میں نے کچھ پوچھنا چاہا تو کہنے لگے ''اللہ ذکر میں لگے رہو کیونکہ اللہ کا ذکر قلب کی شفا ہے'' پھر فرمایا: انسان ذکر الٰہی سے سست اور کاہل کیوں ہو جاتا ہے حالانکہ موت اس کی گھات میں ہے اور اللہ تعالٰی اسے دیکھ رہا ہے۔ یہ کہہ کر رونے لگے۔ ان کے ساتھ میں بھی رونے لگا۔ کچھ دیر بعد میں نے پھر پوچھا۔ آپ تنہا کیوں ہیں؟ فرمایا میں اکیلا نہیں ہوں اللہ تعالٰی میرے ساتھ ہے جب وہ میرا انیس دمساز ہے تو میں تنہا نہیں ہوں۔ اس کے بعد جلدی سے میرے پاس سے اٹھ کر چلے گئے یہ کہتے ہوئے:

''اے میرے پروردگار! تیری بیشتر مخلوق تجھے چھوڑ کر غیر کے ساتھ مشغول ہے' حالانکہ تو تمام چھوٹی ہوئی چیزوں کا نعم البدل ہے اے ہر غریب کے ساتھی' اے ہر تنہا کا مونس' اے بے سہارا کی پناہ۔''

شیخ واسطی فرماتے ہیں وہ آگے آگے چلے جا رہے تھے اور میں ان کے پیچھے لگا تھا۔ پلٹ کر مجھے دیکھا اور کہا: ''اللہ تمہیں عافیت بخشے' مجھ سے بہتر کو تلاش کرو' اور مجھے اپنے سے بہتر کے ساتھ رہنے دو'' پھر نظر سے غائب ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

سونے کی زمین سونے کا آسمان

سفر بیاباں کے دوران' حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو گھاس پر لیٹے ہوئے ایک شخص ملے' سلام وجواب کے بعد انہوں نے پوچھا۔

کہاں کے باشندے ہو؟ مصر کا: کہاں جا رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس تلاش کر رہا ہوں۔ دنیا و آخرت کو ترک کر دو' اس وقت طلب صادق ہو گی اور محبت مولا کی منزل پا جاؤ گے۔ یہ بات درست ہے ذرا اس کی وضاحت فرما دیں! کیا ہمارے حاصل کیے ہوئے پر تہمت لگا رہے ہو؟ تم جو کہتے ہو ہمیں اس سے سوا عطا ہوا ہے یعنی اللہ کی معرفت: میں آپ پر تہمت نہیں باندھتا بلکہ اس بات کا خواہش مند ہوں کہ اس نورانی کلام کو مزید منور فرمایئے: اے ذوالنون! اوپر دیکھ! میں نے نظر اٹھائی تو آسمان سونے کا بن گیا تھا اور زمین بھی سونے کی بن گئی تھی اور دونوں چمک رہے تھے: اب آنکھیں بند کرو! میں نے آنکھیں بند کر کے پھر کھولیں تو سب کچھ اپنی اصلی حالت پر تھا پھر میں نے دریافت کیا اس کی جانب راستہ کس طرح ملے گا؟ فرمایا: اگر تو اللہ کا بندہ ہے تو اسکے لئے سب سے الگ ہو جا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنھما و نفعنا بھما آمین)

اللہ کا عاشق

حضرت شیخ محمد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار ملک شام کے ایک پاگل خانہ میں گئے وہاں ایک نوجوان کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی' گلے میں فولادی طوق اور پورا جسم زنجیر سے جکڑا ہوا تھا۔ شیخ فرماتے ہیں' مجھے دیکھا تو بولے ''محمد! دیکھ رہے ہیں میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میں آپ کے ذریعہ اس تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں'

''اگر تو میرے لئے آسمانوں کو طوق اور زمین کو زنجیر بنا کر میرے ہاتھ پاؤں میں ڈال دے پھر بھی میں تجھے چھوڑ کر لمحہ بھر کے لئے بھی غیر کی جانب التفات نہیں کروں گا۔''

علی بعدك لا یصبر من عادته القرب ولا یقوی علی قطعك من تیمه الحب

جسے تیرے قرب کی عادت ہو گئی' وہ تیری جدائی پر صبر نہیں کر سکتا اور وہ قطع تعلق پر قادر نہیں جسے محبت نے وارفتہ کر دیا ہو۔

وحبك فی قلبی و فی کبدی اذا لم ترك العین فقد ابصرك القلب

تیری محبت میرے دل میں اور میرے جگر میں ہے اگر تجھے آنکھ نہیں دیکھتی تو کیا دل تو دیکھتا ہے۔ رضی اللہ عنہ

معلمِ عرفاں

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ سے لوگوں نے ایک عرب بزرگ کی عظمت شان ان کی عارفانہ باتیں اور حسن کلام کا ذکر کیا میں ان سے ملنے گیا چالیس روز ان کی خدمت میں رہا۔ ان کی مشغولیات عبادت کی وجہ سے اس مدت میں میں ان کے علم سے فیض یاب نہ ہوسکا ایک روز مجھے دیکھ کر انہوں نے میرے بارے میں پوچھا میں نے اپنا حال بتایا فرمایا: میرے پاس کس لئے آئے ہو؟ حضرت ذوالنون: آپ سے ایسے علم کی خواہش میں حاضر ہوا ہوں جو مجھے اللہ کا راستہ دکھا دے۔ عرب بزرگ: اللہ سے ڈرو اس سے مدد مانگو اسی پر توکل کرو وہی حمد کا سزاوار اور حقیقی سرپرست ہے۔

اتنا فرمانے کے بعد خاموش بیٹھ رہے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ کچھ اور بیان فرمائیں۔ میں مسافر آپ کی خدمت میں دور دراز سے آیا ہوں اور اپنے قلب میں آنے والے شبہات کا آپ کے ذریعہ ازالہ چاہتا ہوں۔ عرب بزرگ: پہلے یہ بتاؤ تم متعلم ہو عالم ہو یا مناظر؟ حضرت ذوالنون: میں ایک ضرورت مند متعلم ہوں۔ عرب بزرگ: متعلم ہو تو متعلم کی طرح رہو۔ اور آداب سوال ملحوظ رکھو کیونکہ اگر تم آداب میں کمی یا جسارت بے جا سے کام لو گے تو فیض معلم تم سے اٹھ جائے گا۔ عقل والے علماء اور عرفان والے صوفیاء صدق و وفا کی راہ پر چلتے ہیں اور قرب و صفا کے قدم سے غم و بلا کی وادیاں سر کرتے ہیں اور دارین کی بھلائی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت ذوالنون: یرحمک اللہ ارشاد فرمائیں کہ بندہ اس مقام پر کب پہنچتا ہے؟ عرب بزرگ: جب وہ اسباب و انساب سے بلند ہو جاتا ہے وہ قلب سے سارے تعلقات کاٹ ڈالتا ہے۔ حضرت ذوالنون: حضور عالی! بندہ کو یہ رتبہ کب ملتا ہے؟ عرب بزرگ: جب وہ طاقت و قوت سے نکل جائے اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ رہے جس کا وہ مالک ہو نہ اس کی کوئی ایسی حالت ہو جس سے وہ واقف ہو۔

معرفت کی باتیں

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک سفر میں بزرگ سے ملے جن کے چہرے پر معرفت کی روشنی

تھی خود فرماتے ہیں' میں نے پوچھا۔ ''اللہ کے قرب کا راستہ کیسے ملتا ہے؟'' فرمایا۔ ''اللہ کو پہچان لو تو تمہیں اس کی طرف جانے کا راستہ بھی مل جائے گا'' اس کے بعد فرمایا۔ ''اے شخص! خلاف و اختلاف کو چھوڑ دو''۔ حضرت ذوالنون: حضرت والا! کیا علماء کا اختلاف رحمت نہیں ہے؟ فرمایا: بے شک ہے مگر تجرید اور توحید میں اختلاف رحمت ہرگز نہیں۔ حضرت ذوالنون: تجرید اور توحید کیا ہے؟ فرمایا۔ ''خدا کو پانے کے لئے مخلوق کا دیدار چھوڑ دینا''۔ حضرت ذوالنون: کیا عارف کبھی مسرور بھی ہوتا ہے؟ فرمایا: عارف کو کبھی غم بھی ہوتا ہے کیا؟ حضرت ذوالنون: کیا اللہ کے عارف کا غم دراز نہیں ہوتا؟ فرمایا: ''جو اللہ کو پہچان لیتا ہے اس کا غم مٹ جاتا ہے؟'' حضرت ذوالنون: کیا دنیا عارفوں کے دل کو تغیر میں ڈالتی ہے۔ فرمایا: عارفین کے قلوب کو آخرت متغیر نہیں کر سکی تو دنیا کیا کرے گی۔ حضرت ذوالنون: کیا اللہ کی پہنچان حاصل کر لینے والا لوگوں سے وحشت زدہ نہیں ہوتا؟ فرمایا: ایسا نہیں بلکہ وہ اللہ کی جانب مائل رہتا ہے اور لوگوں سے مجرد۔ حضرت ذوالنون: کیا عارف کو اللہ کے سوا کسی اور شے سے افسوس بھی ہوتا ہے؟ فرمایا: کیا عارف اللہ کے ماسوا کو جانتا بھی ہے جس پر افسوس کرے؟ حضرت ذوالنون: کیا عارف اللہ کی جانب مشتاق ہوتا ہے؟ فرمایا: کیا عارف اللہ سے لحہ بھر غائب بھی ہوتا ہے کہ مشتاق ہونے کا سوال اٹھے؟ حضرت ذوالنون: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے؟ فرمایا: اسم اعظم اللہ کی عظمت و ہیبت اور جلال کے ساتھ ''اللہ'' کہنا ہے۔ حضرت ذوالنون: میں اکثر (اسم ذات) کہتا ہوں مگر ہیبت طاری نہیں ہوتی۔ فرمایا: اس لئے کہ تم اپنے لحاظ سے کہتے ہو' اس کی ذات کے لحاظ سے نہیں کہتے۔ حضرت ذوالنون: مجھے کچھ نصیحت فرمائیں' فرمایا: اتنا جان لینا کافی ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں' پھر جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور مزید عرض کیا' اب میرے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ تجھے ہر حال میں جانتا ہے تو بھی اسے فراموش نہ کر۔ (رضی اللہ تعالٰی عنہما ونفعنا بهما۔ آمین)

عارفوں نے یہ راز فاش کیا   بدر لے لے تو بن کے عبد اللہ
ذکر کامل جلال و ہیبت سے   اسم اعظم ہے اسم ذات ''اللہ''

مرشد کامل اور تعمیر انسانیت

حضرت شیخ ابوالعباس حرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں مریدوں کی ایک جماعت کے ساتھ

حضرت شیخ ابواحمد اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گیا ان کے پاس ہم نے لوگوں کا اژدحام دیکھا اور نقیب دیکھے اور ہر نقیب کے ماتحت بڑی بڑی جماعت ہوتی تھی۔ ہمیں دیکھ کر شیخ نے فرمایا ''بچہ معلم کے پاس جب سادی تختی لے کر آتا ہے تو معلم اس پر لکھتا ہے' تختی اگر پہلے ہی سے پر ہو تو معلم اپنی تحریر کہاں ثبت کرے' اس وقت وہ کہتا ہے کہ لوٹ جاؤ''۔ دوسری بار ہماری جانب نگاہ التفات اٹھائی اور فرمایا۔ ''جو انسان کئی گھاٹ کا پانی پیتا ہے' اس کے مزاج میں تغیر آ جاتا ہے' اور جو ایک ہی پانی پر اکتفا کرتا ہے' اس کا مزاج یکساں رہتا ہے''۔

میں نے شیخ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کے گھر میں تقریباً پندرہ سال کی عمر کے چار سو نوجوانوں کو دیکھا جو تمام کے تمام اہل کشف تھے۔ ایک روز حضرت شیخ اندلسی کا خادم میرے پاس آیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے پاس ایک بڑی جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور آپ کچھ فرما رہے تھے۔ میں جا کر بیٹھ گیا تو بے ہوش ہو گیا'' اس وقت مجھ پر عالم ملکوت کا انکشاف ہوا اور شیخ کو میں نے دیکھا کہ ہاتھ میں ایک بڑا تیشہ لئے ہوئے میرے سر پر کھڑے ہیں' اور میرے جسم کی عمارت منہدم کر رہے ہیں' اور میں دیکھتا رہا کہ میرا ایک ایک عضو بدن کٹ کٹ کر زمین پر گر رہا ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے میرے پاؤں کے ٹخنوں تک کو جدا کر دیا۔ اور میرے جسم کا کوئی حصہ ٹوٹنے سے بچ نہ سکا۔ اس کے بعد آپ نے جسم کی نئی عمارت بنائی شروع کی اور ٹخنوں سے شروع کر کے دماغ تک مکمل کیا۔ پھر فرمایا۔ ''اب تم بے نیاز ہو چکے اپنے شہر واپس جاؤ''۔

جب میں ان کی مجلس پاک سے باہر آیا تو مجھ پر سارا عالم علوی روشن تھا اور اس کی کوئی شے مجھ سے مخفی نہیں تھی فقیر بدر القادری نے عرض کیا ہے۔

شیخ کامل کی نگاہوں میں ہے روشن ملکوت	رکھ یقین باطنی اخلاق کا معمار ہے وہ
جو تحمل سے کرے اس کی جراحت کو قبول	اپنی دنیا کے لئے قافلہ سالا رہے وہ

کشفی قوت

حضرت ابوالعباس حرار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ حضرت شیخ ابو یوسف دہمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک روز مجھے شیخ قرشی کے پاس مجلس کی بابت دریافت کے لئے بھیجا کہ آج مجلس ہوگی یا نہیں؟ میں جب ان کے دروازے کے نزدیک صحن میں پہنچا تو خوف کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اتنے میں ایک دریچہ کھلا اور ایک کنیز نے سر باہر نکال کر کہا

اے احمد! شیخ ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ جا کر شیخ ابویوسف کو بتادو کہ آج ہماری مجلس نہیں ہوگئی۔ بغیر میرے پوچھے ہوئے شیخ کا جواب پا کر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ واپس شیخ ابویوسف کے پاس پہنچا تو وہ لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے۔ تم صحن میں پہنچ کر کھڑے کیوں ہوگئے تھے کہ کنیز نے تمہیں جواب دیا۔ شیخ کے پاس کیوں نہیں گئے۔ میں نے عرض کیا میں ان سے ڈرتا ہوں فرمایا: تم جب تنہا رہو تو ان سے ہیبت زدہ رہو مگر جب میرے ساتھ جاتے ہو تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں' بے خوف جایا کرو۔ ارباب فکر نے شیخ ابوالعباس سے دریافت کیا اس واقعہ میں دونوں بزرگوں میں سے کس کا کشف زیادہ ملتا ہے؟ فرمایا۔ ''شیخ ابوعبداللہ قرشی کا''۔

علمِ لدنی سے جواب

حضرت ابوالعباس حرار ہی کا فرمان ہے کہ میں سیاحت کرتے ہوئے حضرت ابوالعباس مرینی کی خدمت میں حاضر ہوا وہ عظیم شیخ تھے اسی وقت ایک آدمی نے حضرت سے پوچھا عقل افضل ہے یا روح؟'' اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت اپنی روح کو عالم بالا کی طرف لے گئے اور ہمراہ میری روح کو بھی لے چلے۔ ہم آسمان دنیا پر پہنچے۔ میں وہاں ملائکہ اور انوار و تجلیات میں منہمک ہوگیا اور حضرت مجھ سے غائب ہوگئے میں نے اپنے لئے کوئی مستقر تلاش کیا تو نہ پاسکا۔ بالآخر میں اتر آیا۔ میں نے دیکھا کہ شیخ اپنی غیبت میں کھوئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تشریف لائے اور سوال کرنے والے سے فرمایا۔ ''جب حضور نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کے ساتھ تھے اور پھر وہ اپنی حد پر پہنچ کر رک گئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ ہم لوگوں کی ایک جگہ متعین ہے میں جب سے پیدا ہوا ہوں اس سے آگے نہیں بڑھا اور نبی اکرم ﷺ کو جہاں تشریف لے جانا تھا حضرت جبریل کے بغیر گئے اور حضرت جبریل علیہ السلام روح تھے' اور اس وقت حضور نبی کریم ﷺ عقل تھے''۔ گویا شیخ ابوالعباس مرینی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کو اس کے اصل مقام سے لیا اور تقلید اور معقول سے نہیں حاصل کیا' ارباب معارف اور اصحاب علم لدنی شیوخ کا یہی طریقہ ہے۔ (رضی اللہ عنھم و نفعنا بھم آمین)

السابقون الاولون

وہی بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اپنی تجرید کے دور میں مصر کی ایک مسجد میں آمد و رفت رکھتا تھا وہ

مسجد قرافہ کے راستے میں کمہاروں کے آوے کے مقابل تھی۔ میں اسی میں سوتا تھا اور شب میں اٹھ کر قبرستان، جنگل، ویرانے میں جایا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قبرستان والوں کا حال منکشف فرمایا مجھے نعمتوں برکتوں سے نوازے ہوئے لوگ بھی نظر آئے اور وہ لوگ بھی جن پر عذاب ہو رہا تھا۔ سب کے حالات مختلف تھے میں نے سب سے بہتر ان لوگوں کو پایا جو فتح سے قریبی جانب میں مدفون ہیں۔

حضرت علامہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوالعباس کو ان کی وصیت کے مطابق قبرستان کے مقام مذکور میں ہی دفن کیا گیا۔ وہیں میں نے ان کے مرقد کی زیارت کی ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

موت کے تحائف

وہی شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلیہ میں ایک بار بیمار ہوا چت لیٹا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے پرندوں کا جھنڈ ہے جس میں سفید سبز سرخ رنگ برنگ کے پرندے ہیں جو ایک ہی ساتھ اپنے بازوؤں کو سمیٹتے ہیں اور پھر ایک ہی ساتھ کھولتے ہیں اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھوں میں ڈھکے ہوئے خوان ہیں جن میں تحائف ہیں جو لائے جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بات آئی کہ یہ موت کے تحفے ہیں۔ میں آگے چلا اور کلمہ شہادت کا ورد کرنے لگا ان میں سے ایک مجھ سے مخاطب ہوا اور کہا۔ ''ابھی تیرا وقت نہیں آیا ہے۔ یہ تحائف ایک دوسرے مومن کے لئے ہیں جس کا وقت پورا ہو چکا ہے'' میں ان کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

شاخِ ریحاں

حضرت راؤ عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انہیں دفن کرنے کے لئے جب قبر میں اتارا گیا تو زمین قبر پر ریحان کا فرش بچھا ہوا تھا۔ دفن کرنے والے نے ان میں سے سات شاخیں نکال لیں۔ وہ اس کے پاس ستر روز تک رہیں اور ان کی تر و تازگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ لوگ آ کر انہیں دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ اس کے بعد ان شاخوں کو امیر نے اس سے لے لیا مگر میرے کے پاس سے شاخیں غائب ہو گئیں۔

مجلسِ ذکر کی برکت

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ میں نے مسکینہ طفاریہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا مرحبا اے مسکینہ ! فرمایا۔ ''خبردار خبر دار ! اب مسکنت چلی گئی اور امارت آ گئی ہے'' بزرگ : مبارکباد۔ مسکینہ : اس کی حالت کو کیا پوچھتے ہو جس کے لئے ساری بہشت مباح کر دی گئی ہو۔ بزرگ : یہ کس طرح ہوا؟ مسکینہ : مجلس ذکر کی وجہ سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہاو نفعنا بہا آمین)

پتھر کی بات چیت

حضرت ابوالعباس حرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سیر و سیاحت کے بعض مراحل میں مجھے پتھروں سے استنجا کرنا پڑتا تھا۔ ایک روز پتھر اٹھایا تو اس سے آواز آئی۔ ''خدا کے لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے استنجا نہ کریں''۔ میں نے دوسرا پتھر اٹھایا تو اس سے بھی ایسی ہی آواز آئی۔ اس وقت مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد آیا۔ پھر میں نے ایک پتھر کو اٹھا کر کہا کہ مجھے اللہ کا حکم ہے کہ تجھی سے پاکی حاصل کروں اور یہ تیرے لئے بھی بہتر ہے۔

غیبی سکہ

حضرت ابوالعباس حرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اپنے بھائی کو مکہ مکرمہ میں چھوڑ کر مصر آیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے میرے پاس آ کر سلام کیا۔ میں انہیں دیکھ کر مسرور ہوا۔ انہوں نے کہا بھائی ! مجھے بھوک لگ رہی ہے میں نے کہا میرے پاس تو کچھ ہے نہیں۔ اور حال یہ ہے کہ نہ میں کوئی محنت مزدوری کرتا ہوں اور نہ ہی کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں ابھی میں یہ بات پوری نہ کر پایا تھا کہ مکان کے دریچے سے ایک پرندہ اندر داخل ہوا اور ایک سونے کا سکہ میری گود میں گرا کر چلا گیا میں نے اس سے ان کے لئے کھانا خرید کر کھلایا۔

امتحانِ ارادت

شیخ ابوالعباس کے تلمیذ رشید شیخ صفی الدین ابو منصور فرماتے ہیں میرے استاذ کی ایک صاحبزادی تھیں۔ حضرت کے اہل تعلق میں سے کئی لوگ ان سے نکاح کے خواہش مند تھے۔ حضرت

کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے فرمایا۔ ''میری اس بیٹی سے نکاح کرنے کا کوئی ارادہ نہ کرے۔ حق تعالیٰ نے اس کی پیدائش کے وقت ہی مجھے اس کے شوہر کی اطلاع فرما دی تھی' میں اس کا منتظر ہوں''۔

شیخ صفی الدین اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنے والد کے ہمراہ رہتا تھا۔ میرے والد ملک اشرف کی وزارت پر فائز تھے اور ہم لوگ فرات کے اس پار رہتے تھے۔ ہم لوگ جب مصر میں داخل ہوئے تو ملک عادل نے میرے والد محترم کو قاصد کی حیثیت سے مکہ مکرمہ ابوعزیز کے پاس بھیجا تا کہ وہ یمن جا کر ملک مسعود بن ملک کامل کی مدد کریں۔ اس وقت مجھے شیخ ابوالعباس حرار کی خدمت میں حضوری اور ان کی مصاحبت کی سعادت ملی۔ میرا حال یہ تھا کہ بچپن ہی سے جب کبھی حضرت کا تذکرہ ہوتا تو ان کی صورت میرے سامنے ہوتی تھی۔ میں جب ان کے روبرو بیٹھا تو میری حالت بدل گئی۔ میں پہلے اچھی ہیئت میں تھا میرے پاس چمکدار زریں لباس اور سواری کا عمدہ خچر تھا حال یہ ہوا کہ میں گھر اور سب کچھ خیر باد کہہ کر شیخ ہی کا ہو رہا۔ میرے والد گرامی بڑے کروفر کے ساتھ مکہ مکرمہ کی سفارت سے واپس آئے۔ ان کے استقبال اور ملاقات کیلئے سرکے بہت لوگ خیمہ و خرگاہ کے ساتھ شہر کے باہر تک گئے۔ شیخ نے مجھ سے بھی فرمایا کہ اپنے والد کی ملاقات کرنے کے لئے جاؤ۔ میں نے عرض کیا آپ کے سوا میرا کوئی باپ نہیں۔ میں آئندہ نہ ان کی سواریوں پر سوار ہوں گا اور نہ ہی ان کے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ شیخ نے فرمایا۔ ''وزیرزادگی کی شان وشوکت سے نہ سہی فقیرانہ' خستہ حالی ہی کے ساتھ چلے جاؤ۔ چنانچہ میں نہایت معمولی سواری پر بیٹھ کر پھٹے پرانے فقیرانہ کپڑوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ میرے اعزہ میری یہ بری حالت دیکھ کر آنسو بہاتے تھے اور والد صاحب سے جب میں نے حاجیوں کے مستقر پر ملاقات کی تو میں اکیلا تھا' میں نے انہیں سلام کیا مگر انہوں نے مجھے نہیں پہچانا۔ ان کے ساتھ سرداران فوج' احباب' غلام' خدام بھی تھے ان میں سے کسی نے بھی مجھے نہیں پہنچانا۔ پھر انہیں جب معلوم ہوا تو حیران رہ گئے۔ ان کا چہرہ فق ہو گیا۔ اللہ انہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔

اس کے بعد میرے خویش واقارب رشتہ دار اور بھائی جو استقبال کے لئے آئے تھے' ان سے ملے اور سب اکٹھے ہو گئے۔ میں اکیلا ایک گوشہ میں کھڑا رہا۔ وہ لوگ جب ان کی قیام گاہ پر پہنچے تو شہر سے ان کے لئے جو تحائف کھانے وغیرہ لائے تھے پیش کئے گئے۔ ان کے ہمراہ جتنے لوگ تھے' اور جو حضرات ملنے کی غرض سے آئے تھے سب دسترخوان پر یکجا ہوئے۔ صرف میں تنہا الگ رہا اور سخت

گریہ وزاری میں مبتلا تھا۔ اس قیدی کے مانند جو اپنے اہل وعیال سے الگ کئے جانے کے وقت آہ و زاری کرتا ہے۔

بالآخر میرے والد نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں اپنی حالت کو نہیں بدلوں گا تو وہ مجھے قید کر دیں گے۔ میں نے یہ بات شیخ کو بتائی۔ شیخ نے مجھے اپنی خانقاہ سے نکال دیا اور کہا اپنے باپ کے پاس جاؤ اور یہاں نہ آنا۔ اس حالت میں میں ایک عرصہ تک گریہ وزاری کرتا رہا اور لیلیٰ کے مجنوں کی یہ شعر پڑھتا رہا۔

جننا بليلى ثم جنت بغيرنا   واخرى بنا مجنونته لا فريدها

میں لیلیٰ پر دیوانہ ہوا وہ کسی اور پر پاگل ہو گئی اور ایک مجھ پر بھی فریفتہ ہو گئی ہے جسے میں نہیں چاہتا۔ اس وقت مجھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیخ کے مقصد کا انکشاف ہوا کہ وہ میری سچائی اور خلوص کی آزمائش کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ میرے معاملہ میں وہ اپنی خواہش اور ارادے سے بری الذمہ ہو جائیں اس وقت شیخ کی جانب سے میرا دل صاف ہو گیا اور والد صاحب کے مکان میں' میں ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ رہا اور قسم کھائی کہ جب تک شیخ کا حکم نہ ہو' کھانے پینے اور سونے کے قریب نہیں جاؤں گا اور نہ یہاں سے باہر نکلوں گا۔ والد صاحب تک میری بات پہنچ گئی کہ شیخ نے مجھے اپنے پاس سے بھگا دیا ہے اور میں ایسی ایسی قسم کھا رکھی ہے۔ انہوں نے کہا اسے چھوڑ دو بھوک پیاس لگے گی تو خود کھائے پئے گا۔ میں تیسرے روز بھی جب اپنی قسم پر قائم رہا۔ وہ سو کر بیدار ہوئے تو کہا اس سے کہہ دو کہ شیخ کے پاس ہی چلا جائے اور جو چاہے وہ کرے۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا' اگر والد صاحب واقعی یہ چاہتے ہیں تو مجھے اپنے ساتھ لے کر شیخ کی خدمت میں چلیں۔ اس سے میرا مقصد شیخ کی عزت افزائی تھی۔ والد صاحب راضی ہو گئے اور مجھے لے کر پیدل مسجد شیخ میں پہنچے۔ انہوں نے شیخ کی دست بوسی کی اور کہا۔ ''حضرت یہ آپ کا لڑکا ہے' اسے جو چاہیں کریں' میری آرزو تو یہ تھی کہ اس کی جگہ میں خود آپ کی خدمت گزاری کرتا''۔ شیخ نے فرمایا ''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فرزند کے ذریعہ آپ کو نفع دے گا''۔

اس کے بعد مجھے شیخ کے حوالے کر کے واپس چلے گئے اعظم اللہ اجره و جزاه عنی خیرا اس کے بعد میں نے انہیں ایک ماہ تک نہیں دیکھا۔ میری یہ خدمت تھی کہ روزانہ گھڑے پانی سے بھرے ہوئے' ننگے پاؤں' شیخ کے گھر لے جایا کرتا تھا' لوگ مجھے یہ کرتے دیکھتے تو میرے والد

سے جا کر کہتے تھے۔ والد صاحب انہیں جواب دیتے میں نے اسے اللہ کے واسطے چھوڑا ہے اور اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اس کا ثواب برباد نہیں ہوگا اور دعا کرتا ہوں کہ اسے اپنی شان کے لائق اجر سے نوازے۔ اس کے بعد والد صاحب کا انتقال ہوا۔ میں نے اس کے بعد خواب دیکھا کہ شیخ فرماتے ہیں۔ ''اے صفی الدین! میں نے اپنی بیٹی کا تم سے نکاح کر دیا'' میں جب بیدار ہوا تو حیرت زدہ تھا' اور شرم وحیا کے باعث اس بات کی خبر شیخ کو نہیں دے سکتا تھا' دوسری طرف خیال تھا کہ نہ بتاؤں تو خیانت نہ ہو کہ میں نے ان کی کوئی بات دیکھی اور انہیں نہیں بتائی۔ اسی کشمکش میں تھا کہ شیخ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: تو نے کیا خواب دیکھا؟ میں ان سے مبہوت ہو گیا اور کچھ نہ کہہ سکا۔ فرمایا: بیان کرو' تمہیں زبان کھولنی ہی ہو گی۔ میں نے جو دیکھا تھا بتا دیا۔ فرمایا: اے بیٹے! یہ تو ازل ہی سے ہو چکا تھا یا اسی مفہوم کا کوئی اور جملہ فرمایا) اور اپنی بیٹی کا مجھ سے عقد کر دیا۔ وہ صاحبزادی اولیاء اللہ میں سے تھیں۔ ان کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ کسی دیکھنے والے ان کی ولایت اور ان کی جنتی ہونے میں شبہ نہ رہتا۔

ان سے کئی اولادیں ہوئیں' اور سب فقراء وفقہاء ہوئے اور ہم ان کی برکت کے سائے میں' ان کے والد کے انتقال کر جانے کے کئی سال بعد تک رہے۔ نہایت کشف والی تھیں' موت سے ایک سال پہلے ہی اپنے مرنے کی خبر دے تھی اور قریب الموت' اور بعد مرگ ہونے والے کئی واقعات کی بھی پہلے ہی بیان کر چکی تھیں جو اسی طرح رونما ہوئے۔ جاں کنی کے وقت کہتی تھیں۔ يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ○ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ○

اے نفس مطمئنہ! لوٹ اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی' پھر میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اس کا ورد کرتی ہوتی ان کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ رضی اللہ عنهما و اجمعين

شیخ علی کردی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں۔ میں نے جن بزرگوں کو دیکھا ان میں ایک شیخ علی کردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان پر عشق کا غلبہ تھا' اہل دمشق پر مالکانہ تحکم فرماتے تھے۔ میں جب تیرہ سال کی عمر میں دمشق پہنچا تو جاہ وحشم کے ساتھ تھا' ہمراہ غلاموں کا دستہ تھا۔ عمدہ لباس بدن پر آراستہ' اور

عزیز واقارب ساتھ تھے۔ دمشق پہنچ کر میں جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک صاحب آئے ان کا سر بڑا تھا اور جسم پر ایک پھٹا کمبل تھا۔ جامع مسجد کا صحن پار کر کے باب جیرون سے ہو کر مقصورہ امام غزالی کے پاس' جس جگہ میں تھا وہاں آئے اور اپنے ہاتھوں کو میری طرف بڑھایا جن میں سیب تھے اور فرمایا لو۔ میں ڈر کر پیچھے ہٹا' تو انہوں نے ایک ایک کر کے تمام سیب میری طرف پھینکے اور اس کے بعد چلے گئے۔ اتنی دیر میں شیخ ابوالقاسم صقلی تشریف لائے' وہ نہایت معتبر شخص تھے اس کے ہمراہ میری والدہ کے ماموں شیخ نجم الدین تھے جو دمشق میں معلم تھے' میں نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر بہت تعجب کیا اور کہا صاحبزادے! مبارک ہو (روحانیت میں) تمہاری کوئی بڑی شان ہونے والی ہے۔ یہ بزرگ ملک شام کے قطب ہیں۔ ان کا اسم گرامی علی کردی ہے تمہاری مہمان نوازی کے لئے یہ سیب لائے تھے۔ ورنہ یہ کس کی قسمت ہے کہ وہ اس کی ضیافت کریں۔

ان کے بعد میں وہاں سے اٹھا اور باب جیرون میں جا کر انہیں سلام کیا اور ان کی دست بوسی کی۔ وہ خوش ہوئے۔ مسکرائے۔ پھر میں نے ان کے بارے میں اپنے شیخ سیدی عتیق سے پوچھا فرمایا' وہ اپنے وقت کے امام فن ہیں۔

حرام فرش

حضرت شیخ کردی نے ایک مرتبہ بدرالدین نامی ایک شخص کو حکم دیا کہ اپنے گھر میں سماع اور درویشوں کی دعوت کا انتظام کرو۔ چنانچہ اس نے جامع دمشق میں اور دوسری جگہوں پر جو فقراء رہتے تھے انہیں دعوت دی اور ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ جب لوگ آگئے اور شیخ کردی بھی تشریف لائے بدرالدین کے دالان میں شکر کے پیالے رکھے ہوئے تھے۔ شیخ نے حکم دیا کہ ان سب پیالوں کو حوض میں ڈال دو۔ اس نے ڈال دیا چنانچہ شام تک فقراء اس حوض سے شربت پیتے رہے اور سماع سنتے رہے۔ پھر کھانا کھا کر واپس ہوئے۔ حضرت شیخ علی کردی نے گھر کے لوگوں سے کہا حوض سے شکر کے پیالے نکال لو۔ انہوں نے نکالے تو سب پیالے جیسے کے تیسے تھے اس کے بعد آپ نے مالک مکان سے کہا کہ تین روز کے لئے مجھے اسی مکان میں تنہا بند کر کے تم لوگ چلے جاؤ۔ اس سے پہلے واپس نہ آنا۔ وہ سب کو لے کر چلا گیا۔ حضرت شیخ کو مکان میں مقفل کر دیا مگر دوسرے روز انہی لوگوں نے شیخ کو باہر ٹہلتے ہوئے پایا انہیں سلام کیا۔ پھر اپنے گھر جا کر دیکھا تو اس پر بدستور تالا لگا ہوا تھا بدرالدین نے اپنے مکان کو کھولا تو دیکھا کہ اندر کا فرش اکھڑا ہوا ہے اس نے حضرت شیخ سے کہا۔

حضرت یہ آپ نے مکان کا فرش کیوں اکھیڑ ڈالے۔

فرمایا: اے بدرالدین! کیا اچھا آدمی حرام کے فرش پر فقراء کی میزبانی کرتا ہے؟ بدرالدین: حضور! یہ مکان مجھے اپنے باپ دادا سے میراث میں ملا ہے (اس میں حرام کا شائبہ کہاں؟) مگر حضرت کی خفگی میں اضافہ ہوتا گیا۔ بدرالدین نے حضرت کے علم کشفی پر اعتماد کر کے غور کیا تو اسے یاد آیا کہ ایک بار اس نے فرش کا سنگ مرمر اکھڑوا کر درست کرایا تھا۔ اس نے معماروں کو بلوایا اور پوچھا سب لوگ سچ سچ بتاؤ اس فرش کی مرمت کے وقت تم لوگوں نے کیا کیا حرکت کی تھی؟ انہوں نے کہا اس سلسلے میں ہم سے بے اعتدالی ہوئی ہے وہ یہ کہ ہم نے آپ کا سنگ مرمر فروخت کر ڈالا اور جامع مسجد کا سنگ مرمر لا کر اس کی جگہ لگا دیا تھا۔

ولی را ولی می شناسد

حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کے قاصد کی حیثیت سے ملک العادل کے پاس خلعت وغیرہ لے کر آئے تو انہوں نے اہل ارادت سے فرمایا کہ میں شیخ علی کردی کی زیارت کرنا چاہتا ہوں لوگوں نے عرض کیا' حضرت آپ ایسا نہ کریں۔ آپ امام وقت ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ نماز پڑھتے نہیں بسا اوقات ستر کھولے پھرتے ہیں۔ مگر شیخ شہاب الدین نہیں مانے اور فرمایا' میرا ان سے ملنا ضروری ہے۔

حضرت شیخ کردی ایک زمانہ تک اکثر جامع مسجد میں رہتے تھے۔ مگر جب سے یاقوت نامی مجذوب مسجد میں آئے وہ دمشق کے باہر چھوٹے دروازے کے پاس جا بیٹھے اور وفات تک دمشق میں نہیں آئے بلکہ ان کی جگہ یاقوت دمشق پر حکم چلاتے تھے۔ لوگوں نے شیخ شہاب الدین کو بتایا کہ شیخ کردی اس وقت شہر کے باہر رہتے ہیں۔ آپ نے ایک رہبر ساتھ لیا اور خچر پر سوار ہو کر وہاں گئے۔ نزدیک پہنچے تو پیدل چلنے لگے۔ شیخ کردی نے انہیں دیکھا تو ستر کھول لیا۔ شیخ شہاب الدین نے فرمایا: یہ شے مجھے روک نہیں سکتی۔ ہم آپ کے مہمان ہیں اور قریب پہنچ کر سلام کیا اور ان کے پاس بیٹھے۔ اتنے میں کچھ لوگ حاضر ہوئے جو عمدہ قسم کا کھانا اٹھائے لا رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا یہ کھانا کس کے لئے لائے ہو؟ کہا: شیخ علی کردی کے لئے۔ شیخ نے فرمایا: میرے مہمانوں کے سامنے رکھو اور شیخ شہاب الدین سے فرمایا بسم اللہ فرمائیے یہ آپ کی ضیافت ہے۔ شیخ نے کھانا تناول فرمایا آپ شیخ کردی کی نہایت عزت کرتے تھے رضی اللہ عنہ

علامہ شیخ یافعی فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ کردی جیسا جذب بہت سے مشہور اولیاء اللہ میں ہے اور بعض کا جذب اس قدر ترقی کر گیا کہ لوگ انہیں پاگل و مجنون کہنے لگے اور کتابوں کے اندر ایسے حضرات کو عاقل مجنون لکھتے ہیں۔

ہریسہ اور گھی

عدن کے مشہور مجذوب شیخ ریحان کے بارے میں ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک شیخ بحر عدن کے ساحل پر تھا' کہ شہر کا پھاٹک بند ہو گیا کچھ کھانا بھی ساتھ نہیں تھا۔ شیخ ریحان نظر آئے۔ ان سے جا کر عرض کیا حضرت شہر کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں' میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ہریسہ کھلائیں۔ انہوں نے سنا تو کہنے لگے: ذرا اسے تو دیکھو مجھ سے کھانا مانگ رہا ہے۔ اور وہ بھی ہریسہ کھانے کو کہتا ہے لگتا ہے میں ہریسہ بناتا ہوں'' اس شخص نے کہا کہ مجھے پتہ بھی نہیں چلا کہ کب ہریسہ آموجود ہوا۔ میں نے پھر فرمائش کی۔ حضرت گھی تو ہے نہیں؟ حضرت نے فرمایا۔ اب بتاؤ' صرف ہریسہ نہیں اسے گھی بھی چاہئے۔ گویا میں گھی والا ہوں۔ اس کے کہا میں تو ہریسہ کو گھی کے ساتھ ہی کھاؤں گا۔ فرمایا لوٹا اٹھا اور سمندر سے وضو کے لئے پانی بھر لا۔ وہ شخص بھر لایا۔ حضرت نے اس کے ہاتھ سے لوٹا لے لیا اور اس میں سے نکال کر ہریسہ میں ڈالا تو وہ خالص گھی تھا۔ راوی کہتے ہیں میں نے کھایا تو ایسا لذیذ تھا کہ کبھی میسر نہیں ہوا تھا۔ (رضی اللہ عنہ نفعنا بہ اجمعین)

کھجور وہاں ہے

بابرکت بزرگوں میں سے ایک نے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ نے عدن میں ہمیں کھجور خریدنے کے لئے بھیجا' عدن کے پورے بازار میں کہیں کھجور کا نام نشان نہیں ملا' ہم لوگ خالی ہاتھ لوٹ رہے تھے۔ راستے میں شیخ ریحان ملے' فرمایا۔ '' ان لوگوں کو دیکھو' ان کے شیخ نے انہیں اپنی خواہش کے شے خریدنے کے لئے بھیجا' اور یہ خالی ہاتھ واپس جا رہے ہیں۔ فلاں مقام پر فلاں کے گھر جاؤ' وہاں شیخ کی مطلوبہ چیز مل جائے گی'' ہم لوگ وہاں پہنچے تو کھجور ملی اور ہم خرید کر خدمت شیخ میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا ذکر کیا۔ ہمارے شیخ سن کر ہنسے اور فرمایا میں بھی ان کی ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہوں۔ اچانک شیخ ریحان اسی مسجد میں جہاں ہمارے شیخ تشریف فرما تھے آ گئے۔ ان سے خلوت میں ہمکلام ہوئے۔ شیخ ریحان کے چلے جانے کے بعد ہمارے شیخ نے ان میں جو

کمالات دیکھے تھے ان پر بہت حیرت کا اظہار کیا اور ان کی تعریف و توصیف بیان کی حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "یہ شیخ، ہمارے شیخ المشائخ، عارف باللہ، فقیہ و امام، ذو المناقب العدیدۃ والسیر الحمیدۃ والکرامات الکبیرہ والمحاسن الشہیر ہ ابو محمد اللہ بن ابوبکر ہیں۔ جو عدن میں تھے آپ کا مدفن موبرع میں ہے۔ رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ جمیع المسلمین۔ آپ نے شیخ جلیل امام صفیل عارف باللہ۔ ابوذبیح اسماعیل بن محمد حضرمی یمنی رضی اللہ عنہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا، اور انہیں کے تلمیذ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کے اسلاف کی برکتیں مسلمانوں کو پہنچائے اور ان کی خیر و برکت میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

طیر و سیر

ایک آدمی ماہ رمضان میں مغرب و عشاء کے درمیان کچھ خریدنے بازار گیا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے شیخ ریحان ملے۔ مجھے انہوں نے اپنے ساتھ لیا اور ہوا میں پرواز کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے۔ میں رونے لگا اور عرض کیا مجھے زمین پر پہنچا دیجئے۔ انہوں نے مجھے زمین پر پہنچا دیا اور فرمایا "میں تجھے سیر کرانا چاہتا تھا اور تو نے انکار کیا"۔

جب تک یہ سر سلامت ہے

کسی صالح شخص نے شیخ ریحان کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھ پر توجہ فرمائیں انہوں نے اپنے سر کی جانب اشارہ کر کے فرمایا "جب تک سر سلامت ہے کوئی خوف نہ کر"۔ انہوں نے سمجھا کہ شیخ ریحان یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جب تک میں زندہ ہوں کوئی خوف نہ کرو۔ مگر شیخ کی اصل مراد کیا تھی اس کا انکشاف اس وقت ہوا جب اس مرد صالح کا ایک بلند پہاڑ سے کھائی میں گرنے سے انتقال ہوا اس کا سر پاش پاش ہو گیا تھا۔

مجذوبہ

شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جیزۂ مصر میں میں نے ایک مجذوبہ خاتون کو دیکھا جو تیس سال تک شب و روز، ایسی زمین پر متواتر کھڑی رہی جہاں پانی جمع رہتا تھا اور پانی پر گھاس اگی ہوئی تھی۔ گرمی سردی، برسات کسی موسم میں ان کے سر پر کوئی چھت نہیں تھی۔ سانپ اور اژدہے ان کے

اردگرد پناہ لیتے تھا۔

قاب سمٹ گیا

ایک بزرگ فرماتے ہیں اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ میں ایک ولی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ویرانے میں تھے۔ انہیں سلام کیا وہ ہمارے لئے کھانا لائے وہاں ہم جس مکان میں تھے اس کے دو دروازے تھے۔ ایک بڑا ایک چھوٹا' کھانا جس بڑے چوبی قاب میں رکھا ہوا تھا' بزرگ اسے اٹھائے ہوئے چھوٹے دروازے سے داخل ہونے لگے تو وہ نہ نکل سکا۔ اس دوقت ان کے منہ سے ایک چیخ ابھری ہم نے دیکھا کہ لمبا چوڑا طشت سمٹنے لگا جیسے کپڑا تہ کردیا جاتا ہے۔ پھر جب بزرگ نے اسے ہمارے سامنے لاکر رکھا تو وہ پھیلنے لگا اور اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

میرا ہم سفر ان بزرگ کی کرامت کا منکر تھا میں نے سمجھ لیا کہ یہ بات انہوں نے جان لی اور اپنی عظمت شان کا اظہار فرمایا۔ یہ واقعہ دیکھ کر میرے ساتھی نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ اسی طرح یمن میں صالحین کی جماعت میں سے ایک نے ہوا سے چلو کو بھرا اور منہ میں رکھا تو پورا منہ شہد سے بھر گیا۔ رضی اللہ عنہ

شیخ سفیان یمنی رضی اللہ عنہ

عارف باللہ حضرت شیخ سفیان یمنی رضی اللہ عنہ ایک بار عدن تشریف لے گئے۔ ان سے لوگوں نے کہا کہ یہاں سلطان نے ایک یہودی کو صوبہ کا حاکم متعین کیا ہے اسے بہت مرتبہ اور منصب حاصل ہے۔ مسلمان اس کی ہمرکابی میں چلتے ہیں اور جب وہ بیٹھتا ہے تو خادمانہ کھڑے رہتے ہیں۔ حضرت کا یہ دوران کی ریاضت' تجرد اور فقیرانہ ہیئت کا دور تھا وہ یہودی کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہے اور مسلمان زمین پر اس کے روبرو کھڑے ہیں اور خدمت سرانجام دے رہے ہیں آپ نے فرمایا: کہہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہودی یہ سن کر شور مچانے لگا اور اپنی فوج کو مدد کے لئے پکارنے لگا۔ مگر کوئی نہیں آیا آپ نے اس پر دوبارہ اور پھر سہ بارہ کلمہ شہادت پیش کیا مگر وہ ہر مرتبہ فوج کو اپنی مدد کے لئے پکارتا رہا مگر فوج اس کی مدد کرنے سے معذور تھی۔ اس نے جب تیسری بار بھی شہادتین کا اقرار نہیں کیا تو آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کے بال پکڑے اور داہنے ہاتھ کے چھوٹے چاقو کے ذریعہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کردیا

اور پھر وہاں سے لوٹ کر جامع مسجد کے پاس جا کر بیٹھے رہے یہ خبر جب امیر کو ملی اور اسے توثیق ہو گئی کہ ایک درویش نے ایسا کیا ہے تو امیر نے غلاموں سے کہا کہ فقیر کو پکڑ لاؤ غلام جامع مسجد تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکے اور خالی ہاتھ لوٹ گئے۔ امیر اس کے بعد اپنی فوج لے کر خود نکلا' اور جامع مسجد گیا مگر اسے یا اس کے کسی آدمی کو حضرت تک جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اس نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی حفاظت کی جا رہی ہے وہاں سے لوٹ آیا۔ مگر اسے سلطان کے روبرو جوابدہی کا اندیشہ ہوا چنانچہ امیر نے اہل علم وفضل سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ لوگوں نے امیر کو رائے دی کہ اولیاء اللہ باہم تعلق رکھتے ہیں انہیں ان جیسے کسی ولی کے ذریعہ بلواؤ چنانچہ لحج میں تشریف فرما شیخ عابدی کو تیار کیا گیا کہ سلطان کا جواب آنے تک شیخ سفیان کو شہر کے باہر نہ جانے دیں۔ شیخ عابدی اور شیخ سفیان میں باہم محبت بھی تھی وہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے مسلمانوں کے راستہ کا یہ بھاری پتھر اکھاڑ پھینکا اور انہیں لے کر ٹہلتے ہوئے قید خانے کے دروازے تک لائے اور پھر داروغہ زنداں سے کہا کہ انہیں قید کر دو حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کیلئے اپنے ہاتھ پاؤں پیش کر دیئے اور کہا ہم اطاعت شعار ہیں اور قید قبول کر لی۔ مگر قید میں رہنے کی یہ شان تھی کہ جب چاہتے بیڑیوں کے اندر رہتے اور جب چاہتے از خود آزاد ہو جاتے۔ جمعہ کا دن آیا تو سب کچھ اتار پھینک کر جامع مسجد کے پہنچے اور فرمایا "میں ان مردوں پر جنازہ کی چار تکبیریں کہتا ہوں" اللہ اکبر' اس کے بعد مسجد سے واپس آ کر قید خانے میں بند ہو گئے اور ایک مدت تک وہاں رہے۔ تاوقتیکہ سلطان کا حکم نہ آ گیا سلطان نے لکھا تھا کہ انہیں رہا کر دو' ہم خود ان سے سلامتی کے خواستگار ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ سارا ملک ان کا ہے' تمہارا نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ قید سے باہر نکلے اور کسی سلطان یا شیطان کا قابو اس پر نہیں چلا۔ عدن سے دو منزل قبل مقام ابین میں آپ ایک مرتبہ سلطان کے پاس تشریف لے گئے اور اس نے فرمایا تم میرے ملک سے نکل جاؤ۔ سلطان خوف زدہ ہو گیا اور وہاں سے کوچ کر گیا۔ دراصل حقیقی بادشاہت تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہی بخشی ہے۔

ہر زمانے کے وہی ہیں کج کلاہ — الحذر! بننا نہ ان کا سنگ راہ
بخش دیتے ہیں گدا کو تخت و تاج — عارفان حق ہیں سچے بادشاہ

اپنی حفاظت اٹھالی

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ کے خادم کا سلطان وقت کے غلام سے جھگڑا ہو گیا۔ خادم نے غلام کو مارا سلطان کو اطلاع ہوئی تو اس نے خادم کو پکڑوا کر قتل کرا دیا۔ حضرت تک خبر پہنچی' تو آپ تھوڑی دیر سر جھکائے رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا: مجھے حفاظت کی کیا ضرورت؟ میں نگرانی چھوڑتا ہوں نگہبانی ترک کرتا ہوں۔ اسی وقت سلطان کے مارے جانے کا واقعہ ہوا اور اس کا شہزادہ ملک ظفر حضرت کی جوتیاں اپنے سر پر اٹھائے معافی طلب کرنے حاضر ہوا حضرت نے اس سے دریافت کیا' کیا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: بادشاہی۔ فرمایا: جا میں نے تجھے والی بنا دیا۔

انکار کا وبال

سادات یمن میں سے ایک امام چند پہاڑوں پر قابض تھے انہوں نے وہاں سے ترک وطن کر کے تہامہ کی جانب کا ارادہ کیا اس سلسلہ میں شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد بن اسماعیل خضرمی کو خط روانہ کیا کہ میں فتنہ کے باعث ملک یمن چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں کیا اس معاملہ میں آپ بھی میرا ساتھ دیں گے؟ انہوں نے جواب دیا: یہاں میرے عزیز و اقارب بہت ہیں انہیں ساتھ لے کر ترک مکانی مشکل ہے اور میں انہیں چھوڑ کر بھی نہیں جا سکتا۔ اس لئے آپ اپنی جانب سنبھالیں' میں اس طرف سنبھالوں۔ جواب پا کر شیخ ابوالغیث نے فرمایا اچھی بات ہے: اسی روز امام مذکور مقتول ہو گئے یا انتقال کر گئے رضی اللہ عنہم

سلطان گر

ایک شیخ اور ایک فقیہ حضرت شیخ علی اہدال کے پاس آئے اور ان سے کسی خاص جگہ جانے کی درخواست کی' وہ تشریف لے گئے (شیخ علی اہدل شیخ ابوالغیث کے مرشد تھے) شیخ ابوالغیث بھی ہمراہ گئے فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ دونوں حضرات (حضرت شیخ اور فقیہ) ننگی تلواریں لئے ہوا میں کھڑے ہیں اور میں اپنے شیخ کے ساتھ زمین پر چل رہا تھا۔ میں نے اپنے شیخ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "یہ لوگ تولیت اور عزل کے مقام پر فائز ہیں۔ اللہ کے حکم سے جسے چاہتے

ہیں سلطان و بادشاہ بناتے ہیں' جسے چاہتے ہیں معزول فرماتے ہیں۔ عنقریب میں ان کا وارث بننے والا ہوں اور تم میرے وارث بنو گے" (رضی اللہ عنھم و نفعنا بھم آمین)

عجائب

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صالح بزرگ نے فرمایا: دنیا میرے روبرو بدصورت بڑھیا کی شکل میں بیس برس سے' میرا کھانا پینا اٹھا کرلاتی رہی۔ اس قسم کا لذیذ کھانا مجھے کبھی نہیں ملا' میں اس کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں' رنگ' مزا' خوشبو کے لحاظ سے بھی اور برتنوں کی خوبصورتی کے لحاظ سے بھی۔ اس کھانے پینے میں مجھے شہد' حلوا' گوشت' دودھ وغیرہ ہر چیز کا مزا مل جاتا اگرچہ حقیقتاً وہ یہ نہ ہوتا کچھ اور ہی ہوتا۔

جنگل میں شیر' چیتے اور درندے میرے پہلو میں بیٹھے اور جو وہاں آتا وہ میری موافقت کرتا' یعنی میں بیٹھتا تو وہ بیٹھتے' اور جب میں لیٹتا تو وہ لیٹتے۔ ہرن کا شکار کر کے لاتے اور میرے سامنے بیٹھ کر کھاتے۔ رات کے وقت کوئی میرے پاس آتا تو زمین پر دستک دے کر مجھے بیدار کرتے۔ بسا اوقات جن وانس میں سے اولیاء اللہ کی بڑی تعداد میرے پاس جمع ہوتی تھی' اس وقت ہر شب عشاء کی نماز کے بعد ہمارے لئے ایک بڑا دستر خوان نازل ہوتا اس میں ایسا کھانا ہوتا جس کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ کبھی کبھی جمع ہونے والوں کی تعداد چار سو تک پہنچ جاتی اور سب لوگ اس دستر خوان سے کھاتے تھے اور ہمارے کھانے سے دستر خوان میں کوئی کمی نہیں آتی تھی اور فاقہ کے دور میں بھی میرے لئے ہوا سے خوان اترتا۔ اگر میں التفات کرتا کہ واپس چلا جائے تو واپس ہو جاتا اور اگر میں عبادت وغیرہ میں مشغول ہوتا تو اتر کر سامنے آجاتا اور میں اس سے ضرورت کے مطابق کھالیتا۔

اللہ کے لئے دنیا سے انقطاع کی ابتداء میں' ساتویں دن مجھے شدت کی بھوک لگی اور بھوک کی سب سے زیادہ سختی پانچویں دن جمعرات میں ہوئی۔ اس کے بعد آسانی ہوتی گئی۔ اس وقت ایک عظیم نور اترا جس نے میرے پیکر کو اپنے احاطے میں لے لیا (اس دور میں) شیاطین ہیبت ناک شکلوں میں آ کر مجھے ڈراتے تھے۔ شیطانوں کا بادشاہ بڑی فوج کے ساتھ ہتھیاروں سے لیس' اچھی اچھی وردیوں میں نقارے بجاتا میرے سامنے سے گزرتا یونہی کبھی میرے سامنے سے ایک خوفناک چیز گزر کر جاتی جس کے ستر سر ہوتے تھے۔

چکی خود چلتی رہی

ایک شیخ نے ایک عورت کو نکاح کے لئے پیغام بھیجا۔لڑکی والوں نے نکاح کی یہ شرط رکھی کہ خدمت کے لئے ایک باندی رکھو۔شیخ کے پاس اتنی وسعت نہیں تھی۔شیخ کے ایک مرید نے عرض کیا۔''حضور! باندی کی ساری خدمت میں سرانجام دیا کروں گا' آپ نکاح کر لیں اور ان سے کہیں کہ باندی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں اپنی جگہ خدمت کروں گی نہ میں تمہیں دیکھوں اور نہ تم مجھے دیکھو'۔لڑکی والے راضی ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہماری لڑکی کو دیکھنے دکھانے سے کیا غرض پس وہ خدمت کرتی رہے۔اس طرح نکاح ہو گیا شیخ کے وہ مرید حبشی بے ریش تھے وہ شیخ کے لئے چکی پیستے تھے' چہرہ پر نقاب ہوتا شیخ نے انہیں ایک الگ کمرہ دے رکھا تھا بیوی سمجھتی کہ یہ لونڈی ہے۔

شیخ کا معمول تھا کہ رات کے وقت عبادت کے لئے گھر سے باہر جاتے۔بیوی نے یہ بات ملنے والی عورتوں سے کہی' ان عورتوں نے کہا کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ رات میں تیرے پاس سے نکل کر باندی کے پاس جاتے ہوں۔بیوی نے اس کے بعد کی شب شیخ کی نگرانی کی اور جب وہ گھر سے نکلے تو بیوی بھی نکلی۔مگر اس نے شیخ کو لونڈی کے کمرے میں نہیں پایا۔بلکہ دیکھا کہ لونڈی نماز پڑھنے میں مشغول ہے اور چکی خود بخود چل رہی ہے۔

شیخ جب واپس آئے تو ان کی بیوی نے سارا ماجرا سنایا کہ وہ لونڈی نماز میں تھی اور چکی خود بخود چل رہی تھی۔شیخ نے فرمایا وہ لونڈی نہیں بلکہ میرا فلاں بھائی ہے بیوی صاحبہ نے حقیقت حال جانی تو استغفار کیا اور کہا ''اب سے میں آپ دونوں کی باندی ہوں''۔

مصر کی مصیبت ٹلی

قدوۃ شیوخ العارفین ابو عبد اللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''مصر میں شدید گرانی ہوئی تو میں دعا کیلئے متوجہ ہوا مجھ سے اس وقت کہا گیا کہ دعا نہ کرو تم لوگوں میں سے کسی کی دعا مستجاب نہیں ہو گی۔ میں وہاں سے شام مزار ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر حاضر ہوا۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے میرا استقبال کیا۔میں نے عرض کیا اے اللہ کے خلیل! آپ کی بارگاہ سے میری ضیافت یہ ہے کہ مصر والوں کے لئے دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی اور اہل مصر کی مصیبت دور ہوئی۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' حضرت کا تلقانی الخلیل (سیدنا ابراہیم خلیل نے میرا استقبال کیا)

فرمایا سچی بات ہے اس کا انکار وہی کر سکتا جو ان کے احوال و واردات سے جاہل ہے کہ وہ کس حال میں ملکوت السموت و الارض کی سیر فرماتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں جس طرح نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو زمین پر نماز پڑھتے دیکھا اور ایک جماعت انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں پر دیکھا اور ان سے گفتگو فرمائی اور یہ بات گزر چکی ہے کہ جو امور انبیاء علیہم السلام سے بطور معجزہ ہو سکتے ہیں وہ اولیاء سے بطور کرامت ہو سکتے ہیں فرق یہ ہے کہ خوارق اولیاء کے ساتھ دعویٰ نبوت نہیں ہوتا۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے۔ **قلت وقوله : تلقاني الخليل عليه الصلوٰة والسلام قول حق لا ينكره الا جاهل بمعرفته ما يرد عليهم من الا حوال التي يشاهدون فيها ملكوت السموت والارض' وينظرون الانبياء احياء غيرا موات' كما نظر النبي صلى الله عليه وسلم موسىٰ عليه السلام يصلي في الارض' نظر ايضا جماعته من الا نبياء عليهم الصلوٰة والسلام في السموت و سمع منهم مخاطبات ۔ وقدتقدم انه يجوز للاولياء رضى الله تعالىٰ عنهم من الكرامات مايجوز للانبياء عليهم الصلوٰة والسلام من المعجزات بشرط عدم التحدى ۔**

تصرفِ شیخ

برکت اہل زمیں حضرت شیخ ابو عبد اللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس تشریف لے گئے تو ان کے ہمرکاب فقیہ ابو طاہر محلی بھی تھے۔ فقیہ ابو طاہر نے وہاں کے مدارس اور فقہاء کو ملاحظہ کیا' ان کے حالات ولباس اچھے تھے' ان میں اکثر اہل عجم تھے انہوں نے فقہاء سے ملاقات کرنے میں حیا محسوس کی' اور خود کو حقیر سمجھا۔ کیونکہ وہ سیاہ فام' فقیرانہ وضع میں پراگندہ حال تھے۔ فرماتے ہیں میں یہ سب دیکھ کر لوٹا اور شیخ کے پاس صبح تک رہا۔ حضرت شیخ نے فرمایا ''تم جس مدرسہ کو دیکھ کر آئے ہو وہاں جاؤ اور اس کا کام سرانجام دو''۔

فرماتے ہیں مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی اور یہ کام مجھے بھاری لگا مجھے محسوس ہوا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے مگر تعمیل حکم سے مفر نہ تھا۔ چنانچہ میں مدرسہ کی طرف ڈرتے ڈرتے گیا کہ مدرسہ کا پاسبان کہیں مجھے روک نہ دے۔ مگر خیر اس نے نہیں روکا مدرسہ میں داخل ہو کر درسگاہ میں پہنچا جہاں مدرس اور طلبہ کا ایک بہت بڑا حلقہ بیٹھا ہوا تھا میں نے بھی حلقہ میں بیٹھنا چاہا مگر کسی نے مجھے جگہ نہیں دی اپنی حقارت کا احساس کرتے ہوئے میں سب سے پیچھے ہی بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک شخص درسگاہ کے

دروازہ پر آیا۔ مدرس نے جوں ہی اسے دیکھا پیشانی پر شکن پڑ گئی' چہرہ بدل گیا۔ مگر وہ اس کے استقبال کے لئے کھڑے بھی ہو گئے اور ساری جماعت بدمزہ ہو گئی۔ میں نے اپنے پاس والے طالب علم سے پوچھا آخر یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا یہ شخص جو ابھی آیا ہے جدلی ہے بحث و مباحثہ میں اس سے کوئی جیت نہیں سکتا۔ یہ آ جائے تو شیخ اس کی دلجوئی کے سوا کچھ نہیں کر سکتے اور اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا شیخ نے اسے اپنی جگہ بٹھایا۔ اس نے بیٹھتے ہی بسم اللہ کہہ کر ایک اختلافی مسئلہ اٹھایا۔ جب وہ اپنا اعتراض کر چکا تو مجھ پر اس کے سوال و جواب کی پوری تفصیل منکشف ہو گئی۔ میں نے کوشش کر کے دو متعلمین کے درمیان اپنی جگہ بنائی۔ میری زبان تیزی سے چلنے لگی۔ میں نے اہل مناظرہ کی طرح پہلے پورے سوال کی بلاتغیر تقریر کی۔ پھر اس کا جواب دیا' جس کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مجھ پر انکشاف ہوا تھا حالانکہ میں نے نہ کبھی علم مناظرہ سیکھا اور نہ مناظرہ کیا۔ میری تقریر سن کر مدرس اور ساری جماعت حیرت میں پڑ گئی اور ان لوگوں نے اسے بہت بڑا کمال سمجھا مدرس صاحب سے مناظر نے کہا یہ فقیہ آپ کے ہاں کہاں سے آیا؟ مدرس: میں نے انہیں ابھی دیکھا ہے۔ مناظر: ایسے ہی لوگوں کے لئے مدارس بنائے جاتے ہیں۔

مدرس بھی مجھ سے بہت خوش ہوئے کہ ان کے حلقہ مدرس میں ایسا شخص بھی تھا جس نے مناظر کو خاموش کر دیا اس کے بعد مدرس صاحب نے میرا نام دریافت کیا۔ میں نے بتایا تو انہوں نے فرمایا۔ ''میں آپ کو یہاں اعادہ درس کرانے کی حیثیت سے مقرر کرتا ہوں''۔ اس کے بعد وہ کھڑے ہوئے' ان کے ساتھ ہی میں اور پوری جماعت اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا ''اے فقیر! ہم لوگوں کا طریقہ ہے کہ جب یہاں کوئی اعادہ کرانے والا مقرر کیا جاتا ہے تو ہم لوگ ان کی مشایعت کرتے ہیں اور تقرری کے روز ان کے ہمراہ ان کے گھر تک پہنچاتے ہیں''۔

ہم لوگ جب وہاں سے نکلے تو سب لوگ میرے ہمراہ چلنے لگے۔ میں ان لوگوں سے معذرت کی تو لوگ لوٹ گئے۔ میں خدمت شیخ میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ ''اے فضولی! تم نے ان کے اپنے طریقہ اور عادت پر عمل کرنے سے کیوں منع کیا' وہ مشایعت کرتے'' میں نے عرض کیا۔'' حضور میں نے یہ اس لئے کیا کہ کہیں آپ کو ناگوار نہ ہو''۔ اس کے بعد شیخ کے وصال فرمانے تک میں بیت المقدس ہی میں رہا اور حضرت شیخ بیت اللہ المقدس کے آگے مدفون ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ آمین)

سادہ ورق

شیخ کبیر ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں مجلس کرتے تھے جس میں خود تشریف فرما ہوتے اور شیخ ابوالعباس قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا تذکرہ سناتے۔ ایک روز شیخ کی مجلس میں ابوالعباس طنجی آئے۔ اب قاری مذکور (قسطلانی) نے کتاب کھولی اور کچھ نہ پڑھ سکے' خاموش رہے۔ شیخ قرشی نے فرمایا خاموش کیوں ہو' پڑھتے کیوں نہیں؟ جواب دیا کتاب بالکل سادی ہے شیخ قرشی نے فرمایا "یہاں سے مگر قاری کو ورق سادہ نظر آیا" لوگوں نے کہا یہ ابوالعباس کی حرکت ہے شیخ نے فرمایا: اے ابولعباس میرے ساتھ یہ کرتے ہو؟ اس کے بعد پھر آپ نے قاری سے پڑھنے کے لئے فرمایا اب انہوں نے دیکھا تو کتاب لکھی ہوئی تھی۔ شیخ ابوالعباس قسطلانی نے دنیا چھوڑ کر شیخ قرشی کی صحبت اختیار کر لی تھی اور اپنے زمانے میں مصر کے مشہور زاہد ہوئے۔ ریاضت و مجاہدہ بہت کرتے تھے۔ اخیر عمر میں مکہ مکرمہ ہجرت کر لی تھی وہیں انتقال ہوا وہاں ان کی قبر مشہور ہے۔

قیام مدینہ منورہ کے زمانے میں ایک بار وہاں قحط پڑا۔ لوگوں نے استسقاء کے سلسلے میں یہ رائے کی کہ ایک روز اہل مدینہ نماز استسقاء پڑھیں۔ ایک دن مجاورین' اور ایک دن مسافرین چنانچہ اہل مدینہ نے طلب بارش کی نماز پڑھی مگر بارش نہیں ہوئی۔ دوسرے روز شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے ڈھیر سا کھانا تیار کرایا اور فقیراء و اہل حاجت کو کھلا کر طلب بارش کی تو بارش ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ آمین۔

خزینہ سلیمان علیہ السلام کی سیر

حضرت شیخ صفی الدین لکھتے ہیں کہ شیخ ابوعبداللہ محمد ازہری عجمی رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب سیاحت تھے ان کی کرامتوں اور واقعات سے عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ان کے شاگرد شیخ ابوالحسن ابن الدقاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے میرے شیخ نے تین سو ساٹھ ایسے جہانوں میں پہنچایا جو عالم ارض و سماوات کے علاوہ تھے ایک بار مجھے کوہ قاف پر پہنچایا اور ایک سبز سانپ دکھایا جو پہاڑ کے گرداگرد گھیرے ہوئے تھا' اس کا سر اس کی دم پر رکھا ہوا تھا۔ شیخ جب مجھے کسی خرق عادت کام کی جانب لے جاتے۔ یا زمین سمٹی جاتی تو میں ان کے ساتھ اس موجودہ احساس سے غائب رہتا تھا ایک روز دمشق سے نکلے اور میں ساتھ تھا' طبریہ پہنچے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر پر رکے۔ میں نے پوچھا

حضرت کیا یہ قبر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہے؟ فرمایا یونہی بتایا جاتا ہے اس کے بعد آگے بڑھے اور میں پیچھے پیچھے ہوا پر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ ہمیں ایک ڈراونا مکان دکھائی پڑا وہاں سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے شیخ کو سلام کیا اور آپ کے قدوم کی برکت لی۔

مجھے ان لوگوں سے وحشت ہوئی۔ حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے علی! خود کو بچاؤ اور میرے ساتھ مشغول رہو اور جنہیں تم دیکھ رہے ہو ان کے ساتھ نہ الجھو۔ یہ جن ہیں اور ہم لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر شریف پر جا رہے ہیں۔ آپ جب شہر میں پہنچے تو وہاں دوسری قوم سے ملاقات ہوئی وہ ایک مکان کے اندر لے گئے جو نہایت عالیشان محل تھا۔ شیخ آگے آگے تھے اور میں پیچھے پیچھے میں نے دیکھا کہ مکان کے اندر ایک صاحب کھڑے ہیں ان کے چہرے پر بہت عظمت اور نورانیت ہے اور ہاتھ میں عصا ہے۔ شیخ نے فرمایا: یہ سیدنا سلیمان علیہ السلام ہیں اور آگے بڑھ کر ان کے دست مبارک کو بوسہ دیا ان کے ایک دست مبارک میں انگشتری تھی پیچھے ہوئے تو جن خادموں نے شیخ کو عزت سے ایک مکان میں داخل کیا جہاں ضیافت کا ساز و سامان تھا' کھانا لایا گیا ہم دونوں نے کھانا کھایا اس کے بعد شیخ کو سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ذخائر اور خزانوں کی زیارت کرانے کے لئے لے گئے اس کے لئے آپ کو ایک فرش پر کھڑا کرایا' ہوا آئی اور اس نے فرش کو بچھا دیا یہ دیکھنے کے بعد تخت بلقیس کے پاس لے گئے شیخ نے وہ بھی ملاحظہ کیا سارا ذخیرہ دیکھنے کے بعد ایک غار میں گئے جہاں سے کچھ غیر واضح آوازیں آ رہی تھیں اور بدبو بھی' بتایا گیا کہ یہ ابلیس کا قید خانہ ہے۔

شیخ نے جب وہاں سے لوٹنا چاہا آپ کے لئے تخت حاضر کیا گیا آپ نے میری طرف اشارہ فرمایا' تو میرے لئے بھی تخت لایا گیا ہم سوار ہوئے تو وہ انہیں لے کر اڑے۔ ہم یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ کون لوگ ہمیں لے کر پرواز کر رہے ہیں؟ اور دوش ہوا پر سمندر پار پہنچ کر تخت ایک جگہ زمین پر لائے گئے جہاں ہم لوگ اتر گئے اور تخت اسی طرح ہوا پر اونچا ہو کر چلا گیا وہاں سے شیخ آگے بڑھے اور میں بھی ہمراہ تھا اچانک سامنے شہر دمشق نظر آیا۔

وہی راوی بزرگ بیان کرتے ہیں۔

''ایک دن ہم لوگ دمشق میں تھے۔ شیخ کے مریدوں اور ساتھیوں میں عراق و حجاز کے بھی کچھ حضرات تھے۔ رطب (پکی تازہ کھجور) کا ذکر نکلا۔ اہل حجاز نے کہا ہمارے یہاں کی کھجور عمدہ ہوتی

ہے۔ اہل عراق نے اپنے ملک کے رطب کی تعریف کی۔ شیخ کی خدمت میں یوسف نامی ایک خادم رہتا تھا' آپ نے اس کی طرف دیکھا وہ اس وقت دروازہ سے باہر گیا اور تھوڑی دیر غائب رہ کر آیا تو اس کے ہاتھ میں رطب سے بھرا ہوا ایک طبق تھا' لگتا تھا ابھی ابھی درخت سے توڑے گئے ہیں لا کر حضرت کے سامنے رکھا۔ حضرت نے فرمایا: اے اہل حجاز! یہ ہمارے ملک کا رطب ہے تم اپنے ملک کا رطب لاؤ۔'' (رضی اللہ عنہ)

شیخ یعقوب مغربی

ملک مغرب کے امیر یعقوب کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے حکومت وسلطنت کے لئے اپنے بھائی کے قتل کا جرم عظیم کیا مگر اس کے بعد انہیں اپنے اس فعل پر اس قدر ندامت اور شرمندگی ہوئی کہ انہوں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی اور اپنے باطن کو سنوارنے سدھارنے میں لگ گئے' سلوک اختیار کر لیا اور پھر کوئی گناہ اپنے قریب نہیں آنے دیتے تھے ان پر کچھ حالات و مقامات کا انکشاف ہوا' انہوں نے ایک خداشناس خاتون سے جن سے ان کا گھریلو تعلق تھا اپنا حال ذکر کیا۔ خاتون نے کہا یہ اہل ارادت کے حالات ہیں امیر نے کہا میں کیا کروں؟ مجھے سلوک کی تعلیم کون دے اور میرا اعلاج کس معالج کے ذریعہ ہو؟ خاتون نے اس زمانے کے امام السالکین شیخ ابومدین کی طرف اشارہ کیا۔ امیر نے شیخ کے پاس قاصد بھیجے مگر انہوں نے جواب دیا کہ:

''اللہ کی اطاعت کرو میں تمہارے پاس نہیں پہنچ سکتا میرا آخری وقت تلمسان ہی میں آ جائے گا۔'' اس وقت شیخ بجایہ کے مقام پر تھے۔ قاصدوں کے ساتھ تلمسان آئے اور آخری وقت قاصدوں سے کہا: ''اپنے آقا کو میرا اسلام پہنچاؤ اور کہو کہ تمہاری شفا اور تمہارا نفع شیخ ابوالعباس مرنی کے پاس ہے۔''

قاصد مغرب پہنچے اور امیر کو شیخ کی وصیت سنائی۔ امیر نے شیخ مرنی کو بڑے اہتمام سے بلوایا۔ شیخ کو اللہ کی جانب سے امیر سے ملنے کا اذن ملا تو تشریف لائے۔ امیر یعقوب نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ ایک مرغی ذبح کر کے اور دوسری کا گلا گھونٹ کر دونوں کا الگ الگ گوشت پکائیں۔ شیخ دستر خوان پر بیٹھے تو انہوں نے ایک سالن کے بارے میں فرمایا یہ مردار ہے اسے میرے سامنے سے لے جاؤ اور ذبح کر کے پکائی ہوئی مرغی کا گوشت تناول فرمایا۔ امیر یعقوب اس کے بعد حضرت شیخ کے خادم بن گئے اور خود کو ان کے سپرد کر دیا اس کے بعد شیخ سے بہت سی باطنی نعمتیں حاصل کیں۔

ملک وسلطنت اپنے فرزند کو سونپ کر شیخ کی ملازمت میں رہے حضرت شیخ ابوالعباس مرینی کی برکت و فیض سے ولایت میں امیر کا درجہ بلند ہوا۔ (رضی اللہ عنھم نفعنا بھم، آمین)

امیر یعقوب کا ایک واقعہ یہ ہے کہ لوگ بارش کے لئے پریشان تھے، اس وقت شیخ ابوالعباس مرینی امیر یعقوب کو لے کر شہر سے باہر آئے اور ان سے کہا کہ بارش کی دعا کرو انہوں نے حضرت شیخ سے عرض کیا حضور کا دعا فرمانا اور مناسب ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہی حکم ہوا ہے لہٰذا شیخ کا حکم پاکر امیر یعقوب نے صلوٰۃ استسقاء پڑھ کر دعا مانگی اور فوراً بارش ہوئی۔ (رضی اللہ عنھما آمین)

نور کی رسی

ملک مغرب کی ایک بلند مرتبہ ولیہ خاتون تھیں۔ علماء اور اولیاء سب ان کا احترام کرتے تھے انہیں "ست الملک" کہتے تھے جس زمانے میں شیخ علی بن علبس رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس میں تھے یہ ولیہ بیت المقدس کی زیارت کو گئیں۔ اس وقت کا واقعہ شیخ علی بن علبس یوں بیان کرتے ہیں۔

"میں بیت المقدس میں تھا میں نے دیکھا کہ نور کی ایک رسی آسمان سے مسجد اقصیٰ شریف کے قبہ تک لٹک رہی ہے، میں قبہ کے اندر داخل ہوا تو وہاں میں نے "ست الملوک" کو دیکھا وہ نور کی رسی ان کے پاس تک تھی۔ میں نے "ست الملوک کی یہ شان دیکھ کر" ان کی اخوت چاہی" انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ رضی اللہ عنہم۔

قلم پر قط

حضرت شیخ سفیان (جن کا واقعہ پہلے چکا ہے) ان کے بارے میں یہ واقعہ بھی منقول ہے کہ ایک یہودی سے فرمایا: فلاں کام کر ورنہ میں قلم کو قط لگاتا ہوں۔ شیخ کے ہاتھ میں اس وقت چاقو اور ایک قلم تھا یہودی نے کہا تم قط لگاؤ اس سے میرا کیا بگڑتا ہے۔ آپ نے اسی وقت قلم پر قط لگایا تو لوگوں نے دیکھا کہ یہودی کا سر بدن سے جدا ہو کر زمین پر لڑھک گیا۔

فتح دمیاط

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"آپ کی بڑی بڑی کرامتیں ہیں، آپ فقیر تھے، پہلے علم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے، اور

حاصل کیا آپ سے کہا گیا کہ میرا عرفان چاہتا ہے تو دوطرفہ کام چھوڑ چنانچہ علمی کام چھوڑ کر آپ رب تعالیٰ کی جانب لگ گئے۔ آپ کے مصر تشریف لے جانے کا واقعہ مجھے اس طرح بتایا گیا کہ آپ دمیاط کے جہاد میں شرکت کی غرض سے مصر گئے تھے' آپ کے قدوم کی برکت سے اس جہاد میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور بعض اہل کشف بزرگوں نے برملا کہہ دیا تھا کہ جہاد دمیاط کی فتح ایک یمنی کے ذریعہ ہوگی'' (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ونفعنا بھم)

شہید ناطق

دمیاط کے جہاد میں شریک ہونے والے بزرگوں میں ایک عظیم عالم وفقیہ ولی و عارف حضرت عبدالرحمٰن نوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے آپ ایک فرنگی کے ہاتھ سے شہید ہوئے خود فرنگی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں قتل کیا پھر ان سے کہا کہ اے مسلمانوں کے مذہبی رہنما تم لوگ اپنی کتاب میں پڑھتے ہو: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔ اور جو اللہ کے راستے میں قتل کیے گئے انہیں تم ہرگز مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔

فرنگی کہتا ہے کہ میری یہ بات سن کر حضرت نے آنکھیں کھول دیں اور سر اٹھا کر فرمایا' ہاں ''زندہ ہیں اور اس کے پاس رزق پاتے ہیں'' اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے میں نے جب یہ واقعہ دیکھا اور ان کی بات سنی اس وقت سے اللہ نے میرے دل سے کفر باہر کر دیا اور میں ان کے ذریعے مسلمان ہو گیا۔ مجھے امید ہے کہ ان کی برکت اور ان کے دست مبارک پر ایمان قبول کرنے کے باعث رب تعالیٰ میری بخشش فرمائے گا۔ اسی وجہ سے آپ کو ''شہید ناطق'' کہا جاتا ہے۔

جانور مانوس

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں سفر میں تھا تو وحشی جانور مجھ سے مانوس ہو گئے اور آ کر میرے پاس بیٹھتے اور میں بلاتکلف ان میں چلتا پھرتا لگتا میں انہی میں سے ایک ہوں ایک بار میں نے آبادی کے اندر جانے کا قصد کیا جہاں ایک بچہ مجھے یاد آیا' وہ بچہ کبھی میرے پاس رہتا تھا' جنگلی جانوروں میں سے ایک ہرن کے بچے کو دیکھ کر میں نے سوچا اگر یہ میرے پاس رہ گیا تو اسے میں آبادی والے انسانی بچہ کے واسطے لے چلوں گا اسی کے بعد تمام جانور مجھ سے دور ہو گئے اور پہلے حالات کے

بالکل خلاف مجھ سے ڈرنے لگے۔ میں نے اس خیال کو دل سے نکالا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تو پھر تمام اسی طرح مجھ سے مانوس ہو گئے رضی اللہ عنہ۔

رجعت اور کمال

ایک بزرگ فرماتے ہیں ہماری ایک جماعت تھی۔ ہم لوگ جہاں چاہتے فوراً پہنچ جاتے ہمارے لئے زمین لپیٹی جاتی میں نے ایک روز اپنی اولاد کے لئے مکان خریدا' اور اسکا کاغذ حاصل کیا۔ میرے ہم جماعت احباب نے مجھے پیغام بھیجا کہ ہم لوگوں سے فلاں مقام پر آ کر ملو۔ میں اس عمل کی طرف متوجہ ہوا جس کے ذریعہ دور دراز کی مسافت طے ہوتی تھی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ میں نے دوستوں کو کہلا بھیجا کہ میری وہ قوت جس سے پرواز کرتا تھا سلب کر لی گئی۔

احباب نے جواب دیا: غور کرو کہ نقصان کہاں سے آیا' اس شے کو کاٹ ڈالو جس نے تمہیں کاٹا ہے۔ میں نے مکان کا بیع نامہ پھاڑ ڈالا' فوراً وہ حالت عود کر آئی اور میں نے احباب سے اسی مقام پر جا کر ملاقات کی۔ رضی اللہ عنہ

ظہور کرامات

شیخ صفی الدین بیان کرتے ہیں کہ' حضرت شیخ مفرج عظیم الشان ولی اللہ تھے آپ حبشی نسل سے تھے' اللہ جل مجدہ نے آپ کو بلا سبب' اور بغیر طریقہ معہودہ کے اپنی شیفتگی سے نوازا تھا۔ آپ نے اپنی وہبی قوت سے کمال حاصل کیا تھا۔ چھ ماہ تک کھائے پیئے بغیر رہے۔ ان کے مالک نے انہیں زدوکوب کیا مگر مارکا کوئی اثر نہیں ہوا تو اس نے سمجھا کہ آپ پر جنون کا اثر ہے لہٰذا ایک شخص کو بلایا تاکہ مار مار کر آپ کا جنون زائل کرے۔ وہ آپ کے جسم پر ضربیں لگاتا تھا اور بزعم خویش جن کو مخاطب کر کے کہتا تھا ''نکل جا'' دور ہو جا۔

جواب میں شیخ مفرج فرماتے ''نکل گیا'' اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ نفس نکل گیا۔ اس کے بعد مالک آپ کو بیڑیاں پہنا کر چلا گیا واپس آ کر دیکھا تو بیڑیاں ایک جانب پڑی ہیں اور آپ دوسری طرف' اس کے بعد آپ کو ایک مکان میں مقید کر دیا واپس آیا تو آپ کو اس مکان کے باہر دیکھا۔ اس وقت تمام لوگوں کو ان کی بزرگی اور کرامت کا علم ہوا ایک روز آپ کے لئے لوگ پرندے بھون کر لائے۔ آپ نے فرمایا اڑ جاؤ وہ سب اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ گئے۔ (رضی اللہ تعالی

عنہ ونفعنابہ)

بے ادبی کی سزا

شہر رقہ میں ایک بزرگ رہتے تھے شہر کے امیر سے کسی بات پر ناراض ہو گئے وہ گزر رہا تھا۔ آپ نے چیخ مار کر فرمایا مرجا' امیر رقہ فوراً گرا اور مر گیا ایک روز آپ اپنی مجلس میں کرامات کے سلسلہ میں کلام فرما رہے تھے۔ ایک بوڑھی خاتون نے جو آپ سے بے تکلف تھی کہنے لگی یہ دعوے ہی دعوے کب تک رہیں گے لوگوں کا یہ حال ہے کہ قحط سے مرے جا رہے ہیں؟ وہ عورت بادشاہ کے بچوں کی تربیت پر مامور تھی۔ شیخ سے باتیں کر کے اپنے خچر پر سوار ہوئی اور جانے لگی۔ اچانک زور کی ہوا چلنے لگی بادل اٹھے اور موسلا دھار بارش ہوئی۔ بڑھیا کا خچر تیز ہوا میں بدکا اور بڑھیا کیچڑ میں گر کر لت پت ہوگئی کیچڑ سے اٹھ کر وہ سیدھے بزرگ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی مجھے معلوم ہے کہ یہ بارش آپ کی کرامت سے ہوئی ہے مگر مجھے خچر سے کیچڑ میں کیوں گروایا؟ فرمایا: وہ تیری بے ادبی کی وجہ سے ہوا۔

آپ نے فرمایا شام کے ملک نور الدین ہمارے نزدیک چالیس اولیاء میں ایک ہیں اور صلاح الدین کا شمار تین سو اولیاء میں ہوتا ہے۔ سلطان نور الدین کو جب ابدال دیکھتے تو نور الدین پوچھتے ہیں آپ لوگوں کی نظر میں کیسا ہوں؟ ابدال فرماتے ہیں" تم ظالموں میں سب سے اچھے ہو' باوجودیکہ نور الدین کو ولایت کا درجہ حاصل تھا"۔

بے توفیقی

شیخ ابو محمد بن کبش رحمۃ اللہ علیہ اکثر حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ ان کے ملنے والوں میں ایک رئیس آدمی تھے انہوں نے عرض کیا حضرت آپ کی حضرت خضر علیہ السلام کی دوستی کا ہمیں بھی تو کچھ فیض پہنچے' کبھی ہم بھی تو شرف ملاقات پائیں۔ حضرت شیخ نے یہ بات حضرت خضر علیہ السلام کے کہی انہوں نے فرمایا۔ وہ مجھ سے نہیں ملنا چاہتا شیخ نے عرض کیا حضور وہ واقعی آپ کی زیارت کا متمنی ہے فرمایا: کہہ دیجئے میں جمعہ کو اس سے ملوں گا۔

جمعہ کے دن اس رئیس آدمی نے خوشی میں گیہوں کی بوری کھولی اور جمعہ کے وقت تک شکرانے میں تقسیم کراتا رہا اس کے بعد باوضو مصلے پر ذکر کرنے میں مشغول ہوا۔ اسی دوران دروازے پر کسی

نے دستک دی اس نے کنیز سے کہا جا کر دیکھو کون ہے؟ اس نے دیکھا ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے اپنے آقا سے کہہ ایک آدمی تم سے ملنے آیا ہے لونڈی کی بات سن کر رئیس آدمی نے حلیہ پوچھا لونڈی نے کہا بوسیدہ چادر اوڑھے ہوئے ایک شخص ہے۔ رئیس بولا: بھکاری ہو گا گیہوں تقسیم ہونے کی اطلاع پا کر آیا ہو گا۔ جا کر کہہ دو کہ نماز پڑھ کر ملیں گے وہ چلے گئے۔

نماز جمعہ کے بعد رئیس آدمی شیخ ابن کبش سے ملا اور کہا میں انتظار ہی کرتا رہ گیا۔ مگر وہ تشریف نہیں لائے۔

شیخ نے فرمایا: بے توفیق وہی تو حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جنہیں تو نے کنیز سے کہلایا کہ جاؤ نماز کے بعد ملیں گے۔

دروازہ پر پہرہ بٹھا کر حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنا چاہتا ہے؟ رئیس نے یہ سن کر تمام باندیوں کو آزاد کر دیا اور پھر جب کوئی دستک دیتا تو خود نکل کر حال دریافت کرتا۔

بحر و بر پر ولی کا تصرف

ایک تاجر سواری پر مال تجارت لادے ہوئے دور دراز مصر میں داخل ہوا' سواری کہیں روک کر کسی سے ملنے گیا واپس ہوا تو مال بردار جانور غائب تھا۔ بہت تلاش کیا نہیں پایا لوگوں نے اس سے کہا شیخ ابوالعباس دمنہوری کے پاس چلے جاؤ شاید وہ تمہارے لئے دعا فرمائیں تاجر کہتا ہے کہ میں شیخ کو پہلے سے جانتا تھا۔ جا کر دکھڑا بیان کیا انہوں نے میری کسی بات پر دھیان نہیں دیا اور نہ خوشی کے لئے کچھ کہا بلکہ فرمایا میرے یہاں اس وقت مہمان ہیں ان کے لئے اس قدر آٹا' اتنا گوشت اور فلاں فلاں چیزیں لے آؤ۔ میں ان کے پاس سے بددل ہو کر نکلا اور سوچا کہ اب ان کی پاس کبھی نہیں آؤں گا۔ یہ فقیر فقراء بس اپنی ضرورت سمجھتے ہیں' میری پریشانی کا کوئی خیال نہیں کیا اور نہ دعا کی۔ الٹا مجھی سے لینے کی فکر میں پڑ گئے۔ میں انہی خیالات میں گم چلا جا رہا تھا کہ مجھے اپنا ایک قرض دار ملا' میں نے اس سے کہا جب تک میرا قرض نہیں دو گے چھوڑوں گا نہیں۔ چنانچہ اس نے ساٹھ درہم مجھے دیئے یہ رقم جب میرے ہاتھ لگ گئی تو میں نے سوچا کہ شیخ صاحب کی فرمائش پوری کرنا ضروری ہے ملے گا تو مل ہی جائے گا ورنہ یہ بھی جائے گا۔

بازار جا کر میں نے ان کی بتائی ہوئی سب چیزیں خریدیں کچھ رقم بچ رہی تو اس سے شیرینی بھی لے لی' اور مزدور کے سر پر رکھوا کر شیخ کے گھر گیا تو' دیکھا کہ میرا جانور کھڑا ہے۔ اوّل نظر میں مجھے

آنکھوں پر یقین نہیں آیا مگر تھا وہی اور سارا مال تجارت بھی ویسا ہی لدا ہوا تھا مجھے تعجب ہوا۔ میں نے پوچھا اس کو کسی حفاظت کرنے والے کے پاس رکھ لوں پھر شیخ کے پاس جاؤں۔ مگر پھر خیال آیا جس نے واپس لوٹایا ہے وہی حفاظت بھی فرمائے گا۔ شیخ کے سامنے حاضر ہو کر ان کی طلب کی ہوئی تمام اشیاء ایک ایک کر کے رکھیں انہوں نے سب چیزیں کو دیکھا اور شیرینی کو دیکھا تو فرمایا: اس کی بات تو نہیں ہوئی تھی؟

میں نے عرض کیا: کچھ رقم بچ رہی تھی تو میں نے سوچا شیرنی بھی لیتا چلوں فرمایا: خیر تم نے اضافہ کیا ہے تو میں بھی تمہارے لئے اضافہ کروں گا۔ سنو تم اپنا مال تجارت لے کر قیساریہ چلے جاؤ۔ جلد بازی نہ کرنا جتنا مال فروخت ہو اس کی قیمت وصول کر لینا اور یہ نہ ڈرنا کہ کوئی تاجر تمہارا مال واپس کر دے گا۔ زمین میرے دائیں ہاتھ میں اور سمندر میرے بائیں ہاتھ میں ہے"

میں قیساریہ پہنچا تو میرے تمام سامانوں کی وہاں سخت ضرورت تھی چنانچہ بہت زیادہ منافع کے ساتھ میں نے مال فروخت کیا اور جس قدر بک گیا اس کی قیمت وصول کی' یہاں تک کہ میرا سارا مال فروخت ہو گیا۔ میرا مال تجارت ختم ہوتے ہی' بحری اور بری دونوں راستوں سے تاجروں کا ریلا آ گیا۔ لگتا تھا وہ کسی قید سے آزاد ہو کر آرہے ہوں شیخ کی اور بھی بہت سی کرامات لوگوں میں مشہور ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

اضطراب قلبی کا علاج

حضرت ابوالعباس بن عریف بیان کرتے ہیں۔ میں ایک صبح ضیق صدر کا شکار تھا' میرے ایک ملنے والے ابو محمد طرابلسی تھے میں نے ان سے کہا اے ابو محمد! آج میرا دل منقلب ہو گیا ہے۔ صالحین کا کوئی واقعہ سناؤ جس سے دل کی اصلاح ہو سکے انہوں نے کہا: سنئے!

"میں افریقہ کے اندر تھا' ذوالحجہ کا پہلا عشرہ چل رہا تھا" اچانک تین شخص میرے سر پہ آ گئے اور کہنے لگے ابو محمد! حج پہ جاؤ گے؟ میں نے ان سے کہا جیسا آپ لوگ چاہیں انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی برکت پر اعتماد رکھو۔ چنانچہ ان میں سے ایک صاحب میرے آگے اور دو پیچھے ہو گئے اور روانہ ہوئے۔ رات ہوئی تو ان میں سے ایک راستہ سے الگ ہٹ کر جاتے' اور کیلے لے کر آتے اور کہتے اس جگہ یہ ایک بڑھیا نے دیئے ہیں۔ تین روز بعد اچانک ایک صاحب نے کہا ابو محمد! خوشخبری ہو کہ یہ تہامہ کی پہاڑیاں ہیں۔ میں نے ان لوگوں کے ہمراہ حج کیا ساتھ ساتھ رہا۔ لوٹنے کے وقت

انہوں نے مجھ سے کہا تم اللہ تعالیٰ کی امان میں ہو۔ میں نے عرض کیا "مجھے غم فراق دینا چاہتے ہیں؟" فرمایا "یہ تو ایک روز ہونا ہی تھا" اور چلے گئے۔ میں بھی وہاں سے روانہ ہو کر عیذاب اور پھر وہاں سے سوان پہنچا نفس نے مجھ سے کہا اسکندریہ چلو وہاں شاید کوئی شناسا مل جائے جو سمندری راہ سے تمہیں مغرب پہنچنے کا انتظام کر دے۔ میں نے نفس کو ڈانٹا' اب تک میری پیشوائی نہ کی' اب شروع کی ہے۔ بخدا میں تو یہیں (سوان) سے جنگل کا راستہ اختیار کروں گا۔

اس سفر میں مجھے جنگل کے اندر وضو کرنے یا پینے کے لئے جب پانی کی ضرورت ہوتی تو میں کہتا وعزۃ المعبود لا ابرح حتی اتوضا واشرب (عزت معبود کی قسم میں جب تک وضو نہیں کر لوں گا اور پانی نہیں پی لوں گا آگے نہیں جاؤں گا) اسی وقت ایک بادل کا ٹکڑا آتا اور اتنا پانی برساتا کہ ایک تالاب بن جاتا اور میں اس سے وضو بھی کرتا اور پانی بھی پی لیتا۔ دوبارہ پھر ضرورت ہوتی تو میں اسی طرح کہتا۔ اسی حال میں جس جگہ سے اس سفر میں چلا تھا وہاں واپس آ پہنچا۔

اب میں بھی خبطی ہو گیا ہوں اور تم اے احمد امراء کا لباس پہنتے ہو اور نوجوانوں کو دیکھتے ہو' پھر کہتے ہو میرا دل منقلب ہو گیا۔ مجھ جیسا بیکار بوڑھا البتہ کہہ سکتا ہے کہ میرا دل منقلب ہو گیا ہے" تمہارا دل تو پہلے ہی منقلب ہو گیا تھا اور رہے گا۔

حضرت ابو العباس کہتے ہیں ان کے قول فمنکوس کنت ومنکوس بقیت کی برودت میں ابھی تک فراموش نہیں کر سکا اور نہ ہی مرتے وقت تک اسے بھول پاؤں گا۔

ارادت میں پہلا قدم

شیخ ابن عریف راوی کہتے ہیں کہ ایک روز میں سو کر بیدار ہوا تو غمگین تھا میں نے اپنی یہ کیفیت شیخ ابو القاسم بن رو بیل سے بیان کی اور عرض کی کوئی حکایت سنائیں جس سے شاید اللہ تعالیٰ میرا غم دور فرمائے انہوں نے یہ واقعہ سنایا:

مجھ سے لوگوں نے ساحل پر اقامت پذیر ابو الجبار نامی بزرگ کی تعریف بیان کی میں ان سے ملنے گیا سلام کر کے بیٹھا نہ انہوں نے مجھ سے کچھ کہا نہ میں نے ان سے کچھ عرض کیا۔ نماز کا وقت ہوا تو چاروں جانب سے لوگ جمع ہوئے ایک شخص نے نماز پڑھائی' پھر سب چلے گئے' شیخ ابو الجبار اپنی جگہ آ گئے ان کے ساتھ میں بھی آ بیٹھا۔ اسی طرح ظہر اور عصر کی نماز ہوئی' عصر بعد بیٹھ کر صالحین کے تذکرے بیان کئے گئے۔ سورج زرد ہونے کے وقت پھر سب منتشر ہو گئے اور پھر نماز مغرب میں جمع

ہوئے اسی طرح تین روز میں نے انہوں دیکھا۔ میرے دل میں بات آئی کہ شیخ سے فائدہ حاصل کرنے کی نیت سے کچھ پوچھوں' اجازت لے کر میں نے پوچھا: مرید کو اپنا مرید ہونا کس وقت معلوم ہوتا ہے؟ جتنے لوگ موجود تھے انہوں نے مجھے خفگی کی نظر سے دیکھا۔ شیخ نے میری بات کا جواب نہیں دیا اور منہ پھیر لیا میں نے سوچا شاید ناراض ہو گئے۔ دوسرے دن پھر میں نے اپنا سوال دہرایا اس روز بھی وہی ہوا۔ تیسرے روز میں پھر سوال لے کر بیٹھ گیا شیخ نے فرمایا: یوں نہ کہو بلکہ میرے خیال میں تم یہ دریافت کرنا چاہتے ہو کہ مرید ارادت میں پہلا قدم کب رکھتا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں' فرمایا: جب اس میں چار خصائل پیدا ہو جائیں' (۱) زمین اس کے لئے لپیٹی جائے اس طرح کہ کل زمین ایک قدم کی مسافت بن جائے (۲) پانی پر چلنے لگے (۳) دنیا میں جس وقت جو کھانا چاہے کھا لے (۴) اس کی کوئی دعا رد نہ کی جائے۔ اس وقت مرید ارادت میں پہلا قدم رکھتا ہے اور جب خود کو مرید جاننے لگے تو وہ ہمارے نزدیک ارادت سے گر جاتا ہے میں نے یہ سن کر ایک چیخ ماری۔ قریب تھا کہ دم نکل جائے اور عرض کیا ابوالقاسم! آپ نے ہمیں ارادت سے مایوس کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی عالی ہمتی نے مجھے ورطہ حیرت میں ڈال دیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الجمیع و نفعنا بھم آمین)

شیخ ابو یزید قرطبی

شیخ ابو عبد اللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی ابتدا کا حال دریافت کیا تا کہ اس سے مستفیض ہوں شیخ نے فرمایا: اے بیٹے! یہ ایک عجیب کہانی ہے۔ مجھے اس راہ میں ایک حادثہ نے داخل کیا میں عطر کا تاجر تھا' عطاروں کے بازار میں وہ عطر بیچا کرتا تھا جو سب سے قیمتی اور نایاب ہوتا میرا لباس بھی قیمتی ہوتا تھا ایک روز صبح کو میں نماز پڑھنے جامع مسجد گیا نماز پڑھ لینے کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا حلقہ لگا ہوا ہے۔ میں ادھر گیا اس زمانے میں مجھے صالحین کے متعلق کچھ پتہ نہیں تھا لوگوں کے بتانے کے مطابق بس اتنا تھا کہ وہ لوگ جنگل ویرانے میں رہتے ہیں۔

میں وہاں جا کر کھڑا ہوا ایک قاری بزرگوں کے واقعات اور مجاہدات پڑھ کر لوگوں کو سنا رہے تھے۔ جیسے حضرت بایزید بسطامی کے واقعات میں نے سن کر منہ ہی منہ میں کہا کہ ایسے باتیں کتابوں میں لکھی جاتی ہیں؟ میرے قریب والے شخص نے سن لیا اور مجھ سے کہا: ایسی باتیں نہیں تو کیسی باتیں

کتابوں میں لکھی جاتی ہیں؟'' میں نے کہا یہ باتیں تو مجھے جھوٹ لگ رہی ہے کہ کوئی سال بھر پانی کے بغیر زندہ رہے اس نے کہا: باتوں سے انکار نہ کرو میں اس آدمی سے سوال و جواب ہی میں مشغول تھا کہ دوسرے ایک نہایت کمزور آدمی نے سر اٹھائے اور کہا تم کو صالحین کے بارے میں ایسی باتیں کرتے شرم نہیں آتی؟ میں نے جواب دیا: صالحین ہیں کہاں؟ یہ کہہ کر دوکان چلا آیا ظہر کے وقت میں اپنے معمول کے مطابق خرید و فرخت میں لگا تھا کہ اسی کمزور شخص کو دیکھا کہ سامنے سے گزرا کچھ آگے جانے کے بعد واپس آیا لگتا تھے مجھے ہی ڈھونڈ رہا تھا۔ سلام کیا میں نے جواب دیا، پوچھا نام کیا ہے؟ میں نے کہا میرا نام عبد الرحمٰن ہے مجھے پہچانتے ہو آپ وہی تو ہیں جنھوں نے جامع مسجد میں مجھ سے بات کی تھی کیا تم ابھی تک اسی عقیدہ پر ہو؟ اپنے فاسد خیال سے توبہ نہیں کی؟ میرا کوئی ایسا خیال تو ہے نہیں جس سے توبہ کرنا ضروری ہو۔ اے ابو یزید! صلحاء کے عمل کی نسبت تم کیا کہتے ہو؟ اس وقت ان کا سینہ میری دوکان کے پتھر سے لگا ہوا تھا جناب عالی صلحاء ہیں کہاں؟ صلحاء یہیں ہیں، بازار میں پھرا کرتے ہیں اور ان کا یہ حال ہے کہ اگر اس پتھر کو اشارہ کریں تو یہ ان کے ساتھ ہو جائے یہ کہتے ہوئے انہوں نے دوکان کے اندر ایک پتھر کی جانب اشارہ کیا۔ ان کی بات کے ساتھ ہی وہ پتھر حرکت میں آگیا جس سے دو درازیں نکل آئیں، ان میں لوگوں کی امانتیں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے تیزی سے ان درازوں کو سنبھالا اور دوکان میں لا کر رکھا اور کہا کیا آدمی کو ایسی طاقت حاصل ہو جاتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: انسان کی قدرت کے آگے یہ کیا شے ہے؟ میں نے پوچھا: اس سے زیادہ بھی انسان تصرف کر سکتا ہے؟ فرمایا: اگر دوکان سے کہہ دے کہ اپنے مقام سے اکھڑ جا تو اس دم اکھڑ جائے ایک طرف ان کا کہنا تھا کہ میں نے دوکان کو حرکت میں دیکھا اس کے اندر کا ہر سامان، شیشہ برتن سب لرز گیا میں ڈرا کہ کہیں مجھ پر نہ گرے۔ میں بھونچکارہ گیا اور وہ مجھے چھوڑ کر چل دیئے مجھ میں عقل کی سرعت موجود تھی۔ میں نے سوچا کہ اگر میں تمام زندگی دوکان میں صرف کر دوں تو ایسے لوگوں کی ملاقات کیسے نصیب ہوگی؟ دوسرے روز میں پھر حلقہ میں حاضر ہوا تا کہ صلحاء کی باتیں سماعت کروں۔ بخدا اس سماع کے بعد مجھ میں دوکان تک جانے کی سکت باقی نہیں تھی وہاں سے میں اپنے ماموں کے پاس گیا وہ دوکان انہی کی تھی، کنجیاں ان کے حوالے کیں۔ انہوں نے پوچھا کہاں چلے؟ میں نے کہا انشاء اللہ پھر آؤں گا انہیں میرے ارادے کا علم نہیں ہوا اس کے بعد سے آج تک پھر لوٹ کر میں دوکان نہیں گیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم نفعنا بھم آمین)

شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف

عارف باللہ شیخ احمد کبیر بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نوجوانی کی عمر میں شیخ عارف علی بن قاری واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک شخص نے حضرت شیخ کی دعوت کی حضرت کے مریدین اور شہر کے دوسرے مشائخ بھی مدعو تھے کھانے سے فارغ ہوئے تو ان دوسرے شیوخ کے ساتھ ایک قوال تھا اس نے دف لے کر گانا شروع کیا سید احمد رفاعی شیخ ابن القاری کی جوتیاں سنبھالے ہوئے لوگوں کی جوتیوں کے پاس بیٹھے تھے۔ جب لوگوں پر وجد طاری ہوا تو سید احمد رفاعی اٹھے اور قوال کا دف توڑ دیا سارے مشائخ شیخ علی بن القاری کی طرف دیکھنے لگے۔ ان کی آنکھوں میں تنفر تھا' کیونکہ سید احمد رفاعی تو ابھی کم عمر تھے انہوں نے شیخ علی قاری سے وجہ پوچھی؟ انہوں نے فرمایا: وجہ خود سید احمد سے پوچھو' اگر یہ بتائیں تو خیر ورنہ میں جواب دیتا ہوں' سب لوگ سید احمد رفاعی سے پوچھنے لگے' دف کیوں توڑا؟ انہوں نے کہا: اے لوگو! فیصلہ صرف قوال کی دیانت پر ہے' اسے چاہئے کہ جو کچھ اس نے سوچا وہ بیان کرے۔ پھر ہم سے پوچھو اب لوگوں نے قوال سے کہا کہ اپنے وسوسہ کو بیان کر اس نے کہا: کل شب میں ایک شرابی قوم کے پاس تھا' وہ سب میرا گانا سن کر جھوم رہے تھے آپ لوگوں کا وجد و سرور دیکھ کر میں نے خیال کیا کہ ان مشائخ کا حال بھی ان شرابیوں کی طرح ہے' یہ خیال ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ اس لڑکے نے میرا دف توڑ دیا'' یہ سن کر سارے مشائخ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے سید احمد رفاعی کا ہاتھ چومنے اور معذرت کرنے لگے (رضی اللہ تعالی عنہ و نفعنا بہ آمین)

عارف حق ابوالحسن شاذلی نے فرمایا

امام یافعی بیان کرتے ہیں کہ عارف باللہ حضرت شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے ''شراب محبت'' ساقی' ذوق وشوق' سیرابی' سکر (نشہ) صحو (ہوشیاری) وغیرہ کی عارفانہ تشریح چاہی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

شراب محبت: هو النور الساطع عن جمال المحبوب' جمال محبوب کا چمکتا دمکتا نور

جام: هو اللطف الموصل ذلك الى افواه القلوب وہ لطف جو دلوں کے دہن تک محبت پہنچاتا ہے۔

ساقی: هو المتولی الخصوص الا کبر و الصالحین من عباده وهو الله لعالم بالمقادیر ومصالح احبابه

وہ نگہبان حقیقی جو اپنے خاص بندوں اور صلحاء کے لئے سیرابی کا انتظام فرماتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو بندوں کی تقدیر اور اپنے احباب کی مصلحتوں کو جانتا ہے۔

مشتاق: فمن کشف له عن ذالك الجمال و حظی بشیء منه نفسا اور نفسین ثم ارخی علیه الحجاب فهو النائق المشتاق جس پر اس کا جمال ظاہر ہوا پھر ایک دو لحظہ بعد پردہ ڈال دیا گیا وہ باذوق مشتاق ہے۔

شارب حقیقی: من دام له ذالك ساعة او ساعتین فهو شارب حقا اور جس پر انکشاف جمال ایک یا دو گھنٹے تک رہا وہ شارب حقیقی ہے۔

سیراب: ومن توالی علیه الامر ودام له الشراب حتی امتلات عروقه ومفاصله من انوار الله تعالیٰ المخزونة فهو الری اور جس پر یہ حالت پے بہ پے طاری ہوئی، اور متواتر شراب محبت کی مداومت ہوئی حتی کہ اس کی رگ پے اور جوڑ جوڑ ان انوار سے پر ہو گئے جو مخزون تھے، تو اس حال کو سیرابی کہتے ہیں۔

سکر: وربما غاب عن المحبوس والمعقول فلایدری ما یقال له ولا ما یقول فذالك هو السکر اور گاہے محسوس اور معقول سے غائب ہو جاتا ہے اور اسے پتہ نہیں ہوتا کہ اس سے کیا کہا گیا اور اس نے کیا کہا یہ حالت سکر کہلاتی ہے۔

صحو: وقد تدور علیهم الکئوسات و تختلف لدیهم الحالات ویرددون الی الذکر و الطاعات ولا یحجبون عن الصفات مع تذاحم المقدورات فذالك وقت صحوهم کبھی ان پیالوں کی گردش پے در پے ہوتی ہے، اور حالات بدلتے رہتے ہیں، ذکر و طاعت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور مقدرات بدلنے کے باوجود صفات سے محجوب نہیں ہوتے یہ حالت صحو (ہوشیاری) کہلاتی ہے۔

صحو کو وسعت نظر کا زمانہ، اور علم کے بڑھنے کا زمانہ بھی کہتے ہیں وہ حضرات علم کے نجوم سے، اور توحید کے ماہ کامل سے شب میں ہدایت پاتے ہیں اور دن میں خورشید عرفان سے روشنی لیتے ہیں۔

اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون ۔

مشائخ عارفین فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت اس شخص کے دل کو لیتی ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے جمال معرفت کے لئے پسند فرماتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے کہ اپنا نور جمال اس پر منکشف فرمائے اور کمال جلال کی تقدیس سے اسے نوازے۔ شراب محبت کبھی کوشش و ہمت اور تہذیب نفس کے بعد عطا ہوتی ہے اور ہر ایک کو اس کی استعداد کے لحاظ سے ملتا ہے۔ کسی کو بلا واسطہ مل جاتی ہے۔ اس شراب کا والی خود رب تعالیٰ ہی ہے اور کسی کو وسیلہ سے عطا ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر سے فرار

ایک بزرگ فرماتے ہیں مجھے رمضان المبارک کا چاند نظر آیا۔ اسی وقت رب تعالیٰ نے اس رمضان کی لیلۃ القدر کے بارے میں مجھے مطلع فرمایا کہ فلاں شب ہے وہ رات جب آئی تو اس سے میں اس طرح بھاگتا تھا جیسے قرض دار قرض لینے والے سے منہ چھپاتا ہے۔ اس شب کے انوار میری آنکھوں میں چمک رہے تھے اور میں کہہ رہا تھا:

وعزتك یارب وجلالك ما احتاج معك الى لیلہ القدر تیری عزت و جلال کی قسم اے رب تیرے ہوتے ہوئے مجھے شب قدر کی کوئی ضرورت نہیں۔

اٹھائیسویں شب کی خفگی

ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک سال رمضان کی ۲۶ ویں شب میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ تیاری کر رہے ہیں، جس طرح شادی کے گھر والے ایک روز قبل سے تیاری کرتے ہیں۔ جب ستائیسویں رات آئی (اور وہ شب جمعہ تھی) تو میں نے فرشتوں کو آسمان سے اترتے دیکھا ان کے ہاتھوں میں نور کے طبق تھے اور جب اٹھائیسویں رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ ناراض جیسی تھی، اور کہتی تھی کہ میں نے مانا کہ شب قدر کا ایک حق تھا جسے لوگوں نے ادا کیا تو کیا میرا کوئی حق نہیں تھا جس کا خیال کیا جاتا؟

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شب کا غصہ شاید لوگوں پر اس وجہ سے تھا کہ لوگوں نے شب بیداری نہیں کی حالانکہ وہ شب قدر کی ہمسایہ شب تھی اور ہمسایہ کا بھی کچھ تو حق ہوتا ہے۔

اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ہم نے شب قدر میں ہر شے حتیٰ کہ شجر و حجر کو سجدہ ریز دیکھا اور تمام عالم کون عرش تا فرش انور سے لبریز ہے امام یافعی فرماتے ہیں مجھ سے کسی درویش نے کہا

میں نے شب قدر میں دیکھا کہ نور کے حرف سے لکھا ہوا ہے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنامن لدنك رحمة انك انت الوهاب"

امام فرماتے ہیں اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ اس شب یہ دعا پڑھی جائے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیروں سے کسی کو بے خوف نہیں رہنا چاہیے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

علمائے حق میں سے ایک صاحب نے امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ میں نے حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو جنگل میں دلق پوش دیکھا ان کے ہاتھ میں عصا اور صرف ایک لوٹا تھا اس سے قبل میں نے انہیں بغداد میں دیکھا تھا' ان کی مجلس درس میں سو شریف زادے حاضر ہوتے تھے۔

(بعض لوگوں نے بیان کیا کہ آپ تین سو آدمیوں کو درس دیتے تھے اور آپ کے حلقہ درس میں بڑے بڑے افاضل علماء اور امیروں کے لڑکے حاضری دیتے تھے) میں نے امام کو اس حال میں دیکھا تو پوچھا اے امام! کیا علم کی تدریس اس سے بہتر نہیں تھی؟

میری بات سن کر انہوں نے مجھے ترچھی نظر سے گھور کر دیکھا اور فرمایا:

"جب ارادت کے فلک پر سعادت کا ماہتاب ضوفگن ہوا اور خورشید اصول وقواعد مغرب وسال میں ڈوب گیا تو

تركت هوليلى و سعدى بمعزل وعدت الى محبوب اوّل منزل

میں نے لیلیٰ اور سعدی کی محبت چھوڑ دی اور منزل اوّل کے محبوب کی جانب رجوع کیا۔

وزادت بى الا شواق مهلا فهذه منازل من تهوى رويدك فانزل

اور شوق نے پکارا ٹھہر جا یہ محبوب کی منزلیں ہیں' تیز گامی سے باز آ جا اور سواری سے نیچے اتر۔

امام یافعی فرماتے ہیں "اس کا مقصود یہ ہے کہ لسان شوق نے مجھ سے کہا کہ تو منزل محبوب پر پہنچ گیا اور سیر کی تکلیف و مشقت ترک کر دے میں نے امام غزالی کے کچھ مناقب کتاب الارشاد میں بیان کئے ہیں۔ ان کے حق میں اکابر اولیاء نے عظیم مقامات ولایت کی شہادت دی ہے اور ان کے لئے درجہ صدیقیت' اور شرافتوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے بدبخت حاسدین سے تعرض کرنا فضول ہے۔ کیونکہ وہ محروم دشمن ہیں اور ان کی خوبیوں کے معاملہ میں اندھے اور بے توفیق ہیں۔ عنقریب جب پردہ آنکھوں سے ہٹے گا تو خود دیکھ لیں گے اور واضح ہو جائے گا"۔

سیدرون فیما بعد یا ام حامد   لمن شرف العلیا و فخر المحامد

عنقریب اے ام حامد! وہ لوگ جان لیں گے کہ کس کے لئے شرف عالی اور حمد کا فخر ہے۔

اذا حجتہ الاسلام بان مقامہ   لکل الوری مابین خل و حاسد

جس وقت حجتہ الاسلام کا مقام معلوم ہوگا' ساری خلقت' دوست اور دشمن کو۔

بیوم بہ عال مقام محمد   علیہ صلوٰۃ اللّٰہ زین مشاھد

جس روز کہ ان کے سبب محمد کا مقام بلند ہوگا ان پر خدا کی رحمت ہو وہ مقامات کی رونق ہوں گے۔

شفیع الوری مولی البرایا یا مقلما   لہ مشھد یجلو لکل مشاھد

حضور ہی مخلوق کے شفیع' خلق کے آقا اور پیشوا ہیں۔ آپ کو ایسا رتبہ بلند حاصل ہے جو

ہر ناظر پر روشن ہے۔

دیں کی شوکت ہیں حجتہ الاسلام   فضل و رافت ہیں حجتہ الاسلام

اپنی خدمات بے بہا کے طفیل   زندہ دولت ہیں حجتہ الاسلام

ان سے احیاء علوم باطن کا   رب کی نعمت ہیں حجتہ الاسلام

کیمیا کی سطر سطر میں چھپے   یمن و برکت ہیں حجتہ الاسلام

اے خیابان معرفت کی بہار   تجھ پہ ہر روز رحمتیں ہوں ہزار

نورانی نوشتہ

حضرت سیدی احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ آپ کی خدمت میں اگر کوئی تعویذ لکھوانے آتا اور روشنائی نہ ہوتی تو آپ اسے قلم سے کاغذ پر تعویذ لکھ کر عنایت فرما دیتے۔ ایک شخص نے اسی طرح آپ سے تعویذ لکھوایا اور کچھ دیر بعد وہی کاغذ لے کر پھر آیا کہ اس پر تعویذ لکھ دیں آپ نے فرمایا: ''بیٹے! اس پر تو تعویذ لکھا ہوا ہے'' اور اسے بغیر کسی زجر و رنجش کے واپس کیا آپ کے دور گرامی میں آپ کے دو مریدین تھے۔ جنہوں نے باہم اللہ کے لئے محبت کی تھی جو زمانہ دراز تک قائم رہی۔ ایک مرتبہ وہ دونوں حضرات جنگل میں گئے۔ ان میں سے ایک کا نام شیخ معالی بن یوسف اور دوسرے کا نام شیخ عبدالمنعم تھا وہاں بیٹھے دونوں باہم باتیں کرتے رہے۔

شیخ عبدالمنعم: کچھ وہ باتیں بتایئے جو آپ کو شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاصل ہوئیں۔ شیخ معالی: آپ کسی چیز کی خواہش اور تمنا رکھتے ہوں تو بتایئے؟ شیخ عبدالمنعم: میری تو ایک ہی

آرزو ہے کہ میرے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ آسمان سے نازل ہو۔ شیخ معالی: اللہ تعالیٰ کا کرم نہایت وسیع اور اس کا فضل لامتناہی ہے۔

دونوں حضرات باتوں میں مشغول تھے اتنے میں آسمان سے ایک سفید ورق اِن کے سامنے گرا۔ شیخ معالی نے کہا لو پروانہ آ گیا۔ کاغذ اٹھا کر دیکھا تو اس میں کوئی تحریر نظر نہیں آ رہی تھی۔ دونوں حضرات وہ کاغذ لے کر سیدی احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خدمت میں پیش کیا اور خاموش بیٹھ رہے۔ حضرت کاغذ دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑے اور سر سجدے سے اٹھایا تو فرمایا: "الحمد للّٰہ الذی ارانی عتق اصحابی من النار فی الدنیا قبل الاخرۃ" اللہ کا شکر ہے جس نے میرے مریدوں کے لئے دوزخ سے رہائی کا پروانہ دنیا ہی کے اندر، آخرت سے قبل دکھایا۔ عرض کیا گیا: حضور اس رقعہ پر کچھ لکھا تو ہے نہیں اور یہ تو سادہ سفید ہے؟ فرمایا: "میرے فرزند! قدرت کا ہاتھ سیاہی سے نہیں بلکہ نور سے لکھتا اور یہ تحریر نورانی ہے"۔

اس کے بعد آپ نے وہ رقعہ انہیں عنایت کر دیا اور جب شیخ عبدالمنعم کا انتقال ہو گیا تو رقعہ ان کے کفن میں رکھا گیا

عطا کی جاتی ہے جس کو نگاہ نور عرفانی
ہے اس کی عظمتوں کی داستاں لاریب طولانی
خدا کے پیارے بندے نور کی تحریر پڑھتے ہیں
ہے سجدہ ریز ان کے در پہ فغفوری و سلطانی

بہشت کا بیعنامہ

حضرت سید احمد رفاعی قدس اللہ روحہ کے ایک خاص مرید تھے جن کا نام شیخ جمال الدین خطیب تھا مقام اونیہ میں ایک باغ تھا جسے وہ خریدنا چاہتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں درخواست کی کہ باغ کے مالک شیخ اسماعیل بن عبدالمنعم کو بلوا کر بات کریں۔ حضرت نے فرمایا میں خود تمہارے ساتھ ان کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ بیدل اونیہ جا کر اس بارے میں سفارش کی مگر شیخ اسماعیل نے بیچنے سے انکار کر دیا اور کہا جو قیمت میں طلب کروں وہ آپ دینے کو تیار ہوں تو میں باغ انہیں دے دیتا ہوں۔ حضرت شیخ احمد نے فرمایا "تم خود ہی بتاؤ کتنی قیمت لینا چاہتے ہو؟" شیخ اسماعیل: حضور! میں اس باغ کو جنت کے ایک محل کے عوض

بیچوں گا فرمایا: بیٹے! جنت کے محل کو بیچنے والا میں کون ہوں؟ مجھ سے دنیا کی شے مانگو شیخ اسماعیل:
حضور دنیا کی کسی شے پر تو میں سودا نہیں کروں گا۔ لوں گا تو وہی قیمت لوں گا۔
یہ سن کر حضرت شیخ قدس اللہ روحہ نے تھوڑی دیر اپنے سر کو جھکایا۔ اس وقت آپ کا رنگ متغیر ہو کر زرد ہو گیا اس کے بعد سر اٹھایا تو چہرہ مبارک سرخ تھا اور فرمایا۔ ''اے اسماعیل! تم نے جو مانگا اس کے بدلے میں نے باغ خرید لیا۔ اسماعیل: حضور ایک تحریر اپنے خط سے عنایت فرما دیں چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا۔ " بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هذا ما اشترى سماعيل بن عبد المنعم من العبد الفقير الحقير احمد بن ابى الحسن الرفاعى ضامنا له على كرم الله تعالى قصرا فى الجنته تحفه اربعته حدود : الا ول الى جنته عدن الثانى : الى جنته الماوى الثالث الى جنته الخلد الرابع الى جنته الفردوس بحميع حورده وولدانه و فرشه واسرته وانهاره واشجاره عوض بستانه فيالدنيا و الله له شاهد و كفيل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ! یہ دستاویز اس جنتی محل کی ہے جو اسماعیل بن عبد المنعم نے بندہ حقیر فقیر احمد بن ابوالحسن رفاعی سے خریدا ہے اور اس نے اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے ذمہ داری لی ہے جس محل کے حدود اربعہ یہ ہے ہیں ایک طرف جنت عدن تک دوسری حد جنت ماوی تک تیسری جنت خلد تک اور چوتھی حد جنت فردوس تک تمام حور و غلمان کے ساتھ فروش، تخت، نہروں اور درختوں کے ساتھ اس باغ کے بدلہ جو میں نے دنیا میں خریدا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے''۔

یہ کاغذ تہ کر کے آپ نے شیخ اسماعیل کے سپرد کیا وہ دستاویز لے کر اپنے بیٹوں کے پاس گئے جو باغ کے کھیتوں میں آبپاشی کر رہے تھے اور کہا آؤ دیکھو! میں نے باغ کو فروخت کر دیا ہے اور حضرت سید احمد کو دے دیا ہے انہوں نے کہا'' آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس کی تو ہمیں ضرورت خود ہے''۔ انہوں نے اپنے بیٹوں سے ساری بات بتائی اور حضرت کا نوشتہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ لڑکوں نے کہا ہم لوگوں کو بھی جب تک اس میں شامل نہ کیا جائے ہم رضا مند نہیں ہوں گے۔ شیخ اسماعیل نے کہا اتر تو آؤ اس طرح ان کے فرزند بھی رضا مند ہو گئے۔

کچھ زمانہ بعد شیخ اسماعیل کا انتقال ہوا اور حسب وصیت وہ حضرت شیخ قدس اللہ روحہ کی مبارک تحریر ان کے کفن میں رکھی گئی۔ دوسری صبح لوگوں نے دیکھا کہ شیخ اسماعیل کی قبر پر ایک تحریر نمایاں

ں ہے اور وہ یہ تھی۔ ''قد وجدنا ما وعدنا حقا اللہ کا وعدہ ہم نے سچا پایا''۔ فقیر بدرعرض کرتا ہے۔

کیسی عظیم شان ہے کیسا ہے مرتبہ — جس پر نظر کرم کی اٹھی وہ غنی ہوا
اللہ کا خزانہ ہے اور بانٹتے ہیں یہ — تقسیم خلد کرتا ہے درویش باخدا

اک نگاہِ اہل دل

حضرت شیخ احمد رفاعی قدس اللہ روحہ' ایک شب وضو کرنے کے لئے کھجور کے باغ میں تشریف لے گئے پاس ہی دریا رواں تھا جس میں ایک کشتی کے اندر واسط کے کوتوال دیوان اور ملازمین سوار تھے اور سپاہی چلتے پھرتے کام کرتے لوگوں کو زبردستی پکڑ کر بیگار کرانے کے لئے ایک پوری جماعت کو لئے جا رہے تھے۔ ایک سپاہی نے باغ میں آپ کو دیکھا تو کہا ہمارے ساتھ چلو۔ آپ بھی ان میں شامل ہو گئے۔ حضرت ان لوگوں کے ساتھ بذریعہ گاؤں میں پہنچے۔ وہاں حضرت کو ایک فقیر نے دیکھ لیا وہ چلا کر فریاد کرنے لگا۔ فوراً بہت سے فقراء و درویش جمع ہو گئے اور شور مچانے لگے۔ کشتی کے لوگوں کو اس وقت پتہ چلا کہ آپ حضرت شیخ رفاعی ہیں۔ وہ بہت شرمندہ ہوئے اور گھبرا کر آپ کے پاس آئے اور معافی مانگنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ ''جو ہوا بہتر ہی ہوا۔ تم لوگوں کی ضرورت پوری ہوئی ہمیں ثواب ملا اور ہمارا کچھ نقصان بھی نہیں ہوا۔ میں تو اپنے گھر کے اندر خالی بیٹھا رہتا ہوں۔ مگر تم دوسرے کمزور ضعیف لوگوں کو اور کاروباری لوگوں کو جبراً پکڑ کر لاتے ہو اور ان کے کاموں کا نقصان کراتے ہو اور گناہ مول لیتے ہو۔ اس کے بعد تمہیں اگر کبھی ضرورت ہوا کرے تو مجھے بتا دینا میں جب تک تھک نہیں جاؤں گا تمہارا کام سرانجام دوں گا'' انہوں نے کہا ''ہم اپنے فعل سے توبہ کرتے ہیں۔ آپ ہمیں توبہ کرا دیں اور ہم سے ناراضگی دور کر لیں''۔

آپ نے ان کو توبہ کرائی اور فرمایا ''اللہ تم سے اور ہم سے راضی ہو''۔ پھر ان کے حق میں دعا کی اور واپس کیا' اس کے بعد جس سپاہی نے آپ کو گرفتار کیا تھا' اس نے آ کر معافی مانگی اور کہا آپ کا سب سے بڑا مجرم تو میں ہوں۔ حضرت نے اسے بھی توبہ کرائی' نیکی کا عہد لیا اور فرمایا۔ ''اے اللہ! تو گواہ رہ کہ ہم دنیا و آخرت کے بھائی ہیں اس کے بعد سب واسط چلے گئے اس سپاہی نے شاہی ملازمت ترک کر دی اور حضرت کی خانقاہ میں رہنے لگا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے پرہیزگار بن گیا''۔

شک مکن در عز وشان اولیاء

ایک بزرگ کو شیخ ابوالفضل بن جوہری کے فضل وکمال کی خبر لی۔ وہ اپنے شہر سے جمعہ کے دن مصر میں آئے اور شیخ جوہری کے وعظ میں شریک ہوئے فرماتے ہیں۔ ''شیخ جوہری نہایت خوبصورت بلیغ خوش لباس تھے۔ بڑے ہی قیمتی کپڑے اور عمامہ سے آراستہ تھے ان کی ہمت بلند او ر قبا کشادہ تھی (یا یہ کہا کہ ان پر دنیا کشادہ تھی) میں نے اپنے جی میں کہا' ان کی صالحیت دینداری اور پرہیز گاری کے تو بہت چرچے ہیں اور ان کی صفات حمیدہ' قوت ایمانی اور کمال یقین کی بڑی شہرت ہے مگر ان کے لباس' ہیئت اور زیبائش وآرائش کا یہ حال؟ اسی خیال میں میں مسجد سے شہر مصر کی گلیوں میں نکلا۔ ایک جگہ ایک عورت کو چیخ پکار کرتے سنا۔ انہوں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بڑھیا کے پاس ایک ہی بیٹی ہے جس پر جن کا اثر ہو گیا ہے انہوں نے بڑھیا کو تسلی دی اور کہا کہ میں اس کا علاج کروں گا اور بڑھیا کے ساتھ اس کے عظیم الشان محل نما مکان میں گئے جو اس کی بیٹی کی شادی کے سامان سے بھر اتھا اس کی حسین وجمیل لڑکی دائیں بائیں دیکھتی ان کے پاس آئی انہوں نے اس پر قرآن مجید کی دس آئتیں ساتوں قرائتوں سے پڑھ کر دم کیں''۔ اسی کے ساتھ جن فصیح زبان میں بلند آواز سے بولا۔ ''شیخ ابوبکر! سات قرائتوں سے قرآن مجید پڑھ کر تم ہم پر فخر نہ کرو۔ ہم جنوں کی ستر صفیں ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیر ذات العلم کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ ہم لوگ آج شیخ صالح ابوالفضل جوہری کی اقتداء میں جمعہ ادا کرنے آئے تھے۔ تم نے جنہیں حقیر سمجھا اور جن کے بارے میں بدظنی کا شکار ہوئے۔ اللہ سے توبہ کرو اور اپنی غفلت کا تدارت کر ڈالو۔ ہم لوگ اس راستے سے جا رہے تھے کہ اس لڑکی نے ہم پر نجاست پھینکی تمام ساتھی تو بچ گئے البتہ میرے کپڑے نجس ہو گئے اور میں شیخ جوہری کے پیچھے جمعہ پڑھنے سے محروم ہو گیا اس غصہ میں میں نے یہ کیا جو تم نے دیکھا''۔ میں نے کہا جس شیخ معظم کی اقتداء میں آپ جمعہ پڑھنے آئے تھے ان کے واسطہ سے میں گزارش کرتا ہوں اسے چھوڑ دیں۔ جن نے میری بات مان لی اور لڑکی اچھی ہو گئی اور شرمار ہو کر منہ پر نقاب ڈال لیا۔ میں شیخ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مسکرا کر اہلاً وسہلاً کہا اور فرمایا ''شیخ ابوبکر! جب تک جن نے تمہیں نہیں بتایا تمہیں ہمارے حال کا یقین نہیں ہوا''۔ یہ سن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر ایک زمانہ تک ان کی صحبت میں رہا' وعظ سنتا رہا اور خانقاہ میں قیام کیا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی کہ کرامات اولیاء سے کبھی انکار نہیں کروں گا۔

شیخ احمد بن جعد یمنی کا واقعہ بھی اسی قسم کا ہے آپ اپنے ابتدائی دور میں حضرت شیخ ہتار یمنی کی ملاقات کو گئے انہوں دیکھا کہ وہ عمدہ لباس میں ملبوس ہیں تو ان سے بدظن ہو گئے اور پیچھے ہٹ کر جانا چاہا۔ حضرت شیخ نے انہیں پکار ''اے لڑکے! ادھ آ'' یہ لباس میں نے اس وقت پہنا ہے جب ایسی بہت سی جلدیں راہ مولیٰ میں پرانی کر چکا ہوں۔ یہ سن کر شیخ احمد کا شبہ زائل ہوا اور قریب پہنچ کر حضرت کو سلام کیا اور دعا کی درخواست کی۔

خدا کے لئے ریاضت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے رفقاء نے ان کی کثرت ریاضت دیکھ کر کہا کہ! اگر آپ اس میں کچھ تخفیف فرما دیں، پھر بھی ان شاء اللہ اپنی مراد کو پہنچیں گے فرمایا۔ ''میں پوری کوشش کیوں نہ کروں؟ جبکہ میں نے سنا ہے کہ جب اہل جنت اپنی منزل میں ہوں گے اس وقت ان پر ایک بڑا نور ظاہر ہوگا، جس سے آٹھوں جنتیں روشن و منور ہو جائیں گی۔ اہل جنت سمجھیں گے کہ یہ نور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور سجدہ میں گر پڑیں گے اس وقت ایک منادی کی آواز آئے گی۔ سر اٹھاؤ یہ نور وہ نہیں جس کا تمہیں گمان ہوا۔ یہ ایک حور کے چہرے کا نور ہے جو اپنے شوہر کے سامنے اس کے مسکرانے پر ظاہر ہوا ہے''۔

تو بھائیو! تمہی بتاؤ جو شخص حسین و جمیل حور کے لئے مجاہدہ کرے اسے تو ملامت نہیں کی جاتی اور جو انسان اللہ کا طالب ہو اس کے مجاہدہ پر ملامت کیوں؟

ماضر من کانت الفردوس منزله　　　ماذا تحمل من بوس و اقتاد

جس کی منزل فردوس ہوا سے کوئی ضرر نہیں کہ اس نے کس قدر سختی و تنگی جھیلی۔

تراه یمشی نحیلان خائفا وجلا　　　الی المساجد یسعی بین اطهار

تو اسے دیکھے نحیف و نزار خوفزدہ گھبرایا ہوا، مسجدوں کی طرف بوسیدہ چادروں میں دوڑتا ہوا۔

یا نفس مالك من صبر علی النار　　　قد حان ان تقبلی من بعد ادبار

اے نفس تجھے آگ پر تو صبر نہیں، اب وقت آ گیا ہے کہ روگردانی کے بعد تو متوجہ ہو۔

حور سے منگنی کے عوض

حضرت سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال بے سروسامانی کی حالت

میں محض خدا کے بھروسے پر حج و زیارت کا ارادہ کیا۔ راستے میں میں نے ایک خوش شکل عراقی نوجوان کو بھی دیکھا اور وہ بھی اسی مقصد سے سفر کر رہا تھا۔ جب قافلہ حجاج چلتا تو وہ عراقی نوجوان قرآن مجید کی تلاوت کرتا اور لوگ منزل پر ٹھہرتے تو وہ نماز پڑھتا۔ اس کے علاوہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو تہجد ادا کرتا اسی معمول پر مکہ مکرمہ تک گیا وہاں پہنچ کر وہ مجھ سے جدا ہونے لگا تو میں نے اس سے پوچھا۔ ''اے فرزند! تجھے کس شے نے اتنی سخت عبادت و ریاضت پر امادہ کیا؟ اس نے جواب دیا۔ اے ابوسلیمان! مجھے ملامت نہ کرو' میں نے خواب میں جنت کا ایک محل دیکھا' وہ ایک چاندی کی اور ایک سونے کی اینٹ سے بنایا گیا ہے اس میں اسی طرح کے بالا خانے ہیں اور ان بالا خانوں کے درمیان ایک ایک ایسی حور دیکھی کہ کسی دیکھنے والے نے ایسے حسن و جمال والی نہیں دیکھی ہو گی۔ وہ اپنی زلفیں لٹکائے ہوئے تھیں ان حوروں میں سے ایک مجھے دیکھ کر مسکرائی تو اس کے دانتوں کی چمک سے پوری جنت جگمگا اٹھی اور اس نے کہا۔ ''اے نوجوان! اللہ کی راہ میں کوشش اور مجاہدہ و ریاضت کرتا کہ میں تیری اور تو میرا ہو جائے''۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا اے ابوسلیمان! یہ ہے میرا قصہ پھر مجھے تو کوشش کرنی ہی چاہئے کیونکہ جو کوشش کرتا ہے وہی پاتا ہے یہ جو کچھ ریاضتیں آپ نے دیکھیں یہ تو ایک حور کی منگنی کے لئے تھیں۔

حضرت شیخ دارانی نے اس نوجوان سے دعا کے لئے فرمایا اس نے دعا کی اور دوستی کا عہد کر کے چلا گیا حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ ''میں نے اپنے نفس پر سختی کی' اور کہا اٹھ اور یہ اشارہ سن جو ایک خوشخبری ہے ایک عورت کی طلب کیلئے جب اس قدر محنت و مشقت اور ریاضت ہے تو جسے اس حور کا رب اور پروردگار مطلوب ہو اسے کتنی ریاضت اور مجاہدہ شاقہ کرنا چاہئے''۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یہ خواب جو صلحاء دیکھتے ہیں یہ اسرار ہیں' جنہیں رب تعالیٰ ان کے آئینہ قلب پر بشکل خواب ظاہر فرماتا ہے۔ یہ اجزائے نبوت کا ایک جز ہے۔ اس سے انہیں بشارت دی جاتی ہے اور ان کی تکریم ہوتی ہے تاکہ وہ مجاہدہ وغیرہ میں مزید کوشش کریں اور صالحیت میں ترقی کریں۔ وہ ہماری طرح نہیں ہیں کہ نصیحت کی جاتی ہے اور نصیحت پذیر نہیں ہوتے۔ اس کتاب کو سنانے کے دور میں ایک عجیب نصیحت حسن اتفاق سے ظاہر ہوئی۔ وہ یہ کہ ایک شخص کے نفس نے کہا کاش کوئی ایسا آدمی ہوتا جو ایک کنیز زفاف کے لئے مجھے بیچتا اور اس کی قیمت حج کے زمانہ میں لیتا تو میں اسے بیچ کر قیمت چکا دیتا۔ وہ یہ آرزو کر ہی رہا تھا کہ ایک درویش رونما ہوئے (اس کی یہ

خواہش صرف اس کے خیال میں تھی اس نے کسی پر ظاہر نہیں کی تھی) درویش نے اس شخص سے کہا۔" میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ ایک قصبہ میں ہیں' اور اس کے اوپر نور چھایا ہوا ہے اور آپ کے پاس ایک کنیز ہے اور قصبہ کے باہر سات نہایت حسین وجمیل حوریں آپ کے اشتیاق میں تھیں۔ ان میں سے ایک آپ کی جانب اشارہ کر کے کہتی ہے۔" یہ صاحب بھی عجیب ہیں' میں ان پر عاشق ہوں اور یہ ایک کنیز پر فریفتہ ہیں"۔

خدمت شاہی کے لائق

سیدہ شعوانہ کو ربّ تعالیٰ نے ایک فرزند عطا کیا انہوں نے اس کی اچھی طرح تربیت کی جب وہ ہوشیار اور جوان ہوا تو اس نے ایک روز کہا۔ امی جان! میں آپ سے خدا کے لئے عرض گزار ہوں کہ مجھے اللہ کی راہ میں ہبہ کر دیں اور چھوڑ دیں۔ ماں نے پوچھا:" اے فرزند! طریقہ یہ ہے کہ ملوک ورؤساء ایسا ہدیہ دیتے ہیں جو ادب شناس اور صاحب تقویٰ ہو اور تو سیدھا سادا ہے تجھے معلوم نہیں کہ تجھ سے کیا مطلوب ہے اور ابھی اس کا وقت بھی نہیں آیا۔ صاحبزادے اپنی والدہ کا جواب سن کر خاموش رہ گئے اور کچھ نہیں کہا۔ ایک روز کی بات ہے لکڑیاں لانے جنگل میں گئے اور ان کے ہمراہ لکڑیاں لاد کر لانے کے لئے ایک جانور بھی تھا۔ جنگلی پہاڑ پر سے اترتے اور لکڑیاں اٹھاتے جمع کرتے ہوئے گٹھر تیار کر لیا۔ اب جانور کو ڈھونڈا تو دیکھا سامنے شیر کھڑا ہے اور اس نے ان کے جانور کو پھاڑ کھایا ہے۔ آپ نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور کہا:" اے خدا کے کتے: مالک بے نیاز کی قسم میں تیری ہی پشت پر لکڑیاں لاد کر لے جاؤں گا۔ کیونکہ تو نے میرے جانور پر زیادتی کی ہے یہ کہہ کر شیر پر لکڑی لادی اور کھینچتے ہوئے لے گئے۔ دروازہ پر دستک دی ماں نے پوچھا کون؟ جواب دیا آپ کا فرزند' ماں نے دروازہ کھول کر شیر کی پشت پر لکڑی لدی ہوئی دیکھی تو کہا' بیٹے! یہ کیا؟ انہوں نے سارا ماجرا سنایا: اب وہ سمجھ گئیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس کی مدد فرمائی ہے اور اسے اپنے لئے پسند کر لیا ہے پھر فرمایا:

" اے بیٹے! تو باشاہوں کی خدمت گزاری کے لائق ہو چکا ہے' جا میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہبہ کیا تو اس کے پاس میری امانت ہے' ان کے لئے دعا فرمائی اور چند اشعار پڑھے:

جعل الرضا لسباقه میدانا فجری و اطلق من یدید عنانا

اس نے اپنی دوڑ کے لئے میدان رضا کو چنا' پس وہ ہاتھوں سے باگ چھوڑ کر چلا۔

فتقدم السباق فی غسق الدجی   یطوی القفار ویطلب الاوطانا

اندھیری شب میں وہ جنگل طے کرکے شہر محبوب کو ڈھونڈتا ہے۔

ھجر الخلائق والعلائق فی رضا   محبوبہ و تجنب الاخوانا

سارے علاقے اور سارے وطن اس نے رضاء محبوب کے لئے چھوڑ دیئے اور بھائیوں سے اجتناب کرنے لگا۔

شرب الظما حتی تعطش قلبہ   فغدا وراح من الظما ریاذا

تشنگی کی شراب پی یہاں تک کہ قلب پیاسا ہوگیا۔ اب صبح وشام تشنگی ہی سے اسودہ ہو کر پھرتا ہے۔ (رضی اللہ عنہم)

چار قسم کے پینے والے

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مکہ مکرمہ کے ارادے سے میں جنگل میں چل رہا تھا شدت کی پیاس لگی۔ قبیلہ بنی مخزوم میں پہنچا۔ میں نے وہاں ایک خوبصورت لڑکی دیکھی وہ گنگنا کر (عشقیہ) اشعار پڑھ رہی تھی۔ مجھے تعجب ہوا حالانکہ وہ بالکل کم عمر تھی۔ میں نے کہا اے لڑکی! تجھے حیا نہیں؟ اس نے کہا'' ذوالنون! خاموش رہو! میں نے رات میں خوشی خوشی محبت کی مے پی ہے اور صبح صبح اس مالک ومولیٰ کی محبت میں مخمور بیدار ہوئی ہوں''۔ حضرت ذوالنون: میں تجھے نہایت ذی فہم دیکھ رہا ہوں۔ مجھے کچھ نصیحت کر لڑکی: اے ذوالنون! سکوت اختیار کر اور دنیا سے تھوڑی روزی پر قانع رہ تو تو بہشت میں بھی نہ فنا ہونے والے حی وقیوم کی زیارت سے مشرف ہوگا حضرت ذوالنون: تیرے پاس پینے کے لئے کچھ پانی ہے؟ لڑکی: میں تجھے پانی بتاتی ہوں۔ حضرت ذوالنون: میں نے خیال کیا کہ لڑکی اب مجھے شاید کسی کنویں یا چشمہ کے بارے میں بتائے گی مگر...... لڑکی: قیامت کے دن لوگ چار گروہ ہو کر پئیں گے۔ ۱۔ کو ملائکہ پلائیں گے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۲۔ کو رضوان جنت پلائیں گے ارشاد ربی ہے: وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۳۔ کو اللہ تعالیٰ خود پلائے گا وہ بندگان خاص ہوں گے۔ رب کائنات فرماتا ہے: وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا پس تم دنیا میں اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرو تاکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پلائے۔

امام یافعی فرماتے ہیں کہ چار فرقوں کی نشاندہی کی مگر تین ہی کا ذکر فرمایا (واللہ اعلم) ممکن ہے چوتھا فرقہ جو اس ترتیب بالا کے لحاظ سے کم درجہ ہے جسے بچے پلائیں گے جیسا کہ ارشاد ربی ہے:

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ اورسب سے برتر فرقہ آخری فرقہ ہے۔

اللہ کی پیاری

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں طواف میں تھا نا گہاں اس وقت ایک ایسا نور چمکا جو آسمان تک جا پہنچا میں تعجب میں خانہ کعبہ سے لگ کر بیٹھ گیا اور اس نور کے بارے میں غور کرنے لگا۔ اسی دوران میں نے ایک غمناک آواز سنی۔ میں نے جا کر دیکھا تو ایک لڑکی غلاف کعبہ سے لپٹی ہوئی تھی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

انت تدری یا حبیبی ۔۔۔ من حبیبی؟ انت تدری

تو خوب جانتا ہے اے میرے دوست، میرا دوست کون ہے؟ تو جانتا ہے۔

ونحول الجسم والدمع ۔۔۔ یبوحان بسری

جسم کی لاغری اور آنسو دونوں میرے راز کو ظاہر کرتے ہیں۔

قد کتمت الحب حتی ۔۔۔ ضاق بالکتمان صدری

میں نے محبت کو چھپایا یہاں تک کہ چھپانے سے میرا سینہ تنگ ہو گیا۔

اس کی یہ باتیں سن کر میں بھی رو پڑا۔ اس کے بعد اس نے کہا اے میرے مالک و مولیٰ! تیری اس محبت کے طفیل جو تجھے میرے ساتھ ہے۔ میری مغفرت فرما۔ میں نے کہا۔ اے لڑکی کیا یہ کہنا کافی نہیں تھا کہ ''اس محبت کے طفیل جو مجھے تجھ سے ہے''۔ لڑکی نے کہا ''اے ذوالنون! میرے پاس سے چلے جاؤ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت فرماتا ہے، اور ان کے ساتھ اللہ کی محبت، ان کی محبت سے قبل ہوتی ہے کیا تم کو رب سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد معلوم نہیں''۔

فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اور عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا جن سے اللہ محبت فرمائے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔ دیکھو یہاں اللہ کی محبت مقدم ہے، اس محبت سے جو انہوں نے اللہ سے کی۔

حضرت ذوالنون: تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ میں ذوالنون ہوں لڑکی: اے غلط اندیش! جب دل نے میدان اسرار میں جست لگائی تو میں نے تمہیں اللہ کی معرفت سے پہچان لیا۔ حضرت

ذوالنون: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بہت نحیف اور لاغر و کمزور ہے، تمہیں کوئی بیماری تو نہیں؟ لڑکی

محب اللہ فی الدنیا علیل　　　　تطاول سقمہ فدواہ داہ

اللہ کا دوست دنیا میں بیمار ہی رہتا ہے اس کا مرض بڑھتا جاتا ہے تو اس کی دوا اس کا مرض ہی ہے۔

کذامن کان للباری محبا　　　　یھیم بذکرہ حتی یداہ

یونہی جو اللہ کا محب ہوتا ہے اس کے ذکر سے سرگراں رہتا ہے تا آنکہ اس کا دیدار کرلے۔

اے ذوالنون! اپنے پیچھے دیکھو حضرت ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں نے پیچھے نظر اٹھائی وہاں تو کوئی تھا نہیں اور پھر اس کی جانب دیکھا تو وہ بھی نظر نہیں آئی، معلوم نہیں کہاں چلی گئی؟ وانا فی کل وقت اتوسل الی اللہ عزوجل بھا فاری ببرکتھا القبول والا جابۃ اور میں ہر وقت اس کے وسیلہ سے بارگاہ حق میں دعا کرتا ہوں تو اس (صالحہ) کی برکت سے قبولیت واجابت نظر آتی ہے (رضی اللہ عنہما بھا آمین)۔

کمسن ناصحہ

ایک صالح بیان کرتے ہیں کہ میں منیٰ سے عرفات جا رہا تھا۔ ایک لڑکی بالوں کا معمولی کپڑا پہنے اور ویسی ہی چادر اوڑھے ہوئے مجھے ملی، اس کے ہاتھ میں ایک مصلیٰ اور عصا تھا اور چہرے پر عبادت واطاعت کی روشنی تھی وہ بہت جلدی جلدی چل رہی تھی اور زبان سے اللہ اللہ کہتی جا رہی تھی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا یہ لڑکی خود کو اللہ والی ظاہر کر رہی ہے (میرے دل میں یہ بات آئی ہی تھی کہ جواباً اس نے کہا)۔

لڑکی: وَيَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ صالح: (اس کا یہ جواب سن کر میں چونکا کہ یہ تو واقعی اللہ کی ولیہ ہے) اور کہا، اے لڑکی میں بالکل تجھ سے مشغول ہوں لڑکی: اور میں بھی تیرے لئے حاضر ہوں لیکن جو میرے پیچھے ہے مجھ سے بھی بہتر ہے۔

صالح کہتے ہیں اس کی بات سن کر میں نے مڑ کر دیکھا مگر وہاں تو کوئی نہیں تھا میری اس حرکت پر وہ چلائی۔ لڑکی: اے مدعی اے جھوٹے! دوستوں کا دوستوں کے ساتھ ایسا سلوک تو نہیں ہوتا پہلے تو نے رب الارباب کی خادمہ سے بدظنی کی۔ اگر تو اس کے حضور واقعی آتا اور اسے اچھی طرح پہچان

لیتا تو وہ تجھے اپنے در پر کھڑا کرتا۔ میں دور سے دیکھ کر سمجھی کہ تم عابد ہو۔ قریب آئے تو سمجھی کہ عارف ہو۔ تم نے بات کی تو خیال ہوا کہ عاشق ہو۔ لیکن اگر تم اس کی عبادت کرنے والے ہوتے تو اسے چھوڑ کر غیر سے مشغول نہ ہوتے۔ عارف ہوتے تو اسے چھوڑ کر ہماری طرف نہ لوٹتے۔ اور اگر ہم پر عاشق ہوتے تو ہمیں چھوڑ کر غیر کی طرف رخ نہ کرتے۔

صالح فرماتے ہیں یہ کہتے ہوئے تیزی سے میرے پاس سے بھاگ کھڑی ہوئی اور میری نگاہ سے یہ کہتے ہوئے اوجھل ہوگئی۔ مامع اللہ سوا اللہ "اللہ کے ساتھ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مارستان میں ایک جماعت آئی اور ان لوگوں نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کے دوست ہیں آپ نے ان پر پتھر پھینکے تو وہ سب بھاگنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ "اے جھوٹے لوگو! وہ دوستی کہاں رخصت ہوگئی؟ اگر تم لوگ محبت میں سچے ہوتے تو نہ بھاگتے"۔

شہزادی کا فقر

بنی اسرئیل میں ایک بادشاہ کی بیٹی بہت عبادت گزار اور صالحہ تھی۔ ایک شہزادے نے اس کا رشتہ مانگا اس نے انکار کر دیا اور اپنی ہمراز کنیز سے کہا کہ میرے لئے ایک فقیر عابد وزاہد نیک آدمی تلاش کرو۔ کنیز ایک فقیر نیک انسان کو ڈھونڈ لائی شہزادی نے اس سے پوچھا اگر تم مجھ سے نکاح کرنا پسند کرو تو قاضی کے پاس چلیں۔ فقیر نے منظور کیا اور نکاح ہو گیا۔ شہزادی نے کہا اب مجھے اپنے گھر لے چلو فقیر نے جواب دیا۔ بخدا اس جسم کے کمبل کے علاوہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے اس کو شب میں اوڑھ لیتا ہوں اور دن میں پہنتا ہوں۔ شہزادی نے کہا کوئی بات نہیں میں تیری اس حالت پر راضی ہوں۔ فقیر اسے اپنے مسکن پر لے گیا اور یہ معمول بنا لیا کہ دن بھر محنت کر کے شام کو افطار کا انتظام کر لیا کرتا۔ شہزادی بھی دن بھر روزہ رکھا کرتی تھی اور جو کچھ فقیر لاتا دونوں افطار کرتے اور شکر رب ادا کرتے شہزادی کہتی "اب میں عبادت کے لئے فارغ ہوئی"۔

ایک روز پورے دن کی تگ ودو کے باوجود فقیر کچھ حاصل نہ کر سکا اور اسی سوچ فکر میں وضو کیا اور نماز پڑھ کر دعا کی "یا رب انك تعلم انی اسئلك لدنیای وانما ذالك لرضا زوجة صالحة اللھم ارزقنی رزقا من لدنك فانك خیر الرازقین" "اے رب تو جانتا ہے کہ میں دنیا کے لئے کچھ نہیں مانگتا۔ صرف اپنی نیک بیوی کی رضا کے لئے طلب کرتا ہوں اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے رزق عطا فرما تو ہی سب سے اچھا رازق ہے۔

اسی وقت آسمان سے ایک موتی آ گرا' فقیر اسے لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا۔ شہزادی نے موتی دیکھا تو گھبرا گئی کہا یہ موتی کہاں سے لائے ہو؟ ایسا موتی تو میں نے اپنے خاندان میں بھی نہیں دیکھا فقیر نے سارا قصہ سنا دیا۔ شہزادی نے کہا اے میرے شوہر! اسی جگہ پھر جاؤ جہاں تم نے یہ دعا کی تھی اور گریہ وزاری سے پھر اس طرح دعا کرو۔'' **اللھم سیدی ومولای ان کان ھذا شئیا رزقنا فی الدنیا فبارك لنا فیه وان کان مما ادخرته لنا فی الا خرة الباقیته فارفعه'** اے اللہ! اے میرے مالک اگر یہ شے تو نے ہمیں دنیاوی روزی بنا کر نازل کی ہے تو ہمیں اس میں برکت دے اور اگر ہمارے ذخیرہ آخرت سے عطا فرمائی ہے تو اسے اٹھا لے۔ فقیر نے جب یہ دعا کی تو موتی اٹھا لیا گیا شہزادی نے کہا شکر ہے اللہ کا جس نے ہمارا ذخیرہ آخرت ہمیں دکھا دیا۔ اب میں اس دنیائے فانی کی کسی شے کی پرواہ نہیں کرتی اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات

احمد بن عبداللہ مقدسی رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا مصاحب تھا۔ میں نے ان سے ملک فانی چھوڑ کر ملک باقی کی جانب رحلت کا سبب پوچھا۔ انہوں نے فرمایا۔'' ایک روز میں اپنے عظیم الشان شاہی محل میں بیٹھا تھا' خواص دست بستہ کھڑے تھے' میں نے کھڑکی سے دیکھا کہ صحن میں ایک فقیر تھا جس کے ہاتھ میں سوکھی روٹی تھی جسے اس نے پانی میں بھگو کر نمک سے کھایا' پانی پیا اور اللہ کا شکر ادا کر کے اسی صحن پر سو گیا۔ رب تعالیٰ نے میرے دل میں اس فقیر کی حالت پر غور کرنے کی بات ڈالی میں نے ایک غلام سے کہا' جب فقیر بیدار ہو تو میرے پاس لانا۔ جاگنے پر غلام نے فقیر سے آنے کو کہا اس نے کہا:'' **بسم اللہ وباللہ و توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**' اور میرے پاس آیا میں نے کہا۔'' اے فقیر تو بھوکا تھا روٹی کھانے سے تیرا پیٹ بھر گیا'' اس نے کہا ہاں اور پانی پی کر آسودہ ہو گیا۔ کہا'' ہاں! پھر بے فکر ہو کر سویا اور آرام کیا کہا۔'' ہاں''۔

اس وقت میں اپنے نفس پر متوجہ ہوا اور سختی سے کہا۔'' بھلا یہ دنیا لے کر میں کیا کروں گا؟'' اس فقیر کی طرح نفس تو روٹی پانی پر بھی قناعت کر لیتا ہے۔ اسی وقت میں نے توبہ کا ارادہ کیا جب دن گزار کر رات آئی تو میں نے بال کا موٹا کپڑا اور ٹوپی پہنی اور برہنہ پا اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرتے ہوئے چل پڑا۔ مجھے ایک خوش لباس خوبصورت آدمی ملے۔ ان سے خوشبو کی لپٹ آ رہی تھی۔ میں

نے سلام و مصافحہ کیا انہوں نے جواب دے کر فرمایا۔ ''اے ابراہیم! کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا ''اس سے بھاگ کر اسی کی طرف جا رہا ہوں'' فرمایا کیا تم بھوکے ہو؟ میں نے عرض کیا 'جی ہاں'۔'' انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا تم بھی میری طرح دو رکعت ادا کرو۔ نماز سے سلام پھیر کر میں نے دیکھا تو ان کے پاس کھانا اور ٹھنڈا پانی موجود تھا'' فرمایا۔ ''اے ابراہیم! اللہ کے فضل میں سے تناول کرو اور اس کا شکر ادا کرو''۔ میں نے ضرورت بھر کھایا۔ مگر کھانا اور پانی جوں کا توں باقی تھا اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا فرمایا۔ ''اے ابراہیم! عقل و خرد کو کام میں لاؤ اور اپنے کام میں جلد بازی نہ کرو' کیونکہ جلدی شیطان کی طرف سے ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اپنے لئے مقرب بناتا ہے اور اس کے دل میں اپنے قدس کا چراغ جلا دیتا ہے جس کے ذریعہ وہ حق باطل میں فرق کرتا ہے اور اسی سے اپنے نفس کے عیوب دیکھتا ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سکھاؤں۔ تم جب کبھی بھوکے پیاسے رہو تو اس کے وسیلہ سے اللہ سے دعا کرو اللہ تمہیں کھلائے گا اور پلائے گا۔ اے ابراہیم! جب تم اخیار و ابرار کی صحبت میں بیٹھو تو خود کو ان کے لئے زمین بنا دو کہ وہ تمہیں پامال کریں اور ان کے غضب کا باعث نہ بنو کیونکہ ان کی خفگی سے اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور ان کی رضامندی سے راضی ہوتا ہے''۔ اس کے بعد مجھے اسم اعظم سکھایا اور فرمایا ''میں نے تمہیں اللہ حی و قیوم کے حولہ کیا اور غائب ہو گئے'' اس کے بعد میں نے ایک اور خوبصورت جوان کو دیکھا جو عمدہ لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھے میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا۔ ''اے ابن ادہم! تمہاری کیا حاجت ہے؟ اور اس سفر میں تم نے کس سے ملاقات کی؟ میں نے انہوں بتایا کہ میں نے ایسے ایسے صفات کے حامل بزرگ سے ملاقات کی۔ یہ سن کر وہ بہت روئے اور ساتھ ہی ساتھ میں رویا اور میں نے تب عرض کیا۔ آخر وہ کون بزرگ تھے؟ اور آپ کون ہیں؟ فرمایا۔ ''وہ بزرگ میرے بھائی الیاس (علیہ السلام) تھے اور میں ابوالعباس خضر (علیہ السلام) ہوں۔ یہ سن کر میں بہت خوش ہوا اور ان کے سینے سے چمٹ گیا ان کی چشمان مبارک کے درمیان بوسہ دیا اور مصافحہ کر کے دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے ثابت قدمی اور عصمت کی دعا کی۔ پھر میری نظر سے غائب ہو گئے''۔

علامہ یافعی فرماتے ہیں' 'حضرت ابراہیم بن ادہم کی ابتداء سے متعلق ایک روایت اور ہے جو ابتدائے کتاب میں گزر چکی''۔ واللہ اعلم

شیخ خراسانی اور دو راہب

حضرت یعقوب بن محمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' اپنے شہر سے میں سیاحت و توکل کا ارادہ کر کے نکلا بیت المقدس پہنچا۔ تیہہ بنی اسرائیل میں بہت روز تک بے آب و دانہ رہا۔ یہاں تک کہ جاں بلب ہو گیا۔ اسی حلات میں میں ۔نے وہاں گرد و آلود پراگندہ بال دو راہبوں کو دیکھا' وہ بھی سیر کر رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا ہمیں خود معلوم نہیں میں نے پوچھا حضرت یعقوب: معلوم ہے اس وقت تم لوگ کہاں ہو؟ راہب: جی ہاں! ہم اللہ کے ملک میں اس کے روبرو ہیں۔

یہ سن کر میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا اسے ملامت کی اور کہا یہ دونوں کافر ہونے کے باوجود توکل پر قائم ہیں اور تو توکل پر قائم نہیں ہوتا۔ پھر میں نے ان راہبوں سے پوچھا کہ کیا مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دو گے؟ انہوں نے کہا ان شاء اللہ بہتر ہو گا۔ ہم لوگ ساتھ چلے شام ہوئی تو وہ لوگ اپنے معبود کی عبادت کرنے لگے اور میں اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوا نماز مغرب کے بعد میں نے مٹی ۔سے تیمم کیا تو وہ دیکھ کر مسکرائے ۔وہ جب اپنی عبادت کر چکے تو ان میں سے ایک نے مٹی کھودی اس میں سے موتی کی طرح چمکتا ہوا صاف و شفاف پانی نکلا۔ میں دیکھ کر متعجب ہوا اور پھر دیکھا تو اس کے دائیں طرف کھانا بھی رکھا ہوا تھا دیہ دیکھ کر میں سراپا حیرت بن گیا۔

راہبوں نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ حیرت کر رہے ہو۔ آگے بڑھو اور حلال کھانا کھاؤ اور ٹھنڈا پانی پیو اور اللہ کی عبادت کرو میں نے ساتھ مل کر کھایا پیا اور نماز کے لئے وضو کیا اور وہ نماز قضا کی۔ پھر وہ پانی زمین میں غائب ہو گیا۔ پھر وہ اپنی عبادت میں اور میں اپنی نماز میں مشغول ہوا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ سفر کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ رات تک چلتا رہا دوسری شام دوسرے راہب نے عبادت کر کے خاموشی سے دعا کی اور ہاتھ سے زمین کھودی تو پانی کا ویسا ہی چشمہ نکلا اور بغل میں کھانا رکھا تھا اور مجھ سے کھانے کے لئے کہا۔

تیسری رات آئی تو انہوں نے کہا اے محمدی! یہ تیری رات ہے اور آج تیری باری ہے۔ مجھے ان راہبوں کی بات سن کر شرم آئی اور دل کے اندر ایک سخت حالت پیدا ہوئی میں نے ان سے کہا ان شاء اللہ اچھا ہی ہو گا۔ پھر ان سے الگ ہو کر میں ایک جانب گیا' دو رکعت نماز پڑھی اور کہا۔ ''اللھم سیدی و مولای انك تعلم ان ذنوبی کثیرۃ لم تدع لی عندك جاھا ولا وجھا

ولکن اسئلک بالوجیه الکریم ذی لجاہ الجسیم محمد علیه افضل الصلوٰۃ والسلام ان لا تخجلنی بینھما' اے اللہ! میرے مالک! تو جانتا ہے کہ میرے گناہ بہت ہیں جن کی وجہ سے تیرے نزدیک میرا کوئی رتبہ اور جاہ نہیں ہے اور نہ میرا منہ اس قابل ہے' لیکن میں اس وجیہ کریم عظیم مرتبہ والے محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ان دونوں کے سامنے شرمندہ نہ کر۔

جب میں دعا سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک چشمہ جاری ہے اور میرے پاس کھانا رکھا ہوا ہے میں نے ان دونوں سے کہا آگے بڑھو اور اللہ کے فضل سے کھاؤ چنانچہ وہ لوٹ آئے اور ہم نے کھایا پیا اور اللہ کا شکر ادا کیا اسی حالت میں دوبارہ میری باری آئی۔ میں نے پھر پہلے ہی کی طرح دعا کی۔ پانی کا چشمہ اور کھانا آ گیا۔ تیسری باری پر صرف دو آدمیوں کا کھانا اور انہی کے لئے پانی آیا۔ یہ دیکھ کر میں کبیدہ خاطر ہوا' راہبوں نے کہا'' اے محمدی! یہ تمہارے ساتھ کیوں ہوا؟'' میں نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ یہ چیز اللہ ہی کے قبضہ واختیار میں ہے اور ہم اس کے حکم وقدرت کے ماتحت ہیں اور ہمارا دین یہ چاہتا ہے کہ کبھی تکلیف ہو اور کبھی آرام' کبھی سختی ہو اور کبھی نرمی۔ تاکہ صبر کا امتحان بھی ہوتا رہے۔ انہوں نے کہا'' اے محمدی! تم نے سچ کہا وہ بڑا رب ہے اور اسلام اچھا دین ہے اپنا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ ہم کلمہ شہادت پڑھیں دین اسلام حق ہے اور اس کے سوا سب باطل ہیں میں نے ان دونوں نومسلموں سے کہا اے بھائیو! جمعہ مساکین کا حج ہے۔ کیا جمعہ اور جماعت میں شامل ہونے کے لئے کسی شہر میں چلو گے؟ انہوں نے کہا یہ بات اچھی معلوم ہو رہی ہے اور یہ کام بھی اچھا ہے۔ ہم لوگ جب اس ارادے سے چلے تو اندھیری رات میں عمارتوں سے نشانات نظر آئے۔ غور سے دیکھا تو ہم لوگ بیت المقدس میں تھے۔ ہم لوگ اندر گئے اور مدت تک وہاں مقیم رہے اللہ کی عبادت کرتے رہے' اور ہمارا رزق ہمیں ایسی جگہ سے پہنچتا تھا جس کا ہمیں گمان بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ وہ دونوں حضرات وہیں اللہ کی رحمت کو جا پہنچے یعنی وصال پا گئے''۔ رضی اللہ عنہم

نماز کی اہمیت

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ ایک روز نماز پڑھ رہے تھے' گھوڑا سامنے بندھا ہوا تھا' اسی دوران ایک شخص آیا اور گھوڑا کھول کر اس پر سوار ہوا اور چلتا بنا آپ نے دیکھا مگر نماز نہیں توڑی۔ گھوڑے کی قیمت بیس ہزار درہم تھی۔ آپ کے احباب کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا نماز توڑ کر چور کو پکڑنا چاہئے تھا'

وغیرہ وغیرہ آپ نے فرمایا۔ ''میں نہایت اہم کام میں مشغول تھا' اور وہ کام مجھے گھوڑے سے زیادہ عزیز تھا بلکہ اس کام پر لاکھوں گھوڑے نثار ہو سکتے ہیں' اور گھوڑے کی فکر نہ کرو اسے تو میں نے فی سبیل اللہ معاف کر دیا' رضی اللہ عنہ۔

خیر خواہی

ایک چور نے شیخ امام محی الدین نوری رحمۃ اللہ علیہ کا عمامہ اتار لیا اور لے کر بھاگا۔ لوگوں نے دیکھا کہ شیخ بھی چور کے پیچھے پیچھے دوڑے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں ''میں نے تجھے اس کا مالک بنا دیا تو بھی کہہ دے کہ میں نے اسے قبول کیا' مگر چور نے بھاگنے کی دھن میں کچھ نہیں سنا''۔

مقاماتِ علیین

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کسی محب کو اس کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا فرماتے ہیں میں نے پوچھا۔ ''اللہ تعالیٰ کے حضور تجھ پر کیا گزری''؟ جواب دیا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی برکت سے معاف کر دیا' اور آپ کی محبت کے طفیل جنت میں داخل فرما کر اس کے مقامات دکھائے''۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں مگر میرے اس محب کا چہرہ اداس تھا میں نے اس کا سبب دریافت کیا اور کہا تم تو جنت میں داخل ہو چکے ہو اس کی نعمتیں حاصل کر چکے ہو اس کے باوجود غمگین کیوں ہو؟ یہ سن کر اس نے سرد آہ بھری اور کہا ''قیامت تک اسی طرح رہوں گا۔ حضرت ذوالنون آخر کیوں؟ محب مرحوم: میں جب جنت میں گیا تو مجھے مقامات علیین دکھائے گئے' جو میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے' میں بہت خوش ہوا اور ان کے اندر جانے لگا اسی وقت اوپر سے ایک ندا دینے والے نے کہا۔' اس شخص کو واپس لے جاؤ یہ مقام اس کیلئے نہیں ہے یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو سبیل کو اللہ کے راستے ہیں جاری کرتے ہیں (لمن امضی السبیل فی سبیل اللہ تعالٰی) یعنی دنیا میں جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہتے ہیں یہ اللہ کے راستہ میں ہے پھر اس پر کوئی توجہ نہیں دیتے اگر تو بھی ایسی سبیل جاری کرتا تو تجھے بھی اس رتبہ پر پہنچا دیتے''۔

واعظِ مخلص کا اجر

حضرت ابوالحسن دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت منصور بن عمار واعظ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ اللہ

تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا ''میرے ربّ جل جلالہ! وتقدست اسماءہ نے ارشاد فرمایا۔ اے منصور بن عمار! میں نے کہا لبیک اے میرے ربّ! ارشاد فرمایا۔ ''تو ہی ہے جو لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی سکھاتا تھا اور آخرت کی جانب رغبت دلاتا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں! اے میرے ربّ میں یہ کام کرتا تھا مگر میں جب کسی مجلس میں بیٹھا تو تیری حمد اور تیرے نبی کی تعریف کی اس کے بعد لوگوں کو نصیحت شروع کی ارشاد فرمایا ''جس طرح زمین پر میرے بندوں میں میری تمجید بیان کرتا تھا''۔

امام یافعی فرماتے ہیں۔ ''یہ واقعہ اصل کتاب میں اس طرح ہے (جس سے نقل کیا گیا) کہ تم لوگوں کو دنیا سے بچا کر آخرت کی رغبت دلانے تھے اور ایک کتاب میں یوں بھی ہے کہ ''تم لوگوں کو دنیا سے اجتناب سکھاتے تھے اور خود دنیا میں مشغول تھے اس کلام کا سیاق اس کلام کی تائید کرتا ہے کیونکہ اس میں ایک طرح کی ملامت کا پتہ چلتا ہے، جس کا انہوں نے حمد و صلوٰۃ کے ذکر سے تدارک کیا ہے'' (رضی اللہ عنہ)

تین روز کا سجدہ

ایک مرتبہ بغداد میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ مرنے لگے تمام اہل شہر غسل کر کے آبادی سے باہر استسقاء کے لئے نکلے مگر بارش نہیں ہوئی۔ یہ ہارون رشید کے عہد کا واقعہ ہے۔ لوگ روزانہ اسی طرح جا جا کر اللہ سے بارش طلب کرتے۔ ایک روز لوگوں نے دیکھا کہ جنگل سے ایک شخص برآمد ہوئے جن کا جسم گرد آلود، بال بکھرے ہوئے، جسم پر دو چادریں پڑیں ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ ان کی تین کنواری حسین لڑکیاں بھی تھیں۔ سلام و جواب کے بعد انہوں نے پوچھا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ یہاں کیوں اکٹھا ہو۔ لوگوں نے جواب دیا ہم بارش کی دعا کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں لیکن اب تک پانی نہیں برسا۔ شیخ ''اے لوگو! کیا وہ شہر سے غائب ہے کہ تم جنگل میں آئے ہو، کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں ہے، کیا اس نے اپنی کتاب میں نہیں فرمایا ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (اور وہ تمہارے ساتھ ہے، تم جہاں رہو اور جو عمل تم کرتے ہو اسے اللہ دیکھ رہا ہے)۔ لوگوں نے جا کر یہ بات خلیفہ ہارون رشید کو بتائی انہوں نے سن کر کہا: ''یہ کلام ایسے انسان کا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی راز ہے۔ انہیں میرے پاس لاؤ شیخ کو جب ہارون رشید کے پاس لایا گیا تو دونوں نے ایک دوسرے سے سلام و مصافحہ کیا اور خلیفہ نے

انہیں اپنے پاس بٹھایا اور عرض کیا۔ ''حضرت شیخ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر پانی برسائے' شاید آپ کا درجہ اس کی بارگاہ میں ہو' یہ بات سن کر وہ مسکرائے اور کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے لئے اپنے آقا و مولا سے دعا کروں؟ ہارون رشید: جی ہاں' شیخ اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں تو سب لوگوں کو ہمارے ساتھ مل کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہئے۔ لوگوں میں توبہ کی منادی کی گئی۔ سب لوگوں نے توبہ کی اور اللہ کی جانب رجوع کیا۔ اس کے بعد شیخ نے دو رکعت ہلکی نماز پڑھی اور سلام پھر کر اپنی لڑکیوں کو دائیں بائیں کھڑا کیا اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور آنکھوں سے آنسو بہا کر دعا کی ابھی ان کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ آسمان پر بادل آیا' اور گرج کر چمک کے ساتھ موسلا دھار بارش ہونے لگی ہاورن رشید اس بات سے بہت خوش ہوئے اور ارکان حکومت مبادکبادی کیلئے حاضر ہوئے۔ خلیفہ نے کہا شیخ بزرگ کو میرے پاس لاؤ لوگوں نے انہیں تلاش کیا تو وہ ابھی نماز کے مقام ہی پر کیچڑ میں سجدہ ریز تھے۔

ان کی صاحبزادیوں نے کہا ان کا یہی طریقہ ہے جب یہ سجدے میں سر رکھتے ہیں تو تین روز تک سجدے سے سر نہیں اٹھاتے ہارون رشید کو جب یہ بات بتائی گئی تو وہ بہت روئے اور دعا کرنے لگے۔ ''اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں' اور تیری بارگاہ میں صلحاء کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں کہ تو ان کے طفیل ہمیں بخش دیا وران کے برکات وحسنات کی بارش ہم پر برسایا۔ ارحم الراحمین'' (رضی اللہ عنہ)۔

فانی دنیا کے نظارے

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز احباب کے ساتھ ایک ویرانے میں کھنڈر سے گزرے' بوسیدہ ویران عمارت کو دیکھا جس کی تاریخ کو زمانے نے اپنے سینے تلے دبا لیا تھا۔ ٹوٹے ہوئے ستون گری پڑی چھتیں سامنے تھیں دروازہ اپنی جگہ پر قائم تھا جس پر تختی لگی ہوئی تھی۔ گرد صاف کی گئی تو اشعار نظر آئے جن کا مفہوم یہ ہے۔ ''یہی راہ ہے' زندگی کا عرصہ ایک دن سے دوسرے دن تک ایسا ہے جس طرح خوابیدہ انسان خواب میں خوشی دیکھتا ہے تم کسی کام میں مشغول رہو مگر موت تمہارے گرد زور و شور سے چکر لگاتی ہے' جلد بازی ہرگز نہ کر اور ٹھہر دنیا کی یہ دولت و ثروت ایک قوم سے دوسری قوم میں منتقل ہوتی رہتی ہے''۔

حضرت شیخ سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے احباب محل کے دوسرے حصہ میں گئے تو انہیں وہاں

زمرد کا ایک قبہ ملا جسے جواہرات اور یاقوت سے مرصع کیا گیا تھا' کہنگی کی وجہ سے اس پر غبار کی تہیں جم گئی تھیں۔ وہ قبہ یاقوت کے چار ستونوں پر قائم تھا وہاں بھی ایک کتبہ تھا جس کر مفہوم یہ ہے۔ ''قبروں پر کھڑے ہو کر ان کے مکینوں کو آواز دو جو صرف بوسیدہ ہڈیاں اور بوسیدہ جسم بن کر رہ گئے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے درمیان تعلقات کی تمام راہیں مرنے کے بعد کاٹ دی گئی ہیں۔ وہ لحد کے نیچے' دبے ہیں بخدا! اگر وہ کسی دن زندہ کئے جائیں اور اٹھائے جائیں تو کہیں گے کہ تقویٰ اچھا توشہ ہے''۔

اس محل کے اندر ہم لوگوں نے بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ دیکھی اس پر بھی اشعار لکھے تھے جن کا مفہوم یہ ہے۔ ''کسی لمحہ اور کسی سانس موت سے بے خوف نہ رہ تو محافظین اور سپاہیوں کے پہرہ میں کیوں نہ رہتا ہو اور اس بات کو جان لے کہ ہر زرہ پہننے والے اور ڈھال والے کے جسم میں بھی موت کے تیر تو گھس کر رہیں گے۔ تو آخر اپنے دین کو میلا کرنے پر کیوں راضی ہے حالانکہ اپنے کپڑے ہمیشہ صاف کرتا رہتا ہے۔ نجات کی امید تو کرتا ہے مگر اس کا کیا طریقہ ہے اس پر عمل نہیں کرتا جان لے کہ خشکی پر ناؤ نہیں چلتی میں نے بھی بہت سمجھا تھا جس طرح تو سمجھا ہے اور تیری طرح میں نے بھی بہت کچھ پڑھا تھا''۔

رہزنوں سے حفاظت

حضرت ابویزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ قریہ کے پرہیزگار لوگوں کے ہمراہ سفر کر رہا تھا ہمارا گزر ایک خندق پر ہوا جہاں بہت سے گھنے درخت اگے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو آثار قدیمہ سے واقفیت تھی اس نے کہا یہ خندق ایک قدیم آبادی ہے۔ ہم لوگ خندق میں اتر کر جلدی سے پار ہونے کے لئے چلنے لگے۔ اسی دوران تین مسلح آدمی ہم پر حملہ کرنے کے لیے نکلے ہم لوگوں نے باہم باتیں کیں کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ ایک بدوی دوست نے کہا اپنا کام اصل کی جانب لوٹاؤ کیا تم لوگ اللہ کی راہ میں نہیں نکلے ہو؟ ہم سب نے کہا بیشک' اس نے کہا' پھر اپنا کام خدا ہی کے حوالے کرو اور میرے پیچھے چلتے آؤ کوئی دائیں بائیں نہ دیکھے۔ وہ بدوی دوست ہمارے آگے آگے اور ہم سب اس کے پیچھے پیچھے چلے۔ ہم لوگ تیزی سے چل کر قریبی راستے سے آگے نکل گئے اور رہزن ہماری برابری میں الگ راستے سے چلنے کے باوجود پیچھے رہ گئے۔ میں پیچھے تھا میں نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ رہزن بس نیزہ پھینکنے کی دوری پر پہنچ چکے ہیں۔ لیکن ہمارا

بدوی رہبر کسی کی طرف نہیں دیکھتا تھا۔ میری آواز سن کر پیچھے دیکھا رہزن نظر آئے تو کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اے اللہ! ان شیطانون کا شر ہم لوگوں سے دور فرما دے۔ میں نے کہا اب کیا کریں؟ چاشت کی نماز کا وقت ہے اور نفل نماز کے لئے جماعت کی بھی اجازت ہے۔ میں نماز پڑھاتا ہوں اتنے میں وہ سب انشاء اللہ آگے نکل جائیں گے۔ بدوی رہنما نے کہا اے ابویزید! اس وقت ہمیں ضرورت ہے کہ ان سے چھپ جائیں میں نے کہا اب تمہی جانو۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ اٹھا کر شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کر کے رہزنوں سے کہا رک جاؤ۔ میں نے دیکھا کہ رہزن اپنی جگہ کھڑے ہو گئے اور ان میں سے کوئی آگے نہیں بڑھا بلکہ جو جہاں تھا وہ وہیں بے حس کھڑا تھا۔ ہم آگے چلے اور بدوی رہبر نے اس کے بعد کچھ نہیں کہا۔ جب ہم دوسرے درہ میں محفوظ جگہ پہنچ گئے تو وہ بدوی رہبر رکا۔ ہم سب رک گئے اور کہا ان شیطانوں کو دیکھو ابھی تک اسی طرح کھڑے ہیں۔ بخدا اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر چلا جاتا۔ مگر اے اللہ! تو ہمیں ان کی توبہ کا سبب بنا دے پھر اس کی طرف اشارہ کیا اور کہا جاؤ۔ میں نے دیکھا کہ وہ سب زمین پر بیٹھ گئے اور باہم گفتگو کرنے لگے۔ پھر جس جگہ آئے تھے وہیں واپس ہو گئے۔ یہ سب ہمارے بدوی رہبر دوست کی برکت سے ہوا۔ (رضی اللہ عنہ)

چوہے کو سزا

شیخ ابوالعباس بن عریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ایک ولی اللہ کو مسجد میں دیکھا۔ انہوں نے چراغ جلایا ایک چوہا آیا اس کی بتی لینے لگا۔ اس وقت بزرگ کو اونگھ آ گئی تھی بیدار ہوئے تو کہنے لگے ''اے فاسق! تو اللہ کی مملکت میں ایسا کام کرتا ہے جس کا سبب میں بنوں''۔ میں دیکھتا رہا اتنے میں چراغ کی بتی لینے کے لئے چوہا پھر آیا انہوں نے اسے ہنکایا مگر وہ نہیں مانا' بزرگ خفا ہوئے اور کہا۔ ''اسی میں گر جا' گر جا'' چنانچہ چوہے نے اپنا منہ چراغ کی بتی پر رکھا اور مر گیا۔ میں نے تعجب کے ساتھ ان سے اس کی وجہ پوچھی؟ فرمایا ''یہ تو اس پر حکم شرعی کی تنفید ہے''۔ امام یافعی فرماتے ہیں'' حکم شرعی کی تنفیذ کا مطلب یہ ہے کہ جن پانچ چیزوں کو حل وحرم میں قتل کرنا جائز قرار دیا گیا ہے ان میں سے ایک چوہا بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فویسقہ رکھا ہے''

شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ اور دنیا

شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''دنیا کی آخری صورت جو میں نے دیکھی وہ ایک جوان اور حسین عورت کی شکل میں میری مسجد کے اندر جھاڑو لئے ہوئے آئی اور مسجد کی صفائی کرنے لگی میں نے اس سے کہا: تو یہاں کیوں آئی ہے؟ بولی: آپ کی خدمت کے لئے میں نے کہا بخدا کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا: میں تو ضرور خدمت کرونگی میں نے اس کو اپنی لاٹھی دکھائی اور مارنا چاہا تو وہ ضعیفہ بن گئی اور جھاڑو لگانے لگی۔ جب میں اس سے بے توجہ ہوا تو پھر وہ پہلی شکل پر لوٹ آئی میں اپنی جگہ سے اٹھا تا کہ اسے مسجد سے نکال کر باہر کردوں تو وہ دوبارہ ضعیفہ بن گئی میں بڑھاپے پر رحم کھا کر پھر بے خیال ہوا تو اس نے سہ بارہ جوان عورت کی شکل اختیار کر لی۔ اس بار میں اس پر بہت ناراض اور پریشان ہوا' اس نے کہا۔ خواہ کتنی بھی زیادتی کریں میں اسی طرح آپ کی خدمت کروں گی اور میں نے اسی طرح آپ کے بھائیوں کی بھی خدمت کی ہے اس روز کے بعد سے مجھے کسی دنیاوی معاملہ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی''۔

آپ نے یہ بھی فرمایا:

''میں منیٰ کے اندر تھا مجھے پیاس لگی پانی میسر نہیں ہوا اور میرے پاس پیسے بھی نہیں تھے کہ پانی خرید سکوں ایک کنویں پر گیا وہاں عجم کے لوگ تھے میں نے ایک شخص سے کہا مجھے اس لوٹے میں تھوڑا سا پانی دیدو اس شخص نے مجھے مارا اور لوٹا لے کر دور پھینک دیا۔ میں شکستہ دل ہو کر اپنا لوٹا اٹھانے گیا میں نے دیکھا کہ میرا لوٹ ایک چشمہ شیریں کے اندر پڑا ہوا ہے میں نے پانی پیا اور ساتھیوں کے لئے بھی پانی بھر لایا اور ان لوگوں کو بتایا تو وہ لوگ بھی چشمہ کی تلاش میں گئے مگر وہاں پہنچے تو کچھ بھی نہیں تھا میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت ہے۔

آپ نے اپنا ایک واقعہ اس طرح ذکر فرمایا:

''میں مقام بدر میں تھا مکہ مکرمہ جا رہا تھا ایک آدمی کھجوریں فروخت کر رہا تھا' اور کہتا تھا قیمت مکہ مکرمہ پہنچ کر دینا مجھ سے بھی اسی شرط پر اس نے بیچنا چاہا۔ میں نے انکار کیا اور اس نے اصرار کیا اور کہا قیمت مکہ مکرمہ میں چل کر دینا اور اگر اس سے قبل تمہارا انتقال ہو گیا تو معاف ہے۔ وہ مجھ سے اس طرح لپٹ گیا کہ مجھے خریدنا ہی پڑا۔ اس کے بعد اتفاقاً اسے ہم سے قبل مکہ مکرمہ جانا ہوا اور اس

نے قیمت کا مطالبہ کیا میں نے اسے بتایا کہ یہاں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور تم نے وہاں جا کر لینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس نے کہا قیمت تو دینی ہی پڑے گی۔ برا بھلا کہنے اور گالیاں بکنے لگا' میں مسجد بدر میں گیا اور اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کر کے دعا کی۔ وہاں سے باہر آیا تو ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی۔ وہ احرام پوش تھے۔ انہوں نے میرے ہاتھ میں کچھ درہم گن کر رکھے میں نے میوے والے کو جا کر دیئے۔ قیمت پا کر وہ پہلے سے زیادہ بد کلامی کرنے لگا اور کہنے لگا۔ رقم چھپا کر رکھتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں' قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے حالانکہ دام خود ان کے پاس موجود ہوتا ہے میں اس کی باتیں سن کر خاموش رہا''

مسلمانوں کی خیر خواہی

حضرت شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس نے شرع ہی میں انتہائی نتیجہ کی خواہش کی وہ راہ سے بھٹک گیا نیز فرمایا'' ادب کو لازم جانو' اور عبادت میں مشغول رہو اور کسی شے سے تعرض نہ کرو اگر اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا برگزیدہ بنانا چاہے گا تو واصل کر دے گا اور فرمایا'' تھوڑا سا عمل اگر نگہداشت کے ساتھ ہو تو کامیاب بنا دے گا''۔

آپ ہی کا ارشاد ہے:

ایک بار مشرکین' اندلس کے ایک شہر پر بغیر جنگ کے قابض ہوئے اور شہر میں داخل ہو کر تمام باشندوں کو قیدی بنا لیا ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ پکڑے گئے اس واقعہ سے اہل اندلس بہت سراسیمہ ہوئے اور یہ خبر ملی کہ مسلمان قیدیوں کو گھوڑوں کے ساتھ رکھ کر گھاس کھلاتے ہیں ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور انہیں مجبوراً منہ سے گھاس کھانی پڑتی ہے۔ انہی دنوں کی بات ہے ایک شب میں شیخ ابو اسحاق بن ظریف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے ان لوگوں کے سامنے کھانا لا کر رکھا اور بسم اللہ کے ساتھ ایک سرد آہ کھینچی اور مجھ سے فرمایا: اے محمد! مسلمانوں کے ساتھ جو حادثہ ہوا' کیا وہ معلوم نہیں؟ میں نے کہا' جی ہاں' آپ واقعہ بیان فرماتے جاتے تھے اور گریہ فرماتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت کی رونے کی آواز بلند ہوگئی اور فرمایا:

واللہ لا اکلت طعاما ولا شربت شرابا حتی یفرج اللہ تعالٰی عن المسلمین

واللہ جب تک مسلمانوں کو نجات نہ مل جائے میں نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔

اور آپ کھانے کے پاس سے اٹھ گئے اس کے بعد الحمد للہ الحمد للہ فرماتے ہوئے کھانے کے

پاس آئے اور مجھ سے فرمایا کھاؤ۔ میں نے کھایا اور انہوں نے بھی تناول فرمایا۔ مجھے تعجب ہوا کہ انہوں نے اس طرح کہہ کر کھانا چھوڑا تھا اور پھر کیسے کھالیا جب کہ قسم بھی کھا چکے تھے؟؟

بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ جس وقت شیخ نے بات فرمائی تھی اسی وقت نصرانیوں نے ایک زوردار دھماکہ سنا جس سے انہوں نے سمجھا کہ مسلمانوں کی فوج آگئی ہے اور وہ سب گھوڑوں پر سوار ہو کر جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے اور مال غنیمت اور قیدی سب کو چھوڑ کر گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رنج وغم سے بغیر کسی حرب و جنگ اور سختی و مشقت کے نجات دے دی۔

سمندر سے میٹھا پانی

شیخ ابو اعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم لوگ جدہ کے سمندر میں محو سفر تھے۔ میرے ایک ساتھی کو سخت پیاس لگی میں نے لوگوں سے کہا کہ میرا عمامہ خرید لو اور اس کے بدلے پانی دے دو کیونکہ اس کے سوا اور کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ مگر کسی نے پانی نہیں بیچا۔ میں نے اپنے ہمراہی سے کہا پانی کا لوٹا لے کر جہاز کے کپتان کے پاس جاؤ۔ کپتان نے غصہ سے ڈانٹا چلایا اور لوٹا لے کر پھینک دیا لوٹا جہاز کے اندر ہی گرا۔ وہ جب میرے پاس لوٹ کر آیا اور میں نے اس کی سخت پریشانی دیکھی تو دل میں سوچا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو بے سہارا نہ چھوڑے گا میں نے لوٹا لے کر سمندر کے پانی سے بھرا اور اسے دیا۔ اس نے خوب آسودہ ہو کر پیا۔ پھر اس سے لے کر میں نے سمندر سے لوٹا بھرا جس سے آٹا گوندھا اور ضرورت پوری کی۔ تمام حاجتیں پوری ہونے کے بعد میں نے پھر سمندر سے بھر کر لوٹا نکالا تو پانی حسب معمول کھارا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ جب اضطرابی حالت ثابت ہو جاتی ہے تو اشیاء کی فطرت (اللہ کے حکم سے) بدل جاتی ہے۔

اسی طرح شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں ہم لوگ درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ سفر کر رہے تھے دوران سفر ہم سمندر کی پایاب جگہ پہنچے تو اتر کر بیچ پانی میں چلے گئے۔ اس وقت میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ سمندر کے پانی سے چلو بھر بھر کر پی رہا ہے۔ میں نے دل میں سوچا کیا یہ پانی شیریں ہوگا؟ اور خود چلو بھر پانی چکھا تو کھارا تھا میں نے اس نوجوان سے کہا۔ بیٹے! مجھے بھی پانی پلاؤ اس نے کہا لیجئے چچا جان! میں نے پینے کے بعد کہا یہاں کا پانی گرم ہے یہ میں نے اس لئے کہا تاکہ لوگوں پر اس کا حال ظاہر نہ ہو پھر میں نے اسے ایک مٹی کا برتن دیا اور کہا اس کے اندر اپنے قریب

کا پانی بھر دو اس نے بیچ سمندر کا پانی بھر دیا۔ جسے میں نے اور سارے ساتھیوں نے پیا نہایت شیریں تھا۔

چشم و نگاہ دل

حضرت ابوالربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے محسوس کیا کہ میرے احوال باطنی میں کچھ کھو گیا ہے۔ میرا قلب اسی میں مشغول رہا' اسی شب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ہدہد میرے سامنے آ کر بیٹھا اور مجھ سے کچھ کہنے لگا۔ مگر میں اس کی کوئی بات نہیں سمجھتا تھا پھر وہ اڑ کر میرے بائیں کندھے پر بیٹھا اور کچھ کہا' میں نے اسے بھی نہیں سمجھا اس کے بعد دائیں کندھے پر بیٹھا اور اپنی چونچ میرے منہ میں رکھ کر کچوکے دینے لگا۔ میں نے اب سانس لی تو مجھے قلب کے اندر کچھ کھنکھناہٹ محسوس ہوئی' میں سمجھ گیا کہ میرے حق میں کچھ ہو رہا ہے۔ اس کے بعد دو شخص ظاہر ہوئے ان میں سے ایک نے میرا سینہ چاک کیا اور میرے دل کو نکال کر ایک طشت میں رکھا اس وقت میں نے ایک کو دوسرے سے بات کرتے سنا۔ ''شجر علم کو باحفاظت رکھو'' پھر اسے دھو کر میرے دائیں طرف رکھا اور چاک سی دیا۔ اس کے بعد سے میرے نفس میں آئی ہوئی کوئی شے کبھی مفقود نہیں ہوئی۔ میں نے اس وقت ایک آواز سنی اے سلیمان کچھ طلب کر! میں نے عرض کیا: میں تیری رضا طلب کرتا ہوں۔

فرمایا: میں راضی ہوا میں راضی ہوا۔ اس روز سے فہم قرآن اور قلب کی رؤیت نصیب ہوئی اور اسی روز سے میں اپنے قلب سے دیکھتا ہوں اور دائیں جانب قرآن پڑھتے ہوئے سنتا ہوں۔

امام یافعی احوال قلبی کے بارے میں ایک اور حکایت بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اسی طرح اولیاء اللہ کو ترقی اور نقصان سے مطلع فرماتا ہے تاکہ نیکی زیادہ کریں اور اس پر اللہ کا شکر کریں اور اسباب نقصان سے بچیں اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کر کے صفات مذمومہ کر مٹا کر اپنے رب کی توفیق اور اس کے فضل سے صفات محمودہ میں اضافہ کریں۔ انہوں نے قلوب کو شفا بخشنے والے' اور دلوں کا زنگ دور کرنے والے پروردگار کا یہ قول سنا ہے: وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۔ یعنی اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو تو تم میں سے کوئی کبھی پاک نہ ہو۔

تعلیم فقر

حضرت شیخ ابوالعباس عریف رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں ایک شخص آیا اور ان سے نام لے کر پوچھا فلاں آپ ہی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں میں ہی ہوں' اس نے کہا: ایک شخص نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ عرش کے گرداگرد بہت سے خیمے نصب ہیں اور ان کے اوپر ایک بڑا خیمہ ہے جو تمام خیموں کی محتوی ہے۔ اس نے پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے؟ تو بتایا گیا کہ اوپر والا عظیم الشان خیمہ فقیہ ابوالعباس کا ہے اور چھوٹے خیمے ان کے مریدوں کے ہیں حضرت شیخ ابولعباس فرماتے ہیں:

میں یہ سن کر اس پر بے حد خفا ہوا' اور اور کہا ایک ایسے انسان کا خواب جو مجھ جیسے گنہ گار کے بارے میں تھا میرے سامنے کیوں لایا؟ اس نے میری خفگی دیکھی تو کہا شیخ محترم! نرمی اختیار کیجئے۔ شاید آپ نے مختصر رزق پر قناعت کیا تو اللہ بھی آپ سے تھوڑے عمل پر راضی ہو گیا (فلعلك قنعت بیسیر الرزق من اللہ تعالٰی فقنع منك بیسیر من العمل) اس کے بعد میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ شخص نہیں تھا میں نے اپنے مریدوں سے کہا یہ شخص تم لوگوں کو تمہارے فقر سے باخبر کرنے آیا تھا۔

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی ست

حضرت شیخ امام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے شہروں کا ذکر کیا گیا' اور ان شہروں میں موجود اولیاء اللہ کا تذکرہ کیا گیا اس وقت آپ نے کسی سمت اشارہ کر کے فرمایا اس طرف کوئی مرد صالح نہیں ہے اسی وقت ان کی خدمت میں ایسی سمت کے دو آدمی مشعل برداروں کی ہیئت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنی خدمت میں قبول کر لیں۔ آپ نے انہیں مشعل برداری کی خدمت سونپی جب آپ سفر سے اپنے وطن لوٹنے لگے راستہ میں ایک جگہ فرمایا ''میں مشعل کی طرف سے فقر کی بو سونگھ رہا ہوں''۔ راستے میں ایک جگہ آپ سے معرفت اور اسرار الٰہی کا ایک پیچیدہ مسئلہ دریافت کیا گیا جس کے جواب کا تعلق علم لدنی سے تھا۔ حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے غور کیا' اور ذہن و فکر کو لگایا مگر تفکر و تدبر کے باوجود متحیر کھڑے رہے' جواب نہیں دیا۔ اسی وقت دونوں مشعل برداروں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت اگر اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم کچھ اس بارے میں کہیں۔ آپ نے اجازت دی۔ انہوں نے واللہ

اعلم سے اپنے جواب کا آغاز کیا اور کہا کہ اس کا جواب یہ یہ ہے۔ ان لوگوں کا جواب اتنا بھرپور اور کافی تھا کہ سائل اور سامعین سب مطمئن ہوئے۔

اس وقت امام شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے باادب ننگے سر ہو کر اس سمت کے اولیاء اللہ کی نسبت اپنے قول سے استغفار کیا اور وہ دونوں حضرات آپ کو سلام کر کے اپنے ملک کو چلے گئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بھم آمین)

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت الشیخ الکبیر ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دوران سفر میں ایک ٹیلہ پر سو رہا تھا' درندے رات بھر میرے اردگرد ٹہلتے رہے میں نے جس قدر انس اس رات پایا کبھی نہیں پایا۔ صبح ہوئی تو میرے دل میں بات آئی کہ مجھے اللہ کے انس کا کچھ مقام حاصل ہو گیا ہے۔ پھر میں ایک وادی کے اندر گیا جہاں سفید پاؤں کے پرندے تھے وہ میری آہٹ پا کر اڑ گئے اس سے میرے دل میں خوف ابھرا اور میں نے ایک آواز سنی۔ ''کل تک تو درندوں سے انس کرتا تھا آج تجھے کیا ہوا کہ پرندوں سے خوفزدہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ کل تو ہماری طرف متوجہ تھا اور آج اپنے نفس کی جانب مائل ہے''۔ نیز آپ نے فرمایا ''ایک بار میں ۸۰ روز بھوکا رہا میرے دل میں آیا کہ مجھے کچھ بزرگی کا حصہ مل گیا ہے اسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غار سے آفتاب کی طرح چمکدار چہرے والی ایک خاتون نکل کر آ رہی ہے اور کہتی ہے۔ ''منحوس ہے منحوس جو اسی روز بھوکا رہ کر اپنے عمل سے اترانے لگا اور میرا یہ حال ہے کہ چھ ماہ گزر گئے ہیں اور میں نے کچھ نہیں چکھا'' (رضی اللہ تعالیٰ عنھما ونفعنا بھما آمین)

آپ نے بیان فرمایا ''میں ایک سفر کے دوران بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا تھا خدایا! میں تیرا شکر گزار بندہ کب بنوں گا؟ ایک کہنے والے کی آواز آئی جب تک تو یہ جانے کہ نعمت صرف تجھ پر ہے۔ میں نے عرض کیا ''الٰہی حالانکہ منعم علیہ انبیاء علماء اور سلاطین بھی ہیں''۔ جواب ملا ''اگر انبیاء علیہم السلام نہ ہوتے تو تجھے امن نہ ملتا میری یہ تمام نعمتیں تجھ پر تو ہیں''۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں ''میں اپنے ایک رفیق کے ساتھ' وصول الی اللہ کے ارادے سے' ایک غار میں جا رہا تھا' ہم دونوں اپنے اپنے دل میں کہتے تھے کہ ہمارا مقصود کل حاصل ہو جائے گا پرسوں حاصل ہو جائے گا۔ وہاں ایک پرجلال آدمی آیا ہم نے پوچھا آپ کون ہیں؟ کہا عبدالملک! ہم نے سمجھا کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ میں نے ان کا حال پوچھا انہوں نے جواب دیا اس کا کیا حال ہو

گا جو یہ کہتا ہے کہ کل مقصود حاصل ہوگا اور پرسوں حاصل ہوگا۔ نہ ولایت ہے اور نہ فلاح ہے۔ اے نفس! اللہ کی عبادت صرف اللہ محض اللہ کے لئے کر یہ سن کر ہم خبردار ہو گئے اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ کس لئے تشریف لائے تھے ہم نے توبہ و استغفار کیا تو ہم پر دروازہ کھل گیا''۔

مشتبہ سے اجتناب

حضرت شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص مشتبہ کھانا لایا تاکہ آپ کی آزمائش کرے آپ نے اسے ہاتھ نہیں لگایا اور اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اگر حضرت حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کی انگلی میں ایک رگ تھی کہ جب آپ کا ہاتھ کسی مشتبہ کھانے کی جانب اٹھتا تو وہ رگ حرکت کرنے لگتی تھی تو میرے ہاتھ میں ایسی ساٹھ رگیں ہیں، جو ایسے موقعہ پر حرکت کرنے لگتی ہیں''

حضرت سے یہ سن کر اس شخص نے فوراً معافی مانگ لی اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک درویش کے سامنے امتحاناً حلال اور مردار دونوں گوشت پیش کیے۔ درویش نے کھانے پر نظر ڈالی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے بقیہ درویش دوستوں سے فرمایا: آج اس کھانے کے سلسلہ میں میں تمہارا خدمت گزار ہوں۔ چنانچہ ذبیحہ کا حلال گوشت اٹھا اٹھا کر درویشوں کو کھانے کیلئے دیا اور مردار گوشت فوجیوں کی طرف بڑھا دیا اور کہا پاک مال پاک لوگوں کے لئے ہے اور ناپاک ناپاکوں کیلئے۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر استغفار کیا اور حضرت شیخ سے اس کی عقیدت بہتر ہوگئی۔

اولیاء اللہ ملت کے نگہبان

ایک کافر بادشاہ مسلمانوں کے علاقوں پر قابض ہوا ان کی خونریزی اور لوٹ مار اور کچھ فقراء و درویشوں کا قتل کرنے کا ارادہ کیا ایک بزرگ اس بادشاہ کے پاس گئے اور اسے منع کیا کہ ایسا نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا: اگر سچے ہو تو اپنی صداقت کا کچھ ثبوت پیش کرو۔ بزرگ نے زمین پر پڑی ہوئی اونٹ کی مینگنی کی طرف اشارہ کیا تو وہ مینگنیاں چمکدار جواہرات میں بدل گئیں اور زمین پر رکھے ہوئے مٹی کے پیالوں کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ ہوا پر اڑ کر پانی سے لبریز اوندھے منہ زمین کی طرف ہو گئے۔ مگر ان میں سے کسی سے بھی پانی کا کوئی قطرہ نہیں ٹپکا۔ بادشاہ یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا۔ اس کے ایک مشیر نے کہا، اسے کوئی اہم شے نہ سمجھئے یہ تو بس جادو ہے۔ بادشاہ نے بزرگ سے کہا کچھ اور کمال دکھاؤ بزرگ نے آگ روشن کرنے کا حکم دیا جب آگ خوب بھڑک اٹھی اس وقت اپنے

درویش ساتھیوں سے کہا مجلس سماع گرم کرو۔ سماع سن کر بزرگ پر وجد طاری ہوا تو بزرگ فقراء کے ساتھ آگ میں داخل ہو گئے۔ اس وقت بادشاہ کے لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر بزرگ نے اسے بھی آگ کے اندر چاروں طرف گشت کرایا اور کچھ دیر اسے لئے ہوئے غائب ہو گئے اور کسی کو خبر نہیں کہ کہاں گئے۔ بادشاہ اپنے بیٹے کے غائب ہونے پر بہت گھبرایا تھوڑی دیر بعد شہزادہ بزرگ کے ساتھ واپس لوٹ کر آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں انار اور دوسرے میں سیب تھا بادشاہ نے اپنے بیٹے سے پوچھا تم کہاں تھے؟

اس نے کہا: ایک باغ کے اندر تھا وہاں سے میں نے یہ دو پھل توڑے ہیں۔ بادشاہ کے مشیروں نے اسے پھر بدظن کیا۔ چنانچہ اس نے زہر قاتل سے لبالب ایک پیالہ بزرگ کے سامنے پیش کیا جس کا ایک قطرہ بھی جان لینے کے لئے کافی تھا اور کہا اگر تم سچے ہو تو اس پیالے کو پی جاؤ۔ بزرگ نے سماع شروع کرنے کو کہا' سماع میں جب انہیں وجد آیا تو انہوں نے پیالہ غٹاغٹ پی لیا۔ بزرگ کے جسم پر جو لباس تھا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دوسرا لباس پہنایا گیا اس کا بھی وہی حال ہوا اسی طرح کئی لباس ان کے جسم پر پہنائے گئے اور سب پارہ پارہ ہو جاتے۔ کئی لباسوں کے بعد آپ کے جسم سے پسینہ خارج ہوا اور لباس سلامت رہ گیا۔ یہ ظاہر و باہر کرامات دیکھ کر کافر بادشاہ قتل و فساد سے باز آیا اور عجب نہیں کہ مسلمان ہو گیا ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ ایسی ہی ایک کرامت حضرت سید احمد بن رفاعی رضی اللہ عنہ سے نسبت رکھنے والے ایک بزرگ کی منقول ہے جو بغداد پر مغلوں کے حملہ کے وقت ظاہر ہوئی تھی۔

سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

حضور الشیخ الامام' استاذ الاکابر' جامع علوم ظاہر و باطن' الحسیب النسیب والشریف النبوی الفاخر ایسد الجلیل عبدالقادر الجیلانی قدس اللہ وجہہ ونور ضریحہ' کا واقعہ ہے کہ آپ نے ایک آدمی سے ایک ایسے شخص کی امانت طلب کی جو اس وقت کہیں دور تھا۔ امانت دار نے دینے سے انکار کیا اور کہا اگر میں اس بارے میں آپ سے فتویٰ طلب کروں تو کیا آپ اس کو جائز قرار دیں گے؟ کسی دوسرے کی امانت اس کی اجازت کے بغیر بھلا میں آپ کو کس طرح دے دوں؟

اس بات کو تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس شخص کے پاس صاحب امانت کا ایک مکتوب پہنچا' جس میں لکھا تھا کہ میری امانت حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دو کہ وہ اب فقیروں کی

ہو چکی ہے۔ اب وہ شخص امانت لے کر آیا تو حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر عتاب کیا اور فرمایا ایسی معمولی شی کے لئے تو نے مجھے تہمت دی۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''یمن کے اکثر مشائخ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں اور بعض حضرت شیخ کبیر ابو مدین قدس سرہ کی طرف' آپ شیخ مغرب ہیں اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ مشرق آپ کے کچھ اشعار یہ ہیں''۔

ما فی الصبابته منهل مستعذب الا ولی فیه الالذ لاطیب

عشق و محبت کا کوئی شیریں چشمہ نہیں ہے مگر اس میں سے میرے حصہ میں وہ آیا جو سب سے زیادہ لذیذ خوشگوار ہے۔

او فی الزمان مکانته مخصوصه الا و منزلتی اعز و اقرب

یا زمانہ میں کوئی ایسا خاص مرتبہ نہیں ہے مگر مرا مرتبہ اس سے اعلیٰ اور اولیٰ ہے۔

وهبت لی الایام رونق صفوها فصفت منا هلها و طاب المشرب

زمانے نے مجھے اپنا عمدہ اور بارونق حصہ ہبہ کر دیا تو اس کے چشمے اور گھاٹ صاف ستھرے ہو گئے

انا من رجال لا یخاف جلیسهم ریب الزمان ولا یری مایرهب

میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کے ہمنشیں کو گردش دوراں کا خوف و اندیشہ نہیں ہے اور نہ کوئی خوفناک چیز اس کی نظر کے سامنے آتی ہے۔

قوم لهمفی کل مجد رتبه علویته و بکل جیش موکب

وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہر بزرگی میں حصہ ہے' بلندی ہے اور ہر فوج میں ان کا عظیم جلوہ ہے۔

انا بلبل الافراح املاء دوحها طربا و فی العلیاء بازشهب

میں وہ خوش الحان بلبل ہوں جس نے دنیا کی شاخوں کو اپنے نغمہ سے پُر کر دیا اور میں بلند پروازی میں باز اشہب ہوں۔

خدا والے نوازش کرتے ہیں احساس نہیں لیتے

مشائخ کبار میں سے ایک بزرگ سرحد اسکندریہ کے رہنے والے تاجر کے گھر تشریف لے گئے تاجر نے ان کا بڑی خندہ پیشانی اور خوش دلی سے استقبال کیا۔ تاجر کے دیوان خانے کے

اندر، بزرگ نے رومی طرز کے دو بڑے قالین پورے فرش پر بچھے دیکھے۔ بزرگ نے تاجر سے کہا یہ دونوں قالین مجھے دے دو تاجر کو یہ بات بڑی گراں گزری اس نے کہا میں حضرت کی خدمت میں قالینوں کی قیمت حاضر کئے دیتا ہوں قبول فرمالیں۔ بزرگ نے کہا قیمت نہیں دونوں قالین چاہئے۔ تاجر نے کہا اگر ضروری ہے تو ایک لے لیجئے۔ حضرت ایک لے کر باہر نکل آئے اس تاجر کے دو فرزند اس وقت دو بحری جہازوں کے ذریعے مال تجارت لے کر ہندوستان گئے ہوئے تھے۔ ایک روز تاجر کو اطلاع ملی اس کا ایک بیٹا اسباب تجارت کے ساتھ سمندر میں غرق ہو گیا اور اس کے تمام ساتھی بھی ڈوب گئے۔ البتہ اس کا دوسرا بیٹا صحت وسلامتی کے ساتھ عدن پہنچا اور اب وہاں سے روانہ ہو کر اسکندریہ کی بندرگاہ پر آ رہا ہے۔ تاجر کو معلوم ہوا تو وہ بیٹے کا استقبال کرنے گیا۔ اس نے دیکھا کہ بیٹے کے ہمراہ بزرگ کو دیا ہوا قالین بھی لدا ہوا ہے اس نے اپنے بیٹا سے پوچھا۔ ''بیٹے! یہ قالین تمہیں کہاں سے ملا؟''۔ بیٹے نے کہا ''والد گرامی! اس قالین کا عجیب واقعہ ہے اور بڑی کرامت ہے۔ ہوا یوں کہ میں اور بھائی دونوں موافق ہوا دیکھ کر ہندوستان سے چلے۔ ہم دونوں الگ الگ جہازوں پر تھے۔ درمیان سمندر میں آئے تو مخالف ہوا چلی اور ہماری حالت خراب ہونے لگی اس وقت ہم دونوں کے جہاز ٹوٹ پھوٹ گئے اور تخت منتشر ہونے لگے۔ ہم لوگوں نے اپنا حال اللہ کے حوالے کیا اور بیٹھ رہے۔ اچانک ایک شیخ نمودار ہوئے اور ان کے ہاتھ میں یہ قالین تھا۔ انہوں نے میرے جہاز کو قالین سے باندھا اور ہم سلامتی سے چلنے لگے۔ جہاز قالین سے منسلک تھا۔ ہم ایک بندرگاہ میں داخل ہوئے جہاز کا سامان اتار کر اپنی جگہ رکھا' جہاز کی مرمت کرائی پھر اس میں سامان بھر دیا اور میرے بھائی کا جہاز ان کے تمام ساتھیوں اور سامان کے ساتھ ڈوب گیا' ان میں سے کوئی بھی نہیں بچا''۔ تاجر نے پوچھا'' بیٹے! اگر تم ان بزرگ کو دیکھو تو کیا پہچان سکو گے؟ کہا ہا ں۔ تاجر بیٹے کو لے کر بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لڑکا انہیں دیکھتے ہی چیخنے لگا وہ بزرگ یہی ہیں۔ بزرگ نے لڑکے پر دست شفقت پھیرا جس سے اس کے اوسان بحال ہوئے اور اطمینان پیدا ہوا''۔ تاجر نے عرض کیا'' حضور! آپ نے یہ بات ظاہر کیوں نہیں فرمائی تاکہ میں دوسرا قالین بھی دے دیتا'' فرمایا' ارادہ ربی اسی طرح تھا''۔

وفائے عہد کا امتحان

ایک بندہ صالح نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ دنیا کی کوئی پسندیدہ وخوبصورت چیز نہیں دیکھیں

گے۔ وہ ایک روز صرافوں کے بازار میں گئے وہاں انہوں نے ایک شخص کے پاس خوبصورت کمر بند دیکھا اتفاق سے کمر بند پر ان کی نظر پڑی۔ کمر بند کے مالک نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا کمر بند غائب ہو گیا اس نے انہیں پکڑ لیا اور کہا صالح اور نیک لوگوں کا یہ کام نہیں ہوتا' تم صوفی ہو کر چوری کرتے ہو؟ میرا کمر بند چرا لیا؟۔ انہوں نے کہا بخدا میں نے تیری کوئی شے نہیں لی ہے لوگوں نے انہیں برا بھلا کہا اور امیر کے پاس لے گئے اور حال بیان کیا امیر نے مرد صالح سے کہا۔ ''صلحاء کا یہ کام تو نہیں'' انہوں نے رو کر کہا۔ ''بخدا میں نے کچھ نہیں لیا''۔ مگر امیر کے حکم سے جب ان کے کپڑے اتارے گئے تو کمر بند کمر سے لپٹا ہوا ملا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ امیر نے کوڑا مارنے والے کو بلایا۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی ''اے اللہ کے بندے! اس ولی اللہ کو نہ مار' اسے ادب سکھایا گیا تھا''۔

ہاتف غیبی کی آواز سن کر امیر کے بھی حواس گم ہو گئے مرد صالح کو ہوش آیا اس نے التجا کی۔'' اے میرے مالک و مولا! میری غلطی معاف فرما' میں اپنا جرم اور گناہ جان گیا ہوں' میں ہی خطا وار ہوں جو تجھ سے عہد کے بعد غفلت میں سرزد ہوا۔ اس پر میری گرفت نہ کر! الامان الامان یا منان''۔ اس کی اس طرح گریہ وزاری دیکھ کر لوگ زار و قطار رونے لگے۔ امیر کو ہوش آیا تو اس مرد صالح کے دست و پا کو بوسے دیئے اور اصل واقعہ دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہدہ کیا تھا کہ دنیا میں کوئی عمدہ چیز نہیں دیکھوں گا اور میں نے اس شخص کے ازار بند کو غفلت میں دیکھا اتنے میں دیکھتا ہوں کہ یہ آکر مجھ سے لپٹ گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے چلے گئے۔

یا عدتی فی شدتی ان لم تکن انت فمن

اے میرے کٹھن وقت کے ذخیرے' اگر تو نہ ہو تو بھلا کون ہے؟

ینقذنی من الردی یا صاحب الفعل الحسن

جو مجھے ہلاکت سے بچائے' اے نیک عمل والے۔

طوبی لمن بات بکم مشرد عن الوطن

خوش نصیب ہے وہ جو وطن سے فرار ہو کر تیرے پاس شب گزارے۔

تو صرف خدا کا ہو جا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے لکام کی ایک پہاڑی پر ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا ان کے اردگرد خونخوار درندے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جب وہاں گیا تو درندے ان کے پاس سے چلے گئے اور انہوں نے نماز ہلکی کر کے سلام پھیرا اور فرمایا۔ ''اے ابوالفیض! اگر تم صاف دل ہوتے تو یہ وحشی جانور تمہیں تلاش کرتے اور پہاڑ بھی تم پر مائل ہوتا' میں نے کہا دل صاف ہونے کے کیا معنی ہیں؟'' فرمایا۔ ''تم خالص اللہ کے لئے ہوتے' اور اللہ تمہارا ہوتا''۔ بندہ اس مقام کو کب پاتا ہے؟ تم اس مقام کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تمہارے دل سے مخلوق کی محبت نکل نہ جائے' بالکل اس طرح جیسے دل سے شرک نکل چکا ہے یہ بات تو میرے لئے بہت کٹھن ہے مگر یہ چیز عارفان حق کے لئے بہت آسان ہے۔

شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور صالح جوان

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ویرانے میں ایک صالح جوان کو دیکھا اس کی خوبصورت زلفیں تھیں ایک چادر اوڑھے ہوئے' بدن پر کتان کا کرتا اور پاؤں میں تسمہ دار جوتا تھا۔ ایسے جنگل میں اس کا یہ لباس دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی سلام وجواب کے بعد میں نے پوچھا کہاں کے باشندے ہو؟ جوان: میں دمشق کا رہنے والا ہوں۔ حضرت شیخ: وہاں سے کب چلے ہو؟ جوان: آج ہی چاشت کے وقت مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کیونکہ وہاں سے دمشق کئی منزل دور تھا میں نے پھر پوچھا'' کہاں جاؤ گے؟'' جوان: ان شاء اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ۔

میں سمجھ گیا کہ یہ رحمت باری کے سہارے چل رہا ہے اور میں اسے رخصت کر کے آگے بڑھ گیا۔ پھر تین سال کا عرصہ گزر گیا میں نے اس کو نہیں دیکھا ایک روز اپنے گھر میں بیٹھا اس کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ معلوم نہیں اس کے بعد جوان کا کیا حال ہوا؟ اتنے میں اچانک دروازہ پر دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو باہر وہی تھا۔ سلام کے بعد میں اسے اندر لایا' اس وقت وہ ننگے سر اور ننگے پاؤں تھا اور اس کے جسم پر کمبل کا ایک کرتا تھا۔ میں نے پوچھا کیا خیر خبر ہے؟ جوان نے کہا۔ ''استاد محترم! مجھے میرے معاملہ کی اطلاع نہیں کی جاتی' کبھی میرے ساتھ لطف کا برتاؤ کرتا ہے' کبھی بے وقار کرتا ہے' کبھی بھوکا رکھتا ہے' کبھی کھلاتا ہے۔ کاش مجھے اولیاء کے اسرار واحوال کی کچھ خبر دیتا'

پھر جو چاہتا کرتا''۔ یہ کہہ کر بہت رویا اور اس کی باتوں سے مجھے بھی رونا آ گیا اور میں نے پوچھا مجھ سے ملنے کے بعد تم پر کیا گزری؟ نوجوان: افسوس! وہ جس شے کو چاہتا ہے کہ میں چھپاؤں میں اسے ظاہر کروں؟ بہر حال پہلا کام جو میرے ساتھ میرے مالک ومولا نے کیا وہ یہ کہ مجھے تمیں روز بھوکا رکھا۔ اس کے بعد میں ایک گاؤں کے اندر کھیرے کے ایک کھیت کے قریب پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ خراب کھیرے نکال کر پھینک دیئے گئے تھے میں ان میں سے چن چن کر کھانے لگا۔ اتنے میں کھیت کا مالک وہاں پہنچا اور مجھے کوڑے سے مارنے لگا اور کہنے لگا چور کہیں کا' تو ہی کھیت کو خراب کیا کرتا تھا' میں کئی روز سے تجھے ڈھونڈ رہا تھا' اب میں نے تجھے پکڑا ہے۔ اتنے میں ایک اسپ سوار تیزی سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے اس کے سر پر آ پہنچا اور اس سے کوڑا چھین کر کہتا ہے اللہ کے دوستوں پر حملہ کرتا ہے' اور انہیں مار کر ان کی توہین کرتا ہے اور انہیں چور کہتا ہے۔ کھیت والے نے یہ سنا تو مجھے اپنے گھر لے گیا۔ مجھ سے معافی طلب کی اور جس قدر عزت وتوقیر ممکن تھی' کی کیونکہ میں اس کے نزدیک چور سے ولی بن چکا تھا۔

نوجوان ابھی اتنا ہی واقعہ بیان کر سکا تھا کہ کسی نے حضرت شیخ معروف کرخی کے دروازہ کو کھٹکھٹایا دروازہ کھلا تو وہی کھیرے کے کھیت والا شخص تھا وہ دولت مند تھا' آیا اور اس نے اپنی ساری دولت فقیروں پر تقسیم کر دی اور اس جوان کے ہمراہ ہو گیا دونوں حج کے لئے روانہ ہوئے اور جنگل ویرانے میں وفات پا گئے۔

جسم زمین پر اور روح عالم قدس میں

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ ویحییٰ علیہما السلام ایک سفر میں ساتھ ساتھ روانہ ہوئے ایک بار حضرت یحییٰ علیہ السلام سجدہ میں سو گئے۔ وہ سجدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کیا تھا حضرت عیسیٰ نے چاہا کہ انہیں بیدار کریں۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی۔ ''یعیسی ان روح یحیی عندی فی حضرۃ قدسی وجسدہ بین یدی فی ارضی ولقد یاھیت بہ کرام ملائکتی'' ''اے عیسیٰ! یحییٰ کی روح میرے پاس حضرت قدس میں ہے اور ان کا جسم میرے سامنے زمین پر اور ان سے میں نے معزز فرشتوں پر فخر کیا ہے۔

اہل حضور

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے فکر کو مجتمع کیا۔ اپنے قلب کو حاضر کیا اور خود کو اپنے ربّ کے حضور کھڑا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''اے ابو یزید! میرے پاس کیا لائے ہو؟'' عرض ابو یزید: دنیا سے زہد و بے رغبتی۔ ارشاد فرمایا: اے ابو یزید! میرے نزدیک تو دنیا کی قدر مچھر کے پر اتنی بھی نہیں، پھر اس سے زہد و اجتناب کیا؟ عرض ابو یزید: بار الہا! میں اپنی اس حالت سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ (جئتك بالتوكل عليك) میں تجھی پر توکل کر کے آیا ہوں۔ ارشاد فرمایا: اے ابو یزید! میں نے جو ضمانت تجھے دی تھی کیا اس پر بھروسہ نہیں، کہ تو نے توکل کیا؟ عرض ابو یزید: اے اللہ! میں ان دونوں حالتوں سے توبہ کرتا ہوں (جئتك بك اوقال بالا فتقار اليك) میں تیرے پاس تیرے ہی ساتھ آیا ہوں یا تیرا محتاج بن کے آیا ہوں۔ ارشاد فرمایا ''ہم نے تجھے قبول کیا'' فقیر بدر القادری کہتا ہے:

دنیا کی زندگی کا مقصود پا چکے ہیں
تنہائیوں میں چھپ کر آنسو بہانے والے
روتے ہیں، چیختے ہیں کرتے ہیں آہ و زاری
پیتے ہیں جام کوثر غم میں نہانے والے
ہے نصب ان کا جھنڈا بلندیوں پر
فضل خدا پہ جو ہیں تکیہ لگانے والے
اہل طلب پہنچ جاتے ہیں ان کے در تک
چھپتے کہاں ہیں عطر و عنبر لٹانے والے

دنیا فانی ہے

ایک زاہد فرماتے ہیں ''میں زہاد کی ایک جماعت کے ساتھ تھا نماز ظہر کا وقت ہوا اور ہم لوگ ایسے ویرانے جنگل میں تھے جہاں پانی موجود نہیں تھا۔ ہم لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے پانی کے لیے دعا مانگی۔ دعا ابھی تمام نہیں ہوئی تھی کہ ہم نے بہت دور کسی شے کو دیکھا اور ادھر چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے لمبی مسافت کو ہمارے لئے مختصر فرما دیا۔ ہم پہنچے تو وہاں ایک شاندار محل تھا جس کے گرداگرد باغ

آراستہ‘ نہریں رواں اور چشمے جاری تھے۔ ہم لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وضو کر کے نماز ادا کی نماز کے بعد محل میں جانے کا قصد کیا۔ اس کی دیوار پر دو شعر لکھے ہوئے تھے جن کا مفہوم یہ ہے۔ ”یہ اس قوم کی منزلیں ہیں‘ میں نے جنہیں بھرپور عیش و عشرت میں پایا تھا۔ جنہیں کوئی اندیشہ نہیں تھا‘ پھر گردش زمانہ نے انہیں بلایا اور وہ قبروں کی جانب کوچ کر گئے اب نہ وہ ہیں اور نہ ان کے نام ونشان“۔

محل کے اندر ایک تخت کے قریب بھی کچھ اشعار لکھے ہوئے تھے جن کا مفہوم یہ ہے ”تو ہمہ وقت ایسی ہی شے طلب کرتا رہا جو ہلاکت خیز ہے اور تو اس شے کے لئے بڑی مشقت کرتا تھا‘ اور اپنی امید کے مطابق پھر تو عرب و عجم کی زمین کا مالک بن گیا۔ بعد ازاں تجھ پر موت نے ہاتھ بڑھایا اور جس طرح اور لوگ مر گئے تو بھی مر گیا“۔

محل کے بائیں باغ میں سنگ مرمر کی لوح پر بھی چند اشعار کندہ تھے جن کا خلاصہ یہ ہے۔ ”کبھی اس محل کا مالک بھی ایسا تھا کہ لوگ اس سے حسد کرتے تھے۔ عیش کے سائے میں رہتا تھا لوگ اس کی ہیبت سے کانپتے تھے‘ اچانک اس پر موت آئی‘ جسے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ بالآخر وہ مر گیا اور تاج اس کے سر سے اتر گیا اب تو اس محل میں گھوم پھر کر دیکھ کتنی وحشت برستی ہے۔ کبھی یہ آباد تھا اب اس کے رہنے والے کہیں جا کے گم ہو گئے ہیں“۔

ہم لوگوں نے ان اشعار کو دیکھا تو بہت پسند کیا اس کے بعد ہم لوگ ایک قبے کی طرف گئے جس کے درمیان میں ایک قبر تھی اور لوح مزار پر بھی ایک شعر لکھا تھا جس کا مفہوم یہ ہے۔ ”میں مٹی کے اندر پھنسا ہوا‘ تنہا پڑا ہوں‘ میرا چہرہ مٹی کی اینٹ پر پڑا ہوا ہے“۔ فقیر بدر القادری عرض گزار ہے۔

سلاطین جہاں کو قصر عالی کے مکینوں کو
صدا دے جا کے کوئی مہوشوں کو مہ جبینوں کو

کہاں ہے رخ کا غازہ اور لبوں کی سرخیاں ان کی
خبر دیں کچھ تو اپنی دہر کے باقی مکینوں کو

وہ جن کے پاؤں نے مٹی نہیں چھوئی تھی جیتے جی
ان مٹی نے کھا ڈالا ہے ان سب نازنینوں کو

جو مکھی بیٹھنے دیتے نہ تھے اپنے لباسوں پر
مکوڑے کھا رہے ہیں آج ان سب شہ نشینوں کو

اس مضمون میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار بھی ہیں۔ انسه الله فی قیره، وعامله بلطفه و برة، واسکنه بحبو حته جنته واعاد علی المسلمین من بر کتهٔ امین۔

رکوب النعش انساهم رکوبا　　علی الخیل العتیقات النجاب

جنازہ کی سورای نے انہیں سوار ہونا بھلا دیا عمدہ عربی گھوڑوں پر جو عمدہ نسل کے تھے۔

ولیل القبر انساهم للیل　　بیه العرس الملیحات النقاب

قبر کی تاریکی نے شب عروسی کو جو ملیح اور خوبصورت دلہنوں کے ساتھ گزاری تھی بھلا دیا۔

و انساهم لفرش ناغمات　　لها قد زینوا فرش التراب

اوران سے نرم بستر فراموش ہو گئے، اوران کے لئے مٹی کے بستر بچھ گئے۔

علا الزود الخدور و غاص فیها　　اکولا للبهیات التراب

ان کے رخساروں پر کیڑے چڑھ گئے اوران بارونق چہروں کو کھاتے ہوئے اندر تک گھس گئے فقیر بدر القادری عرض گزار ہے۔

قبر اک جاں گداز منزل ہے　　فرش خاکی پہ جا کے سونا ہے
تا بکے زندگی کا عیش و طرب　　خاک میں مل کے خاک ہونا ہے

سید علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور اہل بقیع

مولائے کائنات سرتاج روحانیاں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔ ''میں بقیع میں احباب کی زیارت کے لئے گیا اور میں نے ایک ایک کو سلام کیا اور وہاں سے یہ شعر پڑھتے ہوئے لوٹا''۔

مالی مورت علی القبور مسلما　　قبر الحبیب فلم یرد جوابی

کیا وجہ ہے کہ میں قبروں پر سلام کرتا ہوا گزرا اور دوست کی قبر پر سلام کیا تو جواب نہیں ملا۔

یا قبر مالك لا تجیب منادیًا　　امللت بعدِی محبته الا حباب

اے قبر! تجھے کیا ہوا؟ کہ پکارنے والے کو جواب نہیں دیتی کیا تو میرے بعد احباب کی صحبت سے اکتا گئی۔

مجھے اسی وقت بلند آواز میں جواب دیا گیا۔

قل للحبیب و کیف لی بجوا بکم　　وانا الرھین بجندل و تراب

حبیب سے کہہ دے کہ میں کس طرح جواب دوں کہ میں تو مٹی اور پتھروں کے اندر محصور ہوں۔

اکل التراب محاسنی فنسیتکم　　و حجبت عن اھلی و عن احبابی

مٹی میرے حسن کو کھا گئی تو میں تمہیں بھول گیا اور اپنے احباب واقربا سے روپوش ہو گیا فقیر بدرعرض گزار ہے۔

قید مرقد میں میں مقید ہوں　　کس طرح دوں تری صدا کا جواب
سارے احباب میرے چھوٹ گئے　　ہو چکی بند زندگی کی کتاب

اعتراضات وجوابات

خاتمہ کتاب پر امام علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ بعض علماء کے ان شبہات کا جواب دیتے ہیں' جو انہوں نے اولیاء اللہ اور فقراء پر وارد کیے ہیں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے۔

شیخ حمزہ کی حکایت پر اعتراض وجواب

ابوالفرج ابن جوزی اولیاء اللہ کی بعض حکایات کے انکار میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں انہوں نے شیخ ابوحمزہ خراسانی کے اس واقعہ پر بھی اعتراض کیا ہے جو اس کتاب میں بعنوان ''جن کا تکیہ خدا پر ہوتا ہے'' لکھا گیا ہے۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں شیخ ابوحمزہ خراسانی نے خود کو ہلاکت میں ڈالا ہے جو شرعاً ناجائز ہے' اپنی دلیل میں آیت قرآنیہ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃ (اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو) پیش کی ہے۔

جواب میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علامہ ابن جوزی کا یہ اعتراض درست نہیں ہے' کیونکہ حضرت شیخ ابوحمزہ سے یہ فعل ایسی حالت میں صادر ہوا جب کہ انہیں یقین کامل' قلب بصیر' اور حال بلند عطا ہو چکا تھا۔ وہ اپنے آقا ومولیٰ کے سوا کسی اور سے استمداد کو اپنی حیاء کے خلاف سمجھنے لگے تھے۔ جیسا کہ حضرت شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ ''انا لا نری مع الحق احدًا ان کان ولا بد فکا لھباء ان فتشتہ لم تجدہ شیئًا ہم اللہ کے ساتھ مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیکھتے اور کبھی اگر ضرورتاً دیکھنا بھی ہوتا ہے تو انہیں یوں پاتے ہیں جیسے ہوا میں ذرات کا وجود' جو تفتیش کے بعد کچھ بھی نہیں ہوتے''۔

میں کہتا ہوں کہ منکر پر اگر وہ حالت طاری ہو جائے جو ان حضرات پر طاری تھی تو یہ اس کا انکار

نہ کریں اور اس انکار میں ایک تعجب کا پہلو یہ بھی ہے کہ ابن جوزی بزرگوں کے معتقد ہیں اور ان حضرات کے کلام اور واقعات و کرامات سے اپنے کلام کو آرائش دیتے ہیں۔ اس کے باوجود ایک ایسے اہل اللہ جنہوں نے ماسواء اللہ سے خود کو فنا کر کے قلب روشن حاصل کیا' اور ملک و ملکوت میں ذات واحد کے سوا ہر ایک سے اپنے نفس کو یک سو کیا' ان کی حکایت کا کیوں انکار کیا؟

اور اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جس کرامت کا انہوں نے انکار کیا ہے' اس کا ثبوت خود شرع میں موجود ہے' جو "شاہد کامل" ہے اور وہ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام ربّ تعالیٰ کے حکم سے ہوا میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ھل لک حاجتہ ؟ کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ جواب دیا۔ اما الیک فلا مگر آپ سے تو مجھے حاجت نہیں ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا فاسئل ربك اپنے پروردگار ہی سے سوال کیجئے۔ سیدابراہیم خلیل اللہ نے جواب دیا حسبی من سوالی علمه بحالی حسبی الله و نعم الوکیل اس بارگاہ میں مجھے عرض و سوال کی کیا ضرورت؟ وہ خود میرے حال کو جانتا ہے۔ یہ جو کچھ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے صادر ہوا آخر یہ کیا تھا؟ ان کا یقین کامل اور مقام بلند ہی تو تھا؟ اس کے علاوہ اہل تحقیق علماء عظام نے بیان فرمایا ہے کہ توکل کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔

اہل توکل کی پہلی قسم

وہ لوگ جنہوں نے خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا' اب وہ نہ اپنی ذات کے لئے نفع حاصل کرتے ہیں اور نہ خود سے دفع ضرر کرتے ہیں' اور وہ حضرات اپنے اصول کو ضروریات اور غیر ضروریات تمام پر جاری رکھتے ہیں' خود کو نہ اپنے دشمنوں سے بچاتے ہیں اور نہ درندوں سے۔ گویا اپنے لئے کوئی سبب اور ذریعہ پیدا ہی نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض کا یہ حال ہے کہ ان کا کپڑا اگر کسی جھاڑی میں الجھ جائے تو کپڑے کو کانٹے سے چھڑانا بھی گوارا نہیں فرماتے۔ تاآنکہ ہوا چلے اور کپڑے کو جھاڑی سے آزاد کر دے۔ قطب وقت' حجۃ اللہ' امام العارفین ابو محمد سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔" اوّل مقام فی التوکل ان یکون العبدبین الله سبحانه کالمیت بین یدی لغاسل یقلبه کیف شاء' لا یکون له حرکته ولا تدبیر توکل کا اوّل تر مقام یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے ایسا بن جائے جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ وہ اسے جدھر چاہے حرکت دے کر الٹ پلٹ کرے اس کی اپنی کوئی حرکت اور تدبیر نہ رہے"۔

اہل توکل کی دوسری قسم

اہل توکل کی دوسری قسم میں وہ حضرات جو ضروریات میں اسباب تلاش کرتے ہیں اور غیر ضروری چیزوں میں ایسا نہیں کرتے۔ وہ چاہے دفع ضرر کے لئے ہو یا فائدہ حاصل کرنے کے لئے' اسی پر تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا عمل ہے۔ اسی قبیل سے حضور نبی اکرم ﷺ کا ہجرت کے سفر میں کفار سے بچ کر غار ثور میں پوشیدہ ہونا بھی ہے (جسے منکر نے اپنی دلیل میں پیش کیا ہے) مگر بعض اولیاء اللہ اس سے بھی احتراز کرتے ہیں اور اپنی ذات کے لئے کوئی سبب نہیں ڈھونڈتے۔ ان حضرات سے غلبہ حال میں جس وقت کہ ان کے اختیارات مسلوب ہوتے ہیں' کچھ ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جن پر سب کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ کلیتہً ترک اسباب کرنے والے اولیاء اللہ' دوسری قسم والوں سے افضل ہیں' بلکہ کبھی معاملہ بالعکس ہوتا ہے خود نبی کریم ﷺ ہر سبب سے احتراز نہیں فرماتے تھے۔ کبھی نہایت خوفناک اور خطرناک مقامات پر تنہا تشریف لے جاتے تھے جیسے یوم حنین وغیرہ اسی طرح آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم بھی سے جو اکثر احادیث میں مذکور ہے' اس کا ذکر طویل ہے۔ **واما قوة احوال بعض الاولياء وما اعطوا من اليقين والكرامات فكلها مستمدة من فيض فضله صلى الله عليه وسلم و منسوبة اليه** اور اولیاء اللہ کی قوت' احوال' اور دولت یقین و کرامات سب کی سب آپ ہی کی عنایات اور فضل و کرم کا فیض ہے (ﷺ) اور سب آپ کی جانب منسوب ہیں۔

اور رسول اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ آسان طریق پر گامزن ہوتے' جس پر خواص و عوام سہولت سے چل سکیں سرکار اس راہ کے تمام شہ سواروں اور قافلوں سے مشکل ترین راہ پر چل سکتے تھے' مگر اس صورت میں آپ کی شان رؤفی و رحیمی کا اظہار کیسے ہوتا رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَّحِيمٌ** ان پر سخت گراں ہے۔ تمہارا مشقت میں پڑنا بہت چاہنے والے ہیں تمہاری بھلائی کو' ایمان والوں پر نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والے ہیں۔ **جزاه الله عنا افضل الجزاء** اور بعض مردان قوی' قافلوں کے اندر خوفناک راہوں پر سب سے آگے آگے چلتے ہیں حالانکہ انہیں لوگ منع بھی کرتے۔

تیسری قسم

توکل کے سلسلہ میں تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو عالم اسباب سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں، خواہ وہ اسباب ضروریہ ہوں یا غیر ضروریہ مگر ان کا اعتماد اور بھروسہ ذات مسبب الاسباب (اللہ تعالیٰ) ہی پر ہوتا ہے۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے عمل پر اعتراض

علامہ ابن جوزی نے حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعہ پر بھی اعتراض کیا ہے جس میں آیا ہے کہ آپ کے دل میں ایک بار یہ بات آئی کہ "تو بخیل ہے" پھر انہوں نے ارادہ کیا کہ مجھے اب جو ملے گا، راہ خدا میں دوں گا۔ چنانچہ پچاس دینار ملے اور انہوں نے ایک فقیر کو دینا چاہے مگر اس نے نہیں لئے۔ بالآخر انہوں نے یہ دینار دریا میں پھینک دیئے" اس پر یہ اعتراض ہے کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے مال ضائع کیا جو شرعاً ناجائز ہے؟ **جواب:** علامہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب تین طرح دیتے ہیں ایک تو یہ کہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ فعل "مقام حال" میں سرزد ہوا، اور صاحب حال چونکہ احساس ظاہری سے عاری ہوتا ہے، اس لئے وہ احکام شرع کا مکلف نہیں ہوتا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مال میں کوئی سمیت اور گندگی دیکھی ہو کہ وہ جس کے پاس جاتا اسے ہلاک کر دیتا، اس لئے انہوں نے اس مال کو ہی ضائع کرنے کا اذن ملا ہو جس پر انہیں ناچار عمل کرنا پڑا۔ واللہ اعلم بالصواب

شیخ احمد بن ابوالحواری کے واقعہ پر اعتراض

حضرت شیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول تھے اس وقت آپ کے مرید شیخ احمد بن ابوالحواری نے حضرت کو سو بار پکارا حضور والا تنور گرم ہو گیا ہے۔ آپ نے جواب میں کہا "جا اس میں گھس جا" شیخ احمد نے اپنے مرشد سے یہ عہد کیا تھا کسی معاملہ میں ان کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اس لئے تنور میں داخل ہو گئے کچھ دیر اس میں رہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ ابوسلیمان نے اپنے خدام کو انہیں تنور سے نکالنے کا حکم دیا وہ بالکل جلے نہیں تھے ابن جوزی کہتے ہیں کہ شیخ احمد بن ابوالحواری نے خود کو جان بوجھ کر ہلاکت میں ڈالا تھا۔

جواب :اس کا جواب یہ ہے کہ شیخ احمد کو اپنی قوت یقینیہ سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ وفائے عہد اور وعدہ کی پابندی انہیں ہر مہلک اور اذیت رساں شے سے بچائے گی اور ممکن ہے ان پر اس وقت ایسا حال طاری ہو گیا ہو جس کے استغراق سے آگ کی سوزش کا احساس بھی نہیں ہوا۔ چنانچہ ایک عارف فرماتے ہیں ''الصادق تحت خفارة صدقه سچا انسان اپنی صداقت کی پناہ میں ہوتا ہے''۔ یعنی جب وہ اپنی صداقت کی حفاظت کے لئے اگر مہلک چیزوں میں بھی پڑ جائے تو اس کی سچائی ہلاک ہونے سے بچالیتی ہے اور خدا کے حکم سے ایسی ہلاکت اس کیلئے نجات کا سبب بن جائے گی۔ اسی قبیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: قلنا یانارُ کونی بردًا و سلاماً علیٰ ابراھیم

صاحب تجرید بزرگ کے واقعہ پر اعتراض

واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بزرگ بے سر و سامان متوکل علی اللہ ہو کر حج کو چلے اور عہد کیا کہ کسی سے کوئی مدد نہیں مانگوں گا۔ راستہ میں جان پر آ بنی' قافلہ چلا گیا موت کا انتظار کر رہے تھے کہ کچھ ہو جائے عہد نہیں توڑوں گا۔ اتنے میں ایک غیبی سوار نے صراحی پیش کی اور قافلہ تک پہنچا دیا۔

اس پر بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ جواب میں فرماتے ہیں' بنیادی بات یہ ہے کہ یا تو واقعہ کا غلط ہونا روایت کی رو سے ثابت کیا جائے لیکن جب واقعہ کا ثبوت صحت کو پہنچ جائے تو ہونا یہ چاہئے کہ شرع شریف کے موافق اس کی تاویل کی جائے (نہ کہ انکار)

اگر واقعہ کی تاویل علم ظاہر کے مطابق نہ ملے تو کہنا چاہئے کہ ممکن ہے اس کی باطنی تاویل ہو' جسے علماء باطن عرفاء جانتے ہیں اور اس منزل پر حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کیا جائے تیسرا محمل یہ ہے' ہو سکتا ہے ان سے یہ واقعہ عالم سکر میں سرزد ہوا ہو اور ان تمام تاویلات کے باوجود ان اولیاء اللہ سے بدظنی رکھنا بے توفیقی ہے۔ نعوذ باللہ تعالی من الخذلان وسوء القضاء و من جمیع انواع البلاء

خبردار

یاد رکھو کہ جس کا دل فقراء صالحین اور صدیقین کے حالات کا یقین رکھتا ہے ان کی محبت سے لبریز اور ان کے اخلاق سے باخبر ہے وہ ان کے مبارک حالات کے مطابق واقعات کی تاویل کر لیتا

ہے۔ جیسا کہ میں نے تاویل کے تین طریقے ذکر کئے اور جوان کے حالات سے واقف نہیں، جس نے ان جیسی شراب معرفت نہیں پی، یا اس بادہ وحدت کو نہیں چکھا اور ان حضرات کے علوم اور طریقہ سے آگاہ نہیں ہوا اور ان سے کامل حسن ظن نہیں رکھتا تو ہو سکتا ہے ایسا شخص ان کے اقوال، افعال اور احوال کا منکر ہو۔

حضرت قطب احمد بن عبداللہ کے واقعہ کا انکار

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں فضاء کے اندر ایک قطب وقت بزرگ کی طلائی سواری کا جو واقعہ میں نے بیان کیا ہے کچھ لوگوں نے اس واقعہ کے انکار میں بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے۔

منکرین کی بات کا جواب

امام یافعی فرماتے ہیں یہ واقعہ قابل انکار نہیں ہے کیونکہ یہ کام از خود نہیں کیا تھا۔ بلکہ عالم ملکوت میں ربّ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ اعزاز عطا فرمایا تھا یہ اس عالم کی بات نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کچھ خاص بندوں کو اجازت دے کہ وہ ریشم کا لباس پہنیں اور وہ حضرات اس اذن پر عمل کر لیں تو اس میں شرع کی بے حرمتی نہیں ہے۔

ہو سکتا ہے کہ یہ اعتراض کیا جائے کہ ان لوگوں کو ایسا ''علم یقین'' کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ جس طرح (قرآن مجید سورہ کہف میں مذکورہ واقعہ اندر) حضرت خضر علیہ السلام کو حاصل ہوا، کہ انہوں نے لڑکے کو جان سے مار ڈالا حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام ولی ہیں، نبی اور رسول نہیں۔ اہل علم اس قول کو معتبر فرماتے ہیں اسی طرح اہل علم کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام ابھی زندہ ہیں، یہ بات اولیاء اللہ کے نزدیک یقینی ہے۔ فقہاء بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں اور اہل اصول اور اکثر محدثین بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ حضرت امام شیخ ابو عمر بن صلاح نے حضرت خضر علیہ السلام کی حیات پر اجماع نقل فرمایا ہے۔ ان سے امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا اور اسی مذہب کی تقریر و تائید کی ہے۔

فقہاء کی ایک جماعت نے شیخ امام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا ''اگر آپ حضرات کے امام تقی الدین

دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ یہ بتائیں کہ انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو بچشم خود دیکھا ہے تو آپ حضرات ان کی بات مانیں گے؟ یا انکار کر دیں گے؟'' فقہاء نے کہا ہم ان کی تصدیق کریں گے۔ فرمایا۔ ''قدو اللہ اخبر عنه سبعون صدیقًا انهم داوه با عینهم کل واحد منهم افضل من ابن دقیق العید بخدا ستر صدیقوں نے خبر دی ہے کہ انہوں نے خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے' اور ان میں سے ہر ایک شیخ ابن دقیق العید سے افضل ہے''۔

میں کہتا ہوں' اہل تحقیق اور علماء موفقین کا یہی مذہب صحیح ہے کہ ان العارفین باللہ تعالی افضل من العلماء با حکام اللہ' رضی اللہ عنہم خدا کی معرفت رکھنے والے اولیاء احکام کا علم رکھنے والے علماء سے افضل ہیں۔ حضرت شیخ تقی الدین ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ خضر علیہ السلام کی زیارت کرنے والے بعض اولیاء اللہ کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ حضرات میرے نزدیک اتنے اتنے فقہاء سے بہتر ہیں۔ اسی طرح بزرگ عالم ربانی قاضی نجم الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا مکہ میں خبر آئی کہ امام عارف باللہ اسماعیل بن محمد حضرمی رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے۔ اس وقت حضرت امام عارف باللہ احمد بن موسیٰ بن عجیل مکہ مکرمہ میں تھے انہوں نے سنا تو فرمایا۔ ''ارجوا ان یفدیه اللہ بما ئته فقیه'' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بدلے ایک سو فقہاء کو فدیہ کر دے۔

اس کے بعد یہ خبر آئی کہ آپ کا انتقال نہیں ہوا ہے بلکہ زندہ ہیں' اور پھر ایک زمانہ کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

ہم اپنا مقصود پھر ذکر کرتے ہیں کہ جو شخص اولیاء اللہ کا معتقد' ان کی کرامات کو ماننے والا اور یقین کرنے والا ہے وہ ضرور یقین کرے گا کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ کیونکہ علماء صدیقین ہر دور میں فرماتے آئے ہیں کہ انہوں نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے' اور ان سے یہ روایات ثقہ علماء نے مشہور کتابوں میں نقل کی ہیں' میں نے بھی متعدد حکایات ایسی ہی کتب سے نقل کی ہیں مگر میں نے اسناد چھوڑ دی ہیں۔

مشائخ میں سے بعض کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت عارف باللہ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی جانب مخاطب ہوئے اور ان سے عمدہ عمدہ باتیں کیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت اگر اسی طرح روز ہمیں اپنے بیان سے نوازتے تو بڑا فائدہ ہوتا آپ نے فرمایا۔ میں نے آج ایسا اس لئے کیا کہ حضرت خضر علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تھے اور انہوں نے مجھے فرمایا کہ لوگوں کی طرف

متوجہ ہوکر ان سے کلام کیجئے آج آپ کے بھائی ذوالنون کا انتقال ہو گیا ہے' اور میں نے آپ کو ان کی جگہ مقرر کیا۔ اگر مجھے ان کا حکم نہ ہوتا تو میں تم لوگوں سے گفتگو نہ کرتا۔

شیخ جلیل حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' میں نے عیذاب کے ویرانے میں حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا' انہوں نے فرمایا۔ ''اے ابوالحسن! اللہ تمہارے ساتھ اپنا لطف جمیل فرمائے' اور سفر و حضر میں تمہارا رفیق ہو'' اور مجھ سے یمن کے بعض مشائخ نے بیان کیا' ان کے پاس مشائخ کی روایات بے حد ہیں۔ انہی مشائخ میں شیخ کبیر عارف حق حضرت ابو عبد اللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ میں نے شیخ جلیل حضرت نجم الدین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کو مقام ابراہیم کے پیچھے' یہ فرماتے سنا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے رہتے ہیں کہ جس زمانے میں قرآن مجید اٹھا لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنے پاس بلا لے۔

اہل جذب و تجرید کے بارے میں شبہات کا ازالہ

میں نے حضرت شیخ علی کردی کی حکایت میں یہ جو بیان کیا ہے کہ ان بزرگوں میں سے اکثر خود کو پوشیدہ رکھنے کے لئے' جذب' دیوانگی اور تجرید سے کام لیتے ہیں اور لوگ اس توہم میں پڑ جاتے ہیں کہ وہ حضرات نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں اور کچھ لوگوں کے سامنے برہنہ بھی ہو جاتے ہیں تاکہ ان کے ساتھ بدگمانی کی جائے اور انہیں بزرگ نہ سمجھا جائے۔ حالانکہ درحقیقت وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں۔ مگر اس طریقے سے کہ اللہ تعالیٰ جانے اور کسی کو خبر نہ ہو۔ ایسے لوگوں کو لوگوں نے نماز پڑھتے دیکھا بھی ہے وہ خلوت میں نماز ادا کرتے ہیں لوگوں کے سامنے نہیں ان حضرات کا طریقہ ظاہر ہے کہ وہ حضرات اپنی برائیوں کو اچھالتے ہیں اور اپنی نیکیوں کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ وہ تو اللہ کے حضور صدیق ہیں۔ وہ حضرات نمائش و نمود کو نہایت شدت سے دفع کرتے ہیں اور خود کو مخلوق کی نظر سے گراتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان کا اخلاص کامل ہوتا ہے' اور ان کے دل شرک خفی کے اثر سے بالکل پاک ہوتے ہیں اور یہ ایک ایسی علت ہے جس سے بندگان خاص کے سوا کوئی بچ نہیں سکتا۔ یہی سبب ہے کہ وہ حضرات نہ کسی کی مدح سرائی سے خوش ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی کی مذمت سے ناراض اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ لوگوں کے سامنے ہی نماز پڑھتے ہیں لیکن کسی کو معلوم نہیں کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے مخصوص حال کی وجہ سے لوگوں سے مخفی رہتے ہیں۔ ان کے حالات عقل کی گرفت سے بہت بلند ہیں جس کا ادراک صرف نور سے ہوتا ہے۔

ایک بزرگ کا یہ حال تھا کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نظر نہیں آتے تھے۔ ایک روز نماز کے لئے اقامت کہی گئی ایک فقیر جوان کے بارے میں بدظن تھے بولے' اٹھو اور نماز پڑھو بزرگ جماعت میں فقیہ صاحب کے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔ فقیہ صاحب نے نماز کی چار رکعتوں میں انہیں مختلف انسانوں کی شکل میں دیکھا' تکبیر تحریمہ کہی تو وہ وہی تھے۔ دوسری رکعت میں ان کی جگہ کوئی دوسرا آدمی نظر آیا۔ اسی طرح تیسری میں تیسرا اور چوتھی میں چوتھا اور جب سلام پھیرنے کا وقت ہوا تو پھر وہی بزرگ اپنی جگہ تھے فقیہ کو حیرت ہوئی بزرگ نے فرمایا۔ ''جن چار آدمیوں کو تو نے دوران نماز اپنے بغل میں دیکھا' ان میں سے کس نے نماز ادا کی ہے'' فقیہ کوئی جواب نہ دے سکے۔

اسی طرح قضیب البان ب حضرت الشیخ مفرج کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں کچھ مریدوں نے عرفہ کے روز میدان عرفات میں دیکھا اور ایک مرید نے انہیں ان کے مسکن پر دیکھا کہ آپ وہاں سے کہیں تشریف نہیں لے گئے۔ دونوں نے یہ بات ایک دوسرے سے بیان کی اور اپنی بات کی تصدیق کے لئے اپنی اپنی بیوی کو طلاق کی قسم کھائی معاملہ جب حضرت شیخ مفرج کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے دونوں کی تصدیق فرمائی اور بتایا کہ دونوں میں سے کسی کی بیوی کو طلاق نہیں ہوئی۔

حضرت شیخ کے حکم پر علماء اعلام اور فقہائے کرام کے سامنے' شیخ صفی الدین بن ابوالمنصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کی توضیع اس طرح فرمائی۔ ابولی اذا تحقق فی ولا یته وتمکن من التصرف فی روحانیته بعطی من القدرۃ فی التصور فی سور عدیدۃ فی وقت واحد فی جهات متعددۃ علی حکم اراته ولی جس وقت اپنی ولایت میں متحقق ہو جاتا ہے اور اپنی روحانیات میں تصرف کی اہلیت پالیتا ہے تو اسے قوت دی جاتی ہے کہ ایک وقت میں اپنی خواہش کے مطابق' مختلف صورتوں میں متعدد مقامات پر اپنے کو ظاہر کر سکتا ہے۔

اور حضرت شیخ کا ایک ہی وقت میں میدان عرفات میں اور دوسری جانب اپنے دولت کدہ کے اندر ہونا بیان کیا اور شیخ مفرج نے خود بھی اس کی توثیق فرمائی۔ میں کہتا ہوں کہ یہی جواب اس قسم کے تمام اشکالات کے لئے کافی ہے۔ مثلاً ایک بزرگ کا چار آدمیوں کی شکل میں نماز ادا کرنے کا واقعہ' فقیہ کا ایک ہی شخص کو بیک وقت ہوا میں اور اسی کو زمین پر بھی دیکھنا۔ حضرت سہل بن عبداللہ کا بیک وقت لوگوں کو نصیحت کرنا اور دوسری طرف اپنے حجرہ میں موجود رہنا ان تمام واقعات کی تاویل کے لئے شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح کافی ہے۔

(نوٹ) واضح رہے کہ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد اولیاء الشیطٰن کی متعدد اقسام کر کے اپنے انداز میں انہیں بیان کیا ہے اور خاتمہ کی دوسری فصل میں مشائخ عارفین کے عقائد اور تین بسیط عربی قصائد تحریر فرمائے ہیں۔ جنہیں ہم قلم انداز کرتے ہیں۔ آخر ۵۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"وکان الفراغ من تعلیقه یوم الجمعة المبارکة ' قبل صلوٰة الجمعته بالمسجد الحرام' تجاه الکعبة المشرفة بیت الحرام' زاده اللّٰه تعالٰی شرفًا وّ تعظیمًا ' سلخ رجب المرجب سنة ثلاث و خمسین و ثمان مئته' والحمد للّٰه رب العالمین اوّلًا واخرًا وباطنًا وظاهرًا' وسلام اللّٰه علٰی عباده الذین اصطفٰی وصلی اللّٰه علٰی سیّدنا محمّد وعلٰی اٰله صحبه وسلم ."

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی حیات طیبہ کے مہکتے گوشوں کا بیش بہا خزانہ

مرتبین

- علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی
- علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی
- مولانا مقبول احمد سالک مصباحی

حسب فرمائش

- حضرت الحاج محمد سعید نوری
- حضرت الحاج محمد عیسیٰ بابا نوری
- جناب الحاج سراج الدین خان
- جناب حاجی عبد الغفار رضوی بابو بھائی

تصحیح و تخریج

- مولانا مقبول احمد سالک مصباحی

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006